صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات، ۴ جون، ۱۹۸۷ء
(پنجشنبہ ۶ شوال ۱۴۰۷ھ)

جلد ۱۰ ـــــ شمارہ ۲

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات، ۴ جون ۱۹۸۷ء

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۷
مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ خوانی	۱۲
مسئلہ استحقاق	
۔ سوال نمبر ۲۸۲۸ کے جواب میں ادھوری معلومات کی فراہمی	۱۸
۔ ناچ گانے سے متعلق وفاقی وزیر عدل کے بیان پر تنقید	۱۹
۔ ایم ایس میو ہسپتال لاہور کا رکن اسمبلی سے ناروا سلوک	۲۳
تحاریک التوائے کار	
علامہ احسان الٰہی ظہیر کے سوگواروں کے جلوس پر تشدد	۳۰
محکمہ تعلیم میں غیر مسلم قادیانی افسران کی تعیناتی	۳۵

(بقایا مندرجات اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(بقیہ مندرجات)

مسودات قانون

	صفحہ نمبر
۔ مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ ۱۹۸۷ء	۴۲
۔ مسودہ قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مصدرہ ۱۹۸۷ء	۴۲
۔ پنجاب کی جامعات کی سینٹ میں نمائندگی کے لیے اراکین صوبائی اسمبلی کے انتخاب سے متعلق تحریک	۴۳
۔ ہندوستان میں ہونے والے مسلم کش فسادات پر بحث اور قرارداد کی منظوری	۴۳

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

جمعرات 4 جون 1987

پنجشنبہ ۶ شوال ۱۴۰۷ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(س انعام - آیات ۵۰ - ۵۱ - ۵۴)

اے پیغمبر آپ لوگوں سے کہ دیجئے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں۔ اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں۔ اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے اللہ کی طرف سے آتا ہے۔ ان سے کہو کہ بھلا اندھا اور آنکھ والا برابر ہے کیا تم اتنا غور نہیں کرتے۔

اور جو لوگ خوف رکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے رب کے رو برو حاضر کئے جائیں گے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے سوا ان کا کوئی دوست ہو گا اور نہ سفارش کرنے والا۔ ان کو اس قرآن کے ذریعے نصیحت کریں تاکہ برائیوں سے پرہیز کریں۔

اور جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں۔ جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں ـــ تو ان سے یہ کہا کرو کہ "تم پر سلامتی ہو" اللہ نے اپنی ذات خاص پر رحمت کو لازم کر لیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانستہ طور پر کوئی برائی کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے۔ تو بلاشبہ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وما علینا الا البلاغ

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ایک مخصوص مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جب ہم لوگ اپنی گاڑیوں میں سوار ہو کر اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کے لئے یہاں آتے ہیں تو رواں اجلاس میں انتظامیہ کے اعلیٰ کاران اور افسران ہمیں اسمبلی کے صدر دروازے کے باہر کی طرف اپنی گاڑیوں کو پارکنگ کی اجازت نہیں دیتے۔ اس کے علاوہ ایک خاتون رکن جو خود گاڑی چلا کر تشریف لائی تھیں انہیں بھی گاڑی پارک کرنے سے روک دیا گیا اور کہا گیا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ یہاں پر صرف فلیگ گاڑیاں کھڑی ہو سکتیں ہیں چونکہ ہماری اسمبلی کی حدود میں کہیں بھی مخصوص پارکنگ کی جگہ نہیں اور اسمبلی کی پچھلی طرف سڑکوں کے کنارے پر گاڑیاں کھڑی کرنا پڑتی ہیں۔ اور پھر اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے سے چند منٹ قبل اگر کوئی رکن تشریف لاتے ہیں تو وہ اگر دور دراز پارک کر کے جب آتے ہیں تو اسمبلی کی کارروائی شروع ہو چکی ہوتی ہے۔ ہمیں یہ سمجھ نہیں آتی کہ اس میں کیا مصلحت تھی کہ اس قسم کے احکامات جاری کر دئے گئے ہیں۔ اس لئے میں آپ کی توجہ اس مخصوص مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اگر آپ نے اس قسم کا حکم جاری کیا ہے تو اسے واپس لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ کا شکریہ۔ آپ کی اس بات کا نوٹس لیا جائے گا اور اس کو ہم دیکھیں گے کہ کس طرح یہ کام ہو رہا ہے۔ بہر صورت میرے علم میں یہ بات ہے کہ یہ پابندی حفاظتی اقدام کے تحت کی گئی ہے۔ اور میں آپ سے گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہم سب پر فرض ہے کہ حفاظتی اقدام اختیار کرنے میں بھرپور تعاون کریں۔ یہ ہم سب کے اور ملکی مفاد میں ہے اور خاص طور پر میں بیجز کے بارہ میں شاہ صاحب کی بات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں یہ بات یہاں کہنا چاہتا ہوں وزرا صاحبان کے بیجز کچھ بن چکے ہیں اور کچھ بن رہے ہیں اور ممبرز کے بیجز اسمبلی کی طرف سے کچھ تقسیم ہو چکے ہیں اور اگر کسی صاحب کے پاس نہ ہو یا گم ہو چکے ہوں تو اسمبلی سیکرٹریٹ یہ بیجز دوبارہ بنانے کے تیار ہیں۔ مجھے امید ہے کہ سب صاحبان بغیر کسی تفریق کے بیجز کا استعمال کریں گے۔ اور اس میں توہین کا کوئی پہلو نہیں بلکہ آپ کی بڑائی کا پہلو نکلتا ہے۔

میاں محمد افضل حیات (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر! یہ مسئلہ گذشتہ اجلاس میں بھی

پیش آیا تھا اور اس وقت شاہ صاحب موجود نہیں تھے ۔ اور اس مسئلے میں ممبر صاحبان کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور آپ نے مہربانی فرمائی اور اس نئے قاعدے کو ختم کر دیا تھا ۔ ایم پی اے صاحبان کی گاڑیاں کھڑی ہونے میں سیکورٹی کا کوئی مسئلہ نہیں ۔ اس میں تو ایک تفریق فلیگ کار اور بغیر فلیگ کار کے مابین کی گئی ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ بیشمار ممبر صاحبان ایسے ہیں جو خود گاڑی چلاتے ہیں ۔ اب جب ایک ممبر خود کار چلا کر آتا ہے اور یہاں کار پارک کرتا ہے اس سے سیکورٹی کا کیا مسئلہ پیش آ سکتا ہے ۔

جناب سپیکر: میں نے جیسا عرض کیا ہے کہ اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں ۔ آپ کوئی فکر نہ کیجئے۔

سید طاہر احمد شاہ: آپ نے بجا طور پر فرمایا کہ ممبران سیکورٹی انتظامات کے پیش نظر اپنے اپنے سینوں پر بیجز لگا کر اسمبلی میں آئیں مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ اس وقت بھی اس بات کی تصدیق کی جا سکتی ہے ۔ کہ اسمبلی کی گیلری میں ایسے افراد موجود ہیں جو نہ تو اسمبلی کے ارکان ہیں نہ وہ کسی Uniform میں ہیں اور نہ ان کے سینوں پر بیجز لگے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے ان کی شناخت نہیں ہو سکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ security خواہ اسمبلی کی ہو' کسی ادارے کی ہو یا کسی رکن کی ہو یہ انفرادی طور پر یہ ہماری تمام ممبران کی security کا مسئلہ وابستہ ہے ۔ مگر ارکان اسمبلی جنہوں نے ہر اجلاس میں آنا ہوتا ہے ان کو عملہ اور انتظامیہ کے افراد بخوبی شناخت کر سکتے ہیں۔ مگر کچھ لوگ اب بھی تصدیق کر لیں کہ جب میں آ رہا تھا اس طرف لابی کے جو راستہ ہے کرسیوں پر جہاں رہتے ہیں ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر شناخت ہی ضروری ہے ۔ تو تمام افراد خواہ ان کا تعلق کسی بھی شعبہ سے ہو اگر وہ اپنی شناخت کے لئے اسمبلی میں تشریف لائیں ہم ان کو شناخت نہیں کر سکتے کہ ان کا تعلق کس شعبہ سے ہے اور وہ کس حیثیت سے اسمبلی کی گیلریوں میں تشریف فرما ہیں ۔

چودھری محمد صدیق: جناب سپیکر! میں نے آپکی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں جو بھی گاڑی ہے خواہ وہ ٹیکسی ہے یا پرائیویٹ گاڑی ہے ان تمام گاڑیوں پر ہری پلیٹیں اور ہوٹر لگے ہوئے ہیں ۔اس طرح انکا کیا احترام ہے ۔ اس میں جناب کا بھی احترام نہیں ۔ افسران کا بھی احترام نہیں' دیگر ملازموں کا بھی نہیں ۔ مہربانی کرکے ایک ہفتے کے اندر اندر جو گاڑی پر ہری پلیٹ لگاتے ہیں ۔ ان کی پہچان

کے لئے فوری طور پر عمل ہونا چاہیے ۔ کہ کون ہیں ۔ وگرنہ اسطرح تو کوئی پہچان نہیں ہوتی ۔ اس طرح سپیکر کی پہچان نہیں ہوتی ایم پی اے کی پہچان نہیں ہوتی ۔ افسران اور ڈی سی کی بھی پہچان نہیں ہوتی ۔ یہ مسئلہ بہت خراب ہے ۔ اسکو حل کیا جانا چاہیے ۔ ہری پلیٹوں پر نصب ہوٹر سے یہ پتہ نہیں لگتا کہ یہ منسٹر کی کار ہے یہ کس کی کار ہے ۔ مہربانی کرکے اس ضمن میں سختی سے آرڈر کیا جائے ۔

جناب سپیکر: شکریہ

سید اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر! میں ذاتی بات کرنا چاہتا ہوں کل میرے ساتھ زیادتی ہوئی۔ میں نے باہر اپنی گاڑی کھڑی کرنا تھی تو انتظامیہ کے اہلکاران نے منع کیا کہ یہاں گاڑی کھڑی نہ کریں۔ لہٰذا میں گاڑی اگلی جگہ لے گیا تو انہوں نے کہا کہ یہاں بھی نہ کھڑی کریں پھر اور اگلی جگہ لے گیا تو کہا گیا کہ یہاں بھی نہ کھڑی کریں اسمبلی سے دور جا کر گاڑی کھڑی کریں ۔ جناب والا!ایک ایم پی اے کے ساتھ پولیس کا ایسا سلوک سرا سر زیادتی ہے ۔ یہ پولیس والے غنڈوں کو پکڑتے نہیں شریف آدمیوں کو تنگ کرتے ہیں ۔ بدمعاش آدمی کے لئے پولیس نہیں۔ لہٰذا اسکے لئے نوٹس لینا چاہیے ۔ اور جس انسپکٹر نے یہ کارروائی کی ہے۔ اسکے خلاف کارروائی کرنی چاہئے کہ اس نے ایسی حرکت کیوں کی ہے ۔ آپ نے سیکورٹی کے تحت یہ حکم کیا ہے ہم گاڑی باہر کھڑی کرتے ہیں ۔ دور کھڑی کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہاں بھی نہیں کھڑی کر سکتے ہیں ۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ ایسا کریں آپ میرے پاس تشریف لائیں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے ۔اور اسکا ہم ازالہ کرنے کی کوشش کریں گے ۔ آپ میرے پاس تشریف لائیں ۔ شاہ صاحب آپ نے کل ایک تحریک پیش کرنا چاہی تھی ۔ جسکی میں نے ضمنی بجٹ کی وجہ سے اجازت نہیں دی تھی ۔ آپ اگر پیش کرنا چاہیں تو میں آج آپکو اجازت دیتا ہوں آپ پیش کر سکتے ہیں ۔ رانا صاحب کے نکتہ وضاحت کے بعد آپ پیش کریں ۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! ارکان اسمبلی نے اپنے حقوق کے متعلق اپنی تکالیف بیان کی

ہیں۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا ہے کہ ایک آدمی نے کار بک کرائی اور ایڈوانس جمع کرا دیا اور جب اسکی تاریخ آئی کہ تم آکر اپنی کار لے جاؤ۔ اسکو گڈ پیش کر دی گئی۔ اس نے کہا بھائی میں نے تو کار بک کرائی تھی یہ گڈ کیسے آگئی انہوں نے کہا کہ یہی گڈ آئی ہے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ میں نے گزشتہ اجلاس میں ایک پرائیوٹ بل حصول اراضی کے متعلق پیش کیا تھا۔ جناب نے اسکو Standing Committee میں بھیج دیا ۔ اب اس مہنے کے آخر میں مجھے اطلاع ملی کہ آپ اپنے بل کے متعلق (standing Committee میں حاضر ہوں ۔ میں حاضر ہوا جناب والا!وہ بل لینڈ ریونیو کمیٹی کو جانا تھا جب میں وہاں پہنچا تو مجھے پتہ چلا کہ ارکان اسمبلی جو اس کمیٹی کے رکن ہیں تشریف فرما ہیں لیکن وہ تو سڑکوں والی کمیٹی کے رکن ہیں ۔ میرا بل اس کمیٹی سے متعلقہ نہیں تھا ۔ اور اس خرچے کا کون ذمہ دار ہو گا ۔ جو ممبران کو ٹی اے ڈی اے دیا گیا ۔ اور ریونیو کمیٹی کے بجائے اسے جناب منیس صاحب کے محکمے میں ڈال دیا گیا ۔ منیس صاحب نے مجھے فرمایا کہ آپ کا بل ہماری کمیٹی میں ہے ۔ میں نے کہا کہ وہ آپ سے تو متعلقہ نہیں ۔ میں نے وہاں عرض کی کہ آپ کیا کر رہے ہیں ۔ مجھے کار کی بجائے گڈ دے رہے ہیں ۔ تو جناب میرے اس بل کا کیا بنے گا۔ کیونکہ اس کمیٹی کا چیئرمین اس کی توسیع نہیں لے سکتا ۔ یا تو آپ حکم دیں کہ وہ بل ریونیو کو بھیجیں اور ریونیو کمیٹی کا چیئرمین اس کی توسیع لے یا اجلاس کے دنوں میں جناب اس کے لئے حکم فرما دیں کہ کمیٹی توسیع کر دے کیونکہ وہ بڑا ضروری بل ہے ۔

جناب سپیکر: رانا صاحب ! آپ ایسا کیجئے کہ یہ لکھ کر مجھے بھیج دیجئے ۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا!اس ہاؤس کے سامنے جو میں عرض کر رہا ہوں وہ لکھنے سے زیادہ ہے ۔

جناب سپیکر: مجھے سیکرٹری اسمبلی نے بتایا ہے کہ مجھے انہوں نے وہ کیس Put up کیا ہے ۔ ہم اسے دیکھ لیتے ہیں اور جیسے آپنے فرمایا ہے اس پر کوئی مناسب کارروائی انشاء اللہ کریں گے ۔

رانا پھول محمد خان : شکریہ جناب

جناب سپیکر: جی شاہ صاحب !

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! کسی کے خلاف کارروائی نہیں ہونی چاہئے بلکہ وہ اسے پیش کرے۔

مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی

جناب سپیکر: میں نے مناسب کارروائی کی بات کی ہے کسی کے خلاف کارروائی کی بات نہیں کی۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر! آپ کی خوشدامن صاحبہ۔ جناب سردار زادہ سید ظفر عباس صاحب کے والد اور جناب عثمان ابراہیم صاحب کے والد صاحب کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: میں اس پر کل اپنی طرف سے اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہوں کہ اس ہاؤس میں پہلے اس قسم کی ایک قرار داد جیسی کہ کل جناب ملک ممتاز بچر صاحب نے میری محترمہ خوشدامن صاحبہ کی وفات کے بارے میں تعزیتی قرار داد پیش کی تھی۔ تو اس قسم کے قرادر داد پہلے یہاں ہاؤس میں آئی تھی۔ اور ہم نے اس کی اجازت نہیں دی تھی۔ اس لئے میری خوشدامن صاحبہ کی تعزیتی قرارداد کی میں اجازت نہیں دیتا۔ باقی قراردادوں کے بارے میں ہاؤس کی مرضی پوچھنا چاہتا ہوں۔ (قطع کلامیاں) لیکن اس ہاؤس میں یہ جو تضاد ہے اس کی اجازت نہیں دیتا۔

ایک معزز رکن: جناب سپیکر! سردار زادہ سید ظفر عباس صاحب کے والد صاحب بھی وفات پا چکے ہیں ان کا نام بھی اسی تعزیتی قرارداد میں فاتحہ خوانی کے لئے شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر! آپ کے پاس بہت بڑا عہدہ ہے۔ آپ سپیکر ہیں۔ اس واسطے آپ کا یہ کہنا کہ تحریک آپ سے متعلق نہیں جناب والا! یہ اور چیز ہے اور آپ ایک بڑے اہم عہدے پر فائز ہیں۔ اور وہ آپ کی خوشدامن ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ان کے لئے بھی فاتحہ خوانی ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں۔ لیے میں اپنے اور کسی بھی دیگر معزز رکن کے استحقاق میں کوئی فرق نہیں سمجھتا۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! جناب شاہ صاحب نے جو قرارداد بزرگوں کی روحوں کی تسکین کے لئے فاتحہ خوانی اور ان کے پسماندگان کے اظہار ہمدری کے لئے اس اجلاس میں پیش کی ہے اس کی تائید کرتے ہوئے اس میں تھوڑا سا اضافہ چاہتا ہوں کہ یہ دونوں بزرگ متحدہ ہندوستان کی مجلس قانون ساز کے رکن تھے اور تحریک پاکستان میں ان کا ایک انتہائی اہم اور سرگرم کردار تھا اس طرح جناب عثمان ابراہیم کے والد مرحوم و مغفور بھی تحریک پاکستان کے نامور مجاہد تھے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ایوان کی طرف سے تحریک پاکستان کے سرگرم اور نامور مجاہدوں کو خراج عقیدت پیش بھی کیا جائے۔

جناب سپیکر: فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان میں ہمارے بھائیوں کے قتل عام پر ہماری سرد مہری انہیں اور زیادہ نقصان پہنچا رہی ہے۔ اس اسمبلی کے اجلاس میں یہ گزارش کرونگا کہ بلوں وغیرہ کے معاملہ کو معطل کرکے آپ ہندوستان کے بے گناہ مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے متعلق بحث کے لئے کوئی وقت خاص مقرر فرمائیں۔ اس پر ہمیں لب کشائی کرنی چاہئے۔ ہماری خاموشی اچھی نہیں۔ ہم سے بڑی آبادی مسلمانوں کی ہندوستان میں آباد ہے۔ جو ہماری کل آبادی سے سے دوگنا زیادہ ہے۔ اور وہ لوگ کہ جن کے ووٹوں سے یہ مملکت اسلامی وجود میں آئی۔ ان کو اسی کی سزا مل رہی ہے۔ اور آج ہم لفظی ہمدردی بھی اپنے ان مسلمان بھائیوں کے لیے نہیں کرتے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جاسکتا۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب سپیکر! میری اس پر تحریک استحقاق آئی ہوئی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر آپ اسے پیش کردیں تو سارا ہاؤس اس پر بحث کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اس پوائنٹ آف آرڈر پر رانا پھول محمد خان کی طرف سے ایک تجویز آئی ہے کہ ہندوستان میں بے گناہ مسلمانوں کے قتل عام پر اس نمائندہ ادارے کی طرف سے غم و غصہ کے اظہار کے لئے ہم کوئی وقت مخصوص کریں تاکہ اس پر اظہار خیال کیا جائے۔ میں جناب وزیر قانون

سے کہونگا کہ وہ اس بارے میں اپنے خیال کا اظہار کریں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! میری ایک پریولیج موشن بھی ہے۔ میں اس کی تفصیل بتاؤنگی۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ! وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ وقت مقرر کرنے کے بارے میں بات کی گئی ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! ہمیں کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں میری اس میں ایک تھوڑی سی ترمیم ہے کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے جو یہ قرار داد تیار کرے اور وہ قرار داد ہاؤس میں پیش ہو اور اس پر یہ تمام ایم پی اے صاحبان بحث کریں۔ جناب والا! ویسے تو یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے۔ وہاں بھی بحث ہوگی۔ لیکن ہمیں بالکل اتفاق ہے کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے جو ایک قرار داد تیار کرے جو ہاؤس میں پیش کی جائے اور اس پر بحث ہو جائے۔

جناب سپیکر: تجویز یہ ہے کہ اس پر اظہار خیال کرنے کے لئے وقت مقرر کیا جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ کو اس پر کوئی اعتراض نہیں؟

وزیر قانون: جی کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: اس کے لئے کونسا وقت مقرر کرنا چاہئے؟

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! آج ہی رکھ لیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! سرکاری کارروائی کو معطل کرکے اس پر بحث کی جاسکتی ہے سرکاری بل وغیرہ ہیں۔ آج کا دن ہمارا خالی ہے۔ پھر تو بجٹ پیش کرنا ہو گا۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ ان بلوں پر پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں لگیں گے۔ بل پیش کرنے کے بعد اس پر آجائیں۔

وزیر قانون: جناب والا! چونکہ بجٹ 8 تاریخ کو پیش ہو رہا ہے لہٰذا اس پر بحث 7 تاریخ کو رکھ لی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں 7 تاریخ کا دن ضمنی بجٹ پر بحث کے لئے مقرر کر دیا گیا ہے۔ اس پر یہ بحث نہیں ہوسکے گی۔ آج ہو سکتی ہے۔ اگر آپ آج پسند کریں تو سرکاری مسودات قانون پر میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ پندرہ یا بیس منٹ لگیں گے۔ اس کے بعد ہم بیٹھ کر اس پر بات کر سکتے ہیں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میری ایک تحریک التوائے کار اسمبلی سیکرٹریٹ میں پہنچ چکی ہے۔ میں یہ گزارش کرونگا کہ جب آپ اس کے لئے وقت مخصوص فرمائیں تو مجھے باقاعدہ طور پر اس تحریک التوائے کار کو پیش کرنے کی اجازت فرمائیں۔

جناب سپیکر: آپ کی طرف سے تحریک التوائے کار اور بیگم صاحبہ کی طرف سے تحریک استحقاق ہے؟

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جی ہاں۔ تحریک التوائے کار ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! میری تحریک استحقاق ہے اور اس میں میں نے لیاقت نہرو پیکٹ کا حوالہ دیا ہے۔ جس میں جنگ بندی میں اقلیتوں کی حفاظت کرنے کا دونوں ملکوں کے مابین معاہدہ ہوا تھا۔ کہ دونوں ملک اپنی ان اقلیتوں کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔ اس میں میں نے یہ تفصیل پیش کی ہے کہ لیاقت نہرو معاہدہ پر عمل کیا جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! تحریک استحقاق آ سکتی ہے نہ تحریک التوائے کار آ سکتی ہے۔

جناب سپیکر: آج؟

وزیر قانون: کسی وقت بھی۔ کیونکہ یہ دونوں کا معاملہ وفاقی حکومت کا ہے اور اس حکومت کا جس پر ہمارا کوئی کنٹرول نہیں۔ اور اسطرح پنجاب گورنمنٹ کا کوئی نہ کنٹرول نہ ہے اور نہ اس اسمبلی کا کنٹرول ہو سکتا ہے۔ جب بحث ہو گی اس میں آپ اپنے جذبات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی صحیح ہے۔ تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار پر قواعد کے مطابق فیصلہ ہو گا۔ لیکن بحث میں آپ حصہ لے سکتے ہیں۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب!

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں نے تحریک التوائے کار پاکستان سرکار کی جو بے حسی اور ان کی پُراسرار مصلحتانہ خاموشی کے خلاف ہاؤس میں پیش کی ہے۔ اس لئے اس پر بحث ہو

سکتی ہے۔ پاکستان سرکار نے اس سلسلے میں جو رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس پر بحث ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب! آپ تشریف رکھیئے۔ بیگم صاحبہ! آپ بھی تشریف رکھیئے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس بحث میں ہم آپ کو اظہار خیال کا پورا پورا موقع دیں دے گے۔ بیگم صاحبہ کو بھی اور جناب جنجوعہ صاحب کو بھی۔

چودھری محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری محمد رفیق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! ابھی ابھی جو بات ہوئی ہے وہ نفس مضمون کے اعتبار سے تو درست ہوئی ہے۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ کیا پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی تجویز دی جاسکتی ہے۔ اس پر آپ کی رولنگ چاہیے کیونکہ اکثر اوقات اس سے پیشتر پوائنٹ آف آڈر پر جو تجویز پیش کی جاتی تھی' آپ اس کو نامنظور فرماتے رہے ہیں۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب والا! آپ ایک فیصلہ دے چکے ہیں تو اس پر دوبارہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: میاں افضل حیات صاحب 'چودھری صاحب کے اس نکتہ کی وضاحت فرمائیں گے۔

میاں محمد افضل حیات: وہ صرف ایک خاص پوائنٹ پر آپ سے دریافت کر رہے تھے۔ ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ کس طریقے سے اس سے نپٹا جائے۔ کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر کسی بے قاعدگی کو پوائنٹ آؤٹ کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ اور پوائنٹ آف آرڈر پر تجویز نہیں آسکتی ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: یہ صحیح ہے اگر بات انتہائی اہم ہو اور قومی مفاد میں کی ہو تو وہ کسی بھی انداز میں اگر پیش کر دی جائے' تو اس کے جو ٹیکنیکل پہلو ہیں۔ اس سلسلہ میں اعتراض کو بالائے طاق رکھا جاسکتا ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر ا جناب اصغر علی گجر کی طرف سے ہے۔

یہ تحریک پاکستان میں یک جہتی کی فضا کے سلسلہ میں ناخوشگوار ہے۔ اس لئے میں اس تحریک کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہوں۔ I am sorry

جناب اصغر علی گجر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر2 وزیر اعظم پاکستان کے بارے میں ہے اور ہماری خارجہ پالیسی کے بارے میں ہے یہ پنجاب اسمبلی کے دائر کار میں نہیں آتی۔ اس کو بھی پیش کرنے اجازت نہیں دیتا۔ I am sorry

جناب اصغر علی گجر: جناب والا! جہاں تک میری پہلی تحریک کا تعلق ہے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ درست بات ہے کہ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ جہاں تک میری تحریک استحقاق نمبر2 کا تعلق ہے۔ ابھی ابھی اس ایوان میں اس قسم کی باتیں ہو چکی ہیں جو کہ۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی! چودھری گل نواز پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے۔

چودھری گل نواز وڑائچ: میں معزز ممبر کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب سپیکر! اس کے متعلق فیصلہ دے چکے ہیں۔ اس لئے اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ میں چودھری صاحب سے کہوں گا کہ اس پر فیصلہ آچکا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ اس سے پیشتر اسی ایوان میں ہندوستان کی حکومت کی مذمت کرنے کے لیے یہ بات طے ہو چکی ہے۔ کہ اس ایوان میں اس پر بحث کرنے کے لئے وقت دیا جائے گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ میری تحریک استحقاق میں بھی یہی بات تھی کہ اس تحریک استحقاق میں ہم نے حکومت برطانیہ کی مذمت کرنا تھی کہ ہمارے وزیر اعظم کی برطانیہ کی آمد کے موقع پر انہوں نے ان کا شایان شان استقبال نہیں کیا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس تحریک سے بالکل ملتی جلتی تحریک استحقاق تھی اور مجھے بھی اس کی اجازت ملنی چاہیے تھی کہ ہم حکومت برطانیہ کی مذمت کر سکیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب مجھے افسوس ہے۔ میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا ہوں۔

جناب میاں محمد اسحاق۔

سوال نمبر 2828 کے جواب میں ادھوری معلومات کی فراہمی

جناب میاں محمد اسحاق: میں حال میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 31 مارچ 1987ء کو منعقد ہونے والے اسمبلی کے اجلاس میں محکمہ اوقاف نے میرے قلیل المہلت سوال نمبر 2828 کے جواب میں مکمل معلومات جو کہ میں نے دریافت کی تھیں۔ وہ دیدہ دانستہ طور پر مہیا نہیں کی گئی ہیں۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں نے دریافت کیا تھا کہ محکمہ اوقاف کے قانونی مشیر نے اپنی تقرری سے لے کر جواب کی تاریخ تک کتنے مقدمات جو کہ محکمہ کے خلاف مختلف عدالتوں میں دائر کئے گئے ' پیروی کی۔ کتنے محکمہ نے از خود دائر کئے ان میں کتنے مقدمات کا فیصلہ محکمہ کے حق میں اور کتنے کا محکمہ کا خلاف ہوا۔ سوال اور جواب کی کاپیاں لف ہیں۔ جن کے مطالعہ سے ظاہر ہو گا کہ محکمہ نے جو معلومات فراہم کی ہیں وہ صرف وقف املاک کے بارے میں ہیں۔ محکمانہ مقدمات جو کہ ملازمین نے محکمہ کے خلاف دیوانی اور عدالت ہائے عالیہ میں دائر کئے اور جو محکمہ کے خلاف فیصلہ ہوئے جس کے نتیجہ میں محکمہ کو ہزاروں روپے کے واجبات ان کو ادا کرنے پڑے۔ ان کی تفصیل دانستہ طور پر چھپائی گئی ہے۔ جو کہ رکن اسمبلی کا استحقاق مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا اس اہم مسئلہ کو فوراً زیر بحث لایا جائے۔

جناب وزیر قانون: جناب سپیکر! وزیر اوقاف اس وقت ملک سے باہر ہیں۔ ان کی آمد 7 اور 8 جون کے بعد متوقع ہے۔ میں ممبر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت تک اس کو ملتوی کر دیا جائے۔ ان کی آمد پر جواب دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ کا کیا خیال ہے؟

میاں محمد اسحاق: درست ہے ' جناب والا!

جناب سپیکر: تو ٹھیک ہے ہم اس کو ملتوی کر دیتے ہیں۔ شکریہ اس کے بعد تحریک استحقاق ہے جناب فضل حسین راہی کی طرف سے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! وہ اپنی انتخابی عذرداری کے لئے ہائی کورٹ تشریف

لے گئے ہیں اور مجھے یہ گزارش کرنے کو کہہ گئے تھے۔ کہ میری اس تحریک استحقاق کو ملتوی کرا دیں ' وہ لکھ کر دے گئے تھے۔

جناب سپیکر: آپ اس چٹ کو میرے پاس بھجوا دیجئے ہم اس کو ملتوی کر لیتے ہیں۔ یہ تحریک استحقاق نمبر5 ہے چودھری اصغر علی گجر کی طرف سے یہ کس سلسلہ میں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا!یہ وزیر عدل سے متعلقہ ہے اگر حکم دیں تو میں ابھی پڑھ کر عرض کئے دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی آپ پڑھ لیں۔

ناچ گانے سے متعلق وفاقی وزیر عدل کے بیان پر تنقید

چودھری اصغر علی گجر: میں حال ہی وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 24 اپریل کے جنگ کی ایک خبر کے مطابق وفاقی وزیر عدل وسیم احمد سجاد نے کہا ہے کہ ناچ گانے پر پابندی کی کوئی تجویز زیر غور نہیں۔ اسلامی ریاست کے وزیر عدل کے یہ بیان تمام اسلامیان پاکستان کو توہین اور اہانت کے مترادف ہے۔ اس سے ان منتخب اداروں کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے جنکے قیام کاکردگی اور بقا کی غرض وغایت اسلام کا نفاذ اور شریعت کی تدوین بتایا جاتا ہے۔ غیر محرم مردوں کے سامنے غیر محرم عورتوں کا ناچنا اور گانا اسلام کی تعلیمات کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ منکرات کی ترویج ہے۔ اور بے حیائی اور عریانی کی اشاعت ہے اور اس پر کسی اسلامی سٹیٹ کے وزیر عدل کا یہ بیان کہ ہم بے حیائی اور عریانی کو روکنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ حد درجہ قابل افسوس اور تشویشناک ہے۔ خدا اور اس کے مخلوق سے مبینہ وعدہ خلافی کے مترادف ہے۔ اسلامی جمہوریہ اس کے عوام اسکے دستور اور اس کے جمہوری اداروں کے توہین ہے۔ جس کا میں بھی ایک ممبر ہوں۔ اسلامی نظام کے قیام کے وعدوں نعروں اور وعظوں کے شور میں اس طرز کی بیان بازی حکمرانوں کے عزائم کو بے نقاب کرتی ہے۔ وزیر اعظم کے لندن میں شریعت بل کے بارے میں بیان کے بعد وزیر عدل کے پارلیمینٹ کے اس بیان نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ حکومت اسلام کا نام لے کر عوام کو بے وقوف بنا رہی ہے۔ خود اسلام ' اس کی تعلیمات ' اس کے شعائر ' اس کی روح کا استہزا کر رہی

ہے۔ اپنے وجود و بقا کو مشکوک بنا رہی ہے۔

لہٰذا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ وزیر عدل کے اس بیان سے میری توہین ہوئی اور استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اسمبلی کی معمول کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں اس تحریک استحقاق کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب چودھری صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر زراعت: جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ جیسا کہ جناب نے اس تحریک استحقاق کے پڑھنے سے پہلے ہی دریافت فرمایا تھا کہ اس میں کونسی ایسی بات ہے۔ جس سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے' ویسے تو یہ بیان وزیر عدل کا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے بھی حقائق پر مبنی بات کی ہے۔ اگر ہم سے آج یہ پوچھا جائے کہ اسمبلی کے زیر غور کوئی ایسا معاملہ موجود ہے۔ جس کے تحت ناچ گانے پر پابندی لگائی جا رہی ہے۔ تو میں بھی یہی کہوں گا کہ ہمارے سامنے کوئی ایسی تحریک یا کوئی ایسا قانون موجود نہیں۔ اگر وزیر عدل نے یہ بات کہی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ بات اپنے ریکارڈ کے مطابق کہی ہے کہ آئندہ ہونے والے اجلاس کیلئے ان کے پاس کوئی ایسی تحریک موجود نہیں۔ جس کے تحت ناچ گانے پر پابندی ہو۔ لیکن یہ کہنا کہ اس سے کوئی تضحیک یا توہین کا پہلو نکلتا ہے یہ ان کی اپنی سوچ تو ہو سکتی ہے۔ لیکن کوئی اور سمجھ رکھنے والا آدمی ایسی بات نہیں کہہ سکتا اور یہ میں سمجھتا ہوں کہ فاضل رکن نے تحریک استحقاق پیش کرتے وقت قواعد و ضوابط کا مطالعہ نہیں کیا۔ اس کے علاوہ نہ ہی میرے فاضل دوست نے رول 55 کو پیش نظر رکھا ہے کہ کونسی ایسی بات ہے جس کے تحت ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

Special Privileges granted by the Constitution or any other law

جس کے تحت ان کو Privilege grant کی گئی ہیں۔ ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اگر یہ اس تحریک کو زیر غور لانا چاہتے ہیں۔ تو ان کو بھی اختیار حاصل ہے۔ اور یہ تحریک پیش کریں۔ ان کو کسی نے منع نہیں کیا۔ ایک تو یہ بات ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہے کیونکہ یہ مرکزی وزیر کا بیان ہے۔ صوبائی اسمبلی اس پر بحث نہیں کر سکتی۔ قومی اسمبلی اگر چاہے تو اس پر بات کر سکتی ہے۔ دوسرا اس بیان سے ویسے بھی کوئی ایسا پہلو نہیں نکلتا جس سے ہمارے کسی خاص استحقاق کو مجروح کیا گیا ہو' وجہ

میں نے بیان کر دی ہے۔ کہ وفاقی وزیر عدل نے اپنے ایجنڈے کے مطابق اپنے ریکارڈ کے مطابق حقائق پر مبنی بات کی ہے کہ کوئی ایسی بات ان کے یا اسمبلی کے سامنے زیر غور نہیں۔ انہوں نے یہ بات نہیں کی کہ گورنمنٹ اس کو زیر غور نہیں لا سکتی یا کوئی ممبر اس کو پیش نہیں کر سکتا یا گورنمنٹ کوئی اس پر فیصلہ نہیں کر سکتی اور کوئی قانون نہیں بنا سکتی۔ اسلئے اس سے ایسی کوئی بات متوقع نہیں ہوتی جس سے یہ پہلو نکلتا ہو۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون قاعدہ اور اسمبلی کے قواعد و ضوابط کے تحت یہ بات بنتی نظر نہیں آتی۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو Rule out کرنا چاہیے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ اس تحریک استحقاق پر کوئی رولنگ دی جائے ہماری اس سے سبکی ہو گی۔ اسلئے میں فاضل رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ آئندہ بھی ایسی کسی تحریک استحقاق کو پیش کرنے کیلئے ہمیں موقع ہاتھ سے نہیں گنوانا چاہئے۔ اسلئے میں معزز رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر وہ خود اس تحریک استحقاق کو واپس لے لیں تو اس ایوان کا وقار بلند ہو گا۔ اگر اس پر کوئی رولنگ آگئی تو ہم آئندہ کیلئے مجبور اور بے بس ہو جائیں گے۔ اور قاعدہ کے مطابق اسے پیش کرنے سے بھی قاصر ہو جائیں گے۔ اسلئے ہمیں اس امتحان میں نہیں پڑنا چاہیے۔ اور عزت کے ساتھ یہ تحریک استحقاق واپس لے لینی چاہیے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ اپنی بات کو دہرائیے گا کہ میں نے آپ کی بات پوری طرح سنی نہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب سپیکر! میں بھی رانا صاحب کی بات کی تائید کرتی ہوں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میں نے فاضل رکن کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ اس تحریک استحقاق پر رولنگ آنے سے پہلے ' قانونی فیصلہ ہونے سے پہلے ' بہتر ہو گا کہ اس راز کو ہم راز ہی رہنے دیں اور جناب فاضل رکن اس تحریک کو واپس لے لیں تاکہ آئندہ اگر کوئی ایسی تحریک پیش کریں تو قانون کے مطابق پیش کر کے ہم اپنے صوبائی اسمبلی کے معزز اراکین کے حقوق کی حفاظت کر سکیں۔ اگر اس تحریک استحقاق پر کوئی رولنگ آگئی تو آئندہ کیلئے بھی مشکلات پیدا کرے گی اور راستہ بند کر دے گی۔ اسلئے میری ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنی تحریک کو عزت کے ساتھ واپس لے لیں۔

جناب سپیکر: جناب چودھری اصغر علی صاحب

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: فرمایئے

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا غیر محرم مردوں کے سامنے ' غیر محرم عورتوں کا ناچنا اور گانا اسلام کی تعلیمات کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ چونکہ میں اس معاملے میں کم علم ہوں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا محرم مردوں کے سامنے عورتوں کا ناچنا اور گانا جائز ہے۔ کیونکہ فاضل محرک کا تعلق بھی ایک دینی سیاسی جماعت سے ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس بات کی وضاحت کرنی چاہیے۔

وزیر زراعت: جناب والا! یہ اسمبلی ہے کوئی دارالفتاویٰ نہیں کہ ایسے مسائل پر فتوے دینے شروع کر دیے جائیں۔

جناب سپیکر: نہیں جناب شاہ صاحب صرف محرک سے پوچھنا چاہتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی Statement میں یہ بات کہی ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب کیا رانا صاحب کی تجویز سے آپ کو اتفاق ہے ؟

چودھری اصغر علی گجر: رانا صاحب کی آخری بات سے اتفاق نہیں انہوں نے آخر میں یہ دھمکی دی ہے کہ عزت کے ساتھ انہیں تحریک استحقاق واپس لے لینی چاہئے۔ ہاں وہ الفاظ رانا صاحب واپس لیں تو پھر میں غور کروں گا۔

جناب سپیکر: اس لفظ کو میں ختم کرتا ہوں۔ آپ باقی بات کیجئے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں اس پر زور نہیں دیتا۔

MR. SPEAKER: It will be taken as withdrawn.

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں نے جو وضاحت طلب کی ہے اس کا مجھے جواب نہیں ملا۔

جناب سپیکر: جناب شاہ صاحب آپ نے جو مسئلہ اٹھایا ہے اس کی کسی مناسب وقت پر چودھری اصغر علی صاحب سے وضاحت دریافت کی جائے گی۔ جناب حاجی جمشید عباس تبسم

ایم ایس ' میو ہسپتال لاہور کا رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

حاجی جمشید عباس تمہید: بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب والا! میں حال میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں 13 اپریل 1987ء کو وزیر صحت سید افضال علی شاہ صاحب کے دفتر میں حاضر ہوا اور انہیں اپنے ایک عزیز ڈاکٹر کی ٹرانسفر کی استدعا کی جو کہ میو ہسپتال کے اندر ہی ہونا تھی صرف وارڈ تبدیل کرنا تھا۔ وزیر صحت نے انتہائی مہربانی فرماتے ہوئے آرڈر کر دئے اور ساتھ ہی مجھے کہا کہ میو ہسپتال پہنچ کر ایم ایس صاحب سے میری بات کروا دیں۔ میں جب وہاں پہنچا تو ایم ایس صاحب کو اپنا تعارف کروایا جو کہ انتہائی بے نیازی کے عالم میں فون پر کسی سے باتیں کر رہے تھے۔ کافی دیر کے بعد جو انہوں نے فون بند کیا اور سامعین کو بتایا کہ سپیکر پنجاب اسمبلی تھے۔ جن سے میں بات کر رہا تھا اول تو میری ہمت ہی جواب دے گئی کہ اگر پنجاب اسمبلی کے سپیکر کے ساتھ ان کا یہ رویہ ہے تو پنجاب اسمبلی کے ایک نحیف سی آواز رکھنے والے ممبر کی ان تک رسائی کہاں ہو سکتی ہے۔ اٹھ کر ملنا تو درکنا انسانیت کا علاج کرنے والے دعویدار ایک مسلمان کے سلام کا جواب دینا بھی اپنی ہتک سمجھتا ہے۔ کم و بیش ایک درجن کے قریب ڈاکٹر تشریف فرما تھے۔ جس سے ایم ایس صاحب باتیں کر رہے تھے۔ میں نے بارہا ان کی توجہ اپنی طرف دلانے کی کوشش کی مگر ناکام رہا تقریباً ایک گھنٹہ میں بیٹھا رہا وہ ڈاکٹروں سے باتیں کرتے رہے اور ڈاک نکالتے رہے۔ میں نے وزیر صحت کے آرڈر ان کے سامنے رکھے اور ساتھ ہی میں نے اس سے یہ کہا کہ آپ وزیر صحت سے بات کر لیں۔ انہوں نے جواباً" کہا کہ میں خود ہی بات کرلوں گا اور شاہ صاحب کو سمجھا دوں گا۔ تین چار روز کے بعد میں پھر حاضر ہوا اور ایم ایس صاحب میو ہسپتال میں منعقد ہونے والے ایک سیمینار کی لئے گئے ہوئے تھے۔ کافی دیر کے بعد جب وہ تشریف لائے تو کچھ ڈاکٹر صاحبان بھی تشریف فرما تھے۔ ایم ایس صاحب سوائے میرے سب سے ہاتھ ملا کر بیٹھ گئے۔ میں نے ان کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کروائی کہ ڈاکٹر صاحب جس کام کے لئے میں گزشتہ دنوں حاضر ہوا تھا اس کا کیا بنا۔ ایم ایس صاحب نے انتہائی حقارت آمیز لہجے میں کہا کہ وزیر صحت کا کام صرف آرڈر کرنا ہے آپ وہ آرڈر اٹھا کر لئے پھرتے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ حکومت کیسے چل رہی ہے جس میں آرڈر کرتے ہوئے نہ وزیراعلیٰ کو پتہ چلتا ہے اور نہ ہی باقی وزراء کو سمجھ آتی ہے اور ساتھ ہی کہا کہ آپ تشریف لے جاسکتے ہیں۔ جناب والا! ان کے اس رویے سے

میرا ہی نہیں بلکہ تمام ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

آوازیں شرم شرم شرم

جناب سپیکر: اس پر حاجی صاحب کیا آپ کچھ مزید شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں۔؟

حاجی جمشید عباس تھہیم: جی ہاں! جناب جہاں تک میری تحریک کا تعلق ہے کہ جو واقعہ میرے ساتھ پیش آیا ہے۔ میں نے وہ من و عن عرض کر دیا۔ میں آپ سے یہی درخواست کروں گا کہ میری اس تحریک استحقاق کو Admit کیا جائے تاکہ میں Short Statement دے سکوں اور وزیر صحت کا جواب بھی سن سکوں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں گورنمنٹ کی طرف سے کوئی صاحب بات کرنا چاہیں گے؟

وزیر صحت: جناب والا! مجھے اجازت دی جائے کہ میں گورنمنٹ کی طرف سے کچھ کہہ پاؤں۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی فرمائیے۔۔۔۔

وزیر صحت: یہ واقعہ جو میرے معزز رکن تھہیم صاحب نے یہاں بیان کیا ہے۔ مجھے اس کے سننے میں بڑا افسوس ہوا لیکن جب میں نے اس بارے میں ایم ایس صاحب سے پوچھا اور رپورٹ طلب کی تو اس میں انہوں نے اس واقعہ کی حالت کچھ اسطرح بیان کی ہے کہ ایسا کوئی مسئلہ وہاں پر نہیں ہوا تھا۔ میری گزارش ہے کہ ان کی Seniority ' ان کی عمر اور ان کے تجربہ کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ اگر ایسا کوئی واقعہ ہوا بھی ہے تو میں اپنی طرف سے تھہیم صاحب سے معافی مانگتا ہوں ' (نعرہ ہائے تحسین) اور آئندہ ان کو تنبیہہ کی جائے گی کہ رکن اسمبلی کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب والا! شاہ صاحب کی بات سن کر مزید گنجائش تو نہیں رہ جاتی کہ کوئی بات کی جائے۔ مگر اس بات کا بہت افسوس ہوتا ہے کہ اس سیاسی دور میں بھی سیکرٹری صاحبان یا Bureaucrates میں کوئی غلطی کرے تو وزراء آکر ہاؤس میں صرف معذرت ہی کر سکیں تو میرا خیال ہے کہ اگر آج میرے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو یہ ممکن نہیں کہ جتنے وزرا میں کل کو بھی یہی وزرا برسراقتدار رہیں۔ جناب والا! کوئی وقت ایسا بھی آسکتا ہے کہ آج کے وہ Bureaucrates جو ممبران کا احترام نہ کرنے کے عادی ہو چکے ہیں ' اگر کل کو انہی کے ساتھ ان کا یہ سلوک ہوا تو میرا

خیال ہے کہ سب سے پہلے یہی تحریک استحقاق پیش کریں گے۔ مجھے اس بات پر اعتراض نہیں۔ میں شاہ صاحب کا دل و جان سے احترام کرتا ہوں۔ ان کا ہمارے ساتھ بہترین اخلاق ہے اور ان کا سیّد ہونے کے ناطے سے بھی میرے دل میں بے پناہ احترام ہے اور اس سے بڑھ کر ایک احترام یہ ہے کہ میں شاہ صاحب کے گھر ایک دو مرتبہ گیا۔ اور مجھے ان سے ملاقات کا بھی شرف حاصل ہو گیا۔ ـــــ (قہقہے) اس سے زیادہ احترام میں ان کا اور کیا کر سکتا ہوں لیکن جناب والا! افسوس تو اس بات کا ہے کہ جب بھی کوئی لیڈر حکومت سنبھالتا ہے تو سب سے پہلے اس کی تقریر یہی ہوا کرتی ہے کہ ہمیں Bureaucrates ناکام کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ پھر رفتہ رفتہ ان کا مزاج بھی Bureaucrates کے ساتھ مل جاتا ہے اور پھر انجام یہ نکلتا ہے کہ ممبران اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوتا ہی رہے اور وزراء معذرت کرتے ہی رہیں گے اور میرا خیال ہے کہ یہ ماحول اسی طرح ہی رہے گا' یہ معمول اسی طرح ہی چلتا رہے گا۔ شاہ صاحب تو اگر صرف اتنا ہی کہہ دیتے کہ یہ تحریک واپس لے لیں۔ تو جناب والا! مجھے اعتراض نہیں تھا۔ لیکن ان کا لفظ "معذرت" میں بذات خود شرمندہ ہو رہا ہوں کہ اتنے عظیم انسان کو ایک شخص کی معمولی سی غلطی کے لئے معذرت کرنا پڑی۔ لیکن اتنا میں ساتھ یہ ضرور چاہوں گا کہ اپنے محکموں میں اصلاح کرنے کی ضرور کوشش کیجئے۔ کم از کم 24 گھنٹوں میں 2 گھنٹے اس بات پر بھی وقت دیا کریں کہ میرے ماتحت محکمہ کے عملہ کا لوگوں کے ساتھ کیا رویہ ہے؟۔ جناب والا! اگر ان کا ایک ممبران اسمبلی کے ساتھ' اگر ایک ڈاکٹر جو دکھی انسانیت کا علاج کرتا ہے۔ اس کا ہمارے ساتھ یہ رویّہ ہے تو آپ خود ہی سوچیں کہ اگر ایک عام انسان ان کے دفتر کے اندر چلا جائے تو اس کا کیا حشر ہو گا۔ مجھے یہ تحریک واپس لینے میں کوئی اعتراض نہیں اگر شاہ صاحب اس تحریک کو admit نہیں کروانا چاہتے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ ہم تو ان کا بے پناہ احترام کرتے ہیں۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ پھر یہ معاشرہ اور یہ ماحول نہیں بدلے گا۔ یہ معاشرہ اور ماحول اسی طرح رہے گا جیسا سابقہ دور میں تھا۔ اگر آپ نے اس دور میں کوئی تبدیلی لانا ہے۔ آپ نے یہ ثابت کرنا ہے کہ پچھلے دور سے ہمارا دور بہتر ہے تو پھر جناب والا اپنے اپنے محکمہ جات کی اصلاح کرنی پڑے گی۔ جہاں تک جناب سپیکر کے بارے میں جو انہوں بات کی۔ مجھے نہیں پتہ کہ جناب سپیکر آپ سے ان کی بات ہو رہی تھی یا نہیں ہو رہی تھی کیونکہ میں ان کے کمرے میں بیٹھا تھا اور نہ ہی میرا کوئی دوست آپ کے پاس بیٹھا تھا جو میں ٹائم ملا سکتا کہ آپ کے ساتھ ان کی بات ہو رہی تھی۔ مجھے تو صرف اتنا پتہ ہے کہ میں ایم ایس صاحب کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا اور بعد میں انہوں نے یہ

فرمایا کہ یہ سپیکر پنجاب اسمبلی تھے ۔ آپ نے بھی غالباً کسی کی ٹرانسفر کے لئے کہا ـــــ (قہقہے) میرا تو یہی اندازہ ہے مگر انہوں نے جو جواب دیا اور مجھے جو انہوں نے بتایا کہ پنجاب اسمبلی کے سپیکر سے میری بات ہو رہی تھی ۔ جناب والا! اگر آپ کے ساتھ ان کا یہ رویہ تھا تو ہم آئندہ کبھی تحریک استحقاق پیش کرنے کی جرات ہی نہ کریں گے ' اس لئے جن کی خدمت میں ہم نے تحریک استحقاق پیش کرنی ہے ' معاف کیجئے گا ۔ اس ماحول میں یا اس معاشرے میں اتنے مجبور ہیں کہ ایم ایس اگر ان کی بات نہیں مانتا تو پھر جناب والا! ہم تو کچھ بھی نہیں ہم کس باغ کی مولی ہیں کہ اگر ہم انہیں کہیں کہ ہمارا یہ کام ضرور کریں ۔ جناب والا! میں شاہ صاحب سے صرف اتنا ضرور کہوں گا کہ آپ اس واقعہ کی انکوائری ضرور کریں کہ انہوں نے جناب سپیکر کے بارے میں یہ بات کیوں کہی ۔ اور انہوں نے یہ بات کیوں کہی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب بھی آرڈر کرتے ہوئے یہ نہیں دیکھتے کہ یہ آرڈر کرنے چاہیں کہ نہیں ۔ جناب والا! مجھے اس بات سے سروکار نہیں مجھے تو صرف اپنے استحقاق کی یا جناب والا! آپ کے استحقاق کی تکلیف ہوئی ۔ مگر اس بات کی بھی کہ قائد ایوان کے بارے میں بھی جو چیف منسٹر پنجاب ہو ان کے بارے میں مجمع عام میں بھی اگر کوئی ڈاکٹر یا ایم ایس یہ بات کہے یعنی 20 ڈاکٹر وہاں تشریف فرما تھے میں تو یہی سمجھوں گا کہ وہ واقعہ 20 گھروں تک گیا ہو گا پھر 20 سو افراد تک گیا ہو گا ایم ایس صاحب کو تو یہ بھی نہیں چاہیے تھا کہ وہ یہ کہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب آرڈر کرتے ہوئے یہ دیکھتے ہی نہیں ' انہیں علم ہی نہیں کہ آرڈر کیسے کرنے چاہئیں ۔ صرف اس بات کا جواب شاہ صاحب سے ضرور چاہوں گا کہ جو جناب سپیکر یا وزیر اعلیٰ پنجاب کے بارے میں الفاظ انہوں نے کہے اگر شاہ صاحب یہ وضاحت کریں تو میں اپنی تحریک واپس لے لوں گا ۔

جناب افتخار الحسن شاہ: جناب سپیکر! میں اپنے معزز رکن کی توجہ اس بات کی طرف دلوانا چاہتا ہوں کہ جس انداز سے ' جس پیرائے سے شاہ صاحب نے معذرت کی ہے اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں تھی کہ میرے بھائی اس بات کو طول دیتے ۔ میں اپنے فاضل رکن سے اپنے معزز بھائی سے اور اپنے ساتھی سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ اپنی تحریک واپس لے لیں ۔

جناب سپیکر: جناب حاجی صاحب شاہ صاحب کی تجویز کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی سید طاہر احمد شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! ایدا مطلب اے تے نئیں کہ زوراں والیاں دا ست وہیاں دا سو

جناب سپیکر: جناب حاجی شاہ صاحب کی تجویز کے بارے آپ کی کیا رائے ہے؟

بیگم بشریٰ رحمن: جناب والا! ! میں اس بارے میں کچھ عرض کر سکتی ہوں؟ ابھی ہمارے محترم محترمہ وزیر صحت نے فرمایا ہے کہ اس ایم ایس کی بزرگی اور ان کی عمر کا تقاضا یہ ہے کہ اگر ان سے کوئی ایسی بات ہو گئی ہو تو درگزر کی جائے۔ جناب والا! اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے آج ایک کلیہ طے کیا ہے۔ یہ بات سن کر مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا' اگر آپ فرمائیں تو میں عرض کردوں۔ ایک صاحب تھے جن کی تمام عمر سیاہ کاری میں گزری تھی اور کوئی گناہ ایسا نہیں تھا جو انہوں نے نہیں کیا تھا۔ جب وہ مرنے لگے تو انہوں نے سوچا اور یہ سنا بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ سفید بالوں والے کو معاف کر دیتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب میں مرجاؤں تو میرے بالوں اور داڑھی پر چونا مل دیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ سمجھے کہ اس کے بال سفید ہو گئے ہیں۔ جناب والا! ! اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم احتساب کا عمل عمروں کے حساب سے کیا کریں۔ اعمال کے حساب سے نہ کیا کریں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ بیگم صاحبہ کے "سر کے بالوں" کے الفاظ ٹھیک ہیں لیکن جہاں تک داڑھی کے سفید بالوں کا تعلق ہے اس سے مولانا چنیوٹی صاحب کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ وہ الفاظ انہیں واپس لے لینے چاہیں۔

جناب سپیکر: حاجی جمشید عباس تھہیم صاحب۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ آپ میری اس تجویز کو منظور فرمائیں کہ آپ اور وزیر صحت اس واقعہ کی انکوائری کر لیں اگر یہ واقعہ ثابت ہو جائے تو پھر کم از کم اس کا احساس تو دلانا چاہیے۔ مجھے سبھی کہہ رہے ہیں کہ تحریک واپس لے لوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کو اس پر کوئی اعتراض ہے؟

وزیر صحت: آپ اس واقعہ کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب کو اس بارے میں کوئی اعتراض نہیں؟

حاجی جمشید عباس تھہیم: میں اس تحریک کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب اپنی اس تحریک کو پریس نہیں کرتے۔

حاجی جمشید عباس تبسم: لیکن انکوائری ضرور کروائیے۔ اور جب تک انکوائری نہ ہو سکے اس وقت تک اس تحریک کو مؤخر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ نے فرما دیا کہ میں اس کو پریس نہیں کرتا ہوں۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ایک تحریک عید مبارک کی پیش کرنی چاہتا ہوں۔ کیونکہ مجھے بیشتر معزز اراکین کی طرف سے عید کارڈ موصول ہوئے ہیں۔ میں ان دوستوں کا تہہ دل سے مشکور ہوں اور خاص طور پر بیگم بشریٰ رحمن کی طرف سے جو عید کارڈ تقسیم کیے گئے ہیں ان میں ان سب کے لئے شادمانی کامرانی اور زندگانی کی خواہش کی ہے۔ میں اپنی اور تمام معزز اراکین کی طرف سے بیگم بشریٰ رحمن کیلئے انہی الفاظ میں شادمانی ' کامرانی اور زندگانی کی دعا کرتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق چودھری ارشاد علی صاحب کی طرف سے ہے۔ لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے ان کی درخواست آئی ہے کہ ان کی اس تحریک کو مؤخر کر دیا جائے۔ لہٰذا تحریک استحقاق نمبر 7 کو مؤخر کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات: جناب سپیکر! میں تحاریک التوائے کار کے سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک تحریک التوائے کار جو کافی اراکین کی طرف سے پیش کی گئی ہے اور میں نے بھی پیش کی ہے وہ حالیہ بارشوں کی وجہ سے جو نقصانات ہوئے ہیں ' فصلوں کو بیچنے اور Procrement میں جو تکلیف ہو رہی ہے ' کے بارے میں ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اس تحریک کو پہلے لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ کونسے نمبر پر ہے؟

میاں محمد افضل حیات: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 118 ہے اور جنجوعہ صاحب کی

29 نمبر پر ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی تحریک ابھی طبع ہو کر نہیں آئی۔ آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی تحریک التوائے کار کے طبع ہو کر آنے سے پہلے اس Take up کیا جائے۔ اگر اس وقت کر لیا جائے تو پھر اس کو ہم Take up نہیں کر سکیں گے۔

میاں محمد افضل حیات: مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ کیونکہ مسئلہ گمبھیر ہے لیکن پیچیدہ نہیں اور اگر بحث پر بحث شروع ہو جاتی ہے تو پھر شاید ناقابل تلافی نقصان ہو جائے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! کسی بھی اگلے یوم کار پر اس کو لیے جانے میں کوئی امر مانع نہیں۔ اور ابھی تو ہمارے پاس طبع ہو کر آئی بھی نہیں۔ اور آج تو Take up نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ آج ہی چیف منسٹر صاحب نے ایک کمیٹی بنائی ہے آج ہم نے اس کی میٹنگ رکھی ہے اور 7 تاریخ تک اس کو Finalize کرنا ہے۔

جناب سپیکر: اس کا مقصد یہ ہے کہ اگلا جو بھی اوقات کار کا دن ہے اس میں اس کو فوقیت دے دی جائے تو آپ کو اعتراض نہیں؟

وزیر زراعت: مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ تو اگلے کسی بھی اوقات کار کے دن، جب بھی یہ پیش ہو سکتی ہو، فوقیت دی جائے گی۔

بیگم شاہین منور احمد: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ درخواست کروں گی کہ رول 202 کے تحت میری دو تحاریک التوائے کار ہیں جو کہ بالکل حالیہ واقعات سے متعلق ہیں اور جن پر عمل ابھی بھی ہو رہا ہے۔ ان کے بارے میں میری تحاریک التوائے کار نمبر 120 اور 121 ہیں۔

جناب سپیکر: وہ ابھی ہمارے پاس طبع ہو کر نہیں آئیں۔

بیگم شاہین منور احمد: جناب والا! تو پھر اس کا کیا جائے جو اس وقت ہو رہا ہے۔ کیونکہ بغیر مجسٹریٹ کی اجازت کے ہمارا فلیگ پولیس نے پھاڑا اور فائرنگ کی جو کہ ایک بالکل پرامن جلوس تھا۔ مجسٹریٹ کی اجازت کے بغیر پولیس نے فائرنگ کی ہمارا قومی فلیگ پھاڑا اور یہ ایک پرامن جلوس تھا۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ! ابھی آپ کی تحاریک التوائے کار باقاعدہ صورت میں میرے پاس پہنچی نہیں۔ آپ نے تو دے دی ہیں لیکن ابھی تک میرے پاس طبع ہو کر نہیں آئیں۔ جب یہ طبع ہو کر آجائیں گی تو میں سمجھتا ہوں ان کو take up کیا جاسکتا ہے۔ آج ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ ان کو take up کریں۔ اگلے اوقات کار کے دن اس کو ٹیک اپ کرلیں گے اور پھر ہاؤس کی رائے لے لیں گے اور ابھی گورنمنٹ کو نوٹس بھی نہیں دیا گیا۔

بیگم شاہین منور احمد: شکریہ

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر ا ہے جناب چودھری اصغر علی گجر صاحب کی طرف سے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر کے سوگواروں کے جلوس پر پولیس کا تشدد

چودھری اصغر علی گجر: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 30 مارچ کو علامہ احسان الٰہی ظہیر کے غائبانہ نماز جنازہ کے بعد سوگواروں کے ایک بڑے جلوس پر پولیس نے لاٹھی چارج کیا، آنسو گیس کے شیل پھینکے، بیسیوں افراد زخمی و گرفتار ہوئے، اپنے جذبات کے اظہار کے لیے عقیدت مندوں کا سڑکوں پر نکلنا ایک فطری عمل تھا۔ جلوس گورنر ہاؤس تک پہنچنا چاہتا تھا۔ اگر جلوس کو پرامن طریقے پر منزل مقصود تک پہنچنے دیا جاتا تو اشتعال نہ پھیلتا۔ مگر خوف زدہ حکمرانوں کے عاقبت نااندیش پولیس افسروں کی بے تدبیری کے باعث صورت حال بدتر ہوئی۔ اگر ہماری پولیس کے بے تدبیرے افسر جلوس پر تشدد کرنے کی بجائے مجرموں کی گرفتاری کے لیے ہی جدوجہد کرتے تو صورت حال یہ نہ ہوتی۔ پنجاب کی تاریخ میں اپنی نوعیت کے اس غیر معمولی حادثے کے مجرموں کی گرفتاری کے سلسلے میں آج تاریخ تک حکومت کی ناکامی و نااہلی پر احتجاج کو دبانے کے لیے عوام پر تشدد اپنی اہمیت کے اعتبار سے اتنا سنگین واقعہ ہے کہ اسمبلی کی معمول کی کارروائی ملتوی کر کے بحث کی اجازت دی جائے۔

اس بارے میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں اپنی نوعیت کا اہم واقعہ تھا جس میں کچھ لوگوں نے علمائے دین کو ایک جلسے میں بم کے ذریعے شہید کیا تھا۔ اس کے بعد چاہیے تو یہ تھا

کہ پولیس مجرموں کی گرفتاری کرتی اور ہوا یہ کہ جب لوگوں نے نماز جنازہ کے بعد احتجاج کیا تو پولیس نے بجائے ان کو آگے جانے کے ان پر تشدد بھی کیا آنسو گیس کے شیل بھی پھینکے اور ان کا راستہ بھی روکا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ نے یہ تحریک التوائے کار پڑھ لی ہے اس پر مختصر بیان کی اجازت نہیں ہوتی۔

وزیر زراعت: جناب والا کو یاد ہو گا کہ یہ اس دن کا واقعہ ہے جس دن یہاں ایوان میں اطلاع دی گئی کہ ایک جلوس اسمبلی کی طرف رواں دواں ہے اور ' حالات بڑے خراب ہیں ' تو جناب والا نے ہاؤس کی طرف سے مجھے ' فضل حسین راہی اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کو حکم دیا کہ ہم وہاں جائیں اور حالات کا جائزہ لے کر ایوان میں رپورٹ پیش کریں۔ اور ہم نے واپس آکر کر رپورٹ دی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے وہاں پر اپنی آنکھوں سے جو کچھ دیکھا اس کے بارے میں کسی رکن کی بھی دو رائے نہیں ہیں کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ یہ تخریب کاروں کی شرارت تھی کہ پنجاب کے امن عامہ کو تباہ کیا جائے اور لوگوں کے ذہنوں میں غیریقینی کے خدشات پیدا کئے جائیں تاکہ وہ اپنے عوامل کے تحت ایسے نتائج حاصل کر سکیں جن کی انہیں ضرورت تھی اور وہ دوسرے صوبوں میں بھی ایسے ہی حالات پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

واقعات کے مطابق جس دن یہ نماز جنازہ ہوئی اس دن وہاں سے جلوس نکلا۔ جلوس کے شرکاء کے ہاتھوں میں لمبے لمبے ڈنڈے تھے۔ پولیس انتظامیہ نے اس یقین دہانی کی بنا پر کہ جلوس کے شرکاء تخریب کاری ' کوئی مار دھاڑ اور کوئی توڑ پھوڑ نہیں کریں گے۔ جلوس کو چلنے کی اجازت دے دی۔ جلوس نے وہاں سے مسجد شہدا تک پہنچنے تک راستے میں جو کچھ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ انتہائی بدکردار لوگوں کا عمل تھا ان غنڈہ عناصر کا غلبہ تھا ان کے ہاتھوں میں ڈنڈے تھے۔ ان کے راستے میں جو بھی چیز آئی انہوں نے تباہ کرکے رکھ دی۔ بے گناہ شہریوں کی کاریں توڑ پھوڑ دیں ' دوکانوں کی لوٹ مار اور ان کے شیشے وغیرہ توڑ دیئے گئے۔ جب ہم مسجد شہدا چوک میں گئے تو سارے دوکاندار ہمارے پاس آکر جمع ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ آپ اور آپ کی انتظامیہ ہے ان غنڈہ عناصر نے جلوس نکالا ہے۔ اگر آپ ان غنڈہ عناصر کی سرکوبی نہیں کریں گے ' اگر آپ ان کے ہاتھ نہیں روکیں گے تو ان کے راستے میں آئی ہوئی ہر چیز تباہ و برباد ہو جائے گی۔ ان شریف شہریوں نے اپنی کاریں دکھائیں جو کہ ٹوٹ پھوٹ چکی تھیں ان لوگوں کا کیا قصور تھا۔ یہ غنڈہ قسم کے لوگ جو ہاتھوں

میں ڈنڈے لے کر آئے۔ کیا یہ دینی لوگ ہیں ؟ کیا یہ دینی عناصر ہیں ؟ یہ لوگ اس ملک میں کونسے مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان شریف لوگوں کے سامنے ہم اتنے شرم شار تھے اور سوچتے رہے تھے کہ انتظامیہ نے ان کو نکلنے کی اجازت ہی کیوں دی ' پوری طاقت کیساتھ ' پوری شدمد کے ساتھ ان غنڈہ عناصر کو کیوں نہ روکا گیا جو اپنے ہاتھوں میں ڈنڈے لے کر نکلتے ہیں۔ راستے میں جو بھی دوکان یا بنک آتا ہے تباہ کر دیتے ہیں۔ سائیکل پر سوار مرد اور کار میں بیٹھی عورتوں کو گھسیٹ کر باہر نکالا گیا۔ کیا یہ ارکان ایسے غنڈہ عناصر اور ایسے لوگوں کیلئے تحریک لانا چاہتے ہیں جو امن عامہ کو تباہ و برباد کرنے والے ہیں۔ شہریوں کی عزت کو پامال کریں اور ان کے جان و مال سے کھیلیں اور ان کی جائیداد کو تباہ کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دن اس جلوس میں شامل ایسے عناصر کو مسجد شہدا تک آنے دینا بھی انتظامیہ کی انتہائی بردباری کا ثبوت تھا۔ انہیں تو ناصر باغ سے نکلنے ہی نہیں دینا چاہیے تھا۔ میں کہوں گا کہ آئندہ کیلئے ایسے عناصر کو قطعی اجازت نہیں دینی چاہیئے ۔ جلوس میں شامل ہونے کے بعد کسی سے بات کرنے کے کوئی طریقے ہوتے ہیں۔ یہ طریقہ قطعاً نہیں کہ وہ عناصر جلوس کے سہارے عام شہریوں کو تہس نہس کرکے رکھ دیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی میاں صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ جناب چودھری صاحب نے جوش خطابت میں اس احتجاجی مظاہرہ میں شامل ہونے والوں کو غنڈے عناصر کہا ہے۔ حالانکہ یہ قانون' اصول اور فطرت کے خلاف ہے کہ غنڈے کبھی قاتلوں کی گرفتاری کیلئے احتجاجی جلوس نہیں نکالتے اور نہ ہی وہ احتجاج کرتے ہیں وہ غنڈے عناصر نہیں تھے۔ وہ سوگواران تھے جو علامہ الٰہی ظہیر کے الم ناک موت سے اپنے جذبات جناب گورنر تک پہنچانا چاہتے تھے اور حکومتی اداروں کی طرف سے تشدد کے نتیجہ میں ان لوگوں نے اگر رد عمل کے طور پر کوئی توڑ پھوڑ کی تو اس کی ذمہ داری ان عناصر پر عائد ہوتی ہے۔ جنہوں نے آج تک علامہ احسان الٰہی ظہیر کے قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا۔ اس لئے جناب والا! چودھری صاحب تصحیح فرمالیں کہ وہ غنڈے عناصر نہیں تھے۔

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب وزیر زراعت: جناب والا! میں مختصر عرض کروں گا کہ میں نے تو یہ عرض کرنے کی کوشش

کی ہے اور جنجوعہ صاحب مسکرا کر عرض کر رہے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ان کے ساتھ جو عناصر تھے یقین کریں کہ ہمارے پاس اس کا اس دن کوئی جواب نہیں تھا۔ اس دن شہریوں کے ساتھ ان کی کاروں کے ساتھ اور ان کی مستورات کے ساتھ راستے میں جو کچھ کیا گیا۔ اس سے ہمارے سر شرم سے جھک گئے ہیں کہ یہ کیسے لوگ ہیں جو جلوس کو اس شکل میں لیکر آگے چلے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دن پولیس نے کارروائی کرنے میں تاخیر کی تھی۔ بجائے اس کے ان کو آگے آکر روکا جاتا۔ انہیں اس سے بہت پہلے روک دینا چاہیے تھا یہ تو ان کی بردباری اور حوصلہ مندی تھی کہ ان کی یقین دہانی پر ان کو آگے بڑھنے کا موقع دے دیا گیا۔ ایک بات تو یہ کہ یہ حالیہ واقعہ نہیں اس کے بعد بھی جناب والا! کو علم ہو گا اور مجھے معلوم نہیں کہ اس دن یہ ہاؤس چلتا رہا یا نہیں۔

جناب سپیکر: اس کے بعد ایک دن تک یہ ہاؤس چلتا رہا ہے یہ واقعہ 30 مارچ کا ہے اور ہاؤس 31 مارچ کو Prorogue ہوا تھا۔

جناب وزیر زراعت: تو جناب والا! اس معاملہ کو 31 مارچ کو ہاؤس میں آنا چاہیے تھا کیونکہ یہ نہیں آسکا اس لئے فنی طور پر یہ مناسب نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس نے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنے اختیارات اور مخصوص ذرائع کو استعمال کیا ہے۔ اس لئے ہمیں ان کی حمایت کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ کی اس تحریک التوائے کار کی فنی طور پر یہ حالت ہے کہ یہ 30 مارچ کا واقعہ ہے اور اسمبلی کا پچھلا اجلاس 31 مارچ کو Prorogue ہوا تھا۔ آپ اس معاملے کو تحریک التوائے کار کے ذریعے 31 مارچ کو Agitate کر سکتے تھے۔ آپ نے اولین دستیاب موقع سے استفادہ نہیں کیا۔ لہٰذا یہ تحریک التوائے کار Out of Order ہے ۔ جناب فضل حسین راہی صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں نے راہی صاحب کے بارے میں پہلے عرض کیا ہے البتہ اس مضمون پر میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 34 ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں پیش کر دوں۔

جناب سپیکر: تو پھر یہ اکٹھی Take up کر لیں۔ فی الحال اس کو ملتوی کر لیتے ہیں۔

(دس بجکر بتالیس منٹ پر جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں مناظر علی رانجھا! چودھری صاحب آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 3 ہے۔

وزیر قانون: جناب میں عرض کروں کہ ان کی ایک تحریک التوائے کار Take up ہو گئی ہے۔ اسلئے اب تحریک التوائے کار نمبر 15 آئے گی۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میری اگلی تحریک التوائے کار نمبر 3 ہے۔

وزیر قانون: آپ کی یہ تحریک التوائے کار کل آئے گی۔ ایک دن میں ایک ہی تحریک التوائے کار آسکتی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا!۔ کیا یہ رولنگ کی بات ہے ؟

وزیر قانون: جی ہاں۔ یہ رولنگ کی بات ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر یہ ٹیکنیکلی وضاحت ہے کہ تحریک استحقاق ایک پیش ہوسکتی ہے اور تحریک التوائے کار کتنی بھی ہوں وہ سب پیش ہو سکتی ہیں۔ میرے ساتھ گزشتہ اجلاس میں یہی واقعہ ہوا تھا کہ میں نے تین ' تین ' چار 'چار ایک ہی وقت میں تحریک التوائے کار دی تھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ ٹھیک فرما رہی ہیں۔ چودھری صاحب آپ اسکے متعلق تھوڑا سا دیکھ لیں۔

وزیر قانون: بہرحال اسکے متعلق رولنگ آچکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ اس کے متعلق رولنگ آچکی ہے۔

وزیر قانون: جناب تحریک استحقاق پر کوئی پابندی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار کے متعلق بات ہو رہی ہے۔

وزیر قانون: جناب اس کے متعلق رولنگ آچکی ہے۔ اس کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب حاکم علی: جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

جناب حاکم علی: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ ہمارے معزز رکن علامہ احسان الٰہی ظہیر کے متعلق تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ کئی ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ جن کے مطابق بھی اس تحریک کو Take up کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں وہ پیش کر سکتے ہیں۔ چودھری صاحب آپ فرمائیے۔

محکمہ تعلیم میں غیر مسلم قادیانی افسران کی تعیناتی

چودھری اصغر علی گجر: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 12 اپریل کے روزنامہ نوائے وقت کی ایک خبر کے مطابق حکومت پنجاب میں گریڈ نمبر 17، 18، 19 پر 287 غیر مسلم قادیانی افسر تعینات ہیں اور ان افسران میں اکثریت محکمہ تعلیم سے منسلک ہے سوال یہ ہے کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلم افراد کا اتنے اہم مناصب پر تقرر کسی حد تک مناسب ہے۔ محکمہ تعلیم میں جس کا کام نوجوان نسل کے اخلاق و افکار کی تہذیب و تیاری ہوتا ہے۔ میں مرزائیوں کا تقرر فی الواقع حد درجہ تشویشناک امر ہے۔ آخر کافروں سے یہ توقع کیونکر کی جاسکتی ہے۔ کہ وہ ہمیں عمدہ کردار اور بہتر اخلاق کی بہترین نسل تیار کر کے دیں گے اور وہ ملک و ملت کے مفاد میں کوئی کام کریں گے۔ ان سے خیر کی کبھی بھی توقع نہیں ہو سکتی۔ اس میں میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح ہمارا ملک ایک اسلامی ملک ہے اور خاص طور پر اس کے محکمہ تعلیم میں اگر غیر مسلم۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ نے تحریک پیش کر دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! آپ Short Statement کی اجازت دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں اس کا حق محفوظ رکھتا ہوں۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ایسی تحریک کو پیش کرنے کی اجازت نہیں

دینی چاہیے۔ جو آئین کے خلاف ہو۔ اسلامی مملکت ہونے کے ناطے سے اسلامی ملک کو بدنام کرنا ہمارے لئے مناسب نہیں۔ ہمارے آئین میں اقلیتوں کے حقوق کو تحفظ دیا گیا ہے۔ ہمارے مذہب نے فرمایا اور یہ حکم دیا ہے کہ اقلیتوں کی حفاظت ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ اس لئے جب تک اقلیتوں کیلئے کوئی کوٹہ مقرر نہیں اور دنیا کے تمام ملکوں میں سب سے اچھی قوم وہ شمار ہوتی ہے جو ملک میں بسنے والے اقلیتوں کے حقوق کی پوری حفاظت کرے۔ اس قسم کی تحریک سے فرقہ وارانہ مذہبی اور اقلیتوں کو تکلیف پہنچانے والی بات کرنے سے اسلام کو تقویت نہیں پہنچتی بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کی اس بات کو جس میں یہ درج ہے کہ تم اقلیتوں کی عبادت گاہوں کا بھی اسی طرح سے احترام کرو۔ جس طرح اپنی عبادت گاہوں کا کرتے ہو۔ اسلئے دیگر حقوق میں اقلیتوں کے حقوق کو پامال نہیں کیا جاسکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب۔ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

رانا پھول محمد خان: یہ تحریک باضابطہ نہیں بنتی آپ کو پھر Take up کرلینی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! میں یہ گزارش کرونگا کہ رانا صاحب نے جو فرمایا ہے اقلیتوں کے حقوق اسلام کے اندر متعین ہیں اور ہم انکے حامی ہیں۔ لیکن وہ اقلیت جو اپنے آپ کو اقلیت تسلیم کرے۔ قادیانی آئین کو نہیں مانتے۔ قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم نہیں کرتے جب وہ اپنے آپ کو غیر مسلم ہی تسلیم نہیں کرتے اور اقلیت مانتے ہی نہیں تو انہیں اقلیت کے حقوق کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ وہ آئین سے صریحاً بغاوت کرتے ہیں آئین انہیں غیر مسلم کہتا ہے اور وہ اپنے آپ کو مسلم کہتے ہیں وہ مسلمان اکثریت کو غیر مسلم کہتے ہیں۔ اور دوسری گزارش میں یہ کرونگا کہ ، اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارشات کی ہیں کہ قادیانیوں کے متعلق قانون ارتداد یعنی اسلام کا متفقہ قانون نافذ کیا جائے اور جب تک قانون ارتداد نافذ نہیں کیا جاتا۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب آپ کی بات ایوان تک پہنچ گئی ہے اور آپ گورنمنٹ کے موقف کو سامنے لے آئے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا!۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے جو

سفارشات پیش کی ہیں۔ ان میں انہوں نے واضح طور پر لکھا ہے کہ جب تک قانون ارتداد نافذ نہیں ہوتا اس وقت تک تمام قادیانیوں کو سرکاری ملازمتوں سے برطرف کیا جائے۔ یہ اسلامی نظریاتی کونسل کے سفارشات ہیں جو خود حکومت کی بنائی ہوئی ہے۔ اسلئے جب قادیانی آئین کو مانتے ہی نہیں اگر وہ اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرلیں تو ہم انکو ہر قسم کی اقلیت کے حقوق دینے کو تیار ہیں اور وہ نہیں مانتے تو وہ باغی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: بہرحال رانا پھول محمد خاں صاحب کیلئے یہ وضاحت ضروری تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون

وزیر قانون: جناب سپیکر۔ جو کچھ رانا صاحب نے فرمایا ہے اس سے میں حرف بحرف متفق ہوں۔ میں قادیانیوں سے اختلاف رکھتا ہوں۔ لیکن جناب والا!۔ دیکھنا یہ ہے کہ آئین اور قانون کی رو سے جو چیز وہ مانگ رہے ہیں۔ کیا وہ چیز ہم ان کو دے سکتے ہیں یا نہیں۔ تعلیمی اداروں میں ملازموں کی تعداد ساڑھے چار لاکھ ہے اس میں جیسے آپ نے فرمایا 284 قادیانی ملازم ہیں۔ ان کے تحفظ کیلئے جو چیز ہمارے سامنے آتی ہے وہ آئین کی دفعہ 27 ہے۔ اور وہ میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں اور اس میں واضح طور پر کہا ہے کہ جہاں **Employment** کا سوال ہو یا جہاں ملازمت کا سوال ہو اس میں آئین کسی قسم کی تفاوت کی اجازت نہیں دیتا۔

Article 27 - No citizen otherwise qualified for appointment in the service of Pakistan shall be discriminated against in respect of any such appointment on the ground only of race, religion, caste, sex, residence or place of birth.

جناب حاکم علی: جناب سپیکر! دو وزراء صاحبان آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ اگر ان دونوں کو کسی جگہ پر علیحدہ علیحدہ کر دیا جائے تو میرا خیال ہے کہ وزیر قانون کی بات سنی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے جذبات ان تک پہنچ گئے ہیں۔ میرا خیال ہے آئندہ وہ محتاط رہیں گے

وزیر قانون: جناب سپیکر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آرٹیکل 27 بڑا واضح ہے۔ Services کے بارے میں نہ تو کوئی مذہب نہ کوئی گروہ اور نہ کوئی فقہ آڑے آتا ہے۔ جبکہ Services کی تشریح کی

گئی ہے یعنی Services of Pakistan اس میں صوبے کی Services بھی حکومت کی سروس بھی شامل ہے۔ اس لحاظ سے میں جناب محرک کو یہ کہتا ہوں کہ آئین کے موجودگی میں ہم کسی فرقے کو اگر وہ اس پوسٹ کے لئے شرائط پر پورا اترتا ہے۔ ہم اسکو ملازمت سے Debar نہیں کرسکتے۔ پھر میں سمجھتا ہوں کہ سمندر میں چند قطرے کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ سمندر کو گندا کریں گے۔ لیکن آئین ان کا تحفظ کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ جب تک ان کے پاس Qualification ہے۔ جب وہ حکومت کی شرائط کو پورا کرتے ہیں تو ہم ان کو کسی طرح وہاں سے ہٹا نہیں سکتے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک غیر مؤثر ہے۔ اور Out of Order بھی۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ محرک اسکو واپس لے لیں۔ یہ آئین کے قطعی طور پر خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب اسکے متعلق وقت کافی محدود ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ اتنا سنجیدہ مسئلہ نہیں۔ جتنا رانا پھول محمد خان صاحب اور وزیر قانون نے لیا ہے۔ مجھے بالکل اتفاق ہے کہ ہمیں اقلیتوں کا تحفظ کرنا ہے اور اقلیتیں اب بھی ہمارے ساتھ بیٹھی ہیں۔ ہم نے ان کے ساتھ ہمیشہ بھائیوں جیسا سلوک کیا ہے۔ یہ چاہیں تو ان اقلیتوں میں سے کسی کو وزیر بنا دیں۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ رانا صاحب وزیر قانون یا میں کبھی گوارا کریں گے کہ میرے بچوں کو کوئی مرزائی آکر پڑھائے۔ یہ ہم کبھی گوارا نہیں کریں گے کہ محکمہ تعلیم میں اساتذہ مرزائی ہوں اور ہمارے بچوں کو تعلیم دیں۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی اقلیت کا آدمی وزیر بن جائے۔ صوبائی اسمبلی کا ممبر بن جائے لیکن یہ کہاں تک قابل برداشت چیز ہے کہ ہم اپنے بچوں کو پڑھانے کیلئے ایک مرزائی کو ایک ایسے آدمی کو جو اسے پسند نہیں کرتا اسکی ڈیوٹی لگا دیں کہ وہ ہمارے بچوں کو پڑھائے میں کہتا ہوں کہ آپ اس تحریک کو باقاعدہ کمیٹی کے سپرد کریں وہ اس چیز کا جائزہ لے تحقیق کرے کہ کیا یہ ہمارے ملک میں یا صوبے میں ممکن ہے کہ ہمارے بچوں کو ایک مرزائی تعلیم دے۔ ان کو کوئی اور افسر بنا دیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

رانا پھول محمد خان: چودھری صاحب نے میرے متعلق فرمایا ہے۔ میں اسکی وضاحت کردینی چاہتا ہوں کہ کسی چیز کو کھا لینا یا اسکے جوس کو پی لینے میں فرق نہیں۔ میرے فاضل دوست اسی سیاسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسرائیل اور امریکہ ایک چیز ہیں۔ جماعت اسلامی امریکہ سے پیسہ کھاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبر سے یہ التماس کروں گا کہ آپ ایسے موضوع کو نہ چھیڑیں۔ جہاں تک اس تحریک التوائے کے موضوع کا تعلق ہے۔ اسکی اہمیت سے انکار نہیں۔ چونکہ تحریک التوائے کسی ضابطہ اور قاعدہ کے تحت آتی ہے اور اسکی کسی قانون کے دائرہ کے اندر رہ کر دیکھنا پڑتا ہے۔ چودھری صاحب سے معذرت کے ساتھ عرض کرو گا کہ آپکی تحریک التوا قانون کے مطابق In Order نہیں اسلئے میں اسکو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب ہم قانون سازی کو لیتے ہیں۔

مسودات قانون

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! میں نہایت ادب سے یہ گزارش کروں گا کہ پچھلے سال بھی ضمنی بجٹ اور سالانہ بجٹ انگلش میں پیش کیا گیا تھا۔ ہم نے اس وقت گزارش کی تھی کہ بہت سے ممبران میری طرح انگلش نہیں جانتے۔ اگر آپکو بدیشی زبان سے اتنا ہی پیار ہے اور اپنی قومی زبان سے نفرت ہے کہ آپ اپنی قومی زبان اردو میں بجٹ پیش نہیں کرسکتے اور بدیشی زبان میں ہی اسکو پیش کرنا ہے تو ہم چاہتے ہیں بجائے اس کے کہ ان غیر مسلموں اور دشمنان اسلام کی زبان میں پیش کرنے کی بجائے اگر ضرور آپ نے غیر قومی زبان میں پیش کرنا ہے تو اسے عربی میں پیش کریں۔ اس انگریزی لعنت کو چھوڑیں چالیس سال ہو چکے ہیں۔ اب تک آپ اپنی قومی زبان کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ آپ نے پچھلے سال وعدہ کیا تھا کہ آئندہ اسکی کوشش کی جائے گی۔ لیکن مجھے نہایت افسوس ہے کہ اس وعدہ پر عمل نہیں کیا گیا۔ اس سال پھر ہمیں بجٹ انگریزی زبان میں دیا گیا ہے۔ جسکو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ ہم اسکے متعلق کیا بحث کرسکیں گے۔ اور اسکے متعلق کیا رائے قائم کرسکیں گے۔ میں پھر گزارش کروں گا کہ آپ ہدایات جاری کریں کہ بجٹ ضمنی ہو یا دوسرا اسے بناتے وقت اپنی قومی زبان کو ترجیح دیں۔ ایک طرف آپ قومی زبان کیلئے ادارے قائم کیے ہوئے ہیں۔ قومی زبان کیلئے بڑے بلند بانگ دعوے کئے جاتے ہیں۔ دوسری طرف عمل اسکے برعکس ہوتا ہے۔ اب ہمارے ہاؤس میں بھی یہ عمل ہے تو پھر کیسے قومی زبان رائج ہو سکتی ہے۔ میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ اسکے لئے آپ ہدایات جاری کریں کہ آئندہ سے ضمنی بجٹ یا سالانہ بجٹ سارا قومی زبان اردو میں ہونا چاہیے۔ ورنہ اس انگریزی کی بجائے ہمیں اپنی اسلامی زبان عربی میں نافذ کرنی چاہیے۔ اگر آپ

قومی زبان رائج نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ آئندہ وہ اس معاملے میں سوچ سمجھ کر کوئی فیصلہ کریں۔ اس پوائنٹ آف آرڈر کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر بغور ملاحظہ فرماتے ہیں اسکے متعلق صحیح فیصلہ کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم قانون سازی کو لیتے ہیں۔ وزیر مال '

رانا پھول محمد خان: نکتہ قانون۔ اس سے پیشتر کہ آپ اس بل کو پیش کرنے کی اجازت بخشیں۔ چونکہ یہ بل زمینداروں یا ریونیو سے تعلق رکھتا ہے۔ اسکے متعلق میں قانون میں وضاحت چاہتا ہوں ۔ میں اسکی مخالفت نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپکی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ یہ بل ابھی پیش ہو گا پھر متعلقہ کمیٹی کے سپرد ہو گا اس میں آپ اپنی تجاویز دے سکتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! اسکے پیش ہونے سے پہلے میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ بل پیش نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اسکو پیش تو ہونے دیں۔ بعد میں اسکی مخالفت کریں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! اسکے پیش ہونے کی آپکو اجازت دینی نہیں چاہیے۔ جب تک آپ سے اجازت نہ لی جائے تحریری طور پر میری بجائے کوئی آدمی میرے بل کو پیش نہیں کر سکتا۔ قاعدہ 82 پڑھیں۔ میں چونکہ پڑھا ہوا نہیں میں نے کسی سے سنا ہے۔'

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ یہ گورنمنٹ بل ہے پرائیویٹ بل نہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! ' یہ گورنمنٹ بل محکمہ مال کا ہے اور اسکو پیش کرنے والے ہیں جناب ارشد لودھی صاحب ' وزیر کالونیز ' وزیر کالونی کا اس بل سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے اس کو کیسے پیش کیا ؟ آپ اس کو پیش کرنے کی اجازت کالونیز منسٹر کو کیسے دے رہے ہیں ؟ ان کی طرف سے بل نہیں ہے۔ یہ دیکھیے۔ میرے پاس یہ بل موجود ہے۔: وزیر متعلقہ محمد ارشد خان لودھی صاحب

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی ایماء پر کوئی منسٹر بل پیش کر سکتا ہے۔

رانا پھول محمد خان: ان کی ایماء پر اس وقت تک بل پیش نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک اس میں وزیر متعلقہ نہیں لکھا جاتا۔ اگر وزیر متعلقہ سپیکر صاحب کو تحریری طور پر دیں کہ میرا بل فلاں وزیر صاحب پیش کریں گے تو پھر پیش ہو سکتا ہے۔ لیکن جب اس وزیر نے لکھ کر نہ دیا ہو تو اس کو وزیر متعلقہ نہیں لکھا جائے گا۔ بلکہ وہ کالونیز لکھا جائے اور وزیر متعلقہ صرف اور صرف وزیر مال صاحب ہی ہیں ان کی طرف سے بل آسکتا ہے یا تو اس بل کو دوبارہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کون سے قاعدے کا حوالہ دے رہے ہیں ؟

رانا پھول محمد خان: جناب قاعدہ تو مجھے آتا نہیں۔ یہ قاعدہ 82 ہے۔

"کسی مسودہ قانون کو زیر غور لانے کے لیے کوئی تحریک رکن متعلقہ کے ماسوائے کسی دیگر رکن کی جانب سے پیش نہیں کی جائے گی اور اس طرح کسی مسودہ قانون کو مجلس منتخبہ کے حوالے کرنے یا اس کے متعلق رائے عامہ معلوم کرنے کی تحریک رکن متعلقہ کے ماسوا کسی دیگر رکن کی طرف سے پیش نہیں کی جائے گی۔ بجز اس صورت میں کے کہ ایسی کوئی تحریک رکن متعلقہ کی پیش کردہ تحریک میں ترمیم کے بعد پیش کی جائے۔"

اس سے پیشتر "مسودہ قانون کے اصولوں پر بحث" کا طریقہ ہے۔ تو جناب والا! ایک وزیر آپ سے لکھ کر اجازت لے سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اس کتاب کے پچھلے صفحات کی طرف اپنا دھیان تھوڑا سا لے جائیے۔ صفحہ 2 پر انہوں نے ممبر انچارج کی کیا تعریف کی ہے ؟ سیکشن 3 میں ممبر انچارج کی تعریف آپ پڑھ لیں یہ جز "ک" ہے۔۔۔۔۔۔ کیا آپ مطمئن ہو گئے ہیں ؟

رانا پھول محمد خان: میرے پاس پڑھنے والی عینک نہیں۔ میں نے پہلے بھی عینک مانگ کر پڑھا تھا۔ مجھے پڑھ کر سنا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

(ک) "رکن متعلقہ" سے سرکاری مسودہ قانون کے سلسلے میں حکومت کی جناب سے کارروائی کرنے والا کوئی وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری مراد ہے۔ اور غیر سرکاری مسودہ قانون کے سلسلے میں وہ رکن جس نے اسے پیش کیا ہو یا دیگر کوئی رکن جسے اس نے تحریری طور پر اپنی غیر حاضری میں مسودہ قانون ہذا پر کارروائی کرنے کا اختیار دیا ہو مراد ہے۔

تو آپ جو فرما رہے ہیں ' وہ پرائیویٹ ممبرز کے لیے تو ہے لیکن وزیر صاحب کی ایما پر کوئی بھی وزیر صاحب پیش کرسکتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: اس کا وزیر متعلقہ تو نہیں لکھا سکتا۔ یہ ہو گا کہ فلاں محکمہ کے وزیر کی بجائے یا اس کے Behalf پر اگر آپ انگریزی میں آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) مالیہ ارضی پنجاب مصدرہ 1987ء

وزیر مال: میں دی پنجاب لینڈ ریونیو (امنڈمنٹ) بل 1987ء پیش کرتا ہوں۔

جناب طاہر احمد شاہ: میں اسکی مخالفت کرتا ہوں۔

MR DEPUTY SPEAKER : The Punjab Tenency (Amendment) Bill, 1987 has been introduced. It is referred to the relevant Standing Committee for report by 18th June, 1987.

مسودہ قانون (ترمیم) مزارعت پنجاب مصدرہ 1987ء

وزیر مال: جناب والا! میں دی پنجاب ٹینسی (امنڈمنٹ) بل 1987ء پیش کرتا ہوں۔

جناب طاہر احمد شاہ: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

MR DEPUTY SPEAKER : The Punjab Tenency (Amendment) Bill, 1987 has been introduced. It is referred to the relevant Standing Committee for report by 18th June, 1987.

پنجاب کی جامعات کی سینٹ میں نمائندگی کے لیے اراکین صوبائی اسمبلی کے انتخاب سے متعلق تحریک

MINISTER FOR LAW . I move that :

"The Election of MPAs on the Senate of the University of the Punjab, Lahore, the Islamia University of Bahawalpur, the Bhauddin Zakariya University, Multan, the University of Engineering and Technology, Lahore and the University of Agriculture, Faisalabad may be held in terms of Rule 121 (1) of the Rules of procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1973 and the Leader of the House and the Leader of the Opposition may be authorised to draw up an agreed list in this behalf."

MR DEPUTY SPEAKER : The motion moved and the question is that : -

"The Election of MPAs on the Senate of the University of the Punjab, Lahore, the Islamia University of Bahawalpur, the Bhauddin Zakariya University, Multan, the University of Engineering and Technology, Lahore and the University of Agriculture, Faisalabad may be held in terms of Rule 121 (1) of the Rules of procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1973 and the Leader of the House and the Leader of the Opposition may be authorised to draw up an agreed list in this behalf."

(The Motion was carried.)

ہندوستان میں ہونے والے مسلم کش فسادات پر بحث اور قرارداد کی منظوری

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے عرض کروں گا کہ کل ایک فیصلہ ہوا تھا کہ ہندوستان میں مسلم کش فسادات کے متعلق معزز ممبران اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ جو صاحبان اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں 'وہ براہ کرم اپنے نام سپیکر صاحب تک پہنچا دیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: یہ بحث کب ہو گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آج ہی اور اسی وقت ہو گی۔ اگر بشری رحمان صاحبہ میری اس بات سے اتفاق کریں تو اس بحث کا آغاز کیا جائے۔ جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹ بھیج دیں۔ ابھی میرے پاس قائد حزب اختلاف میاں افضل حیات صاحب کی چٹ موصول ہوئی

ہے۔ میں یہ عرض کرونگا کہ اس بحث کا آغاز انہی سے کیا جائے۔

محترمہ بشریٰ رحمان صاحبہ: جناب پہلے تو آپ اپنا فیصلہ صادر کرتے ہیں اور پھر خود ہی فیصلے کے خلاف بولنے لگ جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ میری استدعا اور خواہش تھی کہ آپ اس بحث کا آغاز فرماتیں چونکہ قائد حزب اختلاف نے اپنا بھیج دیا ہے۔ اسلئے میں معذرت کے ساتھ آپ سے بھی توقع کرونگا کہ انکو پہلے بولنے کا موقع دینا چاہیے۔

محترمہ بشریٰ رحمان صاحبہ: جناب والا! اپ نے اپنی استدعا اور خواہش کا اظہار پہلے کیا تھا اور چٹ آپکے پاس بعد میں آئی۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ آپ خود ہی اپنی استدعا اور خواہش کا پاس نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کبھی کبھی اپنی خواہش اور استدعا کی قربانی بھی کرنا پڑتی ہے۔

چودھری گل نواز خان ورائچ: جب آپ سپیکر کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اس وقت آپ کی ذاتی رائے نہیں ہو سکتی وہ سپیکر کی رائے ہوتی ہے۔ اسلئے آپ نے جو کچھ فرمایا وہ ایک قاعدہ ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ درست فرما رہے ہیں۔ جی میاں صاحب فرمائیے۔

میاں محمد افضل حیات (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے محرکین کو اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہیے تھا تاکہ وہ بحث کا آغاز کرتے لیکن آپکا اور محرکین کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے پہلے بولنے کی اجازت دی۔ جناب سپیکر! جب پاکستان کی تحریک اپنے عروج پر تھی تو اس وقت کئی اطراف سے یہ سوال اٹھایا جا رہا تھا جو مسلمان ہندوستان میں رہ جائیں گے۔ وہ پاکستان میں نہیں ہونگے انکا کیا بنے گا اس لئے ایک ہی دلیل دی گئی کہ جو مسلمان ہندوستان میں رہیں گے۔ انکی اصل طاقت پاکستان ہو گا۔ اسلئے اس دن سے آج تک ہندوستان کے مسلمانوں کی حفاظت پاکستان پر نہ صرف قانونی بلکہ اخلاقی بھی فرض ہے۔ ہمیں پاکستانی عوام کو اور پاکستان کی حکومت کو کبھی اور کسی بھی وقت اپنے اس فریضہ سے منحرف نہیں ہونا چاہیے اور جب بھی کسی وقت بھی ہندوستان میں موجودہ رہائشی مسلمانوں کے ساتھ کوئی زیادتی ہو تو اس اصول کے تحت ہمیں ہمیشہ

اس پر پورا پورا عمل کرنا چاہیے اور یہی سمجھنا چاہیے جیسے پاکستان کے اندر مسلمانوں پر ہندوستان ظلم کر رہا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ ہندوستانی شہری ہیں۔ لیکن انہوں نے پاکستان بنانے میں ہمارا پورا پورا ساتھ دیا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ انکی قربانیاں ہم سے بہت زیادہ ہیں۔ کیونکہ ہمیں تو اس خطہ میں رہنے والوں کو تحفظ مل رہا تھا لیکن بھارتی مسلمانوں کو قربانی کو آپ کیا کہیں گے جنکو پتہ تھا کہ ہم ہندوؤں کے رحم و کرم پر رہ جائینگے۔ اسلئے بعد میں بھی مختلف موقعوں پر لیاقت نہرو معاہدہ اور دوسرے کئی موقعوں پر ان مسلمانوں کے تحفظ کی بار بار بات ہوتی رہی اور ہندوستان ' پاکستان کو یقین دلاتا رہا۔ جناب والا! دیکھنے والی بات یہ ہے کہ مسلم کش فسادات اسوقت ہوتے کہ جب بھی پاکستان کے اندر انتشار اور بدامنی ہوتی ہے یا ہم اپنے مسائل میں الجھے ہوئے ہوتے میں اس وقت بھارت میں مسلم کش فسادات میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ اس کے برعکس جب ہمارے عوام میں یکجہتی ہو حکومت پوری طرح جمہوری ہو اور وہ پوری طرح مسلمانوں کی حفاظت کر رہی ہو اسوقت ہندوستان میں مسلم کش فسادات نہیں ہوتے جناب والا! میں یہ عرض کرونگا کہ ہاؤس کو In Order کیا جائے یہ ایک بڑا حساس مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ میں معزز ممبران سے التماس کرونگا کہ میاں صاحب ایک نہایت حساس موضوع پر بحث فرما رہے ہیں۔ اسلئے معاملہ کی اہمیت کی پیش نظر اپنے کاموں کو معرض التواء میں ڈالیں اور وزرا کرام سے بھی التماس کرونگا کہ وہ اس معاملہ کی اہمیت کی پیش نظر پوری توجہ اور پورے انہماک سے معزز ممبران کے ان جذبات کو سنیں۔ جی فرمائیے۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! حالیہ مسلم کش فسادات سے پہلے بھارت میں پاکستان نے سرحدوں پر فوج اکٹھی کی اور مختلف طریقوں سے پاکستان پر دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ لیکن ہم نے اسکو بھی ایک مذاق کی صورت میں لیا۔ بجائے اسکے ہم پوری طرح سنجیدہ ہوتے۔ ہم نے Cricket Diplomacy اختیار کی جسکی وجہ سے انکے حوصلے بڑھ گئے۔ انہوں نے مسلم کش فسادات میرٹھ اور دہلی میں شروع کر دیئے۔ جناب والا! یہ نہایت اچنبے کی بات ہے۔ جب اتنا کچھ ہندوستان میں ہے حکومت کی طرف سے کسی قسم کا کوئی احتجاج نہیں ہوا۔ جب فسادات کی آگ بجھ گئی تھی اسوقت حکومت کے چند بیانات آئے جن میں کوئی بھی قسم کی ایسی بات نہیں تھی جس سے ہندوستان ہمارے موقف کا سنجیدگی سے نوٹس لیتا۔ اسلئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا اور حکومت کا فرض ہے اور انہوں نے

اسوقت جو خاموشی اختیار کی ہے اسکا ازالہ کرے اور پورے زور شور سے اور پاکستانی عوام کے جذبات کاخیال رکھتے ہوئے اس کو اقوام متحدہ اور دوسری ایجنسیوں میں اسکا پورا پورا احتجاج کرے۔ اور عالمی رائے عامہ کی توجہ بھی اسطرح مبذول کرائے تاکہ ہندوستان کی سیکولر پالیسی عالمی رائے عامہ کے سامنے آئے اور انکو بھی اسکا پتہ لگے۔ اگر ہم عالمی رائے عامہ کی توجہ پوری طرح اسطرف نہیں دلائیں گے تو اور کون دلائیگا۔ اورمیں کہتا ہوں کہ یہ ایک افسوسناک بات ہے کہ ابھی تک حکومت نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ

بیگم بشریٰ رحمن صاحبہ: جناب سپیکر! کیا آپ نے اب مجھے سچ مچ بولنے کے لیے کہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تقریر کریں۔

بیگم بشریٰ رحمن صاحبہ: اچھا جی میں نے اس لئے پوچھ لیا ہے کہ پھر آپ کو کوئی اور نہ یاد آجائے۔

جناب والا! یہ معاملہ جس پر ہم لوگ اظہار خیال کر رہے ہیں بہت سنگین نوعیت کا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے آج اس ایوان میں تمام معزز اراکین کو موجود ہونا چاہیے تھا۔ جسوقت یہ کہا جا رہا تھا کہ مسلمانوں کے لیے ہمارے جذبات تڑپ رہے ہیں اور ہم پھڑک رہے ہیں۔ اصولاً تو اسی وقت ہی اجازت دے دینی چاہیے تھی۔ لیکن جناب والا! ہمارے تڑپنے اور پھڑکنے کا وقفہ بھی بہت کم ہوتا ہے کیونکہ ہمیں تھوڑی دیر کے لیے باہر ہی جانا ہوتا ہے۔ جناب والا! میں یہاں ہندوستان کے ایک سابق وزیر کے ایک فقرہ کا حوالہ کرنا چاہونگی۔ چار پانچ سال پہلے کی بات ہے۔ اسی طرح کے فسادات ہوئے تھے اور ان کے ایک متعصب ہندو کٹر وزیر نے یہ کہا تھا کہ ہندوستان میں مسلمان کینسر کی طرح ہیں اور جتنی جلد ہو سکے اس کینسر کو یہاں سے ختم کردینا چاہیے۔ اس وقت بھی اسی طرح مسلمان ملکوں میں بے سکونی ہوئی تھی اور اسی طرح لوگ مشتعل ہوئے تھے اور اسی طرح قراردادیں پاس کی گئی تھیں۔ اور اسی طرح لوگ گھروں میں بیٹھے ہوئے بے قرار ہوئے تھے۔ جناب والا! اس کے بعد پھر ایک عیدالاضحیٰ ایسی آئی تھی۔ غالبا آپ کو یاد ہوگا۔ یا شائد آپ پرانے اخبارات پڑھتے ہوں یا ہندوستانی اخبارات پڑھتے ہوں تو معزز اراکین میں شائد کوئی پڑھتا ہو اور ان کو یاد ہوگا کہ ایک عید الاضحیٰ کے موقعہ پر جب تمام مسلمان مساجد میں نماز عید ادا کرنے کے

لیے جا رہے تھے تو ایک شہر میں مساجد کے آس پاس مسلمانوں کو عبادت سے روکنے کے لیے سور چھوڑ دیے گئے۔ جن کی وجہ سے وہ اپنی عبادت گاہوں میں نہ جاسکے اور عید کی نماز ادا نہ کر سکے۔ اس وقت بھی بہت چیخ و پکار ہوئی تھی۔ اسوقت بھی اسی طرح واویلا کیا گیا تھا۔ لیکن جناب والا! اب اس عید کے موقعہ پر جو کچھ ہوا ہے وہ تو حد ہی ہوگئی۔ کہ انہوں نے مساجد کو مقفل کر دیا۔ جناب والا! کبھی آپ نے سنا ہے کہ کسی کی مذہبی جگہیں ہوں۔ مساجد ہوں۔ مندر ہوں گرجا گھر ہوں یا اس طرح کی دوسری عبادت گاہیں ہوں کیا کسی نے کبھی ان کو مقفل کیا ہے ؟ حضور والا! عبادت گاہیں کبھی مقفل نہیں ہو سکتی۔ کسی بھی زمین پر بنائی جائیں۔ اور آپ اپنے خدا کو کسی بھی زبان میں پکاریں وہ خدا ہی ہوتا ہے اس لیے کوئی زمین کا شخص اور کوئی زمین پر حکومت کرنے والا ان عبادت گاہوں کو مقفل نہیں کر سکتا۔ لیکن اس دفعہ مسلمانوں کا خون بہانے کے بعد یہ "کہا گیا کہ مساجد کو مقفل کر دیا جائے کیونکہ مسلمان یہاں پر نمازیں پڑھنے کے لیے آئیں گے۔ اجتماع ہو گا۔ تو اجتماع سے ان کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ مسلمان کہیں متحد اور متفق نہ ہو جائیں۔ مل کر نہ بیٹھیں۔ اپنے لئے کوئی تدبیر نہ کر بیٹھیں۔ ورنہ ان کو مساجد میں نہ بھیجنے کی اور کوئی وجہ نہیں تھی۔ اور اگر جناب والا! ! خود مسلمان ہی اپنی مساجد میں چلے جاتے ہیں اور وہاں پر اجتماع ہو جاتا تو مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اس موقع پر نہ لڑتے۔ اگر وہاں بھی اجتماعات ہوتے تو وہی لوگ جو متعصب ہیں وہ ان کے ساتھ وہی سلوک کرتے جو انہوں نے گلیوں اور بازاروں میں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس عید الفطر پر مسلمانوں کو اپنے گھروں میں بیٹھ کر عید کی نماز ادا کرنا پڑی۔ ان کو گلیوں میں نماز عید ادا کرنا پڑی۔ ان کو رو رو کر نماز عید ادا کرنی پڑی۔ اور ان کے اپنے اقرباء عزیز اور دل کے ٹکڑوں کے جنازے اپنے سامنے رکھ کر نماز عید ادا کرنا پڑی۔ جناب والا! یہ نماز عید نہیں تھی۔ یہ نماز جنازہ تھی اور اس دن کوئی مسلمان کسی ملک میں کسی شہر میں عید نہیں منا سکتا تھا۔ جس دن مسلمانوں کے خون سے لتھڑے ہوئے لاشے ان کے آگے پڑے ہوئے تھے۔ وہ سویاں تک نہیں پکا سکتے تھے اور کھا بھی نہیں سکتے تھے اور ایک دوسرے کو پرسہ دے رہے تھے اور ایک دوسرے کو عید مبارک نہیں کہہ رہے تھے۔ جناب والا! یہ صرف مسلمان ہونے کا تو جرم نہیں کچھ تھوڑا بہت ہمسائیگی کا بھی خیال ہونا چاہیے۔ کچھ تھوڑا بہت ان تعلقات کا بھی خیال ہونا چاہیے۔ جو ہمسائیوں کو ہمسائیوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ہر مذہب اور ہر ملک و ملت و ہمسائے کو تقدیم دی جاتی ہے تحریم دی جاتی ہے۔ احترام دیا جاتا ہے۔ اس کے مذہبی جذبات کا احترام کیا جاتا ہے۔ آپ اس ملک کی بات کر رہے ہیں جو اپنے آپ کو کہتے کہ وہ ایک لا دینی

ریاست ہیں۔ سیکولر ہیں لیکن وہ دوسرے کے مذاہب کا احترام نہیں کرسکتے۔ جناب والا! یہ کہتے ہیں کہ یہ آہنسا کہ پجاری ہیں۔ لیکن وہ چن چن کے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ شائد یہ نہیں جانتے کہ یہ اتنا ہی ابھرے گا جتنا کہ دبا دیں گے۔ جناب والا! ہندوستانی مسلمانوں کا کوئی قصور نہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کے اندر بے تحاشا انتشار ہے۔ آخر سکھوں کا کیا قصور تھا جب گولڈن ٹیمپل کو تاراج کیا گیا جناب والا! اس کے بعد دوسری قومیتوں کا کیا قصور ہے۔ لیکن قصور اتنا ہے کہ جب ملک کے اندر زیادہ انتشار ہوتا ہے۔ جب ملک کی حکومت سنبھالی نہیں جاتی۔ جب لوگوں کی خواہشات سنبھالی نہیں جاتیں۔ جب ان سے کچھ کیا نہیں جاتا تو وہ دو قومیتوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا دیتے ہیں کہ اس مسئلے کو اس مسالے اندر ڈال دیا جائے۔ اس سے تھوڑے دنوں کے لیے سب لوگ خاموش ہو جائیں گے اور ہم اپنا کام کرتے چلے جائیں گے۔ اب ان کو نشانے کے لیے اور کچھ نہیں ملا تو اس دفعہ مسلمان مل گئے۔ چلیے اگر وہ اس کی کوئی وجہ بھی بیان فرماتے ہیں ۔ تو جناب والا! کیا یہ ان کا فرض نہیں ہے کہ امن و امان قائم کریں ؟ مسلمانوں سے پوچھیں اس کی وجوہات دریافت کریں۔ متعصب لوگوں کی نشاندہی کریں۔ ان کی جانوں کی حفاظت کریں۔ ان کو جانی و مالی تحفظ دیں۔ کیا یہ ان کا جرم ہے کہ وہ سیکولر حکومت کی زمین پر ہیں اور وہ مسلمانوں ہیں۔ اس کے علاوہ جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ جو مذہبی شدھی اور ثقافتی شدھی کی رسم انہوں شروع کی اور وہاں جو ہو رہا ہے۔ ہم سب لوگ خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے اس بات پر بھی بہت افسوس ہے کہ آج ہم صرف تقاریر کرکے یہاں سے چلے جائیں گے اس لئے کہ ہمیں تقاریر کرنے کے سوا کچھ کرنا ہی نہیں آتا۔ اور ہم اپنے جذبات کا اظہار کرنے کے بعد خوش جا کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ۔ لیکن ابھی تک ان کی چیخ و پکار ہمارے کانوں میں پہنچ رہی ہے۔ ہم کسی سے کچھ نہیں کہتے لیکن ان سے اقلیتوں کا حق ان کے لیے مانگتے ہیں اور مسلمانوں کا مذہبی حق ان کے لئے مانگتے ہیں۔ مسلمان ہے تو مسجد ضرور تعمیر کرے گا۔ مسجد ہے تو اس میں اذان ضرور دیگا۔ اذان ہو گی تو اس میں نماز ضروری پڑھی جائے گی۔ دنیا کی کوئی طاقت مسلمانوں کو مسجد کی تعمیر سے روک سکتی ہے نہ اذان دینے سے روک سکتی ہے۔ جناب والا! مندر میں اگر گھنٹیاں بج سکتی ہیں۔ تو مسجد میں اذانیں بھی ہوسکتی ہیں۔ آپ دنیا کے بہت سے ممالک میں جا کر دیکھ لیجئے جو اپنے آپ کو لادینی ملک کہتے ہیں۔ میں نے بھی جا کر دیکھا ہے۔ دنیا کا کوئی ایسا ملک نہیں جہاں پر جا کر مسلمان آباد نہیں ہوئے۔ یا جہاں پر انہوں نے اپنے لیے مساجد نہیں بنوائیں۔ جہاں مسجد بنتی ہیں۔

وہاں اذانیں بھی ہوتی ہیں۔ اور مذہب کی آوازیں اور خدا کو پکارنے کی آواز سمع خراشی کا باعث نہیں بنتی۔

جناب والا! یہاں پر میں Neil Armstrong کے ایک بیان کا حوالہ دینا چاہتی ہوں کہ جسوقت وہ چاند پر پہلی دفعہ پہنچا اور اس نے چاند کی سرزمین پر قدم رکھا اور واپس آیا تو اس نے بہت سے کہانیاں سنائیں بہت سی تصاویر وہاں سے آئیں۔ بہت سی فلمیں وہاں سے آئیں۔ بہت سے حقائق وہاں سے آئے وہ مٹی اور پتھر بھی اٹھا کر لایا لیکن ایک بات وہ کسی سے نہ کہہ سکا کہ دو چار سال کے عرصے کے بعد اسے مصر جانے کا اتفاق ہوا۔ آپ کو معلوم ہے کہ کیا ہوا ؟ جب وہ مصر میں گیا تو اس نے وہاں متعدد اذانیں سنیں۔ صبح دوپہر شام جہاں بھی وہ جاتا فجر ظہر یا مغرب کا وقت ہوتا تو وہ اذان سنتا۔ وہ یہ اذان سن کر بے قرار و بے چین ہو گیا اور اس نے آکر اخبار نویسوں سے کہا کہ جس وقت میں خلا میں گیا تھا تو اور سب کچھ میری سمجھ میں آتا تھا۔ لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ خلا میں مجھے یہ آوازیں آتی تھیں کہ جس کو تم نے اذان کہتے ہو۔ اللہ اکبر اللہ اکبر سے شروع کرتے ہو۔ یہ اسی طرح اذان کی آواز خلا میں ہر جگہ گھومتی تھی۔ جدھر میں جاتا تھا ادھر ہی یہ آواز آتی تھی۔ اس وقت میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ زبان کیا ہے اور بات کیا ہے۔ اب میں مصر میں آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ وہ اذانیں ہیں جو خلا میں گونجتی رہتی ہیں۔ جناب والا! ہمارا تو یہ اعتقاد ہے کہ یہ اذانیں زمین سے لیکر آسمان تک خلاؤں میں بھی گونجتی ہیں اور برزخ میں بھی گونجتی ہیں۔ کیونکہ ہم مسلمان ہیں اور ہمار اعتقاد یہ ہے اور ہمارے اعتقاد کو کسی طرح بھی متزلزل نہیں کیا جاسکتا تاکہ ہندوستان آج یہ کہے کہ مساجد میں اذانیں نہیں دی جائیں گی۔ کہ اذانیں ان کی سمع خراشی کرتی ہیں۔ جناب والا! خدا کا نام کس کی سمع خراشی نہیں کرتا۔ جس زبان میں مرضی اس کا نام لیجئے

دوسری بات یہ ہے کہ ان کا جرم یہ ہے کہ شاید ان کی وفاداریوں کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ لیکن جناب والا! ایسا نہیں ہے۔ ہندوستانی مسلمان اپنے آپ کو ہندوستانی مسلمان کہتے ہیں۔ انہیں یہ اعتراف ہے کہ وہ ہندوستانی مسلمان ہیں۔ لیکن مسلمان وہ ہیں اور وہ مسلمان رہیں گے اور رہتی دنیا اور قیامت تک وہ مسلمان رہیں گے۔ آج ہم ان کے استحقاق کے لیے آواز بلند کرتے ہیں۔ ان کی چیخوں میں ہم اپنی آواز ملاتے ہیں اور انکی تڑپتی ہوئی لاشوں کو دیکھ کر روتے ہیں۔ ہم حکومت پاکستان سے کہتے ہیں کہ ہمارے جذبات حکومت ہندوستان تک پہنچائے جائیں اور یہ بتایا جائے کہ

پاکستان کی گلی گلی میں بچہ بچہ ان آہوں سسکیوں اور آہ و فغان میں شامل ہے۔ یہ ظلم دن دہاڑے نہیں دیکھا جاسکتا ہے۔

جو چپ رہے گی زبان خنجرلہو پکارے گا آستیں کا

جناب ڈپٹی سپیکر: مولوی غیاث الدین صاحب

مولانا غیاث الدین: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہندوستان میں مسلم کش فسادات انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ ان کو سن کر ' دیکھ کر ایک مسلمان کے جذبات میں جوش کا پیدا ہونا ایک لازمی امر ہے۔ اس لیے کہ مسلمان جسم واحد کی طرح ہیں۔ جسم کے جب کسی حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو پورا جسم بیزار ہو جاتا ہے۔ جناب سپیکر' یہ ہندوستان کے اندر ہندو حکومت جو کہ اپنے سیکولر ہونے کی مدعی ہے۔ یہ مسلم کش فسادات کا ارتکاب کرکے اس کے سیکولر ہونے کا بھانڈا پوری دنیا پر پھوٹ چکا ہے وہاں پر مسلمانوں کو کسی تخریبی کارروائی اور ملک کے کسی غلط نظریہ کے معاملہ میں انہیں قتل نہیں کیا جا رہا بلکہ مسلمانوں کو ہندوستان میں اگر سزا دی جا رہی ہے۔ تو وہ صرف اس لیے کہ یہ مسلمان کیوں ہیں اور صرف اس لیے کہ انہوں نے پاکستان بننے کے وقت پاکستان کی مدد کیوں کی تھی۔ جناب سپیکر' جب بھی ہندوستان کے اندر مسلم کش فسادات ہوتے ہیں تو پاکستان کی اہمیت اور بھی اجاگر ہو جاتی ہے۔ جس سے پاکستان کی عظمت کا پتا چلتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ ملک کا جو بانی پاکستان نے مطالبہ کیا تھا۔ ان کی نگاہ بڑی دور بین تھی۔ وہ ہندوسامراج کے سارے چکروں کو جانتے تھے ' ان کے تعصب کو جانتے تھے کہ ہندو ہرگز ہرگز مسلمان کو پسند نہیں کرتا۔ اس لیے ہمیں اپنے اسلامی شعائر کو اپنانے کے لیے ایک علیحدہ مملکت کی ضرورت ہے۔ اس وقت پیسے کا اور عہدوں کا لالچ بھی دیا گیا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ بانی پاکستان کی ایک بہت بڑی عظمت ہے کہ انہوں نے دولت کو ٹھوکر مار دی ' انہوں نے کہا کہ میں صرف اور صرف نظریہ اسلام اور مسلمانوں کی عظمت کے لیے ایک علیحدہ مملکت چاہتا ہوں۔ یہ ہندوستان کے مسلم کش فسادات بالخصوص جب مسلمانوں کے مذہبی تہوار آتے ہیں۔ انہیں اپنے اسلامی مقامات پر جانے سے روکنا اور ان کا گھیراؤ کرکے بے حرمتی کرنا پاکستان کے مسلمانوں کو پاکستان کی قدر و منزلت کی طرف ایک دعوت دیتا ہے کہ تم پاکستان کی عزت کرو اس لئے کہ یہاں رہ کر ہم اپنے اسلامی اشعار آزادی کے ساتھ گزار رہے ہیں۔ جناب سپیکر! مجھے سال 1978ء میں ہندوستان میں حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے عرس میں شرکت کا

موقع نصیب ہوا میں نے خود اپنی آنکھوں سے ہندوستان میں اور بالخصوص دہلی میں مسلمانوں کی ابتری کا مشاہدہ کیا اور دیکھا کہ وہاں پر مسلمانوں کی کوئی بڑی دکان نظر نہیں آتی تھی۔ ہم نے وہاں کے مسلمانوں سے تبادلہ خیال کیا۔ ہمیں کوئی بڑا افسر مسلمان نظر نہیں آیا۔ یہ پاکستان کا فیضان ہے کہ آج یہاں پر مسلمان کی حکومت ہے۔ ڈاکٹر مسلمان ہیں۔ انجینئر مسلمان ہیں ' کارخانے ہمارے اپنے ہیں وہاں پر کوئی کارخانہ دار مسلمان نظر نہیں آتا اور مجھے اسی دوران حضرت خواجہ نصیر الدین دھلوی رحمتہ اللہ علیہ کے آستانے پر حاضر ہونے کا موقع نصیب ہوا۔ میری بہن بشریٰ رحمن نے کہا ہے کہ ہمارے معابد اور مذہبی جگہوں کی حالت میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھی کہ وہاں پر پالتو سور ان کے آستانے پر گھوم رہے تھے۔ میں نے وہاں کے متولی سے کہا کہ دیکھیے حضرت یہ سور ہیں اور یہ اس شخصیت کا مزار ہے۔ جنہوں نے اسلام اور مسلمان کی خدمت ان مسلمانوں کا تحفظ کیا ہے نیز جن اولیائے اکرام نے محبت کا درس دیا انکے آستانوں پر سور کا گھومنا نامناسب ہے۔ آپ اس کے خلاف آواز کیوں نہیں اٹھاتے تو وہاں کے متولی آنکھوں میں آنسو لا کر کہنے لگے کہ مولانا یہی فرق ہے۔ آزادی اور غلامی کا۔ آزادی میں انسان اپنے خیالات اور اپنے نظریات کو پوری دلجمعی سے ادا کرتا ہے ہم یہاں پر غلام ہیں۔ تم خوش نصیب ہو کہ ایک آزاد ملک میں زندگی گزار رہے ہو۔ ان فسادات کو دیکھ کر اور پاکستان دشمن لوگوں کو دیکھ کر مجھے افسوس ہوتا ہے۔ کہ اس ملک میں رہ کر ہم پوری طرح سے آزاد ہیں۔ پھر بھی ہم پاکستان کی مخالفت کرتے ہیں۔ ارے سوچو یہ پاکستان کا ہی فیضان ہے کہ ہمیں ہر طرح کی آزادی کی اجازت ہے۔ اور ہم ہر طرح سے آرام سے زندگی گزارتے ہیں۔ ہم اپنے سب مذہبی ایام مناتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو پاکستان کی حمایت کی سزا دی جا رہی ہے۔ کہ یہ کسی وقت بھی آکر جیسے انہوں نے پہلے آواز اٹھائی تھی۔ یہ مسلمان دن بدن ہندوستان کی اکثریت میں ہوتے جا رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہندوستان سے بیزار ہو جائیں۔ ایک طرف تو مملکت ہندوستان لادین ہونے کی مدعی ہے کہ ہم نے ہر مذہب کے لوگوں کو آزادی دی ہے۔ اور دوسری طرف مسلمانوں پر 'بلکہ نہتے مسلمانوں کی بے حرمتی کرکے یہ پوری دنیا پر واضح کر رہی ہے۔ کہ ہم ہندو مذہب کے سوا' ہندو نظریہ کے سوا اور کسی نظریہ کو پسند نہیں کرتے۔ یہ معزز ایوان حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہمارے جذبات بھارتی حکومت تک پہنچا دئے جائیں کہ ہماری طرف دیکھو کہ پاکستان میں ہم ہندوؤں کے مندروں کی عزت کرتے ہیں انکا احترام کرتے ہیں کہ یہ چونکہ انکا

معبد خانہ ہے۔ یہاں کسی ہندو کو کوئی تکلیف نہیں دی جاتی ہے ' کسی ہندو کو قتل نہیں کیا جاتا اور کچھ نہیں تو کم از کم یہ تو دیکھیے کہ یہاں پر ہندو کی سلامتی اور تحفظ کی خاطر ہندوستان میں رہائشی مسلمان کا تحفظ کرو ' ورنہ حکومت پاکستان یا اسکو مسلمان کی کمزوری پر محمول نہ کیا جائے۔ کہ تم جو چاہو ہندوستان میں کرتے چلے جاؤ مسلمانوں کو تہہ تیغ کرتے جاؤ انکا خون بہاتے جاؤ اور ہم خاموش تماشائی بنے رہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس قوم کے اندر کوئی 18 سال کا محمد بن قاسم کے نقش قدم پر چلنے والا بھی کھڑا ہو جائے ' کہ اگر سندھ کے اندر ایک ہندو راجہ ایک مسلمان کی بیٹی کی توہین کرتا ہے تو مسلمان نوجوان کا خون ملک عرب کے اندر کھولتا ہے۔ ہم تو صرف بین الاقوامی قانون کا احترام کرتے ہیں اور یہ جذبات پہنچا رہے ہیں ورنہ مسلمان جب کسی مسلمان کی عزت کا تحفظ کرنے پر آجائے تو وہ اپنی جان دے سکتا ہے۔ وہ مسلمان کی آن پر حرف نہیں آنے دیتا ہے۔ لہٰذا جناب سپیکر یہ معزز ایوان حکومت ہندوستان کی اس حرکت کی اور اس قبیح فعل کی مذمت کرتا ہے اور بین الاقوامی برادری سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ انسانیت کے حقوق کا تحفظ کرنے والو ذرا دیکھو تو سہی کہ ہندوستان کے اندر کس طرح سے نہتے مسلمانوں کا خون بہایا جا رہا ہے اور ہم بین الاقوامی برادری سے اپیل کرتے ہیں کہ ذرا ہندوستان کی حکومت کو سمجھاؤ کہ ایک طرف تو تم لادین ہونے کے مدعی ہو اور دوسری طرف اقلیت کے پرامن شہری جو کہ ملک ہندوستان کے خیر خواہ بھی ہیں کوئی ایسی بات نہیں کرتے ۔ جرائم کا ارتکاب بھی نہیں کرتے ہیں ۔ کیونکہ یہ مادہ اسلام کا ہے ' اسلام ہے ہی سلامتی سے ' مسلمان سلامتی کا خواہاں ہے ' مسلمان تخریب کا خواہاں نہیں ' اس لئے ان کو روکا جائے۔ میں آخر میں یہی عرض کروں گا کہ ہمارے یہ جذبات حکومت ہندوستان تک پہنچا دئے جائیں کہ تمہاری اس حرکت سے پورے پاکستان کے مسلمانوں کے خون میں جوش پیدا ہو گیا ہے اور وہ تمہاری اس حرکت کی مذمت کرتے ہیں ۔ لہٰذا مسلمانوں کا خون بہانا بند کر دیا جائے ۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ریاض حشمت جنجوعہ ۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب سپیکر! ہندوستان میں نہتے مسلمانوں کے ساتھ جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں ۔ ان مظالم کے پس منظر کا مطالعہ کیا جائے تو پھر ہمیں تحریک پاکستان کے پس منظر کو دیکھنا ہو گا ۔ وہ نہتے مسلمان جنہوں نے صفحہ ہستی پر ایک اسلامی مملکت کے قیام کے سلسلے میں ہماری آواز میں اپنی آواز کو شامل کیا ۔ سزا کا ایک مسلسل عمل ہے جو ان لوگوں کے خلاف جاری ہے۔ اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو صرف میرٹھ اور دھلی میں نہیں بلکہ ہندوستان کی تاریخ کا ہر باب

نہتے مسلمانوں کے خون سے آلود اور رنگ آلودہ ہو چکا ہے۔ جناب سپیکر! ایک وقت تھا کہ جب دیبل کی بندرگاہ پر ایک نہتی مسلمان لڑکی کو ایک ہندو راجہ نے یرغمال بنایا اور اس کی چیخ و پکار ایک اسلامی ملک کے حکمران کے کانوں تک پہنچی تو اس وقت سترہ سال کا محمد بن قاسم اس مسلمان لڑکی کو آزاد کروانے کے لئے سندھ کے ساحل پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑا۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ گذشتہ دنوں جب ہماری سرحدوں پر ہندوستان نے اپنی فوجیں جمع کر کے ہمارے اوپر دباؤ ڈالنا شروع کیا تو وہ لوگ جن کے سینے فوجی تمغوں سے بھرے ہوئے تھے ان لوگوں نے کرکٹ پالیسی کے نام پر جا کر راجیو گاندھی اور سونیا گاندھی کے سامنے اس انداز سے جبیں سائی کی ۔ اس انداز سے ان کے سامنے جھکتے نظر آئے کہ مجھے اپنی غیرت کا خون ہوتا ہوا نظر آیا۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ موجودہ فسادات کے سلسلے میں اس وقت جو منفی اور قومی مفادات کے منافی جو کردار ادا کیا گیا اس وقت جب ہندوستان کی فوجیں یہاں پر جمع ہوئی تھیں اگر اس وقت ہم اپنے قومی وقار کے مطابق کوئی طرز عمل اختیار کرتے تو آج ہندوبنیوں کو یہ جرات نہ ہوتی کہ وہ ہندوستان کے نہتے مسلمانوں کا خون بہاتے ۔ جناب سپیکر ہندوستان کے شہر میرٹھ اور دہلی میں مسلمانوں کا وحشیانہ قتل عام اور نسل کشی کے روح فرسا واقعات پر اظہار تشویش کرنا ہی کافی نہیں بلکہ میں تو انسانیت کے نام پر تمام دنیا کی غیور قوموں کو اور مہذب قوموں کو یہ گزارش کروں گا کہ وہ ہندوستان کے خلاف سیاسی اور اخلاقی دباؤ ڈال کر مسلمانوں کا قتل عام بند کروائیں ۔ جناب سپیکر! کتنے بڑے ظلم کی بات ہے کہ ہندوستان کے حکمران جو خود کو لادین ' جمہوریت پسند ' اور دنیا کے سب سے بڑے جمہوریت پسند اور سیکولر ہونے کے دعویدار ہیں کبھی آھنسا کے اصولوں کا پجاری ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ مسلمانوں کا ہندوستان میں قتل عام جمہوریت کے کونسے اصول کے تابع کیا جا رہا ہے ۔ ہندوستان کے مسلمانوں کا قتل عام کونسے سیکولر اصولوں کے تحت کیا جا رہا ہے ۔

جناب سپیکر! میں بڑے افسوس کے ساتھ آخر میں پاکستان سرکار کی پر زور مذمت کرتا ہوں کہ اس نے نہ جانے کس مصلحت پسندانہ پالیسیوں کے تحت مسلمانوں کے قتل عام پر بے حسی اختیار کر رکھی ہے۔ جناب سپیکر! میں حکومت پاکستان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ کسی مصلحت کے بغیر اپنی آواز کو ہندوستان میں قتل ہوتے مسلمانوں تک پہنچائے ۔ جناب سپیکر کتنے ظلم کی بات ہے کہ اس وقت لوگوں کو مسلمانوں کو ان کے گھروں میں مقفل کر کے آگ لگا کر ان کو نذر آتش کیا جا رہا ہے ۔ جناب

والا ! کتنے ظلم کی بات ہے نمازیں پڑھتے ہوئے مسلمانوں کو شہید کیا جا رہا ہے اور ہمیں اس امر کا احساس تک نہیں حالانکہ ہم سب جانتے ہیں کہ وہ لوگ ہمارے وہ مسلمان بھائی ان کو جس امر کی سزا دی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے پاکستان بنانے میں ہمارے قدم کے ساتھ قدم ہماری آواز کے ساتھ آواز اور ہمارے عمل کے ساتھ اپنے عمل کو شامل کیا۔ جناب سپیکر آخر میں میری مسلمان ملکوں سے بھی گزارش ہے کہ وہ ہندوستان کے خلاف اپنا پورا دباؤ خاص طور پر معاشی ' سیاسی اور اخلاقی دباؤ استعمال کریں اور ہندوستان کے عوام خاص طور پر مسلمانوں کو ہندو بلوائیوں کے ظلم و تشدد سے نجات دلائیں۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بیگم نجمہ تابش الوری صاحبہ۔

بیگم نجمہ تابش الوری۔ جناب سپیکر ! میں آپ کی مشکور ہوں کہ آپ نے میرا نام بھی پکارا حالانکہ اس تحریک کے محرکین میں ' میں سب سے پہلی مقرر تھی اور اس سلسلے میں میں نے تحریک استحقاق بھی پیش کی تھی۔ جناب سپیکر! بھارت کے نہتے اور بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام ایک سنگین مسئلہ ہے۔ اس مسئلے نے پورے پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کو دھلا کر رکھ دیا ہے۔ بھارتی حکومت نے انسانی حقوق اور انسانیت سے متعلق بین الاقوامی قوانین اور روایات سے آنکھیں بند کر لی ہیں اور لیاقت نہرو پیکٹ جو کہ پولیٹیکل کے ساتویں پرچے میں ہے۔لیاقت نہرو پیکٹ میں یہ درج تھا کہ اقلیتوں کی حفاظت کی جائے گی۔ اس پیکٹ کو ہم نے فراموش کر دیا ہے ادھر متعصب ہندو تنظیموں نے مسلمانوں کو پاکستان بنانے کے جرم میں مسلسل سزائیں دے رہی ہیں اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹانے یا ہندو بنانے کی منظم سازش کی جا رہی ہے۔ ہم اس ظلم اور بربریت پر خاموش تماشائی بنے نہیں رہ سکتے۔ ہم بھارتی مسلمانوں پر تشدد کے خلاف احتجاج کرتے ہیں اور یہ ایوان بھی اس پر احتجاج کرتا ہے کہ ان کے ساتھ ایسا ناروا سلوک نہیں ہونا چاہئے اور اب بھی پنجاب کے حساس عوام کی جانب سے ہمیں اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کرنا چاہئے۔ ہمیں وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ وہ اس صورتحال پر سخت احتجاج کرے اور لیاقت نہرو معاہدے کے تحت بھارت کی نام نہاد لادین حکومت کو مسلمان اقلیت کی حفاظت پر مجبور کر دے۔ مظلوم بھارتی مسلمانوں کے بچوں ' بوڑھوں اور عورتوں کی سسکیاں اور چیخیں ہمیں پکار رہی ہیں۔ ایک منظم سازش کے تحت ان کے محلوں کے محلے جلا دئے گئے ہیں۔ ہمیں ان کی پکار سننی ہو گی۔ ہمیں ان مظلوموں کی مدد کرنی ہو گی۔ جو تحریک پاکستان

میں ہماری مدد کرنے کے پاداش میں شہید و مصلوب ہوئے .. "ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔"

جناب سپیکر! یہ اقوام متحدہ کے انسانی چارٹر کی بھی توہین ہے۔ بھارت کی نام نہاد حکومت نے کسی بھی انسانیت کو مد نظر نہیں رکھا۔ آج مسلمان سخت ظلم کے آگے مسلسل اضطراب و احتجاج کی تصویر بنے ہوئے ہیں اور اس ایوان کی طرف سے ہمیں فیڈرل حکومت سے یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ ہم ہندوستان کی اس بات پر سخت احتجاج کریں۔ آخر اقلیتیں پاکستان میں بھی تو ہیں انہیں کوئی ایسا کیوں نہیں کرتا لیکن پاکستان جب سے بنا ہے ہندوستان نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ پہلے بھارت نے بنگلہ دیش کی صورت میں مسلمانوں کو ختم کرنے کی کوشش کی اور اب اس نے پاکستان میں سندھ میں حالات بگاڑ دئے ہیں اور سندھیوں کو ایک نیا نعرہ سندھو دیش کے نام سے دیا ہے۔ ادھر سرحد اور بلوچستان میں ہمارے سروں پر خطرات منڈلا رہے ہیں۔ یہ وقت آگیا ہے کہ مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائیں اور اب ساری دنیا کے مسلمان اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اتفاق میں برکت ہے۔ اور ہم متحد ہو کر باطل قوتوں کو مٹا اور ختم کر سکتے ہیں تاکہ کوئی کانا دجال ہماری طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے۔

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے
خون پھر خون ہے گرتا ہے تو جم جاتا ہے
قائد اعظم زندہ باد' پاکستان پائندہ باد

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا پھول محمد خان صاحب۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! مجھ سے پہلے فاضل ارکان نے اس پر بہت روشنی ڈالی ہے۔ مجھے یہ بھی احساس ہے کہ لوگوں نے گھروں کو بھی جانا ہے۔ آج ہمارا یہ معزز ایوان اپنے مسلمان بھائیوں کے رنج و غم میں برابر کا شریک ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ملک جس کی آزادی کے لئے مسلمانوں نے ہندو سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خلافت اور کانگریس میں مسلمان شریک تھے اور جمعیت علمائے ہند اور ہمارے بہت سے علمائے دین نے بڑھ چڑھ کر ہندوستان کی حمایت اور پاکستان کی مخالفت بھی کی۔ میں ان کی مذمت نہیں کرتا یہ اس وقت کے نظریات تھے لیکن اس کے باوجود وہ ملک کہ جس کے بانی مہاتما گاندھی نے عدم تشدد اور مذہبی منافرت کو دور کرنے کا پرچار کرتے ہوئے مسلمانوں سے تعصب کی راہ استعمال کر کے یہ ثابت کر دیا تھا کہ اگر مسلمانان ہند اپنے لئے ایک علیحدہ وطن نہ

بنائیں گے تو مسلمانوں کا معاشرہ یہاں قائم نہیں رہ سکتا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ اللہ کا کرم تھا کہ کانگریسی لیڈران کی یہ بیوقوفی اور حماقت تھی کہ پاکستان معرض وجود میں آیا ورنہ ہم تمام ہندوستان کی آزادی کے لئے آزاد ہند فوج میں بھی ہندو اور مسلمان اکٹھے لڑ رہے تھے۔ جناب والا! قائد اعظم محمد علی جناح صاحب بھی کانگریس کے ایک رکن تھے لیکن ہندو کے ناپاک ارادوں اور چالاکیوں نے انہیں مجبور کر دیا کہ میں اتنی بڑی قوم کو کیسے ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دوں اور آج مجھے افسوس ہے کہ وہ ادھر تو اپنے باپو جی کو جناب خان عبدالغفار صاحب کو وہاں بلاتے ' بلوستے ہیں۔ میں ہندوستان کے متعلق کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا جو بین الاقوامی قانون کے خلاف ہو۔ ہم چونکہ امن چاہتے ہیں اور برصغیر کا وہ ملک کہ جس میں مسلمانوں کی آبادی سب سے زیادہ ہے۔ ہم سے دوگنا زیادہ ہے۔ آج ہندوستان کے مسلمانوں کی آبادی 18 ا 20 کروڑ کے درمیان ہے ' اس لئے ہم خاموش بھی نہیں رہ سکتے۔ لیکن وہاں ہونے والے مظالم کی وجوہات صرف مذہبی ہی نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ سیاسی ہیں چونکہ مسلمانوں کی حمایت سے کانگریس کی حکومت قائم رہی اور اب کئی صوبوں میں کانگریس انتخابات ہار چکی ہے۔ اب وہ مذہبی جنون پیدا کر کے بنگلہ دیش کو توڑنے کے بعد جس طرح اس کی ماں نے کامیابی حاصل کی تھی۔ وزیر اعظم ہند آج بھی انہیں لائنوں پر چل رہے ہیں۔ ہم انہیں یہ بتا دینا چاہتے ہیں اپنی حکومت کے ذریعے ' اپنے سفارت خانے کے ذریعے ' میں گزارش کروں گا کہ حکومت پاکستان کو پنجاب کے عوام کے اس ارادے کو ہندوستان تک پہنچا دینا چاہئے کہ inter dominion سمجھوتہ کے تحت اس ملک سے ترک سکونت کرنے والے لوگوں کی جانوں اور جائیداد کی محافظ دونوں حکومتیں تھیں۔ پاکستان نے آج تک ایسا موقع نہیں دیا اور انشاء اللہ ہماری آئندہ نسلیں بھی اپنے مذہبی عقیدے اور انسانیت سے انحراف نہیں کریں گی۔ ہم اپنی اقلیتوں کے لئے اپنا خون بہا دیں گے لیکن ان کو شکایت نہیں ہونے دیں گے۔ اس لئے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہندوستان کو گھمنڈ ہے کہ ہم بہت بڑی طاقت ہیں۔ وہ طاقت بکھر رہی ہے۔ ان کے اندرونی معاملات میں ہم بین الاقوامی قانون کے تحت دخل اندازی نہیں کر سکتے ' نہ کرنی چاہئے۔

ہمارا ملک صلح جو ملک ہے پاکستان برصغیر کے اس خطے میں امن چاہتا ہے۔ لیکن انہیں اپنے بڑے پن پر یہ بھول جانا چاہئے کہ مغربی جرمنی کا ایک انیس سالہ نوجوان ایک سفید ریچھ کے گھر میں جا کر اگر اتر سکتا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان کے نونہال اور جوانمرد سولہ سولہ سالہ جوان بھی دہلی کے لال قلعے میں جا کر اتر سکتے ہیں۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ وہ انسانیت کا خون کریں۔ اللہ تبارک و

تعالیٰ نے کہا ہے کہ میں نے انسان کو پیدا کیا ہے انسانیت کی خدمت کے لئے ہندوستان میں عدم تشدد کا پرچار کرنے والے آج مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں وہ اپنی قبر کھود رہے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ ہمیں اس قربانی سے رنج ضرور ہے۔ لیکن ساتھ خوشی بھی ہے کہ وہ ہمیں مجبور کر رہے ہیں کہ 20 کروڑ مسلمانوں کو کہ تم بھی اس ہندوستان میں ایک پاکستان نمبر1 کیونکہ ہماری آبادی کم ہے۔ نمبر1 ملک حاصل کرنے کی کوشش کرو اور انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب ان کے مظالم کا نتیجہ انہیں بھگتنا پڑے گا اور ہم پھر اس ہاؤس کے تمام ارکان اس بات کو دہراتے ہیں کہ حکومت پاکستان کو خارجی طور پر بین الاقوامی طور پر ان پر دباؤ ڈالنا چاہئے کہ ان بے گناہ مسلمانوں کا قتل عام بند کیا جائے۔ اگر وہ بند نہ ہوا تو پھر پنجاب کے لوگ' پاکستان کے لوگ' سب سے زیادہ حق پنجاب کو پہنچتا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے خون میں اپنا خون شامل کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیں۔ ہم اس سے دریغ نہیں کریں گے اور پھر حکومت پاکستان کو یہ گزارش کرنے کے لئے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک کمیٹی بنا دیں وہ کمیٹی اس قرارداد کا مضمون تیار کرے۔ اور اس مضمون کی قرارداد کو باتفاق رائے منظور کر کے مرکزی حکومت کو بھیجا جائے کہ وہ ہمارے مسلمان بھائیوں پر ظلم و بربریت کے دور کو ختم کرانے میں بھرپور کوششیں کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صدیق سالار صاحب

چودھری محمد صدیق سالار۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں نے آج سے بہت سال پہلے 1947ء میں بھی اس کے بعد بھی ایسی جذباتی تقریریں سنی تھیں۔ اس وقت بھی ہم مسلمان یہ کہتے تھے کہ ہم ہلاکو خان کی اولاد ہیں۔ ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے۔ تقریریں ہم کرتے تھے اور تیاری ہندو اور سکھ کرتے تھے۔ ہندوستان جب پاکستان بنا۔ آج کی تقریروں میں ہم جذبات کی رو میں بہہ کر ہندوستان کے مسلمانوں کی کیا مدد کر رہے ہیں۔

نہ ہے یہ کمزوروں کی دنیا' دنیا ہمت والوں کی

اگر آپ کی قوم طاقتور ہو گی۔ آپ کے ملک کے اندر جو سامان تعیش اور مستورات پر اس قدر خرچ' اسی طرح اپنے نوجوانوں پر خرچ' شادیوں پر خرچ' مہندی کی رسومات پر خرچ ہوتا ہے۔ اگر ہم ان اخراجات کو روک لیں اور سادگی اختیار کر لیں تو اسی بچی ہوئی رقم سے ہم اپنے لئے اسلحہ ٹینک بھی خرید سکتے ہیں ورنہ کہاں سے یہ اشیاء خریدیں گے۔ ہمیں تو اپنے حالات بھی اجازت نہیں دیتے۔ ہم

تو یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے گھروں میں شادیوں پر ایک کروڑ روپیہ خرچ ہو' اس پر بیس لاکھ خرچ ہو۔ ہماری شرائط لمبی ہوں ۔ ہم اپنے غریب آدمی کے لئے کچھ بھی نہیں بناتے ۔ ہر چیز عیاشی پر خرچ کرتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ میں اپنے فاضل مقرر سے استدعا کرنی چاہتا ہوں کہ ان کے سر پر جو ٹوپی ہے وہ قراقلی کی ہے یا کسی اور چیز کی ۔

چودھری محمد صدیق سالار ۔ یہ بڑی سستی اور عام سی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں محترم شاہ صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ۔ آپ تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ معزز رکن سادگی کا درس دے رہے ہیں۔ میں ان سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی یہ ٹوپی کتنی مالیت کی ہے؟

چودھری محمد صدیق سالار ۔ یہ ٹوپی 220 روپے کی ہے اور پاکستانی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ اگر یہ سر پر 5 روپے والی ٹوپی رکھ لیتے تو میں کہتا ہوں بڑی بچت ہو جاتی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب یہ باتیں آپ اجلاس کے بعد بھی کر سکتے ہیں ۔ یہ باتیں آپ کو زیب نہیں دیتیں ۔ میں معزز اراکین سے التماس کروں گا کہ وہ معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے حوصلے' صبر اور تحمل سے کام لیں ۔ اس بحث کو مذاق کا رنگ نہ دیں ۔ تمام معاملے ایک جیسے نہیں ہوا کرتے۔ یہ بڑا نازک اور حساس سا مسئلہ ہے ۔ آپ اسے تھوڑا سا ہنسی مذاق کا رنگ دے رہے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اس کو تھوڑا عقل اور شعور سے سوچیں اور اسے سمجھنے کی کوشش کریں ۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! آپ کو یہ تلقین کرنی چاہئے کہ جس موضوع پر بات ہو رہی ہو اس کے تقدس کو ملحوظ رکھیں۔ لیکن آپ ذرا ان کی دلچسپی کا اندازہ لگائیں ۔ یہ کتنے آدمیوں کے سامنے تقریر کر رہے ہیں ۔ کورم نہیں ۔ میں کورم کو پوائنٹ آؤٹ نہیں کرتا ہوں ۔ میں ویسے کہہ رہا ہوں کہ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اور پورا حزب اقتدار غائب ہے ۔

یہ اتنی دلچسپی لے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب' لوگوں کو پتہ چل گیا ہے کہ آپ تشریف لے آئے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہندوستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس پر ہر مسلمان کو افسوس ہے' ہر مسلمان پریشان ہے اور ہر مسلمان کا دل دھڑکتا ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہیروئن پینے والی قوم کیا لڑے گی؟ نشہ ور قوم کیا لڑے گی؟۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر! میں اپنے محترم بھائی اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ وہ قوم کو مطعون نہ کریں اور اتنی بزدل قوم نہ سمجھیں۔ وہ جس طرح قوم کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ یہ بزدلی کا مظاہرہ ہے یہ اپنے الفاظ واپس لیں

چودھری محمد صدیق سالار۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

حاجی جمشید عباس تھہیم۔ جناب سپیکر' ہندوستان میں ہونے والے واقعات کے متعلق تقاریر میں ہیروئن کی بات مناسب ہے۔ ہیروئن کے ساتھ ساتھ رشوت کو بھی Add کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سالار صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ موضوع کے متعلق اپنے ارشادات فرمائیں۔

چودھری محمد صدیق سالار۔۔ میں حکومت پاکستان سے درخواست کروں گا کہ وہ پورے ملک کے اندر ایسا تعلیمی نظام رائج کریں۔ جس میں پوری قوم کو فوجی تربیت دی جائے۔ اور جب وقت آئے تو قوم پوری حکومت کے ساتھ مل کر اپنی سرحدوں پر ہندوستان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کوئی بھی فیصلہ کر سکے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم صحیح مسلمان بن جائیں۔ ہم ایک دوسرے پر تنقید کرتے ہیں۔ ہم ایک دوسرے کو برا کہتے ہیں۔ دوسرے کی برائی نظر آتی ہے اپنا کچھ نظر نہیں آتا۔ ہمیں اللہ توفیق دے کہ ہم دوسرے کو بھی انسان سمجھیں۔ ہمارے ہمسایہ ملک ایران کے صدر محترم اور ان کے لیڈر محترم جناب حضرت خمینی کے حکم پر وہاں کا نوجوان' بچہ بوڑھا قربان ہونے کو تیار ہوتا ہے۔ وہ امریکہ اور برطانیہ سے لڑائی کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے تو کیا ہماری قوم کے اندر اگر یکجہتی ہو تو ہم اپنے کردار سے دنیا کو یہ ثابت کرا دیں کہ پاکستانی قوم سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط ہے۔ ہم لوگ اپنے گھر میں کیا کر رہے ہیں' کراچی میں کیا

ہو رہا ہے ' پشاور میں کیا ہو رہا ہے ۔ یہ کون کر رہا ہے ؟ یہ ہم میں سے ہی کر رہے ہیں ۔ ہم اپنے ملک کے نظام کو چلنے نہیں دیتے ۔ میں ان لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ خدا را اپنے ملک کو بچاؤ ' اپنے ملک کے اندر یکجہتی پیدا کرو اور اپنے ملک کو طاقتور بناؤ تو پھر ہندوستان تو کیا ساری دنیا سبق حاصل کرے گی ۔ جب تک آپ میں اتفاق نہیں ہو گا اس وقت تک کوئی ہمارا ساتھ نہیں دے گا ۔ آخر میں ان شہیدوں کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت دے ۔ جو مسلمان وہاں رہتے ہیں وہ صبر کریں ' پروردگار ان کی حفاظت کرے ۔ حکومت پاکستان اس کا نوٹس لے اور وہ قانون کے دائرہ میں رہ کر احتجاج کرے اور ہمیں اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہم یکجہتی سے ایک قوم بن سکیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری رفیق صاحب۔

چودھری محمد رفیق ۔ جناب سپیکر! چند روز پیشتر ہمارے قومی اخبارات میں میں نے ایک ظلم رسیدہ مسلمان بھارتی عورت کی تصویر دیکھی تھی اور مجھے یقین ہے کہ اس معزز ایوان کے دیگر معزز اراکین نے بھی اس تصویر کو دیکھا ہو گا ۔ وہ مسلمان بھارتی عورت جو کہ برہنگی کی شکل میں تھی اور اس پر ترس کھا کر کچھ لوگوں نے اسے ایک چادر اوڑھا دی تھی ۔ اس سے آپ تصور کر سکتے ہیں کہ ہندوستان کی سیکولر سٹیٹ میں جو کہ ایک غیر مذہبی سٹیٹ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے وہاں پر مذہبی فرقہ ورانہ فسادات میں آج تک میرے خیال میں پاکستان بننے کے بعد سے لاکھوں مسلمان شہید ہو چکے ہیں اس تصویر کا میں نے خاص طور پر اس لئے ذکر کیا ہے کہ ہمارے قومی اخبارات میں وہ تصویر چھپی ہے اور میں اس حوالے کے ساتھ بات کرنی ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک وقت تھا ۔ جب ایک مسلمان بیٹی کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک مسلمان ریاست اس وقت کے ظالم حکمران پر چڑھ دوڑی تھی اور آج ہمارے حکمرانوں کی بے حسی کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے ہی ملک کے اندر اپنی ہی مفتوح قوم کو بار بار فتح کرنے میں لگی ہوئی ہے ۔ جس حکومت کا یہ حال ہو وہ اپنے پڑوس میں اپنے مسلمان بھائیوں پر ہونے والے تشدد کو کیسے روک سکتی ہے اور اس پر مزید میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس بے حسی کا عالم ہے کہ آج تک احتجاج کے طور پر کوئی موثر اقدام نہیں کیا گیا اور قابل افسوس بات یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمارے معزز ایوانوں کا یہ عالم ہے کہ آج جس اہم موضوع کے لئے وقت مخصوص کیا گیا تھا۔ آپ حاضری سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے معزز ارکان اسمبلی کو اور پارلیمنٹ کو کتنا احساس ہے؟۔ اس بے حس ایوان پر مجھے افسوس ہے۔ اس بے حس ایوان کی بے حس حکومت کی

بے حس اقدامات پر افسوس ہے جو آج تک نہیں کئے گئے ۔ ہندوستان میں مسلمانوں پر ہونے والے ظلم و تشدد کی میں پر زور مذمت کرتا ہوں ۔ میں چاہتا تو نہیں کہ کورم کا سوال اٹھاؤں لیکن آپ کی توجہ اس امر پر دلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ ذرا تھوڑی سی توجہ فرمائیں کہ ہمارے معزز ایوان میں کتنے اراکین کو اس سنجیدہ موضوع کو سننے ' بحث کرنے اور اس پر تنقید و تحریر کرنے کے لئے کتنی دلچسپی ہے ۔ جناب والا خاص طور پر وزراء کرام کو بھی اس میں شامل کر لیں ۔ جناب والا ! مجھ سے پہلے جو معزز اراکین اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں میں ان سے کلی طور پر اتفاق کرتا ہوں خاص کر اس حوالے سے کہ تحریک پاکستان کے وقت تمام مسلمانان ہند کا متفقہ طور پر مطالبہ تھا کہ مسلمانوں کو ایک الگ ریاست چاہئے تاکہ وہ اپنے نظریات اور اپنے عقائد کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکیں اور اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال سکیں ۔ جو مسلمان بننے کے بعد پاکستان میں آئے وہ بہتر رہے اور جو مسلمان پاکستان نہیں آئے بھارت میں ہی رہ گئے آج ان کو اس امر کی سزا مل رہی ہے کہ وہ پاکستان کے ایجنٹ ہیں۔ بھارت میں مسلمانوں کو پاکستان کا ایجنٹ کہا جاتا ہے ۔ بھارتی اور پاکستانی ایجنٹ کہلوانے پر ان کے ساتھ یہ ظلم و تشدد برپا ہو رہا ہے مسلمانوں کے لئے جس نظریہ پاکستان کی خاطر لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کی جانیں قربان ہوئیں اور بے بہا خون بہانے کے بعد لاکھوں مظلوم عورتوں کی عصمتوں پر ہم نے یہ ملک حاصل کیا ۔ مسلسل چالیس سال کے عرصہ میں وہاں پر کئی مرتبہ مسلم کش فسادات ہو چکے ہیں اور آج اس ملک کے باسیوں کا یہ عالم ہے کہ ایک بار بھی ہم نے یا ہماری حکومت نے اس پر کوئی موثر قدم نہیں اٹھایا ۔ جیسا کہ میرے بھائی فاضل جنجوعہ صاحب نے بڑے دکھ کے ساتھ فرمایا ہے کہ یہ تو Cricket diplomacy تھی جو ایک اقدام کے طور پر ممکن ہے کہ ہمارے فوجی حکمرانوں کے ذہن میں یہ اقدام ہو کہ وہ Cricket diplomacy کے ذریعے سے بھارتی مسلمانوں کو وہاں کی لادین ریاست کے ظلم و ستم سے نجات دلا سکیں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر کمزوری کی علامت ہے ۔ جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور اس بات پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ ہمارے فوجی حکمران یا ہمارا Power Structure اپنی ہی ملک کی مفتوح قوم کو بار بار فتح کرنے میں لگا ہوا ہے۔ یہ پڑوس میں یا سرحد پار کے مظلوم مسلمانوں کے بارے میں کیا سوچ سکتے ہیں ۔ شکریہ !

جناب ڈپٹی سپیکر: سیدہ نگہت نعیم صاحبہ ۔

بیگم سیدہ نگہت نعیم صاحبہ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ یہاں پر اس ایوان میں میرے بہت سے

بہن بھائیوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ یہ مسئلہ کافی سنگین ہے اور میں نے سوچا کہ اس پر اپنے خیالات کا اظہار کروں ۔ پاکستان اس بات کا خواہاں رہا ہے کہ وہ اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات رکھے ۔ اس کے باوجود ہندوستان میں مسلمانوں کے ساتھ تشدد کا سلوک ہوا ہے یہ ان کی جارحیت کا کھلم کھلا ثبوت ہے اور واضح اعلان ہے کہ ہندوستان میں اقلیتوں کے جان و مال محفوظ نہیں اور وہاں پر وہ اپنی اقلیتوں کے ساتھ مساوی سلوک بالکل نہیں کرتے۔ جیسا کہ ان کو کرنا چاہئے مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے اس ناروا سلوک کا پنجاب اسمبلی سختی سے نوٹس لیتی ہے اور استدعا کرتی ہے کہ اس ظالمانہ سلوک پر نہ صرف قومی سطح پر بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی غور و خوض کیا جائے۔ اور فوری طور پر اس کا سدباب کیا جائے ۔ میں اپنے مسلمان ہندوستانی بھائیوں پر ہونے والے تشدد کا سختی سے نوٹس لیتی ہوں اور ان کے غم میں برابر کی شریک ہوں اور میں بھارتی مسلمانوں کو یقین دلاتی ہوں کہ وہ ان مظالم سے ڈرنے کی بجائے ڈٹ کر مقابلہ کریں کیونکہ مسلمان قوم کبھی تعداد سے نہیں ڈرتی بلکہ اپنی طاقت کو اپنے اسلام کے زور پر منواتی ہے ۔ آج پھر وہ وقت آن پہنچا ہے کہ ہم اس پر غور کریں کہ ہمارے ملک میں بھی ایسے عناصر موجود ہیں جو ہمارے ملک میں تخریب کاری کے لئے کام کر رہے ہیں اور ہمارے اس ملک پاکستان کو جو ہم نے بے شمار قربانیوں کے بعد اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا اس کو توڑنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ ہمیں ان کوششوں کو ناکام کر دینا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ اس ملک پاکستان کی بدولت ہی ہمیں آزادانہ کام کرنے کا موقع ملا ہے ' مذہبی آزادی ملی ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اس ملک کی قدر کریں اور تخریب کاریوں کا مکمل طور پر خاتمہ کریں اور کسی بھی ایسے عناصر کو کام کرنے کی آزادی نہ دیں جو اس ملک کو توڑنے کی کوشش کرے ۔ اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہتی ہوں ۔ شکریہ !

جناب ڈپٹی سپیکر: غلام حیدر وائیں صاحب۔

جناب وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں) جناب سپیکر ! برصغیر کی تاریخ میں اس دفعہ بھارت کی راجدھانی دہلی کی جامع مسجد بھی برصغیر کے مسلمانوں کے ناحق خون کے سوگ میں شامل ہو گئی اور یہ پہلا موقع ہے کہ بھارت کے سیکولرزم کا پردہ اس حد تک چاک ہوا کہ اس دفعہ بھارت کے مسلمانوں نے عید جیسا قومی تہوار نہ منایا اور دہلی کی جامع مسجد اس سوگ میں سوگوار رہی ۔ جناب والا ! بھارت کے سیکولرزم کا چہرہ ایک نہیں کئی چہرے ہیں ۔ جب یہ پاکستان کے ساتھ بات کرتا ہے تو

بھارت کے سیکولرزم کا چہرہ اور ہوتا ہے ۔ جب یہ مسلمانان عالم کے ساتھ بات کرتا ہے تو اس کا چہرہ اور ہوتا ہے۔ جب یہ اسرائیل کے ساتھ بات کرتا ہے تو اس کا چہرہ اور ہوتا ہے جب یہ چچا سام سے بات کرتا ہے تو اس کا چہرہ اور ہوتا ہے۔ جب یہ بھارت کے اندر بنئے سے بات کرتا ہے تو اس کا چہرہ اور ہوتا ہے ۔ جب یہ بھارت کے سکھوں سے بات کرتا ہے تو اس کا چہرہ اور ہوتا ہے۔ جب یہ بھارت کے عیسائیوں سے بات کرتا ہے تو اس کا چہرہ اور ہوتا ہے اور اس نے بہت سے چہروں کے روپ ڈھالے ہوئے ہیں۔ اور آج عالمی برادری یہ دیکھ رہی ہے کہ اس کا سیکولرزم ' لادینیت اور لامذہب ہونے کا دعویٰ جتنا باطل ہے شاید اور کوئی چیز اتنی باطل نہیں ۔ جناب سپیکر! مجھے آج یہ بات عرض کرنی ہے کہ دنیا کی وہ قوتیں اور تنظیمیں جن کے ضمیر بھی آج سو رہے ہیں اور بھارت کے مسلمانوں کا خون ناحق۔آج اس بین الاقوامی حقوق انسانیت کی تنظیم کے ضمیر کو بھی جھنجھوڑ رہا ہے اور آج بھارت کے مسلمانوں کا خون ناحق یو این او کے ضمیر کو بھی جھنجھوڑتا ہے اور آج ہندوستان کے بے گناہ مسلمانوں کا خون ناحق دنیا کے ان تمام دعوے داروں کے ضمیر بیدار کر رہا ہے جو کہ انسانیت کے حقوق اور اقلیتوں کے حقوق اور انصاف کے حقوق کی بات کرتے ہیں ۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ صوبائی اسمبلی کا یہ اجلاس اور اس اجلاس میں شامل معزز اراکین اسمبلی کے بیان کردہ احساسات سے حرف بہ حرف اتفاق کرتے ہوئے ہندوستان میں مسلمانوں کے خون ناحق کے تسلسل کے خلاف ہم اسکی پر زور مذمت کرتے ہیں اسکو تشویش کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور نہ صرف حکومت پاکستان سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنا اخلاقی اور سفارتی دباؤ ڈال کر ہندوستان اور ہندوستان کی حکومت کو اس حرکت سے باز رکھیں بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم عالم اسلام کی مسلم امہ سے بھی یہ مطالبہ کریں کہ وہ بھی ہندوستان کے اس سیکولرزم کو چار چاک ہوتے دیکھ کر اپنے تمام ذرائع استعمال کریں اور اپنا تمام سفارتی دباؤ استعمال کرنے کے بعد اس معاملے میں بھرپور کردار ادا کریں تاکہ جب بھی ہندوستان میں فرقہ وارانہ فساد نہیں بلکہ یکطرفہ طور پر مسلمانوں کے خلاف خون کی ہولی کھیلی جائے اس معاملے میں

Muslim Organization of the world اور تمام مسلم امہ کے ممالک متفقہ طور پر متفق ہو کر نہ صرف آواز اٹھائیں بلکہ ہندوستان پر زبردست دباؤ ڈالیں کہ وہ ان حرکات سے باز رہے۔ میری اس ایوان کی وساطت سے استدعا ہے کہ ہم بین الاقوامی انسانیت کے ان دعویداروں کے ضمیر کو جھنجھوڑیں اس کو بیدار کریں اور ان سے کہیں کہ ہندوستان جاکر مسلمانوں کے خون سے کھیلی جانے

والی ہولی کے سدباب کیلئے کچھ کرسکتے ہیں تو کریں۔

جناب سپیکر! ہم دنیا کے تمام مہذب ممالک اور عالمگیر رائے عامہ پر بھی یہ اخلاقی دباؤ ڈالیں کہ ان کے ضمیر کو جھنجھوڑیں کہ وہ ہندوستان کو ایسی حرکات سے باز رکھنے کیلئے اپنی تمام تدابیر عمل میں لائیں لیکن جناب سپیکر جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا۔ میں قائد اعظم کے اس فرمان کو دھراتا ہوں کہ جس میں انہوں نے صاف فرمایا تھا کہ منقسم ہندوستان اور پاکستان بننے کے بعد ہندوستان میں مسلمان اقلیت کے تحفظ کی سب سے بڑی ذمہ داری ایک مضبوط اور مستحکم پاکستان پر بھارت کے مسلمانوں کی اس خون سے ہولی کھیلے جانے والے تسلسل کو بند کرنے کا سب سے اہم ذریعہ یہ ہے کہ پاکستان کو اندرونی طور پر اتنا مستحکم اور اتنا ناقابل تسخیر بنایا جائے کہ ایک مستحکم پاکستان بھارت کے مسلمانوں کے سب سے زیادہ بہتر خدمات سرانجام دینے کا سب سے اعلیٰ ذریعہ بن سکتا ہے۔

جناب سپیکر! ہمیں آج پاکستان کے اندر خلفشار پیدا کرنے والے ان احباب کی توجہ اس طرف سنجیدگی سے مبذول کرانی ہوگی کہ پاکستان کے استحکام اور پاکستان کے نظریے کے مطابق انتشار اور ابہام پیدا کرنے والے اصحاب آج بھارت جا کر مسلمانوں کی حالت زار کو دیکھیں اور پھر قائد اعظم کی عظمتوں کا اندازہ لگائیں کہ اس بطل حریت نے کتنا عرصہ پیشتر ہندوستان کی ان حرکات اور ہندو بنیا کی ان حرکات کو بھانپ لیا تھا۔ جناب سپیکر! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم پاکستان کے اندر ان منتشر اور انتشار پیدا کرنے والی قوتوں کو اسلام کے نام پر مسلمانوں کی عظمت کے نام پر یہ کہیں کہ وہ استحکام پاکستان کیلئے انتشار اور ابہام کے انداز کو تبدیل کریں اور نہ صرف پاکستان کیلئے بلکہ میں خیال کرتا ہوں کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے خون سے کھیلی جانی والی ہولی کو دیکھنے کے بعد ان عقبوں کو جو پاکستان میں نظریہ پاکستان کے متعلق ابہام پیدا کرتے ہیں ان سے یہ کہا جائے کہ "تو اگر میرا نہیں بنتا تو نہ بن اپنا تو بن"

آج وقت اس بات کا تقاضا کر رہا ہے کہ ہم پاکستان کو ایک ایسی سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنائیں جس کا استحکام قومی اتحاد اور یکجہتی ہندو بنیا کو اس کھیل سے روکنے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ لہٰذا میں اس ایوان کے معزز ارکان کے احساسات سے حرف بحرف اتفاق کرتے ہوئے ہندوستان میں مسلمانوں کے خون سے رنگا رنگ ہونے کی پر زور مذمت کرتا ہوں اور اس قرار داد میں اس بات کا بھی اضافہ کرتا ہوں کہ اسے اس ترمیم کے ساتھ متفقہ طور پر منظور فرمایا جائے کہ عالمی مسلم امہ کی تنظیم اور تمام مسلم ممالک سفارتی سطح پر بھارت پر اپنا دباؤ ڈالیں کہ وہ ہندوستان میں بے گناہ مسلمانوں کے خلاف

ان روز مرہ فسادات کو ختم کرنے کیلئے عملی اقدامات اٹھائیں ۔ میں ایک بار پھر ان تمام احباب کا شکر گزار ہوں۔ جنہوں نے اس اہم قومی مسئلے پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے اور یہ وہ مسئلہ ہے جس پر ہم متفق ہیں اور یہ ہماری متفقہ قرار داد پنجاب اسمبلی کے ایوان کی جانب سے منظور فرمائی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ احساسات وفاقی حکومت اور تمام سفارتی نمائندوں کو بھی پہنچائے جائیں اور خاص طور پر مسلم امہ کی تنظیم تک بھی پہنچائے جائیں جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا منظور احمد چنیوٹی

مولانا منظور احمد چنیوٹی : الحمد و للہ وحدہ وصلوۃ والسلام علی من الانبی بعدہ اما بعد قال اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (المسلمون کلھم جسد واحد ○

جناب سپیکر! اس موضوع پر بہت کچھ کہا گیا اور بڑے انداز میں کہا گیا ۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر ۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں چنیوٹی صاحب سے بڑی معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں ۔۔۔ راہی صاحب مجھے تو شرم آتی ہے مگر آپ کو شرم نہیں آتی کہ بیٹھے بٹھائے سپیکر کے طرز عمل پر آپ تبصرہ کرتے جائیں ۔ مجھے تو شرم آتی ہے مگر آپ کو شرم نہیں آتی ۔۔۔۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! آج کا مسئلہ اتنا سنجیدہ مسئلہ ہے کہ اس مسئلے کو نہایت ہی سنجیدگی کے ساتھ لینا چاہیے پھر بھی آپ درمیان میں اس قسم کی غیر سنجیدہ باتیں کرکے ماحول کو غیر سنجیدہ کر دیتے ہیں ۔ اول تو اپنی دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ اس وقت آپ کے سامنے ممبران ہیں اس وقت مسلمان بھائیوں کے خون کے ساتھ یہ ہولی کھیلی جا رہی ہے اور دوسری طرف ہماری بے حسی کا یہ عالم میں نے ابھی نبی کریم کی ایک حدیث پڑھی ہے حضور کا ارشاد ہے کہ مسلمان تمام کے تمام ایک جسد کی مانند ہیں اگر بدن کے کسی حصے کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا بدن تکلیف محسوس کرتا ہے۔ دنیا کے کسی خطے میں بھی کلمہ پڑھنے والا مسلمان ہمارا بھائی ہے اور اسے اگر کوئی تکلیف ہو تو وہ ہمیں اسی طرح محسوس ہونی چاہیے کہ ہمیں خود ہو رہی ہے ۔ لیکن نہایت افسوس ہے کہ اتنی بڑی قتل غارت ہو رہی ہے اور تاریخ میں پہلی مرتبہ دہلی کی شاہی مسجد میں نماز عید نہیں ادا کی جاسکی اور اسے مقفل کیا گیا ۔ اور مسلمانوں کے خون سے برابر ہولی کھیلی جا رہی ہے ۔ پاکستان کے معرض وجود

میں آئے چالیس سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ سال میں ایک دو مرتبہ چند مرتبہ اس قسم کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اصل میں تو ہماری اپنی کمزوری ہے۔ اگر ہم مسلمان جو ایک ارب کی تعداد میں موجود ہیں اگر ہم صحیح پکے مومن اور صحیح مسلمان ہوتے تو اس ہندو بنئے کی کوئی مجال نہ تھی کہ وہ میلی آنکھ سے بھی دیکھ سکتا۔ اصل کمزوری ہماری اپنی ہے۔ مسلمان آپس میں لڑ رہے ہیں۔ بھائی سے بھائی لڑ رہا ہے اس وجہ سے ان کفار کو بھی ہمت ہوتی ہے اور وہ اس قسم کی جسارت کرتے ہیں۔

بہرحال یہ واقعہ ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ نہیں رونما ہوا بلکہ بیسیوں مرتبہ بھارت میں رہنے والے مسلمان ظلم و ستم کا نشانہ بنتے رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ تمام اسلامی برادری کا یہ فرض ہے لیکن سب سے زیادہ فرض ہم پاکستان کے مسلمانوں اور پاکستان کے حکمرانوں کا ہے۔ جنہوں نے یہ علیحدہ حصہ لیکر اپنے ان مسلمان بھائیوں کی ذمہ داری اپنے سر لی تھی۔ سب سے زیادہ حق ہمارا ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ ان واقعات پر بنگلہ دیش جیسی حکومت بھی چیخ اٹھی لیکن ہماری حکومت کی طرف سے ابھی تک کسی قسم کا موثر احتجاج نہ ہوا۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ یہ آئے دن کے واقعات ہیں۔ ہماری حکومت پاکستان کو اپنی اسلامی برادری سے بات کرکے ان سب پر دباؤ ڈالنا چاہیے۔ اور اگر ہندوستان کی حکومت کا دماغ درست نہیں ہوتا تو پھر ہمیں ان سے سفارتی تعلقات منقطع کر لینے چاہیں۔ اگر سفارتی تعلقات بھی بدستور رہے اور وہ ظلم و ستم بھی برابر کرتے رہیں تو ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی تو پھر ہم ان سے سفارتی تعلقات کیسے رکھتے ہیں۔ اگر ہم واقعی محسوس کرتے ہیں کہ وہ جارح ہے وہ ظلم کرتا ہے اور نہتے مسلمانوں کا خون بہا رہا ہے تو ہمیں صاف صاف دو ٹوک یہ کہہ دینا چاہیے گا کہ ہم آپ سے سفارتی تعلقات ان حالات میں برقرار نہیں رکھ سکتے۔ بہرحال ہماری پنجاب اسمبلی کو متفقہ طور پر اپنی مرکزی حکومت سے مطالبہ کرنا چاہیے۔ کہ تمام اسلامی برادری پر تمام بین الاقوامی اداروں پر اس بات کا دباؤ ڈالیں خصوصاً انسانی حقوق کے جو علمبردار ہیں اور جنہیں ہمارے ملک میں اگر کسی کی نکسیر پھوٹتی ہے تو انہیں بہت تکلیف ہوتی ہے۔ امریکی حکومت نے اب جو اپنی امداد پر شرائط لگائی ہیں ان شرائط میں حقوق انسانیت کا تحفظ مذہبی آزادی اور اس قسم کی دیگر شرائط لگائی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں میں نے ایک قرار داد ایک تحریک بھی پیش کی ہوئی ہے۔ اس امریکہ پر بھی دباؤ ڈالنا چاہیے۔ آپ ہم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں اور ہمارے مسلمان بھائی وہاں جو ذبح ہو رہے ہیں اس کے لیے یو۔ این او بھی خاموش اور تمام بین الاقوامی

ادارے خاموش ۔ انسانی حقوق کے علمبردار خاموش ہیں تو یہ سب سے بڑی ذمہ داری ہماری حکومت پاکستان کی ہے ۔ اسکو آگے بڑھنا چاہئے ۔ آگے بڑھ کر تمام اسلامی برادری سے تعلق قائم کرکے ان پر دباؤ ڈالنا چاہئے اور ایک مؤثر دباؤ کے بعد اگر ہندوستان ان حرکات سے باز نہیں آتا تو میری رائے اور تجویز یہ ہے کہ ہمیں اپنے سفارتی تعلقات منقطع کر لینے چاہئیں ۔ میں اس تجویز کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب فضل حسین راہی ۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! مجھے پنجابی میں بولنے کی اجازت دی جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل اجازت ہے ۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر ایک دفعہ ایران میں انقلابی عمل بہت تیز تھا ۔ خمینی صاحب برسراقتدار آنے والے تھے اور شہنشاہ ایران جانے والے تھے ۔ بڑا ظلم تھا جبر تھا ۔ وہاں بڑا ظلم ہو رہا تھا اور یہاں نئی نئی مارشل لا لگی تھی ۔ اخبار میں خبر آئی تھی کہ ایران میں پاکستانی باشندے خیریت سے ہیں ۔ ایک پروفیسر نے اس بات کو مکمل کیا کہ پاکستان میں ان کی خبر نہیں یہ اسی طرح کی صورتحال ہے یہاں بھی پیدا ہوئی ہے ۔

جناب والا! ہم ایک ملک کی قیادت یا اسکے لیڈران کے بارے میں بات کرتے ہیں ۔ تو ہمیں احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے ۔ ہم ان کے کتنے بھی چہرے لوگوں کے سامنے کریں ہمارا اپنا چہرہ ان کے چہرے کے پیچھے نہیں چھپ سکتا ۔ یہ ایک عالمگیر سچائی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ خون خرابہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں ہو چاہے کسی ہندوستانی مسلمان کا خون گرے ۔ چاہے کسی فلسطینی کا خون بہایا جائے ۔ چاہے کشمیری عوام کے خون سے ہولی کھیلی جائے ۔ چاہے بموں کے دھماکوں میں احسان الٰہی ظہیر کو قتل کر دیا جائے ۔ یہ سارے خون خرابے قابل مذمت ہیں ۔ جس جگہ بھی ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں ۔ اگر پاکستان کے اندر دھماکوں پہ دھماکے ہوں گے اس کا مطلب یہ ہو گا کہ پاکستان کی حکومت کمزور ہے ۔ اس کی امن و امان بہتر کرنے میں دلچسپی کم ہے ۔ وہاں عوام کی مرضی اور ان کی خواہشات کے مطابق کام نہیں ہو رہا ۔ اسی طرح کی صورت حال اس ملک میں بھی پیدا ہو چکا ہے ۔ جناب والا! کسی ایک اقلیت کے ساتھ ظلم کرنا اسکی اجتماعی غیرت کو للکارنے کے مترادف ہوتا ہے ۔ ہمارے اخبارات سے اتنا پتہ چلتا ہے اتنی اسکی تفصیلات ہیں لیکن ہماری لیڈر شپ کو یہ

توفیق نہیں ہوئی کہ وہ کسی سطح پر اس معاملے کو ختم کرانے کیلئے دباؤ پیدا کر سکے ۔ اگر ہم اپنے ان مسلمانوں بھائیوں پر ظلم ہوتا دیکھتے رہیں گے اور اس کو روکنے کا کوئی مناسب بندوبست نہیں کریں گے اگر ہم اپنے سفارتی تعلقات استعمال نہیں کریں گے ہم دوسری حکومتوں پر دباؤ ڈال کر اس معاملے کو ختم کرانے میں ناکام رہے ۔ تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ سفارتی سطح پر پاکستان کے معاملات کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی ۔ یہ ہمارے اپنے ملک میں بھی غیر اہم ہونے کا مسئلہ پیدا ہو گا ۔ اگر وہاں کی اقلیت کے ساتھ یہ جبر و ظلم جاری و ساری رہا تو میں یہ کہتا ہوں کہ ہماری دونوں حکومتیں ہندوستان کی حکومت اور پاکستان کی حکومت بھی اپنے عوام پر اعتماد کرنے کی بجائے اپنے آقا کے اوپر اعتماد کرتی رہیں ۔ وہ اپنے آقا پر اعتماد کرتی ہے یہ اپنے آقا پر اعتماد کرتی ہے ۔ وہ اپنی عوام کی خواہشات کا احترام نہیں کرتی وہ اپنے پالن ہار کے اقتدار کی حمایت کرنے والے ہیں ۔ وہ اسکی خواہشات کا احترام کرتے ہیں ۔ ان کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں ۔ اپنے عوام کے مفادات کو پیچھے چھوڑ دیتے ہیں ۔ یہ رجحان دونوں حکومتوں میں پایا جاتا ہے ۔ جو بھی صورت حال چاہیے افغانستان کی ہو پاکستان کی ہو یا ہندوستان کی ہو اس ساری صورت حال میں بیرونی مفادات زیادہ ہیں ۔ اب ضرورت اس بات کی ہے ہم لڑائی جھگڑا کرنے کے قابل نہیں ۔ یہ بات ایک طے شدہ ہے جب سے ہم نے فوج سے مارشل لا لگوا کر سول آبادیوں میں لے آئے ہیں اور ان کو شہریوں کے درمیان لا کر بٹھا دیا اور شہروں پر ان کی حکمرانی قائم کر دی ۔ ہم نے ان کو سب مارشل لا ایڈمنسٹریٹر اور ڈپٹی مارشل لا ایڈمنسٹریٹر بنا دیا ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ موضوع کے متعلق ارشادات فرمائیں ۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں موضوع کے متعلق ہی عرض کر رہا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موضوع یہ ہے کہ ہندوستان میں مسلم کش فسادات کے متعلق ہی ارشاد فرمائیں

جناب فضل حسین راہی: اگر وہ گلی میں رہیں تو گلی میں رہنا چاہیے ۔ اگر محلے میں فساد ہوں تو کیا محلے سے باہر نہیں نکلتا ؟ وہاں کی حکومت سے نہیں پوچھنا ۔ وہاں کے صوبے سے نہیں پوچھنا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ مارشل لا پر بحث کر رہے ہیں ۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! آپ کو بیٹھے بیٹھے کوئی دھوکہ سا ہوا ہے ایسی کسی نے کوئی بات نہیں کی ۔ یہ آپ نے اپنے طور پر روک لیا ہے ۔ میں حضور والا عرض کر رہا ہوں کہ لڑنے کے

لیے صلاحیت چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب آپ کو یاد نہیں رہتا۔ آپ اپنے ساتھیوں سے پوچھیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ موضوع سے متعلق ارشادات فرمائیں۔

جناب فضل حسین راہی: میں جناب والا! یہ عرض کر رہا ہوں کہ فوج کو شہروں سے باہر رکھ کر لڑائی کے قابل بنایا جاتا ہے۔ اسکے اندر جرات پیدا کی جاتی ہے۔ اسکے اندر صلاحیت پیدا کی جاتی ہے۔ اسکو ٹریننگ دی جاتی ہے۔ اسکو سمجھایا جاتا ہے۔ اسکو شہری آبادی سے بہت حد تک دور رکھا جاتا ہے۔ آپ کسی بھی ملک کی سابقہ تاریخ دیکھ لیں لیکن جب آپ خود ہی اس معیار کو توڑیں گے اور ان کو لاکر بطور ڈی ایم ایل اے یا ایس ایم ایل اے لگائیں گے تو ان میں جنگ لڑنے کی صلاحیتیں ختم ہو جائیں گی۔ تو یہ بات کر رہا ہوں اگر وہ لڑنے کے قابل نہیں رہیں گے تو اس ملک کا تحفظ اور دفاع کیسے ہوگا؟ سوائے اسکے کہ ہم دونوں ممالک کے درمیان بلاوجہ تناؤ پیدا کرکے اپنی اپنی فوج بڑھانے کے چکر میں اپنے وسائل فوجیوں کو دینے میں لگے ہوئے ہیں۔ یا ہم اسلحہ کے خریدنے میں لگے ہوئے ہیں۔ پاکستان اگر چاہے اپنی فوج کا بجٹ گھٹا کر ختم کرکے اپنی معاشی بہتری کیلئے معاشی انقلاب کیلئے کام کرسکتا ہے۔ اب ہمارے ملک میں سیاست میں موقف چلتے ہیں۔ ہمارے ملک میں Matters کی کوئی اہمیت نہیں۔ میں آپ کو بتاؤں گا کہ کچھ لوگ پاکستان سے باہر بھیجے گئے۔ انہوں نے چھ نکات کے خلاف پاکستان کا کیس Plead کرنا تھا۔ چھ نکات پاکستان کے ساتھ کیا کریں گے۔ وہاں انہوں نے جا کر پریس کانفرنس کی۔ وہ بولتے رہے کہ چھ نکات یہ کریں گے ' وہ کریں گے اور یہ ہو گا۔ ایک صحافی نے پوچھ لیا کہ یہ چھ نکات کیا ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کون سے چھ نکات کی بات کر رہے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی: جناب یہ بات آپ سے ذرا بلند ہے۔ آپ میری بات تو سنتے نہیں میں درمیان میں یہ بات مثال کے طور پر عرض کر رہا ہوں۔ میں کوئی آپ کو چھ نکات نہیں سمجھانے لگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے پوچھ رہا ہوں کہ کون سے چھ نکات؟

جناب فضل حسین راہی: چھ نکات آپ کی ہسٹری میں نہیں رہے؟ جنہوں نے ملک تباہ کر دیا '

توڑ دیا وہ کبھی تاریخ میں نہیں آئے ؟

وزیر صنعت: اس میں یہ بھی شامل ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب دائیں صاحب اس کے صلے آپ کو آج کل مل رہے ہیں۔ جس طرح آپ کرتے ہیں ' اگر اسی طرح ہم بھی کرنا شروع کردیں تو بڑی دیر سے آگے نکل گئے ہوتے یہ تو اپنی اپنی ہمت کی بات ہے۔ جو اللہ میاں کسی کو توفیق دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جو بھی فرمانا چاہتے ہیں ' فرمائیں

جناب فضل حسین راہی: وہ چھ نکات کے بارے میں پریس کانفرنس کرنے لگے کہ یہ چھ نکات ہمارا ملک تباہ کردیں گے۔ کسی پولیس والے نے پوچھا کہ وہ چھ نکات کون سے ہیں ؟ ذرا ایک ایک کرکے بتائیں۔ وہ وفد میں سے کسی کو نہیں آئے۔ اسی طرح کہ جیسے یہ کہوں کہ میں اختر رسول صاحب یا قیوم اعوان صاحب سے پوچھ کر بتائیں کہ وزیر اعظم کے پانچ نکات کیا ہیں ' ایک ایک لائن میں بتائیں تو وہ یہ نہیں بتا سکیں گے۔ موقف ان کا یہی ہے کہ یہ بڑے اچھے وزیر اعظم ہیں۔ یہاں سیاست میں موقف چلتے ہیں۔ معاملات کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ میں اس بات کو اسطرح بھی کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح شریعت کورٹ بل نہ کسی نے پڑھا ہے ' نہ کسی کی سمجھ میں آیا ہے لیکن موقف دونوں نے اپنا لیا ہے۔ مخالفین نے اور حمایتیوں نے بھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب ! انہیں کچھ آپ ہی سمجھائیں۔ میرا خیال ہے کہ ہماری سمجھ سے تو یہ کام بالا تر ہے۔ آپ ہی کچھ سمجھائیں کہ براہ کرم ' موضوع زیر بحث کے متعلق وہ فرمائیں۔

جناب فضل حسین راہی: میں تو آپ ہی کو کچھ سمجھانا چاہتا تھا۔ میں تو یہ باتیں بعد میں بھی کر سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں دائیں صاحب سے عرض کروں گا کہ راہی صاحب کے علم سے آپ استفادہ کرتے رہا کریں۔ فرمائیے۔ راہی صاحب۔

جناب فضل حسین راہی: حضور ! میں بات کوئی اور کرنی چاہتا تھا اور سمجھا کر کرنی چاہتا تھا۔ یہاں موقف چلتے ہیں اور کچھ نہیں چلتا ارشاد فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ موضوع کے متعلق ارشاد فرمائیں

جناب فضل حسین راہی: اب وائیں صاحب جیسی باتیں ہم سے تو ہو نہیں سکتیں ۔ آپ کی مہربانی کہ آپ نے وقت دیا میں نے بات کرلی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید طاہر احمد شاہ صاحب ' فرمایئے ۔

جناب طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر' شکریہ جناب سپیکر ' جہاں تک ہندوستان کی سرزمین پر بسنے والے مسلمان باشندوں کو شہید کرنے کے واقعات ہیں ' وہ تو ہمارے قومی اخبارات میں وقفوں کے بعد شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کیے جاتے ہیں ۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ہندوستان میں بسنے والے بے گناہ ' معصوم اور پرامن مسلمان شہریوں پر وقتاً فوقتاً بے پناہ مظالم ڈھائے جاتے ہیں ۔ جہاں تک ہندوستان کی حکومت کا تعلق ہے ' اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے ' اور آج کی بحث کے ذریعے ہمارے اس معزز ایوان کا ہر رکن ان کے ان اقدامات کی بھرپور طریقے سے مذمت کر رہا ہے ۔ اور کرنی چاہیے ۔ جیسا کہ معزز ارکان نے رائے دی ہمیں سفارتی اور بین الاقوامی سطح پر بھرپور طریقے سے ہندوستانی حکومت کے خلاف قرار داد مذمت پیش کرنی چاہیے ۔ کہ وہ دانستہ طور پر اپنے ملک میں رہنے والی ایک بڑی اقلیت کے جان و مال کا تحفظ کرنے میں ناکام رہی ہے ۔ نہ صرف ہندوستان کے سفارت خانے کے ذریعے ' بلکہ ہماری وزارت خارجہ کو بھی یہ چاہیے کہ وہ اپنی سطح پر حکومت ہندوستان کی مذمت کرے اور اس معزز ایوان کے ہی نہیں ' بلکہ پاکستان کے ہر محب وطن اور اسلامی ذہن رکھنے والے مسلمان کے جذبات سے آگاہ کیا جائے ۔ جناب والا اس قسم کے واقعات جب بھی دنیا کے کسی خطے میں ہوتے ہیں ۔ تو قرار دادوں یا احتجاج کے ذریعے کسی کے اخلاق کو جھنجھوڑا جاتا ہے ۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کے حکمران اور حکمران طبقے کے لوگ اخلاقی طور پر دیوالیہ ہو چکے ہیں ۔ میں یہ دھرانا تو نہیں چاہتا کہ ہندوستان کی حکومت نے لادینیت کا جو پروپیگنڈہ کیا ہے ' اس کا بھانڈا اب چوراہے میں پھوٹ چکا ہے ۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اب تک جو واقعات ہوئے ہیں ' ان کے پس پردہ کیا عوامل ہیں ؟ احتجاج کرنے کے علاوہ ہماری سوچ کیا ہونی چاہیے ' کیا منصوبہ بندی ہونی چاہیے ' کس طریقے سے ہم آئندہ اس قسم کے واقعات کو روک سکتے ہیں ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ میری معلومات کے مطابق ہندوستان کی آبادی کے لحاظ سے ہم سے تقریباً دس گناہ زیادہ ہے ۔ رقبے ترقی فوجی ساز و سامان اور عسکری افراد کی تعداد کے لحاظ سے وہ ہمارے مقابلے میں ایک

بہت بڑی طاقت ہے ۔ ان واقعات کے علاوہ ہم اگر ماضی کی طرف نظر دوڑاتے ہیں ۔ تو ہندوستان نے متعدد مرتبہ ماضی میں بھی پاکستانی سرحدوں کے خلاف جارحیت کا ارتکاب کیا ہے اور ابھی مزید جارحیت کا اندیشہ باقی ہے ۔ جب تک ہمارے ملک میں بسنے والے مسلمانوں اور لوگوں میں اتحاد و یگانگت نہیں ہو گی ۔ پاکستان دو قومی نظریے کے تحت وجود میں آیا تھا ۔ اب آپ دیکھ لیجئے کہ ہمارے اپنے وطن عزیز میں چار قومیتوں کا نعرہ لگ رہا ہے ۔ اب تو فرقہ واریت نے ہمیں کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے ۔ ہم اپنے خطہ زمین میں ایک دوسرے سے دست گریبان ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ چونکہ وہاں کے بسنے والے مسلمانوں کو اس لیے ہلاک کیا جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہیں ۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے فرمایا کہ انہیں ہلاک کیا جاتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ وہ اسلام کے نام پر مسلمان ہونے کے ناطے سے اپنی جان ' جان آفرین کے حوالے کرتے ہیں تو شہادت کا درجہ پاتے ہیں جب تک ہمارا ملک عسکری طور پر ہندوستان کے مقابلے میں مضبوط نہیں ہوتا ۔ تو ہم صرف احتجاج ہی کر سکیں گے ۔ ہم قرار داد ہی پاس کر سکیں گے ۔ ہم ان کے ان مظالم کی روک تھام نہیں کر سکیں گے ۔ بلکہ خدا نخواستہ ہم اپنی سرحدوں کی بھی ان کی جارحیت کے خلاف صحیح طریقے سے حفاظت نہیں کر سکیں گے ۔ آج سائنسی دور ہے ۔ آج ترقی یافتہ ممالک کے لوگ چاند پر اتر آئے ہیں ۔ آج بغیر انسان کے خلاء میں جہاز بھیجے جا رہے ہیں ۔ تحقیقاتی مراکز خلا میں قائم کر دیے گئے ہیں ۔ اگر اس پر غور کیا جائے تو ہر ذی شعور باہوش اور غیرت مند پاکستانی مسلمان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ جب تک پاکستان ایٹمی طاقت نہیں بن جاتا ۔ ہمیں اس میں کوئی عار نہیں ہونی چاہیے ۔ جب تک ہندوستان کے ذہن میں یہ چیز نہیں آئے گی ۔ کہ ہم ایٹمی طاقت ہیں ' ہمارے پاس ایٹم بم ہے ۔ اگر وہ ہمارے خلاف جارحیت کریں گے تو ہمارا ایٹم بم دہلی بمبئی اور دوسرے علاقوں پر بھی گر سکتا ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان اس وقت تک نہ جارحیت سے باز آئے گا اور نہ اپنے ملک میں بسنے والے مسلمانوں کے خلاف سازشوں سے باز آئے گا ۔ احتجاج بھی کیا جائے ۔ یہ ٹھیک ہے ہمیں یہ پتہ ہے کہ ہم پر بہت زیادہ دباؤ ہے ۔ ہمارے مخالفین اسلامی بم سے بہت گھبراتے ہیں ۔ ایک طرف مسلمانوں کی ناچاقی ہے عراق ایران کے ساتھ جنگ کر رہا ہے ۔ اور ایک مسلمان ملک دوسرے کے خلاف جنگ لڑ رہا ہے ۔ ان تمام بدعتوں کو چھوڑ کر قوم میں اتحاد ہونا چاہیے ۔ پاکستان جب ایٹمی قوت بن جائیگا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کو یہ جرات نہیں ہو گی کہ وہ ہماری طرف میلی آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے ۔ اور ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کے خلاف اس قسم کے حرکت کر سکے ۔ جناب سپیکر! آخر میں یہی عرض

کروں گا کہ جتنا باقی ارکان کو دکھ ہے میرا دل بھی ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں کے ساتھ خون کے آنسو روتا ہے۔ ہم احتجاج کرتے ہیں اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہر سطح پر بین الاقوامی سطح پر یو این او کی سطح پر اور ہندوستان سے سفارتی سطح پر وہ اس بات کا احتجاج کرے اور کوشش کرے کہ ہندوستانی حکومت وہاں کے بسنے والے مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت کرے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار الطاف حسین صاحب

سردار الطاف حسین: جناب سپیکر! ممبران اسمبلی کافی تفصیل کے ساتھ ہندوستان کے ظلم و ستم کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ میں چند منٹ میں تحریک پاکستان کے پس منظر کو پیش کرونگا جس وقت میرٹھ دہلی یا اسکے گرد و نواح کے مسلمان تحریک پاکستان میں جناب قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی آواز پر لبیک کہہ رہے تھے۔ وہ ہندوستان کے خلاف مصروف جہاد ہوئے تھے۔ اس وقت انکے سامنے یہ بات تھی کہ انکے صوبہ جات پاکستان کے ساتھ شامل نہیں ہونگے۔ کیونکہ 1940ء میں اسی شہر کو جہاں ہندوستان کے ظلم و ستم کے خلاف یہ قرار داد زیر بحث ہے۔ اسی شہر کو یہ شرف حاصل تھا کہ قائد اعظم کے زیر قیادت پاکستان کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اس میں کوئی میرٹھ اور دہلی کا صوبہ شامل نہیں تھا۔ ان لوگوں نے صرف اس امید اور اس توقع پر پاکستان کے قیام کی جدوجہد میں حصہ لیا تھا۔ کہ جب پاکستان آزاد ہو گا۔ پاکستان کے غیور مسلمان انہیں ہندوستان کے ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لیے خود کو مصروف جہاد کریں گے۔ اور وہ بہت جلد اس پوزیشن میں آئیں گے کہ ہندوستان کا بنیا گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گا۔ جس طرح آج سے 30 / 35 سال پہلے جسوقت پاکستان بے سروسامانی کی حالت میں تھا ہمارے اسلحہ کے ذخائر ہندوستان میں تھے۔ ہندوستان نے اس خطہ کو ختم کرنے کی انتہائی کوشش کی لیکن ہمارے قائد ملت شہید خان لیاقت علی خان مرحوم نے اس شہر میں ایک جلسہ عام میں ایک مکہ دکھا کر ہندوستان کو اپنا وہ فیصلہ لینے پر مجبور کر دیا تھا۔ اور وہ سمجھتا تھا کہ پاکستان کو کوئی ایسی غائبانہ طاقت میسر آگئی ہے۔ جس کا مقابلہ ہندوستان جیسی عظیم طاقت نہ کرسکے گی۔ ہماری بدقسمتی تھی کہ ہماری 40 ہزار مائیں بہنیں بیٹیاں جو مدت تک پاکستان کی طرف منتظر نگاہوں سے دیکھتی رہیں کہ شاید پاکستان کے طرف سے کوئی محمد بن قاسم انکی آواز پر لبیک کہنے کے لیے آئے ان کو ہندوستان کے ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لیے آئے۔ لیکن بدقسمتی کہ ہم نے

اپنی تمام صلاحیتیں اور قوتیں اقتدار کی ہوس و حصول اقتدار کے لیے صرف کر دیں اور ہندوستان کے مسلمانوں کی قربانیوں کا صلہ اور پانچ صوبہ جات کی شکل میں پاکستان ہمیں میسر آیا تھا۔ جسے ہم نے اس ملک کو اقتدار کی ہوس کا شکار بنا دیا اور زیادہ آبادی والے صوبے کو ہم اپنے سے علیحدہ کرنے پر مجبور ہوگئے اور جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ہندوستان میں بسنے والے لوگ بالکل مایوس ہوگئے اور ہندوستان کی یہ جسارت بڑھتی رہی کہ اب کوئی ایسا مسلمان ملک نہیں رہ گیا جو ہندوستان کو آنکھیں دکھا سکے اور جو ہندوستان کو مکہ دکھا سکے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسکی جسارت زیادہ سے زیادہ بڑھتی رہی۔ میں یہ عرض کرونگا کہ جسوقت کوئی قوم قرار دادوں پر انحصار کریگی یہ ٹھیک ہے کہ یہ قانونی تقاضے ہوتے ہیں کہ ہم بین الاقوامی طور پر قرار دادیں پاس کرائیں اور بڑی حکومتوں کو احساس دلائیں کہ وہ ہمارے ساتھ تعاون کریں اور مسلمان بھائیوں کو اسکے ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لیے لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ بنیا کبھی بھی شرافت کی زبان نہیں سمجھے گا۔ تاریخ شاہد ہے کشمیر کے مسئلہ میں سیکورٹی کونسل نے اقوام متحدہ نے بیشمار Resolutions پاس کیے۔ اس کے علاوہ بنگلہ دیش کے متعلق متعدد قراردادیں پیش ہوئیں لیاقت نہرو معاہدہ ہوا لیکن ہندوستان کبھی شرافت کی زبان نہیں سمجھتا کبھی قرار دادوں کا احترام نہیں کرتا اسے احساس دلانے کے لیے اور خاص طور پر اسکو ذہن نشین کرانے کے گئے کہ اس وقت ہندوستان میں بسنے والے 20 کروڑ بھائیوں کے دکھ درد میں شریک ہونے والی قوم موجود ہے۔ تو اسکے لئے یہ ضروری ہے کہ جو پاکستان کا چھوٹا سا حصہ بقایا رہ گیا ہے۔ ہم مسلمان آپس میں متحد ہو کر فرقہ وارانہ کشیدگی کو ختم کریں۔ سیاستدان اپنی تمام صلاحتیں حصول اقتدار کے لئے بروئے کار نہ لائیں۔ بلکہ اس معاملہ میں ایک پلیٹ فارم پر آکر قوم کو متحد کریں تاکہ اپنے مسلمان بھائیوں کی توقعات پر پورا اتریں اور انہیں یہ احساس دلا سکیں کہ مسلمان کبھی اسلحہ پر دارومدار نہیں کرتا۔ اس سلسلے میں ہماری تاریخ شاہد ہے۔ اگر آپ تاریخ اسلام کے آغاز سے مطالعہ فرمالیں تو تاریخ یہ بتاتی ہے کہ حق و باطل کی جنگ ہمیشہ بے سروسامان لوگوں میں اور سامان رکھنے والے لوگوں کے درمیان ہوئی ہے۔ حق ہمیشہ غالب آیا ہے۔ یہ کہنا کہ ہم اسلحہ کے مقابلہ میں ان سے کمزور ہیں یہ ایک مسلمان کی توہین ہے مسلمان کی غیرت کو جسوقت بھی للکارا جاتا ہے۔ تو اس پر وہ لبیک کہتا ہے خوش آمدید کہتا ہے اور اپنا خون بہا کر اپنی ماؤں بیٹیوں اور بہنوں کو کافر کے ظلم و ستم سے نجات دلانے کی کوشش کرتا ہے۔ جہاں تک قرار داد کا تعلق ہے یہ درست ہے کہ ہم قرار داد پاس کریں۔ لیکن اسکے ساتھ ہی آج اس ایوان میں اپنے علمائے کرام اور سیاستدانوں اور پریس

سے یہ درد بھری التماس کروں گا کہ خدا قوم کو ہندوستان کے ظلم و ستم سے مسلمانوں کو نجات دلانے کے لیے ان کو متحد کرنے کے لیے ایک پلیٹ فارم مہیا کریں اور ہر سیاستدان اور ہر عالم یہ محسوس کر لے کہ اس پر یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ ہندوستانی مسلمانوں کی آواز کو سنیں اور ہندوستان کے پنجہ استبداد سے نجات دلانے کے لیے شب و روز اپنے آپکو وقف کرے۔ تو میں خدا را اپنے بھائیوں اور ممبران صوبائی اسمبلی کو جنکی اس نہایت اہم ریزولیشن کے متعلق دلچسپی ان خالی کرسیوں سے ظاہر ہے اور اپنے وزراء کرام کی دلچسپی ظاہر ہے اس طرح میں کیا عرض کروں خدا را ہمارے آنکھوں میں خون کے آنسو آجاتے ہیں۔ جسوقت ہم اخبارات میں یہ پڑھتے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ یہ ظلم ہو رہا ہے۔ اور ہم بے حس ہیں اسمبلی کی کسی کارروائی کی کوئی اہمیت نہیں۔ جتنی اس ریزولیشن کی اہمیت تھی یہ بڑے افسوس اور دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ جس ادارہ اور ہال نے قوم کو منظم اور متحد کرنا ہے۔ اور اس بھیڑیئے کے خلاف میدان جہاد میں لانا ہے۔ آج وہ اسمبلی کی کرسیاں اپنے ممبران کے لیے ترس رہی ہیں۔ کہ وہ کب ان کرسیوں پر بیٹھیں گے اور وہ ہند کے مسلمانوں کو ہند کے کافروں کے ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لیے قوم کے لیے ایک قومی پروگرام پیش کریں گے۔ جس پر قوم انکی آواز پر لبیک کہہ کر اپنے آپکو اپنی زندگیوں کو میدان جہاد میں ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے وقف کر دیں تو میں التماس کرونگا اپنی حکومت سے کہ خدارا معذرت خواہانہ رویہ اختیار نہ کریں۔ ہندوستان کے خلاف آنکھ میں آنکھ ڈال کر اس طرح بات کریں جس طرح ہمارے قائدین نے کی تھی۔ جس طرح قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ کیا کرتے تھے۔ جسطرح قائد ملت کیا کرتے تھے۔ اور اسکے علاوہ میں اس ایوان کی توجہ اسطرف دلاؤں گا۔ کہ جس قوم میں راجہ داہر جیسے ظالم انسان کو صوبے کا ہیرو کہنے کی جسارت پیدا ہو چکی ہو وہ قوم ہندوستان کے مسلمانوں کو اس ظلم سے کیسے نجات دلائے گی۔ خدارا ملک کو ان منافقین سے پاک کریں۔ بین الاقوامی سازشیں اسلامی حکومتوں کو ختم کرنے کے لئے منظم طور پر ہو رہی ہیں۔ کہیں ایران عراق جنگ کروائی جا رہی ہے۔ کہیں مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی بات کہیں ہماری سرحدوں کو استعمال کیا جا رہا ہے کہ ملک کے اندر منافق اور غدار پیدا کرکے سرمائے کی ریل پیل کی جا رہی ہے جو ہمارے مسلمانوں کو خریدے اور اس خطہ پاک کو ختم کرنے کی کوشش کرے۔

میں جناب وائیں صاحب کی وساطت سے اپنے قائد پاکستان جناب محمد خان جونیجو سے التماس کرونگا کہ خدارا معذرت خوانہ کا رویہ اختیار نہ کریں۔ آپ ایسا کریں۔ جیسا کہ مسلمانوں کا طرہ

امتیاز رہا ہے ۔ مسلمان کی جیسے شان و شوکت رہی ہے کہ وہ ہمیشہ باطل کے سامنے سینہ سپر ہوتا ہے اور گردن اٹھا کر بات کرتا ہے ۔ آنکھوں میں سرخی لاکر بات کرتا ہے تاکہ اس پر دبدبہ ہو ۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی قلب و زبان کو ایمانی قوت سے مزین کریں سیرت و کردار کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالیں ۔ اس پر پاکستان کو اسلامی معاشرہ مہیا کریں ۔ کیونکہ اسلامی معاشرہ ہی ہندوستان کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرے گا ورنہ اسلحے کی دوڑ میں شائد ہم ان کا کبھی مقابلہ نہ کرسکیں ۔ اور یہ بھی میں عرض کیے دیتا ہوں کہ مسلمان کے لیے اسلحہ کبھی ان کے پروگرام اور قیمتی مقاصد کی تکمیل میں حائل نہیں ہوا ۔ تاریخ اسلام کو اٹھا کر دیکھ لیجئے ۔ جناب رسالتماب حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر جناب محمد بن قاسم تک کبھی مسلمانوں نے یہ محسوس نہیں کیا کہ ہماری مخالف قوت بہت زیادہ اسلحہ ساز فیکٹریاں رکھتی ہیں اس کے پاس اسلحہ بہت ہے ان کے پاس فوج کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔ مسلمانوں نے کبھی اس پر اعتماد نہیں کیا ۔ مسلمان کو صرف یہ دیکھنا تھا کہ ہم حق پر ہیں یا نہیں ۔ اگر حق پر ہیں تو ہمارے مقابلہ میں بڑی سے بڑی قوت بھی انشاء اللہ گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گی ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں محمد اسحاق صاحب ! آپ قرارداد پیش کریں ۔ چودھری صاحب ! آپ کیا فرمانا چاہیں گے ؟

چودھری محمد رفیق: جناب والا! ۔ آپ کی اجازت سے آپ کی توجہ میں اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آج اس اہم بحث میں بھارتی مسلم پر ظلم و تشدد اور قتل و غارت کی بات ہو رہی ہے تو اس معزز ایوان میں کوئی آٹھ دس ارکان نے اس بحث میں حصہ لیا اور یہی کوئی دس بارہ ارکان نے اس کو سنا ۔ (قطع کلامیاں

قرارداد

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب ! جناب غلام حیدر وائیں صاحب اور میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے مشترکہ طور پر یہ ایک قرارداد ہے ۔ تو میاں محمد اسحاق صاحب اسے پیش کریں ۔

میاں محمد اسحاق : نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم آعوذباللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں نے یہ قرارداد پیش کی تھی ۔ اس کی کاپی آپ کو پہنچ چکی

ہے ۔ اگر آپ مجھے دو منٹ کے لیے اجازت دیں تو میں بعد میں پڑھ دونگا ۔ میرے محترم واجب الاحترام اراکین اسمبلی نے جو کچھ فرمایا ہے ۔ اپوزیشن کی طرف سے اور حکومت کی طرف سے ہم تمام لوگ اس بات سے متفق ہیں اور اس میں کسی کو کوئی بھی اعتراض نہیں ہے کہ حکومت پاکستان ' ہندوستان سے پرزور مطالبے کرے اور اس سے منوائے کہ اگر ہمارے مسلمان بھائیوں پر ظلم و ستم بند نہ کیا گیا تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب جہاد کا اعلان کریں گے ۔

جناب والا! میں نے یہ کہا ہے کہ جو تقاریر یہاں پر کی گئی ہیں ہم سب نے اس قرار داد سے اتفاق کیا ہے اور جو کچھ آج اور اس سے پہلے ہندوستان میں ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے ۔ ہم سب نے ان کی مذمت کی ہے اور ہم سب لوگ اس سے متفق ہیں ۔ ہم سب نے متفقہ طور پر ہندوستان کی اس کارروائی کی مذمت کی ہے اور ہم اب بھی مذمت کرتے ہیں ۔ اگر ان کو مذمت میں کوئی اعتراض ہے تو یہ علیحدہ کریں ۔ بہرحال میرے خیال میں ہم سب اراکین اسمبلی اس کی پرزور مذمت کرتے ہوئے پاکستان حکومت سے پر روز مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر وہ جلد از جلد اس ظلم کو رکوانے میں ناکام رہی تو پنجاب انشاء اللہ تعالیٰ اپنا کردار ادا کرے گا اور ہم جہاد کا اعلان کریں گے اور ظلم و ستم کو بند کرانے میں اپنا پورا پورا حق ادا کریں گے ۔ جناب سپیکر! مسلمانوں کا حق اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو آج سے چودہ سو سال پہلے ـــــــ

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! جناب کمال خاں صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں ۔

جناب کمال خان لالیکا: جناب والا! ۔ جو کچھ ہندوستان کے متعلق کہا گیا ہے اس سے میں بھی متفق ہوں ۔ اس سے مجھے اختلاف نہیں ہے ۔ لیکن جو کچھ مقررین نے کہا ۔ جسطرح اپنے آپ پر کیچڑا اچھالا یہ موقع نہیں تھا ۔ میں اس سے متفق نہیں ہوں ۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی اپنی سوچ ہے ۔ ہندوستان کے متعلق وہ ٹھیک فرما رہے ہیں ۔

میاں محمد اسحاق : بہرحال میرے ہر ایک دوست کا موقف یہی تھا ۔ کسی نہ کسی طریقہ سے ہندوستان کی مذمت کی جائے ۔ چاہے حکومت کے ذریعے ۔ چاہے بالواسطہ یا کسی طریقے سے بھی مقصد یہی تھا کہ ہندوستان کی اس کارروائی کی مخالفت کی جائے اور اس ظلم و ستم کو بند کرایا جائے ۔

جناب والا! میں صرف ایک چھوٹی سی مثال عرض کرنا چاہونگا ۔ کہ آج سے چودہ سو سال پہلے صلح حدیبیہ کا آپ کے سامنے واقعہ عرض کرنا چاہونگا ۔ محبت اور پیار کی آپ لہر دیکھیں ۔ کیا پیار تھا ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جان جان حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کہ آپ جائیں ذرا مکہ میں دیکھیے کہ ان کے کیا حالات ہیں ۔ وہ ہمیں کیوں روک رہے ہیں ۔ کسی صاحب نے آکر اطلاع دی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے ۔ میرے آقائے نامدار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ او مسلمانوں ! ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے کہ جب تک ہم عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کا بدلہ نہیں لے لیں گے ۔ یہ محبت اور پیار تھا ۔ آج کتنے لوگوں نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو جو ہندوستان میں ظلم و ستم کا نشانہ بن رہے ہیں ۔ اور صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں اور ان پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں ان سے نجات دلائیں گے ۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہماری خوشیوں میں ہماری کسی چیز میں کوئی فرق نہیں آیا ہے ۔ میرے دوستو ! میرے بزرگو میرے بھائیو! میں یہ عرض کرنا چاہونگا کہ ـــــــ

جناب محمد صدیق انصاری: پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے ۔

جناب محمد صدیق انصاری : جناب سپیکر ! میاں محمد اسحاق صاحب نے جو حدیث شریف کا حوالہ دیا ہے اس میں "او مسلمانوں" کا لفظ نہیں تھا ۔ حدیث پاک کا حوالہ دیا جائے تو صحیح الفاظ آنے چاہیں۔ میری آپ کے ذریعے استدعا ہے کہ معزز رکن لفظ "او مسلمانوں" واپس لیں ۔

میاں محمد اسحاق : بہرحال میں نے جوش میں آکر کہہ دیا ۔ لیکن اگر حضور صل اللہ علیہ وسلم نے فرما بھی دیا تو وہ فرما سکتے تھے "او مسلمانوں" کیونکہ وہ سب کے آقا تھے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ریکارڈ کی تصحیح کر لی جائے ۔

میاں محمد اسحاق: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کے پیغمبر تھے ۔ وہ سب کے نبی تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ اکرام کو ایسے خطاب فرما سکتے تھے ۔ لیکن وہ سب کے آقا تھے سب کے نبی تھے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب ! آپ اپنے موضوع پر بات کریں ۔

میاں محمد اسحاق : جناب والا! اس کے بعد میں یہ قرار داد آپ کی اجازت سے پیش کرنا چاہونگا ۔

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ "صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ اترپردیش اور بھارت کے کئی شہروں میں مسلمانوں کے قتل عام اور ان کے خون سے کھیلی جانے والے ہولی کو فوری طور پر روکنے اور مسلمان باشندوں کے تحفظ کے لیے فوری اقدامات کرے ۔ یہ ایوان عالم اسلام کی تنظیم ' مسلم امہ سے بھی پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ بھارت میں آئے دن مسلمانوں کے کشت و خون کو بند کروانے کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کرے" ۔

جناب والا! اس کے ساتھ میں تھوڑا سا یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ غلام حیدر وائیں صاحب نے جو فرمایا وہ بھی اس کے ساتھ ہے کیونکہ تمام مسلمان ممبر جو ہمارے ہیں ۔ ہم ان سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ مسلمان جو ہندوستان میں ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ ان کے لیے اپنا اثر رسوخ اپنے سفارتخانوں کے ذریعے استعمال کریں ۔ کیونکہ یہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے پاکستان بنانے میں ہمارے لئے پورا حق ادا کیا تھا ۔ جن کی بدولت آج ہم آزادی کا سانس لے رہے ہیں تو ان کی آزادی کے حصول میں جو بھی کوئی کردار ادا کرسکتے ہیں وہ کریں ۔ ہم ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کریں گے ۔ و آخر دعوی نا ان الحمدللہ رب العالمین ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں متعلقہ ضابطہ کو معطل کرتے ہوئے جناب غلام حیدر وائیں اور میاں محمد اسحاق کی قرارداد اس ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔ قرار داد یہ ہے :۔

> اس ایوان کی رائے ہے کہ "صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ اترپردیش اور بھارت کے کئی شہروں میں مسلمانوں کے قتل عام اور ان کے خون سے کھیلی جانے والی ہولی کو فوری طور پر روکنے اور مسلمان باشندوں کے تحفظ کے لیے فوری اقدامات کرے ۔ یہ ایوان عالم اسلام کی تنظیم ' مسلم امہ سے بھی پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بھارت میں آئے دن مسلمانوں کے کشت و خون کو بند کرانے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کرے"

جناب کمال خان: جناب والا! ۔ میں اس میں تھوڑا سا اضافہ چاہتا ہوں ۔ آپ فرمائیں تو عرض کردوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرار داد کافی جامع ہے ۔ اس میں ترمیم کی تو میں سمجھتا ہوں ضرورت نہیں

ہے۔ آپ فرمائیں۔ ایوان سے پوچھنا پڑے گا۔

جناب کمال خان: جناب اگر میرے الفاظ اچھے نہ ہوں تو اس میں نہ رکھیں۔

سچ کہہ دوں اے برہمن گر تو برا نہ مانے
تیرے صنم کدوں کے بت ہو گئے پرانے

اپنوں سے بیر رکھنا تو نے بتوں سے سیکھا
جنگ و جدل سکھایا واعظ کو بھی خدا نے

ایک اور شعر

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستان والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

یہ اواکس طیارے وغیرہ' اسی لئے ہمیں مجبور کر رہے ہیں۔ انہیں روک دیا جائے۔ ورنہ ہم مسلمان ہیں اور ہم اپنی حفاظت کرنا جانتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو میرا خیال ہے کہ ان کے شعر تو ویسے بھی ریکارڈ پر آگئے ہیں۔ تو اس ایوان کا کیا خیال ہے کہ ان کے اس ترمیم کو شامل کرنا ضروری ہے۔

(ترمیم نامنظور کی گئی)

جناب غلام حیدر وائیں وزیر صنعت: جناب والا! یہ قرار داد میاں محمد اسحاق صاحب کی ہے اور میری ترمیم کے ساتھ آئی ہے جو کہ جناب نے پڑھ لی ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ اس کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو کیا اس ایوان کو یہ قرارداد منظور ہے؟

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس کی کارروائی 7 جون 1987ء بروز اتوار 5 بجے شام تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی 7 جون 1987ء شام 5 بجے تک ملتوی کیا گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار ، ۷ جون ، ۱۹۸۷ء
یک شنبہ ۹ شوال ۱۴۰۷ھ

جلد ۱۰ ——— شمارہ ۳

سرکاری رپورٹ

مندرجات

اتوار، ۷ جون ، ۱۹۸۷ء

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۸۱
اراکین اسمبلی کی رخصت	۸۲
مسئلہ استحقاق	
ڈائریکٹر محکمہ زراعت ڈاکٹر محمد عبداللہ کی طرف سے چودھری اصغر علی گجر ایم پی اے کے خلاف ٹیوب ویلوں کی سکیم ختم کروانے کے متعلق پراپیگنڈہ	۸۵
اے سی کمالیہ کی طرف سے ریکروٹمنٹ کمیٹی کی سفارش کے بغیر ۲۸ پٹواریوں کی تقرری	۹۱
ضمنی میزانیہ بابت ۸۷-۱۹۸۶ء پر عام بحث	۱۰۲

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

اتوار 7 جون 1987

یکشنبہ ۹ شوال ۱۴۰۷ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ
فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ
يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى
مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ
اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ
وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ
يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ س ال عمران ایات ۹۲۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴

ایمان والو! جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تم کو بہت عزیز ہیں۔ اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے۔ کبھی نیکی نہ حاصل کر سکو گے۔ اور جو بھی تم خرچ کرو گے۔ اللہ اس کو بخوبی جانتا ہے۔

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ سب کا سب اللہ ہی کا ہے۔ وہ جسے چاہے معاف کر دے۔ جسے چاہے سزا دے۔ اور اللہ تو بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

(اے ایمان والو) اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی پیروی کرتے رہنا تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

اور اپنے رب کی بخشش اور بہشت کی طرف آپ کو جس کا عرض آسمان اور زمین کے برابر ہے۔ جو اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جو آسودہ حالی اور تنگدستی میں اپنا مال و دولت اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصے کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ بس اللہ تو ایسے ہی نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے۔

وما علینا الاالبلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محفوظ احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گزارش ہے کہ میں سرکاری دورہ پر امریکہ جا رہا ہوں۔ لہٰذا گزارش ہے کہ آئندہ سیشن میں میری غیر حاضری کو نظر انداز فرماتے ہوئے رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ محمود حسین قریشی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

The Chief Minister of Punjab has nominated me as member of Agriculturist Delegation proceeding to America on 2nd June, 1987 for study tour of Month or so.
It is therefore requested that leave from 3rd June, 1987 to the end of Assembly Session may kindly be sanctioned.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید ابرار الحسن شاہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

چند نجی امور کے سلسلہ میں اپنے آبائی گاؤں میں مصروف ہوں۔ لہٰذا اجلاس میں حاضر نہ

ہو سکا۔ اسلئے دو یوم مورخہ 3 اور 4 جون 1987ء کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد الطاف آف لادا صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

مودبانہ گزارش ہے کہ بندہ کا ایک عزیز فوت ہو گیا ہے۔ لہٰذا آج میں اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ براہ کرم آج کی چھٹی دے کر منظور فرمائیں عین نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد الطاف آف لادا صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گزارش ہے کہ کچھ دنوں سے بلڈ پریشر کے زیادہ ہو جانے کی وجہ سے تکلیف میں ہوں۔ مہربانی فرما کر ایک ہفتہ کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: ہمارے پاس تحاریک استحقاق ہیں۔ اس میں تحریک استحقاق نمبر 4 جناب فضل حسین راہی صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ ملتوی رکھی گئی تھی۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ کیا وہ یہ تحریک پیش کرنے میں سنجیدہ ہیں؟ ان کی طرف سے کوئی اطلاع ہونی چاہئے۔

میاں محمد افضل حیات: وہ صبح مجھے مل کر گئے ہیں۔ وہ اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: پھر اس کو ملتوی کر لیتے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر! میں ایک انفرمیشن چاہتا ہوں۔ اگر تحریک استحقاق کے محرک خود تشریف نہ لائیں اور ان کی طرف سے تحریری طور پر بھی نہ آئے اور ٹیلی فون بھی نہ آئے اور زبانی فرماتے رہیں تو یہ تحریک کتنی دیر تک اور کتنی دفعہ ملتوی رکھی جا سکتی ہے؟

جناب سپیکر: اس کے لئے ہم نے یہ طے کیا تھا کہ اگر کسی معزز رکن کی طرف سے براہ راست کوئی اطلاع نہ ہو تو ان کی طرف سے کوئی پیغام بھی دے دے کہ وہ اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں اور اس کو ملتوی رکھ لیا جائے تو ہم اس کو ملتوی کر لیں گے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جو صاحبان ملتوی کروا رہے ہیں وہ یہ فرما سکتے ہیں کہ وہ آج کل کہاں ہیں؟ کوئی پیغام بر آیا ہے؟ میرے علم کے مطابق کوئی نہیں آیا۔

جناب سپیکر: ہمیں تو میاں محمد افضل حیات کی بات پر اعتبار کرنا ہو گا

میاں محمد افضل حیات: میں نے تو عرض کر دیا ہے کہ وہ صبح آئے تھے۔ وہ اسمبلی سے ہو کر اور مجھے مل کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے درست فرمایا۔ اس کو ملتوی کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 7 چودھری ارشاد علی صاحب کی طرف سے ہے۔ ان کی درخواست آئی ہے کہ اس کو ملتوی کر لیا جائے۔ تو اس کو ملتوی کیا جاتا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 8 چودھری اصغر علی صاحب کی طرف سے ہے۔

ڈائریکٹر محکمہ زراعت ڈاکٹر محمد عبداللہ کی طرف سے چودھری اصغر علی گجر ایم پی اے کے خلاف ٹیوب ویلوں کی سکیم ختم کرانے کے متعلق پراپیگنڈا

چودھری اصغر علی گجر: بسم اللہ الرحمن الرحیم! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ انتخاب پی پی 198 میں ایک سکیم کے تحت بارانی علاقے میں بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویل کی تنصیب کا منصوبہ منظور کیا گیا تھا جس پر تا حال عمل درآمد نہیں ہوا۔ منصوبے پر عمل درآمد کرانے کی تاخیر کے باعث محکمہ زراعت کے ایک ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد عبداللہ نے جس کے بارے میں میں نے اسمبلی میں ایک سوال بھیجا تھا ضلع لیہ کا دورہ کیا اور بالخصوص میرے حلقہ انتخاب میں وسیع پیمانے پر عوام میں یہ بات مشہور کر دی کہ میں نے علاقے کے ٹیوب ویلوں کی مذکورہ بالا سکیم ختم کرا دی ہے۔ ڈائریکٹر مذکور نے بڑی ذمہ داری سے یہ بات ہمارے ایوان کے ایک فاضل رکن کے سامنے بھی کہی۔ ڈائریکٹر مذکور کے اس منفی پروپیگنڈے نے میری عزت، شہرت کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ جگہ جگہ پر عوام میری ذات کو زیر بحث لا کر غم و غصے کا اظہار کر رہے ہیں۔ ایک بے سروپا بات کو ایک ذمہ دار آدمی نے اپنی منصبی ذمہ داریوں سے فائدہ اٹھا کر عام کیا ہے جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ سکیم مذکورہ پر عمل درآمد میں تاخیر نے اس کے زہریلے پراپیگنڈے کو مزید تقویت دی ہے۔ عوامی نمائندگان کے بارے میں بیوروکریسی کے بگڑے ہوئے غلط کار افسروں کا یہ طرز عمل اور اجتماعی مفادات کی حامل سکیموں میں عمل درآمد کی تاخیر جس سے شکوک و شبہات جنم لیں پورے ایوان کے استحقاق کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ معاملہ ھذا کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر زراعت: جناب والا کی اجازت سے میں فاضل رکن سے استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ میرے خیال میں وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں۔ دراصل اس منصوبے کے تحت جون 1987ء تک 150 ٹیوب ویل لگنے تھے۔ یہ منصوبہ شروع ہوا۔ اس میں اس حلقے کے بیشتر مواضعات ہیں۔ حلقہ 198 میں کافی سارے مواضعات ہیں۔ اس منصوبے کے تحت تین سال کی مدت میں 150 ٹیوب ویل لگنے تھے جن کی تکمیل 30 جون 1987ء تک ہونی تھی۔ میں فاضل رکن کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مئی 1987ء تک 150 ٹیوب ویلوں میں سے 142 ٹیوب لگ چکے ہیں، ان کو بجلی

مہیا ہو چکی ہے اور وہ چالو بھی ہو چکے ہیں ۔ باقی 30 جون تک لگ جائیں گے ۔ ہم 30 جون 1987ء تک یہ منصوبہ تکمیل کو پہنچا رہے ہیں ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کس منصوبے کی بات کر رہے ہیں ۔ ہمارا یہ منصوبہ جو شروع ہوا ' اس میں 142 ٹیوب ویل مکمل ہو چکے ہیں ۔ 30 جون تک باقی بھی مکمل ہو جائیں گے اور بجلی بھی ان کو دے دی جائے گی۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کون سے منصوبے کی بات کرتے ہیں ۔ البتہ کچھ بنجر اراضی ان سے ملحقہ موجود ہے ۔ اس کے لئے ابھی تک کوئی منصوبہ منظور نہیں ہوا البتہ زیر غور ضرور ہے ۔ اور اگر اس کی چیف منسٹر صاحب نے منظوری دے دی تو اس کو بھی 30 جون کے بعد غالباً کسی منصوبے میں شامل کیا جا سکے گا ۔ لیکن جو منصوبہ ہے ' وہ مکمل ہو چکا ہے ۔ 30 جون تک ہم اس کی تکمیل کر کے واپس آ جائیں گے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کس منصوبے کی بات کرتے ہیں کہ وہ ابھی شروع نہیں ہو سکا اور یہ کہ اس کو واپس لے لیا گیا ہے ۔ میں یقین دھانی کراتا ہوں کہ کوئی منصوبہ واپس نہیں لیا گیا ' بلکہ وہ تکمیل ہو چکا ہے ۔ باقی جو چند ایک ٹیوب ویل ہیں ' وہ 30 جون تک مکمل ہو جائیں گے ' میں استدعا کروں گا کہ چونکہ آپ غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں ' اس لئے اس تحریک استحقاق کو پریس نہ کریں۔ ویسے کوئی اور بات ہے تو ہم اس کو دیکھ لیں گے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! جیسا کہ چودھری صاحب نے فرمایا ہے کہ جو منصوبہ انہوں نے وہاں شروع کیا تھا اس میں سے 142 ٹیوب ویل لگ چکے ہیں ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ایسا ہو چکا ہے ۔ لیکن جیسا کہ آپ نے آگے یہ فرمایا ہے ' اس منصوبے سے ملحقہ علاقے کا سروے کرنے کے بعد حکومت کے ہاں منظوری کے لئے بھیج دیا ہے ۔ جو میں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے وہ اس بنیاد پر کی ہے کہ ان کے ڈائریکٹر صاحب نے جو منصوبہ بھیجا ہوا ہے اس کو بنیاد بنا کر اس حلقے میں جھوٹا پراپیگنڈا کیا ہے ' جھوٹ بولا ہے ۔ میرا استحقاق اس منصوبے کی منظوری یا نا منظوری سے نہیں ہے ۔ بلکہ یہ بات ہے کہ اس شخص نے ' جو گورنمنٹ کا نمائندہ ہے اور ڈائریکٹر ہے ' جھوٹ بولا ہے اور میرے خلاف میرے حلقے میں سرعام جھوٹے الزامات لگائے ہیں ۔ میں نے اس چیز کو تحریک استحقاق بنا کر پیش کیا ہے ۔ اگر وزیر موصوف اس چیز کی صفائی دیں تو پھر یہ چیز واضح ہو گی کہ اس شخص نے ایسی باتیں کی ہیں یا نہیں کیں۔

وزیر زراعت : جناب والا! ابھی تک یہ منصوبہ منظور ہی نہیں ہوا ہے ۔ وہ منصوبہ سروے ہونے

کے بعد حکومت کے پاس گیا ہوا ہے ڈائریکٹر اسکو منظور کرنے یا نہ کرنے کا مجاز نہیں ہے ۔ اگر حکومت اسکو منظور کرے گی تو اس کو شروع کیا جائیگا ۔ اس لئے ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہی وہ اس پوزیشن میں ہے کہ وہ اس منصوبہ کو منظور کرے یا نا منظور کرے ۔ حکومت کے پاس اس منصوبے کی تجویز ضرور ہے ۔ لیکن اس کے منظور ہونے یا نا منظور ہونے کا ابھی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ میں اس کی طرف سے اس بات کی تردید کرتا ہوں ۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا ! میں اس چیز کو مانتا ہوں کہ وہ اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ وہ کسی منصوبے کو منظور کرے یا نامنظور کرے ۔ اس کے باوجود اس شخص نے یہ بات کہی ہے ۔ چونکہ اصغر علی نے میرے خلاف ایک سوال اسمبلی میں کیا تھا اور سوال یہ تھا کہ یہ شخص ریٹائر ہونے کے دس سال بعد تک حکومت میں کیوں ہے؟ اس نے اس سوال کی تحقیر مٹانے کے لیے اپنی اس بے عزتی کا بدلہ لینے کے لئے میرے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کیا ہے ۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ وہ شخص اس کا اہل نہیں ہے کہ وہ منصوبے کو منظور کرے یا نا منظور کرے یہ اس کے بس کی بات نہیں ہے ۔ لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود اس شخص نے جھوٹ بولا ہے۔ اور میرے خلاف علاقہ میں پراپیگنڈا کیا ہے یہ بات ایک آدمی کے ساتھ نہیں کی بلکہ یہ بات پورے علاقے کے لوگوں کے سامنے کی ہے ۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ نے فرمایا ہے کہ اگر وزیر موصوف اس کی تردید کردیں کہ اس نے یہ باتیں آپ کے خلاف نہیں کی ہیں تو آپ اس کو پریس نہیں کریں گے ۔ اور وزیر موصوف نے آپ کے سامنے اس کی تردید کر دی ہے کہ یہ بات نہ تو ان کے اختیار میں ہے اور نہ یہ باتیں انہوں نے آپ کے بارہ میں کہی ہیں ۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا ! یہ بات درست ہے کہ میں یہی بات تو عرض کر رہا ہوں کہ وہ شخص اس قابل نہیں ہے کہ وہ کس منصوبے کو منظور کرے یا نا منظور کرے ۔ لیکن اس بات کے باوجود پھر بھی اس نے جھوٹ بولا ہے ۔ اور یہی میرا استحقاق ہے کہ اس نے میرے خلاف جھوٹا پراپیگنڈا کیا ہے کہ یہ منصوبہ اصغر علی کی وجہ سے منسوخ ہو رہا ہے ۔

جناب سپیکر: چوھردی صاحب! آپ اس بات کو سمجھئے ۔ وزیر زراعت نے ارشاد فرمایا ہے کہ لینڈ یوٹیلائزیشن اتھارٹی کے ڈائریکٹر جنرل کے اختیار میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ کسی منصوبے کو منظور کریں یا نامنظور کریں جس کی آپ بھی تائید فرماتے ہیں ۔ دوسری بات انہوں نے یہ کہی ہے کہ آپ کے

خلاف یہ باتیں انہوں نے نہیں کی ہیں۔ اب آپ فرمایئے؟

چودھری اصغر علی گجر: اگر وزیر موصوف اس بات کی تحقیق کرنے کے بعد یہ بات کہہ دیں کہ انہوں نے میرے خلاف وہاں پر کوئی بات نہیں کی ہے تو میں انکی بات کو تسلیم کرلونگا۔

وزیر زراعت: میں تو یہ بات کہہ چکا ہوں کہ انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی ہے اور استحقاق کی شکل میں بھی یہ بات نہیں آتی۔ اگر انہوں نے ایسی کوئی بات کی ہے تو آپ میرے پاس آجائیں میں ان سے یہ بات کرلونگا۔

چودھری اصغر علی گجر: جہاں تک بات کا تعلق ہے وہ بات میں نے کر دی ہے۔ اگراس میں میرا استحقاق نہیں بنتا تو ایوان کو حق حاصل ہے اور سپیکر صاحب کو حق حاصل ہے کہ اس کو وہ مسترد فرما دیں۔ اگر میرا استحقاق بنتا ہے تو وہ اس کو منظور کرلیں۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ میں یہ بات انکوائری کے بعد بتا دونگا کہ یہ بات غلط ہے یا صحیح ہے۔میں اس ضمن میں آپ پر اعتبار کرتا ہوں جو بھی آپ طریقہ کار اختیار کرلیں وہ مجھے منظور ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر ہم یہ سمجھ لیں کہ اس تحریک استحقاق کو آپ پریس نہیں کرتے ہیں اور چودھری صاحب اس کو اپنے طور پر دیکھ لیں گے اور دیکھ کر آپکی تسلی کرادیں گے۔ ٹھیک ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں تو اس کو پریس کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ عرض کرتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو اس وقت تک پینڈنگ رکھ لیا جائے جس وقت تک چودھری صاحب تحقیق کرنے کے بعد یہ نہ بتا دیں کہ یہ بات اس حد تک صحیح ہے اور اس حد تک غلط ہے۔

وزیر زراعت: میں اس بات کے حق میں نہیں ہوں کہ اسکو پینڈنگ کیا جائے۔ چونکہ یہ تحریک استحقاق کسی صورت میں بنتی نہیں ہے۔ یہ قانون کے کسی بھی گوشہ میں نہیں آتی۔

جناب سپیکر: اب ہم اس کے قانونی پہلو پر بحث کریں کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں بنتی۔ کیا آپ چودھری صاحب کی پہلی بات پر غور کرنے کیلئے تیار ہیں؟

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں نے تو عرض کر دیا ہے کہ وہ تحقیق فرمالیں اس کے بعد ان کا جو بھی فیصلہ ہوگا مجھے منظور ہو گا۔

جناب سپیکر: وہ اس کو پینڈنگ کرنے پر آمادہ نہیں ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! اگر وہ آمادہ نہیں ہیں تو ان کے احکامات پر عمل کر لیا جائے۔ اس کے قانونی لحاظ سے حسن و قبح کو دیکھ کر منظور یا مسترد فرما دیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب چودھری صاحب! ارشاد فرمائیے۔

وزیر زراعت: انہوں نے اس میں یہ واضح نہیں کیا کہ کون سے قانون کی خلاف ورزی ہوئی ہے جس کی بنا پر یہ وقوعہ پیش آیا ہے۔ میں نے واقعات کی تردید کی ہے۔ وہ اس بات کی خود تصدیق کرتے ہیں کہ وہاں کوئی منصوبہ مکمل ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور منصوبہ موجود نہیں ہے۔ جس کو وہ کہیں کہ انہوں نے واپس لے لیا ہے۔ حکومت نے ابھی فیصلہ نہیں کیا ہے کہ کوئی اور منصوبہ وہاں شروع کرنا ہے یا نہیں کرنا ہے۔ اس لئے پروٹیکٹ ایکٹ کے سیکشن 55 کی حدود میں یہ تحریک نہیں آتی اور اس میں کوئی ایسی واضح نشان دہی نہیں کی گئی کہ ان کا استحقاق کس طرح مجروح ہوا ہے۔ یہ کسی کلاز کے تحت نہیں آتی۔ کہ اس بارہ میں اسمبلی دخل اندازی کرے ایسی کوئی بات ہمارے سامنے نہیں ہے جب کسی بات کی بنیاد ہی نہیں ہے تو پھر کس بات کے لئے دخل اندازی کی جا ئے؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ارشاد فرمائیں کہ آپ کا یہ استحقاق کیسے بنتا ہے؟

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں نے یہ بات پہلے بھی عرض کر دی ہے۔ اور میں نے اپنی تحریک میں یہ بات لکھی ہے کہ محکمہ زراعت کے ایک ڈائریکٹر محمد عبداللہ نے جس کے بارہ میں میں نے اسمبلی میں ایک سوال بھیجا تھا ضلع لیہ کا دورہ کیا اور بالخصوص میرے حلقہ انتخاب میں دورے کے دوران وسیع پیمانے پر عوام میں یہ بات مشہور کر دی کہ میں نے علاقے کے ٹیوب ویلوں کی سکیم ختم کرا دی ہے۔ مجھے تو یہ چاہیے تھا کہ میں اپنے حلقے کی ترقی کے لئے کام کروں چہ جائیکہ کہ حکومت کا ایک نمائندہ میرے حلقہ میں جا کر یہ بات کہے کہ آپ کے ایم پی اے نے آپ کی ترقیاتی سکیمیں ختم کر دی ہیں۔ صرف اس بنا پر کہ میں نے اس شخص کے خلاف اسمبلی میں سوال بھیجا تھا۔ اس نے اس سوال کی خفت مٹانے کے لیے میرے خلاف یہ جھوٹی بات کہی ہے اور مجھ پر یہ الزام لگایا ہے۔ میرے حلقہ انتخاب میں ایک افسر کا جھوٹا الزام لگانا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ نے ملاحظہ فرمایا ہو گا کہ اس کے لئے ہمارے پاس ایک پروٹیکٹ

ایکٹ موجود ہے ۔ اس کو آپ نے یقیناً دیکھا ہو گا جو استحقاقات آپ کو دستور نے عطاء کئے ہیں وہی آپ کے استحقاقات ہیں ۔ اگر ان کی پامالی ہوتی ہے تو وہ اس سے مسئلہ استحقاق بنتا ہے یہ مانا کہ کسی آفیسر نے آپ کے خلاف بات کی ہے جو آپ کے مفاد کے خلاف ہے۔ کیا دستور نے آپ کو یہ استحقاق دیا ہے کہ آپ اس مسئلہ کو اسمبلی میں متوجہ کریں کہ آپ کا استحقاق پامال ہوا ہے ۔ اور اس پر کارروائی کرے ۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں نے تو یہ سمجھتے ہوئے اس تحریک کو پیش کیا ہے کہ یہ فیصلہ آپ نے کرنا ہے کہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

وزیر خوارک: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس میں گزارش یہ ہے کہ میں بھی چودھری صاحب کی طرح متاثر ہوں اور اسی کا علاقہ کا زمیندار ہوں تو میری بھی یہ خواہش ہے کہ یہ منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچے۔ چودھری صاحب نے فرمایا ہے کہ ڈائریکٹر مذکور نے اس منصوبے کو سفارش کے ساتھ حکومت کے پاس بھیجا ہے ۔ اس سے میری تو تسلی ہوگئی ہے اور چودھری صاحب کی بھی تسلی ہونی چاہیے ۔ ہم دونوں اس منصوبہ سے مستفید ہوں گے ۔ قانونی صورت حال کے برعکس بات ہے ۔ میں تو حقیقت بیان کر رہا ہوں جو پراپیگنڈا کیا جاتا رہا ہے ۔ وہ ایسا نہیں ہے ۔ کسی نے ان کو غلط اطلاع دی ہے ۔ جس شخص کے متعلق یہ فرما رہے ہیں اس نے اس منصوبے کو بنایا ہے اور اپنی سفارش کے ساتھ حکومت کے پاس بھیجا ہے ۔

جناب سپیکر: شکریہ سردار صاحب ۔ چودھری صاحب ! یہ ٹیکنیکل بات سردار صاحب کی توجہ دلانے سے دوسری طرف مڑ گئی ۔ تو کیا آپ اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے اسے دوسرے انداز میں سوچنے کے لئے تیار ہیں؟

چودھری اصغر علی گجر: ٹھیک ہے ۔آپ کی بات سننے کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ منسٹر صاحب کی طرف سے یہ بات آگئی ہے ۔ تو میں اسے پریس نہیں کرتا ہے لیکن وہ ضرور ان سے باز پرس کریں یا پوچھیں کہ آپ نے یہ بات کہی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: یہ بات وہ پہلے فرما چکے ہیں ۔

چودھری اصغر علی گجر: جی ہاں ! بس اتنی بات ہو جائے تو میں اس پریس نہیں کرتا ۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں پوچھ چکا ہوں کہ اور اپنی تسلی کرکے آیا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ مزید پوچھ لیں۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں مزید پوچھ لونگا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چودھری صاحب اس تحریک کو پریس نہیں کرتے۔ اگلی تحریک سردار الطاف حسین صاحب کی ہے

اے سی کمالیہ کی طرف سے ریکروٹمنٹ کمیٹی کی منظوری کے بغیر 28 پٹواریوں کی تقرری

سردار الطاف حسین: جناب والا! میں حال ہی وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے، معاملہ یہ ہے کہ مجھے بحوالہ نوٹیفیکیشن سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن نمبر86 / 15-1-SOR-III مورخہ 17-2-87 کو ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی ریکروٹمنٹ کمیٹی کا ممبر مقرر کیا گیا تھا جس کے سپرد تمام ضلع میں سکیل نمبر1 تا 6 کی تقرری کا کام تھا۔

مجھے بعض باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا کہ تحصیل کمالیہ میں جو کہ میرا حلقہ انتخاب ہے، کچھ پٹواریوں کی تقرری کی جا رہی ہے۔ حالانکہ انتظامیہ کے لئے یہ لازم تھا کہ وہ تمام خالی جگہوں سے متعلقہ ریکروٹمنٹ کمیٹی کو مطلع کرے اور کمیٹی اس کے لئے موزوں امیدواروں کا چناؤ کرے۔ جب مجھے اس واقعہ کا علم ہوا تو میں نے 9-5-1987 کو تحریری طور پر ڈپٹی کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ کو اس بے ضابطگی سے مطلع کیا۔ ڈپٹی کمشنر نے مجھے کہا کہ ایسی کوئی تقرری نہیں کی جائے گی مگر 10-5-1987 کو بغیر کمیٹی کے مشورے سے تحصیل کمالیہ میں اے سی نے 28 پٹواریوں کی تقرری کر دی۔

اس کھلم کھلا دھاندلی، بے ضابطگی اور خلاف قانون کارروائی سے میرے حلقہ کے عوام میں شدید رد عمل کا اظہار ہو رہا ہے۔ جو اس معزز ایوان کی دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ اس کارروائی سے نہ صرف میرا بلکہ تمام ایوان کا وقار مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ یہ مسئلہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس پر مناسب کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں؟

سردار الطاف حسین: جی ہاں۔

جناب سپیکر: فرمائیے۔

سردار الطاف حسین: جناب والا! میں نے یہ تحریک جناب کی اجازت سے اس ایوان کے سامنے پیش کی ہے۔ اس میں میں نے گزارش کی ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ کی طرف سے جو بے روزگار افراد کو روزگار فراہم کرنے کے منتخب نمائندگان کے ذریعے مواقع میسر کئے ہیں۔ انتظامیہ میں خاص طور پر ایک کلاس کی پیشانی پر شکن پڑے ہوئے ہیں۔ وہ یہ برداشت نہیں کر رہی کہ منتخب نمائندے بے روزگار افراد کو بغیر کسی خرچ کے، بغیر کسی لالچ کے، بغیر کسی رشوت کے روزگار کے مواقع فراہم کریں۔ چنانچہ اس احسن اور نہایت ہی مستحسن قدم کو ناکام کرنے کے لئے اس کلاس کے ایک اہم فرد نے 28 پٹواریوں کی تقرری کر دی حالانکہ اس کے متعلق نوٹیفیکیشن میں بڑے واضح احکامات تھے کہ 1 سے 6 سکیل تک کی تقرری ریکروٹمنٹ کمیٹی کرے گی۔ اس شخص نے نہایت ہی دیدہ دلیری سے نہایت ہی جسارت سے جرات سے اس نوٹیفیکیشن کی خلاف ورزی کی ہے۔ چنانچہ اس بے ضابطگی کے خلاف لاء منسٹر اور ریونیو منسٹر نے مجھے یہ یقین دلایا تھا کہ اس کے بے ضابطگی پر نوٹس لیا جائے گا اور یہ بے ضابطہ آرڈر جو جاری کیا گیا ہے اسے واپس کیا جائے گا۔ لیکن اس سلسلہ میں ریکروٹمنٹ کمیٹی میں بھی یہ معاملہ پیش آیا۔ ریکروٹمنٹ کمیٹی نے نہایت ہی غم و غصہ کا اظہار کیا اور ڈپٹی کمشنر کے بار بار یہ کہنے کے باوجود کہ نوٹیفیکیشن کی تشریح کروا لی جائے۔ بارہا انہیں بتایا گیا کہ سارے ممبر تعلیم یافتہ ہیں اور وہ نوٹیفیکیشن کا ترجمہ جانتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اختیارات ریکروٹمنٹ کمیٹی کو دیئے گئے تھے۔ لیکن انہوں نے اس چیز کے باوجود کہ ریکروٹمنٹ کمیٹی نے متفقہ فیصلہ کیا کہ اے سی صاحب کا یہ حکم واپس کروایا جائے۔ یہ وعدہ کرنے کے باوجود انہوں نے بجائے اس کے کہ وہ آرڈر واپس کرتے۔ انہوں نے یہاں ریونیو بورڈ میں مشورہ کے لئے ارسال کیا۔ چنانچہ میں زیادہ اصرار نہیں کروں گا اگر لاء منسٹر اور ریونیو منسٹر صاحب نے جو وعدہ میرے ساتھ کیا تھا وہ اس آرڈر کو واپس کروانے کے لئے تیار ہیں اور اس ایوان کے سامنے یہ وعدہ کرتے ہیں تو پھر میں اپنی تحریک واپس لے سکوں گا ورنہ میں اصرار کروں گا کہ اسے ایوان کے سامنے پیش کیا جائے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ جو کمیٹیاں ہیں یہ تقرر کرنے کی

مجاز نہیں ہیں ۔ بلکہ مشاورتی کمیٹیاں ہیں۔ اس میں ترمیم کی جائے ۔ یہ کمیٹیاں جو ممبر صاحبان کی ہیں یہ مشاورتی کمیٹیاں ہیں ۔ تقرری جو کرتی ہے وہ متعلقہ محکمہ ہی کرے گا۔

بیگم نجمہ تابش الوری: پوائنٹ آف آرڈر ۔

چودھری گل نواز خاں وڑائچ: بیگم صاحبہ ! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہی کھڑا ہوں ۔ جناب والا! ۔ انہیں سمجھائیں کہ جب تک میں نہ عرض کرلوں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہ اٹھائیں ۔

ایک معزز ممبر: یہ زنانہ پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب ! اسے زنانہ پوائنٹ آف آرڈر اے یا مردانہ فیصلہ نسیؒ کر لو۔

بیگم نجمہ تابش الوری: قانون سب کے لئے برابر ہوتا ہے ۔ قانون ' قانون ہے۔ میں ان کی بات کے جواب میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑی ہوں ۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ ! اس میں مسئلہ یہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا چاہے پوائنٹ آف آرڈر زنانہ ہو یا مردانہ ہو ۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! کیا اس کے بعد مجھے اجازت ہو گی ؟

چودھری گل نواز خان وڑائچ: لیکن کئی صورتوں میں زنانہ بھی مردانہ ہو جاتا ہے لیکن میں اس کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔ تو جناب والا! عرض یہ ہے کہ اس قانون میں ریونیو منسٹر صاحب یا چیف منسٹر صاحب کی معرفت ترمیم ہو تب ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے ورنہ ہم تو مشاورتی کمیٹیاں ہیں ۔ ہم سفارش کرتے ہیں ۔ ہم تقرری نہیں کر سکتے ۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب ! آپ کا مردانہ پوائنٹ بھی صحیح نہیں ۔ مجھے افسوس ہے۔
جی بیگم صاحبہ!

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! ! گل نواز وڑائچ صاحب کی بات بھی بالکل درست ہے ایڈوائزری کمیٹی کی بات اور ہے یہ جن کمیٹیوں کا ذکر کر رہے ہیں وہ ریکروٹمنٹ کمیٹیاں ہیں ۔ اس لئے سکیل 1 سے 6 تک ہم نے تقرریاں کرنی ہوتی ہیں ۔ میں سردار الطاف حسین کی بات کی تائید کرتی

ہوں۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ! ابھی ہم نے اس کی میرٹ پر بات شروع نہیں کی۔ لاء منسٹر صاحب کچھ ارشاد فرمائیں گے یا ریونیو منسٹر صاحب اس سلسلے میں ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر مال: جناب والا! مجھے ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ لہٰذا مجھے ایک روز تک کی مہلت دی جائے۔ (قطع کلامیاں)

آوازیں۔ آواز نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر: سردار صاحب کی بات سننے کی کوشش کریں تو آپ کو آواز آئے۔

وزیر مال: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مجھے ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: تو آپ کیا چاہتے ہیں؟

وزیر مال: اسے ایک دن کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: سردار الطاف حسین صاحب! آپ اس پر اتفاق کرتے ہیں کہ اسے ملتوی کر لیا جائے۔ وزیر مال صاحب یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ انہیں ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

وزیر مال: جناب والا!! میں اس وقت تک کوئی یقین دہانی ہاؤس میں نہیں کرا سکتا جب تک مجھے اس کا جواب موصول نہ ہو۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! یہ جواب آپ کو کہاں سے وصول ہونا ہے؟

وزیر مال: جناب والا! ۔ جواب ڈی سی صاحب کی طرف سے آنا تھا اور مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ ایس اینڈ جی اے ڈی نے اس کا جواب ہمیں نہیں بھیجا۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس کا جواب ہم خود ہاؤس میں دیں گے۔ ہمیں اس کے لئے دو دن دیئے جائیں۔

وزیر قانون: جناب والا! جواب موصول ہو چکا ہے ' جو تقرریاں ہوئی ہیں وہ منسوخ ہو چکی ہیں۔ جو 28 پٹواریوں کی تقرریاں ہوئی تھیں وہ منسوخ ہو چکی ہیں اور یہ معاملہ اب ریکروٹمنٹ کمیٹی کے پاس چلا گیا ہے۔

جناب سپیکر: ملک طیب خان اعوان پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک طیب خان اعوان: جناب ان سے یہ دریافت کیا جائے کہ پٹواری کا گریڈ کیا ہے؟ تب ہی اس پر بحث ہو سکے گی۔

وزیر قانون: میں اپنے معزز محرک رکن کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ان کی تقرریاں منسوخ ہو چکی ہیں۔ اب تمام کی تمام نئی تقرریاں دوبارہ ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی ہی کرے گی۔

جناب مہدی خان: جناب والا! ۔ ان کا مسئلہ کچھ اور ہے۔ ان کا مسئلہ یہ ہے کہ گریڈ ایک سے لے کر گریڈ چھ تک کے اختیارات ہماری ضلعی ریکروٹمنٹ کمیٹی کو ہیں اس لحاظ سے فاضل ممبر کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے۔ آپ اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: براہ راست گفتگو کی اجازت نہیں ہے۔

وزیر قانون: یہ درست ہے کہ گریڈ ایک سے چھ تک ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی کے پاس اختیارات ہیں۔ وہی تقرریوں کے لئے سفارش کرتی ہے۔ پٹواریوں کی تقرری اسی ضلعی کمیٹی کے دائرہ کار میں آتی ہے۔ لہٰذا ہم نے اے سی صاحب کو مشورہ دے دیا ہے کہ ریکروٹمنٹ ضلعی کمیٹی ہی کرے گی اور ان کی کی گئی تقرریاں منسوخ ہو گئی ہیں اب یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ کا مسئلہ تو حل ہو گیا ہے۔

جناب مہدی خان: جناب مسئلہ حل نہیں ہوا ہے۔ یہاں پر اے سی کی شکایت بھی لگ چکی ہے۔ یہ کمالیہ چلے جائیں گے ان کا یہ مسئلہ حل کریں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ فرمائیں۔

سردار الطاف حسین: جناب سپیکر! جہاں تک ان تقرریوں کے آرڈر کو منسوخ کرنے کا تعلق ہے اس کے متعلق تو ریکروٹمنٹ کمیٹی فیصلہ کر چکی تھی۔ لیکن اس سلسلہ میں میں جو بات ایوان کے سامنے گزارش کر رہا ہوں۔ اپنے تمام قابل احترام ممبران صاحبان کے سامنے عرض کر رہا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آیا وہ یہ برداشت کریں گے کہ اس انتظامیہ کا ایک مخصوص طبقہ، صوبہ پنجاب میں حکومت کے نہایت ہی اچھے اقدامات کو ناکام کرنے کے لئے ایک منظم سازش کرتا رہے۔ اس اسسٹنٹ کمشنر

نے بہت ہی واضح اور برملا طور پر پٹواریوں کی موجودگی میں سٹاف کی موجودگی میں یہ کہا کہ ان ممبرز صوبائی اسمبلی کو ابھی تک یہ معلوم نہیں ہوا ہے کہ ہم کیا ہیں اور کس طرح کے اختیارات رکھتے ہیں (شیم شیم)

جہاں تک وزیر موصوف کا تعلق ہے۔ ایک ایم پی اے کی حیثیت سے ان کے ہر حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن ان کا احترام کروانے کے لئے میں نے یہ تحریک پیش کی تھی۔ آج اگر ایک نابالغ اے سی یہ جرات کر سکتا ہے۔ جس کے قائد کلرک لوگ ہیں تو اس کے بعد دوسرے لوگ تو بہت زیادہ جسارت کریں گے۔ اس لئے اسے عبرت ناک سزا دینے کے لئے میں اپنے قابل احترام وزراء صاحبان کی خدمت میں التماس کروں گا کہ خدارا! یہ چیز ان کے مفاد میں ہے کہ انہیں استحقاق کمیٹی کے ذریعہ عبرت ناک سزا دی جائے تاکہ آئندہ کوئی اے سی ایسی جرات نہ کر سکے۔ اگر ایوان خود اسے مناسب سزا دینا چاہتا ہے تو یہ مجھے قبول ہے ورنہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اسے مناسب سزا دی جا سکے۔

سید حسنات احمد شاہ: جناب والا! ۔ ہمارا ائیر کنڈیشنر ٹھیک کام نہیں کر رہا ہے۔ مہربانی کر کے اس کو درست کرانے کے احکامات فرمایئے۔ بڑا پسینہ آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ نے کیا ارشاد فرمایا ہے۔؟

سید حسنات احمد شاہ: جناب والا! ۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ ہال کا ائیر کنڈیشنر صحیح طریقہ سے کام نہیں کر رہا ہے۔ جناب کے نوٹس میں یہ بات لائی ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات نہیں سمجھا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سید حسنات احمد شاہ: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہاں ائیر کنڈیشنر کے نظام کو درست کریں تاکہ ہم صحیح طور پر کام کر سکیں۔

جناب سپیکر: اسسٹنٹ کمشنر پر الزام درست نہیں ہے۔

سید حسنات احمد: جناب آپ درست فرما رہے ہیں۔ لیکن یہ جو ساری باتیں ہوئی ہیں۔ اس سے تشویش پیدا ہوئی ہے۔ اس سے گرمی پیدا ہوئی ہے۔ اور یہ گرمی اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ یہاں پر ائیر کنڈیشنر کام نہیں کر رہا ہے۔ تو اس لئے میری گزارش ہے کہ اس پر مہربانی کر کے توجہ دیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ایک انفارمیشن چاہوں گا ۔ ریونیو سے متعلق جو تفاصیل ہیں وہ لاء منسٹر کے پاس آتی ہیں یا ریونیو منسٹر کے پاس آتی ہیں ۔ اگر لاء منسٹر کے پاس آتی ہیں اور ریونیو کے پاس نہیں آتی ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ریونیو منسٹر پر اعتماد نہیں ہے اس ایوان کو بڑی حیرانگی ہوئی ہے کہ یہ کیا ہوا ہے کہ ریونیو منسٹر کو کوئی اطلاع نہیں ہے ۔ ممکن ہے وہ رخصت پر ہوں اور لاء منسٹر کو اطلاع دی گئی ہے ۔ یہ آپس میں جو تضاد ہوا ہے ۔ اس سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اصل میں معاملہ تو یہی ہے کہ سردار صاحب کے پرولیج موشن پر منسٹر متعلقہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے پاس جواب موصول نہیں ہوا ہے ۔ جبکہ جناب لاء منسٹر نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جواب موصول ہو گیا ہے ۔ تو یہ تضاد سمجھ میں نہیں آیا ۔ جس وجہ سے معزز اراکین مضطرب تھے کہ یہ کیا بات ہے ۔ اب میں اس مسئلہ کو یکسو کرنے کے لئے جناب لاء منسٹر کی رائے لینا چاہتا ہوں کہ معزز رکن اپنی تحریک کو پریس کر رہے ہیں تو آپ اس سلسلہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

وزیر قانون: اگر جناب ریونیو منسٹر صاحب Persue کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے (قطع کلامیاں) جناب سپیکر! معزز رکن کی خواہش کے مطابق یہ تقرریاں منسوخ ہو چکی ہیں ۔

جناب سپیکر: یہ بات تو آپ پہلے بھی فرما چکے ہیں ۔

وزیر قانون: دوسرے میں یہ عرض کروں گا ۔ کہ جو نوٹیفیکیشن کے الفاظ ہیں وہ مراعات سفارشات کی ہے۔ استحقاق کی نہیں ہے ۔ یہ استحقاق نہیں بنتا ہے۔ (قطع کلامیاں) میں اس کے الفاظ پڑھ کر آپ کو سناتا ہے۔ اس میں بڑا واضح ہے۔

> The Governor is pleased to constitute recruitment Advisory Committees in the Punjab as per schedule attached for the purpose of making recommendations for appointments of initial recruitments to the District Cadre posts of Grade 1 to 6 in all the provincial Govt : Departments/ offices in respect of that district.

تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ قانونی لحاظ سے استحقاق نہیں بنتا ہے ۔ لیکن ان کے سفارش کے بغیر تقرریاں بھی نہیں ہوتی ہیں ۔ یہ مراعات ہیں ۔ ان کے لئے ہم جنگ کر سکتے ہیں ۔ یہ صرف مراعات ہیں ۔ استحقاق مجروح نہیں ہوا ہے ۔ تو میں سردار صاحب سے یہ کہوں گا کہ مہربانی کر کے

اسے واپس لے لیں۔

سردار الطاف حسین: جناب والا! میں نے تو پہلے بھی یہ گزارش کی تھی کہ میں راجہ صاحب کے ہر حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیار ہوں ' لیکن میں صرف یہ دریافت کرنا چاہتا تھا کہ آیا اس اے۔ سی کے غلط فیصلہ کے خلاف حکومت کوئی قدم اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس ایوان کو اس مسئلے پر کتنے عرصے کے بعد اطلاع فراہم کرے گی۔

وزیر مال : جناب والا! میں معذرت کے ساتھ پھر عرض کروں گا کہ اس سوال کا جواب ابھی تک میرے پاس نہیں آیا۔ جناب والا! جو صحیح بات ہے میں وہی عرض کروں گا ۔ جناب والا! جتنی دیر تک میرے پاس جواب نہیں آتا ۔ اس سے پہلے میں ایوان کو کیسے یقین دھانی کروا سکتا ہوں کہ اس پر یہ کارروائی کریں گے اور کیا کارروائی نہیں کریں گے ۔ اس لئے میں جناب سپیکر! آپ سے گزارش کروں گا کہ اس مسئلے کو دو دن کے لئے ملتوی کر دیا جائے۔

سید اقبال احمد شاہ : جناب والا! میرے خیال میں وزیر قانون کے پاس اضافی چارج وزیر تعلیم کا بھی ہے

سردار الطاف حسین: جناب سپیکر! آپ کے سامنے ساری بات واضح طور پر آ چکی ہے کہ وزیر مال اس بات پر مصر ہیں کہ ان کے پاس جواب نہیں آیا ' لہٰذا میرے خیال میں اس کے لئے مناسب وقت یہ ہو گا کہ آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں ' اس وقت تک ان کے پاس جواب بھی آ جائے گا پھر جو مناسب فیصلہ ہو گا وہ کر لیا جائے گا ۔

وزیر مال: جناب والا! ایک دن کے لئے اسے ملتوی کر دیا جائے ۔ میں کل اس مسئلے پر جواب دوں گا

جناب سپیکر: کل آپ جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں گے۔

وزیر مال: جی ہاں ۔

جناب سپیکر: سردار صاحب آپ کا کیا خیال ہے اس مسئلے کو ایک دن کے لئے موخر کر دیا جائے۔

سردار الطاف حسین : جناب والا! جہاں تک جواب موصول ہونے کا تعلق ہے وہ تو موصول ہو چکا ہے ۔ مگر مجھے یہ سن کر بہت دکھ ہوا کہ ابھی تک وزیر مال کو اس کی اطلاع نہیں ملی ۔ میں کمالیہ سے

بھی یہ دریافت کر کے ابھی آیا ہوں ۔ اس اے ۔ سی نے ان پٹواری صاحبان کو بھیجا ہے کہ آپ جا کر ہائی کورٹ سے Stay لے آئیں اور اس سے چند گھنٹے پہلے وہ جواب یہاں دے چکے ہیں جہاں تک وزیر مال کے ارشاد کا تعلق ہے میں ان کے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے تیار ہوں ۔ لیکن یہ معاملہ ان کے اپنے مفاد میں ہے وزراء صاحبان کے مفاد میں ہے کہ ان کے آرڈرز کی جو لوگ تعمیل نہیں کرتے اور انتظامیہ میں موجود ہیں ان کو عبرتناک سزا دی جائے ۔ راجہ صاحب کو یا سردار صاحب کو اس بات پر اصرار نہیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! اس تحریک استحقاق کو مؤخر کرنے میں آپ کو کیا اعتراض ہے؟ یہ آپ کی تحریک استحقاق ختم تو نہیں ہو جائے گی؟

سردار الطاف حسین: ٹھیک ہے ۔ جناب آپ اسے ملتوی کر دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کو ملتوی کر لیتے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! اس ایوان میں وزراء صاحبان نے جو مختلف بیان دیئے ہیں اگر ان کو حذف کر دیا جائے تو زیادہ اچھا ہے۔ کیونکہ یہ ایوان کی بے عزتی ہو گی۔

میاں محمد اسحاق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں محمد اسحاق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! ادھر بھی آپ ذرا توجہ فرما لیا کریں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! یہ جو وزراء صاحبان نے مختلف بیان دیئے ہیں ان کو حذف نہ کر دیا جائے؟

جناب سپیکر: تحریک ہائے استحقاق کو ہم ختم کرتے ہیں اور ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: میاں محمد اسحاق صاحب کو میں نے پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دی ہوئی ہے پہلے وہ اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کریں گے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ میز پارلیمنٹری پریکٹس کی طرف مبذول کروانا چاہتا

ہوں اور آپ کی اجازت سے یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔
(اس مرحلے پر ملک ممتاز احمد خان ہمچر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ وزیر مال صاحب اپنی سیٹ پر تشریف نہیں رکھتے اور وزیر قانون سے لڑ رہے ہیں۔ ایوان کی کارروائی بھی نہیں سن رہے' اس لئے انہیں فرمائیں کہ وہ اپنی سیٹ پر آجائیں۔

جناب چیئرمین: سردار صاحب براہ کرم اپنی سیٹ پر تشریف لے آئیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے ایک بات کی وضاحت (بھی) چاہتا ہوں اور یہ بات ریکارڈ پر بھی لانا چاہتا ہوں۔ میرے پاس میز پارلیمنٹری پریکٹس ہے اور اس کا صفحہ 441 ہے۔ اگر آپ کے پاس ہو تو آپ بھی اسے ذرا دیکھ لیجئے۔

جناب چیئرمین: میاں افضل حیات صاحب کچھ کہنا چاہتے تھے؟

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! میاں محمد اسحاق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔ پہلے وہ اپنی بات مکمل کرلیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ اور آپ توجہ نہیں فرما رہے۔ اس لئے میں خاموش ہوں۔

جناب چیئرمین: فرمایئے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے ریکارڈ پر ایک بات لانا چاہتا ہوں اس لئے آپ ذرا توجہ فرمائیں۔ میرے پاس اس وقت میز پارلیمنٹری پریکٹس موجود ہے۔ اس کا صفحہ نمبر 441 ہے۔ اگر آپ دیکھنا چاہیں تو آپ منگوائیں اور دیکھیں میں اسے پڑھتا ہوں۔ آپ اس پر توجہ فرمائیں۔

May's Parliamentary Practice, page 441 -

"Cry of 'Shame'. A gross form of interruption by loud cries of 'shame' has been strongly condemned by the Speaker, who declared his intention to take notice of the committal of the offence.

جناب والا! جب ایوان میں کسی ممبر کے متعلق یا کسی افسر کے متعلق کوئی بات کی جاتی ہے تو اس

کتاب میں جس کی ہم پیروی کرتے ہیں۔ اس میں اس بات کی سخت ممانعت کی گئی ہے کہ ہم کسی کے خلاف اونچی آواز سے شیم شیم کی آوازیں لگائیں۔ اگر ہم کسی Procedure or mothod کی پیروی کرتے ہیں تو پھر ہمیں کسی نہ کسی کتاب کی پیروی کرنا ہو گی۔ تو آپ خود یہ دیکھیں جب میز پارلیمنٹری پریکٹس میں اس چیز کی ممانعت کی گئی ہے تو ہمیں کسی اعلیٰ آفیسر یا معزز رکن کے خلاف یا کسی وزیر کے خلاف ہمیں قانونی طور پر یہ اجازت نہیں ہے کہ ہم "شیم شیم" کے نعرے لگائیں۔ یہ بات میز پارلیمنٹری پریکٹس کے صفحہ 441 پر درج ہے۔ اس لئے یہ بات ریکارڈ پر آ جانی چاہیے کہ جب ہمیں کسی قانون کی پیروی کرنی ہے تو پھر ہمیں اس کی پابندی بھی کرنی چاہیے۔ نیز پارلیمنٹری پریکٹس کی اکثر ہم اس ایوان میں بات کرتے ہیں۔ جب اسی میں اس بات کی ممانعت کی گئی ہے تو ہمیں اس چیز پر پرہیز کرنا ہو گا۔ اس لئے میں یہ چاہتا تھا کہ آپ کی اجازت سے یہ بات ریکارڈ پر آجائے اور آئندہ کے لئے ہمیں اس سے محتاط ہو جانا چاہیے اور کسی معزز رکن کے خلاف "شیم شیم" کے نعرے نہیں لگانے چاہئیں۔

جناب چیئرمین: وزیر قانون صاحب اس ضمن میں کیا فرماتے ہیں؟

جناب گل حمید خان روکڑی: جناب والا! میاں صاحب جس کتاب کے حوالہ دے رہے ہیں یہ اس ایوان کے لئے واجب التعمیل نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: وزیر قانون صاحب اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

سید اقبال احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب والا! پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کہ کسی نے "شیم شیم" کا نعرہ لگایا بھی ہے یا نہیں۔

میاں محمد اسحاق: پہلے لگایا گیا تھا۔

سید اقبال احمد شاہ: وہ بات تو اب گزر گئی۔

میاں محمد اسحاق: لیکن یہ بات ریکارڈ میں ہے۔ اس لئے اس پر رولنگ آنی چاہیے اور یہ بات بھی ریکارڈ پر آنی چاہیے۔

وزیر قانون: جناب والا! میاں صاحب نے درست فرمایا ہے کہ کسی کو بھی لفظ "شیم شیم" نہیں کہنا

چاہیے۔ میں میاں صاحب کی بات سے بالکل متفق ہوں۔

جناب چیئرمین : میں درخواست کروں گا کہ اس قسم کے الفاظ سے اجتناب کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی میں جناب میاں افضل حیات صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز فرمائیں۔

ضمنی میزانیہ بابت 87-1986 پر عام بحث

میاں محمد افضل حیات : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر! آج ہم ضمنی بجٹ پر بحث کا آغاز کر رہے ہیں اور میں آپ کی وساطت سے سب ممبران کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ضمنی بجٹ اور سالانہ بجٹ کے دوران ہمیں چاہیے کہ ہم حاضری پوری رکھیں اور اس میں پوری طرح سے دلچسپی لیں تاکہ ہم کسی انجام پر کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

جناب والا! ضمنی بجٹ ایسے اخراجات کا تخمینہ ہوتا ہے جس کے متعلق اسمبلی نے حکومت کو اختیارات نہیں دے رکھے ہوتے اور اس کے متعلق کہا یہ جاتا ہے کہ یہ سال رواں کے دوران ناگزیر اخراجات ہوتے ہیں یا یوں کہا جائے کہ یہ اخراجات ہنگامی حالات میں کئے جاتے ہیں۔ اور وہ ایسے حالات ہوتے ہیں کہ ان کو کسی صورت میں ملتوی نہیں کیا جا سکتا اور سال کے آخر میں ان کی اسمبلی سے اس لئے منظوری لی جائے اور نہ صرف یہ دیکھا جائے کہ یہ اخراجات ضروری تھے بلکہ یہ بھی دیکھا جائے کہ یہ اس وقت ناگزیر تھے اور اس وقت ایسے حالات تھے کہ ان اخراجات کو برداشت کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں تھا لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ گذشتہ چند سالوں میں ایسے اخراجات کے متعلق منظوری لی جاتی ہے جو کہ ہر حالت میں ملتوی کئے جا سکتے تھے اور ان کو سالانہ بجٹ میں پیش کیا جا سکتا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنا بھی بڑا ضمنی بجٹ ہو گا یہ اس امر کی طرف نشاندہی کرے گا کہ حکومت کے مالیاتی نظام میں منصوبہ بندی کا فقدان ہے۔ اگر منصوبہ بندی صحیح ہو تو پھر ضمنی بجٹ کی ضرورت پیش نہیں آسکتی ۔ اس لئے میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہے کہ اس طریقہ کار کو ختم کیا جائے اور یہ کوشش کی جائے کہ سالانہ بجٹ میں سب چیزیں آجائیں۔ یہ حکومت کی ایک قسم کی کامیابی ہو گی کہ وہ کم از کم اخراجات ضمنی بجٹ میں پیش کرے۔

جناب والا! اگر اس ضمنی بجٹ پر ایک نظر ڈالی جائے تو آپ کو کئی ایسے اخراجات نظر آئیں گے

کہ جن کو کسی بھی صورت میں ناگزیر یا ہنگامی نہیں کہا جا سکتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر روپے کی قیمت میں کوئی کمی بیشی ہو اور اس کے لئے جو اخراجات اٹھائے جائیں تو ان کو ہنگامی کہا جا سکتا ہے۔ اور اگر سال رواں کے دوران کوئی اور ایسی سکیم بن جائے جو کہ فیڈرل گورنمنٹ سے آئے جیسے کہ اس سال سکارپ ٹیوب ویل صوبائی حکومت کو دیئے گئے ہیں۔ تو ضمنی بجٹ میں ایسی چیزیں تو آسکتی ہیں۔ لیکن جناب والا! ڈویلپمنٹ فنڈ کو ضمنی بجٹ میں شامل کرنا' وزیراعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کو اس مد میں شامل کرنا جس کا 1985ء میں اعلان کیا گیا تھا اور 87۔1986 کے بجٹ سے پہلے اس کے اوپر عمل ہو رہا تھا ایسے اخراجات کو ضمنی بجٹ میں پیش کرنا کسی بھی صورت میں اصولی نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طریقے سے وزیراعظم کا ریلیف فنڈ ہے جس کا تعلق کسی بھی طریقے سے صوبے سے نہیں ہے اس کی مد میں پیسے رکھنا بھی کسی صورت میں اس ضمنی بجٹ میں شامل نہیں کیا جانا چاہیئے تھا۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: میں ممبر حضرات سے گزارش کروں گا کہ جب قائد حزب اختلاف تقریر فرما رہے ہوں تو ذرا اطمینان سے ان کی بات سنیں۔ اور خاص طور پر سردار اللہ یار میراج صاحب کی خدمت میں میری خصوصی طور پر گزارش ہے کہ وہ خاموشی سے ان کی تقریر کو سنیں۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! اسی طریقہ سے 73 لاکھ 22 ہزار کی ایک خطیر رقم میلہ مویشیاں کے لئے رکھی گئی ہے جس کو لاہور میں نیشنل ہارس اینڈ کیٹل شو بھی کہا جاتا ہے۔ جناب والا! یہ میلہ ہر سال لگتا ہے اور اس دفعہ ضمنی بجٹ میں اس کے متعلق جو رقم رکھی گئی ہے وہ گزشتہ سال کے مقابلہ میں سات گنا سے بھی زیادہ ہے۔ گزشتہ سال تقریباً 10 لاکھ کی رقم رکھی گئی تھی۔ اس سال 73 لاکھ 22 ہزار کی رقم ضمنی بجٹ میں رکھی گئی ہے۔ جو کہ ایک ہنگامی حالات میں خرچ کی جانی چاہیے۔ ایک ایسی مد جو کہ ہر سال متوقع ہے اس کا ضمنی بجٹ میں رکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ میلہ مویشیاں کو خود کفیل ہونا چاہیے۔ لیکن یہ رقم صرف حکومت اپنا جاہ و جلال شان و شوکت دکھانے کے لیے خرچ کرتی ہے کہ جو ایک نو آبادی نظام کا حصہ ہے۔ اس کو پھر ادھر غریب عوام پر اپنا رعب جمانے کے لئے اتنی خطیر رقم خرچ کی جاتی ہے جس کا میلہ مویشیاں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جناب والا! اس طریقہ سے کئی اخراجات ایسے ہیں جو اگر سالانہ بجٹ میں شامل کئے جاتے تو ان اعتراض نہیں کیا جاسکتا تھا۔ جیسا کہ داتا دربار کی مسجد کو ایک گرانٹ دی گئی ہے۔ یہ گرانٹ جتنی

بھی ہوتی اگر سالانہ بجٹ یعنی 87-1986 اور 88 -1987 میں دی جاتی تو کوئی بات نہیں تھی لیکن کسی بھی صورت میں اسے ہنگامی اخراجات میں شامل نہیں کیا جاسکتا تھا۔ (قطع کلامی)

جناب چیئرمین: جناب صدیق سالار صاحب کم از کم آپ کو تو ہاؤس کا تقدس برقرار رکھنا چاہیئے۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! اسی سے کمالیہ پیپر ملز کو ایک خطیر رقم دی گئی ہے جو کہ ایک مردے کو زندہ کرنے والی بات ہے اور اس کو میں کسی بھی صورت میں ہنگامی اخراجات میں شامل کرنے کے لیے نہیں مان سکتا۔ اسی طریقے سے وی وی آئی پی کے لیے ایک بہت خطیر رقم سے کاریں خریدی گئیں۔ اب آپ یہ فرمایئے کہ یہ اخراجات کس طریقے سے ضمنی بجٹ میں رکھے گئے ہیں یہ تو فضول خرچی کی مد میں آتے ہیں۔ جبکہ ایک طرف تو عوام پر ٹیکس لگائے جا رہے ہیں اور روز ان کے اوپر ٹیکسوں کا بوجھ بڑھایا جا رہا ہے۔ ایسے اخراجات جن کی ویسے ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے یہاں کے عوام غریب ہیں اور یہ ایک غریب پسماندہ ملک ہے اور اس کی معاشی حالت ایسی نہیں ہے کہ اربوں کی کروڑوں کی کاریں خریدی جائیں اور اس قسم کے دوسری مد میں اخراجات کئے جائیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک کروڑ سے زائد کی وی وی آئی پی کے لئے ضمنی بجٹ میں کاریں خریدنا جس کے لئے عوام کی منظوری بھی نہیں لی گئی اور ان سے پوچھا بھی نہیں گیا اور کاریں لے لی گئیں اس کو کہاں تک ضمنی بجٹ کہا جا سکتا ہے۔ یہ ایک قسم کا ایک صوابدیدی بجٹ ہے کہ جتنا چاہو خرچ کر لو اس کے بعد ربڑ سٹیمپ لگا دی جائے گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طریقے سے جناب والا! بیشمار اخراجات ہیں جو کہ ضمنی بجٹ میں پیش کئے گئے ہیں جن کا کسی بھی صورت میں اس سے تعلق نہیں۔ میں نے چند کا ذکر کیا ہے جو میرے سامنے ہیں۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بڑی ناکامی ہے کہ اتنا بڑا بجٹ ہو کہ دو ارب اور 89 کروڑ کا ہے ضمنی بجٹ کی صورت میں پیش کرنا کسی بھی صورت حکومت کے لئے کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے اوپر وہ فخر کر سکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ اخراجات کہاں سے پورے کئے جاتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ چند ایک گرانٹس ایسی ہوتی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ جو منصوبہ بندی کی گئی ہے۔ اس میں پہلے ہی اتنی گنجائش رکھ لی جاتی ہے تاکہ بعد میں جو اخراجات ہوں جو صوابدید کے طور پر استعمال کئے جا سکیں وہ پھر استعمال کئے جاتے ہیں۔

جناب والا! اس کے ساتھ ہی میں یہ کہوں گا کہ یہ جو مدات کسی بھی صورت میں ہنگامی نہیں ہیں اس ہاؤس کو چاہیے وہ ان کو منظور نہ کرے۔ تاکہ حکومت کو یہ سمجھ آئے کہ ایسے اخراجات جو جو ہنگامی نہیں ہیں جن کے بغیر گزارا ہو سکتا ہے ان کو ضمنی بجٹ میں پیش نہ کیا جائے۔ مہربانی

سید اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر! پہلے تو کاروں کا راستہ بند کیا گیا تھا آج ہمارا یہ دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: وہ اس لیے کہ آپ کو اکثر یہ گلہ رہتا ہے کہ پاکستان ٹیلی ویژن پنجاب اسمبلی کو کوریج نہیں دیتا۔ کل آپ کی تصویر لینے کے لئے بندوبست کیا گیا ہے۔

سید اقبال احمد شاہ: اس میں ہماری فوٹو تو نہیں آئے گی۔

جناب چیئرمین: سید حسنات احمد شاہ صاحب

سید حسنات احمد شاہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ایک معزز رکن: ہاؤس میں گرمی ہے۔

جناب چیئرمین: چاروں یونٹ چل رہے ہیں۔ چونکہ دروازہ کھلا ہے اس لئے گرمی ہے۔

سید حسنات احمد شاہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب والا! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کرنے کا موقع دیا ہے۔ جہاں تک ضمنی بجٹ کا تعلق ہے اس کے متعلق یہ کہنا کہ اس کی بالکل ضرورت نہیں ہے یہ درست نہیں ہے۔ ہاں جو مطالبات ضمنی بجٹ میں لائے گئے ہیں۔ ان کے متعلق یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ یہ Excesses ہیں یا کسی حد تک وہ غیر ضروری تھے۔ میں جناب والا! یہ گزارش کروں گا کہ ضمنی بجٹ کا بیشتر حصہ ڈویلپمنٹ چارجز کے متعلق ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ اس میں بہت سی ڈویلپمنٹ سکیمیں درج ہیں اور وہ غالباً ایسی تھیں کہ جن کی اشد ضرورت تھی۔ اور اسی لئے ان کو اس میں ڈالا گیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ جہاں تک ڈویلپمنٹ کا تعلق ہے اس کے متعلق کوئی بھی ذی ہوش آدمی اعتراض نہیں کر سکتا۔ پچھلے دو یا تین سال میں اللہ کی مہربانی سے جو ڈویلپمنٹ اس صوبے میں ہوئی ہے اس کی غالباً" آپ کو مثال نہیں ملے گی۔ میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ جس وقت ڈویلپمنٹ سکیم بنائی جائے تو اس میں احتیاط سے کام لیا جائے۔ میں اپنے

حلقے کے متعلق عرض کروں گا کہ جب پہلے سال یہ سکیم شروع ہوئی تو سب ممبران نے اپنی اپنی سکیمیں دیں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے بھی سکیمیں دیں ۔ لیکن سڑک کی میری کوئی بھی سکیم نہ آ سکی۔ اس کے بعد دوسرے سال اللہ کی مہربانی ہوئی۔ کہ ڈویلپمنٹ کے انچارج وزیر صاحب یہاں بیٹھے ہیں ان کو یہ کام سونپا گیا اور اس سے کچھ حالات بہتر ہو گئے ۔ اور ہر جگہ یہ ڈویلپمنٹ سکیمیں شروع ہو گئیں۔ تو میری گزارش اتنی ہے کہ کم از کم ڈویلپمنٹ سکیم کو اکٹھا کرنے یا اس کے متعلق یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ کس کو فوقیت دی جائے اس کے متعلق مروجہ طریق کار میری ناقص رائے میں درست نہیں ہے۔ اس کی Feasibility اور دوسرے پہلوؤں کا جائزہ لے لیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ جب ہم اپنی ڈویلپمنٹ سکیم بھیجیں اور جب یہاں یہ سرکل بنائیں تو یہ نوکر شاہی کا شکار ہو جائیں۔ اور اس چیز پر روک دی جائیں کہ یہ سکیمیں Feasible نہیں ہیں۔ حالانکہ بعض جگہوں پر سکیمیں Feasible ہوتی ہیں۔ میں صرف ان مدوں کے متعلق ذکر کروں گا جو میرے خیال میں Excesses ہیں یا جو میرے خیال میں ضروری نہیں ہیں۔ جیسے کہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے۔ پہلی بات ہارس اینڈ کیٹل شو کے متعلق ہے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ہارس اینڈ کیٹل شو 1954ء میں شروع ہوا اس وقت یہ ضلع، انتظامیہ کے سپرد تھا اور مجھے یہ بھی یاد ہے کہ اس وقت اس کے اخراجات نہ ہونے کے برابر تھے۔ کیونکہ سٹالوں اور دوکانوں سے جو آمدنی آیا کرتی تھی اور بہت تھوڑے لوگوں کو ٹکٹ کے بغیر اندر جانے کی اجازت ہوتی تھی۔ آج کل کی طرح نہیں تھا کہ ہر ایک آدمی کو پاس مل جاتا ہے۔ یہ بجائے execptions کے رول بن گیا ہے کہ ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ وہ بغیر پیسے خرچ کیے ہوئے ہارس اینڈ کیٹل شو کو دیکھے۔ جہاں تک اس کی افادیت کا تعلق ہے ہر ملک میں اس قسم کے شو ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں اس قسم کے شو میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں اور خرابیاں بہت کم ہیں۔ لیکن اس میں ضروری بات یہ ہے کہ اس کے اخراجات کو کم کیا جائے۔ اور بڑی حد تک یہ اخراجات کم ہو سکتے ہیں۔ ہمیں اس شو کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کوشش کرنی چاہیے کہ کم سے کم خرچ کیا جائے اور آدھا یا تین چوتھائی خرچ ٹکٹوں اور سٹالوں کی آمدنی سے پورا کیا جائے۔

اس کے بعد میں ایک اہم گرانٹ نمبر13 کی طرف آتا ہوں یہ صفحہ 42 پر ہے۔ اس میں چند ایم این اے صاحبان کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ ان کو سوسائیٹیز بنانے کے لئے یا کسی اور طریقے سے نقد رقم دی گئی ہے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں یا جیسے کل وزیر صاحب نے فرمایا تھا کہ ایم این اے

صاحبان کو جو پیسے دیے جاتے ہیں اصل میں ان کو پیسے نہیں دیے جاتے بلکہ سارا خرچ گورنمنٹ خود کرتی ہے۔ میں اپنے فاضل وزیر سے یہ جاننا چاہوں گا کہ آیا یہ رقم جو 85 لاکھ یا 50 لاکھ کی دی گئی ہیں ان کی منظوری صوبائی حکومت نے دی ہے یا مرکزی حکومت نے دی ہے۔ اور آیا یہ جو سوسائٹی بنے گی اس کو بنانے کی ذمہ داری صوبائی حکومت پر عائد ہوتی ہے یا مرکزی حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ میں یہ آپ سے گزارش کروں کہ اگر کسی آدمی کے متعلق بہتان لگایا جائے تو بغیر تحقیق کے اسلام بھی اس کی اجازت نہیں دیتا اور ویسے یہ اصولی طور پر بھی غلط ہے۔ جب بھی آپ باہر جاتے ہیں اور اچھے پڑھے لکھے افراد سے ملتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ سارے ایم این اے اور ایم پی اے گرانٹ کھا جاتے ہیں۔ میں نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ جو گرانٹ ہے اس کا ہمیں نقد روپیہ نہیں ملتا اور نہ ہی اسے ہم خرچ کر سکتے ہیں لیکن ان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ میں اپنے منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی کر کے اس کی ہاؤس میں وضاحت کر دیں تاکہ یہ جو چیز پیدا ہو چکی ہے' ختم ہو سکے۔

اس کے بعد جو اور اخراجات دیے گئے ہیں۔ میری ناقص رائے میں وہ بالکل مناسب ہیں۔ اور یہ کہنا کہ ضمنی بجٹ پیش ہی نہیں ہونا چاہیے بجا نہیں ہے۔ ایسے اخراجات بھی ہوتے ہیں کہ جن کا قبل از وقت پتہ نہیں چل سکتا اور ایسے اخراجات بھی ہوتے ہیں کہ جن کے بغیر حکومت کا کام نہیں چل سکتا۔ ضمنی بجٹ کے پیش کرنے میں تو کوئی قباحت نہیں ہے لیکن جو غیر ضروری اخراجات ہیں یا ایسے اخراجات ہیں کہ جن کی سمجھ نہیں آتی کہ وہ کہاں گئے ہیں ان کی وضاحت کرنا منسٹر صاحب کا فرض ہے۔ میں نے یہی گزارشات کرنی تھیں کیونکہ پہلے بھی کہا جا چکا ہے کہ یہ ساری ڈیمانڈز ڈویلپمنٹ کے متعلق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ڈویلپمنٹ اس صوبے میں بہت اچھے طریقے سے ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین : میاں محمد اسحاق صاحب جناب سپیکر! ضمنی بجٹ ایک ایسا بجٹ ہے جو کہ سال کے تمام اخراجات اور آمدنی کی ایڈجسٹمنٹ کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ مگر جہاں تک تین ارب روپے کا تعلق ہے۔ معزز اراکین اسمبلی ذرا غور فرمائیں کہ کیا اتنی بڑی رقم بجٹ کو ایڈجسٹ کرنے کے لئے پیش کی گئی ہے یا ایک نیا بجٹ پیش کر دیا گیا ہے۔ کسی عمارت کو بنانے سے پہلے اس کا ایک تخمینہ لگایا جاتا ہے اور تمام پہلوؤں کو سوچ کر اس کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ تمام اخراجات کا تخمینہ لگانے کے بعد اندازاً تھوڑی سی رقم بڑھ جانا یا کم ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں۔

مگر رقم کا اربوں تک پہنچ جانا میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی حکومت اس معاملے میں سنجیدہ نہیں ہے کہ اس نے اپنے بجٹ کو صحیح اصولوں پر مرتب کیا ہو۔ اور مرتب کرنے کے بعد معزز ایوان میں پیش کیا ہو۔ یہ اندازاً ایک بجٹ پیش کر دیا گیا ہے جس پر کوئی غور و خوض نہیں کیا گیا اور نہ ہی صحیح معنوں میں ترتیب دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے بغیر سوچے سمجھے پنجاب کی حکومت نے 3 ارب روپیہ خرچ کر کے عوام پر ایک اضافی بوجھ ڈال دیا ہے جس سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے۔ مرکزی حکومت کی طرف سے جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اور حکومت پنجاب نے جو تین ارب روپیہ مزید خرچ کرنے کے لئے مانگا ہے اور اپنے دوسرے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ڈیمانڈز دی ہیں اس سے بھی عوام میں تشویش پائی جاتی ہے۔ جس کے لئے میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اس کو واپس لیں۔ ہم جو کچھ سوچتے اور بولتے ہیں اس پر وزراء کرام کو اور پنجاب کی حکومت کو سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے کیونکہ ہم جو بھی مشورے دیتے ہیں وہ تعمیری ہوتے ہیں کیونکہ ہم نے کوئی وزارت نہیں لینی ہوتی اور نہ ہی اس کی کوئی امید ہوتی ہے۔ لہٰذا حزب اختلاف کے ممبران جو بات کرتے ہیں وزرا صاحبان کو اسے بڑے غور سے سننا چاہیے۔ میرا خیال ہے کہ وزراء صاحبان یہاں سے محض اپنی فائلیں نکالنے کیلئے تشریف لاتے ہیں۔ حزب اختلاف کی باتیں سننے کے لئے نہیں آتے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب بھی ہم کوئی بات کرتے ہیں یا کوئی مسئلہ وزراء کرام کے گوش گزار کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو کوئی بھی اسے سنجیدگی سے سننے کیلئے تیار نہیں ہوتا اور ہم محض اپنی باتیں ان دیواروں کو سنا کر چلے جاتے ہیں۔ ہم نے اس پر اب تک جتنی بھی تجاویز دی ہیں ان پر کوئی غور نہیں کیا گیا ہے۔

Mr Chairman : Mr. Siddique Salar is on a point of order

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک جناب محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا جناب وزیر خزانہ صاحب بڑے غور سے ان کی بات سن رہے ہیں اور وہ کسی کی درخواست نہیں نکال رہے۔ معزز ممبر صاحبان دوسرے منسٹر کے پاس ہیں اور یہ باتیں وزیر خزانہ سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے چودھری صاحب کی خدمت اقدس میں عرض کروں گا کہ اگر وہ سنجیدہ ہوں جائیں تو شاید دیگر منسٹر صاحبان بھی سنجیدہ ہو جائیں۔ آپ نے جتنی مرتبہ بھی ہدایات جاری کی ہیں ان میں چودھری صاحب کا نام خاص طور پر پکارا ہے۔ کیونکہ وہ پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ یہ ضمنی بجٹ جو پیش کیا جا رہا ہے یہ ایک اہم مسئلہ ہے' یہ حکومت پنجاب اور عوام کا پیسہ ہے یہ کس کا ذاتی پیسہ نہیں ہے اور کوئی اسے ضائع کرنے کا حق نہیں رکھتا اس کے

بارے میں ہم نے جو مطالعہ کیا ہے ہم اپنے وہی خیالات یہاں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ وزراء کرام سنجیدگی سے سننے کیلئے تیار ہیں تو پھر ہم بھی سنجیدگی سے سنانے کیلئے تیار ہیں۔ ہم یہ لمبی لمبی تقریریں اور دھواں دار الفاظ اس لئے نہیں سناتے کہ ہمارا اخباروں میں نام آئے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنا فرض منصبی ادا کر رہے ہیں اور انہیں بھی اپنا فرض منصبی ادا کرتے ہوئے اس پر غور کرنا چاہیے۔ ہماری جو مثبت تجاویز ہیں ان کو بروئے کار لاتے ہوئے ان پر عمل کرنا چاہیے۔

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ محکمہ جنگلات کیلئے جو پہلی ڈیمانڈ 93 لاکھ 72 ہزار 180 روپے کی منظوری کے لئے پیش کی گئی ہے میں اس پر عرض کروں گا۔ اس وقت ایسی کون سی جنگ لگی ہوئی ہے۔ جو کہ محکمہ جنگلات کیلئے ایک کروڑ روپیہ مانگا جا رہا ہے کیا یہ رقم بجٹ میں نہیں رکھی جا سکتی تھی۔ پہلی مرتبہ جب پلاننگ اور پراجیکٹ شروع کئے گئے تھے تو اس میں اتنا روپیہ کیوں نہیں رکھا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی جنگ ہوتی یا کوئی اور ہنگامی حالات ہوتے تو یہ پنجاب حکومت تین ارب روپیہ مانگنے کا حق رکھتی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پیسہ بے دریغ خرچ کیا جا رہا ہے۔ اس لئے اتنی بڑی رقم کی اجازت دینا حکومت پنجاب پر اور عوام پر ایک بوجھ ہو گا۔ ہم اس کی اجازت دینے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ اگر آپ ذرا توجہ فرمائیں تو میں جنگلات کے معاملہ میں عرض کئے دیتا ہوں کہ میں نے اس میں نرسریوں کا جو حال دیکھا ہے۔ جناب معزز وزیر جنگلات یہاں تشریف فرما ہیں اور اس سلسلے میں مجھ سے پہلے بھی اتفاق کرتے تھے کہ میں نرسریوں کی پڑتال کراؤں گا۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ایک پرائیویٹ شخص نرسری لگاتا ہے اس سے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہے اور روزی کماتا ہے۔ اگر آپ اس جنگلات کا خاکہ دیکھیں اس میں جتنی نرسریاں لگائی گئی ہیں ان میں سوائے خسارے کے اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔ اگر آپ بجٹ میں اس کا موازنہ کریں تو آپ کو خسارہ ہی خسارہ نظر آئے گا۔ میں نے وزیر محترم کی توجہ اس سے پہلے اجلاس میں بھی دلائی تھی کہ فرضی قسم کے بل بن رہے ہیں اور آپ کی ایک پارک کے سلسلے میں تقریباً دس لاکھ روپے کا غبن ہوا ہے اس کے علاوہ دیگر موقعوں پر بھی جب میں ان سے اس کے متعلق بات کی تو انہوں نے فرمایا تھا کہ اگر میں اس غبن کا پتہ نہ لگا سکا تو میں استعفے دے دوں گا، مگر جناب والا! میں نے دوبارہ اس کے بارے میں کچھ نہیں سنا کہ ہوا کیا ہے وہ گھاس جو دس لاکھ روپے میں فروخت کر دی گئی اگر یہ گھاس ایک محکمہ سے دوسرے محکمہ کو جاتا تو کم از کم یہ دس لاکھ روپیہ محفوظ کیا جا سکتا تھا۔ جب گھاس لی جاتی ہے تو قیمتاً" لی جاتی ہے اور جب دی جاتی ہے تو مفت دی جاتی ہے ایسا

جاتا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کروں گا کہ محترم وزیر صاحب ایک ٹیم مقرر کریں اور اپنے پارکوں کا معائنہ کروائیں اور خود بھی وہ معائنہ کریں پھر آپ دیکھیں کہ آپ کو وہاں پر کتنی دھاندلی ملے گی ' کتنے درخت کاٹ کر فروخت کئے جا رہے ہیں ۔ اور یہ باتیں جناب کے نوٹس میں نہیں ہیں ' نرسریوں کے پودوں کے بارے میں ابھی تک وہاں پر کوئی رجسٹر برقرار نہیں رکھا گیا جن میں یہ حساب رکھا جائے کہ کتنی سیل ہو رہی ہے ' کتنی آمدن ہو رہی ہے اور کتنا سٹاک آپ کے پاس ہے ۔ آپ کی نرسریوں میں جو پیداوار ہوتی ہے اور اس کیلئے کوئی رجسٹر نہیں رکھا جاتا ۔ کوئی گملا خریدا جاتا ہے تو اس کا کوئی سٹاک نہیں رکھا جاتا ' جناب والا! اس لئے آپ کو یہ 93 لاکھ روپیہ لینا پڑ رہا ہے ۔ ورنہ آپ کا یہ نرسریوں کا معاملہ بڑا منافع بخش ہے۔ آپ اس میں سے منافع کما کر اپنے محکمے کو چلا سکتے ہیں ۔ میں جناب کی وساطت سے عرض کروں گا کہ اگر محترم وزیر صاحب یہ 93 لاکھ روپیہ معاف فرمائیں تو حکومت پنجاب اور عوام پر سے مالی بوجھ ختم کیا جاسکتا ہے اور یہ پیسہ بچ سکتا ہے ۔

اس کے بعد جناب والا! محکمہ آبپاشی ہے۔ ہمارے محترم وزیر جناب محمد اقبال نہایت سنجیدہ وزیر ہیں مگر اس مرتبہ انہوں نے جو 4 کروڑ 87 لاکھ روپے کی مزید ڈیمانڈ کی ہے ہمیں یہاں کہیں نظر نہیں آیا کہ انہوں نے یہ 4 کروڑ روپیہ کس لئے مانگا ہے اور وہ کونسی ایمرجنسی ہے جہاں پر انہوں نے اسے خرچ کرنا ہے یا خرچ ہوچکا ہے ۔ اور یہ محض کاغذی کارروائی کرنے کیلئے اور معزز خواتین و حضرات کو مطمئن کرنے کیلئے یہ حتمی مطالبہ زر پیش کر دیا گیا ہے ۔ اگر روپیہ خرچ کر لیا گیا تو پھر برائے منظوری اس دکھاوے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اگر اسے ابھی خرچ کرنا ہے تو پھر جو بجٹ آرہا ہے اس کو اس میں شامل کیا جائے نہ کہ ضمنی بجٹ میں روپیہ ڈالا جائے یہ ناانصافی ہو گی اور یہ روایت اس طرح چلتی رہے گی اور پھر ہو سکتا ہے کہ ہمیں بجٹ کی ضرورت نہ پڑے اور ضمنی بجٹ ہی پیش کر دیا جائے ۔

جناب والا! آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ محکمہ جیل خانہ جات کے لئے 70 لاکھ 44 ہزار روپے جو میرے محترم وزیر صاحب نے مانگے ہیں۔ آج کل جب وہ جیلوں میں جاتے ہیں تو قیدیوں کو بڑی فراخدلی سے سال سال چھ چھ مہینے دو دو مہینے ویسے ہی معاف کئے جا رہے ہیں۔ میں روزانہ اخبار پڑھتا ہوں کہ دو مہینے معاف ' چار مہینے معاف پانچ مہینے معاف میرا خیال ہے کہ وہ پیسہ بانٹنے کی بجائے ملزموں کی سزائیں معاف کر رہے ہیں ۔ جناب والا! جہاں تک جیلوں کا تعلق ہے پنجاب

حکومت کو میں عرض کئے دیتا ہوں جہاں یہ پیسے مانگتے ہیں وہاں ہمارے ان معزز ممبران میں سے جو کہ ماشاء اللہ کافی ایماندار ہیں ان پر مشتمل معائنہ ٹیمیں مقرر کی جائیں ۔ تاکہ جیلوں کے واقعات اور حالات منظر عام پر آئیں ۔ جب کوئی آدمی کسی نہ کسی مصیبت میں ایک مرتبہ جیل میں چلا جاتا ہے وہ جیل سے ہمیشہ کے لئے ملزم بن کر آتا ہے ۔ جیلوں کے اندر جوئے خانے کھلے ہوئے ہیں۔ جناب والا! اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو عرض کروں کہ قیدیوں کیلئے جیلوں میں مصیبتیں ہیں ۔ کوئی پنکھا نہیں ہے۔ کوئی بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں ہے ' پیشاب کے لئے کوئی جگہ نہیں ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ پیسہ کس لئے مانگے جا رہے ہیں اور کہاں پر خرچ کرتے ہیں؟

جناب والا! میں عرض کروں گا کہ اگر معزز ممبران میں سے خواتین و حضرات کی ایک معائنہ ٹیم ہر ڈیپارٹمنٹ کیلئے مقرر کریں اور وہ ٹیم وہاں جا کر ان محکمہ جات کی انسپکشن کرے تو پھر آپ دیکھیں گے کہ وہاں پر اصلاح کے کتنے پہلو نکلتے ہیں ۔ یہاں پر ہمارا مقصد مخالفت برائے مخالفت نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ عوام کی خدمت کی جائے اور عوام کے اس پیسہ کو صحیح مصرف میں لایا جائے ۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب اور کتنی دیر آپ تقریر کریں گے؟

میاں محمد اسحاق: جناب والا! اگر آپ ذرا غور فرمائیں تو یہ ضمنی بجٹ جو پیش کیا گیا ہے اس پر آپ کو ایک واضح رولنگ دینی ہو گی ۔ ہم نے اس کے متعلق تبصرہ کرنا ہے اور اپنی آراء دینی ہے ۔ عوام ہم سے پوچھتے ہیں کہ جو چیز پیش کی جاتی ہے حزب مخالف اس میں کیا رول ادا کرتی ہے؟ اگر آپ ہمیں وقت نہیں دیں گے تو ہم ان تمام ڈیمانڈز پر کیسے بحث کریں گے ۔ جب دوسرے ممبران کی آپس میں میٹنگ ہوتی ہے تو اس میں یہ بحث و مباحثہ اور گفت و شنید کر سکتے ہیں ' وہاں پر ہمیں تو موقع نہیں ملتا ' ہمیں تو آپ کی موجودگی میں یہ موقع ملتا ہے کہ ہم صحیح معنوں میں ان کوتاہیوں اور اس میں جو نقائص ہیں ان کو منظر عام پر لائیں ۔اور ان سے گزارش کریں کہ عوام کے پیسہ کو صحیح معنوں میں صحیح جگہ پر خرچ کیا جائے ' خدارا یہ مواقع کبھی کبھی آتے ہیں اس لوٹ کھسوٹ سے آپ کی شہرت کو فائدہ نہیں بلکہ نقصان پہنچے گا ۔

جناب والا! محکمہ پولیس کیلئے 8 کروڑ 61 لاکھ 50 ہزار 690 روپے مانگے گئے ہیں ' آپ دیکھیں کہ اس سے پہلے پولیس کیلئے کتنے کروڑ روپیہ مانگا گیا تھا ۔ آج کل میں نے پولیس کے رویئے میں جو تبدیلی نوٹ کی ہے ۔ جن کیلئے کروڑ ہا روپیہ مانگا جا رہا ہے ۔ میں دیکھتا ہوں کہ صبح اخباروں میں

ایک طرف تو جرائم کی لسٹ ہوتی ہے اور دوسری طرف جناب والا! افسران کو جو ترقیاں دی جاتی ہیں اس کی لسٹ ہوتی ہے۔ میں نے ایک صاحب سے پوچھا کہ یہ جو افسران کو ترقیاں دی جاتی ہیں یہ کس بنا پر اور کونسی پالیسی کے تحت دی جاتی ہیں۔ تو جناب والا! پتا چلا کہ جتنے جرائم ہوتے ہیں اتنی ہی افسران کو ترقیاں دی جاتی ہیں ۔ جناب سپیکر! یہ کروڑھا روپے کا بجٹ جو آج کل حکومت نے پولیس کیلئے وقف کیا ہے ۔ جناب سپیکر! کسی وقت ایک سب انسپکٹر تھانے کا انچارج ہوتا تھا اور اس وقت جرائم میں کچھ کمی ہوتی تھی۔ آج کل ڈی ایس پی کو تھانے کا انچارج بنایا جا رہا ہے ۔ اور روز بروز افسران کی ترقی کرکے عوام پر بوجھ بڑھایا جا رہا ہے۔ جناب والا! آپ دیکھیں کہ کتنے فیصد جرائم میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اخراجات میں جتنے کروڑوں روپے کا اضافہ ہو رہا ہے۔ اتنے ہی جرائم میں بھی اضافہ ہو رہا ہے چہ جائیکہ جتنے اقدامات کئے گئے تھے پولیس کو گاڑیاں مہیا کی گئی تھیں پولیس میں نفری زیادہ کی گئی تھی ۔ پولیس کو زیادہ سہولتیں دی گئی تھیں ۔ جرائم میں کمی ہو جاتی ہے میں نے دیکھا ہے آپ نے بھی دیکھا ہے اخباروں میں دیکھا ہے کہ اور ان لوگوں کی آواز کو سنا ہے کہ اتنا ہی جرائم میں اضافہ ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسا ہی ہونا تھا تو پھر عوام پر جو کروڑوں کا بوجھ ڈالا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! اس سے اس کو نجات ملنی چاہیے تھی۔ تاکہ لوگ اپنی حفاظت خود کر سکیں نہ کہ پولیس کو یہ کروڑہا روپیہ دے کر عوام کو بوجھ تلے دبایا جائے ٹیکسز بھی لئے جائیں اور عوام کو دوسرے اخراجات بھی برداشت کرنے پڑیں اور وہ رات کو سکھ کی نیند بھی نہ سو سکیں یہ کہاں کا انصاف ہے؟

جناب والا! یہ پانچ لاکھ تین ہزار اور ایک سو بیس روپے کا مطالبہ جو میوزیم کیلئے رکھا گیا ہے اس پر بھی آپ ذرا غور فرمائیں ۔ یہ رقم بجٹ میں آ سکتی تھی ۔ کونسی ایسی ایمرجنسی تھی جو اس سے پیسے کیلئے یہاں ڈیمانڈ پیش کی گئی ہے ۔ جناب والا! یہ وہ چیزیں ہیں جن کی ضروریات زندگی سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں ہے ۔ اگر اسے پیسے کی ضرورت تھی تو کل جو سالانہ بجٹ پیش ہونے والا ہے ۔ اس میں یہ رقم رکھ لی جاتی تو کونسی نقصان دہ بات تھی ۔ مگر یہ پیسہ فضول خرچ کر لیا جاتا ہے ۔ اور پھر برائے منظوری اس کو یہاں اس ایوان میں پیش کر دیا جاتا ہے ۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس معزز ایوان کے ساتھ ناانصافی ہے ۔

جناب والا! ماہی پروری کیلئے نو لاکھ اٹھانوے روپے ہزار کا مزید خرچ مانگا جا رہا ہے ۔ ہمیں اس کی کوئی تفصیل نہیں دی گئی۔ یہ نہ کوئی خرچ ہوا اور نہ ہی اس کا کوئی واضح پروگرام ہے ۔ کوئی سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنے لاکھوں اور کروڑوں روپے کونسے پروجیکٹوں کیلئے مانگے جا رہے ہیں ۔ میں سمجھتا

ہوں کہ اس فیگرز کو دکھاوا کرنے کیلئے اس ضمنی بجٹ میں پیش کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: میاں محمد اسحاق صاحب! میں آپ سے عرض کرونگا کہ کافی چٹیں میرے پاس پڑی ہیں۔ آپ اپنی تقریر ختم کریں۔

میاں محمد اسحاق: جناب! صرف ایک دو منٹ اور دے دیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! خوراک کیلئے ایک ارب انتیس کروڑ اور سنتالیس لاکھ روپے کی جو رقم رکھی گئی ہے۔ اس کے بارے میں کوئی پتہ نہیں کہ کون سی عوام کی ضروریات زندگی کیلئے یہ پیسہ چاہیے تھا۔ میں نے یہ دیکھا ہے کہ اس سے پہلے جو ڈپو آلاٹ کئے گئے تھے جن کو ہم سمجھتے تھے کہ یہ سستے ڈپو ہیں ان میں ممبران کو یا وہ لوگ جو حکومت کے قریب تھے ان کو ڈپو الاٹ کئے گئے اور فی ڈپو ایک ہزار بوری یا اس سے کم و بیش الاٹ کی گئی۔ جب ان بوریوں کا پرمٹ دیا جاتا تھا اس میں دو روپے فی بوری منافع تھا۔ یہ جتنی رقم خرچ کی گئی ہے۔ اس کا عوام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے عوام کی فلاح و بہبود کا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ یہ پیسہ بالکل ضائع ہوا ہے خورد برد ہوا ہے اگر یہ عوام کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کیلئے خرچ کیا جاتا تو عوام اس سے مستفید ہوتے۔ بلکہ جناب والا! میرا خیال ہے کہ اس سے عوام کو نقصان ہوا ہے۔ یہ جو عوام کا پیسہ ضائع ہوا ہے اس کی ضمنی بجٹ میں پیش کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دینی چاہیے۔ اگر ان حضرات کو یہ پیسہ چاہیے تو کل جو بجٹ پیش ہو رہا ہے اس میں اس کو دینا چاہیے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: پوائنٹ آف آرڈر۔ مولانا صاحب کو تقریر کرتے ہوئے پندرہ منٹ ہو گئے ہیں۔ باقی ممبران کا بھی حق ہے ہمیں بھی حق ملنا چاہیے۔

میاں محمد اسحاق: بیگم صاحبہ! اگر آپ نے تقریر کرنی ہے تو آپ ان بنچوں پر تشریف لے آئیں اور آپ کو زیادہ سے زیادہ وقت ملے گا۔

جب بلوچستان وفد گیا تھا اس وفد میں بیگم صاحبہ بھی تھیں اور وہاں ممبران بلوچستان اسمبلی نے کہا تھا کہ پنجاب کی حکومت ' پنجاب کی اسمبلی خوش قسمت ہے جہاں اپوزیشن کے ممبران بیٹھتے ہیں ہمارے پاس اپوزیشن کے ممبران نہیں ہیں ہم کوئی بھی تنقید نہیں سنتے نہ ہمیں پتا چلتا ہے کہ ہم صحیح

کر رہے ہیں یا غلط کر رہے ہیں۔ بیگم صاحبہ میرے ساتھ تھیں اور ان کو پتا ہے کہ وہاں اپوزیشن کے ممبران کی افادیت بتائی گئی۔ یہ میں اپنا فرض منصبی ادا کر رہا ہوں۔ یہ میرا فرض ہے کیونکہ اگر میں اپوزیشن میں ہونے کی وجہ سے یہ نکات نہیں اٹھاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنا فرض منصبی ادا نہیں کر رہا۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! آپ اپنی تقریر کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! ابھی میں نے Wind up نہیں کی۔ جناب والا! ایک منٹ اور دے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ کے کسی اور ساتھی نے بھی تقریر کرنی ہے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! جب یہ پوائنٹ آف آرڈر ہوا تو اس پر میرا فرض ہے کہ میں اس پر کچھ کہوں۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں آپ کے اور بھی ساتھی بولنا چاہتے ہیں

میاں محمد اسحاق: جناب بالکل بولیں۔ میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ملک طیب خان اعوان

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر اپنی رائے کے اظہار کا موقع دیا۔ جناب سپیکر! مولانا صاحب نے ضمنی بجٹ کے چند نکات پر اظہار خیال کیا۔ ہمیشہ ضمنی بجٹ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دوران سال جن جن مدات میں روپے کی کمی ہو ان ہی مدات میں ضمنی بجٹ دیا جائے جیسا کہ ضمنی بجٹ میں ہوا ہے کیونکہ اس وقت پنجاب میں ڈویلپمنٹ کے جو کام رہے ہیں ان پر بے تحاشا خرچ ہو رہا ہے۔ جب بجٹ پر زیادہ روپیہ خرچ ہوتا ہے تو ضمنی بجٹ میں کمی و بیشی بھی زیادہ واقع ہوتی ہے۔ چونکہ خرچہ زیادہ تھا اسلئے کئی مدات میں زیادہ روپے کی ضرورت تھی۔ جس کے لئے اس ضمنی بجٹ میں اس روپے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

میاں محمد اسحاق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ۔ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ اسلئے نماز کیے لئے وقفہ کر لیں

جناب چیئرمین: نماز کا وقت سات بج کر گیارہ منٹ ہے اور ابھی دس منٹ باقی ہیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! ۔ وضو کرنا ہے اس لئے عرض ہے .....

کہ چار پانچ منٹ پہلے وقفہ کرلیں ۔

رانا پھول محمد خان: نکتہ وضاحت ۔ جناب والا! تقریر کرنے والے ممبر اور جناب سپیکر کے درمیان کوئی ممبر ہاؤس میں کراس نہیں کر سکتا ۔ اگر کسی رکن یا وزیر سے کوئی بات کر رہا ہو تو چودھری گل نواز صاحب کی گل گھپاں یوں ہی کھل جاتی ہیں ۔ آپکو ان کو زنجیر ڈالیں کہ یہ آئندہ ایسی حرکت نہ کریں ۔

جناب چیئرمین: طیب اعوان صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں

ملک طیب خان اعوان: جناب والا! میرا دماغ اب منتشر ہو گیا ہے اور میں اپنے الفاظ ختم کرتا ہوں ۔

جناب چیئرمین: میں چودھری گل نواز صاحب کو دعوت دوں گا کہ وہ ضمنی بجٹ پر بحث فرمائیں

چودھری گل نواز خان وڑائچ: میں جناب چیئرمین کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے تقریر کرنے کا موقع دیا ہے ۔ ضمنی بجٹ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حکومت ایک بجٹ بناتی ہے ۔ اور پھر دیکھتی ہے کہ ڈویلپمنٹ میں کوئی زائد رقم تو نہیں دینی پڑتی ۔ یا کسی ڈویلپمنٹ میں کم رقم دینی پڑتی ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ ڈویلپمنٹ کر رہی ہوتی ہے میں بڑے فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ جتنی ڈویلپمنٹ اس گورنمنٹ کے دور میں ہوئی ہے وہ خدا کے فضل سے کبھی نہ ہوئی ہو گی ۔ حکومت وہ جو ڈویلپمنٹ کرے ۔ اگر حکومت ڈویلپمنٹ کرے گی پھر تو تبدیلیاں ہوں گی ۔ ضمنی بجٹ بنیں گے ۔ جتنی ڈویلپمنٹ موجودہ حکومت نے کی ہے ۔ میں خدا کے فضل سے کہہ سکتا ہوں بلکہ ہر پاکستانی یہ کہتا ہے کہ اتنی ڈویلپمنٹ کبھی نہیں ہوئی ۔ یہ حکومت کے سر پہ ایک سہرا ہے جو اس نے ضمنی بجٹ میں دیا ۔ ضمنی بجٹ کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اپنے اخراجات بڑھاتے ہیں جو ضروریات ڈویلپمنٹ میں پڑتی ہیں۔ اس میں تبدیلیاں کی جاتی ہیں ۔ پھر ضمنی بجٹ پیش کیا جاتا ہے ۔ حکومت کا مطلب دوکانداری نہیں ہے ۔ حکومت کا مطلب ہے عوام کی فلاح اور بہتری ہے ۔

جناب والا! سب سے پہلے میں اس بات کو لیتا ہوں ۔ جیسے میاں اسحاق صاحب نے ہارس اینڈ

کیٹل شو کے متعلق فرمایا ہے ۔ ہارس اینڈ کیٹل شو صرف اس لئے کیا جاتا ہے کہ مختلف صوبوں کے عوام ایک جگہ اکٹھے ہوں ۔ اپنی زراعت اپنے حیوانات یا مویشیوں کی ترقی یا ملک کی بہتری یا صنعت کی ترقی کیلئے وہ سوچ سکیں اور وہ دیکھ سکیں کہ ہمارے ملک میں کیا کچھ ہو رہا ہے ۔ یہ ہارس اینڈ کیٹل شو اس لئے نہیں تھا کہ یہ ایک دوکانداری ہے ۔ عوام کی بہتری کیلئے عوام کی تفریح کیلئے اور ملک کی بہتری کیلئے گورنمنٹ پیسہ خرچ کرتی ہے ۔ یہ اخراجات جو گورنمنٹ کرتی ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ بہتر گورنمنٹ ہے وہ عوام کیلئے سیر و تفریح کی سہولتیں پیدا کرتی ہے ۔ گورنمنٹ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ دوکانداری کرتی پھرے ٹکٹ بیچتی پھرے ۔ سودے کرتی پھرے اور پیسے لیتی پھرے ۔ حکومت کا مطلب یہ ہے کہ عوام کی تفریح کیلئے سپورٹس کرے ۔ کھیلیں کرے ۔ آج کل لاہور میں خدا کے فضل سے جتنے پارک بنے ہیں یا گورنمنٹ نے لاہور میں جو پارک بنائے ہیں یا مختلف جگہوں پر بنائے ہیں یہ سب عوام کیلئے ہیں ۔ اور اس سے عوام کا وقار اونچا ہوا ہے ۔ یہ کہنا کہ گورنمنٹ ضمنی بجٹ کیوں بناتی ہے کیوں پیسے خرچ کرتی ہے یہ میاں صاحب کی بادشاہی ہے ۔ ویسے یہ کہتے ہیں اور ہر ایک کو یہ دعوت دیتے ہیں کہ اپوزیشن میں آئیں ۔ انکو علم نہیں ہے کہ یہ ایک طریقہ واردات ہے ہر آدمی جو ممبر بن کر آتا ہے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ میں حکومت سے کسی طریقے سے کام لوں ۔ جو حکومت کے ساتھ ہوتے ہیں وہ ایک وفادار طبقہ ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ حکومت رہے ملک رہے عوام ۔ رہے ایک طبقہ ہوتا ہے جو اپوزیشن میں چلا جاتا ہے ۔ اس کا کام لینے کا یہی طریقہ ہوتا ہے کہ وہ مختلف اعتراض کرتے ہیں مختلف طنز کرتے ہیں اور کام وہ سب سے زیادہ لے لیتے ہیں ۔ ان کی زیادہ نرسریاں چلتی ہیں ۔ جنگلات کیلئے کہتے ہیں کہ جنگلات کیلئے پیسہ نہ دیں ۔ لیکن اخبار میں روز آتا ہے کہ پیڑ لگاؤ پودے لگاؤ درخت لگانا سب سے زیادہ اچھا ہے ملک کو اس کی ضرورت ہے ۔ فرنیچر میں اسکی ضرورت ہے ۔ ایندھن میں اسکی ضرورت ہے ۔ لیکن آج ہاؤس میں آکر کہتے ہیں کہ جنگلات کو پیسہ مت دو میں حیران ہوں کہ میاں صاحب اخبار میں کچھ کہتے ہیں ہاؤس میں کچھ کہتے ہیں یہ ان کا تضاد ہے ۔

جناب فضل حسین راہی: کیا یہ ضمنی بجٹ میں لکھا ہوا ہے؟

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! ان کو عرض کریں ۔ یہ ریڈیو ماسکو میرا بھائی میری بات تو سن لیں ۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب چیئرمین آپکی وساطت سے معزز مقرر رکن کی

توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہوں گا۔ انہوں نے یہ کہا کہ جو حکومت کے ساتھ ارکان ہوتے ہیں وہ وفادار ہوتے ہیں۔ ہمیں وفاداری کیلئے یا حب الوطنی کیلئے کسی کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اپوزیشن والے مراعات حاصل کرتے ہیں۔ میں یہ بات ریکارڈ پہ لانا چاہتا ہوں کہ تقریباً اڑھائی سال کے اس عرصے میں میرے حلقے میں صرف ایک مرتبہ پانچ لاکھ روپیہ ڈویلپمنٹ کیلئے دیا گیا ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: چودھری صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں نے نام نہیں لیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس بات کو آگے نہ بڑھایا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! اپوزیشن کے ارکان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ چونکہ میرا تعلق بھی حزب اختلاف کے بینچز سے ہے۔ میں اسکی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں اس اسمبلی کے ریکارڈ کی کارروائی کو درست رکھنے کیلئے میرا یہ حق ہے میں وضاحت کروں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب وضاحت ہو گئی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب چیئرمین میں آپکی وساطت سے پھر یہ مطالبہ کروں گا کہ اپوزیشن کے ارکان نے اگر کوئی مراعات حاصل کی ہیں۔ ان کو یہاں ریکارڈ پر لے آئیں۔

جناب چیئرمین: اذان ہو گئی ہے۔ نماز کیلئے پندرہ منٹ کیلئے ایوان کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس کے بعد وقفہ ایوان کی کارروائی نماز مغرب کے لئے پندرہ منٹ کے لئے ملتوی ہوگئی)

(نماز مغرب کے بعد جناب چیئرمین ملک ممتاز احمد خان بچر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

رانا پھول محمد خان: جناب والا! ۔ ابھی چونکہ باضابطہ کارروائی شروع نہیں ہوئی ہے۔ میں ڈپٹی سیکرٹری صاحب سے گزارش کروں گا کہ چونکہ سپیکر خود اپنا استحقاق ہاؤس کے سامنے پیش نہیں کر سکتے۔ لیکن بچر صاحب کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کیونکہ ان کو سیٹ صوفہ دار رکھنی چاہیے۔ اس کرسی پر وہ تنگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ آپ ازارہ کرم ایک صوفہ کا انتظام کرا دیجئے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب یہ کرسی ٹھیک ہے۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب والا! ۔ نماز مغرب کے لئے آپ نے پندرہ منٹ کے لئے اجلاس ملتوی کیا تھا ۔ کمرہ چھوٹا ہونے کی وجہ سے ایک جماعت نہ ہوئی ۔ جب ایک جماعت ختم ہوئی تو پھر دوسری جماعت دوسری جگہ ہوئی ۔ کیا یہاں پر مسجد تعمیر نہیں ہو سکتی؟

جناب چیئرمین: کیوں نہیں ہو سکتی

سید اقبال احمد شاہ: جناب والا! نماز پڑھنے کے لئے اسمبلی ہال میں ایک چھوٹا سا کمرہ رکھ دیا گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر! میں نماز کی بات کر رہا تھا ۔ جب ہم مغرب کی نماز پڑھنے گئے تو اس کمرے میں اتنی گنجائش نہیں تھی کہ سب دوست نماز پڑھ سکتے ۔ تو ایک جماعت ختم ہوئی اس کے بعد پھر دوبارہ جماعت کی گئی ۔ حالانکہ پندرہ منٹ کا وقفہ تھا ۔ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ نماز کے لئے ایک مسجد کا انتظام کیا جائے ۔ آخر یہاں مسلمان اسمبلی میں آتے ہیں ۔ نماز کا وقت ہو جاتا ہے تو انہیں نماز پڑھنی ہوتی ہے ۔ ہر دفعہ یہی ہوتا ہے کہ کمرے میں نماز پڑھنی پڑتی ہے ۔ باقاعدہ ایک مسجد ہونی چاہیے ۔ جس میں ممبر حضرات نماز پڑھ سکیں ۔ یہ ایک اسمبلی کا وقار ہو گا ۔ اسمبلی کی عزت ہو گی ۔ ممبران کی عزت ہو گی ۔ ایک گاؤں ہوتا ہے اس میں بھی ایک چھوٹی سی مسجد ہوتی ہے ۔ یہاں اتنی بڑی پنجاب کی اسمبلی ہے ۔ اس میں مسجد ضرور ہونی چاہئے ۔ میں درخواست کرونگا ۔ جناب سپیکر! کیونکہ اب آپکا سیکرٹریٹ علیحدہ ہے ۔ آپ کو کلی اختیارات ہیں ۔ ان اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے آپ مسجد کا حکم فرمائیں ۔ تاکہ اگلے سیشن تک مسجد تیار ہو جائے اور ہم اس نعمت سے مالا مال ہو سکیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میں شاہ صاحب کی تائید کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب نے ایک نقشہ صوبائی اسمبلی کے ارکان کی رہائش کے لئے تیار کروایا ہے ۔ اس میں شائد مسجد بھی شامل ہے لیکن نیک کام کے لئے تلقین کرنا اس وقت درست معلوم ہوتا ہے جب آدمی اپنے آپ کو نمونہ بن کر پیش کرے ۔ میں سید اقبال احمد شاہ صاحب اور دیگر ارکان اسمبلی سے یہ گزارش

کروں گا کہ سرکاری فنڈز کے علاوہ ایک ایک ماہ کا الاؤنس اور تنخواہ اس میں دینی چاہئے ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ آنے والی اسمبلی کے لیے ہم ایک مثال قائم کریں۔ کہ اس معزز ایوان کے ارکان نے مسجد کی ابتداء کے لئے اپنی ایک ایک ماہ کی تنخواہ پیش کر دی تھی۔ اس لئے ہم سب تیار ہیں اس کار خیر کے لئے ہمارا بھی کچھ حصہ شامل کیا جائے تاکہ ہم گفتار کے غازی نہ رہیں۔ کردار کے غازیوں میں بھی شمار ہو سکیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! میں رانا صاحب اور شاہ صاحب کی تائید کرتے ہوئے عرض کروں گا۔ یہ مسئلہ پہلے بھی آپ کے نوٹس میں آچکا ہے۔ اسمبلی جب بنی تھی اس وقت تو انگریز کی حکومت تھی۔ اب تو اس کو چالیس سال ہو گئے ہیں۔ اب تو مسلمانوں کی حکومت ہے۔ مسلمانوں کی اسمبلی ہے۔ اس لئے بڑی تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے۔ یہ نہایت اہم مسئلہ ہے اور جناب کی فوری توجہ کا متقاضی ہے رانا صاحب کی تجاویز سے اتفاق کرتے ہوئے میں بھی پیش کش کرتا ہوں کہ ایک ماہ کے الاؤنسز ہم اپنی طرف سے پیش کریں تاکہ اس کا آپ انتظام فرمائیں۔

جناب سپیکر: بیگم نجمہ تابش الوری صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب سپیکر! اس وقت چونکہ شام کا اجلاس تھا اور مغرب کی نماز پڑھنی تھی۔ پہلے تو ہم اجلاس میں نماز ظہر گھر جا کر پڑھ لیا کرتے تھے۔ اس سے پہلے عورتوں کے لیے یہاں پر ایک ریٹائرنگ روم تھا۔ جہاں پر خواتین جا کر وقفہ کے دوران آرام کر سکتی تھیں۔ لیکن اس دفعہ اس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کہ نماز مغرب ادا کرنے کے لئے ہم نے ایک دفتر کے کمرے میں جا کر اور بغیر کسی جائے نماز کے اپنی چادریں بچھا کر نماز ادا کی ہے۔ تو کیا آپ خواتین کے لئے نماز پڑھنے کے لیے علیحدہ انتظام نہیں کر سکتے ہیں

جناب مہدی خان: جناب والا! جو کچھ رانا صاحب نے اور جناب شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ میں گزارش کروں گا کہ وہ درست ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جب تک نئی مسجد تیار نہیں ہوتی موجودہ مسجد والی جگہ پر ایئر کنڈیشنر کا انتظام ہونا چاہیے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ وہاں پر صرف پنکھے لگے ہوئے ہیں۔ ایئر کنڈیشنر کا انتظام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وقتی طور پر نماز کے لئے ہر سیشن کے دوران اسمبلی

سیکرٹریٹ کی طرف سے اہتمام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس اجلاس میں بھی مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ نماز کے لئے باقاعدہ طور پر اہتمام کیا گیا ہے۔ لان میں شامیانے لگائے گئے ہیں۔ وضو کا بندوبست ہے اور وہاں پر صفیں بچھائی گئی ہیں۔ جہاں تک مسجد کی تعمیر کا تعلق ہے۔ رانا پھول محمد خان نے اس کی صحیح نشاندہی کی ہے۔ جہاں ہم ممبر صاحبان کے لئے ایک ہوسٹل کی تعمیر کے منصوبہ پر غور کر رہے ہیں۔ وہاں اسمبلی بلڈنگ کی توسیع بھی زیر غور ہے اور اس میں مسجد کی تعمیر شامل ہے۔ کچھ ہمارے ممبران کے علم میں ہے۔ ان کو ہم نے اپنے اعتماد میں بھی لیا تھا۔ کہ اس اسمبلی کی توسیع کس انداز میں ہو سکتی ہے۔ اس میں مسجد کی تعمیر بھی شامل ہے اور مسجد پہلے بنے گی اور باقی توسیع انشاء اللہ بعد میں ہوگی۔

اب کون کون سے صاحبان اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ کچھ صاحبان کے نام یہاں آچکے ہیں جو اپنا نام دینا چاہتے ہیں وہ اب دے دیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں نماز مغرب سے پہلے تقریر کر رہا تھا۔ مسجد کے سلسلہ میں عرض کروں گا کہ مستورات کے لئے جیسا کہ بیگم صاحبہ نے فرمایا ہے علیحدہ انتظام ہو تو وہ اچھا ہے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے فیصلہ ہو گیا ہے۔ وہ علیحدہ انتظام ہو جائے گا۔ آپ فکر نہ کریں بجٹ پر آپ تقریر کر رہے تھے۔ ابھی آپ مزید کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ گزارش کروں گا کہ میں نے اس سے پہلے دو تین مرتبہ آپ کو یاد کروایا ہے کہ سب سے زیادہ جو دشواری در پیش ہے وہ وضو کرنے کی ہے۔ آپ نے اس بات سے اتفاق فرمایا تھا کہ فرنٹ سائیڈ پر جو طہارت خانے ہیں وہاں پر ہم عارضی طور پر وضو کرنے کے لئے کوئی بندوبست کر دیں گے۔ آپ کا سٹاف بھی ماشاء اللہ نمازی ہے۔ ان کو بھی تکلیف ہے۔ سیشن کے دوران تو آپ تھوڑا سا انتظام کر دیتے ہیں۔ مگر اس کے بعد بھی دقت ہوتی ہے۔ اگر آپ یہ تھوڑا سا عارضی انتظام فرما دیں تو ہم مشکور ہوں گے۔ کیونکہ ہم کھڑے ہو کر وضو کرتے ہیں اور جب ہم پاؤں دھوتے ہیں تو اس سے کپڑوں پر چھینٹیں آتی ہیں۔ اور کپڑے ناپاک ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ عارضی انتظام کر دیں جس سے ہم بیٹھ کر وضو کر سکیں۔ آپ اصولی طور پر متفق بھی ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ہم یہ وضو کا بندوبست پہلے کر دیں گے۔ گو مسجد کی تعمیر تو

کجا ہم وضو کے لئے بندوبست کا بھی اس اسمبلی سے امید نہیں کر سکتے ہیں ۔ ہمیں وضو کے لئے جگہ مہیا ہو جہاں ہم بیٹھ کر وضو کر سکیں ۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہاں پر ہمارے پاس وضو کرنے کے لئے غسل خانے ہیں اور ان میں شیکس ہیں ۔ وہاں پر وضو بھی کیا جاسکتا ہے ۔ منہ ہاتھ بھی دھویا جا سکتا ہے ۔ جہاں تک بیٹھ کر وضو کرنے کا تعلق ہے ۔ جہاں نماز پڑھنے کا اہتمام کیا گیا ہے ۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ وہاں پر وضو کرنے کا بھی بندوبست ہے ۔ میں اس کو Ensure کروں گا ۔ کہ وہاں پر وضو کا بندوبست ہو اور آپ وہاں پر وضو کر سکیں ۔

چودھری گل نواز صاحب آپ ضمنی بجٹ پر تقریر فرما رہے تھے ۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں جناب سے اس امر کی وضاحت چاہوں گا کہ میں نے اور میرے تمام معزز بھائیوں نے جو ایک حقیری رقم کی پیش کش کی ہے تو جناب یہ فرما دیں کہ ہمارے کس مہینہ کے الاؤنسز آپ کاٹیں گے ۔ کیا آپ یہ رقم قبول فرماتے ہیں ۔ کہ اس کار خیر میں ہمارا بھی حصہ ہو ۔

جناب سپیکر: رانا صاحب ! جزاک اللہ ۔ ہم یہ کیسے انکار کر سکتے ہیں ۔ یہ تو کار خیر ہے اس میں آپ جس وقت بھی چاہیں ۔ حصہ ڈال سکتے ہیں ۔ لیکن ہم یہ آپ کی ایک ماہ کی تنخواہ / الاؤنسز کاٹیں گے نہیں ۔ جو صاحبان رضاکارانہ طور پر یہ پیش کش کریں گے اس ہم قبول کر لیں گے ۔ اور اسے مسجد کی تعمیر کے وقت استعمال کیا جائے گا ۔

رانا پھول محمد خان: میں سیکرٹری اسمبلی سے اپیل کروں گا کہ الگ کھاتہ میں یہ جمع کرادیں اور تمام دوستوں سے کہوں گا کہ یہ جمع کرادیں ۔ جولائی 87 میں مسجد کی ابتداء کر دیں۔ تاکہ ہمارا نام رہے ۔

جناب سپیکر: رانا صاحب ' آپ اس ماہ کا الاؤنس دینا چاہتے ہیں یا اگلے مہینے کا ۔

رانا پھول محمد خان: جولائی کا دینا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر: جون کا الاؤنس درست نہیں رہے گا؟

رانا پھول محمد خان: اگر سارے بھائی جون 1987ء کا دے دیں تو میں حاضر ہوں۔ جناب والا!

میں جولائی 1987ء کے الاؤنس کے ساتھ دس ہزار روپیہ زائد بھی دے دونگا۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ ماشاء اللہ چودھری گل نواز صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر! میں جنگلات کے متعلق عرض کر رہا تھا۔ ہمارے ملک میں جنگلات بہت ہی کم ہو چکے ہیں۔ کیونکہ وہ کاٹے جا چکے ہیں۔ ایک تو موسم پر جنگلات کا اثر ہوتا ہے کہ جہاں جنگلات زیادہ ہوں گے وہاں بارش زیادہ ہو گی۔ یہ جنگلات اشد ضروری ہیں اور یہ فرنیچر اور عمارتی کام کے لئے لکڑی کے کام آتے ہیں۔ جنگلات کی اتنی شدید ضرورت ہے کہ گورنمنٹ کو ہر صورت میں اس سے زیادہ رقم دینی چاہیے۔ اس کے علاوہ دریاؤں کے اوپر جتنا بیلے کا رقبہ ہے۔ محکمہ جنگلات کو چاہیے کہ خاص طور پر یہاں درخت لگائے تاکہ سیلاب کا پانی بھی رکے اور دریاؤں کا رخ بھی ٹھیک ہو اور زمین بھی دریا برد نہ ہو۔ اسلئے میں یہ عرض کروں گا کہ میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ خود ہی اخبارات میں اشتہارات دیتے ہیں کہ پودے لگاؤ اور میری نرسری سے خریدو (قہقہے) کیونکہ یہ چاہتے ہیں کہ صرف ان سے ہی پودے لیے جائیں اور میں انشاء اللہ تعالیٰ جب بھی کوئی پودا خریدوں گا۔ ان سے ہی خریدوں گا۔

اس کے علاوہ میں محکمہ انہار کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ ہماری نہروں کی حالت خراب ہے۔ میں بھی ایک چھوٹا سا زمیندار ہوں اور میں یہ بات جانتا ہوں کہ ٹیل پر پانی صرف Silt کی وجہ سے نہیں پہنچتا۔ محکمہ نہر کے ایکس۔ ای۔ این اور ایس ای صاحبان کے پاس اتنے فنڈز نہیں ہوتے کہ وہ اس کے نکلوا سکیں۔ لہٰذا وہ زمینداروں کو کہتے ہیں کہ آپ یہ کام کریں۔ اسلئے میں کہوں گا کہ حکومت کو اس سلسلے میں بڑے کھلے دل سے محکمہ انہار والوں کو یہ پیسے دینے چاہئیں تاکہ نہروں کی درستگی ہو اور جن لوگوں کو ٹیل پر پانی نہیں ملتا انہیں پانی مل سکے۔ محکمہ انہار کو تو جتنی رقم دی جائے گی اتنی زیادہ فصل ہو گی اور وہ فصل عوام کیلئے ہے پاکستان کیلئے ہے اور فصل باہر سے نہ لانی پڑے۔ کیونکہ محکمہ انہار کے پیسے عوام کی بہتری کے لیے ہیں۔ اس عوام کی بہتری کیلئے جو شہروں میں بیٹھے ہیں اور ہم دھوپ میں بیٹھ کر فصل اگاتے ہیں۔ اس لئے اس کیلئے پیسے اشد ضروری ہیں۔

جیل خانہ جات کے متعلق میں عرض کروں گا کہ جس طرح میاں صاحب فرما رہے تھے کہ جب ایک دفعہ کوئی آدمی جیل میں چلا جائے تو وہ مستقل طور پر مجرم بن جاتا ہے۔ اس کی وجوہات کیا ہیں وہاں جیل میں انتظام اچھا نہیں ہے۔ سونے کا انتظام نہیں ہے۔ پنکھے کا انتظام نہیں ہے۔ بیت الخلا کا

انتظام نہیں ہے ' فلش کا انتظام نہیں ہے ' قیدیوں کی تفریح کیلئے کوئی انتظام نہیں ۔ آخر گناہ آدمی سے ہوتا ہے ' قتل غصے میں بھی ہو جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ جو لوگ جرائم کرتے ہیں ان کو بہتر شہری بنانے کے لئے جیلوں میں اچھا ماحول پیدا کیا جائے اور انہیں اعلیٰ تعلیم دی جائے ۔ جو لوگ جرائم کرتے ہیں وہ جرائم سے بچیں اور وہ یہ محسوس بھی کریں کہ وہ معزز شہری ہیں ۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! چودھری صاحب حقیقت فرما رہے ہیں اس کا تجربہ کرنے کیلئے اور اس کو دیکھنے کے لئے ایک عرصہ کیلئے انہیں جیل میں بھیج دیا جائے تو یہ کام ٹھیک ہو جائے گا اور یہ ایوان میں صحیح رپورٹ بھی پیش کردیں گے ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ : جناب والا! میں نے رانا صاحب سے سب کچھ پوچھ لیا ہے کیونکہ انہوں نے ساری عمر جیل میں کاٹی ہے ۔ میں نے بحیثیت شاگرد ان سے سب کچھ پوچھ لیا ہے ۔

رانا پھول محمد خان : ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

چودھری گل نواز خان وڑائچ : جناب والا! مچھلیوں یعنی ماہی گیری کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ملک میں گوشت کی قلت ہے اور موجودہ گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہے کہ ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں ۔ ان کو حذف کیا جاتا ہے ۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! میں تو خود ہی اپنے وہ الفاظ واپس لیتا ہوں کہ اور وہ بھی اپنے الفاظ واپس لے لیں ۔ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جناب سپیکر: اس کی ضرورت نہیں انہیں حذف کیا جاتا ہے ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ : جناب والا! یہ تو گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ عوام کی ضرورت کے لئے مرغی خانے کھولے جائیں یا ٹیڈی بکریوں کے فارم بنائے جائیں تاکہ گوشت کی کمی پوری ہو سکے ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ماہی گیری بھی اس کا ایک حصہ ہے ۔ کیونکہ مچھلیوں پر اگر رقم خرچ کی جائے گی تو مچھلیوں کی نسل بڑھے گی ۔ اور عوام کی ضرورت پوری ہو گی ۔ اسلئے میں میاں صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ گورنمنٹ کو اس بات کا مشورہ دیں کہ جتنی اسوقت گوشت کی کمی ہے ۔ اس کو دور کرنے کیلئے فراخدلی سے رقم خرچ کرے ۔

☆ (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کئے گئے)

گندم کے سلسلے میں یہ عرض کروں گا اور وزیر خوراک کو سبسڈی کے سلسلے میں مبارک باد دیتا ہوں کہ زمیندار جو چھوٹا ہے اور غریب ہے جس وقت گندم کی فصل اس کے پاس آتی ہے تو وہ اپنے اخراجات پورے کرنے کی خاطر تمام کی تمام گندم فروخت کر دیتا ہے۔ اور پھر وہ مزدوری کرکے آٹا خریدتا ہے۔ جو محکمہ خوراک سبسڈی کے ذریعے یعنی کم ریٹ پر جنس مہیا کرتی ہے۔ اگر وہ سبسڈی پر آٹا نہ دے تو میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ پنجاب کی 80 فیصد آبادی بھوکی مرجائے۔ کیونکہ وہ آٹا خرید نہیں سکتے کیونکہ مزدور کی اتنی آمدنی نہیں۔ زمیندار لوگ جس پر آپ ٹیکس لگانا چاہتے ہیں۔ اس بیچارے کو تو پتہ ہی نہیں ہے کہ کب آفت آنی ہے۔ 'کب پانی جانا ہے۔ کب نہریں کھلنی ہیں کب مجھے بیج ملنا ہے۔ کب گورنمنٹ نے کھاد کی سہولت دینی ہے 'کب وہ گورنمنٹ نے باہر سے کھاد منگوا کر ٹیکس لگا کر مہیا کرنی ہے اس کو آٹے میں سبسڈی کی جو رعایت ملنی ہے۔ وہ بھی چھین لیں گے۔ میرے خیال میں غریب عوام سے دیہاتی عوام سے ظلم ہے۔اسلئے یہ سبسڈی ضرور دیں تاکہ عوام کو آسانی سے یہ چیزیں مل سکیں۔

آخر میں جناب والا! میں پولیس کے بارے میں عرض کروں گا کہ پولیس کے مسائل ہم حل نہیں کر سکے۔ اسلئے رشوت بند نہیں ہوسکتی۔ لیکن اس کے باوجود خدا کے فضل و کرم سے اس وقت بھی پولیس کے محکمے میں ایسے لوگ موجود ہیں جو رشوت نہیں لیتے۔ آپ سوچیں تو سہی کہ یہ لوگ کیوں رشوت لیتے ہیں۔ اس کا تدارک کسی سائنٹیفک طریقے سے کرنا چاہیے۔ جبر سے کبھی مسئلہ حل نہیں ہو سکتا بچے کو آپ جبر سے درست نہیں کر سکتے۔ جناب والا! یہ پھر کھڑے ہو گئے ہیں پہلے ان کی بات سن لیجئے۔

چودھری محمد رفیق : جناب سپیکر! مجھے چودھری صاحب کی تقریر سے یہ تاثر مل رہا ہے کہ یہ سبسڈی کا جو تقاضا فرما رہے ہیں انہوں نے کہیں فلور مل کا لائسنس تو نہیں لے لیا ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ : جناب والا! میں یہ حلفیہ کہتا ہوں کہ میں نے کوئی فلور مل نہیں لگائی اور نہ ہی لگانے کا کوئی ارادہ ہے۔ اور خدا انہیں بھی عقل دے۔

جناب سپیکر! میں پولیس کے محکمے سے متعلق عرض کر رہا تھا کہ ایک کانسٹیبل کو دیکھیں ' وہ بھی ہمارے بچے ہیں ہمارے بھائی ہیں ہم میں سے ہیں ان کی تنخواہ کیا ہے۔ اور ڈیوٹی کیا ہے۔ 24 گھنٹے میں سے اسے جس وقت حکم ملے وہ وردی پہن کر جاتا ہے اور اسے صرف یہ کشش ہوتی ہے کہ مجھے

چند پیسے ناجائز مل جائیں گے ۔ اس لئے گورنمنٹ ان کے لئے تھوڑی بہت سہولیات مہیا کرے ان کی تنخواہیں بڑھائے پھر اس کے بعد انہیں پکڑے کہ پولیس رشوت لیتی ہے ' رشوت کا تدارک ہونا چاہئے اور ہمیں سب کو مل کر اس کا تدارک کرنا چاہئے ۔ یہ ہمارا اپنا ملک ہے جب ملک میں رشوت عام ہوگی تو ملک ترقی نہیں کر سکے گا ۔ اس سے انسانیت نہیں آ سکتی ۔ اچھا شہری نہیں بن سکتا ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ پولیس کو جتنی زیادہ سہولیات دیں گے اتنی ہی بہتری ہو گی جتنے زیادہ تھانے اور بنائیں گے وہ بھی عوام کے لئے بہتر ہے ۔ آپ خود ہی دیکھیں پاکستان بننے سے پہلے آبادی کیا تھی ۔اور اس وقت آبادی کتنی ہے ۔ تھانوں میں آبادی کے لحاظ سے اضافہ نہیں ہوا ۔پولیس کے لئے کافی فنڈز مہیا کرنے چاہئیں ۔ پولیس کی تنخواہیں بڑھا کر پھر ان پر نظر رکھی جائے۔ اس کے بعد جو رشوت لے اس کو سختی سے نمٹا جائے اور اس کو سخت سزا دی جائے ۔ لیکن ان حالات میں جب کہ ان کے پاس نہ تو کوئی مکان کی سہولت ہے ' نہ ان کو کپڑے کی سہولت ہے ' نہ ہی کوئی ٹرانسپورٹ کی سہولت ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فاضل مقرر سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ یہ پولیس کی کرپشن کی حمایت میں تقریر کر رہے ہیں یا مخالفت میں ۔ مجھے تو یہ سمجھ آئی ہے کہ پولیس کو یہ لائسنس دینا چاہتے ہیں کہ جب تک حکومت پولیس کو پوری مراعات نہیں دے دیتی ان کو کرپشن کی اجازت دی جائے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! یہ تو اپنی اپنی سوچ کی بات ہے ' میں نے تو صرف یہ عرض کیا ہے کہ واقعات آپ نے دیکھے ہیں کہ ایک آدمی کو جب آپ دس روپے تنخواہ دیں جس سے وہ روٹی بھی نہ کھا سکے تو پھر وہ کیا کرے گا ۔ وہ پھر کسی سے روٹی چھینے گا یہ انسانی فطرت ہے ۔ اس لیے میں تو فطرت کی بات کر رہا ہوں ۔ ایک آدمی کو آپ سہولت دیں پھر اس پر اپنی گرفت اتنی مضبوط کریں کہ وہ کوئی ناجائز کام نہ کر سکے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! جب کوئی شخص پولیس میں بھرتی کے لئے درخواست دیتا ہے تو قانونی طور پر اسے یہ علم ہوتا ہے کہ مجھے یہ مراعات ملیں گی ' اتنی مجھے تنخواہ ملے گی اور یہ یہ میرے فرائض میں شامل ہو گا تو وہ اسے بنیادی طور پر تسلیم کر کے ملازمت اختیار کرتا ہے۔ اگر آپ آج تمام پولیس کی چھٹی بھی کروا دیں تو بے شمار ایسے نوجوان تعلیم یافتہ بے روزگار ہیں جو کہ اسی تنخواہ پر

پولیس کے محکمے میں کام کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس ایوان کے کسی معزز کو رشوت کی حمایت میں تقریر نہیں کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: میں سید طاہر احمد شاہ صاحب سے یہ کہوں گا کہ وہ مقرر کو تقریر کرنے دیں اور ان کی تقریر میں مداخلت نہ کریں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! مجھے تو علم نہیں ہے اس لئے میں شاہ صاحب سے معذرت چاہتا ہوں کوئی بات انہیں بری لگی ہے تو میں معافی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کیجئے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: یہ ہمارا ملک ہے۔ ہم آزاد شہری ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ ایک آدمی کو ہم کیا سہولت دیتے ہیں اور اس کے برعکس اس کی ذمہ داری کیا ہے اور اس کو وہ کام کرنے کے لئے کیا کیا مشکلات پیش آتی ہیں اس کو کس کس چیز کی ضرورت ہے ہم وہ چیزیں مہیا کریں۔ تو جیسا کہ حالات میں ' مہنگائی ہے۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم انہیں یہ سب کچھ مہیا کریں۔ جو کچھ بے روزگاری ہے ایک غریب آدمی کیا کرے اگر وہ ملازمت نہ کرے تو وہ اور کیا کرے۔ وہ ملازمت کرنے کے لئے مجبور ہے۔ اس لئے میں طاہر احمد شاہ صاحب سے استدعا کروں گا کہ آپ دیکھیں کہ غریب آدمی کے حالات کیا ہیں۔غریب آدمی کیوں ایسی شرائط میں ملازمت کرتا ہے بھوک اس کو ایسا کراتی ہے۔ اس کو غربت کراتی ہے۔ اس کو حالات ایسا کراتے ہیں تو میں استدعا کروں گا یہ ہمارا فرض ہے ہم ان کے نمائندے ہیں۔ ہم دیکھیں گے ان کو کیا کیا تکلیفیں ہیں پہلے ان کو دور کریں پھر سختی سے پکڑیں۔ ان کے خلاف سختی سے ایکشن لیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میری التجا ہے کہ ہاؤس میں گرمی کافی ہو گئی ہے اور بہت سارے دوست ہارٹ کی تکلیف میں بھی مبتلا ہیں جن میں میں بھی شامل ہوں اگر اجلاس کو ملتوی کر دیا جائے تو زیادہ بہتر نہ ہو گا کیونکہ ائیر کنڈیشن گرمی کی وجہ سے پورا کام نہیں کر رہا۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: یہ جناب کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب انہیں پتہ نہیں ہے۔ یہ صرف پولیس کے متعلق ہی بات کریں تو انہیں حق پہنچتا ہے۔ شاہ صاحب تو ویسے ہی کہہ رہے ہیں۔ بھئی ان کے لئے اگر کپڑے نہیں تو

ساری قوم کے کپڑے اتارتے بھی تو وہی ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر۔ آپ کی تقریر ابھی ختم نہیں ہوئی؟

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب یہ مجھے بٹھا کر خود کھڑے ہو جاتے ہیں جن آدمیوں کو پولیس سے تکلیف ہے وہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ اپنی تقریر ختم کیجئے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: میں جناب سے استدعا یہ کروں گا کہ جو جو ضروریات ایک ملازم کی ہیں۔ ہم ان کے لئے وہ سہولت پیدا کریں۔ ہمارا جو ملازم ہے اسے ایک پاکستانی شہری سمجھ کر اس کا مورال اتنا بلند کریں کہ وہ رشوت کے قریب بھی نہ جائے۔ رشوت دباؤ اور سختی سے کبھی بھی کم نہیں ہو گی رشوت تب ختم ہو گی جب ان میں ہم ایک احساس پیدا کریں۔ جیسے ایک سور ہے۔ کیا کبھی کوئی مسلمان اسے کھاتا ہے جبکہ کوئی قانون سور کھانے کی ممانعت کے لئے موجود نہیں ہے لیکن ایک احساس پیدا کیا گیا ہے کہ یہ سور حرام ہے۔ بچے سے لے کر بوڑھے تک اس کے قریب نہیں جاتے۔ اس لئے یہ ہم نمائندوں کا فرض ہے کہ ہم ایک احساس پیدا کریں کہ یہ ملک آپ کا ہے۔ خدا کے لئے اس ملک کو قائم و دائم رکھنے کے لئے رشوت نہ لیں

جناب والا! میری ایک اور استدعا ہے کہ پولیس کی نفری بہت کم ہے اب چونکہ آبادی بہت زیادہ بڑھ چکی ہے۔ جیسے میرے حلقے میں پولیس کنسٹیبل صرف 40 ہیں اور وہ اس حلقہ کو کیسے کنٹرول کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں گورنمنٹ سے یہ استدعا کروں گا کہ جتنے زیادہ پولیس اسٹیشن بن سکیں اور حلقے چھوٹے ہو سکیں ان کو بنائیں اچھے شہری جن میں خوف خدا ہو جنہیں ملک و قوم سے پیار ہو انہیں بھرتی کر کے اس رشوت کی بیماری کو ختم کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب فضل حسین راہی...

معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہ ہیں۔ جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی..

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر میں جناب کی توجہ اس بات کی طرف دلاؤں گا کہ پچھلی دفعہ بھی ضمنی بجٹ اور دوسرا بجٹ انگریزی میں پیش کیا گیا تھا اور ہم نے گزارش کی تھی کہ ممبران کی

اکثریت انگریزی نہیں جانتی ۔ ہماری قومی زبان اردو ہے ۔ چالیس سال ہمیں ہو چکے ہیں اور دشمن اسلام انگریز تو چلا گیا لیکن ابھی تک اس کی روایات باقی ہیں اور بجٹ باوجود پچھلی دفعہ وعدہ کرنے کے اب پھر انگلش میں پیش کیا گیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک یہ اپنی قومی زبان میں پیش نہیں کیا جاتا ۔ جو حضرات انگلش نہیں جانتے وہ اس کے متعلق صحیح تیاری نہیں کر سکتے اگرچہ وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر اردو میں تھی لیکن جو بجٹ پیش کیا گیا ہے وہ انگلش میں پیش کیا گیا ہے ۔ میں اس پر احتجاج کرتے ہوئے تقریر نہیں کرنا چاہتا ۔ اور میں میاں محمد اسحاق صاحب کی تقریر کی تائید کرتا ہوں۔ احتجاجاً" تقریر نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: مولانا غیاث الدین...

جناب سپیکر: معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہ ہیں چودھری محمد صدیق سالار..

چودھری محمد صدیق سالار۔ محترم سپیکر صاحب! یہ بات جو کہ مولانا صاحب نے کہی ہے اگر آپ آئین پاکستان کو پڑھیں گے تو اس میں لکھا ہے کہ 1988ء تک اس ملک کے اندر مکمل اردو زبان رائج ہو گی ۔ جب ہم نے 1988ء کو اردو زبان کی طرف جانا ہے تو کیوں نہ ہم آج ہی اس سمت کی طرف چلیں تاکہ اس وقت تک ہر ایک آدمی کو اپنی زبان پر عبور ہو اور وہ درست بات کر سکے ۔

جہاں تک ضمنی بجٹ کا تعلق ہے اس ضمنی بجٹ کے پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ کو اس لئے مبارکباد دوں گا کہ اس میں ڈویلپمنٹ کے لئے بہت زیادہ رقم یعنی 82 کروڑ روپیہ رکھی گئی ہے اور اس کے ساتھ 27 کروڑ ایف ڈی اے ' ایم ڈی اے ' اور ایل ڈی اے کو قرض کے طور پر دیا گیا ہے ۔ 129 کروڑ روپیہ گندم کے لئے ہے جو بینکوں سے حکومت قرض لے کر گندم خریدتی ہے اور اس طرح جوں جوں یہ گندم فروخت ہوتی ہے رقم بینکوں کو واپس لوٹا دی جاتی ہے ۔ یہ اتنا اہم کارنامہ ہے جو انہوں نے کیا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ محترم پارلیمانی سیکرٹری آئین پاکستان کے غلط حوالے دے رہے ہیں وہ اس آرٹیکل کا ذکر کر رہے ہیں جس میں یہ تحریر ہے کہ 1988 تک اردو مکمل طور پر پاکستان میں رائج کر دی جائے گی۔

چودھری محمد صدیق سالار: میرے پاس یہ کتاب نہیں ہے ۔ اور میں جناب سپیکر صاحب سے

مخاطب ہوں آپ سے نہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! ایک فاضل رکن نے نکتہ اعتراض اٹھایا ہے تو مہربانی کر کے آپ اس پر رولنگ دیجئے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب جناب جنجوعہ نے مجھ سے رولنگ طلب نہیں کی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں نے تو آپ سے استدعا کی ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر آپ رولنگ فرما دیجئے ۔ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے یا ناجائز ہے۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر اس لحاظ سے جائز نہیں ہے کہ جناب جنجوعہ نے مجھے رولنگ دینے کے لئے نہیں کہا۔ انہوں نے بات کی اور ہم نے بات سن لی ۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب آپ مجھ پر مہربانی کر دیجئے ۔ مجھے بتا تو دیجئے کہ نکتہ اعتراض جائز ہے کہ نہیں ہے۔ آپ یہ کہہ دیجئے کہ یہ ناجائز ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے نقطہ اعتراض پر رولنگ دیتی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: نہیں جناب والا! جنجوعہ صاحب کے نکتہ اعتراض کے بارے میں کہا ہے ۔

جناب سپیکر: اس پر تو انہوں نے رولنگ طلب نہیں کی اور میں یونہی رولنگ دے دوں۔

سید طاہر احمد شاہ: عالیجاہ! میں استدعا کر رہا ہوں کہ آپ رولنگ فرما دیجئے کہ یہ نکتہ اعتراض جائز ہے یا نا جائز ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! آپ یہ بھی رولنگ دے دیں کہ جب اپوزیشن کے اہم رکن تقریر کر رہے ہوں تو ہم بھی انہیں اس طرح روک سکیں ۔ ہم بھی ان کی تقریر کے ایک ایک لفظ پر کھڑے ہو کر بولیں اور ان کو تقریر نہ کرنے دیں ۔ہم ان کی باتیں غور سے سنتے ہیں اور یہ ہماری بات سننا ہی پسند نہیں کرتے ۔ اگر طاہر احمد شاہ صاحب کو میری ذات سے کوئی اعتراض ہے تو میں جناب ان سے معذرت کر کے بیٹھ جاتا ہوں ۔ یہ تقریر کر لیں ۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! ذاتی نکتہ وضاحت ۔ جناب والا! میں نے کوئی غیر پارلیمانی بات نہیں کی ہے ۔ میں چودھری صدیق سالار صاحب کا نہایت احترام کرتا ہوں ۔ ایک نکتہ اعتراض اٹھایا

گیا اس کی بابت نے میں بات کی ہے ۔ اگر وہ ہماری تقاریر میں مداخلت کرنا چاہیں ۔ تو وہ اپنا شوق پورا کر سکتے ہیں میں ان کی تقریر میں مداخلت نہیں کر رہا نہ میں نے کی ہے اور نہ میں کروں گا۔ ایک نکتہ اعتراض اٹھایا گیا میں نے اس کے جواز کے بارے میں دریافت کیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جناب سپیکر میں نے قواعد کے مطابق کوئی غلطی نہیں کی ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! اس بجٹ پر بات ہو رہی تھی ۔ میں اس بجٹ کے پیش کرنے والے عملہ کو مبارک باد دیتا ہوں ۔ اس لئے کہ اس پنجاب کے اندر آپ آج سے بیس یا تیس برس پہلے کے سارے کے سارے بجٹ نکال کر دیکھ لیں کسی حکومت کو اتنی ضرورت ہی پیش نہیں آئی کہ وہ عوام کے لئے کام کر سکے ۔ آج کے کام از خود عوام کی زبان پر ہیں ۔ کہیں گلیاں بن رہی ہیں کہیں سڑکیں بن رہی ہیں ' کہیں ہسپتال بن رہے ہیں حکومت چاہتی ہے کہ عوام کی بہتر خدمت کی جائے ۔ ہم سب اس بجٹ کی حمایت کرتے ہیں اور یہ بجٹ اعلیٰ ترین بجٹ ہے ۔

وزیر صنعت: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! یہاں اردو کی بات چل رہی تھی ۔ میرے فاضل بھائی محمد صدیق سالار صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ آئین کے مطابق حکومت 1988ء تک تمام کارروائی اردو میں انجام دینے کی پابند ہے ۔میرے فاضل دوست سید طاہر احمد شاہ صاحب نے نکتہ اٹھایا تھا کہ آئین کی وہ کونسی شق ہے کہ جس کے تحت یہ بات کی گئی ہے ۔ میں آئین کے آرٹیکل 251 کا حوالہ دے رہا ہوں۔

Artical 251 : The national language of Pakistan is Urdu and arrangements shall be made for its being used for official and other purposes within 15 years from the commencement date.

اس طرح 1973ء سے 1988ء تک ہی 15سال بنتے ہیں ۔ اس لحاظ سے میرے فاضل بھائی سالار صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے وہ درست ہے اور ہم ان کو اس بات پر مبارکباد دیتے ہیں۔

چودھری محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر ' جناب سپیکر !وزیر موصوف نے آئین کا حوالہ دیا شاید وہ یہ نہیں جانتے کہ آئین کتنا عرصہ معطل رہا ہے ۔ اگر وہ وقت بھی شمار کر لیں تو میرے خیال میں یہ عرصہ 1988ء سے آگے بڑھ جائے گا۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! یہ اردو کے حق میں بات کر رہے ہیں یا مخالفت میں ۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں ریکارڈ کی درستگی کے لئے عرض کر دوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر میں نے نہیں اٹھایا تھا بلکہ فاضل رکن جنجوعہ صاحب نے اٹھایا تھا لیکن غلام حیدر وائیں صاحب نے وہ پوائنٹ آف آرڈر مجھ سے منسوب کر دیا۔

جناب سپیکر: درستگی ہو گئی ہے۔ مولانا غیاث الدین صاحب۔

مولانا محمد غیاث الدین: بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب سپیکر، ضمنی بجٹ 87 ۔ 1986ء جو حکومت پنجاب کی طرف سے پیش کیا گیا ہے۔ میں نے اپنی بساط کے مطابق اسے دیکھا ہے۔ ایک دو گرنٹ کے علاوہ باقی تمام پیسہ عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا گیا ہے۔ میں اس پر حکومت پنجاب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ ایک دو گرنٹ جن کے متعلق مجھے اختلاف ہے وہ بجٹ کی کتاب کے صفحہ 43 پر "کواپریشن" کی سرخی کے متعلق ہیں۔ اس میں نمبر 17 اور 18 سے مجھے انتہائی اختلاف ہے۔ اس میں لکھا ہے "کواپریشن این اے حلقہ نمبر 110 سیالکوٹ انور عزیز چودھری ایم این اے 95 لاکھ روپیہ۔ اور 18 نمبر ہے این اے حلقہ نمبر 109.....

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! صوبائی اور قومی اسمبلی کے اراکین کا استحقاق یکساں ہے۔ اس ہاؤس میں ہمارا اور پارلیمنٹ میں ان کا استحقاق یکساں ہے۔ جنرل عبدالمجید صاحب بیان دے چکے ہیں، ان کا بیان پریس میں آ چکا ہے کہ چودھری انور عزیز کی اس میں بد دیانتی نہیں پائی جاتی۔ اگر کوئی کوتاہی ہوئی ہے۔ تو اس کی تحقیق مرکزی حکومت کی ایک کمیٹی نے کی ہے۔ صوبائی حکومت کی ایک کمیٹی نے بھی کی ہے۔ اس کی رپورٹ وزیر اعظم پاکستان کو جا چکی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس کو زیر بحث لانا ہمارے لئے مناسب نہیں ہے۔ میں مولانا صاحب سے التجا کروں گا کہ اپنے حلقے کی ناراضگی ضرور ہوتی ہے لیکن ہمیں اخلاق سے اتنا نہیں گرنا چاہئے کہ ہم کسی پر کیچڑ اچھالیں۔ یہ ہماری پارٹی میں آتے ہیں، ہمارے محسن ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ اس سے اس معزز ایوان میں جھگڑا پیدا ہونے کا بھی احتمال ہے۔

چودھری محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے رانا پھول محمد صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مولانا غیاث الدین صاحب سے یہ بات کہی ہے۔ میں بھی مولانا غیاث الدین صاحب سے التماس کروں گا کہ وہ رانا صاحب کی بات کو اہمیت دیں۔ جناب والا! اس کے ساتھ

ساتھ میں رانا صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ وزیر زراعت کے متعلق جب بات کرتے ہیں تو ان کو اس بات کا دھیان رکھنا چاہئے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں نے تو کوئی بات نہیں کی۔ میں تو ہاؤس میں موجود نہیں تھا۔ میں نے تو یہ بات سنی تھی۔ ہاں ' یہ میں کہتا ہوں کہ 18فروری کے بعد کسی وزیر نے کسی افسر نے ریکروٹمنٹ کمیٹی کی نوٹیفیکیشن کے بعد اگر کسی کی تعیناتی کے آرڈر کئے ہیں تو میں گزارش کروں گا کہ میرے فاضل بھائی چودھری صاحب میری تجویز پر جو میں نے پارٹی میٹنگ میں پیش کی تھی کہ ہمارا بھی احتساب کیا جائے اور ایک احتساب کمیٹی بنائی جائے اور ماشاء اللہ وہ اس کے رکن ہیں۔ وہ معزز ہاؤس کے وقار کو برقرار رکھنے کے لئے کوشش کریں۔

ایک معزز رکن: چودھری اکرام الحق یہاں نہیں ہیں۔

رانا پھول محمد خان: چودھری اکرام الحق یہاں موجود نہیں ہیں۔ یہ ان کو چاہئے کہ وہ تحقیقات کریں کہ ملازمین کو ہٹا دیا گیا ہے۔ ان سے جو وصولیاں کی گئی ہوں گی وہ واپس ہو چکی ہیں یا نہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب یہ محمد صدیق انصاری ہیں۔ یہ چودھری اکرام الحق نہیں ہیں۔

جناب اعجاز احمد شیخ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب رانا پھول محمد خاں سے گزارش کروں گا کہ مولانا محمد غیاث الدین صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ہے وہ نہ تو کسی ذات پر کیچڑ اچھالا گیا ہے اور نہ ہی یہاں وہ اس بات کی وضاحت چاہتے ہیں کہ تحقیقاتی کمیٹی نے کیا رپورٹ دی ہے۔ میرے خیال میں مولانا صاحب صرف اس بات کی وضاحت چاہتے ہیں کہ 95 لاکھ روپیہ جو جناب انور عزیز صاحب کی ڈسپوزل پہ رکھا گیا ہے یا ان کے حلقہ کی ڈویلپمنٹ کے لئے رکھا ہے اور 50 لاکھ روپیہ جو جناب شفاعت علی خان صاحب کے علاقے کی ڈویلپمنٹ کے لئے رکھا گیا ہے میرے خیال میں مولانا غیاث الدین صاحب کا پوائنٹ یہ ہے کہ جب تحقیقاتی کمیٹی نے شکر گڑھ کے علاقے میں تمام ترقیاتی کام روک دیئے ہیں تو اس ضمنی بجٹ میں جو رقم رکھی گئی ہے اسے کیوں رکھا جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب اعجاز احمد شیخ: نہیں جناب سپیکر میں نے رانا پھول محمد خاں صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کے جواب میں گزارش کی ہے۔

جناب سپیکر: مولانا محمد غیاث الدین صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں اور اس میں کوئی مداخلت نہیں ہونی چاہئے۔

مولانا محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ جناب رانا صاحب نے جناب چودھری انور عزیز کی مخالفت کا جو الزام عائد کیا ہے۔ میری چودھری انور عزیز صاحب سے کوئی مخالفت نہیں ہے اور یہ جو بددیانتی کے الفاظ انہوں نے استعمال کئے ہیں۔ میں نے تو بد دیانتی سے متعلق کچھ کہا ہی نہیں۔ چونکہ ضمنی بجٹ جو ہمیں یہاں دیا گیا ہے اس میں ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم ہر ہر گرنٹ پر بات کر سکتے ہیں۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ 95 لاکھ روپیہ اور 50 لاکھ روپیہ صوبائی ضمنی بجٹ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق پوچھنا بحیثیت عوامی نمائندہ میرا حق بنتا ہے۔ میں پنجاب کی حکومت سے پوچھ سکتا ہوں کہ کسی شخص کو نامزد کر کے جو پیسہ دیا گیا ہے تو 95 لاکھ کی خطیر رقم اور چودھری شفاعت احمد خاں ایم این اے کو 50 لاکھ روپے کی جو رقم دی گئی ہے یہ کس لئے دی گئی ہے اگر یہ کواپریٹو سوسائٹی کے لئے دی گئی ہے تو پھر میں یہ دریافت کروں گا کہ کواپریٹو سوسائٹی کے لئے دی گئی رقم ایک شخص کے نام نہیں دی جا سکتی۔ وہ پوری سوسائٹی کے نام ہوتی ہے اور پھر اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ چودھری انور عزیز صاحب کو یہ رقم دی گئی ہے تو کیا وہ کواپریٹو سوسائٹی کے ممبر بھی ہیں یا نہیں۔ میرے علم کے مطابق چودھری انور عزیز صاحب کواپریٹو سوسائٹی کے ممبر نہیں ہیں اور انہیں جو یہ رقم دی گئی ہے۔ یہ پنجاب کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی گئی ہے۔ پنجاب کے عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی گئی ہے۔ اور اس رقم کا جس طرح زیاں ہوا ہے میں اس حلقے میں رہتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے۔ میں یہ دشمنی کی بنا پر بات نہیں کر رہا ہوں۔ یہ صرف پاکستان کے غریب عوام کے ساتھ محبت کی بنا پر کر رہا ہوں کہ اس پیسے کو ضائع کیا گیا ہے۔ مصنوعی سڑکیں ظاہر کی گئی ہیں۔ بے بنیاد کام ظاہر کئے گئے ہیں۔ یہ رقم ساری کی ساری ضائع کی گئی ہے اس لئے میرا یہ حق بنتا ہے کہ پنجاب حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ یہ 95 لاکھ روپیہ جس کو یہاں ظاہر کیا گیا ہے اس کے لئے کونسی ایسی ضرورت پڑ گئی تھی کہ ضمنی بجٹ میں اس رقم کا مطالبہ کیا گیا۔ یہ غریب ملک کے غریب عوام کا پیسہ ہے'' یہ بات نہیں کہ ایک شخص جس طرح چاہے خرچ کرے۔ حکومت عوام کے سامنے جوابدہ ہوئی ہے۔ اتنی خطیر رقم تقریباً" ایک کروڑ 40 لاکھ روپیہ جو خرچ کی گئی ہے۔ کیا حکومت اس کی جوابدہ نہیں؟ اگر یہ مرکز کی بات تھی تو پھر اسے پنجاب

کے بجٹ کے اندر کیوں ظاہر کیا گیا ہے ' اگر یہ پنجاب کے بجٹ میں ہے تو پھر ہم پوچھ سکتے ہیں ہمارا یہ حق بنتا ہے ' اس لئے میں گزارش کروں گا کہ یہ پیسہ جو پنجاب کے بجٹ میں ظاہر کیا گیا ہے اس کا جائزہ لینے کے لئے معزز ایوان سے ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ پنجاب کی اتنی بڑی رقم جو محض ایک یا دو افراد کے نام کی گئی ہے اس کی تحقیق کی جائے کہ یہ پیسہ کہاں صرف ہوا ہے ۔ میں اس بات پر اکتفا کرتے ہوئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر: ابھی کوئی اور صاحب ضمنی بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں ۔

چودھری غلام احمد خان: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں اس وقت ضمنی بجٹ کی بات کر رہا ہوں کہ کوئی صاحب ضمنی بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں ۔

چودھری غلام احمد خان: جناب والا! یہ تمام ضمنی بجٹ کا ہی حصہ ہے ۔

جناب سپیکر: آپ بات کرنا چاہتے ہیں ۔

چودھری غلام احمد خان: جی ہاں

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیے۔

چودھری غلام احمد خان: میں جناب کی وساطت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ جو معاملہ مولانا غیاث الدین صاحب زیر بحث لائے ہیں اور جس کی مدافعت جناب رانا صاحب نے فرمائی ہے۔ یہ اس لحاظ سے بھی ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ وہاں پر جو ہزاروں لوگ اس سوسائٹی کے حصہ دار بنے ہیں ۔ ان پر جب یہ ذمہ داری پڑے گی تو اس وقت رانا صاحب ان کی بچت کیلئے نہیں جائیں گے ۔ کوئی اور نہیں جائے گا ۔ جن لوگوں نے قرض بھی نہیں لیا ہے وہ حصہ دار بنے ہیں یہ ان سے وصولی ہوگی اور اس وقت عوامی اضطراب پیدا ہو گا ۔ اس لئے ہماری یہ گزارش ہے کہ جب تمام فنڈ منجمد ہو چکے ہیں اور اس کو ضمنی بجٹ سے حذف کرنا چاہیے ۔ اگر یہ نہ ہو گا تو یہ عوام پر زیادتی ہو گی اور شکر گڑھ کے لوگوں سے زیادتی ہو گی اور چونیاں کے لوگوں سے یہ زیادتی نہیں ہو گی ۔

جناب سپیکر: چودھری غلام رسول صاحب آپ فرمائیں ۔

چودھری غلام رسول : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ میرے معزز اور انتہائی قابل احترام سپیکر میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بھی وقت عطا فرمایا ۔ جہاں تک ضمنی بجٹ کا تعلق ہے۔ قائد حزب اختلاف نے کچھ اعتراضات اٹھائے تھے ۔ میں جناب کی وساطت سے ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ضمنی بجٹ ہر حکومت میں تقریبا ہر سال پیش کیا جاتا ہے ۔ خاص طور پر موجودہ حکومت نے ڈویلپمنٹ کے کام جس تیز رفتاری سے کئے ہیں وہ سب پر عیاں ہیں ۔ پچھلے 38 برس کا سفر صرف دو سال کے عرصہ میں اس میدان میں طے کر لیا ہے ۔ خاندان کے معمولی سے بجٹ میں بھی کچھ ترامیم کرنی پڑ جاتی ہیں ۔ یہ تو ایک بہت بڑا بجٹ تھا ۔ اس لئے اس کے بارے میں یہ کہنا کہ ضمنی بجٹ کو پیش کرنا حکومت کی ناکامی ہے میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ہوں ۔

اس کے بعد ہارس اینڈ کیٹل شو کا معاملہ ہے۔ اس میں صنعتی نمائش ہوتی ہے ۔ ہر علاقہ کے مویشی اس میں دکھائے جاتے ہیں ۔ اس میں مقابلے ہوتے ہیں یہ معاشرہ کی ترقی کیلئے اور تفریح کیلئے ضروری تھا ' اس میں نفع و نقصان کا مسئلہ نہیں ہے ہر سال ہارس اینڈ کیٹل شو ہوتا ہے ۔ اس میں حکومت کا مقصد منافع کمانا نہیں ہوتا اس میں حکومت کو اپنے پاس سے بھی خرچ کرنا پڑتا ہے ۔

اس کے علاوہ میرے فاضل دوست نے کاروں اور گاڑیوں کی خرید کے متعلق بھی اعتراض اٹھایا تھا ' میں سمجھتا ہوں کہ گاڑیاں بہت ضروری تھیں ' پولیس کا یہ دیرینہ مطالبہ تھا کہ ہر پولیس سٹیشن پر گاڑیاں فراہم کی جائیں کیونکہ مجرموں کے پاس اچھی گاڑیاں ہوتی ہیں اور کوئی بھی واردات کرکے جلد فرار ہو جاتے ہیں ۔ اور پولیس کے پاس کوئی ایسی گاڑی نہیں ہوتی ' توقع ہوتی ہے کہ کہ پولیس جلد از جلد موقع پر پہنچے ۔ اس لئے پولیس کو یہ گاڑیاں فراہم کی گئی ہیں ۔ یہ احسن اقدام ہے اور رقم کا ضیاع نہیں ہے بلکہ یہ ضرورت تھی اور اس ضرورت کو پورا کیا گیا ہے ۔

اس کے علاوہ چند باتیں ایسی ہیں جو آپ کی وساطت سے حکومت کو پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں کہ پچھلے سال بھی ہمارے اراکین نے بڑی اچھی تجاویز پیش کی تھیں ۔ ان کو کچھ نظرانداز کیا گیا ہے ۔ مثال کے طور پر غریب لوگوں کیلئے بے روزگاری کا مسئلہ تھا اس کیلئے کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے ہیں ۔ اس کے علاوہ بے گھر لوگوں کو پلاٹ کے ساتھ مکان تعمیر کرنے کیلئے پانچ سے دس ہزار روپے فنڈ میں سے ادا کرنے کی تجویز رکھی تھی اس کے متعلق اس بجٹ میں کوئی بات نہیں دکھائی گئی ۔ اس کے علاوہ دیہاتی آبادی کے لئے صنعتوں کے فروغ کے لئے ' چھوٹی صنعتوں کے فروغ کے لئے فنڈز نہیں رکھے گئے ۔ جیسا کہ جناب کو پتہ ہے کہ ہماری 80 فیصد آبادی دیہاتی ہے ۔ ان کی ڈویلپمنٹ

کیلئے کوئی بھی چیز اس ضمنی بجٹ میں نہیں رکھی گئی ۔ شہری آبادی اور میونسپل کمیٹی کی حدود کے اندر تین مرلہ سکیم کیلئے ۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب کیا آپ ضمنی بجٹ پر تقریر فرما رہے ہیں؟

چودھری غلام رسول: جناب والا! میں ضمنی بجٹ کے بارے میں عرض کر رہا ہوں ۔ پچھلے سال ممبران صاحبان نے جو تجاویز پیش کی تھیں ان میں یہ تمام چیزیں سرفہرست تھیں ۔

جناب سپیکر: آپ کو کیا خیال ہے کہ یہ ساری ڈیمانڈز ضمنی بجٹ میں آجانی چاہیں ۔

چودھری غلام رسول: جناب والا! جس طرح میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ چیزیں بہت ضروری ہیں ان کو اس میں شامل کرنا ضروری تھا ۔ باقی جناب والا! میں یہ گزارش کرونگا کہ جہاں تک اس ضمنی بجٹ کا تعلق ہے ۔ اس میں مثال کے طور پر تعلیم کیلئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں ۔ اس کے بارے میں میری مودبانہ تجویز یہ ہے کہ اس میں جدید قسم کے ادارے بنائے گئے ہیں ۔ وہ بہت زیادہ بنائے گئے ہیں ۔ لیکن جو پرانے سکولز ہیں اس ضمنی بجٹ میں ان کے لئے فنڈز مختص نہیں کئے گئے ۔ مثلاً پرائمری مڈل اور ہائی سکول دیہاتی آبادیوں میں ہیں ۔ ان میں سے 33 فیصد کی حالت بوسیدہ ہے ۔ ان کیلئے اس ضمنی بجٹ میں فنڈز رکھنے چاہیے تھے کیونکہ تعلیم میں خاطر خواہ رقوم مہیا کی گئی ہے لیکن جو پرانے ادارے ہیں ان کی مرمت کیلئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی ۔ تو اسلئے جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا ۔ جہاں تک ضمنی بجٹ کے پیش کرنے کا تعلق ہے ۔ اس میں نہایت صحیح صحیح اخراجات کو مد نظر رکھا گیا ہے یہ وقت کا تقاضا تھا جس کیلئے میں ان الفاظ کے ساتھ جناب کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! چودھری صاحب کی یہ تقریر بجٹ کیلئے مخصوص کر لی جائے ۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا! ۔ چوہدری صاحب کی تقریر بہت اچھی تھی انہیں مبارکباد دینا بھول گئے تھے صرف یہی کمی رہ گئی تھی ۔

جناب سپیکر: اجلاس کل صبح دس بجے تک کیلئے ملتوی ہوتا ہے ۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی 8 جون 1987ء بروز سوموار 10 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوگئی۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر، ۸ جون، ۱۹۸۷

(دوشنبہ ۱۰ شوال ۱۴۰۷ھ)

جلد ۱۰ ـــــ شمارہ ۴

سرکاری رپورٹ

مندرجات

پیر، ۸ جون، ۱۹۸۷ء

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۱۳۷
وزیر خزانہ کی تقریر بسلسلہ میزانیہ بابت ۸۸-۱۹۸۷ء	۱۳۸

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

سوموار 8 جون 1987

دوشنبہ ۹ شوال ۱۴۰۷ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ○ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

(س کہف آیت ۴۶۔ س انفال آیت ۲۸۔ س بقرہ ۲۷۲۔ ۲۷۴)

مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی رونق و زینت ہیں اور اچھائیاں ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔ وہ اجر کے اعتبار سے تمہارے رب کے نزدیک بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔ اور تم جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد ایک بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ اللہ کے پاس اچھائیوں کا بڑا اجر ہے۔

تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہو۔ بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے۔ ہدایت عطا کرتا ہے اور تم جو مال فلاحی کاموں پر خرچ کرو گے۔ تو اس کا فائدہ تم ہی کو ہوگا۔ اور تم تو جو بھی خرچ کرو گے۔ اللہ ہی کی خوشنودی کے لئے کرو گے۔ اور یہ مال جو خرچ کرو گے وہ تم کو پورا ادا کر دیا جائے گا اور تمہارا ذرا بھی نقصان نہیں کیا جائے گا۔

اور جو لوگ بھی اپنا مال رات و دن پوشیدہ ظاہر اللہ کی پسندیدہ راہوں پر خرچ کرتے ہیں۔ تو ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔ اور نہ ان پر بھی خوف طاری ہوگا۔ اور نہ وہ کبھی غمزدہ ہونگے۔

وما علینا الا البلاغ

وزیر خزانہ کی تقریر بسلسلہ میزانیہ بابت 1987.88

وزیر خزانہ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے صوبہ پنجاب کا مالی سال 1987.88 کا بجٹ پیش کرتا ہوں

جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ آج سے دو برس پہلے اس معزز ایوان میں اپنی ذمہ داریوں کا حلف اٹھاتے ہوئے ہم نے اپنے ہم وطنوں سے یہ عہد کیا تھا کہ ہم جمہوریت کے احیاء اور منتخب نمائندوں پر ان کے اعتماد کو بحال کرنے کی جدوجہد میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔ اور ساتھ ہی اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ اس مملکت خداداد میں قوم کی امنگوں کی بھرپور ترجمانی ہوتی رہے۔ ناقدین کو یہ اعتراض تھا کہ جو پروگرام ہم نے ان مقاصد کے حصول کے لئے ترتیب دیا ہے ' اسے پایہ تکمیل تک پہنچانا ہمارے لئے ناممکن ہوگا' لیکن ہم نے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید پر یقین رکھتے ہوئے اس بظاہر غیر ممکن کام کو ساری مشکلات کے باوجود مستقل مزاجی اور محنت شاقہ کے ذریعے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

جناب والا! منتخب نمائندوں اور ان کے رہنماؤں کے لئے تاریخ کا یہ چیلنج کار فرہاد سے کم نہ تھا لیکن ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں جناب محمد خان جونیجو کی مستقل مزاج اور تجربہ کار قیادت میسر آئی اور جناب محمد نواز شریف جیسا ذہین متحرک اور ان تھک رہنما نصیب ہوا جن ک قیادت میں ہم خلوص اور نیک نیتی سے ان مقاصد کے حصول کی طرف گامزن رہے جن کا تعین ہم نے حکومت کا بارگراں اپنے کاندھوں پر اٹھاتے وقت کیا تھا۔ اب ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ قوم امن ترقی اور خوش حالی کے راستے پر گامزن ہے۔

جناب سپیکر! ہم اپنے ضمیر پر کوئی بوجھ لئے بغیر اس بات کا دعوی کر سکتے ہیں کہ ہم نے اپنے دو سالہ دور اقتدار میں شرافت کی سیاست کو فروغ دینے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ ہم نے کسی کی پگڑی نہیں اچھالی۔ ہم نے کسی چادر اور چاردیواری کے تقدس کو پامال نہیں کیا' ہم نے اپنے سیاسی مخالفین کو نشانہ ستم نہیں بنایا۔ ہم پر یہ الزام تو ہمارے مخالفین بھی نہیں لگا سکتے کہ ہم نے کسی کی کردار کشی کی ہو۔ ہم نے ایک صاف ستھرے سیاسی کھیل کے اصول و ضوابط اور اخلاقیات کا احترام کرتے ہوئے ایک مہذب اور متمدن سیاست کی بنیاد رکھی۔ سیاست میں تقریباً۔ سبھی نو آموز اور پختہ کاروں کی اولین ترجیح اس راستے پر چلنے کی ہوتی ہے ' جو انہیں بار بار عروس اقتدار سے ہمکنار کرے۔ ہم بھی با آسانی یہ راستہ چن سکتے تھے۔ لیکن ہم نے الیکشن میں آئندہ کامیابی کی ضمانت ڈھونڈنے کی بجائے یہ عہد کیا کہ ہم جو کار خیر بھی کر سکتے ہیں کر گزریں۔ ان دو

سالوں میں ہماری واحد ترجیح صرف یہی رہی ہے کہ ہم پوری ایمانداری اور مستعدی سے قوم کی خدمت کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان مقاصد کے حصول کے راستے میں ہمارے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہیں آئی ۔ ہماری کارکردگی ایک کھلی کتاب ہے۔ ہماری خوبیاں خود اپنی ترجمان ہیں۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے یہ کہ ہم نے اپنی کامیابیوں پر مبالغے کا ملمع چڑھایا ہے۔ نتائج آپ کے سامنے ہیں اور اگر ہم سے کہیں غلطی ہوئی ہے تو اس میں ہماری نیت کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

جناب والا! آپ سے پوشیدہ نہیں کہ ہمارے ہم وطنوں کی غالب اکثریت دیہات میں بستی ہے اور آپ یقیناً ۔ اس امر سے بھی آگاہ ہیں کہ ملکی ترقی کے ثمرات میں دیہات کے غریب عوام کو ان کا جائز حق تو خیر کیا ملنا تھا اس عمل میں ان کا بہت استحصال ہوا ہے ۔ شہروں کو بستے اور پھلتے پھولتے دیکھ کر ہم بہت خوش ہوتے رہے ہیں لیکن ہم نے مڑ کر یہ نہیں دیکھا کہ ہمارے گاؤں ویران ہو رہے ہیں۔ یہ عجیب ستم ہے کہ جو لوگ ہماری زندگی کی پہلی ضرورت یعنی خوراک ہمارے لئے پیدا کرتے ہیں ۔ ماضی میں ان کی زندگی کی ثانوی ضرورتوں کا بھی خیال نہیں رکھا گیا۔ کتنے گاؤں ایسے تھے جہاں کے مریض ڈاکٹر کی شکل دیکھنے سے پہلے ہی اپنے آخری سفر پر روانہ ہو جاتے تھے ' کتنی بستیاں ایسی تھی جہاں سکول نام کی کوئی چیز ہی نہ تھی اور بالفرض سکول تھا بھی تو اس میں داخل بچے استاد کے سائے سے محروم تھے صرف اس لئے کہ ڈاکٹر اور استاد یا تو شہروں میں پیدا ہوتے ہیں یا شہروں میں تربیت پاتے ہیں اور ان کے طلسم میں گرفتار وہیں کے ہو کر رہ جاتے ہیں۔ کتنے گاؤں ایسے تھے جنہیں سر شام ہی تاریکی کے مہیب سائے اپنی لپیٹ میں لے لیتے تھے اور اکا دکا چراغوں کی روشنی بجائے ماحول کو منور کرنے کے ان کے سامنے دم توڑتی ہوئی محسوس ہوتی تھی صرف یہی نہیں ' انتہائی گرم دوپہروں میں جب ہم ائرکنڈیشنڈ کمروں سے نکلنے کو عذاب سمجھتے ہیں بہت سے کم نصیب لوگوں کو بجلی کا پنکھا تک نصیب نہیں ہوتا ۔

جناب والا ۔ دیہات کے لئے صحت ' تعلیم ' دیہی سڑکوں کی تعمیر اور بجلی کی فراہمی کے قلیل مدت کے جامع منصوبے اور ان پر عملدرآمد کی تیز رفتار اس بات کی ضمانت ہے کہ دیہات کی محرومیوں کے خاتمے کا دن بہت قریب آگیا ہے ۔ وزیراعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کا مقصد غریب آدمی کی فلاح ہے خواہ وہ گاؤں میں رہتا ہے یا شہر کی کچی آبادیوں میں۔ ہماری متمول آبادی اور غریب طبقے میں بڑھتے

ہوئے فاصلے اس بات کے متقاضی تھے کہ اس کا فوری نوٹس لیا جاتا۔ ہمارے رہنماؤں کی سیاسی بصیرت کا اندازہ اسی ایک بات سے ہو جاتا ہے کہ انہوں نے وقت کی نبض وقت کی آواز کو محسوس کرتے ہوئے اس بات کا فیصلہ کیا کہ اس فاصلہ کو کم کرنے کے فوری اقدام کئے جائیں۔ مبادا وقت ہاتھ سے نکل جائے اور التفات دل دوستاں کی پھر کوئی صورت باقی نہ رہے۔ دیہی آبادی کی فلاح کے ساتھ ساتھ شہروں میں بسنے والے غریب لوگوں کو تکالیف کا ازالہ بھی ہماری حکمت عملی کا بنیادی اصول ہے ماضی میں محدود شہری ترقی کے عمل نے بیروزگار غریبوں اور نوواردان شہر کو جھگیوں اور کچی آبادیوں میں ایک غیرمعیاری زندگی بسر کرنے پر مجبور رکھا ہے۔ ان کچی آبادیوں میں سڑکیں ' نالیاں ' تعلیم اور صحت کی سہولیات تقریباً نہ ہونے کے برابر تھیں۔ کسمپرسی ' بیماری اور انتہائی مفلسی کا دور دورہ تھا۔

جناب والا! ہماری حکومت کی حکمت عملی یہ ہے کہ ایسے تمام دیرینہ مسائل کا مستقل بنیادوں پر حل تلاش کیا جائے ' لہٰذا ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ان آبادیوں میں شہری سہولتوں کی بہتر فراہمی کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔ موجودہ مالی سال میں مختص کردہ خطیر رقم سے کچی آبادیوں کے لئے تمام بنیادی شہری سہولتیں فراہم کرنے کا کام شروع کر دیا گیا ہے اور توقع ہے کہ اگلے مالی سال کے آخر تک یہ سہولتیں سب آبادیوں میں مہیا کر دی جائیں گی۔ جناب والا! ہماری پارٹی بجا طور پر حکومت کے اس کارنامے پر فخر کر سکتی ہے۔

جناب والا! اس سے پہلے کہ میں اس معزز ایوان کے سامنے اگلے سال کا بجٹ پیش کروں میرا خوشگوار فرض بنتا ہے کہ میں موجودہ مالی سال کے حوالے سے حکومت پنجاب کی کارکردگی کو بھی اس معزز ایوان کی منظوری کے لئے پیش کروں۔ اس مالی سال کے آغاز پر ہم نے وزیراعظم کے پانچ نکاتی پروگرام اور حکومت پنجاب کی سماجی و معاشی ترجیحات کی روشنی میں یہ وعدہ کیا تھا کہ ہر فرد کو تعلیم کی سہولت فراہم کی جائے گی۔ یہ ان مفلس و نادار لوگوں کے ادھورے خواب کو پورا کرنے کی خصوصی کوشش ہے۔ جن کے بچے سماجی اور اقتصادی ترقی کی منازل محض اس لئے طے نہیں کر پاتے کہ انہیں حصول علم کے یکساں مواقع حاصل نہیں ہیں۔ ہم نے اس دہقان کی ترجیحات بھی تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے جو اس بات پر مجبور تھا کہ وہ اپنے نوعمر بچے کو کھیت پر محنت کے لئے لے جائے یا اسے بھیڑ بکریوں کی حفاظت پر مامور کرے۔ اس دھرتی کے ان کم نصیب بچوں کی تعلیم اس وقت تک ممکن نہ تھی' جب تک ان کی بستیوں میں سکول اور استاد میسر نہ ہوں اور ان کے والدین کی ان

ترجیحات میں بھی تبدیلی واقع نہ ہو جو سماجی ناانصافی کے نظام نے ان پر مسلط کر رکھی تھیں۔ ہم نے دیہی معاشرے میں ایک بنیادی انقلاب لانے کا جو عہد کیا ہوا ہے' ہمارا تعلیم مہیا کرنے کا عزم صمیم اس تبدیلی کا محرک ہوگا۔ تعلیم کسی انسان کو حیوانی سطح سے اٹھا کر انسانی سطح پر لاتی ہے۔ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تعلیم کے بغیر کسی معاشرے کی ترقی ممکن ہوئی۔ تمام ترقی یافتہ ممالک کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ان کی سیاسی' سماجی اور معاشی ترقی تعلیم اور صرف تعلیم کی مرہون منت ہے' ہم نے تعلیم کے فروغ کے لئے تمام ضروری سہولیات بہم پہنچانے کی بھرپور کوشش کی ہے اور ہماری قومی تاریخ میں پہلی بار اس بات کا اقرار کیا گیا ہے کہ کچھ علاقے تعلیمی سہولیات سے پوری طرح بہرہ ور ہوگئے ہیں۔ جہاں بھی جو خلا موجود ہے وہ حکومت کی اس شعبہ میں خطیر سرمایہ کاری سے پر کر دیا جائے گا۔ موجودہ مالی سال میں اساتذہ کی بیس ہزار سے زائد آسامیاں وضع کی گئیں اور اداروں کی ایک بہت بڑی تعداد کا درجہ بڑھایا گیا۔

جناب والا! میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ناقدین کی ایک بہت ہی قلیل تعداد کی تسلی کے لئے جو تعلیم کے شعبے میں ہماری کثیر سرمایہ کاری کی مخالفت کر رہے ہیں مناسب جواب دوں۔ مجھے یہ لگتا ہے کہ اصلاح اور جدت صنعتی اور زرعی ترقی حتیٰ کہ علم و عقائد میں بہتری کے آثار بغیر تعلیم کے رونما نہیں ہو سکتے۔ یہ ضروری نہیں کہ سب تعلیم یافتہ افراد ملازمت پیشہ ہی ہوں بلکہ انہیں زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر معاشی ترقی کے عمل میں رونما نہیں ہو سکتے۔ یہ ضروری نہیں کہ سب تعلیم یافتہ افراد ملازمت پیشہ ہی ہوں بلکہ انہیں زیور تعلیم سے آراستہ ہوکر معاشی ترقی کے عمل میں حصہ لیتا ہے اور اس کے ثمرات سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ میں البتہ یہ واضح کئے دیتا ہوں کہ ہم اپنی مجموعی قومی آمدنی کا صرف دو فی صد سے کچھ ہی زائد تعلیم پر خرچ کر رہے ہیں جبکہ یہ شرح جاپان میں 5.8 فیصد جنوبی کوریا میں 4.1 فیصد بھارت میں 3.2 فیصد ایران میں 7.5 فیصد اور ملائشیا میں 5.8 فیصد ہے۔

جناب والا! میں یہ بات نہایت مسرت اور فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے میرٹ کو تعلیمی اداروں میں داخلوں کا واحد معیار مقرر کرکے اپنی پارٹی کے ایک تاریخی فیصلے کو عملی جامہ پہنایا ہے۔ اپنے ذہین وزیراعلیٰ کی قیادت میں ہم نے اس امر کو یقینی بنایا کہ صرف اہلیت ہی داخلوں کی بنیاد ہو۔ ہ ایک سے مساوی سلوک کرکے ہم نے اپنے تعلیمی اداروں کی ساکھ بحال کرلی ہے۔ اس بنیادی فیصلے کو عملی جامہ پہنانا اس معزز ایوان کے اراکین کے اس بھرپور تعاون کے بغیر ممکن نہ تھا جو انہوں نے اپنے اپنے حلقہ نیابت میں ہمارے شامل حال رکھا اور حکومت ان کی تہ دل سے شکر گزار ہے کہ

صرف ان کے تعاون کی وجہ سے یہ کار دشوار آسان ہوگیا۔ ہم امتحانات میں بدعنوانیوں کی روک تھام کرنے میں بھی کامیاب ہوئے ہیں اور ہم نے اس ضمن میں دیگر کئی اصلاحی اقدام بھی کئے ہیں۔ سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ کی باقاعدہ تعیناتی پر ایک طویل عرصہ درکار ہوا کرتا تھا۔ اس غیر لچک دار نظام پر نظرثانی کرکے ایک نئے نظام کو متعارف کرایا گیا ہے جو سادہ ہونے کے ساتھ ساتھ مستحد بھی ہے۔ نتیجتاً سال رواں میں ماضی کا التوا شدہ تعیناتیوں کا سارا کام ختم کر لیا گیا ہے۔ تعلیمی اداروں کے سربراہوں کو جو ان اداروں کے اندر امن و امان کو بحال رکھنے اور طلباء میں صحیح نظم و ضبط کو رائج کرنے کے ذمہ دار ہیں ہر قسم کی صورت حال سے برموقع نمٹنے کے لئے ضروری انتظام اور مالی اختیارات دے دیئے گئے ہیں۔

میں اس موقع کی مناسبت سے طلباء سے والدین سے گزارش کروں گا کہ وہ بھی آگے بڑھیں اور تعلیمی ماحول کو بہتر بنانے میں حکومت کی مدد کریں کیونکہ حکومت اس شے میں جس بھرپور کوشش کا تہیہ کیا ہوا ہے اور جن مقاصد کو پیش نظر رکھا ہے والدین کے بھرپور تعاون کے بغیر ان کی تکمیل ممکن نہ ہوگی۔ لہٰذا میری ان سے درخواست ہے کہ وہ حکومت کی ان مساعی جمیلہ میں دست تعاون بڑھا کر اپنے بچوں کو روشن مستقبل کی مضبوط بنیاد رکھیں۔

جناب والا! ہم نے دیہی علاقوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کا عزم کر رکھا ہے تاکہ ہمارے وہ بہن بھائی جو ابتدائیے آفرینش سے اس کے حصول کے لئے کڑکتی دھوپ یا منجمد کر دینے والی سردی میں دور دراز فاصلے طے کرتے آئے ہیں اب یہ سہولت ان کی آبادیوں کے نزدیک موجود ہو۔ یہ آبادیاں ماضی کے ترقیاتی پروگراموں میں نظرانداز کی جاتی رہی ہیں۔ ہم نے تاریکی کا پردہ چاک کرنے کے لئے دور دراز کے دیہات کو بجلی مہیا کرنے کا عزم کیا تھا۔ ہم نے یقین دہانی کرائی تھی کہ محنت کش طبقے کو بلاقیمت پلاٹ دیں گے۔ ہم اب ان وعدوں کے ایفا کی منازل میں ہیں۔ پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں مزدور بستیاں لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالہ اور ملتان میں قائم کی جا رہی ہیں جن میں محنت کشوں کو تین تین مرلے کے ہزاروں کی تعداد میں پلاٹ تقسیم کئے جائیں گے اور ان بستیوں میں مثالی تعلیمی نظام کے علاوہ طبی سہولتیں، بجلی، پانی اور سیوریج وغیرہ کی فراہمی بھی کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں لاہور اور فیصل آباد میں معذوروں، بیواؤں، یتیموں اور بے سہارا لوگوں میں بھی 4400 پلاٹ اور 323 فلیٹ تقسیم کئے گئے۔ یہ سکیم اگلے مالی سال میں بھی کم آمدنی والے شہری طبقے کے مفاد میں جاری رکھی جائے گی۔ ہم اس پر اکتفا نہیں کر رہے۔ معاشرے کے ان بے کس اور مجبور طبقات کے لئے

اگلے سال دو کروڑ روپے مختص کئے جائیں گے جو ان کی امداد اور فلاح و بہبود پر خرچ ہونگے ۔ ہم نے شہری اور دیہی علاقوں میں رہنے والے غریب لوگوں کو سر چھپانے کی جگہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ہم اس وعدے کو پورا کرنے کے لئے کوشاں ہیں ۔ رواں مالی سال کے دوران ہم شہروں کے غریب طبقے کے لئے ایک ریکارڈ تعداد میں پلاٹ تیار کر چکے ہیں ۔ یہ امر واقعہ ہے کہ غریبوں کی تکالیف کو صرف وہی حکومت محسوس کر سکتی تھی جو بغیر کسی سیاسی مفاد کی امید کے ایسے عملی اقدامات کرے جو ان کی تشویش ناک رہائشی حالت کو بہتر بنا سکے ۔

ملکی تاریخ میں پہلی بار دیہی علاقوں میں ہم نے مزارعوں' دیہی معینان اور دوسرے بے گھر لوگوں کو ان کے خوابوں کی تعبیر دی ہے ۔ دیہی غریبوں اور بے گھروں کو جناح آبادیوں میں اب تک تین لاکھ پلاٹ تقسیم کئے جاچکے ہیں ۔ اس منصوبے کے تحت ہم نے 1990 تک 6.14 لاکھ پلاٹ مہیا کرنے کا ہدف معین کر رکھا ہے اس منصوبے پر بیس کروڑ روپے پہلے ہی خرچ کئے جاچکے ہیں اور نئے مالی سال کے لئے مزید خطیر رقوم اس مقصد کے لئے رکھی جا رہی ہیں۔

شہری رہائش کے منصوبوں اور کچی آبادیوں میں سرمایہ کاری پر کبھی کبھی صرف تنقید برائے تنقید کی غرض سے اعتراض کیا جاتا ہے یہ جانے بغیر کہ پنجاب میں اس وقت سات لاکھ رہائشی یونٹوں کی کمی ہے ۔ شہری آبادی کی تقریباً ۔ ایک چوتھائی کچی آبادیوں میں رہتی ہے اور شہری آبادی میں اضافے کی 4.3 × شرح کے باعث ایک رہائشی یونٹ میں اوسطاً ۔ پانچ کی بجائے سات آدمی رہتے ہیں۔ دیہی علاقوں کی حالت اس سے بھی ابتر ہے ۔ وہاں صرف 5 فیصد لوگ پکے مکانوں میں رہتے ہیں ۔ جبکہ بقیہ آبادی یا تو کچے مکانوں میں رہائش پذیر ہے یا ان کے پاس سر چھپانے کی کوئی بھی جگہ نہیں لہٰذا اس شعبے میں زیادہ سرمایہ کاری کو اس کے صحیح تناظر میں دیکھا جانا چاہئے ۔ جہاں تک موجودہ حکومت کا تعلق ہے ہمیں اس شعبے میں اپنی کارکردگی پر فخر ہے اور ہمارا ارادہ اگلے مالی سال میں کچی آبادیوں اور شہری رہائشی منصوبوں پر اس سے بھی زیادہ سرمایہ کاری کرنے کا ہے ۔

ہم نے دیہی علاقوں میں مناسب طبی سہولتوں کی فراہمی کا وعدہ کیا تھا اور ایک خطیر سرمایہ کاری کے ذریعہ ہم بیشتر یونین کونسلوں میں بنیادی مراکز صحت اور تمام مراکز میں دیہی مراکز صحت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ہم ان مراکز کو زیادہ مناسب ہیت' جدید آلات' تجربہ کار ڈاکٹر اور ذیلی عملہ مہیا کرکے ان کا درجہ بلند کرنے کا عمل بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: میں اب مالی لحاظ سے موجودہ سال کی کارکردگی کا تذکرہ کروں گا۔ میں بجٹ کے اعداد

و شمار اور ان کی تفصیل سے پہلوتہی کر سکتا تھا کیونکہ یہ تفاصیل اس معزز ایوان کو پیش کردہ بجٹ کی کتابوں میں موجود ہیں ۔ مجھے اس حقیقت کا بھی اعتراف ہے کہ بجٹ کے اعداد و شمار صرف غیر دلچسپ ہی نہیں بلکہ کبھی کبھی بیزار کن بھی ہوتے ہیں لیکن اولاً ۔ تو شاید ان سے کنارہ کشی کرنا اس لئے مناسب نہیں ہوگا کہ ان کا ایوان کے سامنے پیش کرنا بجٹ کی تاریخی روایت کا ایک حصہ ہے اور حکومت کی حکمت عملی ان سے واضح طور پر مترشح ہوتی ہے ۔ ثانیاً ۔ یہ کہ بظاہر ان جذبات سے عاری اعداد شمار کو جب ایک نمائندہ حکومت جہت اور مقصدیت دے دیتی ہے۔ تو ان سے ایک بہت ہی پر معنی تجربے کا اظہار ہوتا ہے ۔

ہم نے اس سال کا آغاز بیس ارب تین کروڑ اٹھائیس لاکھ روپے کے رواں اخراجات کے تخمینے سے کیا تھا ۔ ہمیں ان اخراجات کو سات ارب چھ کروڑ سڑسٹھ لاکھ روپے کے وفاقی قابل تقسیم محصولات کے حصے ' چار ارب سڑسٹھ کروڑ 35 لاکھ روپے کے صوبائی محاصل اور پانچ کروڑ چار لاکھ روپے کے وفاقی عطیے سے پورا کرنے کا اختیار دیا گیا تھا حسابات سرمایہ (CAPITAL ACCOUNT) کو شامل کرنے کے بعد ہمیں آٹھ ارب 33 کروڑ 62 لاکھ روپے خسارے کا سامنا تھا جو خصوصی وفاقی گرانٹ سے پورا ہونا تھا ۔ 1986..87 کے ترمیم شدہ بجٹ میں صوبائی محاصل میں اضافے اور اخراجات میں ہر ممکن بچت کے ذریعے خسارہ کم ہو کر آٹھ ارب چودہ کروڑ ستائیس لاکھ روپے رہ گیا ہے ۔ گندم پر سبسڈی (SUBSIDY) کے ہمارے اخراجات میں بھی بہتری کی صورت پیدا ہوئی ہے یہاں میں گندم کی خرید اور ذخائر سے اس کی فروخت کی نئی حکمت عملی کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ گندم کی فراہمی اب صرف شہروں تک ہی محدود نہیں ہی بلکہ یہ سہولت اب دیہی علاقوں تک بڑھا دی گئی ہے ۔ جہاں حکومت دو ہزار روپے فی ٹن کی قیمت (SUPPORT PRICE) پر گندم خریدنے کی پابند ہے۔ وہاں ہر شہری کو اس بات کی پوری آزادی ہے کہ وہ گندم کی کوئی بھی مقدار حکومت سے اسی نرخ پر خرید سکے۔ اس طرح گندم کی نقل و حمل' سٹوریج اور اسی قسم کی دوسری خدمات پر اٹھنے والے تمام اخراجات حکومت کو برداشت کرنا ہوں گے۔ اس نئے نظام کے ذریعے اگر ماضی کی بے ضابطگیوں کی مکمل بیخ کنی نہ بھی ہو سکی تو بھی کافی حد تک ان کا قلع قمع ہو جائے گا ۔ اس نئی پالیسی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ حکومت کے ذخائر سے گندم ' باقاعدہ فراہمی سے گندم کی قیمت کو حسب خواہش استحکام دیا جا سکے گا ۔ تیرا خوشگوار پہلو اس کا یہ ہے دیہی علاقوں میں رہنے والے ہمارے بہن بھائی اس حکمت عملی اور سہولت سے برابر کا فائدہ اٹھا سکیں گے کیونکہ پرانے نظام

میں مرتسم امتیازی سلوک کو اب دیہی آبادی کے مفاد میں یکسر ختم کر دیا گیا ہے۔ ترمیم شدہ تخمینوں میں سبسڈی کا بل رواں مالی سال کے آخری مہینوں میں نسبتاً کم خریداری کی وجہ سے بارہ کروڑ روپے کم ہو گیا ہے۔ یہ حکومت کی اپریل کے بعد کھلی منڈی میں گندم جاری کرنے کی کامیاب پالیسی کی وجہ سے ممکن ہو سکا ہے۔

جناب والا۔ قبل اس کے کہ میں ترمیم شدہ بجٹ کی دوسری تفاصیل کا تذکرہ کروں میں اپنے صوبے کے کسان کا ذکر کرنا چاہوں گا جو انتہائی محنتی ہے اور جس کا اپنے کھیتوں کے ساتھ پیار اور زمین کے ساتھ کیا ہوا عہد بہت سے دوسرے لوگوں کے اپنے اپنے پیشوں کے ساتھ خلوص سے کہیں زیادہ گہرا اور مضبوط ہے۔ اگرچہ قدرت خریف میں ہم پر بہت مہربان رہی لیکن ربیع میں بے موسم بارشوں نے فصل کا خاصا نقصان کیا۔ آفت زدہ علاقوں میں ہمارے کاشتکار بھائیوں کو کافی مصائب کا سامنا کرنا ہے۔ حکومت نے اپنی پوری کوشش کی ہے کہ انہیں مناسب سہولتیں اور امداد مہیا ہو جائے تاکہ یہ اندوہناک صورتحال ان کی معاشی حالت کو غیر متوازن نہ کر دے۔ ایسی سہولیات میں مالیانہ' آبیانہ اور عشر کی معافی اور قرضہ جات اور بجلی کے بلوں کی ادائیگی کا التواء شامل ہے۔ ہم ایسے سانحوں کے ضمن میں اپنے لائحہ عمل میں ترمیم کر رہے ہیں اور اسی سال کے دوران ہمارا ارادہ تمام متعلقہ اقدامات اور انتظامات میں مناسب تبدیلی کرکے اپنے آپ کو اس قابل بنانا ہے کہ مستقبل میں ایسے ہنگامی مصائب سے نمٹنے کے لئے ہم خود کو بہتر طور پر تیار اور مستعد پائیں۔ میں حکومت کے اس عہد کی دوبارہ یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں جو ہم نے ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم زمین کے مالک چھوٹے کاشتکاروں کی فلاح کے لئے کیا ہے۔ ایسے کاشتکار صوبے کے 72 فیصد کھیتوں کے مالک ہیں۔ انہیں جپسم 50 فیصد کے رعایتی نرخ پر اور 12000 روپے تک بلامنافع قرض فراہم کرنے کے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔ فصلوں پر سپرے کرنے والی مشینوں کی 50 فیصد رعایتی نرخ پر فراہمی اور ڈیزل ٹیوب ویلوں کے لئے 16000 سے لے کر 20000 روپے تک کی امداد بھی ایسے ہی چھوٹے کاشتکاروں کو دی جا رہی ہے' حکومت نے پہلے ہی منڈی پر سے کنٹرول ہٹا لیا ہے۔ اور باسمتی کی سرکاری قیمت خرید 102 روپے فی 40 کلو گرام سے بڑھا کر 130 روپے کر دی گئی ہے۔ کاشتکاروں کے مطالبہ پر چینی کی ملوں کے لئے زون سسٹم ختم کر دیا ہے۔ جن علاقوں میں لفٹ ارریگیشن ناگزیر ہے وہاں 2.50 فیصد رعایتی قیمت پر لفٹ پمپ مہیا کئے جا رہے ہیں۔ اسی سرح سطح مرتفع پوٹھوہار' ڈیرہ غازی خان اور میانوالی جیسے علاقوں میں کٹی پھٹی زمینوں کی بحالی کے 50 فیصد اخراجات بھی

حکومت برداشت کر رہی ہے۔ ہمیں تسلیم ہے کہ یہ سہولتیں یقیناً۔ ضرورت سے کم ہیں اسی لئے حکومت بہتر بیج اور کھاد کی فراہمی بہتر معاشی ماحول اور تعلیم و تحقیق کی اضافی کوششوں کے ذریعے تیز رفتار زرعی ترقی کو ممکن بنانے کا عزم رکھتی ہے۔

جناب والا! ترمیم شدہ تخمینوں کے ضمن میں میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگرچہ محکمہ مال، تعلیم، عمومی انتظامیہ، صحت، تعمیرات عامہ اور مواصلات کے شعبوں میں کچھ بچت ہوئی ہے تاہم کچھ دوسرے شعبوں میں ایسے ناگزیر اخراجات کو پورا کرنے کے لئے اضافی رقوم فراہم کرنا پڑی ہیں جن کا اندازہ رواں مالی سال کا بجٹ تیار کرتے وقت نہیں کیا جاسکتا تھا۔ علاوہ ازیں ایک کروڑ روپے کی اضافی رقم محکمہ جنگلات کو پرانے درختوں کی کٹائی کے لئے مہیا کی گئی۔ جس سے محکمہ جنگلات کی آمدنی کی مد میں تین کروڑ پچاس لاکھ روپے کا اضافہ ہوا۔ محکمہ آب پاشی کو سیلاب کی روک تھام کے لئے بند مضبوط کرنے کے لئے پانچ کروڑ روپے کی رقم دی گئی۔ اسی طرح پولیس کی تنظیم نو اور اسے زیادہ فعال بنانے کے لئے تقریباً۔ نو کروڑ روپے دیئے گئے۔ تفریحی ٹیکس سے متوقع آمدنی میں تین کروڑ روپے کی کمی ہوئی ہے اور محکمہ صحت کی آمدن میں دو کروڑ روپے کی کمی بسترفیس کی اس تنسیخ سے ہوئی۔ جس کا اعلان سابقہ بجٹ میں کیا گیا تھا۔ کچھ محاصل کی صورت حال میں بہتری پیدا ہوئی۔ خصوصاً۔ محکمہ جنگلات سے آمدنی اور کپاس کی فیس میں۔ اس طرح بالاخر ہمارے وسائل میں انیس کروڑ روپے کی بہتری ہوئی۔ ہمارے چھ ارب 87 کروڑ روپے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سرمایہ کاری کے لئے دستیاب وسائل میں 26 کروڑ ستاسی لاکھ روپے کی کمی وفاقی حکومت کے اس خرچ کو برداشت کرنے سے معذرت کی وجہ سے ہوئی۔ ہم نے البتہ اپنے ترمیمی تخمینوں میں اس ترقیاتی خرچ کو کم نہیں کیا تاکہ سماجی بھلائی کے منصوبے متاثر نہ ہوں۔

جناب والا! کچھ اہم شعبوں میں خطیر سرمایہ کاری اور معاشی عمل کو صوبائی اور قومی سطح پر مناسب جہت ملنے کی وجہ سے ہماری معیشت پر پہلے ہی کافی خوش کن اثرات مرتب ہو چکے ہیں۔ ہماری مجموعی قومی آمدنی (جی۔ ڈی۔ پی) میں اضافے کی شرح 6.7 فی صد سے بڑھ کر 7 فی صد ہونے کی توقع ہے جبکہ زراعت اور صنعت کے شعبوں میں علی الترتیب 5.9 فیصد اور 7.4 فی صد کا اضافہ متوقع ہے۔ چاول اور کپاس کے پیداواری تخمینے اپنے معین شدہ اہداف سے بڑھے ہیں جبکہ گندم کے سلسلے میں کمی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ رواں مالی سال میں ہماری کپڑے کی صنعت کو کافی فروغ حاصل ہوا ہے۔ اور سیمنٹ، کھاد، سوتی دھاگے اور سوتی کپڑے کے پیداواری ہدف نہ صرف حاصل

کر لئے گئے ہیں بلکہ ان شعبوں میں توقع سے زیادہ پیداوار ہوئی ہے ' صنعتوں کی مزید ترقی کے لئے صنعتی سرمایہ کاری کی حدود کو بڑھانے اور چینی ' سوت ' کھاد ' ادویات اور دفاع میں استعمال ہونے والے برقی آلات کی صنعتوں پر کنٹرول کا حالیہ خاتمہ ہمارے مستقبل کے سرمایہ کاروں کے لئے مہمیز کا کام دے گا۔ بنکاری کے نظام میں جزوی عدم مرکزیت بھی نئے سرمایہ کاروں کے لئے کافی مدد و معاون ثابت ہوگی۔

ہماری صنعتی ترقی کا سب سے حوصلہ افزا پہلو جھنگ اور چونیاں میں بلامحصول علاقوں کا قیام ہے جن سے اس صوبے میں سست رفتار صنعتی ترقی کو پھلنے پھولنے کے بہتر مواقع میسر آئیں گے ۔ میں یہاں یہ ذکر کرتا چلوں کہ غریب آدمی اور پس ماندہ آبادیوں کے ساتھ کیا گیا عہد اگرچہ ہمارا مقصد حیات ہے لیکن ہم اس کے ساتھ ساتھ صنعتی ترقی کی بنیادی ضروریات اور مستقل معاشی نمو کی طرف سے بھی غافل نہیں ہیں۔ جن اقدامات کا میں نے ابھی تذکرہ کیا ہے وہ اس مقصد کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ لہٰذا میں اپنے صنعت کار بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ وہ آگے بڑھیں اور ان سہولتوں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ وہ ہمیں موجودہ نظام میں درپیش ان مشکلات کو دور کرنے میں ہر طرح سے معاون پائیں گے جس سے مستقبل کے سرمایہ کاروں کے لئے مسائل پیدا ہونے کا خدشہ ہو۔ ہمیں اس بات کا بھی پورا پورا احساس ہے کہ جب تک دیہی اور گھریلو صنعتوں کی بنیاد کو فروغ نہیں ہوتا۔ صنعتوں کے فروغ او دیہی علاقوں میں روزگار کے مواقع میں اضافہ ممکن نہیں ہوگا۔ روزگار کے یہ مواقع چھوٹی صنعتوں کے شعبے میں بہتر طور پر مہیا ہو سکتے ہیں جس کی پیداواری صلاحیت اگرچہ کل صنعتی پیداوار کا 28 فیصد ہے لیکن 80 فیصد صنعتی کارکنوں کا روزگار اس سے وابستہ ہے۔ علاوہ ازیں چھوٹی صنعتوں میں روزگار کے مواقع مہیا کرنے پر لاگت بڑی صنعتوں کے مقابلے میں کہیں کم ہے ۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے ذریعے ہمارے دیہی صنعت کاری اور خود روزگاری کے منصوبے ایک سادہ سی ابتداء ہے۔ دیہی صنعتوں کے پروگرام کا مقصد ان خاندانوں کو اضافی آمدنی مہیا کرنا ہے ۔ جو زراعت پیشہ نہ ہیں یا زرعی شعبہ میں انہیں ان کی صلاحیتوں سے کم روزگار میسر ہے ۔ علاوہ ازیں اس کا مقصد دیہات سے شہروں کی طرف آبادی کی منتقلی کو روکنا اور دیہی علاقوں میں رہنے والے سرمایہ کاروں کا ایک طبقہ پیدا کرنا ہے ۔ اسی طرح خود روزگاری کے پروگرام کا واضح مقصد بھی پڑھے لکھے بے روزگاروں ' فنی تجربہ رکھنے والے باہر سے لوٹنے والے پاکستانیوں اور ایسا ہی تجربہ رکھنے والے نوجوانوں کو روزگار کے مواقع مہیا کرنا ہے ۔ یہ پروگرام بے روزگاری کا مناسب سدباب کرنے کے

ساتھ ساتھ چھوٹے قصبوں اور شہروں کے غیر رسمی شعبوں میں مفید روزگار مہیا کرنے کی بنیاد بھی رکھیں گے۔ اس منصوبے کو اس طرح وضع کیا گیا ہے کہ آمدن کے لحاظ سے نچلا متوسط طبقہ صرف 30 فیصد ذاتی سرمائے اور پیداوار کا عمل شروع کر سکے گا۔ میں یہاں یہ بتاتا چلوں کہ اس پروگرام میں آسان شرائط پر رعایتی قرضے مہیا کئے جاتے ہیں جو ماضی کی صنعتی حکمت عملی سے یکسر مختلف ہے اور اس کا مقصد دیہی علاقوں میں صنعت کاروں کے ایک طبقے کو وجود میں لاکر صنعتی ماحول میں ایک خوشگوار تبدیلی لانا ہے۔ ہم اس مقصد کے لئے بھی قومی بینکوں سے قرض کی رقم معین کرانے کے لئے انتہائی کوشاں ہیں۔ صوبے میں مزید صنعتی علاقوں کے قیام کے لئے ہماری کوششیں جاری ہیں۔ فیصل آباد، گوجرانوالہ اور ساہیوال میں ایسے علاقے قائم کرنے کا رواں مالی سال کا ہدف پہلے ہی پورا ہو چکا ہے۔

جناب ولا۔ اگلے مالی سال میں ہم نے ایک ریکارڈ رقم سالانہ ترقیاتی پروگرام اور رواں اخراجات کی مدات میں آبادی کے مفاد کے لئے رکھی ہے۔ ہم نے تعلیم، صحت، دیہی سڑکوں، آبنوشی کے منصوبوں، دیہات میں بجلی پہنچانے اور افرادی قوت کی منصوبہ بندی کے لئے خطیر رقوم مختص کی ہیں۔ دیہی علاقوں میں بسنے والے ہمارے بہن بھائی ایک عرصہ تک مصائب کا شکار ہیں۔ یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ ماضی میں تقسیم وسائل کا نظام ان کے حق میں بڑا غیر منصفانہ رہا ہے۔ ان کی پیدا کی ہوئی بنیادی اشیاء سے ہم قیمتی زرمبادلہ کماتے ہیں۔ جس نے ہماری معاشی ترقی میں حیات آفرین خوں کا کردار کیا ہے اور اکثر شہری علاقوں میں معیار زندگی میں اس سے خوشگوار تبدیلی ہوئی ہے لیکن دہقان اور دیہی مزدور کے روز و شب میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ ہم نے عہد کر رکھا ہے کہ ہم اپنے نظام میں سے غریب کا معاشی استحصال ختم کرکے دم لیں گے۔ ہمارا عزم ہے کہ ان کے بچے اور بچیاں علم کی قوت سے بہرہ ور ہو کر غربت اور افلاس کی موجودہ زندگی سے نجات حاصل کر سکیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کی جسمانی اور دماغی صلاحتیں بیماری کی زد میں نہ آئیں اور انہیں مناسب طبی سہولتیں دستیاب ہوں۔ ہماری خواہش ہے کہ انہیں پانی جیسی بنیادی ضرورت کی دستابی کے لئے میلوں کا سفر طے نہ کرنا پڑے۔ ہمارا ان سے عہد ہے کہ انہیں بجلی کی سہولت میسر کریں اور دیہی آبادی جو عسرت، بے علمی اور جمود کا شکار ہے۔ اس کا معیار زندگی بہتر ہو، ترقی کا عمل عموماً سست رفتار ہوتا ہے لیکن ہم نے اسے ایک بھرپور جست عطا کی ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم ان غریب لوگوں کی امنگوں کی ترجمانی کریں جن کا مدتوں کی بے عملی، احتجاجی سیاست اور کھوکھلے وعدوں کی وجہ سے ہر نظام پر سے اعتقاد

اٹھ گیا ہے۔

جناب سپیکر! جب ایک حقیقی طور نمائندہ اور مخلص حکومت اور عامتہ الناس ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلیں تو قوموں کی تقدیر بدل جاتی ہے ۔ یہ امر یقیناً ۔ ہمارے لئے باعث فخر ہے کہ وہ قوتیں جو ایک مدت تک خوابیدہ رہی ہیں' اب پوری رفتار سے متحرک ہیں اور ہم اگر اپنی مشترکہ مساعی سے اسی طرح آگے چلتے رہے تو انشاء اللہ ہم معاشی اور سماجی جمود کو توڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔ اب تک حاصل کردہ نتائج نے ان شعبوں کی ترقی میں جن کا میں نے ابھی تذکرہ کیا ہے خاطر خواہ اثرات مرتب کئے ہیں اور جناب وزیراعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت مختص شعبوں میں حاصل کردہ کامیابیوں نے عوام میں ایسا جوش و جذبہ پیدا کیا ہے جو ہماری ملکی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے ۔ ہمارا عہد اور ہماری خواہش ہمارے اعمال سے مترشح ہے۔

جناب والا! 1987.88 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں چار ارب ساٹھ کروڑ روپے کی خطیر رقم ' تعلیم ' صحت ' دیہی آب نوشی ' دیہی سڑکوں اور دیہات میں بجلی پہنچانے کے لئے مختص کی گئی ہے جبکہ پانچ ارب اٹھاون کروڑ روپے کی رقم رواں بجٹ میں صرف تعلیم کے شعبے میں معینہ اہداف کو پورا کرنے کے لئے رکھی گئی ہے۔ اساتذہ کی چالیس ہزار اسامیاں موجودہ سکولوں میں تعلیمی عملے کی پوزیشن مستحکم کرنے کے لئے اگر آئندہ مالی سال میں کھولے جانے والے سکولوں میں ایسے عملے کی ابتدائی تعیناتی کے لئے تجویز کی گئی ہیں ۔ شعبہ تعلیم کے مجوزہ رواں بجٹ میں مہیا کردہ پانچ ارب اٹھاون کروڑ روپے کی رقم پچھلے سال کی اس شعبہ کے لئے مختص رقم سے 79 کروڑ روپے زیادہ ہے ۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس شعبہ کے لئے ایک ارب 16 کروڑ روپے تجویز کئے گئے ہیں ۔ ہمارا زیادہ تر زور پرائمری اور ثانوی تعلیم کے فروغ پر ہوگا جس پر اس رقم کا 81 فیصد حصہ خرچ ہوگا۔ اگلے مالی سال میں 1462 نئے مسجد سکولوں ' بچیوں کے لئے 2900 نئے پرائمری سکولوں کے قیام اور بچیوں کے 336 پرائمری سکولوں کو مڈل اور لڑکوں کے 333 مڈل سکولوں کو ثانوی درجہ تک بڑھانے کو یقینی بنایا جائے گا۔ بے عمارت پرائمری سکولوں کو عمارات مہیا کرنے کے لئے دس کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ہم نے تیسرے پرائمری منصوبے کے نام سے چھ سال کے عرصے میں 5100 نئے پرائمری سکولوں کے قیام اور 5100 بے عمارت سکولوں کی عمارات کے منصوبے کے لئے غیر ملکی امداد کی یقین دہانی بھی حاصل کر لی ہے ۔ فنی تعلیم کے شعبہ میں گوجرانوالہ ' ڈیرہ غازی خان اور کوٹ ادو کے پولی ٹیکنیک اداروں اور قصور' ٹوبہ ٹیک سنگھ ' مری اور چشتیاں کے کمرشل ٹریننگ اداروں کی

عمارات کی تعمیر کے لئے 2 کروڑ روپے دیئے جائیں گے۔ پہلے سے جاری پروگرام کے تحت آٹھ کالجوں کی عمارات کی تعمیر اور چھ انٹرمیڈیٹ کالجوں کے قیام کے علاوہ اگلے مالی سال میں 11 نئے انٹرمیڈیٹ کالج قائم کئے جائیں گے۔ خواتین کے لئے پانچ ووکیشنل ادارے چشتیاں ' شورکوٹ ' شکرگڑھ ' چکوال او کھاریاں میں قائم کئے جائیں گے۔ سکولوں اور کالجوں میں کتابوں ' ساز و سامان اور کھیل کی سہولتیں بہم پہنچانے کے علاوہ رواں بجٹ کے ذریعے کثیر تعداد میں تعلیمی اداروں کا درجہ بڑھایا جائے گا۔ معذور بچوں کو پڑھانے والے اساتذہ کے لئے لاہور میں ایک دوران ملازمت تربیت کا ادارہ کھولا جائے گا۔ سکولوں اور کالجوں کو کھیلوں اور دیگر غیر نصابی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے میچنگ گرانٹ مہیا کی جائے گی ۔ سکولوں اور کالجوں کی عمارات کی حالت بہتر بنانے اور ان کی مناسب دیکھ بھال کے لئے 16 کروڑ روپے کی رقم مہیا کی جائے گی ۔ طلباء اور اساتذہ کے تناسب کو مزید بہتر بنانے کے لئے سال 1987.88 میں پرائمری اور ثانوی سکولوں میں مختلف مضامین پڑھانے والے اساتذہ کی30472 اسامیاں اور کالجوں میں مزید 2215 اسامیاں رکھی گئی ہیں۔ محکمہ تعلیم کی انتظامیہ کو درپیش کئی مشکلات کی وجہ سے دوران سال کئی بار تعلیمی عمل میں رخنہ انداز ہوتی رہتی ہے۔ کالجوں کے پرنسپلوں کے حالات کار بہتر بنانے کے لئے 600 روپے ماہوار کا چارج الاؤنس دیا جائے گا ۔ اداروں کی روز مرہ ضروریات کے لئے بھی ان کو کافی رقوم مہیا کی جائیں گی۔ امید ہے کہ نئے بجٹ میں مختلف سہولتوں کی فراہمی کے لئے رکھی گئی رقوم سے شعبہ تعلیم میں ٹھوس اور حقیقی بہتری کی صورت نکل آئے گی۔

جناب والا! اس شعبے میں خواتین کی تعلیم اب بھی ہماری پالیسی کا امتیازی نشان ہے دوسرے شعبوں میں بھی اسی قسم کی پالیسیوں کی ترویج کی کوشش ہو رہی ہے ۔ البتہ تعلیم ہی خواتین کے اس نئے کردار میں جو انہیں اب تک کے مردوں کی برتری والے معاشی اور سماجی ماحول میں ادا کرنا ہے ' اہم اور مثبت تبدیلی کا سب سے اہم محرک ہوگی اور اس سے سماجی اور اقتصادی نظام میں خواتین زیادہ فعال اور مثبت طریقے سے شرکت کر سکیں گی۔ معاشی ترقی کے میدان میں عورتوں کے محدود کردار کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ باضابطہ ملازمت میں ان کا حصہ صرف 5 فیصد ہے۔ خواتین کے لئے موافق حالات کار کی فراہمی البتہ اس کے لئے بنیادی ضرورت ہے جو کہ بیشتر شعبہ جات میں تاحال میسر نہیں ہو پائی ہم نے اس محرومی کا اندازہ کرتے ہوئے ملازم پیشہ خواتین کے لئے تحصیل کی سطح پر ہوسٹل تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا ہے جو بتدریج مرکز کی سطح پر بھی تعمیر کئے جائیں گے۔

جہاں ہم نے خواتین کے لئے مختلف شعبہ جات میں بھی سرمایہ کاری کی ہے وہاں ان کے الگ منصوبہ جات کے لئے 6.65 کروڑ روپے کے اضافی فنڈز بھی مہیا کئے گئے ہیں' جن کی تکمیل سے خواتین کے لئے خود انحصاری ' آمدنی میں اضافہ اور فنی تعلیم کے فروغ کے بہتر مواقع میسر ہوں گے ۔ ہماری یہ بھی کوشش ہے کہ پولی ٹیکنیک ' دستکاری ' کمپیوٹرز' مرغبانی اور خانہ داری جیسے اہم امور میں عورتوں کے لئے علیحدہ تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں ۔ ان تمام اقدامات سے خواتین کی فلاح کے لئے شروع کئے گئے دوسرے منصوبہ جات کو بھی تقویت ملے گی ۔

جناب والا! زراعت آج بھی ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور اسی لئے جناب وزیراعلیٰ کی خصوصی ہدایت پر اس کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سب سے زیادہ رقم رکھی گئی ہے ۔ سال 87 ،1986ء کے 101 کروڑ 88 لاکھ کے مقابلے میں آئندہ سال اسی شعبے کے لئے 144 کروڑ اور 86 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ دیہات میں زندگی کا معیار بہتر بنانے اور زرعی ترقی کو تیز تر کرنے کے لئے کھیت سے منڈی تک سڑکیں بنانے کیلئے ایک کثیر رقم مختص کی گئی ہے۔ مالی سال 1986.87 کے 57 کروڑ 10 لاکھ روپے کے مقابلے میں اگلے سال کے لئے اس مد میں 98 کروڑ 71 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے تاکہ پنجاب میں رواں مالی سال کے دوران بننے والی 1521 کلو میٹر سڑکوں کے مقابلے میں اگلے سال کا 2453 کلومیٹر کا ہدف پورا ہو سکے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگلے مالی سال کے اختتام تک اس پروگرام کے تحت بننے والی سڑکوں کی جملہ لمبائی 10500 کلو میٹر ہو جائے گی ۔ ہم نے اگلے مالی سال میں 1500 (آبپاشی کے) کھالوں کی اصلاح کے لئے 26 کروڑ روپے کی رقم رکھی ہے۔ اس طرح 1987.88 کے اختتام تک ہم مختلف پروگراموں کے تحت تقریباً 9000 کھالوں کی اصلاح کر چکے ہوں گے۔ زراعت کی توسیع اور تعلیم کی مدات کے لئے بھی زیادہ رقوم رکھی گئی ہیں۔ زرعی انجینئرنگ کے شعبہ کو بھی مشینری اور زرعی آلات مہیا کر کے مزید مضبوط کیا جا رہا ہے تاکہ کرایہ پر مشینوں کے حصول کو آسان یقینی اور ارزاں بنایا جا سکے ۔ زرعی شعبے میں باقی رقوم اور زراعت سے متعلقہ دوسرے شعبوں مثلاً حیوانات ' جنگلات اور ماہی پروری کے لئے مختص رقوم کے شمول سے اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں زراعت کا حصہ 165 کروڑ 96 لاکھ روپے تک بڑھ جائے گا۔

جناب والا! صحت کے شعبے میں اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام کے تحت 142 کروڑ 82 لاکھ روپے اور رواں بجٹ میں 172 کروڑ 49 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ اگلے سال 430 بنیادی مراکز

صحت اور 80 دیہی مراکز صحت میں بہتر خدمات کی فراہمی اور 300 بنیادی مراکز صحت اور 33 دیہی مراکز صحت کا قیام ہماری کوشش کا ایک حصہ ہے۔ میں آپ کو یاد دلاتا چلوں کہ پانچ نکاتی پروگرام کے تحت ہم اس بات کے پابند ہیں کہ 1990 کے آخر تک ہر یونین کونسل میں ایک بنیادی مرکز صحت قائم کر دیا جائے۔ یہ امر ہمارے لئے باعث مسرت ہے کہ موجودہ حکومت نے یہ ہدف پورا کر لیا ہے اور سب مراکز میں دیہی مراکز صحت قائم ہو چکے ہیں جبکہ مالی سال 1987.88 کے خاتمے تک سب یونین کونسلوں میں بنیادی مراکز صحت قائم ہو جائیں گے۔ ہر بنیادی مرکز صحت میں دو بستر اور ایک لیبر روم مہیا ہو گا جبکہ ہر دیہی مرکز صحت میں 20 سے 24 بستروں کا وارڈ' دانتوں کا کلینک ایکسرے یونٹ ایمبولینس اور ٹیلی فون کی سہولت فراہم کی جائے گی۔ ہر بنیادی مرکز صحت کو ایک ڈاکٹر اور دیگر طبی عملہ بھی دیا گیا ہے۔ ہم اپنے شہری ہسپتالوں کو بھی مضبوط بنیادوں پر استوار کر رہے ہیں۔ عوارض قلبی کا ایک مرکز کان' ناک اور گلے کے علاج کا ایک مرکز نیو کلیائی طبی مرکز سرطان کے علاج اور تحقیق کا اور بچوں کے علاج کا ایک ادارہ قائم کیا جا رہا ہے۔ سروسز ہسپتال میں دو سو بستروں پر مشتمل بلاک میں طبی عملہ اور باقی ضروری سہولتیں 1987.88ء کے مالی سال کے دوران مہیا کر دی جائیں گی۔ اسی طرح لاہور جنرل ہسپتال کے نیورو سرجری وارڈ۔ پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ اور میو ہسپتال میں خدمات کو بہتر بنانے کے لئے کافی رقوم مختص کی گی ہیں۔ رواں بجٹ میں طبی آلات خریدنے کے لئے پندرہ کروڑ روپے فراہم کئے جائیں گے۔ جب کہ ترقیاتی بجٹ میں اس مد کے تحت 33 کروڑ 5 لاکھ روپے مختص ہوں گے۔ تحصیل ہسپتالوں میں 400' ضلعی ہسپتالوں میں 250 اور تدریسی ہسپتالوں میں 650 بستروں کی اضافی سہولت بھی مہیا کی جائے گی۔

صحت کے شعبے میں البتہ ہماری کوششوں کا طرہ امتیاز ڈاکٹروں اور دوسرے طبی عملہ کو روزگار فراہم کرنے کا ایک جامع پروگرام ہے۔ حکومت کو اس امر کا احساس تھا کہ پنجاب میں 4500 ڈاکٹر بے روزگار ہیں اور شعبہ صحت میں توسیعی منصوبوں کے باوجود انہیں مناسب روزگار مہیا نہیں ہو سکا۔ مجھے یہ اعلان کرکے مسرت ہو رہی ہے کہ ایک خصوصی پروگرام کے تحت تمام ڈاکٹروں کو روزگار مہیا کر دیا جائے گا۔ یہ کارکردگی ترقی پذیر ہی نہیں بلکہ ترقی یافتہ ممالک کے معیار سے بھی ایک نمایاں کارنامہ ہے۔ اس پروگرام کے ذریعے انشاء اللہ صوبے کے ہر گوشے میں طبی خدمات کی فراہمی یقینی بنا دی جائے گی۔

جناب والا۔ حکومت تعلیم اور صحت جیسے سماجی بہبود کے شعبوں میں سرمایہ کاری کرنے کا عزم

کئے ہوئے ہے البتہ اسے اس امر کا احساس بھی ہے کہ نجی شعبہ پر اس کا کوئی ناخوشگوار اثر نہ پڑے بلکہ ان کی کاوشوں کو حکومت کی اخلاقی اور مالی اعانت حاصل ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے صحت اور تعلیم کے شعبوں میں اڑھائی اڑھائی کروڑ روپے نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے رکھے ہیں۔

جناب والا ۔ آبپاشی کے نظام کی اصلاح کئے بغیر زمینوں سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ سیم اور تھور کا ناسور ہماری زمینوں کی زرخیزی کو بری طرح چاٹ رہا ہے اور اس کا سدباب کرنا انتہائی ضروری ہے۔ جہاں رواں بجٹ کے ذریعے نہروں اور ٹیوب ویلوں کی دیکھ بھال اور مرمت کے لئے ایک ارب 67 کروڑ روپے کی رقم مہیا کی جا رہی ہے۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس شعبے کے لئے 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ وفاقی سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت اس شعبہ میں بحالی زمین کے چار سالہ پروگرام پر بھاری سرمایہ کاری کی تجویز ہے ۔ صرف 1987.88 میں پنجاب کو نکاسی آب اور بحالی زمین کے لئے مرکز سے 131 کروڑ روپے ملیں گے۔ میں یہاں بتاتا چلوں کہ ہمارا نہری نظام دنیا کے عظیم نہری نظاموں میں سے ایک ہے ۔ اس نظام کی دیکھ بھال اور مرمت اور اس کے سیم اور تھور جیسے ذیلی اثرات کا مداوا اور تدارک حکومت کو کثیر سرمایہ کاری کرنے پر مجبور کرتا ہے جبکہ دوسری طرف حکومت کی جانب سے فراہم کیاجانے والے نہری پانی دنیا میں سب سے کم قیمت اور ٹیوب ویل کے ذریعے مہیا ہونے والے پانی سے کہیں زیادہ سستا ہے ۔ اسی لئے نہری آبپاشی کے علاقے باقی دیہی علاقوں سے جہاں نہری پانی کی فراہمی علاقے کی ہیئت یا پانی کی کمی کی وجہ سے ممکن نہیں، کہیں زیادہ متمول ہیں ۔ ہمارے بارانی علاقوں میں بسنے والے بھائی اس لئے بجا طور پر اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ ان کی پیاسی خشک زمینوں کے لئے جو تھکے ہارے کسان کو اس کی محنت کا بہت کم صلہ دیتی ہیں ' متبادل ذرائع آبپاشی تلاش کئے جائیں۔ لہٰذا بارانی علاقوں میں چھوٹے ڈیم بنانے کی ہماری کوششیں جاری رہیں گی اور ہمیں توقع ہے کہ اگلے مالی سال میں اس ضمن میں 24 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری ہوگی۔

جناب والا ۔ میں نے دیہات میں بجلی کی فراہمی کا پہلے بھی تذکرہ کیا ہے ۔ ہمارا اگلے سال کا ہدف 2360 دیہات میں بجلی پہنچانے کا ہے ۔ وزیراعظم پاکستان کے اعلان کے مطابق اس پروگرام کے تحت اگلے چار سالوں میں 90 فی صد دیہات میں بجلی مہیا کر دی جائے گی۔ صوبائی ترقیاتی پروگرام کے ذریعے ہمیں توقع ہے کہ بجلی سے محروم رہ جانے والی ان بہت سی ذیلی آبادیوں میں بھی بجلی مہیا کر دی جائے گی ۔ جن سے متصل گاؤں کی بڑی آبادیوں میں بجلی پہلے سے موجود ہے ۔ دیہات میں بجلی

مہیا کرنے کے اس پروگرام پر حکومت کا خطیر سرمایہ کاری کرنا ہو گی اور یہ کوئی معمولی کام نہیں۔ اس حکومت کے سخت گیر ناقدین بھی اس بات پر اتفاق کریں گے کہ ہماری تاریخ میں پہلی بار ترقی کے ثمرات سے غربا کو بھی حصہ مل رہا ہے۔ ہم اب ماضی کی ناانصافیوں کے ازالے کے لئے نسبتاً زیادہ حصہ ان کے لئے رکھ رہے ہیں کیونکہ ہم غربا کی قربانی پر مبنی معاشی ترقی کے فرسودہ نظریئے پر یقین نہیں رکھتے۔

جناب والا۔ یہ حقیقت ہے کہ عوام کے جان و مال کی حفاظت حکومت کا بنیادی فریضہ ہے اور ہر شہری کا حق ہے کہ اسے اور اس کے بچوں کو پرامن فضا میں زندگی بسر کرنے کا موقعہ فراہم کیا جائے لیکن اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ بدی کی قوتیں ہر معاشرے میں سرگرم عمل رہتی ہیں۔ ہم نے یہ تہہ کر رکھا ہے کہ ایسی قوتوں کا قلع قمع کرکے ہی دم لیں گے۔ ماضی میں پولیس کو فراہم کردہ ساز و سامان اور دیگر سہولتیں کسی طرح بھی کافی نہیں تھیں۔ ہم نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ ان اداروں کی کارکردگی کو نہ صرف بہتر بنایا جائے بلکہ پولیس اور دوسری ایجنسیوں کو وہ بنیادی سہولیات بھی بہم پہنچائی جائیں جو کہ انہیں فعال بنانے کے لئے ضروری ہیں۔ اسی سلسلے میں پولیس کے لئے ٹرانسپورٹ ' وائرلیس سیٹ اور مطلوبہ عمارات کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے۔ اگلے مالی سال کے دوران ٹرانسپورٹ کے لئے 6 کروڑ روپے اور وائرلیس سیٹس کے لئے ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے کی مختص شدہ رقم اس 12 کروڑ روپے کی خطیر رقم کے علاوہ ہوگی جو کہ پنجاب کنسٹیبلری کے لئے رکھی گئی ہے۔ تاکہ اسے جدید خطوط پر استوار کیا جا سکے۔ حکومت اپنے طور پر حتی الامکان کوشش کر رہی ہے کہ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے اور اسے تمام بنیادی سہولیات بہم پہنچائی جائیں۔ اب میں پولیس کے افسران اور جوانوں سے یہ اپیل کروں گا کہ وہ اپنے فرائض منصبی پوری تندہی سے بغیر کسی طمع نفسانی کے سرانجام دیں۔ ان کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ملک و قوم کی صدق دل سے خدمت کریں۔ یہ بات بڑی تکلیف دہ ہے کہ ہمارے صوبے میں بعض اوقات پولیس کا رویہ قابل اعتراض رہا ہے لیکن ہمیں یقین ہے کہ پولیس کے افسروں اور جوانوں کی اکثریت کو اس امر کا احساس ہے اور ان میں عوامی خدمت کا جذبہ موجود ہے ' لہٰذا اس اکثریت کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ایسے عناصر کی نہ صرف نشاندہی کریں بلکہ ان پر کنٹرول بھی رکھیں جن کی وجہ سے اکثر اوقات پولیس کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔

جناب والا۔ ہم صاف ستھری سیاست پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم نے یہ تہہ کر رکھا ہے کہ سیاسی

معاملات کا حل سیاسی تصفیہ جات کی صورت میں ہو۔ پاکستان مسلم لیگ کے منشور کا یہ ایک بنیادی اور اہم نکتہ ہے کہ جمہوری روایات اور جمہوری اصول ہی ایک پرامن سیاسی اور سماجی ماحول کی ضمانت دے سکتے ہیں۔ جمہوریت ہمارا اوڑھنا بچھونا ہونا چاہئے لیکن آزادی کے چالیس سال بعد بھی ہم اس منزل تک نہیں پہنچ سکے تھے جہاں ہم اپنے آپ کو جمہوریت پسند ملکوں کی صف میں شامل کر سکتے۔ موجودہ حکومت نے جمہوری عمل کے تسلسل اوراس کی جڑوں کو مضبوط کرنے کی ایک مستحکم بنیاد ڈالی ہے۔ آیئے ہم سب مل کر جمہوری اداروں کے اس نظام کو مزید مضبوط بنائیں تاکہ ہمارے بچے اس تناور درخت کے سائے میں جوان ہو سکیں اور یہ سلسلہ سدا چلتا رہے۔ ہماری یہ بدقسمتی رہی ہے کہ وطن عزیز میں ان اصولوں سے انحراف کی وجہ سے جمہوری اقدار پامال ہوئیں۔ پاکستان مسلم لیگ کو اس امر کا احساس ہے کہ ہمارا معاشرہ تاریخ کے ایک نازک اور اہم موڑ سے گزر رہا ہے۔ مسلم لیگ ہی نے اپنی جدوجہد اور قیادت سے اس خطہ پاک کو آزادی کی منزل سے ہمکنار کرایا تھا اور آج بھی مسلم لیگ نے اس سرزمین کو سیاسی پختگی سے روشناس کرانے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ یہ ایک ایسا چیلنج ہے جس میں ہم تنقید برائے تنقید کی وجہ سے پیچھے ہٹنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ہمیں اپنے نصب العین کے حصول کے لئے عزم و حوصلہ 'یک جہتی اور صبر کا ثبوت دینا ہوگا۔ پارٹی کے ہر فرد کو اس کام میں شریک ہونا ہوگا ہم یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارے کچھ افراد خاموش تماشائی بنے رہیں۔ ہمیں آپ کی عالی ہمتی اور جواں سال جذبے کی ضرورت ہے تاکہ ہم ایک ایسے سیاسی استحکام کی بنیاد رکھیں جس میں دراڑ نہ پڑ سکے۔

آیئے ہم بابائے قوم حضرت قائداعظم کے اس خطاب پر عمل پیرا ہوں جو انہوں نے جمعتہ الوداع 1947ء کے موقع پر ارشاد فرمایا۔ انہوں نے فرمایا

> "میرے عزیز ہم وطنو! یہ پاک سرزمین تمام دنیاوی نعمتوں سے مالا مال ہے لیکن اسے مسلمان قوم کے شایان شان بنانے کے لئے ہم سب کو اس ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ آپ سب دل کی گہرائیوں سے اس جدوجہد میں شریک ہوں گے۔"

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! حکومت کے اثاثہ جات جو کہ آبپاشی اور تعمیرات کے محکمہ جات کے زیر نگرانی ہیں مسلسل دیکھ بھال کے متقاضی ہیں۔ جب موجودہ حکومت نے اقتدار سنبھالا تو

ہمیں ان شعبہ جات میں زیر التواء مرمت و نگرانی کا سامنا تھا۔ ان اثاثوں کی بہتر حفاظت اور مرمت کے لئے فنڈز مہیا کرنے کا جو پیمانہ مقرر کیا گیا تھا اس میں بھی بتدریج اضافہ ضروری تھا۔ تعلیمی اداروں کی حالت دگرگوں تھی جبکہ قومیائے گئے ادارے اس فہرست میں بھی شامل نہ تھے جن کے لئے سالانہ مرمتی رقوم فراہم کی جاتی ہیں۔ ہم نے بارہ کروڑ روپے کی خطیر رقم سے بیشتر ایسے اداروں کی بحالی کا کام سرانجام دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ماضی کی کوتاہیوں کا ازالہ کرنے کے لئے اور تعلیمی اداروں کی عمارات کی صحیح نگہداشت کے لئے حکومت نے انجینئرنگ کا ایک علیحدہ شعبہ تشکیل دیا ہے۔

اگلے مالی سال کے دوران تعلیمی اداروں کی مرمت کے لئے 20 کروڑ روپے اور دوسری سرکاری عمارتوں کے لئے 22 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ ہمیں یہ کہنے میں باک نہیں کہ غیر معمولی توسیع کے باوجود ہمارے پاس ابھی تک بنیادی سہولیات کا فقدان ہے اور کہیں کہیں ایسے اثاثہ جات اپنی طبعی عمر پوری کر چکے ہیں جن کی تعمیر نو کے لئے ہم کوشاں ہیں۔ اگلے مالی سال کے دوران سرکاری دفاتر کی تعمیر کے لئے 25 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے' سرکاری ملازموں کے لئے بہت سی رہائشی عمارتیں بھی مکمل کی جائیں گی۔ نئے ڈویژنوں اور ضلعوں میں ایسے منصوبہ جات کے لئے 8 کروڑ 56 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب والا! حکومت اپنے اثاثہ جات کی نگہداشت اور حفاظت پر کثیر رقم خرچ کرتی ہے۔ سڑکوں کی سالانہ مرمت پر 35 کروڑ روپے عمارات کی مرمت کے لئے 42 کروڑ روپے اور نہری نظام' ٹیوب ویلوں اور حفاظتی پشتہ جات کی نگہداشت پر سالانہ 103 کروڑ روپے صرف کئے جا رہے ہیں۔ ہمیں اس چیز کا احساس ہے کہ عوام اس رقم کے استعمال سے مطمئن نہیں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ سرکاری محکمہ جات میں ایسا طریقہ کار وضع کیا جائے جس میں فنڈز کے ناجائز استعمال اور ضیاع کی گنجائش باقی نہ رہے اور ایسے اخراجات کی زیادہ بہتر طریقے سے نگرانی کی جاسکے۔

فنڈز کے ناجائز اور بے جا استعمال کے ضمن میں میں یہ واضح کرتا چلوں کہ ہمیں جناب وزیراعلیٰ کی خصوصی ہدایت ہے کہ ایسے اسراف کو نہ صرف روکا جائے بلکہ حکومتی اخراجات میں بچت کی جائے بلکہ حکومتی اخراجات میں بچت کی جائے اپنے مالی وسائل کو بہتر بنایا جائے ہمیں ایک ایک پیسے کا حساب ٹیکس دہندگان کو دینا ہے جو اپنی شب و روز کی محنت شاقہ سے سرکاری خزانے کے لئے سرمایہ مہیا کرتے ہیں۔ ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ان وسائل کے استعمال اور اخراجات میں دیانت اور نیک نیتی کا دامن نہ چھوڑیں ہمارا مصمم ارادہ ہے کہ بددیانت عناصر کے ساتھ پوری سختی سے نمٹا جائے۔

میں پنجاب کے لوگوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ یہ حکومت حوصلہ ہارنے والوں میں شامل نہیں ' ایسے تمام افراد کو جو سرکاری خزانے کی لوٹ کھسوٹ اور فنڈز کے ناجائز استعمال میں ملوث پائے گئے سخت سے سخت سزائیں دی جائیں گی ۔ مجھے یقین ہے کہ دیانت دار سرکاری ملازمین اور عوامی نمائندے رشوت کے خلاف جہاد میں ہم سے بھرپور تعاون کریں گے ۔

جناب والا! شہری ترقی کے شعبہ کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں 50 کروڑ 3 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے اس مد میں 21 کروڑ 50 لاکھ روپے اس کے علاوہ خرچ کئے جائیں گے جن کا شمار ترقیاتی پروگرام میں نہیں ہوگا۔ لاہور میں فراہمی و نکاسی آب کی سہولیات پر 9 کروڑ 25 لاکھ روپے خرچ کئے جائیں گے۔ گڑھی شاہو اور مغلپورہ میں پل تعمیر کئے جائیں گے ۔ اندرون شہر اور گجر پورہ ہاؤسنگ سکیم کے لئے لاہور میونسپل کارپوریشن اور ایل ڈی اے کو مزید امدادی رقم فراہم کی جائے گی تاکہ پرانے شور میں رہائشی سہولیات کو بہتر بنایا جاسکے۔ اگلے مالی سال کے دوران ایل ڈی اے مزید 12 میل لمبی سڑکیں تعمیر کرے گی۔ فیصل آباد واٹر سپلائی اور ڈرینج پراجیکٹ پر 24 کروڑ کی خطیر رقم خرچ کی جائے گی ۔ فیصل آباد ہی میں ہاکی سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے 50 لاکھ روپے مہیا کئے گئے ہیں۔ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لئے 7 کروڑ 74 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے تاکہ ٹریفک کے نظام اور سڑکوں کی حالت کو بہتر بنایا جا سکے ۔ ملتان شہر میں اگلے مالی سال کے دوران 30 میل لمبی سڑکیں کشادہ اور بہتر بنائی جائیں گی۔ صوبے کے دیگر شہروں میں 11 کروڑ 37 لاکھ روپے کی رقم فراہمی آب کے منصوبہ جات کے لئے مہیا کی گئی ہے ۔ اگلے مالی سال کے دوران اس پروگرام کے تحت ایسے 52 منصوبے مکمل ہو جائیں گے جس سے مزید 3 لاکھ افراد کو پینے کا پانی فراہم کیا جائے گا اور 4 لاکھ افراد کے لئے نکاسی آب کی سہولیات بہم پہنچائی جائیں گی۔

جناب والا! جیساکہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں ہماری حکومت کی اولین ترجیحات میں سے ایک دیہی علاقوں میں فراہمی آب کے منصوبہ جات بھی ہیں۔ اگلے مالی سال کے دوران اس مقصد کے لئے 100 کروڑ 9 لاکھ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے' جبکہ موجودہ سال کے دوران اس شعبہ پر 38 کروڑ 61 لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ سال تین سو سولہ ایسے منصوبہ جات پایہ تکمیل کو پہنچ جایں گے جن سے 13.30 لاکھ مزید افراد کے لئے پینے کا پانی اور 7.50 لاکھ مزید افراد کے لئے نکاسی آب کی سہولیات میسر ہوں گی۔

جناب سپیکر! شاہرات کے شعبہ میں بھاری رقوم خرچ کی جا رہی ہیں ۔ موجودہ سڑکوں اور پلوں

کی بہتری اور کشادگی اور نئے پلوں اور سڑکوں کی تعمیر کے لئے 39 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے 250 میل لمبی سڑکیں کشادہ اور بہتر بنائی جائیں گی جبکہ 40 میل لمبی نئی سڑکیں تعمیر کی جائیں گی۔ یہ تمام پروگرام کھیت سے منڈیوں تک کی سڑکوں کے علاوہ ہے ' اسی پروگرام کے تحت امرسدھو اور ارکاڑہ کے اوور ہیڈ برج ' جناح بیراج اور بھوکاں پتن کے پلوں کی تعمیر اگلے مالی سال کے دوران مکمل ہونی متوقع ہے ۔ خوشاب کے نزدیک دریائے جہلم اور چنیوٹ کے نزدیک دریائے چناب پریل ' اور ہیڈ برج چیچہ وطنی اور کوہالہ پل کی تعمیر بھی اگلے مالی سال کے دوران شروع ہو جائے گی اس نہایت اہم شعبہ میں ہم اس امر کا جائزہ بھی لے رہے ہیں کہ نجی شعبہ کی معاونت سے سڑکیں تعمیر کی جائیں۔ سڑکوں کی تعمیر کے سلسلہ میں ہمیں مطلوبہ معیار کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔ ہماری موجود سڑکیں اس معیار پر ہرگز پورا نہیں اترتیں ۔ اس کی ایک بنیادی یہ بھی وجہ ہے کہ اس شعبہ میں ابھی تک وہ مطلوبہ فنی مہارت بھی میسر نہیں جو کہ سیم زدہ زمین اور دوسرے علاقوں میں اچھی اور بہتر سڑکوں کی تعمیر کے لئے لازم ہے ۔ نجی شعبہ اور نجی فنی ماہرین کی شرکت سے مواصلات کے شعبہ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔ مواصلات کے شعبہ میں وفاقی ترقیاتی پروگرام کے تحت مزید رقم مہیا کی جائے گی ۔ گوجرانوالہ ' لالہ موسیٰ ' ساہیوال ' چیچہ وطنی اور راجن پور 'کشمور کی درمیانی سڑکوں کی تعمیر نو اور لاہور بائی پاس کی تعمیر اسی پروگرام کے تحت کی جائے گی۔ راولپنڈی ' جہلم دو طرفہ سڑک کی تعمیر کے لئے 2 کروڑ 2 لاکھ روپے اور طالب والہ پل کے لئے 3 کروڑ 9 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ وفاقی ترقیاتی پروگرام ک تحت گوجرانوالہ ' کھاریاں اور ملتان ' ساہیوال کے درمیان دو طرفہ سڑک کی تعمیر بھی اگلے مالی سال کے دوران شروع ہونے کی توقع ہے ۔

جناب والا! مواصلات کے شعبہ کا ذکر کرتے ہوئے سڑکوں پر بے ہنگم ٹریفک کی طرف ضروری خیال جاتا ہے ' ہمارے ٹرانسپورٹ اور ٹریفک کے موجودہ نظام میں اصلاح کی بے پناہ گنجائش ہے ۔ شہروں میں بے ترتیب ٹریفک اور شاہرات پر ٹریفک کے قوانین کی خلاف ورزی عام ہے۔ حکومت نے ٹرانسپورٹ کے شعبہ کا از سرنو جائزہ لیا اور ٹرانسپورٹ کا علیحدہ محکمہ کھولنے کا فیصلہ کیا۔ اس نئے محکمہ کے فرائض میں ٹرانسپورٹ پالیسی بنانا موجودہ قوانین اور قواعد میں ترامیم اور بہتری کی گنجائش پیدا کرنا اور ٹریفک پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانا شامل ہے ۔ یہ محکمہ موجودہ لاری اڈوں کی بہتری ' نئے اڈوں کی تعمیر اور مسافروں کی سہولت کے لئے بھی اقدام کرے گا۔ ہماری ٹرانسپورٹ پالیسی کا ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ نجی شعبہ کو زیادہ سے زیادہ مراعات دی جائیں تاکہ نہ صرف بنیادی سہولیات میسر ہوں

بلکہ عام آدمی کے لئے ایک معیاری سفری ماحول کو بھی یقینی بنایا جاسکے۔ روٹ پرمٹ پالیسی پر بھی نظرثانی کی گئی ہے اور اسے مزید لچک دار بنایا جا رہا ہے۔ اگلے مالی سال کے دوران حکومت کا ارادہ ہے کہ ٹریفک اور ٹرانسپورٹ کے جملہ نظام کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تاکہ ایک قابل عمل ٹرانسپورٹ پالیسی وضع کی جائے۔ ہمارے صوبہ میں اس سلسلے میں کئے جانے والا یہ پہلا اقدام ہوگا۔ میں اس معزز ایوان کے اراکین اور عوام الناس سے اپیل کروں گا کہ وہ ٹریفک کے موجود نظام کو بہتر بنانے کے لئے نہ صرف ہمیں اپنی تجاویز سے آگاہ کریں بلکہ اس میں نظم و ضبط پیدا کرنے کے لئے مجوزہ اقدامات پر عمل درآمد کے سلسلے میں حکومت سے بھرپور تعاون بھی کریں۔

جناب والا! مواصلات کے شعبے میں ہونے والی تعمیر و ترقی کے ساتھ ساتھ ہم نے اگلے مالی سال کے دوران پبلک انجینئرنگ کے محکمہ کو بھی مضبوط بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس محکمہ میں ماضی قریب میں کام کا دباؤ اس وجہ سے بڑھتا رہا ہے کہ انہیں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت منظور ہونے والی سکیموں پر عمل درآمد کے علاوہ جو بذات خود کافی تعداد میں ہوتی ہیں دیہی اور شہری علاقوں میں تکمیل شدہ منصوبوں کی دیکھ بھال بھی کرنا پڑ رہی ہے۔ چنانچہ اس محکمے کو فعال اور اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ صحت عامہ ک بارے میں ہماری پالیسی کا نمایاں پہلو ماحولیاتی تحفظ کے بارے میں ہمارا نیا انداز فکر ہے۔ آپ حضرات کو یہ تو معلوم ہوگا کہ یہ شعبہ ماضی میں بالکل نظرانداز ہوتا آیا ہے۔ صنعتی اور فضائی آلودگی سے پیدا ہونے والے خطرناک نتائج اس چیز کا تقاضا کرتے ہیں کہ اس بارے میں زیادہ توجہ دی جائے اور مناسب اصلاحی اقدامات کئے جائیں۔ اس شعبے میں نہ صرف یہ کہ حکومت کا کردار تاحال محدود رہا ہے بلکہ ماحولیات اور فضائی تحفظ کے بارے میں عوام الناس کی واقفیت بھی غیر واضح اور مبہم رہی ہے۔ چنانچہ حکومت نے فضائی آلودگی سے تحفظ کا ادارہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ اس ضمن میں موزوں پالیسیاں بنائی جا سکیں اور ان زیادہ موثر انداز میں عمل کیا جائے۔ اس ادارے کے قیام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ فضائی تحفظ کے بارے میں موجودہ انداز فکر میں تعمیری تبدیلی لائی جائے۔ استعمال شدہ صنعتی مواد کو از سر نو قابل استعمال بنانے کے لئے مشاورتی سروس کا اجراء، معیار کو قائم رکھنے کے لئے قوانین پر عمل درآمد، صنعتی انتظام کے بارے میں تربیتی سہولتوں کا بندوبست، عام لوگوں کو فضائی آلودگی کے بارے میں معلومات کی فراہمی اور آلودگی کی روک تھام کے لئے کئے گئے اقدامات کو مربوط بنانا بھی اس ادارے کے فرائض میں شامل ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ادارہ صوبے میں فضائی تحفظ کے معیار کو بہتر بنانے میں یقیناً۔ موثر کردار ادا کرے گا۔

ماحول سے متعلقہ دوسرا اہم اور دلچسپ شعبہ سیاحت کا ہے ۔ پنجاب ایک خوبصورت خطہ ہے جہاں ہر جگہ فطرت کی نیرنگیاں نمایاں ہیں۔ یہاں سر بفلک پہاڑ' پرشکوہ دریا ' سرسبز وادایاں اور جنوب کی طرف دلکش صحرائی مناظر ہیں۔ مگر اس کے باوجود اندروان ملک اور بیرون ملک سے آنے والے سیاحوں کے لئے جو محبت اور خیرسگالی کے سفیر ہوتے ہیں ۔ طعام و قیام کی سہولتیں بالکل محدود تھیں ۔ تاریخی اہمیت کے چند ایک مقامات پر دو چار مہمان خانوں کے علاوہ اور کوئی سہولت میسر نہ تھی۔ عام لوگوں کو اس بات سے بڑی الجھن ہوتی تھی کہ چھٹیوں کے دوران گھومنے پھرنے کے لئے بہت کم تفریح گاہیں ایسی تھیں جہاں ٹھہرنے کا کوئی معقول اور مناسب انتظام موجود ہو۔ جو دو ایک تفریح گاہیں تھیں ان میں بھی زندگی کی بنیادی سہولتوں کا یکسر فقدان تھا' لہذا حکومت نے صوبے میں سیاحت کے فروغ کے لیے ایک ترقیاتی کارپوریشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ تاکہ نہ صرف یہ کہ سیاحوں کو معیاری سہولتیں فراہم کی جائیں بلکہ صوبے میں سیاحت کے نئے مراکز بھی قائم کئے جائیں ۔ اس کارپوریشن کے قیام سے صوبے میں سیاحت کو یقیناً ۔ نمایاں فروغ حاصل ہوگا۔ اس کارپوریشن کی سرگرمیوں سے مستفید ہونے والوں میں نہ صرف عوام الناس ہوں گے بلکہ سیاستدان ' تنخواہ دار طبقہ اور سب سے بڑھ کر طالب علم بھی ان لوگوں میں شامل ہوں گے جو اپنی مصروف زندگی میں چند دن کسی اچھی جگہ گزارنے کے بعد ایک نئے ولولے سے دوبارہ اپنے کام پر واپس آتے ہیں ' اس سلسلے میں دو کروڑ پچاس لاکھ روپے کی لاگت سے کلر کہار ' فورٹ منرو ' لاہور ' ملتان ' بہاولپور ' راولپنڈی ' خندی پور' چشمہ ' منگلا اور میانوالی کے مقامات پر سیاحتی سہولیات میں بہتری پیدا کی جائے گی۔

جناب والا! اب میں ایک نہایت اہم اور حساس مسئلے کے بارے میں اس ایوان کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں ۔ یہ معاملہ جو کہ قومی مالیاتی کمیشن کے بارے میں ہے صوبائی حکومت اور اس کے مفادات کے نقطہ نظر سے انتہائی اہم ہے کمیشن کے صلاح مشورے گزشتہ دو سال سے جاری ہیں اور میرے پیشرو نے گذشتہ بجٹ کے موقع پر آپ حضرات کو اس معاملے میں ہونے والی پیشرفت سے آگاہ بھی کیا تھا۔ قومی مالیاتی کمیشن کی اہمیت اس حقیقت سے واضح ہے کہ یہ وفاق اور صوبوں کے درمیان مالیاتی تعلق کا تعین کرتا ہے اور اسے آئینی تحفظ حاصل ہے ۔ آئین کی رو سے وفاق اور صوبوں کے درمیان مالیاتی تعلق کا تعین کرتا ہے اور اسے آئینی تحفظ حاصل ہے۔ آئین کی رو سے وفاق اور صوبوں پر یہ لازم ہے کہ وہ ہر پانچ سال بعد اس تعلق پر از سر نو غور و خوض کریں اور ایک نئے

ایوارڈ کا اعلان کریں۔ موجودہ انتظامات کے تحت ہمیں اپنے بجٹ میں پیدا ہونے والے خسارے کو پورا کرنے کے لئے وفاقی حکومت پر انحصار کرنا پڑتا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ 1980 کے قومی مالیاتی کمیشن نے کسی ایوارڈ کا اعلان نہیں کیا تھا۔ حکومت پنجاب نے کمیشن کو ایک یادداشت پیش کی ہے جس میں ہم نے اپنی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر اضافی وسائل کے لئے اپنا کیس موثر انداز میں پیش کیا ہے۔ ہم نے اپنی یادداشت میں اس بات پر زور دیا ہے کہ نئے فارمولا کے تحت جو کہ کمیشن صدر مملکت کو پیش کرے گا وسائل کی تقسیم اس انداز سے تجویز کی جائے کہ انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں۔ اسی طرح ہم نے اپنی جملہ ضروریات کمیشن کے سامنے رکھ دی ہیں اور ہم نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ مجوزہ ایوارڈ اس انداز سے وضع کیا جائے کہ صوبوں کو اپنا خسارہ پورا کرنے کے لئے کسی وفاقی گرانٹ کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ صوبائی حکومتوں کے اخراجات ان کی آمدنی سے کئی گنا زیادہ رفتار سے بڑھتے رہے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ صوبائی محصولات کا ڈھانچہ نہایت محدود اور غیر لچک دار ہے جبکہ دوسری طرف ہم تعلیم، صحت، آب رسانی، شہری اور دیہی ترقی اور اسی طرح کے کئی دیگر شعبوں میں خطیر رقوم خرچ کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اخراجات میں اضافے کی شرح ہماری آمدنی میں ہونے والے اضافے سے کہیں زیادہ ہے، لہٰذا ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری موجودہ وسائل ناکافی ہیں اور ہمیں اپنے صوبے کے عوام کی سماجی اور معاشی ترقی کے لئے مزید وسائل کی ضرورت ہے۔

جناب والا! ان شعبوں کے علاوہ جن کا ذکر میں نے اپنی تقریر میں ابھی کیا ہے کئی دیگر اہم شعبوں میں بھی اضافی رقوم مہیا کی گئی ہیں جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارا ترقیاتی پروگرام جو 1986.87ء میں 687 کروڑ کا تھا بڑھ کر اگلے مالی سال میں 892 کروڑ روپے کا ہو جائے گا۔ یہ اضافہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں کسی ایک سال میں ہونے والا سب سے زیادہ اضافہ ہے جو 205 کروڑ روپے پر محیط ہے اور 29.83 فیصد اضافے کا غماز ہے۔ اسی طرح ہمارے غیر ترقیاتی اخراجات جو موجودہ مالی سال میں بیس ارب تین کروڑ اٹھائیس لاکھ روپے تھے بڑھ کر اگلے مالی سال میں بائیس ارب 84 کروڑ چار لاکھ روپے ہو جائیں گے۔ دو ارب اسی کروڑ 76 لاکھ روپے کا یہ اضافہ پچھلے سال کی نسبت 14 فیصد زائد اخراجات کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے برعکس محاصل میں اضافے کی شرح کا تخمینہ صرف 9.42 فیصد لگایا گیا ہے۔ یہ محاصل گیارہ ارب 79 کروڑ چھ لاکھ روپے سے بڑھ کر 12 ارب 90 کروڑ نو لاکھ روپے ہو جائیں گے۔ اسی طرح غیر ترقیاتی اخراجات

میں کل خسارہ نو ارب 93 لاکھ روپے ہوگا۔ اگر ہم حسابات سرمایہ (CAPITAL RECEIPTS) میں ہونے والے 27 کروڑ گیارہ لاکھ روپے کے خسارے کو بھی مدنظر رکھیں تو کل خسارہ دس ارب 21 کروڑ چھ لاکھ روپے تک جا پہنچے گا۔

جناب والا! قومی مالیاتی کمیشن 1980 اپنی سفارشات حکومت کو پیش کرنے میں ناکام رہا۔ 1985 میں نیا کمیشن تشکیل دیا گیا لیکن وہ بھی ابھی تک اپنی رپورٹ مرتب نہیں کر سکا۔ لہٰذا صوبائی حکومتوں کو ابھی تک 12 سال پرانے 1975 کے ایوارڈ کے تحت وفاق سے قابل تقسیم محاصل کا حصہ ملتا ہے جو کہ بدلتے ہوئے حالات میں بڑھتی ہوئی صوبائی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے ناکافی ہے۔ نتیجتاً تمام صوبائی حکومتوں کے رواں بجٹ خسارے میں چلے گئے اور یہ خسارہ اب تک وفاقی گرانٹ سے پورا کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن اس سال وفاقی حکومت پر بھی وسائل کی کمی کی وجہ سے شدید دباؤ تھا۔ اس لئے وفاقی بجٹ برائے 1987.88 میں فراہمی وسائل کیلئے بہت سے اقدامات کا اعلان کیا گیا ہے۔ ان اقدامات کے باوجود وفاقی حکومت کیلئے صوبوں کے تمام تر خسارہ کو پورا کرنے کیلئے خصوصی گرانٹ مہیا کرنا دشوار ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم صوبائی سطح پر بھی وسائل میں تھوڑا بہت اضافہ کی کوشش کریں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اولین قدم جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے اخراجات میں ہر ممکن کفایت کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔ ثانیاً محاصل کی وصولی کے نظام کو بہتر بنا کر آمدنی میں اضافہ کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں نظام محاصل کو عام آدمی پر بوجھ ڈالے بغیر بہتر بنانے کی کوشش جاری رکھی جائے گی۔ اس سلسلہ میں تجاویز اس معزز ایوان کی منظوری کیلئے پیش کرتا ہوں۔

(i) MOTOR VEHICLES TAX کی موجودہ شرح کا تعین جولائی 1978 میں کیا گیا تھا۔ نو سال کے عرصہ میں کاروں کی قیمت میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا ہے جبکہ ٹیکس کی شرح میں کوئی اضافہ نہیں ہوا' چنانچہ تجویز ہے کہ :۔

اس وقت تمام کاروں پر 384 روپے سالانہ کے حساب سے یکساں ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ جبکہ مختلف قسم کی کاروں کی قیمتوں میں بہت زیادہ فرق ہے' لہٰذا تجویز ہے کہ 1000cc سے زیادہ اور 1300cc تک کی انجن پاور والی کاروں پر 500 روپے سالانہ اور 1300cc سے زیادہ انجن پاور والی کاروں پر ٹیکس کی شرح 1000 روپے سالانہ کر دی جائے۔ چھ سے زیادہ سیٹوں والی پرائیویٹ گاڑیوں پر ٹیکس کی شرح 96 روپے فی سیٹ سے بڑھا کر 150 روپے فی سیٹ کرنے کی تجویز ہے۔

ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ چھوٹی کار بس' ٹیکسی اور رکشا پر ٹیکس کی شرح میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا' تاکہ اس اضافہ کی وجہ سے کم آمدنی والے طبقہ پر کوئی بوجھ نہ پڑے۔

(ii) اسلحہ لائسنس فیس کی موجود شرح بھی 1978 میں متعین کی گی تھی' وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسلحہ کے حصول میں ضرورت کی بجائے نمائش اور سماجی برتری کا رجحان نمایاں ہوتا چلا گیا ہے۔ حصول اسلحہ میں نمائش کے رجحان کو روکنے اور لائسنس فیس کو موجودہ حالات کے مطابق بنانے کیلئے اسلحہ لائسنس فیس میں مناسب اضافہ کیا جا رہا ہے ۔ ممنوعہ بور کے اسلحہ فیس کی سالانہ شرح اس وقت 150 روپے سے لیکر 200 روپے سالانہ تک ہے ۔ اس کو بڑھا کر 600 روپے سے لیکر 1200 روپے سالانہ تک کیا جا رہا ہے' غیر ممنوعہ بور کے اسلحہ کی فیس کی شرح 36 روپے سے لیکر 75 روپے سالانہ ہے' اس کو بڑھا کر 100 روپے سے لیکر 300 روپے سالانہ تک کیا جارہا ہے ۔ ابتدائی فیس کی شرح میں بھی اسی طرح اضافہ کیا جا رہا ہے ۔ امید ہے اخراجات میں کفایت اور محاصل کی بہتر وصولی کی وجہ سے صوبائی حکومت کے وسائل میں کافی اضافہ ہوگا۔ موٹر وہیکلز ٹیکس اور اسلحہ لائسنس فیس کی شرحوں میں تجویز کردہ اضافہ بھی مزید آمدنی حاصل ہوگی ۔ اس طرح ہم اپنے وسائل میں انشاء اللہ مجموعی طور پر تقریباً 30 کروڑ روپے کا اضافہ کر سکیں گے ۔

جناب سپیکر! جو بجٹ میں نے آج اس معزز ایوان کے سامنے پیش کیا ہے اس کی کئی ایک نمایاں خصوصیات ہیں ۔ میں نے تفصیلاً ان پالیسی اقدامات کا تذکرہ کر دیا ہے جو پسماندہ سماجی اور معاشی حلقوں میں ایک نئی روح بیدار کرنے میں ممدومعاون ثابت ہوں گے۔ وزیراعلیٰ پنجاب جناب محمد نواز شریف کی ولولہ انگیز قیادت میں ہم نے یہ عہد کر رکھا ہے شہر او دیہات کے پسماندہ طبقات کے حالات زندگی کو بہتر بنانا ہماری اولین ترجیح ہے' اپنے باصلاحیت ' باکردار اور بااصول قائد کی رہنمائی میں ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنے اس عہد سے ہرگز انحراف نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہم معاشی ترقی کے کسی ایسے نظریئے پر یقین نہیں رکھتے جس کی بنیاد معاشی یا سماجی طور پر پسماندہ طبقوں کے استحصال پر رکھی گئی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے پالیسی پروگرام مختلف شعبوں کے لئے مخصوص کردہ رقوم اور کارکردگی کے مجوزہ اہداف سب ایک ہی سمت کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور وہ ہے عوام کی بھرپور شراکت کے ذریعے معاشی خوشحالی کا حصول۔ ایک ایسی معاشی خوشحالی جس میں عام آدمی صرف محنت اور قربانی کی حد تک ہی حصہ دار نہ ہو بلکہ اپنی محنت کے ثمر میں بھی برابر کا شریک ہو یہی ہماری سیاسی حکمت عملی اور معاشی فلسفے کا نکتہ آغاز بھی ہے اور بام عروج بھی۔ ہم اس بات پر یقین رکھتے

ہیں کہ عام آدمی کی شرکت کے بغیر کسی مستقل معاشی ترقی کا تصور نہیں کیا جا سکتا اور ان کی شرکت تبھی ممکن ہو سکتی ہے جب خلوص نیت سے ان کے لئے مناسب مادی ذرائع اور معاشرتی لائحہ عمل متعین کر دیا جائے۔ تعلیم' صحت' دیہی سڑکوں کی تعمیر' آب رسانی اور دیہات میں بجلی کی ترسیل کے شعبوں میں ہماری مخلصانہ سرمایہ کار' ترقی کے عمل میں ہماری دیہی آبادی کی شرکت کو یقینی بنائے گی۔ میں اس بات پر پھر اصرار کروں گا کہ معاشی ترقی کو اس کے معاشرتی تناظر سے علیحدہ کرکے دیکھنا بہت بڑی ناانصافی ہے' سماجی ترقی ہی معاشی بہبود کے لئے مناسب راہیں ہموار کرتی ہے۔ عدم اطمینان بیماری اور محرومی کے ماحول میں پروان چڑھنے والی معاشی ترقی کی زندگی انتہائی مختصر ہوتی ہے اور ترقی کا ایسا عمل ایک معکوس صورت اختیار کرکے بہت جلد اپنے منطقی انجام کو پہنچ جاتا ہے۔ معاشی ترقی کے وہ خوبصورت عمارت جس کی بنیاد پسماندہ اور غریب آدمی کے استحصال رہو بہت جلد زمین بوس ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہم معاشی ترقی کے کسی ایسے نظام پر ایمان نہیں لاسکتے جس میں غریب آدمی نہ تو شامل ہو اور نہ ہی وہ اس کے ثمرات سے بہرہ ور ہوسکے۔ معاشی ترقی کے عمل میں شمولیت اور اس کے ثمرات میں شراکت ہر شے کے بنیادی حق ہے اور برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو یہی حق دلانے کے لئے پاکستان وجود میں آیا تھا۔ غیر منصفانہ معاشی ترقی نہ صرف یہ کہ غیر جمہوری ہے بلکہ غیر اسلامی بھی ہے۔ اسلام جو کہ ہم سب کے لئے راہ ہدایت ہے یہ درس دیتا ہے کہ اگر تمہارا پڑوسی تکلیف میں ہے تمہیں سکھ کی نیند نہیں سونا چاہئے۔ ہمارے لئے منبع رشد و ہدایت ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجتہ الوداع میں ارشاد فرمایا۔

" اے لوگو! جو میں نے تم سے کہا اسے غور سے سنو۔ اپنے دل میں یہ بات بٹھا لو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تم سب برابر ہو اور برابر کے حقوق و فرائض رکھتے ہو' تم ایک ہی برادری کے افراد ہو اس لئے تمہارے لئے یہ ممنوع ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی چیز حاصل کرو جو وہ اپنی آزاد مرضی سے تمہیں نہ دینا چاہئے۔"

جناب والا! ہم سب کو ذات' نسل اور سماجی رتبے کی تمیز کئے بغیر' خود اعتمادی' عزم' صمیم اور سبک رفتاری کے ساتھ اپنے ان مقاصد کے حصول کی طرف گامزن رہنا ہے جنہیں ہم نے اپنے لئے ابتدا میں متعین کیا تھا۔ ہمیں اپنی توانائیاں' مادی' مالی اور دماغی وسائل اس بات کو یقینی بنانے کے لئے صرف کرنا ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو ورثے میں ایک زیادہ منصفانہ' آسودہ حال اور محفوظ معاشرہ منتقل کر سکیں۔ اس کٹھن سفر میں اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی کرے اور ہمیں منزل مراد پر پہنچنے کی توفیق

عطا فرمائے۔ (آمین)

پاکستان پائندہ باد (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ میزانیہ بابت سال 1987.88 پیش کر دیا گیا ہے۔

اب اجلاس کل صبح تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس منگل 9 جون 1988، 9.00 بجے صبح تک ملتوی کر دیا گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر، ۸ جون، ۱۹۸۷

(دوشنبہ ۱۰ شوال ۱۴۰۷ھ)

جلد ۱۰ ـــــ شمارہ ۴۵

سرکاری رپورٹ

مندرجات

پیر، ۸ جون، ۱۹۸۷ء

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۱۳۷
وزیر خزانہ کی تقریر بسلسلہ میزانیہ بابت ۸۸-۱۹۸۷ء	۱۳۸

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

سوموار 8 جون 1987

دوشنبہ ۹ شوال ۱۴۰۷ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(س کہف آیت ۴۶۔ س انفال آیت ۲۸۔ س بقرہ ۲۷۲۔ ۲۷۴)

ماں اور بیٹے دنیا کی زندگی کی رونق و زینت ہیں اور اچھائیاں ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔ وہ اجر کے اعتبار سے تمہارے رب کے نزدیک بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔ اور تم جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد ایک بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ اللہ کے پاس اچھائیوں کا بڑا اجر ہے۔

تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دار نہیں ہو۔ بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے۔ ہدایت عطا کرتا ہے اور تم جو مال فلاحی کاموں پر خرچ کرو گے۔ تو اس کا فائدہ تم ہی کو ہوگا۔ اور تم تو جو بھی خرچ کرو گے۔ اللہ ہی کی خوشنودی کے لئے کرو گے۔ اور یہ مال جو خرچ کرو گے وہ تم کو پورا ادا کر دیا جائے گا اور تمہارا ذرا بھی نقصان نہیں کیا جائے گا۔

اور جو لوگ بھی اپنا مال رات و دن پوشیدہ ظاہر اللہ کی پسندیدہ راہوں پر خرچ کرتے ہیں۔ تو ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔ اور نہ ان پر کبھی خوف طاری ہوگا۔ اور نہ وہ کبھی غمزدہ ہوں گے۔

وما علینا الا البلاغ

وزیر خزانہ کی تقریر بسلسلہ میزانیہ بابت 1987.88

وزیر خزانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے صوبہ پنجاب کا مالی سال 1987.88 کا بجٹ پیش کرتا ہوں

جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ آج سے دو برس پہلے اس معزز ایوان میں اپنی ذمہ داریوں کا حلف اٹھاتے ہوئے ہم نے اپنے ہم وطنوں سے یہ عہد کیا تھا کہ ہم جمہوریت کے احیاء اور منتخب نمائندوں پر ان کے اعتماد کو بحال کرنے کی جدوجہد میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔ اور ساتھ ہی اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ اس مملکت خداداد میں قوم کی امنگوں کی بھرپور ترجمانی ہوتی رہے۔ ناقدین کو یہ اعتراض تھا کہ جو پروگرام ہم نے ان مقاصد کے حصول کے لئے ترتیب دیا ہے' اسے پایہ تکمیل تک پہنچانا ہمارے لئے ناممکن ہوگا' لیکن ہم نے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید پر یقین رکھتے ہوئے اس بظاہر غیر ممکن کام کو ساری مشکلات کے باوجود مستقل مزاجی اور محنت شاقہ کے ذریعے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

جناب والا! منتخب نمائندوں اور ان کے رہنماؤں کے لئے تاریخ کا یہ چیلنج کار فرہاد سے کم نہ تھا لیکن ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں جناب محمد خان جونیجو کی مستقل مزاج اور تجربہ کار قیادت میسر آئی اور جناب محمد نواز شریف جیسا ذہین متحرک اور ان تھک رہنما نصیب ہوا جن ک قیادت میں ہم خلوص اور نیک نیتی سے ان مقاصد کے حصول کی طرف گامزن رہے جن کا تعین ہم نے حکومت کا بارگراں اپنے کاندھوں پر اٹھاتے وقت کیا تھا۔ اب ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ قوم امن ترقی اور خوش حالی کے راستے پر گامزن ہے۔

جناب سپیکر! ہم اپنے ضمیر پر کوئی بوجھ لئے بغیر اس بات کا دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم نے اپنے دو سالہ دور اقتدار میں شرافت کی سیاست کو فروغ دینے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ ہم نے کسی کی پگڑی نہیں اچھالی۔ ہم نے کسی چادر اور چاردیواری کے تقدس کو پامال نہیں کیا' ہم نے اپنے سیاسی مخالفین کو نشانہ ستم نہیں بنایا۔ ہم پر یہ الزام تو ہمارے مخالفین بھی نہیں لگا سکتے کہ ہم نے کسی کی کردار کشی کی ہو۔ ہم نے ایک صاف ستھرے سیاسی کھیل کے اصول و ضوابط اور اخلاقیات کا احترام کرتے ہوئے ایک مہذب اور متمدن سیاست کی بنیاد رکھی۔ سیاست میں تقریباً سبھی نو آموز اور پختہ کاروں کی اولین ترجیح اس راستے پر چلنے کی ہوتی ہے' جو انہیں بار بار عروس اقتدار سے ہمکنار کرے۔ ہم بھی با آسانی یہ راستہ چن سکتے تھے۔ لیکن ہم نے الیکشن میں آئندہ کامیابی کی ضمانت ڈھونڈنے کی بجائے یہ عہد کیا کہ ہم جو کار خیر بھی کر سکتے ہیں کر گزریں۔ ان دو

سالوں میں ہماری واحد ترجیح صرف یہی رہی ہے کہ ہم پوری ایمانداری اور مستعدی سے قوم کی خدمت کریں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان مقاصد کے حصول کے راستے میں ہمارے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہیں آئی ۔ ہماری کارکردگی ایک کھلی کتاب ہے۔ ہماری خوبیاں خود اپنی ترجمان ہیں۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے یہ کہ ہم نے اپنی کامیابیوں پر مبالغے کا ملمع چڑھایا ہے۔ نتائج آپ کے سامنے ہیں اور اگر ہم سے کہیں غلطی ہوئی ہے تو اس میں ہماری نیت کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

جناب والا! آپ سے پوشیدہ نہیں کہ ہمارے ہم وطنوں کی غالب اکثریت دیہات میں بستی ہے اور آپ یقیناً ۔ اس امر سے بھی آگاہ ہیں کہ ملکی ترقی کے ثمرات میں دیہات کے غریب عوام کو ان کا جائز حق تو خیر کیا ملنا تھا اس عمل میں ان کا بہت استحصال ہوا ہے ۔ شہروں کو بستے اور پھلتے پھولتے دیکھ کر ہم بہت خوش ہوتے رہے ہیں لیکن ہم نے مڑ کر یہ نہیں دیکھا کہ ہمارے گاؤں ویران ہو رہے ہیں۔ یہ عجیب ستم ہے کہ جو لوگ ہماری زندگی کی پہلی ضرورت یعنی خوراک ہمارے لئے پیدا کرتے ہیں ۔ ماضی میں ان کی زندگی کی ثانوی ضرورتوں کا بھی خیال نہیں رکھا گیا۔کتنے گاؤں ایسے تھے جہاں کے مریض ڈاکٹر کی شکل دیکھنے سے پہلے ہی اپنے آخری سفر پر روانہ ہو جاتے تھے ' کتنی بستیاں ایسی تھی جہاں سکول نام کی کوئی چیز ہی نہ تھی اور بالغرض سکول تھا بھی تو اس میں داخل بچے استاد کے سائے سے محروم تھے صرف اس لئے کہ ڈاکٹر اور استاد یا تو شہروں میں پیدا ہوتے ہیں یا شہروں میں تربیت پاتے ہیں اور ان کے طلسم میں گرفتار وہیں کے ہو کر رہ جاتے ہیں۔ کتنے گاؤں ایسے تھے جنہیں سر شام ہی تاریکی کے مہیب سائے اپنی لپیٹ میں لے لیتے تھے اور اکا دکا چراغوں کی روشنی بجائے ماحول کو منور کرنے کے ان کے سامنے دم توڑتی ہوئی محسوس ہوتی تھی صرف یہی نہیں' انتہائی گرم دوپہروں میں جب ہم ائرکنڈیشنڈ کمروں سے نکلنے کو عذاب سمجھتے ہیں بہت سے کم نصیب لوگوں کو بجلی کا پنکھا تک نصیب نہیں ہوتا ۔

جناب والا ۔ دیہات کے لئے صحت ' تعلیم ' دیہی سڑکوں کی تعمیر اور بجلی کی فراہمی کے قلیل مدت کے جامع منصوبے اور ان پر عملدرآمد کی تیز رفتار اس بات کی ضمانت ہے کہ دیہات کی محرومیوں کے خاتمے کا دن بہت قریب آگیا ہے ۔ وزیراعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کا مقصد غریب آدمی کی فلاح ہے خواہ وہ گاؤں میں رہتا ہے یا شہر کی کچی آبادیوں میں۔ ہماری متمول آبادی اور غریب طبقے میں بڑھتے

ہوئے فاصلے اس بات کے متقاضی تھے کہ اس کا فوری نوٹس لیا جاتا۔ ہمارے رہنماؤں کی سیاسی بصیرت کا اندازہ اسی ایک بات سے ہو جاتا ہے کہ انہوں نے وقت کی نبض وقت کی آواز کو محسوس کرتے ہوئے اس بات کا فیصلہ کیا کہ اس فاصلہ کو کم کرنے کے فوری اقدام کئے جائیں۔ مبادا وقت ہاتھ سے نکل جائے اور التفات دل دوستاں کی پھر کوئی صورت باقی نہ رہے۔ دیہی آبادی کی فلاح کے ساتھ ساتھ شہروں میں بسنے والے غریب لوگوں کو تکالیف کا ازالہ بھی ہماری حکمت عملی کا بنیادی اصول ہے ماضی میں محدود شہری ترقی کے عمل نے بیروزگار غریبوں اور نوواردان شہر کو جھگیوں اور کچی آبادیوں میں ایک غیرمعیاری زندگی بسر کرنے پر مجبور رکھا ہے۔ ان کچی آبادیوں میں سڑکیں ' نالیاں ' تعلیم اور صحت کی سہولیات تقریباً نہ ہونے کے برابر تھیں۔ کسمپرسی ' بیماری اور انتہائی مفلسی کا دور دورہ تھا۔

جناب والا! ہماری حکومت کی حکمت عملی یہ ہے کہ ایسے تمام دیرینہ مسائل کا مستقل بنیادوں پر حل تلاش کیا جائے ' لہٰذا ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ان آبادیوں میں شہری سہولتوں کی بہتر فراہمی کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔ موجودہ مالی سال میں مختص کردہ خطیر رقم سے کچی آبادیوں کے لئے تمام بنیادی شہری سہولتیں فراہم کرنے کا کام شروع کر دیا گیا ہے اور توقع ہے کہ اگلے مالی سال کے آخر تک یہ سہولتیں سب آبادیوں میں مہیا کر دی جائیں گی۔ جناب والا! ہماری پارٹی بجا طور پر حکومت کے اس کارنامے پر فخر کر سکتی ہے۔

جناب والا! اس سے پہلے کہ میں اس معزز ایوان کے سامنے اگلے سال کا بجٹ پیش کروں میرا خوشگوار فرض بنتا ہے کہ میں موجودہ مالی سال کے حوالے سے حکومت پنجاب کی کارکردگی کو بھی اس معزز ایوان کی منظوری کے لئے پیش کروں۔ اس مالی سال کے آغاز پر ہم نے وزیراعظم کے پانچ نکاتی پروگرام اور حکومت پنجاب کی سماجی و معاشی ترجیحات کی روشنی میں یہ وعدہ کیا تھا کہ ہر فرد کو تعلیم کی سہولت فراہم کی جائے گی۔ یہ ان مفلس و نادار لوگوں کے ادھورے خواب کو پورا کرنے کی خصوصی کوشش ہے۔ جن کے بچے سماجی اور اقتصادی ترقی کی منازل محض اس لئے طے نہیں کر پاتے کہ انہیں حصول علم کے یکساں مواقع حاصل نہیں ہیں۔ ہم نے اس دہقان کی ترجیحات بھی تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے جو اس بات پر مجبور تھا کہ وہ اپنے نوعمر بچے کو کھیت پر محنت کے لئے لے جائے یا اسے بھیڑ بکریوں کی حفاظت پر مامور کرے۔ اس دھرتی کے ان کم نصیب بچوں کی تعلیم اس وقت تک ممکن نہ تھی' جب تک ان کی بستیوں میں سکول اور استاد میسر نہ ہوں اور ان کے والدین کی ان

ترجیحات میں بھی تبدیلی واقع نہ ہو جو سماجی ناانصافی کے نظام نے ان پر مسلط کر رکھی تھیں۔ ہم نے دیکھی معاشرے میں ایک بنیادی انقلاب لانے کا جو عہد کیا ہوا ہے' ہمارا تعلیم مہیا کرنے کا عزم صمیم اس تبدیلی کا محرک ہوگا۔ تعلیم کسی انسان کو حیوانی سطح سے اٹھا کر انسانی سطح پر لاتی ہے۔ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تعلیم کے بغیر کسی معاشرے کی ترقی ممکن ہوئی۔ تمام ترقی یافتہ ممالک کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ان کی سیاسی' سماجی اور معاشی ترقی تعلیم اور صرف تعلیم کی مرہون منت ہے' ہم نے تعلیم کے فروغ کے لئے تمام ضروری سہولیات بہم پہنچانے کی بھرپور کوشش کی ہے اور ہماری قومی تاریخ میں پہلی بار اس بات کا اقرار کیا گیا ہے کہ کچھ علاقے تعلیمی سہولیات سے پوری طرح بہرہ ور ہوگئے ہیں۔ جہاں بھی جو خلا موجود ہے وہ حکومت کی اس شعبہ میں خطیر سرمایہ کاری سے پر کر دیا جائے گا۔ موجودہ مالی سال میں اساتذہ کی بیس ہزار سے زائد آسامیاں وضع کی گئیں اور اداروں کی ایک بہت بڑی تعداد کا درجہ بڑھایا گیا۔

جناب والا! میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ ناقدین کی ایک بہت ہی قلیل تعداد کی تسلی کے لئے جو تعلیم کے شعبے میں ہماری کثیر سرمایہ کاری کی مخالفت کر رہے ہیں مناسب جواب دوں۔ مجھے یہ لگتا ہے کہ اصلاح اور جدت صنعتی اور زرعی ترقی حتیٰ کہ علم و عقائد میں بہتری کے آثار بغیر تعلیم کے رونما نہیں ہو سکتے۔ یہ ضروری نہیں کہ سب تعلیم یافتہ افراد ملازمت پیشہ ہی ہوں بلکہ انہیں زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر معاشی ترقی کے عمل میں رونما نہیں ہو سکتے۔ یہ ضروری نہیں کہ سب تعلیم یافتہ افراد ملازمت پیشہ ہی ہوں بلکہ انہیں زیور تعلیم سے آراستہ ہوکر معاشی ترقی کے عمل میں حصہ لیتا ہے اور اس کے ثمرات سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ میں البتہ یہ واضح کئے دیتا ہوں کہ ہم اپنی مجموعی قومی آمدنی کا صرف دو فی صد سے کچھ ہی زائد تعلیم پر خرچ کر رہے ہیں جبکہ یہ شرح جاپان میں 5.8 فیصد جنوبی کوریا میں 4.1 فیصد بھارت میں 3.2 فیصد ایران میں 7.5 فیصد اور ملائشیا میں 5.8 فیصد ہے۔

جناب والا! میں یہ بات نہایت مسرت اور فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے میرٹ کو تعلیمی اداروں میں داخلوں کا واحد معیار مقرر کرکے اپنی پارٹی کے ایک تاریخی فیصلے کو عملی جامہ پہنایا ہے۔ اپنے ذہین وزیراعلیٰ کی قیادت میں ہم نے اس امر کو یقینی بنایا کہ صرف اہلیت ہی داخلوں کی بنیاد ہو۔ ہر ایک سے مساوی سلوک کرکے ہم نے اپنے تعلیمی اداروں کی ساکھ بحال کر لی ہے۔ اس بنیادی فیصلے کو عملی جامہ پہنانا اس معزز ایوان کے اراکین کے اس بھرپور تعاون کے بغیر ممکن نہ تھا۔ جو انہوں نے اپنے اپنے حلقہ نیابت میں ہمارے شامل حال رکھا اور حکومت ان کی تہ دل سے شکر گزار ہے کہ

صرف ان کے تعاون کی وجہ سے یہ کار دشوار آسان ہوگیا۔ ہم امتحانات میں بدعنوانیوں کی روک تھام کرنے میں بھی کامیاب ہوئے ہیں اور ہم نے اس ضمن میں دیگر کئی اصلاحی اقدام بھی کئے ہیں۔ سکولوں اور کالجوں کے اساتذہ کی باقاعدہ تعیناتی پر ایک طویل عرصہ درکار ہوا کرتا تھا۔ اس غیر لچک دار نظام پر نظرثانی کرکے ایک نئے نظام کو متعارف کرایا گیا ہے جو سادہ ہونے کے ساتھ ساتھ مستند بھی ہے۔ نتیجتاً سال رواں میں ماضی کا التوا شدہ تعیناتیوں کا سارا کام ختم کر لیا گیا ہے۔ تعلیمی اداروں کے سربراہوں کو جو ان اداروں کے اندر امن و امان کو بحال رکھنے اور طلباء میں صحیح نظم و ضبط کو راسخ کرنے کے ذمہ دار ہیں ہر قسم کی صورت حال سے برموقع نمٹنے کے لئے ضروری انتظام اور مالی اختیارات دے دیئے گئے ہیں۔

میں اس موقع کی مناسبت سے طلباء سے والدین سے گزارش کروں گا کہ وہ بھی آگے بڑھیں اور تعلیمی ماحول کو بہتر بنانے میں حکومت کی مدد کریں کیونکہ حکومت اس شے میں جس بھرپور کوشش کا تہیہ کیا ہوا ہے اور جن مقاصد کو پیش نظر رکھا ہے والدین کے بھرپور تعاون کے بغیر ان کی تکمیل ممکن نہ ہوگی۔ لہٰذا میری ان سے درخواست ہے کہ وہ حکومت کی ان مساعی جمیلہ میں دست تعاون بڑھا کر اپنے بچوں کو روشن مستقبل کی مضبوط بنیاد رکھیں۔

جناب والا! ہم نے دیہی علاقوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کا عزم کر رکھا ہے تاکہ ہمارے وہ بہن بھائی جو ابتدائے آفرینش سے اس کے حصول کے لئے کڑکتی دھوپ یا منجمد کر دینے والی سردی میں دور دراز فاصلے طے کرتے آئے ہیں اب یہ سہولت ان کی آبادیوں کے نزدیک موجود ہو۔ یہ آبادیاں ماضی کے ترقیاتی پروگراموں میں نظرانداز کی جاتی رہی ہیں۔ ہم نے تاریکی کا پردہ چاک کرنے کے لئے دور دراز کے دیہات کو بجلی مہیا کرنے کا عزم کیا تھا۔ ہم نے یقین دہانی کرائی تھی کہ محنت کش طبقے کو بلاقیمت پلاٹ دیں گے۔ ہم اب ان وعدوں کے ایفا کی منازل میں ہیں۔ پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں مزدور بستیاں لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالہ اور ملتان میں قائم کی جا رہی ہیں جن میں محنت کشوں کو تین تین مرلے کے ہزاروں کی تعداد میں پلاٹ تقسیم کئے جائیں گے اور ان بستیوں میں مثالی تعلیمی نظام کے علاوہ طبی سہولتیں، بجلی، پانی اور سیوریج وغیرہ کی فراہمی بھی کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں لاہور اور فیصل آباد میں معذوروں، بیواؤں، یتیموں اور بے سہارا لوگوں میں بھی 4400 پلاٹ اور 323 فلیٹ تقسیم کئے گئے۔ یہ سکیم اگلے مالی سال میں بھی کم آمدنی والے شہری طبقے کے مفاد میں جاری رکھی جائے گی۔ ہم اس پر اکتفا نہیں کر رہے۔ معاشرے کے ان بے کس اور مجبور طبقات کے لئے

اگلے سال دو کروڑ روپے مختص کئے جائیں گے جو ان کی امداد اور فلاح و بہبود پر خرچ ہونگے۔ ہم نے شہری اور دیہی علاقوں میں رہنے والے غریب لوگوں کو سر چھپانے کی جگہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ہم اس وعدے کو پورا کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ رواں مالی سال کے دوران ہم شہروں کے غریب طبقے کے لئے ایک ریکارڈ تعداد میں پلاٹ تیار کر چکے ہیں۔ یہ امر واقعہ ہے کہ غریبوں کی تکالیف کو صرف وہی حکومت محسوس کر سکتی تھی جو بغیر کسی سیاسی مفاد کی امید کے ایسے عملی اقدامات کرے جو ان کی تشویش ناک رہائشی حالت کو بہتر بنا سکے۔

ملکی تاریخ میں پہلی بار دیہی علاقوں میں ہم نے مزارعوں' دیہی معینان اور دوسرے بے گھر لوگوں کو ان کے خوابوں کی تعبیر دی ہے۔ دیہی غریبوں اور بے گھروں کو جناح آبادیوں میں اب تک تین لاکھ پلاٹ تقسیم کئے جاچکے ہیں۔ اس منصوبے کے تحت ہم نے 1990 تک 6.14 لاکھ پلاٹ مہیا کرنے کا ہدف معین کر رکھا ہے اس منصوبے پر بیس کروڑ روپے پہلے ہی خرچ کئے جاچکے ہیں اور نئے مالی سال کے لئے مزید خطیر رقوم اس مقصد کے لئے رکھی جا رہی ہیں۔

شہری رہائش کے منصوبوں اور کچی آبادیوں میں سرمایہ کاری پر کبھی کبھی صرف تنقید برائے تنقید کی غرض سے اعتراض کیا جاتا ہے یہ جانے بغیر کہ پنجاب میں اس وقت سات لاکھ رہائشی یونٹوں کی کمی ہے۔ شہری آبادی کی تقریباً ایک چوتھائی کچی آبادیوں میں رہتی ہے اور شہری آبادی میں اضافے کی 4.3 ٪ شرح کے باعث ایک رہائشی یونٹ میں اوسطاً پانچ کی بجائے سات آدمی رہتے ہیں۔ دیہی علاقوں کی حالت اس سے بھی ابتر ہے۔ وہاں صرف 5 فیصد لوگ پکے مکانوں میں رہتے ہیں۔ جبکہ بقیہ آبادی یا تو کچے مکانوں میں رہائش پذیر ہے یا ان کے پاس سر چھپانے کی کوئی بھی جگہ نہیں لہٰذا اس شعبے میں زیادہ سرمایہ کاری کو اس کے صحیح تناظر میں دیکھا جانا چاہئے۔ جہاں تک موجودہ حکومت کا تعلق ہے ہمیں اس شعبے میں اپنی کارکردگی پر فخر ہے اور ہمارا ارادہ اگلے مالی سال میں کچی آبادیوں اور شہری رہائشی منصوبوں پر اس سے بھی زیادہ سرمایہ کاری کرنے کا ہے۔

ہم نے دیہی علاقوں میں مناسب طبی سہولتوں کی فراہمی کا وعدہ کیا تھا اور ایک خطیر سرمایہ کاری کے ذریعہ ہم بیشتر یونین کونسلوں میں بنیادی مراکز صحت اور تمام مراکز میں دیہی مراکز صحت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ہم ان مراکز کو زیادہ مناسب ہیت' جدید آلات' تجربہ کار ڈاکٹر اور ذیلی عملہ مہیا کرکے ان کا درجہ بلند کرنے کا عمل بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: میں اب مالی لحاظ سے موجودہ سال کی کارکردگی کا تذکرہ کروں گا۔ میں بجٹ کے اعداد

و شمار اور ان کی تفصیل سے پہلو تہی کر سکتا تھا کیونکہ یہ تفاصیل اس معزز ایوان کو پیش کردہ بجٹ کی کتابوں میں موجود ہیں ۔ مجھے اس حقیقت کا بھی اعتراف ہے کہ بجٹ کے اعداد و شمار صرف غیر دلچسپ ہی نہیں بلکہ کبھی کبھی بیزار کن بھی ہوتے ہیں لیکن اولاً ۔ تو شاید ان سے کنارہ کشی کرنا اس لئے مناسب نہیں ہوگا کہ ان کا ایوان کے سامنے پیش کرنا بجٹ کی تاریخی روایت کا ایک حصہ ہے اور حکومت کی حکمت عملی ان سے واضح طور پر مترشح ہوتی ہے ۔ ثانیاً ۔ یہ کہ بظاہر ان جذبات سے عاری اعداد شمار کو جب ایک نمائندہ حکومت جست اور مقصدیت دے دیتی ہے۔ تو ان سے ایک بہت ہی پر معنی تجربے کا اظہار ہوتا ہے ۔

ہم نے اس سال کا آغاز بیس ارب تین کروڑ اٹھائیس لاکھ روپے کے رواں اخراجات کے تخمینے سے کیا تھا ۔ ہمیں ان اخراجات کو سات ارب چھ کروڑ سڑسٹھ لاکھ روپے کے وفاقی قابل تقسیم محصولات کے حصے ' چار ارب سڑسٹھ کروڑ 35 لاکھ روپے کے صوبائی محاصل اور پانچ کروڑ چار لاکھ روپے کے وفاقی عطیے سے پورا کرنے کا اختیار دیا گیا تھا حسابات سرمایہ (CAPITAL ACCOUNT) کو شامل کرنے کے بعد ہمیں آٹھ ارب 33 کروڑ 62 لاکھ روپے خسارے کا سامنا تھا جو خصوصی وفاقی گرانٹ سے پورا ہونا تھا ۔ 1986-87 کے ترمیم شدہ بجٹ میں صوبائی محاصل میں اضافے اور اخراجات میں ہر ممکن بچت کے ذریعے خسارہ کم ہو کر آٹھ ارب چودہ کروڑ ستائیس لاکھ روپے رہ گیا ہے ۔ گندم پر سبسڈی (SUBSIDY) کے ہمارے اخراجات میں بھی بہتری کی صورت پیدا ہوئی ہے یہاں میں گندم کی خرید اور ذخائر سے اس کی فروخت کی نئی حکمت عملی کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ گندم کی فراہمی اب صرف شہروں تک ہی محدود نہیں ہی بلکہ یہ سہولت اب دیہی علاقوں تک بڑھا دی گئی ہے ۔ جہاں حکومت دو ہزار روپے فی ٹن کی قیمت (SUPPORT PRICE) پر گندم خریدنے کی پابند ہے۔ وہاں ہر شہری کو اس بات کی پوری آزادی ہے کہ وہ گندم کی کوئی بھی مقدار حکومت سے اسی نرخ پر خرید سکے۔ اس طرح گندم کی نقل و حمل' سٹوریج اور اسی قسم کی دوسری خدمات پر اٹھنے والے تمام اخراجات حکومت کو برداشت کرنا ہوں گے۔ اس نئے نظام کے ذریعے اگر ماضی کی بے ضابطگیوں کی مکمل بیخ کنی نہ بھی ہو سکی تو بھی کافی حد تک ان کا قلع قمع ہو جائے گا ۔ اس نئی پالیسی کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ حکومت کے ذخائر سے گندم ' باقاعدہ فراہمی سے گندم کی قیمت کو حسب خواہش استحکام دیا جا سکے گا ۔ تیرا خوشگوار پہلو اس کا یہ ہے دیہی علاقوں میں رہنے والے ہمارے بہن بھائی اس حکمت عملی اور سہولت سے برابر کا فائدہ اٹھا سکیں گے کیونکہ پرانے نظام

میں مرتسم امتیازی سلوک کو اب دیہی آبادی کے مفاد میں یکسر ختم کر دیا گیا ہے ۔ ترمیم شدہ تخمینوں میں سبسڈی کا بل رواں مالی سال کے آخری مہینوں میں نسبتاً کم خریداری کی وجہ سے بارہ کروڑ روپے کم ہو گیا ہے ۔ یہ حکومت کی اپریل کے بعد کھلی منڈی میں گندم جاری کرنے کی کامیاب پالیسی کی وجہ سے ممکن ہو سکا ہے ۔

جناب والا ۔ قبل اس کے کہ میں ترمیم شدہ بجٹ کی دوسری تفاصیل کا تذکرہ کروں میں اپنے صوبے کے کسان کا ذکر کرنا چاہوں گا جو انتہائی محنتی ہے اور جس کا اپنے کھیتوں کے ساتھ پیار اور زمین کے ساتھ کیا ہوا عہد بہت سے دوسرے لوگوں کے اپنے اپنے پیشوں کے ساتھ خلوص سے کہیں زیادہ گہرا اور مضبوط ہے۔ اگرچہ قدرت خریف میں ہم پر بہت مہربان رہی لیکن ربیع میں بے موسم بارشوں نے فصل کا خاصا نقصان کیا۔ آفت زدہ علاقوں میں ہمارے کاشتکار بھائیوں کو کافی مصائب کا سامنا کرنا ہے ۔ حکومت نے اپنی پوری کوشش کی ہے کہ انہیں مناسب سہولتیں اور امداد مہیا ہو جائے تاکہ یہ اندوہناک صورتحال ان کی معاشی حالت کو غیر متوازن نہ کر دے۔ ایسی سہولیات میں مالیانہ' آبیانہ اور عشر کی معافی اور قرضہ جات اور بجلی کے بلوں کی ادائیگی کا التواء شامل ہے ۔ ہم ایسے سانحوں کے ضمن میں اپنے لائحہ عمل میں ترمیم کر رہے ہیں اور اسی سال کے دوران ہمارا ارادہ تمام متعلقہ اقدامات اور انتظامات میں مناسب تبدیلی کرکے اپنے آپ کو اس قابل بنانا ہے کہ مستقبل میں ایسے ہنگامی مصائب سے نمٹنے کے لئے ہم خود کو بہتر طور پر تیار اور مستعد پائیں ۔ میں حکومت کے اس عہد کی دوبارہ یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں جو ہم نے ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم زمین کے مالک چھوٹے کاشتکاروں کی فلاح کے لئے کیا ہے۔ ایسے کاشتکار صوبے کے 72 فیصد کھیتوں کے مالک ہیں ۔ انہیں جپسم 50 فیصد کے رعایتی نرخ پر اور 12000 روپے تک بلامنافع قرض فراہم کرنے کے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں ۔ فصلوں پر سپرے کرنے والی مشینوں کی 50 فیصد رعایتی نرخ پر فراہمی اور ڈیزل ٹیوب ویلوں کے لئے 16000 سے لے کر 20000 روپے تک کی امداد بھی ایسے ہی چھوٹے کاشتکاروں کو دی جارہی ہے ' حکومت نے پہلے ہی منڈی پر سے کنٹرول ہٹا لیا ہے ۔ اور باسمتی کی سرکاری قیمت خرید 102 روپے فی 40 کلو گرام سے بڑھا کر 130 روپے کر دی گئی ہے ۔ کاشتکاروں کے مطالبہ پر چینی کی ملوں کے لئے زون سسٹم ختم کر دیا ہے ۔ جن علاقوں میں لفٹ ارریگیشن ناگزیر ہے وہاں 2.50 فیصد رعایتی قیمت پر لفٹ پمپ مہیا کئے جا رہے ہیں ۔ اسی سرح سطح مرتفع پوٹھوہار' ڈیرہ غازی خان اور میانوالی جیسے علاقوں میں کئی پھٹی زمینوں کی بحالی کے 50 فیصد اخراجات بھی

حکومت برداشت کر رہی ہے۔ ہمیں تسلیم ہے کہ یہ سہولتیں یقیناً۔ ضرورت سے کم ہیں اسی لئے حکومت بہتر بیج اور کھاد کی فراہمی بہتر معاشی ماحول اور تعلیم و تحقیق کی اضافی کوششوں کے ذریعے تیز رفتار زرعی ترقی کو ممکن بنانے کا عزم رکھتی ہے۔

جناب والا! ترمیم شدہ تخمینوں کے ضمن میں میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگرچہ محکمہ مال ' تعلیم ' عمومی انتظامیہ ' صحت ' تعمیرات عامہ اور مواصلات کے شعبوں میں کچھ بچت ہوئی ہے تاہم کچھ دوسرے شعبوں میں ایسے ناگزیر اخراجات کو پورا کرنے کے لئے اضافی رقوم فراہم کرنا پڑی ہیں جن کا اندازہ رواں مالی سال کا بجٹ تیار کرتے وقت نہیں کیا جاسکتا تھا۔ علاوہ ازیں ایک کروڑ روپے کی اضافی رقم محکمہ جنگلات کو پرانے درختوں کی کٹائی کے لئے مہیا کی گئی ۔ جس سے محکمہ جنگلات کی آمدنی کی مد میں تین کروڑ پچاس لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ۔ محکمہ آب پاشی کو سیلاب کی روک تھام کے لئے بند مضبوط کرنے کے لئے پانچ کروڑ روپے کی رقم دی گئی۔ اسی طرح پولیس کی تنظیم نو اور اسے زیادہ فعال بنانے کے لئے تقریباً۔ نو کروڑ روپے دیئے گئے۔ تفریحی ٹیکس سے متوقع آمدنی میں تین کروڑ روپے کی کمی ہوئی ہے اور محکمہ صحت کی آمدن میں دو کروڑ روپے کی کمی بسترفیس کی اس تنسیخ سے ہوئی ۔ جس کا اعلان سابقہ بجٹ میں کیا گیا تھا۔ کچھ محاصل کی صورت حال میں بہتری پیدا ہوئی۔ خصوصاً۔ محکمہ جنگلات سے آمدنی اور کپاس کی فیس میں ۔ اس طرح بالاخر ہمارے وسائل میں انیس کروڑ روپے کی بہتری ہوئی۔ ہمارے چھ ارب 87 کروڑ روپے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سرمایہ کاری کے لئے دستیاب وسائل میں 26 کروڑ ستاسی لاکھ روپے کی کمی وفاقی حکومت کے اس خرچ کو برداشت کرنے سے معذرت کی وجہ سے ہوئی ۔ ہم نے البتہ اپنے ترمیمی تخمینوں میں اس ترقیاتی خرچ کو کم نہیں کیا تاکہ سماجی بھلائی کے منصوبے متاثر نہ ہوں۔

جناب والا ! کچھ اہم شعبوں میں خطیر سرمایہ کاری اور معاشی عمل کو صوبائی اور قومی سطح پر مناسب جہت ملنے کی وجہ سے ہماری معیشت پر پہلے ہی کافی خوش کن اثرات مرتب ہو چکے ہیں۔ ہماری مجموعی قومی آمدنی (جی ۔ ڈی ۔ پی) میں اضافے کی شرح 6.7 فی صد سے بڑھ کر 7 فی صد ہونے کی توقع ہے جبکہ زراعت اور صنعت کے شعبوں میں علی الترتیب 5.9 فیصد اور 7.4 فی صد کا اضافہ متوقع ہے ۔ چاول اور کپاس کے پیداواری تخمینے اپنے معین شدہ اہداف سے بڑھے ہیں جبکہ گندم کے سلسلے میں کمی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ رواں مالی سال میں ہماری کپڑے کی صنعت کو کافی فروغ حاصل ہوا ہے ۔ اور سیمنٹ ' کھاد ' سوتی دھاگے اور سوتی کپڑے کے پیداواری ہدف نہ صرف حاصل

کر لئے گئے ہیں بلکہ ان شعبوں میں توقع سے زیادہ پیداوار ہوئی ہے ' صنعتوں کی مزید ترقی کے لئے صنعتی سرمایہ کاری کی حدود کو بڑھانے اور چینی ' سوت ' کھاد ' ادویات اور دفاع میں استعمال ہونے والے برقی آلات کی صنعتوں پر کنٹرول کا حالیہ خاتمہ ہمارے مستقبل کے سرمایہ کاروں کے لئے مہمیز کا کام دے گا۔ بنکاری کے نظام میں جزوی عدم مرکزیت بھی نئے سرمایہ کاروں کے لئے کافی مدد و معاون ثابت ہوگی۔

ہماری صنعتی ترقی کا سب سے حوصلہ افزا پہلو جھنگ اور چونیاں میں بلامحصول علاقوں کا قیام ہے جن سے اس صوبے میں سست رفتار صنعتی ترقی کو پھلنے پھولنے کے بہتر مواقع میسر آئیں گے ۔ میں یہاں یہ ذکر کرتا چلوں کہ غریب آدمی اور پس ماندہ آبادیوں کے ساتھ کیا گیا عہد اگرچہ ہمارا مقصد حیات ہے لیکن ہم اس کے ساتھ ساتھ صنعتی ترقی کی بنیادی ضروریات اور مستقل معاشی نمو کی طرف سے بھی غافل نہیں ہیں۔ جن اقدامات کا میں نے ابھی تذکرہ کیا ہے وہ اس مقصد کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ لہٰذا میں اپنے صنعت کار بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ وہ آگے بڑھیں اور ان سہولتوں سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ وہ ہمیں موجودہ نظام میں درپیش ان مشکلات کو دور کرنے میں ہر طرح سے معاون پائیں گے جس سے مستقبل کے سرمایہ کاروں کے لئے مسائل پیدا ہونے کا خدشہ ہو۔ ہمیں اس بات کا بھی پورا پورا احساس ہے کہ جب تک دیہی اور گھریلو صنعتوں کی بنیاد کو فروغ نہیں ہوتا۔ صنعتوں کے فروغ او دیہی علاقوں میں روزگار کے مواقع میں اضافہ ممکن نہیں ہوگا۔ روزگار کے یہ مواقع چھوٹی صنعتوں کے شعبے میں بہتر طور پر مہیا ہو سکتے ہیں جس کی پیداواری صلاحیت اگرچہ کل صنعتی پیداوار کا 28 فیصد ہے لیکن 80 فیصد صنعتی کارکنوں کا روزگار اس سے وابستہ ہے۔ علاوہ ازیں چھوٹی صنعتوں میں روزگار کے مواقع مہیا کرنے پر لاگت بڑی صنعتوں کے مقابلے میں کہیں کم ہے ۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے ذریعے ہمارے دیہی صنعت کاری اور خود روزگاری کے منصوبے ایک سادہ سی ابتداء ہے۔ دیہی صنعتوں کے پروگرام کا مقصد ان خاندانوں کو اضافی آمدنی مہیا کرنا ہے ۔ جو زراعت پیشہ نہ ہیں یا زرعی شعبہ میں انہیں ان کی صلاحیتوں سے کم روزگار میسر ہے ۔ علاوہ ازیں اس کا مقصد دیہات سے شہروں کی طرف آبادی کی منتقلی کو روکنا اور دیہی علاقوں میں رہنے والے سرمایہ کاروں کا ایک طبقہ پیدا کرنا ہے ۔ اسی طرح خود روزگاری کے پروگرام کا واضح مقصد بھی پڑھے لکھے بے روزگاروں ' فنی تجربہ رکھنے والے باہر سے لوٹنے والے پاکستانیوں اور ایسا ہی تجربہ رکھنے والے نوجوانوں کو روزگار کے مواقع مہیا کرنا ہے ۔ یہ پروگرام بے روزگاری کا مناسب سدباب کرنے کے

ساتھ ساتھ چھوٹے قصبوں اور شہروں کے غیررسمی شعبوں میں مفید روزگار مہیا کرنے کی بنیاد بھی رکھیں گے۔ اس منصوبے کو اس طرح وضع کیا گیا ہے کہ آمدن کے لحاظ سے نچلا متوسط طبقہ صرف 30 فیصد ذاتی سرمائے اور پیداوار کا عمل شروع کر سکے گا۔ میں یہاں یہ بتاتا چلوں کہ اس پروگرام میں آسان شرائط پر رعایتی قرضے مہیا کئے جاتے ہیں جو ماضی کی صنعتی حکمت عملی سے یکسر مختلف ہے اور اس کا مقصد دیہی علاقوں میں صنعت کاروں کے ایک طبقے کو وجود میں لاکر صنعتی ماحول میں ایک خوشگوار تبدیلی لانا ہے۔ ہم اس مقصد کے لئے بھی قومی بینکوں سے قرض کی رقم معین کرانے کے لئے انتہائی کوشاں ہیں۔ صوبے میں مزید صنعتی علاقوں کے قیام کے لئے ہماری کوششیں جاری ہیں۔ فیصل آباد، گوجرانوالہ اور ساہیوال میں ایسے علاقے قائم کرنے کا رواں مالی سال کا ہدف پہلے ہی پورا ہو چکا ہے۔

جناب ولا۔ اگلے مالی سال میں ہم نے ایک ریکارڈ رقم سالانہ ترقیاتی پروگرام اور رواں اخراجات کی مدات میں آبادی کے مفاد کے لئے رکھی ہے۔ ہم نے تعلیم، صحت، دیہی سڑکوں، آبنوشی کے منصوبوں، دیہات میں بجلی پہنچانے اور افرادی قوت کی منصوبہ بندی کے لئے خطیر رقوم مختص کی ہیں۔ دیہی علاقوں میں بسنے والے ہمارے بہن بھائی ایک عرصہ تک مصائب کا شکار ہیں۔ یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ ماضی میں تقسیم وسائل کا نظام ان کے حق میں بڑا غیر منصفانہ رہا ہے۔ ان کی پیدا کی ہوئی بنیادی اشیاء سے ہم قیمتی زرمبادلہ کماتے ہیں۔ جس نے ہماری معاشی ترقی میں حیات آفرین خوں کا کردار کیا ہے اور اکثر شہری علاقوں میں معیار زندگی میں اس سے خوشگوار تبدیلی ہوئی ہے لیکن دہقان اور دیہی مزدور کے روز و شب میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔ ہم نے عہد کر رکھا ہے کہ ہم اپنے نظام میں سے غریب کا معاشی استحصال ختم کرکے دم لیں گے۔ ہمارا عزم ہے کہ ان کے بچے اور بچیاں علم کی قوت سے بہرہ ور ہو کر غربت اور افلاس کی موجودہ زندگی سے نجات حاصل کر سکیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان کی جسمانی اور دماغی صلاحیتیں بیماری کی زد میں نہ آئیں اور انہیں مناسب طبی سہولتیں دستیاب ہوں۔ ہماری خواہش ہے کہ انہیں پانی جیسی بنیادی ضرورت کی دستیابی کے لئے میلوں کا سفر طے نہ کرنا پڑے۔ ہمارا ان سے عہد ہے کہ انہیں بجلی کی سہولت میسر کریں اور دیہی آبادی جو عسرت، بے علمی اور جمود کا شکار ہے۔ اس کا معیار زندگی بہتر ہو، ترقی کا عمل عموماً سست رفتار ہوتا ہے لیکن ہم نے اسے ایک بھرپور جست عطا کی ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ ہم ان غریب لوگوں کی امنگوں کی ترجمانی کریں جن کا مدتوں کی بے عملی، احتجاجی سیاست اور کھوکھلے وعدوں کی وجہ سے ہر نظام پر سے اعتقاد

اٹھ گیا ہے۔

جناب سپیکر! جب ایک حقیقی طور نمائندہ اور مخلص حکومت اور عامتہ الناس ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلیں تو قوموں کی تقدیر بدل جاتی ہے۔ یہ امر یقیناً ہمارے لئے باعث فخر ہے کہ وہ قوتیں جو ایک مدت تک خوابیدہ رہی ہیں' اب پوری رفتار سے متحرک ہیں اور ہم اگر اپنی مشترکہ مساعی سے اسی طرح آگے چلتے رہے تو انشاء اللہ ہم معاشی اور سماجی جمود کو توڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اب تک حاصل کردہ نتائج نے ان شعبوں کی ترقی میں جن کا میں نے ابھی تذکرہ کیا ہے خاطر خواہ اثرات مرتب کئے ہیں اور جناب وزیراعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت مختص شعبوں میں حاصل کردہ کامیابیوں نے عوام میں ایسا جوش و جذبہ پیدا کیا ہے جو ہماری ملکی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔ ہمارا عہد اور ہماری خواہش ہمارے اعمال سے مترشح ہے۔

جناب والا! 1987,88 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں چار ارب ساٹھ کروڑ روپے کی خطیر رقم' تعلیم' صحت' دیہی آب نوشی' دیہی سڑکوں اور دیہات میں بجلی پہنچانے کے لئے مختص کی گئی ہے جبکہ پانچ ارب اٹھاون کروڑ روپے کی رقم رواں بجٹ میں صرف تعلیم کے شعبے میں معینہ اہداف کو پورا کرنے کے لئے رکھی گئی ہے۔ اساتذہ کی چالیس ہزار اسامیاں موجودہ سکولوں میں تعلیمی عملے کی پوزیشن مستحکم کرنے کے لئے اگر آئندہ مالی سال میں کھولے جانے والے سکولوں میں ایسے عملے کی ابتدائی تعیناتی کے لئے تجویز کی گئی ہیں۔ شعبہ تعلیم کے مجوزہ رواں بجٹ میں مہیا کردہ پانچ ارب اٹھاون کروڑ روپے کی رقم پچھلے سال کی اس شعبہ کے لئے مختص رقم سے 79 کروڑ روپے زیادہ ہے۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس شعبہ کے لئے ایک ارب 16 کروڑ روپے تجویز کئے گئے ہیں۔ ہمارا زیادہ تر زور پرائمری اور ثانوی تعلیم کے فروغ پر ہوگا جس پر اس رقم کا 81 فیصد حصہ خرچ ہوگا۔ اگلے مالی سال میں 1462 نئے مسجد سکولوں' بچیوں کے لئے 2900 نئے پرائمری سکولوں کے قیام اور بچیوں کے 336 پرائمری سکولوں کو مڈل اور لڑکوں کے 333 مڈل سکولوں کو ثانوی درجہ تک بڑھانے کو یقینی بنایا جائے گا۔ بے عمارت پرائمری سکولوں کو عمارات مہیا کرنے کے لئے دس کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ہم نے تیسرے پرائمری منصوبے کے نام سے چھ سال کے عرصے میں 5100 نئے پرائمری سکولوں کے قیام اور 5100 بے عمارت سکولوں کی عمارات کے منصوبے کے لئے غیر ملکی امداد کی یقین دہانی بھی حاصل کر لی ہے۔ فنی تعلیم کے شعبہ میں گوجرانوالہ' ڈیرہ غازی خان اور کوٹ ادو کے پولی ٹیکنیک اداروں اور قصور' ٹوبہ ٹیک سنگھ' مری اور چشتیاں کے کمرشل ٹریننگ اداروں کی

عمارات کی تعمیر کے لئے 2 کروڑ روپے دیئے جائیں گے۔ پہلے سے جاری پروگرام کے تحت آٹھ کالجوں کی عمارات کی تعمیر اور چھ انٹرمیڈیٹ کالجوں کے قیام کے علاوہ اگلے مالی سال میں 11 نئے انٹرمیڈیٹ کالج قائم کئے جائیں گے۔ خواتین کے لئے پانچ ووکیشنل ادارے چشتیاں ' شورکوٹ' شکرگڑھ' چکوال او کھاریاں میں قائم کئے جائیں گے۔ سکولوں اور کالجوں میں کتابوں ' ساز و سامان اور کھیل کی سہولتیں بہم پہنچانے کے علاوہ رواں بجٹ کے ذریعے کثیر تعداد میں تعلیمی اداروں کا درجہ بڑھایا جائے گا۔ معذور بچوں کو پڑھانے والے اساتذہ کے لئے لاہور میں ایک دوران ملازمت تربیت کا ادارہ کھولا جائے گا۔ سکولوں اور کالجوں کو کھیلوں اور دیگر غیر نصابی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے میچنگ گرانٹ مہیا کی جائے گی ۔ سکولوں اور کالجوں کی عمارات کی حالت بہتر بنانے اور ان کی مناسب دیکھ بھال کے لئے 16 کروڑ روپے کی رقم مہیا کی جائے گی ۔ طلباء اور اساتذہ کے تناسب کو مزید بہتر بنانے کے لئے سال 1987.88 میں پرائمری اور ثانوی سکولوں میں مختلف مضامین پڑھانے والے اساتذہ کی30472 اسامیاں اور کالجوں میں مزید 2215 اسامیاں رکھی گئی ہیں۔ محکمہ تعلیم کی انتظامیہ کو درپیش کئی مشکلات کی وجہ سے دوران سال کئی بار تعلیمی عمل میں رخنہ انداز ہوتی رہتی ہے۔ کالجوں کے پرنسپلوں کے حالات کار بہتر بنانے کے لئے 600 روپے ماہوار کا چارج الاؤنس دیا جائے گا ۔ اداروں کی روز مرہ ضروریات کے لئے بھی ان کو کافی رقوم مہیا کی جائیں گی۔ امید ہے کہ نئے بجٹ میں مختلف سہولتوں کی فراہمی کے لئے رکھی گئی رقوم سے شعبہ تعلیم میں ٹھوس اور حقیقی بہتری کی صورت نکل آئے گی۔

جناب والا! اس شعبے میں خواتین کی تعلیم اب بھی ہماری پالیسی کا امتیازی نشان ہے دوسرے شعبوں میں بھی اسی قسم کی پالیسیوں کی ترویج کی کوشش ہو رہی ہے ۔ البتہ تعلیم ہی خواتین کے اس نئے کردار میں جو انہیں اب تک کے مردوں کی برتری والے معاشی اور سماجی ماحول میں ادا کرنا ہے ' اہم اور مثبت تبدیلی کا سب سے اہم محرک ہوگی اور اس سے سماجی اور اقتصادی نظام میں خواتین زیادہ فعال اور مثبت طریقے سے شرکت کر سکیں گی۔ معاشی ترقی کے میدان میں عورتوں کے محدود کردار کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ باضابطہ ملازمت میں ان کا حصہ صرف 5 فیصد ہے۔ خواتین کے لئے موافق حالات کار کی فراہمی البتہ اس کے لئے بنیادی ضرورت ہے جو کہ بیشتر شعبہ جات میں تاحال میسر نہیں ہو پائی ہم نے اس محرومی کا اندازہ کرتے ہوئے ملازم پیشہ خواتین کے لئے تحصیل کی سطح پر ہوسٹل تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا ہے جو بتدریج مرکز کی سطح پر بھی تعمیر کئے جائیں گے۔

جہاں ہم نے خواتین کے لئے مختلف شعبہ جات میں بھی سرمایہ کاری کی ہے وہاں ان کے الگ منصوبہ جات کے لئے 6.65 کروڑ روپے کے اضافی فنڈز بھی مہیا کئے گئے ہیں' جن کی تکمیل سے خواتین کے لئے خود انحصاری ' آمدنی میں اضافہ اور فنی تعلیم کے فروغ کے بہتر مواقع میسر ہوں گے ۔ ہماری یہ بھی کوشش ہے کہ پولی ٹیکنیک ' دستکاری ' کمپیوٹرز' مرغبانی اور خانہ داری جیسے اہم امور میں عورتوں کے لئے علیحدہ تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں ۔ ان تمام اقدامات سے خواتین کی فلاح کے لئے شروع کئے گئے دوسرے منصوبہ جات کو بھی تقویت ملے گی ۔

جناب والا! زراعت آج بھی ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور اسی لئے جناب وزیراعلیٰ کی خصوصی ہدایت پر اس کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سب سے زیادہ رقم رکھی گئی ہے ۔ سال 1986.87ء کے 101 کروڑ 88 لاکھ کے مقابلے میں آئندہ سال اسی شعبے کے لئے 144 کروڑ اور 86 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ دیہات میں زندگی کا معیار بہتر بنانے اور زرعی ترقی کو تیز تر کرنے کے لئے کھیت سے منڈی تک سڑکیں بنانے کیلئے ایک کثیر رقم مختص کی گئی ہے۔ مالی سال 1986.87 کے 57 کروڑ 10 لاکھ روپے کے مقابلے میں اگلے سال کے لئے اس مد میں 98 کروڑ 71 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے تاکہ پنجاب میں رواں مالی سال کے دوران بننے والی 1521 کلو میٹر سڑکوں کے مقابلے میں اگلے سال کا 2453 کلومیٹر کا ہدف پورا ہو سکے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگلے مالی سال کے اختتام تک اس پروگرام کے تحت بننے والی سڑکوں کی جملہ لمبائی 10500 کلو میٹر ہو جائے گی ۔ ہم نے اگلے مالی سال میں 1500 (آبپاشی کے) کھالوں کی اصلاح کے لئے 26 کروڑ روپے کی رقم رکھی ہے۔ اس طرح 1987.88 کے اختتام تک ہم مختلف پروگراموں کے تحت تقریباً 9000 کھالوں کی اصلاح کر چکے ہوں گے۔ زراعت کی توسیع اور تعلیم کی مدات کے لئے بھی زیادہ رقوم رکھی گئی ہیں۔ زرعی انجینئرنگ کے شعبہ کو بھی مشینری اور زرعی آلات مہیا کر کے مزید مضبوط کیا جا رہا ہے تاکہ کرایہ پر مشینوں کے حصول کو آسان یقینی اور ارزاں بنایا جا سکے ۔ زرعی شعبے میں باقی رقوم اور زراعت سے متعلقہ دوسرے شعبوں مثلاً حیوانات ' جنگلات اور ماہی پروری کے لئے مختص رقوم کے شمول سے اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں زراعت کا حصہ 165 کروڑ 96 لاکھ روپے تک بڑھ جائے گا۔

جناب والا! صحت کے شعبے میں اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام کے تحت 142 کروڑ 82 لاکھ روپے اور رواں بجٹ میں 172 کروڑ 49 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ اگلے سال 430 بنیادی مراکز

صحت اور 80 دیہی مراکز صحت میں بہتر خدمات کی فراہمی اور 300 بنیادی مراکز صحت اور 33 دیہی مراکز صحت کا قیام ہماری کوشش کا ایک حصہ ہے۔ میں آپ کو یاد دلاتا چلوں کہ پانچ نکاتی پروگرام کے تحت ہم اس بات کے پابند ہیں کہ 1990 کے آخر تک ہر یونین کونسل میں ایک بنیادی مرکز صحت قائم کر دیا جائے۔ یہ امر ہمارے لئے باعث مسرت ہے کہ موجودہ حکومت نے یہ ہدف پورا کر لیا ہے اور سب مراکز میں دیہی مراکز صحت قائم ہو چکے ہیں جبکہ مالی سال 1987.88 کے خاتمے تک سب یونین کونسلوں میں بنیادی مراکز صحت قائم ہو جائیں گے۔ ہر بنیادی مرکز صحت میں دو بستر اور ایک لیبر روم مہیا ہو گا جبکہ ہر دیہی مرکز صحت میں 20 سے 24 بستروں کا وارڈ' دانتوں کا کلینک ایکسرے یونٹ ایمبولینس اور ٹیلی فون کی سہولت فراہم کی جائے گی۔ ہر بنیادی مرکز صحت کو ایک ڈاکٹر اور دیگر طبی عملہ بھی دیا گیا ہے۔ ہم اپنے شہری ہسپتالوں کو بھی مضبوط بنیادوں پر استوار کر رہے ہیں۔ عوارض قلبی کا ایک مرکز کان' ناک اور گلے کے علاج کا ایک مرکز نیو کلیائی طبی مرکز سرطان کے علاج اور تحقیق کا اور بچوں کے علاج کا ایک ادارہ قائم کیا جا رہا ہے۔ سروسز ہسپتال میں دو سو بستروں پر مشتمل بلاک میں طبی عملہ اور باقی ضروری سہولتیں 1987.88ء کے مالی سال کے دوران مہیا کر دی جائیں گی۔ اسی طرح لاہور جنرل ہسپتال کے نیورو سرجری وارڈ۔ پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ اور میو ہسپتال میں خدمات کو بہتر بنانے کے لئے کافی رقوم مختص کی گی ہیں۔ رواں بجٹ میں طبی آلات خریدنے کے لئے پندرہ کروڑ روپے فراہم کئے جائیں گے۔ جب کہ ترقیاتی بجٹ میں اس مد کے تحت 33 کروڑ 5 لاکھ روپے مختص ہوں گے۔ تحصیل ہسپتالوں میں 400 ضلعی ہسپتالوں میں 250 اور تدریسی ہسپتالوں میں 650 بستروں کی اضافی سہولت بھی مہیا کی جائے گی۔

صحت کے شعبے میں البتہ ہماری کوششوں کا طرہ امتیاز ڈاکٹروں اور دوسرے طبی عملہ کو روزگار فراہم کرنے کا ایک جامع پروگرام ہے۔ حکومت کو اس امر کا احساس تھا کہ پنجاب میں 4500 ڈاکٹر بے روزگار ہیں اور شعبہ صحت میں توسیعی منصوبوں کے باوجود انہیں مناسب روزگار مہیا نہیں ہو سکا۔ مجھے یہ اعلان کرکے مسرت ہو رہی ہے کہ ایک خصوصی پروگرام کے تحت تمام ڈاکٹروں کو روزگار مہیا کر دیا جائے گا۔ یہ کارکردگی ترقی پذیر ہی نہیں بلکہ ترقی یافتہ ممالک کے معیار سے بھی ایک نمایاں کارنامہ ہے۔ اس پروگرام کے ذریعے انشاء اللہ صوبے کے ہر گوشے میں طبی خدمات کی فراہمی یقینی بنا دی جائے گی۔

جناب والا۔ حکومت تعلیم اور صحت جیسے سماجی بہبود کے شعبوں میں سرمایہ کاری کرنے کا عزم

کئے ہوئے ہے البتہ اسے اس امر کا احساس بھی ہے کہ نجی شعبہ پر اس کا کوئی ناخوشگوار اثر نہ پڑے بلکہ ان کی کاوشوں کو حکومت کی اخلاقی اور مالی اعانت حاصل ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے صحت اور تعلیم کے شعبوں میں اڑھائی اڑھائی کروڑ روپے نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے رکھے ہیں۔

جناب والا ۔ آبپاشی کے نظام کی اصلاح کئے بغیر زمینوں سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔ سیم اور تھور کا ناسور ہماری زمینوں کی زرخیزی کو بری طرح چاٹ رہا ہے اور اس کا سدباب کرنا انتہائی ضروری ہے۔ جہاں رواں بجٹ کے ذریعے نہروں اور ٹیوب ویلوں کی دیکھ بھال اور مرمت کے لئے ایک ارب 67 کروڑ روپے کی رقم مہیا کی جا رہی ہے۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس شعبے کے لئے 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ وفاقی سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت اس شعبہ میں بحالی زمین کے چار سالہ پروگرام پر بھاری سرمایہ کاری کی تجویز ہے ۔ صرف 1987.88 میں پنجاب کو نکاسی آب اور بحالی زمین کے لئے مرکز سے 131 کروڑ روپے ملیں گے۔ میں یہاں بتاتا چلوں کہ ہمارا نہری نظام دنیا کے عظیم نہری نظاموں میں سے ایک ہے ۔ اس نظام کی دیکھ بھال اور مرمت اور اس کے سیم اور تھور جیسے ذیلی اثرات کا مداوا اور تدارک حکومت کو کثیر سرمایہ کاری کرنے پر مجبور کرتا ہے جبکہ دوسری طرف حکومت کی جانب سے فراہم کیاجانے والے نہری پانی دنیا میں سب سے کم قیمت اور ٹیوب ویل کے ذریعے مہیا ہونے والے پانی سے کہیں زیادہ سستا ہے ۔ اسی لئے نہری آبپاشی کے علاقے باقی دیہی علاقوں سے جہاں نہری پانی کی فراہمی علاقے کی ہیئت یا پانی کی کمی کی وجہ سے ممکن نہیں، کہیں زیادہ متمول ہیں ۔ ہمارے بارانی علاقوں میں بسنے والے بھائی اس لئے بجا طور پر اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ ان کی پیاسی خشک زمینوں کے لئے جو تھکے ہارے کسان کو اس کی محنت کا بہت کم صلہ دیتی ہیں ' متبادل ذرائع آبپاشی تلاش کئے جائیں۔ لہٰذا بارانی علاقوں میں چھوٹے ڈیم بنانے کی ہماری کوششیں جاری رہیں گی اور ہمیں توقع ہے کہ اگلے مالی سال میں اس ضمن میں 24 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری ہوگی۔

جناب والا ۔ میں نے دیہات میں بجلی کی فراہمی کا پہلے بھی تذکرہ کیا ہے ۔ ہمارا اگلے سال کا ہدف 2360 دیہات میں بجلی پہنچانے کا ہے ۔ وزیراعظم پاکستان کے اعلان کے مطابق اس پروگرام کے تحت اگلے چار سالوں میں 90 فی صد دیہات میں بجلی مہیا کر دی جائے گی۔ صوبائی ترقیاتی پروگرام کے ذریعے ہمیں توقع ہے کہ بجلی سے محروم رہ جانے والی ان بہت سی ذیلی آبادیوں میں بھی بجلی مہیا کر دی جائے گی ۔ جن سے متصل گاؤں کی بڑی آبادیوں میں بجلی پہلے سے موجود ہے ۔ دیہات میں بجلی

مہیا کرنے کے اس پروگرام پر حکومت کا خطیر سرمایہ کاری کرنا ہو گی اور یہ کوئی معمولی کام نہیں ۔ اس حکومت کے سخت گیر ناقدین بھی اس بات پر اتفاق کریں گے کہ ہماری تاریخ میں پہلی بار ترقی کے ثمرات سے غربا کو بھی حصہ مل رہا ہے ۔ ہم اب ماضی کی ناانصافیوں کے ازالے کے لئے نسبتاً ۔ زیادہ حصہ ان کے لئے رکھ رہے ہیں کیونکہ ہم غربا کی قربانی پر مبنی معاشی ترقی کے فرسودہ نظریئے پر یقین نہیں رکھتے ۔

جناب والا ۔ یہ حقیقت ہے کہ عوام کے جان و مال کی حفاظت حکومت کا بنیادی فریضہ ہے اور ہر شہری کا حق ہے کہ اسے اور اس کے بچوں کو پرامن فضا میں زندگی بسر کرنے کا موقعہ فراہم کیا جائے لیکن اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ بدی کی قوتیں ہر معاشرے میں سرگرم عمل رہتی ہیں۔ ہم نے یہ تہہ کر رکھا ہے کہ ایسی قوتوں کا قلع قمع کرکے ہی دم لیں گے ۔ ماضی میں پولیس کو فراہم کردہ ساز و سامان اور دیگر سہولتیں کسی طرح بھی کافی نہیں تھیں۔ ہم نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ ان اداروں کی کارکردگی کو نہ صرف بہتر بنایا جائے بلکہ پولیس اور دوسری ایجنسیوں کو وہ بنیادی سہولیات بھی بہم پہنچائی جائیں جو کہ انہیں فعال بنانے کے لئے ضروری ہیں ۔ اسی سلسلے میں پولیس کے لئے ٹرانسپورٹ ' وائرلیس سیٹ اور مطلوبہ عمارات کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے ۔ اگلے مالی سال کے دوران ٹرانسپورٹ کے لئے 6 کروڑ روپے اور وائرلیس سیٹس کے لئے ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے کی مختص شدہ رقم اس 12 کروڑ روپے کی خطیر رقم کے علاوہ ہوگی جو کہ پنجاب کنسٹیبلری کے لئے رکھی گئی ہے ۔ تاکہ اسے جدید خطوط پر استوار کیا جا سکے۔ حکومت اپنے طور پر حتی الامکان کوشش کر رہی ہے کہ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے اور اسے تمام بنیادی سہولیات بہم پہنچائی جائیں ۔ اب میں پولیس کے افسران اور جوانوں سے یہ اپیل کروں گا کہ وہ اپنے فرائض منصبی پوری تندہی سے بغیر کسی طمع نفسانی کے سرانجام دیں۔ ان کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ملک و قوم کی صدق دل سے خدمت کریں۔ یہ بات بڑی تکلیف دہ ہے کہ ہمارے صوبے میں بعض اوقات پولیس کا رویہ قابل اعتراض رہا ہے لیکن ہمیں یقین ہے کہ پولیس کے افسروں اور جوانوں کی اکثریت کو اس امر کا احساس ہے اور ان میں عوامی خدمت کا جذبہ موجود ہے ' لہٰذا اس اکثریت کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ایسے عناصر کی نہ صرف نشاندہی کریں بلکہ ان پر کنٹرول بھی رکھیں جن کی وجہ سے اکثر اوقات پولیس کو مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے ۔

جناب والا ۔ ہم صاف ستھری سیاست پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم نے یہ تہہ کر رکھا ہے کہ سیاسی

معاملات کا حل سیاسی تصفیہ جات کی صورت میں ہو۔ پاکستان مسلم لیگ کے منشور کا یہ ایک بنیادی اور اہم نکتہ ہے کہ جمہوری روایات اور جمہوری اصول ہی ایک پرامن سیاسی اور سماجی ماحول کی ضمانت دے سکتے ہیں۔ جمہوریت ہمارا اوڑھنا بچھونا ہونا چاہئے لیکن آزادی کے چالیس سال بعد بھی ہم اس منزل تک نہیں پہنچ سکے تھے جہاں ہم اپنے آپ کو جمہوریت پسند ملکوں کی صف میں شامل کر سکتے۔ موجودہ حکومت نے جمہوری عمل کے تسلسل اوراس کی جڑوں کو مضبوط کرنے کی ایک مستحکم بنیاد ڈالی ہے۔ آیئے ہم سب مل کر جمہوری اداروں کے اس نظام کو مزید مضبوط بنائیں تاکہ ہمارے بچے اس تناور درخت کے سائے میں جوان ہو سکیں اور یہ سلسلہ سدا چلتا رہے۔ ہماری یہ بدقسمتی رہی ہے کہ وطن عزیز میں ان اصولوں سے انحراف کی وجہ سے جمہوری اقدار پامال ہوئیں۔ پاکستان مسلم لیگ کو اس امر کا احساس ہے کہ ہمارا معاشرہ تاریخ کے ایک نازک اور اہم موڑ سے گزر رہا ہے۔ مسلم لیگ ہی نے اپنی جدوجہد اور قیادت سے اس خطہ پاک کو آزادی کی منزل سے ہمکنار کرایا تھا اور آج بھی مسلم لیگ نے اس سرزمین کو سیاسی پختگی سے روشناس کرانے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ یہ ایک ایسا چیلنج ہے جس میں ہم تنقید برائے تنقید کی وجہ سے پیچھے ہٹنے کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ہمیں اپنے نصب العین کے حصول کے لئے عزم و حوصلہ 'یک جہتی اور صبر کا ثبوت دینا ہوگا۔ پارٹی کے ہر فرد کو اس کام میں شریک ہونا ہوگا ہم یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارے کچھ افراد خاموش تماشائی بنے رہیں۔ ہمیں آپ کی عالی ہمتی اور جواں سال جذبے کی ضرورت ہے تاکہ ہم ایک ایسے سیاسی استحکام کی بنیاد رکھیں جس میں دراڑ نہ پڑ سکے۔

آیئے ہم بابائے قوم حضرت قائداعظم کے اس خطاب پر عمل پیرا ہوں جو انہوں نے جمعتہ الوداع 1947ء کے موقع پر ارشاد فرمایا۔ انہوں نے فرمایا

> "میرے عزیز ہم وطنو! یہ پاک سرزمین تمام دنیاوی نعمتوں سے مالا مال ہے لیکن اسے مسلمان قوم کے شایان شان بنانے کے لئے ہم سب کو اس ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ آپ سب دل کی گہرائیوں سے اس جدوجہد میں شریک ہوں گے۔"

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! حکومت کے اثاثہ جات جو کہ آبپاشی اور تعمیرات کے محکمہ جات کے زیر نگرانی ہیں مسلسل دیکھ بھال کے متقاضی ہیں۔ جب موجودہ حکومت نے اقتدار سنبھالا تو

ہمیں ان شعبہ جات میں زیر التواء مرمت و نگرانی کا سامنا تھا۔ ان اثاثوں کی بہتر حفاظت اور مرمت کے لئے فنڈز مہیا کرنے کا جو پیمانہ مقرر کیا گیا تھا اس میں بھی بتدریج اضافہ ضروری تھا۔ تعلیمی اداروں کی حالت دگرگوں تھی جبکہ قومیائے گئے ادارے اس فہرست میں بھی شامل نہ تھے جن کے لئے سالانہ مرمتی رقوم فراہم کی جاتی ہیں۔ ہم نے بارہ کروڑ روپے کی خطیر رقم سے بیشتر ایسے اداروں کی بحالی کا کام سرانجام دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ماضی کی کوتاہیوں کا ازالہ کرنے کے لئے اور تعلیمی اداروں کی عمارات کی صحیح نگہداشت کے لئے حکومت نے انجینئرنگ کا ایک علیحدہ شعبہ تشکیل دیا ہے۔

اگلے مالی سال کے دوران تعلیمی اداروں کی مرمت کے لئے 20 کروڑ روپے اور دوسری سرکاری عمارتوں کے لئے 22 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ ہمیں یہ کہنے میں باک نہیں کہ غیر معمولی توسیع کے باوجود ہمارے پاس ابھی تک بنیادی سہولیات کا فقدان ہے اور کہیں کہیں ایسے اثاثہ جات اپنی طبعی عمر پوری کر چکے ہیں جن کی تعمیر نو کے لئے ہم کوشاں ہیں۔ اگلے مالی سال کے دوران سرکاری دفاتر کی تعمیر کے لئے 25 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے' سرکاری ملازموں کے لئے بہت سی رہائشی عمارتیں بھی مکمل کی جائیں گی۔ نئے ڈویژنوں اور ضلعوں میں ایسے منصوبہ جات کے لئے 8 کروڑ 56 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب والا! حکومت اپنے اثاثہ جات کی نگہداشت اور حفاظت پر کثیر رقم خرچ کرتی ہے۔ سڑکوں کی سالانہ مرمت پر 35 کروڑ روپے عمارات کی مرمت کے لئے 42 کروڑ روپے اور نہری نظام' ٹیوب ویلوں اور حفاظتی پشتہ جات کی نگہداشت پر سالانہ 103 کروڑ روپے صرف کئے جا رہے ہیں۔ ہمیں اس چیز کا احساس ہے کہ عوام اس رقم کے استعمال سے مطمئن نہیں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ سرکاری محکمہ جات میں ایسا طریقہ کار وضع کیا جائے جس میں فنڈز کے ناجائز استعمال اور ضیاع کی گنجائش باقی نہ رہے اور ایسے اخراجات کی زیادہ بہتر طریقے سے نگرانی کی جاسکے۔

فنڈز کے ناجائز اور بے جا استعمال کے ضمن میں میں یہ واضح کرتا چلوں کہ ہمیں جناب وزیراعلیٰ کی خصوصی ہدایت ہے کہ ایسے اسراف کو نہ صرف روکا جائے بلکہ حکومتی اخراجات میں بچت کی جائے بلکہ حکومتی اخراجات میں بچت کی جائے اپنے مالی وسائل کو بہتر بنایا جائے ہمیں ایک ایک پیسے کا حساب ٹیکس دہندگان کو دینا ہے جو اپنی شب و روز کی محنت شاقہ سے سرکاری خزانے کے لئے سرمایہ مہیا کرتے ہیں۔ ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ان وسائل کے استعمال اور اخراجات میں دیانت اور نیک نیتی کا دامن نہ چھوڑیں ہمارا مصمم ارادہ ہے کہ بددیانت عناصر کے ساتھ پوری سختی سے نمٹا جائے۔

میں پنجاب کے لوگوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ یہ حکومت حوصلہ ہارنے والوں میں شامل نہیں' ایسے تمام افراد کو جو سرکاری خزانے کی لوٹ کھسوٹ اور فنڈز کے ناجائز استعمال میں ملوث پائے گئے سخت سے سخت سزائیں دی جائیں گی ۔ مجھے یقین ہے کہ دیانت دار سرکاری ملازمین اور عوامی نمائندے رشوت کے خلاف جہاد میں ہم سے بھرپور تعاون کریں گے ۔

جناب والا! شہری ترقی کے شعبہ کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں 50 کروڑ 3 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے اس مد میں 21 کروڑ 50 لاکھ روپے اس کے علاوہ خرچ کئے جائیں گے جن کا شمار ترقیاتی پروگرام میں نہیں ہوگا۔ لاہور میں فراہمی و نکاسی آب کی سہولیات پر 9 کروڑ 25 لاکھ روپے خرچ کئے جائیں گے۔ گڑھی شاہو اور مغلپورہ میں پل تعمیر کئے جائیں گے ۔ اندرون شہر اور گجر پورہ ہاؤسنگ سکیم کے لئے لاہور میونسپل کارپوریشن اور ایل ڈی اے کو مزید امدادی رقم فراہم کی جائے گی تاکہ پرانے شور میں رہائشی سہولیات کو بہتر بنایا جاسکے۔ اگلے مالی سال کے دوران ایل ڈی اے مزید 12 میل لمبی سڑکیں تعمیر کرے گی۔ فیصل آباد واٹر سپلائی اور ڈرینج پراجیکٹ پر 24 کروڑ کی خطیر رقم خرچ کی جائے گی ۔ فیصل آباد ہی میں ہاکی سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے 50 لاکھ روپے مہیا کئے گئے ہیں۔ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لئے 7 کروڑ 74 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے تاکہ ٹریفک کے نظام اور سڑکوں کی حالت کو بہتر بنایا جا سکے ۔ ملتان شہر میں اگلے مالی سال کے دوران 30 میل لمبی سڑکیں کشادہ اور بہتر بنائی جائیں گی۔ صوبے کے دیگر شہروں میں 11 کروڑ 37 لاکھ روپے کی رقم فراہمی آب کے منصوبہ جات کے لئے مہیا کی گئی ہے ۔ اگلے مالی سال کے دوران اس پروگرام کے تحت ایسے 52 منصوبے مکمل ہو جائیں گے جس سے مزید 3 لاکھ افراد کو پینے کا پانی فراہم کیا جائے گا اور 4 لاکھ افراد کے لئے نکاسی آب کی سہولیات بہم پہنچائی جائیں گی۔

جناب والا! جیساکہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں ہماری حکومت کی اولین ترجیحات میں سے ایک دیہی علاقوں میں فراہمی آب کے منصوبہ جات بھی ہیں۔ اگلے مالی سال کے دوران اس مقصد کے لئے 100 کروڑ 9 لاکھ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے' جبکہ موجودہ سال کے دوران اس شعبہ پر 38 کروڑ 61 لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔ ہمیں امید ہے کہ آئندہ سال تین سو سولہ ایسے منصوبہ جات پایہ تکمیل کو پہنچ جایں گے جن سے 13.30 لاکھ مزید افراد کے لئے پینے کا پانی اور 7.50 لاکھ مزید افراد کے لئے نکاسی آب کی سہولیات میسر ہوں گی۔

جناب سپیکر! شاہرات کے شعبہ میں بھاری رقوم خرچ کی جا رہی ہیں ۔ موجودہ سڑکوں اور پلوں

کی بہتری اور کشادگی اور نئے پلوں اور سڑکوں کی تعمیر کے لئے 39 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے 250 میل لمبی سڑکیں کشادہ اور بہتر بنائی جائیں گی جبکہ 40 میل لمبی نئی سڑکیں تعمیر کی جائیں گی۔ یہ تمام پروگرام کھیت سے منڈیوں تک کی سڑکوں کے علاوہ ہے ' اسی پروگرام کے تحت امرسدھو اور ا.کاڑہ کے اوور ہیڈ برج ' جناح بیراج اور بھوکاں پتن کے پلوں کی تعمیر اگلے مالی سال کے دوران مکمل ہونی متوقع ہے ۔ خوشاب کے نزدیک دریائے جہلم اور چنیوٹ کے نزدیک دریائے چناب پریل ' اور ہیڈ برج چیچہ وطنی اور کوہالہ پل کی تعمیر بھی اگلے مالی سال کے دوران شروع ہو جائے گی اس نہایت اہم شعبہ میں ہم اس امر کا جائزہ بھی لے رہے ہیں کہ نجی شعبہ کی معاونت سے سڑکیں تعمیر کی جائیں۔ سڑکوں کی تعمیر کے سلسلہ میں ہمیں مطلوبہ معیار کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔ ہماری موجود سڑکیں اس معیار پر ہرگز پورا نہیں اترتیں ۔ اس کی ایک بنیادی یہ بھی وجہ ہے کہ اس شعبہ میں ابھی تک وہ مطلوبہ فنی مہارت بھی میسر نہیں جوکہ سیم زدہ زمین اور دوسرے علاقوں میں اچھی اور بہتر سڑکوں کی تعمیر کے لئے لازم ہے ۔ نجی شعبہ اور نجی فنی ماہرین کی شرکت سے مواصلات کے شعبہ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوگا۔ مواصلات کے شعبہ میں وفاقی ترقیاتی پروگرام کے تحت مزید رقم مہیا کی جائے گی ۔ گوجرانوالہ ' لالہ موسیٰ ' ساہیوال ' چیچہ وطنی اور راجن پور 'کشمور کی درمیانی سڑکوں کی تعمیر نو اور لاہور بائی پاس کی تعمیر اسی پروگرام کے تحت کی جائے گی۔ راولپنڈی ' جہلات دو طرفہ سڑک کی تعمیر کے لئے 2 کروڑ 2 لاکھ روپے اور طالب والہ پل کے لئے 3 کروڑ 9 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ وفاقی ترقیاتی پروگرام ک تحت گوجرانوالہ ' کھاریاں اور ملتان ' ساہیوال کے درمیان دو طرفہ سڑک کی تعمیر بھی اگلے مالی سال کے دوران شروع ہونے کی توقع ہے ۔

جناب والا! مواصلات کے شعبہ کا ذکر کرتے ہوئے سڑکوں پر بے ہنگم ٹریفک کی طرف ضروری خیال جاتا ہے ' ہمارے ٹرانسپورٹ اور ٹریفک کے موجودہ نظام میں اصلاح کی بے پناہ گنجائش ہے ۔ شہروں میں بے ترتیب ٹریفک اور شاہرات پر ٹریفک کے قوانین کی خلاف ورزی عام ہے۔ حکومت نے ٹرانسپورٹ کے شعبہ کا از سرنو جائزہ لیا اور ٹرانسپورٹ کا علیحدہ محکمہ کھولنے کا فیصلہ کیا۔ اس نئے محکمہ کے فرائض میں ٹرانسپورٹ پالیسی بنانا موجودہ قوانین اور قواعد میں ترامیم اور بہتری کی گنجائش پیدا کرنا اور ٹریفک پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانا شامل ہے ۔ یہ محکمہ موجودہ لاری اڈوں کی بہتری ' نئے اڈوں کی تعمیر اور مسافروں کی سہولت کے لئے بھی اقدام کرے گا۔ ہماری ٹرانسپورٹ پالیسی کا ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ نجی شعبہ کو زیادہ سے زیادہ مراعات دی جائیں تاکہ نہ صرف بنیادی سہولیات میسر ہوں

بلکہ عام آدمی کے لئے ایک معیاری سفری ماحول کو بھی یقینی بنایا جاسکے۔ روٹ پرمٹ پالیسی پر بھی نظرثانی کی گئی ہے اور اسے مزید لچک دار بنایا جا رہا ہے۔ اگلے مالی سال کے دوران حکومت کا ارادہ ہے کہ ٹریفک اور ٹرانسپورٹ کے جملہ نظام کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے تاکہ ایک قابل عمل ٹرانسپورٹ پالیسی وضع کی جائے۔ ہمارے صوبہ میں اس سلسلے میں کئے جانے والا یہ پہلا اقدام ہوگا۔ میں اس معزز ایوان کے اراکین اور عوام الناس سے اپیل کروں گا کہ وہ ٹریفک کے موجود نظام کو بہتر بنانے کے لئے نہ صرف ہمیں اپنی تجاویز سے آگاہ کریں بلکہ اس میں نظم و ضبط پیدا کرنے کے لئے مجوزہ اقدامات پر عمل درآمد کے سلسلے میں حکومت سے بھرپور تعاون بھی کریں۔

جناب والا! مواصلات کے شعبے میں ہونے والی تعمیر و ترقی کے ساتھ ساتھ ہم نے اگلے مالی سال کے دوران پبلک انجینئرنگ کے محکمہ کو بھی مضبوط بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس محکمہ میں ماضی قریب میں کام کا دباؤ اس وجہ سے بڑھتا رہا ہے کہ انہیں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت منظور ہونے والی سکیموں پر عمل درآمد کے علاوہ جو بذات خود کافی تعداد میں ہوتی ہیں دیہی اور شہری علاقوں میں تکمیل شدہ منصوبوں کی دیکھ بھال بھی کرنا پڑ رہی ہے۔ چنانچہ اس محکمے کو فعال اور اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ صحت عامہ ک بارے میں ہماری پالیسی کا نمایاں پہلو ماحولیاتی تحفظ کے بارے میں ہمارا نیا انداز فکر ہے۔ آپ حضرات کو یہ تو معلوم ہوگا کہ یہ شعبہ ماضی میں بالکل نظرانداز ہوتا آیا ہے۔ صنعتی اور فضائی آلودگی سے پیدا ہونے والے خطرناک نتائج اس چیز کا تقاضا کرتے ہیں کہ اس بارے میں زیادہ توجہ دی جائے اور مناسب اصلاحی اقدامات کئے جائیں۔ اس شعبے میں نہ صرف یہ کہ حکومت کا کردار تاحال محدود رہا ہے بلکہ ماحولیات اور فضائی تحفظ کے بارے میں عوام الناس کی واقفیت بھی غیر واضح اور مبہم رہی ہے۔ چنانچہ حکومت نے فضائی آلودگی سے تحفظ کا ادارہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ اس ضمن میں موزوں پالیسیاں بنائی جا سکیں اور ان زیادہ موثر انداز میں عمل کیا جائے۔ اس ادارے کے قیام کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ فضائی تحفظ کے بارے میں موجودہ انداز فکر میں تعمیری تبدیلی لائی جائے۔ استعمال شدہ صنعتی مواد کو از سر نو قابل استعمال بنانے کے لئے مشاورتی سروس کا اجراء، معیار کو قائم رکھنے کے لئے قوانین پر عمل درآمد، صنعتی انتظام کے بارے میں تربیتی سہولتوں کا بندوبست، عام لوگوں کو فضائی آلودگی کے بارے میں معلومات کی فراہمی اور آلودگی کی روک تھام کے لئے کئے گئے اقدامات کو مربوط بنانا بھی اس ادارے کے فرائض میں شامل ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ادارہ صوبے میں فضائی تحفظ کے معیار کو بہتر بنانے میں یقیناً۔ موثر کردار ادا کرے گا۔

ماحول سے متعلقہ دوسرا اہم اور دلچسپ شعبہ سیاحت کا ہے ۔ پنجاب ایک خوبصورت خطہ ہے جہاں ہر جگہ فطرت کی نیرنگیاں نمایاں ہیں۔ یہاں سر بفلک پہاڑ' پرشکوہ دریا ' سرسبز وادیاں اور جنوب کی طرف دلکش صحرائی مناظر ہیں۔ مگر اس کے باوجود اندرون ملک اور بیرون ملک سے آنے والے سیاحوں کے لئے جو محبت اور خیرسگالی کے سفیر ہوتے ہیں ۔ طعام و قیام کی سہولتیں بالکل محدود تھیں ۔ تاریخی اہمیت کے چند ایک مقامات پر دو چار مہمان خانوں کے علاوہ اور کوئی سہولت میسر نہ تھی۔ عام لوگوں کو اس بات سے بڑی الجھن ہوتی تھی کہ چھٹیوں کے دوران گھومنے پھرنے کے لئے بہت کم تفریح گاہیں ایسی تھیں جہاں ٹھہرنے کا کوئی معقول اور مناسب انتظام موجود ہو۔ جو دو ایک تفریح گاہیں تھیں ان میں بھی زندگی کی بنیادی سہولتوں کا یکسر فقدان تھا' لہٰذا حکومت نے صوبے میں سیاحت کے فروغ کے لیے ایک ترقیاتی کارپوریشن قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ تاکہ نہ صرف یہ کہ سیاحوں کو معیاری سہولتیں فراہم کی جائیں بلکہ صوبے میں سیاحت کے نئے مراکز بھی قائم کئے جائیں ۔ اس کارپوریشن کے قیام سے صوبے میں سیاحت کو یقیناً ۔ نمایاں فروغ حاصل ہوگا۔ اس کارپوریشن کی سرگرمیوں سے مستفید ہونے والوں میں نہ صرف عوام الناس ہوں گے بلکہ سیاستدان ' تنخواہ دار طبقہ اور سب سے بڑھ کر طالب علم بھی ان لوگوں میں شامل ہوں گے جو اپنی مصروف زندگی میں چند دن کسی اچھی جگہ گزارنے کے بعد ایک نئے ولولے سے دوبارہ اپنے کام پر واپس آتے ہیں ' اس سلسلے میں دو کروڑ پچاس لاکھ روپے کی لاگت سے کلر کہار ' فورٹ منرو ' لاہور ' ملتان ' بہاولپور ' راولپنڈی ' نندی پور' چشمہ ' منگلا اور میانوالی کے مقامات پر سیاحتی سہولیات میں بہتری پیدا کی جائے گی۔

جناب والا! اب میں ایک نہایت اہم اور حساس مسئلے کے بارے میں اس ایوان کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں ۔ یہ معاملہ جو کہ قومی مالیاتی کمیشن کے بارے میں ہے صوبائی حکومت اور اس کے مفادات کے نقطہ نظر سے انتہائی اہم ہے کمیشن کے صلاح مشورے گزشتہ دو سال سے جاری ہیں اور میرے پیشرو نے گذشتہ بجٹ کے موقع پر آپ حضرات کو اس معاملے میں ہونے والی پیشرفت سے آگاہ بھی کیا تھا۔ قومی مالیاتی کمیشن کی اہمیت اس حقیقت سے واضح ہے کہ یہ وفاق اور صوبوں کے درمیان مالیاتی تعلق کا تعین کرتا ہے اور اسے آئینی تحفظ حاصل ہے ۔ آئین کی رو سے وفاق اور صوبوں کے درمیان مالیاتی تعلق کا تعین کرتا ہے اور اسے آئینی تحفظ حاصل ہے۔ آئین کی رو سے وفاق اور صوبوں پر یہ لازم ہے کہ وہ ہر پانچ سال بعد اس تعلق پر از سر نو غور و خوض کریں اور ایک نئے

ایوارڈ کا اعلان کریں۔ موجودہ انتظامات کے تحت ہمیں اپنے بجٹ میں پیدا ہونے والے خسارے کو پورا کرنے کے لئے وفاقی حکومت پر انحصار کرنا پڑتا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ 1980 کے قومی مالیاتی کمیشن نے کسی ایوارڈ کا اعلان نہیں کیا تھا۔ حکومت پنجاب نے کمیشن کو ایک یادداشت پیش کی ہے جس میں ہم نے اپنی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر اضافی وسائل کے لئے اپنا کیس موثر انداز میں پیش کیا ہے۔ ہم نے اپنی یادداشت میں اس بات پر زور دیا ہے کہ نئے فارمولا کے تحت جو کہ کمیشن صدر مملکت کو پیش کرے گا وسائل کی تقسیم اس انداز سے تجویز کی جائے کہ انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں۔ اسی طرح ہم نے اپنی جملہ ضروریات کمیشن کے سامنے رکھ دی ہیں اور ہم نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ مجوزہ ایوارڈ اس انداز سے وضع کیا جائے کہ صوبوں کو اپنا خسارہ پورا کرنے کے لئے کسی وفاقی گرانٹ کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ صوبائی حکومتوں کے اخراجات ان کی آمدنی سے کئی گنا زیادہ رفتار سے بڑھتے رہے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ صوبائی محصولات کا ڈھانچہ نہایت محدود اور غیر لچک دار ہے جبکہ دوسری طرف ہم تعلیم، صحت، آب رسانی، شہری اور دیہی ترقی اور اسی طرح کے کئی دیگر شعبوں میں خطیر رقوم خرچ کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اخراجات میں اضافے کی شرح ہماری آمدنی میں ہونے والے اضافے سے کہیں زیادہ ہے، لہٰذا ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری موجودہ وسائل ناکافی ہیں اور ہمیں اپنے صوبے کے عوام کی سماجی اور معاشی ترقی کے لئے مزید وسائل کی ضرورت ہے۔

جناب والا! ان شعبوں کے علاوہ جن کا ذکر میں نے اپنی تقریر میں ابھی کیا ہے کئی دیگر اہم شعبوں میں بھی اضافی رقوم مہیا کی گئی ہیں جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارا ترقیاتی پروگرام جو 1986.87ء میں 687 کروڑ کا تھا بڑھ کر اگلے مالی سال میں 892 کروڑ روپے کا ہو جائے گا۔ یہ اضافہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں کسی ایک سال میں ہونے والا سب سے زیادہ اضافہ ہے جو 205 کروڑ روپے پر محیط ہے اور 29.83 فیصد اضافے کا غماز ہے۔ اسی طرح ہمارے غیر ترقیاتی اخراجات جو موجودہ مالی سال میں بیس ارب تین کروڑ اٹھائیس لاکھ روپے تھے بڑھ کر اگلے مالی سال میں بائیس ارب 84 کروڑ چار لاکھ روپے ہو جائیں گے۔ دو ارب اسی کروڑ 76 لاکھ روپے کا یہ اضافہ پچھلے سال کی نسبت 14 فیصد زائد اخراجات کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کے برعکس محاصل میں اضافے کی شرح کا تخمینہ صرف 9.42 فیصد لگایا گیا ہے۔ یہ محاصل گیارہ ارب 79 کروڑ چھ لاکھ روپے سے بڑھ کر 12 ارب 90 کروڑ نو لاکھ روپے ہو جائیں گے۔ اسی طرح غیر ترقیاتی اخراجات

میں کل خسارہ نو ارب 93 لاکھ روپے ہوگا۔ اگر ہم حسابات سرمایہ (CAPITAL RECEIPTS) میں ہونے والے 27 کروڑ گیارہ لاکھ روپے کے خسارے کو بھی مدنظر رکھیں تو کل خسارہ دس ارب 21 کروڑ چھ لاکھ روپے تک جا پہنچے گا۔

جناب والا! قومی مالیاتی کمیشن 1980 اپنی سفارشات حکومت کو پیش کرنے میں ناکام رہا۔ 1985 میں نیا کمیشن تشکیل دیا گیا لیکن وہ بھی ابھی تک اپنی رپورٹ مرتب نہیں کر سکا۔ لہٰذا صوبائی حکومتوں کو ابھی تک 12 سال پرانے 1975 کے ایوارڈ کے تحت وفاق سے قابل تقسیم محاصل کا حصہ ملتا ہے جو کہ بدلتے ہوئے حالات میں بڑھتی ہوئی صوبائی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے ناکافی ہے۔ نتیجتاً تمام صوبائی حکومتوں کے رواں بجٹ خسارے میں چلے گئے اور یہ خسارہ اب تک وفاقی گرانٹ سے پورا کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن اس سال وفاقی حکومت پر بھی وسائل کی کمی کی وجہ سے شدید دباؤ تھا۔ اس لئے وفاقی بجٹ برائے 1987.88 میں فراہمی وسائل کیلئے بہت سے اقدامات کا اعلان کیا گیا ہے۔ ان اقدامات کے باوجود وفاقی حکومت کیلئے صوبوں کے تمام تر خسارہ کو پورا کرنے کیلئے خصوصی گرانٹ مہیا کرنا دشوار ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم صوبائی سطح پر بھی وسائل میں تھوڑا بہت اضافہ کی کوشش کریں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اولین قدم جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے اخراجات میں ہر ممکن کفایت کی صورت میں اٹھایا جائے گا۔ ثانیاً محاصل کی وصولی کے نظام کو بہتر بنا کر آمدنی میں اضافہ کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں نظام محاصل کو عام آدمی پر بوجھ ڈالے بغیر بہتر بنانے کی کوشش جاری رکھی جائے گی۔ اس سلسلہ میں تجاویز اس معزز ایوان کی منظوری کیلئے پیش کرتا ہوں۔

(i) MOTOR VEHICLES TAX کی موجودہ شرح کا تعین جولائی 1978 میں کیا گیا تھا۔ نو سال کے عرصہ میں کاروں کی قیمت میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا ہے جبکہ ٹیکس کی شرح میں کوئی اضافہ نہیں ہوا' چنانچہ تجویز ہے کہ :۔

اس وقت تمام کاروں پر 384 روپے سالانہ کے حساب سے یکساں ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ جبکہ مختلف قسم کی کاروں کی قیمتوں میں بہت زیادہ فرق ہے' لہٰذا تجویز ہے کہ 1000cc سے زیادہ اور 1300cc تک کی انجن پاور والی کاروں پر 500 روپے سالانہ اور 1300cc سے زیادہ انجن پاور والی کاروں پر ٹیکس کی شرح 1000 روپے سالانہ کر دی جائے۔ چھ سے زیادہ سیٹوں والی پرائیویٹ گاڑیوں پر ٹیکس کی شرح 96 روپے فی سیٹ سے بڑھا کر 150 روپے فی سیٹ کرنے کی تجویز ہے۔

ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ چھوٹی کار بس' ٹیکسی اور رکشا پر ٹیکس کی شرح میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا' تاکہ اس اضافہ کی وجہ سے کم آمدنی والے طبقہ پر کوئی بوجھ نہ پڑے۔

(ii) اسلحہ لائسنس فیس کی موجود شرح بھی 1978 میں متعین کی گی تھی' وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسلحہ کے حصول میں ضرورت کی بجائے نمائش اور سماجی برتری کا رجحان نمایاں ہوتا چلا گیا ہے۔ حصول اسلحہ میں نمائش کے رجحان کو روکنے اور لائسنس فیس کو موجودہ حالات کے مطابق بنانے کیلئے اسلحہ لائسنس فیس میں مناسب اضافہ کیا جا رہا ہے ۔ ممنوعہ بور کے اسلحہ فیس کی سالانہ شرح اس وقت 150 روپے سے لیکر 200 روپے سالانہ تک ہے ۔ اس کو بڑھا کر 600 روپے سے لیکر 1200 روپے سالانہ تک کیا جا رہا ہے ' غیر ممنوعہ بور کے اسلحہ کی فیس کی شرح 36 روپے سے لیکر 75 روپے سالانہ ہے' اس کو بڑھا کر 100 روپے سے لیکر 300 روپے سالانہ تک کیا جارہا ہے ۔ ابتدائی فیس کی شرح میں بھی اسی طرح اضافہ کیا جا رہا ہے ۔ امید ہے اخراجات میں کفایت اور محاصل کی بہتر وصولی کی وجہ سے صوبائی حکومت کے وسائل میں کافی اضافہ ہوگا۔ موٹر وہیکلز ٹیکس اور اسلحہ لائسنس فیس کی شرحوں میں تجویز کردہ اضافہ بھی مزید آمدنی حاصل ہوگی ۔ اس طرح ہم اپنے وسائل میں انشاء اللہ مجموعی طور پر تقریباً 30 کروڑ روپے کا اضافہ کر سکیں گے ۔

جناب سپیکر ! جو بجٹ میں نے آج اس معزز ایوان کے سامنے پیش کیا ہے اس کی کئی ایک نمایاں خصوصیات ہیں ۔ میں نے تفصیلاً ان پالیسی اقدامات کا تذکرہ کر دیا ہے جو پسماندہ سماجی اور معاشی حلقوں میں ایک نئی روح بیدار کرنے میں ممدومعاون ثابت ہوں گے۔ وزیراعلیٰ پنجاب جناب محمد نواز شریف کی ولولہ انگیز قیادت میں ہم نے یہ عہد کر رکھا ہے شہر او دیہات کے پسماندہ طبقات کے حالات زندگی کو بہتر بنانا ہماری اولین ترجیح ہے' اپنے باصلاحیت ' باکردار اور بااصول قائد کی رہنمائی میں ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اپنے اس عہد سے ہرگز انحراف نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہم معاشی ترقی کے کسی ایسے نظریئے پر یقین نہیں رکھتے جس کی بنیاد معاشی یا سماجی طور پر پسماندہ طبقوں کے استحصال پر رکھی گئی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے پالیسی پروگرام مختلف شعبوں کے لئے مخصوص کردہ رقوم اور کارکردگی کے مجوزہ اہداف سب ایک ہی سمت کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور وہ ہے عوام کی بھرپور شراکت کے ذریعے معاشی خوشحالی کا حصول۔ ایک ایسی معاشی خوشحالی جس میں عام آدمی صرف محنت اور قربانی کی حد تک ہی حصہ دار نہ ہو بلکہ اپنی محنت کے ثمر میں بھی برابر کا شریک ہو یہی ہماری سیاسی حکمت عملی اور معاشی فلسفے کا نکتہ آغاز بھی ہے اور بام عروج بھی۔ ہم اس بات پر یقین رکھتے

ہیں کہ عام آدمی کی شرکت کے بغیر کسی مستقل معاشی ترقی کا تصور نہیں کیا جا سکتا اور ان کی شرکت تبھی ممکن ہو سکتی ہے جب خلوص نیت سے ان کے لئے مناسب مادی ذرائع اور معاشرتی لائحہ عمل متعین کر دیا جائے۔ تعلیم' صحت ' دیہی سڑکوں کی تعمیر' آب رسانی اور دیہات میں بجلی کی ترسیل کے شعبوں میں ہماری مخلصانہ سرمایہ کار' ترقی کے عمل میں ہماری دیہی آبادی کی شرکت کو یقینی بنائے گی۔ میں اس بات پر پھر اصرار کروں گا کہ معاشی ترقی کو اس کے معاشرتی تناظر سے علیحدہ کرکے دیکھنا بہت بڑی ناانصافی ہے' سماجی ترقی ہی معاشی بہبود کے لئے مناسب راہیں ہموار کرتی ہے۔ عدم اطمینان بیماری اور محرومی کے ماحول میں پروان چڑھنے والی معاشی ترقی کی زندگی انتہائی مختصر ہوتی ہے اور ترقی کا ایسا عمل ایک معکوس صورت اختیار کرکے بہت جلد اپنے منطقی انجام کو پہنچ جاتا ہے۔ معاشی ترقی کے وہ خوبصورت عمارت جس کی بنیاد پسماندہ اور غریب آدمی کے استحصال رہو بہت جلد زمین بوس ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہم معاشی ترقی کے کسی ایسے نظام پر ایمان نہیں لاسکتے جس میں غریب آدمی نہ تو شامل ہو اور نہ ہی وہ اس کے ثمرات سے بہرہ ور ہوسکے۔ معاشی ترقی کے عمل میں شمولیت اور اس کے ثمرات میں شراکت ہر شے کے بنیادی حق ہے اور برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو یہی حق دلانے کے لئے پاکستان وجود میں آیا تھا۔ غیر منصفانہ معاشی ترقی نہ صرف یہ کہ غیر جمہوری ہے بلکہ غیر اسلامی بھی ہے۔ اسلام جو کہ ہم سب کے لئے راہ ہدایت ہے یہ درس دیتا ہے کہ اگر تمہارا پڑوسی تکلیف میں ہے تمہیں سکھ کی نیند نہیں سونا چاہئے۔ ہمارے لئے منبع رشد و ہدایت ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجتہ الوداع میں ارشاد فرمایا۔

" اے لوگو! جو میں نے تم سے کہا اسے غور سے سنو۔ اپنے دل میں یہ بات بٹھا لو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ تم سب برابر ہو اور برابر کے حقوق و فرائض رکھتے ہو' تم ایک ہی برادری کے افراد ہو اس لئے تمہارے لئے یہ ممنوع ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی چیز حاصل کرو جو وہ اپنی آزاد مرضی سے تمہیں نہ دینا چاہئے۔"

جناب والا! ہم سب کو ذات ' نسل اور سماجی رتبے کی تمیز کئے بغیر' خود اعتمادی ' عزم ' صمیم اور سبک رفتاری کے ساتھ اپنے ان مقاصد کے حصول کی طرف گامزن رہنا ہے جنہیں ہم نے اپنے لئے ابتدا میں معین کیا تھا۔ ہمیں اپنی توانائیاں ' مادی ' مالی اور دماغی وسائل اس بات کو یقینی بنانے کے لئے صرف کرنا ہیں کہ ہم اپنے بچوں کو ورثے میں ایک زیادہ منصفانہ ' آسودہ حال اور محفوظ معاشرہ منتقل کر سکیں۔ اس کٹھن سفر میں اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی کرے اور ہمیں منزل مراد پر پہنچنے کی توفیق

عطا فرمائے۔ (آمین)

پاکستان پائندہ باد (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ میزانیہ بابت سال 1987.88 پیش کر دیا گیا ہے۔

اب اجلاس کل صبح تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس منگل 9 جون 1988، 9.00 بجے صبح تک ملتوی کر دیا گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل ، ۹ ، جون ۱۹۸۷ء
(سہ شنبہ ۱۱ ، شوال ۱۴۰۷ھ)

جلد ۰ شمارہ ۵

سرکاری رپورٹ

مندرجات

منگل ۹ ، جون ۱۹۸۷ء

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۱۶۷
اراکین اسمبلی کی رخصت	۱۶۸
مسئلہ استحقاق	
ے سیاسی رنجش کی بنا پر ایم پی اے کو جھوٹے مقدمہ قتل ... ث کرنا	۱۷۴
ے ڈپٹی ڈائریکٹر لیس آف سکولز کا پارلیمانی سیکرٹری کو تفصیلات بتانے سے انکار	۱۸۲
مسودہ قانون	
ے مسودہ قانون مالیات پنجاب بابت ۱۹۸۷ء	۱۹۰
ضمنی میزانیہ بابت ۱۹۸۷ - ۱۹۸۶ پر عام بحث	۱۹۱

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

منگل، 9 جون 1987ء

(سہ شنبہ 11 شوال 1407ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8.30 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ○ وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ○ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ○ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ○ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ○ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ○ (بنی اسرائیل - آیات - ۱۵ - ۱۶ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۱ - ۲۵)

جو شخص ہدایت اختیار کرتا ہے۔ تو وہ اپنے لئے اختیار کرتا ہے اور جو گمراہی اختیار کرے، تو اس گمراہی کا ضرر بھی اسی کو ہو گا۔ اور کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور جب تک ہم رسول نہ بھیج لیں سزا نہیں دیا کرتے۔ اور جب ہمارا کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ ہو۔ تو وہاں کے آسودہ حال لوگوں کو فحش کاموں میں مشغول رہنے دیتے ہیں۔ تو وہ نافرمانیاں کرتے رہتے ہیں۔ پھر اس بستی پر سزا کا حکم ثابت ہو گیا۔ اور ہم نے اسے ہلاک کر ڈالا۔

اور جو شخص آخرت کا خواستگار ہے اور اس میں کوشش کا حق ادا کرے اور وہ ایماندار بھی ہو۔ تو ایسے ہی لوگوں کی کوشش منظور ہوتی ہے۔ ہم ان کے سب افراد کو پروردگار کی بخشش سے مدد دیتے ہیں اور تمہارے رب کی بخشش کسی سے رکی ہوئی نہیں ہے۔

دیکھو ہم نے کسی طرح تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی اور آخرت تو درجات میں دنیا سے بہت بہتر ہے اور برتری میں کہیں بڑھ کر ہے۔

جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تمہارا رب اس سے بخوبی واقف ہے۔ اگر تم صالح و نیک ہو گے۔ تو وہ رجوع کرنے والوں کو بخش دینے والا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر : اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

سردار محمد صادق خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار محمد صادق خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گزارش ہے کہ میں ذاتی مصروفیت کی وجہ سے مورخہ 3 جون 87 اور 4 جون 87 کے اجلاس میں شرکت نہیں کرسکتا۔ براہ مہربانی میری رخصت کی منظوری کی جاوے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

عبدالمجید صاحب

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست عبدالمجید صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گزارش ہے کہ مورخہ 3 جون 87 اور 4 جون 87 کی بوجہ ضروری کام میں اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ براہ مہربانی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

عطا محمد خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست عطا محمد خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 3 جون 87 اور 4 جون 87 دو یوم بوجہ ضروری کام حاضر نہیں ہوسکا ۔ مہربانی فرما کر میری دو یوم کی رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری پرویز الٰہی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری پرویز الٰہی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

اسلام علیکم میں بوجہ ضروری کام مورخہ 3 جون 87 اور 4 جون 87 کو اجلاس میں شمولیت نہیں کرسکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سعید قریشی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب سعید قریشی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کے طرف سے موصول ہوئی ہے۔

اسلام علیکم میں مورخہ 3 جون 87 اور 4 جون 87 اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ میری ساس صاحبہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ لہٰذا رخصت تصور کی جاوے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید اصغر علی شاہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سید اصغر علی شاہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

میرے والد صاحب کی سالانہ برسی مورخہ 10 جون 1987ء کے سلسلے میں پشاور میں رسم ہو رہی ہے۔ اسلئے میرا وہاں ہونا ضروری ہے۔ مجھے 9 جون 87 تا 11 جون 87 تک چھٹی عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مولانا منظور احمد چنیوٹی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ

بندہ مورخہ 9 جون کو ختم نبوت کمیٹی کی سرکاری میٹنگ میں جو وزیر مذہبی امور نے طلب کی ہے۔ جا رہا ہے۔ لہٰذا براہ کرم ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

غلام نصیر دین سیالوی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست غلام نصیر دین سیالوی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گزارش ہے کہ میں چند گھریلو امور کی انجام دہی کیلئے گھر جا رہا ہوں اسلئے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہوں۔ لہٰذا ایک یوم رخصت 9 جون 87 منظور فرمائی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک غلام شبیر جوئیہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گزارش ہے کہ میں چند گھریلو امور کی انجام دہی کی لیے گھر جا رہا ہوں اسلئے اجلاس میں شرکت کرنے سے قاصر ہوں ۔ لہٰذا ایک یوم کی رخصت مورخہ 9 جون 1987ء منظور فرمائی جائے ۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب رفیق حیدر خان لغاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب رفیق حیدر خان لغاری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

Mr. Rafiq Haider Leghari, MPA of Rahim Yar Khan rang me up yesterday evening to tell that he was going to Karachi in order to attend his ailing mother and desired to make a request to you to excuse his absence from the House for one week w.ef 10th June, 1987.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ پہلے ہم پرولیج موشن کو لیں گے۔ اسکے بعد فنانس بل پیش ہو گا۔ اسکے علاوہ آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر خزانہ: نہیں جناب والا!

جناب سپیکر: پرولیج موشن نمبر 4 جناب فضل حسین راہی صاحب کی طرف سے ہے۔ (ممبر مذکور موجود نہیں ہے) یہ Disposed of تصور ہو گی۔

چودھری ارشاد علی کی پرولیج موشن ہے

چودھری ارشاد علی: جناب سپیکر! اس تحریک کا چیف منسٹر صاحب نے ذاتی طور پر نوٹس لیا ہے اور مجھے انہوں نے فرمایا ہے کہ میں اسے واپس لے لوں اسکے بعد میں اسکو واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: This motion is treated as withdrawn.

سردار الطاف حسین صاحب کی پرولیج موشن نمبر 9 پینڈنگ ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: وہ تشریف نہیں لائے ہیں۔

جناب سپیکر: سردار الطاف حسین صاحب کی پرولیج موشن پینڈنگ ہے۔

وزیر زراعت: بعد میں لے لی جائے۔

جناب سپیکر: ان کی طرف سے کوئی اطلاع بھی نہیں ہے۔ اسے پینڈنگ کرنے کے لئے کوئی درخواست بھی نہیں ہے۔ یہ پرولیج موشن پیش ہو چکی ہے۔ جناب وزیر مال کی درخواست پر یہ پینڈنگ ہوئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج محض فاضل محرک کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس کو Dispose of اس انداز میں نہیں ہونا چاہیے۔ یہ پیش ہو چکی ہے۔ تو پہلے یہ وزیر مال کی درخواست پر پینڈنگ ہوئی تھی آج ان کی عدم موجودگی کی وجہ سے اسکو پینڈنگ کرتے ہیں۔

جناب چودھری غلام رسول صاحب

سیاسی رنجش کی بنا پر ایم پی اے کو جھوٹے مقدمہ قتل میں ملوث کرنا

چودھری غلام رسول: بسم اللہ الرحمن! جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 87-5-18 کو محمد نذیر وغیرہ 13 کس ملزمان نے سول ہسپتال منڈی بہاؤ الدین میں دن دھاڑے آتشیں اسلحہ سے مسلح ہو کر مقدمہ بجرم 325 ر 365 ت پ تھانہ منڈی بہاؤ الدین کے 3 کس مضروبان کا جب مقامی پولیس بمع اعجاز احمد برادر یکے از مضروبان طبی معائنہ کرا کر نتیجہ ضربات ازاں ایم او منڈی بہاؤ الدین حاصل کر رہی تھی اعجاز احمد وغیرہ پر حملہ کر دیا اور بغرض قتل کرنے اعجاز احمد پر یہ کہہ کر لگاتار فائرنگ شروع کر دی کہ تمہیں 325 ر 365 ت پ کا پرچہ برخلاف محمد نذیر وغیرہ درج کرانے اور نتیجہ ضربات حاصل کرنے کا مزا چکھاتے ہیں جو محمد نذیر کے للکارنے پر اس کے ہمراہی ملزمان نے محمد انار نامی شخص کو عمداً اپنی فائرنگ سے قتل کر دیا۔ اور محض سیاسی رنجش کی بنا پر اور مجھے سیاسی طور پر نقصان پہنچانے کے لیے میرے اور میرے لڑکے اور بھتیجے کے خلاف مقامی پولیس کے ساتھ ساز باز کرکے جھوٹا قتل کا مقدمہ مقتول کے والد کے بجائے مقتول کے رشتہ دار کو فرضی مدعی بنا کر درج تھانہ منڈی بہاؤ الدین کروایا۔ حالانکہ مقتول کا والد موجود تھا جو ہمارے خلاف جھوٹا مقدمہ قتل درج نہ کرانا چاہتا تھا۔ مبینہ مدعی ملزمان مسمی غلام حسین وہاں بوقت وقوعہ موجود نہ تھا جو آٹھ گھنٹہ کے بعد لا کر اس کی طرف سے سراسر جھوٹا پرچہ درج کردیا گیا ہے۔ حالانکہ میں بوقت وقوعہ دفتر محرر تھانہ منڈی بہاؤ الدین میں موجود تھا جس کا علم تمام عملہ تھانہ منڈی بہاؤ الدین کو ہے۔ جو پولیس کے اس فعل سے میرا اور اس معزز ایوان کے جملہ اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ کیونکہ محمد انار مقتول سے ہماری کوئی دشمنی نہ تھی اس لیے ہم کو محمد انار کو قتل کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ نیز چودھری فتح محمد ایڈووکیٹ صدر بار ایسوسی ایشن منڈی بہاؤ الدین و محسن حیات ایڈووکیٹ کو بھی محض گزشتہ بار کے صدراتی انتخاب کے رنجش کی بنا پر محمد نذیر الزام علیہ نے مقدمہ ہذا میں بے گناہ ملوث کر دیا ہے مگر مقامی پولیس اصل قاتلوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر رہی ہے۔ حالانکہ اسی تاریخ یعنی 87-5-18 کو اعجاز احمد مذکورہ بالا نے تحریری طور پر درخواست برخلاف محمد نذیر وغیرہ 13 کس ملزمان برائے اندارج پرچہ مقامی پولیس منڈی بہاؤ الدین گزاری تھی۔ مگر تاحال ان کے خلاف کوئی پرچہ قتل درج نہ کیا گیا اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے۔

لہٰذا اس مسئلہ کو فوری طور پر زیر بحث لایا جا کر امن عامہ کو تباہ کرنے اور قانون کو اپنے ہاتھوں میں لے کر ہسپتال میں 2/3 گھنٹے فائرنگ کرنے اور محمد انار کو عمداً قتل کرنے والوں 13 کس ملزمان متذکرہ بالا کے خلاف فوری کارروائی عمل میں لائی جا کر ان کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی جائے تاکہ اصل حقائق سامنے آسکیں۔

جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمیں جناب اس مقدمہ سے اس ہاؤس کی معرفت بری کر دیا جائے۔ یا یہ کہ کوئی فیصلہ کیا جائے۔ ہم صرف اور صرف آئینی اور قانونی حق ہے اس کے دائرے میں میں گزارش کروں گا کہ کسی **Cognizable offence** کی اگر کوئی رپورٹ پولیس اسٹیشن پر دی جائے تو وہ پولیس افسر کے لئے **Mandatory** ہے کہ اس کا وہ کیس درج کرے۔ اسی تاریخ کو ان کے ایک **Informer** نے اطلاع دی ہے کہ پرچہ ہمارے خلاف ہو گیا ہے۔ اسی تاریخ کو انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو عمداً قتل کیا تھا کہ اسی تاریخ میں اعجاز احمد نے درخواست دی ہے کہ اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی حالانکہ دن دھاڑے کا واقع ہے ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔

جناب والا! جہاں تک اسکی **Admissibility** کا تعلق ہے میں سیکشن 55 کی طرف آپکی توجہ مبذول کراؤں گا۔

Rule 55. The right to raise a question of privilege shall be governed by the following conditions, namely : -

(i) The question shall relate to a privilege granted by the Constitution.

آئین میں بھی جناب والا! یہ رائٹ ہے۔

. . . . .by the Constitution, any law or rules made under any law ;

(ii) Not more than one question shall be raised by the same member at the same sitting ;

(iii) The question shall relate to a specific matter of recent occurrence ;

(iv) The matter shall be such as requires the intervention of the Assembly ; and

(v) The question shall not reflect on the personal conduct of the Governor,

اس میں میری گزارش یہ ہے آئین کے تحت مجھے یہ حق ہے۔ اس میں سب سے پہلے میں گزارش

کروں گا کہ آئین کے Preamble میں یہ چیز موجود ہے۔

Wherein the State shall exercise its powers and authority thought the chosen representatives of the people ;

Wherein the principles of democracy, freedom, equality, tolerance and social justice, as enunciated by Islam, shall be fully observed.

In this 'justice' demands according to Section Cr.P.C 154 any report of any congnizable offence given to the Police Station, case must be registered.

اس میں ' میں یہ گزارش کروں گا کہ کیس ہمارے خلاف رجسٹر ہے۔ لیکن جو Cross Version ہے۔ اس میں اگر کیس صحیح درج ہو تو صحیح حقائق تب ہی سامنے آسکیں گے کہ جب وہ کیس ہمارے خلاف درج ہے۔ یہ کیس بھی وہاں درج ہو جائے اور پھر پولیس صحیح تفتیش کر سکتی ہے۔ اور اصل حقائق سامنے تب ہی آسکتے ہیں۔ کہ ہماری طرف سے بھی کیس درج ہوا ہے۔ اب میں سی آر پی سی کا 154 کا حوالہ دوں گا۔ اس میں Mandatory Provison ہے

Under constitution or any law.

جو ہمیں Right ہے

Under constitution or any law or any rule made under any law. . . . . .

جناب سپیکر: چودھری صاحب تحریک استحقاق کے ٹیکنیکل پہلوؤں پر فاضلانہ دلائل دے رہے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب ذرا توجہ فرمائیں۔

چودھری غلام رسول: اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے خلاف 154 سی آر پی سی کے تحت جو پرچہ ہوا ہے۔ اس میں بڑا واضح Mandatory Provision ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب ' ابھی آپ کو کیا اس پر Short Statement دینی چاہیے۔ ابھی ٹیکنیکل پہلوؤں پر تو بات نہیں ہو گی۔

چودھری غلام رسول: ٹھیک ہے۔ جناب والا! اس میں میں یہی گزارش کروں گا اور میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے۔ کہ

For the sake of justice,
Justice demands that both versions should come before the Police officer and he should probe into the matter and find out the real facts of the case.

ہے وہ کوئی Afterthough یا دوسری نہیں ہے ۔ On the same day ہے ۔ اور وہ In writing ہے ۔ وہ مسئلہ تب ہی Thrash out ہو سکتا ہے ۔ جب دونوں Versions پولیس کے سامنے ہوں ۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ مسئلہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ' یا ایشورنس کمیٹی کے سپرد کیا جائے یا اس میں ایوان کی رائے لی جائے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ ختم کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر: شکریہ لاء منسٹر

وزیر زراعت: جہاں تک واقعات کا تعلق ہے ' وہ تو میں Deal کروں گا اور قانونی نکات پر لاء منسٹر صاحب روشنی ڈالیں گے ۔

Mr. SPEAKER : He is Minister concerned.

وزیر زراعت: مجھے واقعات کے بارے میں رپورٹ موصول ہوئی ہے ۔ ایک پرچہ درج رجسٹر ہوا تھا ۔ اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ 87-5-18 صبح کے وقت چودھری نذیر احمد ایڈووکیٹ احاطہ سول کورٹ منڈی بہاؤ الدین موجود تھے ۔ جب مسٹر فتح محمد ایڈووکیٹ کی پارٹی کے تین آدمیوں نے ان پر حملہ کیا ۔ چودھری نذیر احمد ایڈووکیٹ کے منشی عمر حیات نے ان حملہ آوروں کا تعاقب کیا ۔ جس پر انہوں نے عمر حیات کو مضروب کیا اور بھاگ گئے۔ مدعی نے مزید بیان کیا کہ شام 30-3 بجے کے قریب وہ محمد احمد خان مانگٹ اور محمد انار منشی عمر حیات مضروب کو لے کر سول ہسپتال منڈی بہاؤ الدین بغرض علاج گیا ۔ جب وہ ہسپتال پہنچے تو وہاں غلام رسول ایم پی اے ۔ محمد ارشد ولد غلام رسول فتح محمد ایڈووکیٹ ' محسن حیات اور رب نواز پہلے سے موجود تھے ارشد کے پاس کلاشنکوف تھی ۔ غلام رسول صاحب خالی ہاتھ تھے ۔ بقیہ کے پاس رائفلیں تھیں ۔ انہیں دیکھتے ہی غلام رسول صاحب نے انہیں للکارا کہ انہیں جان سے ختم کر دو ۔ کیونکہ انہوں نے ہمارے آدمی کو نذیر احمد ایڈووکیٹ کے رنج کی بنا پر مضروب کیا ہے۔ اس پر محمد ارشد نے کلاشنکوف سے فائرنگ کی جو محمد انار مذکور کی چھاتی اور پیٹ پر لگے ۔ جو موقع پر گر کر جان بحق ہو گیا ۔ مسمی فتح محمد رب نواز محسن حیات نے بھی اپنی اپنی رائفلوں سے فائر کیے ۔ مقدمہ درج کرنے کے بعد تفتیش ایس ایچ او منڈی بہاؤ الدین نے شروع کی ۔ جو بعد ازاں ڈی ایس پی ' ایس ڈی پی او منڈی بہاؤ الدین کے سپرد ہوئی ۔ تفتیش کے دوران واقعات یوں پائے گئے کہ مورخہ 87-5-18 کو صبح کے وقت چودھری نذیر احمد ایڈووکیٹ سول

عدالت منڈی بہاؤ الدین میں موجود تھے کہ تین اشخاص حسن محمود' بشارت حسین اور محمد ریاض جن کا تعلق فتح محمد ایڈووکیٹ پارٹی سے ہے' نے ان پر حملہ کیا اور ان کے منشی عمر حیات کو بھی مضروب کیا ۔ اس پر مقدمہ 213 ۔ 87-5-18 زیر دفعہ 506 تھانہ منڈی بہاؤالدین درج ہوا ۔ بعد میں ان تینوں اشخاص کو احمد خان وغیرہ ساتھ ہی ساتھ جن کا تعلق چودھری نذیر احمد کی پارٹی سے ہے' کار میں ڈال کر لے گئے ۔ اور انہیں مضروب کیا ۔ اس وقوعہ کا مقدمہ نمبر 214' مورخہ 87-5-18 149' 148' 325' 365 اعجاز احمد کے بیان پر درج ہوا ۔ جب مندرجہ بالا ملزمان بھی باہمراہی فتح محمد' رب نواز' وغیرہ سول ہسپتال منڈی بہاؤ الدین میں موجود تھے ۔ تو اسی اثنا میں غلام حسین' محمد انار' احمد خان عمر حیات مضروب کو لے کر ہسپتال آگئے ۔ جہاں دونوں پارٹیوں کے درمیان جھگڑا ہوا۔ مسٹر محمد اسلم' سابق سینیٹر' اور عملہ ہسپتال نے مداخلت کرکے معاملہ رفع دفع کرا دیا ۔ جب غلام حسین' احمد خان' محمد انار متوفی ہسپتال سے روانہ ہونے لگے تو اسی اثنا میں محمد ارشد ولد غلام رسول صاحب ایم پی اے اور محسن حیات کار میں سوار ہسپتال میں پہنچے ۔ محمد ارشد کے پاس کلاشنکوف تھی جس نے کار سے اتر کر فائرنگ کی جس سے محمد انار زخمی ہو کر موقع پر جاں بحق ہو گیا ۔ اس وقت ہسپتال میں فتح محمد ایڈووکیٹ' رب نواز موجود تھے ۔ تفتیش سے پایا گیا ہے کہ چودھری غلام رسول صاحب' ایم پی اے بوقت وقوعہ ہسپتال میں موجود نہ تھے ۔ ان کو تو پہلے ہی **Exonerate** کر دیا گیا

He was not there at the time of occurrence. He was implicated so far as the investigating is concerned.

بلکہ وقوعہ سے قبل ہسپتال سے چلے گئے تھے ۔ البتہ یہ بات درست نہیں کہ غلام حسین مدعی موقع پر موجود نہ تھا ۔ محمد انار متوفی' غلام حسین کا چچا زاد بھائی تھا ۔ یہ دونوں محمد احمد خان' عمر حیات مضروب کو بغرض علاج سول ہسپتال منڈی بہاؤ الدین لے گئے۔ یہ بھی درست ہے کہ متوفی کا والد وہاب بوقت وقوعہ موقع پر موجود تھا اور پولیس نے اس کے بیان پر مقدمہ درج نہیں کیا ۔ اصل میں مسمی وہاب جائے قتل پر وقوعہ کے بعد آیا تھا ۔ اس طرح وہ وقوعہ کا چشم دید گواہ نہ تھا ۔ مقدمہ قتل کی تفتیش کے دوران اعجاز احمد ولد احمد خان نے تفتیشی افسر کو ایک تحریری رپورٹ دی ۔

MINISTER FOR AGRICULTURE .

Actually the subject of the present Privilege Motion is that the counter case has not been registered. So far as the facts of the case are concerned this forum is not actually the proper forum to go into it or to determine what is right and what is wrong. The question which was raised by my learned friend is about the report to register a counter case against . . . . the other party. This is to be seen whether this is a proper forum to direct the Police Station or the Police Officer to register a second case or not. This is to be determined so far as I have understood it from the submissions made by my learned friend, Sir. So far as the privilege is concerned this is always a mistaken view in the House that the violation of every act or rule becomes a matter of privilege. I have already submitted before the honorable Chair and the House that this is not the violation of every right, this is not violation of every law or every rule made under the law which affects the privilege of the Member of the House. This is a special privilege granted by the Privileges Act or under continuous practice of the parliamentary history which is given to the Members over and above the ordinary citizen of the country. For instance, Sir, the freedom of speech is one thing. The Privileges Act of privileges of the House or of the Member are protected by the Chair in order to secure the authority of the Member to speak in the House freely so that their freedom of speech may not be checked anywhere and if they say something in the House in good faith they cannot be prosecuted out of the House.

This is one thing. The other is 'the immunity of the Members' to be arrested by any authority during Session or 15 days afterwards, but if there is congnizable offence he is required after arrest then the Chair is to be informed about the arrest and also if his attendance is required as a witness the Members are also immuned from being summoned in any court as a witness. These are some of the practices, some of the privileges, granted by the relevant provision of the Constitution as well as the Act which you have already read, Sir, and the normal practice of the Parliamentary affairs under the House of Commons Act and also under the Indian Parliamentary Practice Act there are so many other privileges. But simply by saying Sir, because we are here actually to assist the Chair and I have every sympathy with my learned friend but the question at present to be seen is whether the registration of a counter case may be made a subject of the discussion in the House so that the Police authority may be directed to register a counter case or this is a case for High Court or the other authorities superior to the Thana level those who can direct the relevant authorities to register the case. This is to be determined at this point and I think this is the point which has been made before your honour and these are my submissions, Sir.

چودھری غلام رسول: جناب سپیکر! اس میں میرے فاضل دوست نے جو دلائل دئے ہیں۔ اسکے متعلق میری یہ عرض ہے۔ ہائیکورٹ تفتیش میں مداخلت نہیں کرسکتا۔ یہ سرا سرایگزیکٹو آرڈر ہے۔ ہائی کورٹ کا تفتیش میں یہ کہنا کہ اس طرح کیا جائے۔ اس طرح کیا جائے تو وہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس میں میری مودبانہ التماس یہ ہے کہ جہاں تک ہمارا استحقاق ہے وہ جو ہمیں پرولیجز ایکٹ رول 53 نے ہمیں دیا ہے اس میں Constitution or any law or rule made under law کے یہ الفاظ ہیں اور دستور میں آرٹیکل 25 بھی ہے اس پریولیجز میں ہمیں دستور کے تحت یہ استحقاقات ملتے ہیں۔

All citizen equal before law and are entitled to equal protection of law

اس میں میری یہ گزارش ہے کہ وہ ہم پر الزام لگاتے ہیں۔ اسی وقت ہماری تحریری رپورٹ ہے انکی بھی رپورٹ ہے۔ لیکن اس میں یہ ہے کہ ہماری Assurance Committee یا استحقاق کمیٹی جو ہے۔ یہ معاملہ حقائق معلوم کرنے کے لیے انکے سپرد کر دیا جائے تاکہ اگر یہ واقعات بنتے ہیں۔ اگر انہوں نے 13 ر 14 آدمیوں نے مسلح ہو کر تین چار گاڑیوں کے ساتھ حملہ کیا ہے۔ تو یہ حقائق استحقاق کمیٹی یا ایشورنس کمیٹی جو ہے پتہ چلائے۔

جناب سپیکر: متعلقہ وزیر نے آپکی تحریک پر فنی پہلوؤں پر اعتراض کیا ہے کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اس بارہ میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ انکا خیال یہ ہے کہ آپ نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے کراس کیس رجسٹر کرانے کے لیے۔ اور اسکے لئے پنجاب اسمبلی Proper forum نہیں ہے۔ کیا آپ یہی چاہتے ہیں کہ آپکا کراس کیس رجسٹر ہو۔

چودھری غلام رسول: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ کراس کیس رجسٹر ہو یا نہ ہو۔ کسی قابل دست اندازی پولیس جرم کی رپورٹ دینا اور کیس درج نہ ہونا یہ بھی غلط ہے میں یہ کہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس میں تو آپ شکایت کنندہ بھی نہیں ہیں۔

چودھری غلام رسول: شکایت کنندہ تو کوئی بھی بن سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اس میں یہ صورت ہے۔ ایک دوسرا آدمی جو اس ایوان کا ممبر نہیں ہے۔ وہ کوئی کیس رجسٹر کرانا چاہتے ہیں۔ انکے ورثن پولیس نے رجسٹر نہیں کئے ہیں۔ آپکا استحقاق کیسے مجروح ہو

گیا ہے۔

چودھری غلام رسول: جناب والا کیس تو ہمارے خلاف ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپکے خلاف کیس ہو گیا۔ آپکے خلاف کیس رجسٹر ہو گیا ہے کیا یہ استحقاق کی پامالی ہے؟ آپکے خلاف کوئی کیس درج ہو جانا کیا یہ استحقاق کی پامالی ہے۔

چودھری غلام رسول: جناب والا! اگر میں غلط ملوث کیا جاتا ہوں تو میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اس میں جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ میں کوئی ضد نہیں کرتا کہ اسطرح ہونا چاہیے۔ لیکن اگر وہ مجھے یقین دہانی کرا دیں کہ جو ہمارا ورشن ہے وہ پولیس Thrash out کریگی اور اگر کیس بن گیا تو وہ کیس رجسٹر کریگی۔ تب بھی میں پریس نہیں کرتا۔ کم از کم اتنی یقین دہانی تو کرائیں کہ ہمارے ساتھ انصاف ہو گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وزیر قانون اس پوزیشن میں ہوں گے کہ وہ کوئی بات کر سکیں گے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! قائمقام وزیر داخلہ نے جس اچھے انداز میں استحقاق کی تشریح کی ہے اسکے بعد جواب تو نہیں بنتا لیکن چونکہ میرے عزیز ممبر اس پر مصر ہیں کہ اس سلسلے میں میری یہ رائے ہے انہوں نے سیکشن 25 کا حوالہ دیا ہے۔

All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law

اس میں ایم پی اے بھی آتے ہیں اس میں مدعی پارٹی بھی آتی ہے اور دوسری پارٹی بھی آتی ہے۔ اور اس میں قانون پر عمل جو کرنا ہے۔ اور کس نے کرنا ہے وہ ایجنسی کا کام ہے۔ انہوں نے یہ دیکھنا ہے کہ یہ کیس سچا ہے یا جھوٹا۔ یہ انکے دائرکار میں ہے۔ اس سے اسمبلی کا کوئی تعلق نہیں بنتا اور اس کتاب پریولیجز میں جو دیا گیا ہے اور آرٹیکل 66 میں صاف ہے۔ جیسے میرے ساتھی نے اسکی تشریح کی ہے۔

Freedom expression freedom of speach یا کوئی شہادت دینی ہو جو اس دائرہ میں آتی ہو اسکا استحقاق بنتا ہے۔ ویسے بھی قانونی طور پر جتنے فیصلے ہوئے ہیں ان میں یہی کہا گیا ہے۔ کہ فوجداری مقدمات میں استحقاق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ انکا یہ استحقاق نہیں ہے۔ بلکہ یہ پولیس کا عمل ہے۔ استحقاق اور پولیس کا عمل دو علیحدہ چیزیں ہیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب آپ نے چودھری صاحب کی بات توجہ سے نہیں سنی۔ اسکے فنی پہلوؤں پر بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپ انکو یہ یقین دہانی کردیں کہ اس کیس کے بارہ میں انصاف کیا جائیگا۔ تو پھر وہ اسکو پریس کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! میرا یہ فرض ہے کہ انصاف کے لیے کوئی یقین دہانی مانگتا ہے میں اسکو دونگا لیکن شرط یہ ہے کہ انصاف ہی ہو۔

جناب سپیکر: وہ تو انصاف چاہتے ہیں۔

وزیر قانون: انصاف کے لیے ہم ان کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر: آپ چودھری صاحب کو یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ کہ انکے ساتھ انصاف ہو گا۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ انکے ساتھ انصاف ہوگا۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں انکو مزید تسلی دلاتا ہوں کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے اگر یہ اس تفتیش سے مطمئن نہ ہوئے۔ تو مزید تفتیش کی جائیگی اور انکی تسلی کی جائیگی اور ہر حالت میں انصاف کیا جائیگا۔

چودھری غلام رسول: اس یقین دہانی کے موجودگی میں میں اسکو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب شکریہ۔ صاحبزادہ فاروق انور عباسی

ڈپٹی ڈائریکٹریس آف سکولز کا پارلیمانی سیکرٹری کو تفصیلات بتانے سے انکار

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ڈپٹی ڈائریکٹریس آف سکولز ڈائریکٹریٹ آف سکولز نے ایس ایس ٹیچرز (خواتین) کی تعیناتی کے آرڈر کئے اور مختلف حلقوں سے مجھے شکایات موصول ہوئی ہیں کہ ان تعیناتی میں کافی گڑ بڑ کی گئی ہے۔ میں نے ٹیلیفون پر ڈپٹی ڈائریکٹرز کو ہدایات جاری کیں کہ مجھے تعیناتی کی فہرست جس معیار کے مطابق تقرریاں کی گئی ہیں اور مکمل تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔ ڈپٹی

ڈائریکٹریس بہت لیت و لعل سے کام لیتی رہیں اور جب میں نے دوبارہ فون کیا کہ ابھی تک آپ کی جانب سے کوئی تفصیل مجھے موصول نہیں ہوئی۔ اس نے جواب دیا کہ ڈائریکٹریس سے میری بات ہوئی ہے وہ میرے آفیسر ہیں انہوں نے تفصیلات دینے سے روک دیا ہے اور کہا کہ اگر ہم نے تفصیلات سے آگاہ کیا تو تمہیں ملازمت سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ اور بہت سے باتیں کیں جو ڈپٹی ڈائریکٹریس نے ٹیلیفون پر بتانے سے انکار کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں پارلیمانی سیکرٹری ہوں اور تحریک استحقاق پیش نہیں کر سکتا۔ لیکن پہلے میں ایم پی اے ہوں اور ایسا قومی اسمبلی میں ایک وزیر نے بھی (تحریک استحقاق) پیش کی۔ میں ایم پی اے ہوں اور میرا یہ حق ہے کہ میں اپنے حلقے میں بددیانتی دھاندلی اور دیگر بے ضابطگیوں کے بارے میں معلومات حاصل کروں اور ان غلط کاریوں کو روکنے کے لیے اقدامات کروں۔ یوں میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میرا یہ مطالبہ ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر مجھے اس اہم معاملہ پر بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: آپ نے خود ارشاد فرما دیا ہے کہ آپ پارلیمانی سیکرٹری ہیں اور آپ تحریک استحقاق پیش نہیں کر سکتے۔ میں آپکے اس بیان پر اتفاق کرتا ہوں کہ آپ تحریک استحقاق پیش نہیں کر سکتے۔

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ دو سال کے عرصے میں میں نے کبھی قواعد سے ہٹ کر کوئی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: بلاشبہ آپ نے نہیں کی۔

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب والا! مجھے اس فلور پر یہ بات کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ چاہتے ہیں کہ چونکہ آپ نے دو سال میں قواعد سے ہٹ کر بات نہیں کی لہٰذا میں آپکو آج قواعد سے ہٹ کر بات کرنے کی اجازت دے دوں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ فاروق انور عباسی صاحب پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ لیکن انہوں نے جو شکایات پیش کی ہیں وہ مجھے بھی ہیں ان کی تحریک استحقاق میری جانب سے سمجھی جائے۔

جناب سپیکر: I am sorry' this is not a point of order
صورت یہ ہے کہ آپنے یقیناً رولز کا مطالعہ کیا ہو گا۔ اگر آپ نے مطالعہ نہیں کیا تو میں آپ کو بتاتا

ہوں۔

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب سپیکر! رولز میں تو کہیں نہیں لکھا ہوا کہ منسٹرز یا پارلیمانی سیکرٹری تحریک استحقاق پیش نہیں کرسکتے۔

جناب سپیکر: اگر آپ کے پاس کتاب ہے تو آپ یہ رولز دیکھ لیجئے۔

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب والا! میرے پاس رولز کی کتاب ہے لیکن اس میں تو کہیں نہیں لکھا ہوا۔

جناب سپیکر: اس کو آپ پڑھئے۔ یہ صفحہ 24 پر ہے

جناب محمد صدیق انصاری: جناب! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمایئے۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! محرک کی طرف سے جو بات کی گئی تھی اس پر آپ نے اتفاق کرکے ایک رولنگ دے دی ہے کہ یہ تحریک استحقاق پیش نہیں کرسکتے اس کے بعد اس پر بات کی جانی مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ وہ فائنل رولنگ نہیں تھی۔ ابھی بات سے بات نکل رہی ہے۔ جی عباسی صاحب!

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب والا! یہ صفحہ 24 پر ہے۔

جناب سپیکر: صفحہ 24 پر قائدہ 53 میں یہ ہے۔

A member may with the consult of the Speaker, since a question involving a breach of Privilege either of a member or of the Assembly or of the Committee . . . . .

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب والا اس ہاؤس میں ممبر تو ہم سب ہیں۔

جناب سپیکر: 54 میں بھی یہ ہے کہ:۔

A member wishing to raise a question of privilege.....

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: مگر جناب! اس میں کہیں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس میں پیچھے آجایئے۔ ممبر کی تعریف میں آجایئے۔ اس میں رولز آف دی پروسیجر آف دی پروانشل اسمبلی آف دی پنجاب یہ باب اول کے شروع میں آیئے۔ اس کے بعد سب سے نیچے ذرا پڑھیئے۔

"Member" means a member of the Assembly, and for the purposes of moving or opposing a Bill, and amendment, a motion or a resolution, inculdes a Minister.

جناب سپیکر: اس کا مطلب کیا ہوا۔

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب والا! یہ تو منسٹر کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر بھی شامل ہو گیا۔

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: ہاں جی

جناب سپیکر: اس میں غلطی یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: شامل نہیں کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ میرا پریولیج بنتا ہے۔

جناب سپیکر: اس میں نہیں بنتا

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب والا! قومی اسمبلی میں منسٹر نے بھی تحریک استحقاق پیش کی۔

جناب سپیکر: منسٹر پیش کر سکتا ہے۔ یہ ممبر کی تشریح میں منسٹر آتا ہے۔ ممبر کی تشریح میں چیف منسٹر آتے ہیں۔ ممبر کی تشریح میں سپیکر اور ڈپٹی سپیکر بھی آتے ہیں۔

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب والا! اس کا مطلب ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری بن کر ہم ممبر ہی نہیں رہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: سید اقبال احمد شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرتے ہیں۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب والا! عباسی صاحب نے آپ سے عرض کی ہے کہ دو سال تک میں نے رولز کی خلاف ورزی نہیں کی ہے۔ اب مجھے موقع دیں۔ تو آپ رولز کو معطل کرکے انہیں موقع دیں۔

جناب سپیکر: میاں ممتاز صاحب! اس بارے میں کیا فرمانا چاہتے ہیں؟۔

میاں ممتاز احمد قیانہ: جناب سپیکر! مجھے آج جو پارلیمانی سیکرٹریوں کے اصل اختیارات کا انداز ہوا ہے کہ اس سے مجھے ان پر بڑا رحم آرہا ہے۔ نہ تو یہ بیچارے منسٹرز کی لسٹ میں آتے ہیں اور نہ ایم پی اے کی لسٹ میں آتے ہیں۔ نہ تو ان کے اتنے اختیارات ہیں کہ یہ اپنے اختیارات استعمال کرکے اپنے حقوق حاصل کرسکیں اور نہ انہیں ایم پی اے صاحبان کا پریولیج حاصل ہے۔ تو میں گزارش یہی کرونگا کہ ان کو ایک ایم پی اے ہی تصور کرلیں اور ان پر کچھ رحم کھاتے ہوئے ان بیچاروں کو کوئی حق تو دیں تاکہ یہ اپنے پریولیج کی بات کرسکیں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ نے یہ ملاحظہ فرمالیا (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز No interruptions یہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا کہ

"Member" means a member of the Assembly, and for the purposes of moving or opposing a Bill, an amendment, a motion or a resolution, includes a Minister.

اب آپ پریولیجز ایکٹ پر آجایئے۔

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب والا! اس میں آگے صفحہ 2 پر چلیں۔

جناب سپیکر: نہیں ابھی آپ صفحہ 2 پر نہ جایئے۔

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب والا! اس سلسلے میں ہاؤس میرا ساتھ دے گا۔ صفحہ 2 پر یہ ہے۔

"Member-in-Charge" means' in the case of Government Bill' any Minister.....

جناب سپیکر: صفحہ 2 پر آپ کیا دکھانا چاہتے ہیں۔

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب والا! صفحہ 2 پر یہ ہے کہ ممبر انچارج ----

جناب سپیکر: یہ گورنمنٹ بل نہیں ہے۔

Government Bill is not under consideration. Privilege motion is under consideration.

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب والا! ممبر تو consider کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ یہ گورنمنٹ بل کی شکل میں ہے۔ آپ پریولیجز ایکٹ پر آجایئے۔ پریولیجز ایکٹ میں صفحہ 2 پر یہ ہے کہ:۔

"Member" means a member of the Assembly and inculdes the Speaker' the Deputy Speaker and Minister....

میں سمجھتا ہوں کہ بے شک رولز میں omission ہے کہ ممبر کی تعریف میں پارلیمانی سیکرٹریز شامل نہیں ہیں۔ باقی سب شامل ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹریز کو شامل ہونا چاہیے۔ لیکن اس وقت جو ہمارے رولز ہیں اس میں پارلیمانی سیکرٹریز شامل نہیں ہیں۔
I am sorry آپ پریولیج موشن پیش نہیں کرسکتے۔

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب والا! جب ہمارا حق مجروح ہو گا کہ تو ہم کہاں جائیں گے۔

میاں فضل حق: آپ ہمارے پاس آجائیں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب والا! میں یہ گزارش کرونگا کہ وزیر متعلقہ اگر اس معاملے میں مجھے یقین دہانی کرائیں تو پھر میں اپنی تحریک واپس لونگا۔ جناب والا! چونکہ آپ رولنگ دے چکے ہیں اس لئے میں آپ کی رولنگ کا احترام کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ آخر ہمارا استحقاق بھی ہے کیونکہ پہلے ہم ایم پی اے ہیں۔ یہ نہیں کہ بیوروکریسی ہمیں جسطرح ذلیل کرتی رہے اور ہم خاموشی سے بیٹھے

رہیں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ گورنمنٹ کا حصہ تصور ہوتے ہیں۔

صاحبزادہ فاروق انور عباسی: جناب ٹھیک ہے وہی تو ہے۔ میں وزیر متعلقہ چودھری ممتاز صاحب جو پہلے وزیر تعلیم رہے ہیں۔ میں ان کے پاس شکایات لیکر گیاہوں۔ مگر اس کا ازالہ نہیں کیا گیا۔ افسوس یہ کہ مجھے یہاں اسی لئے آنا پڑا۔

جناب سپیکر: چودھری گل خان نواز پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری گل نواز وڑائچ: جناب سپیکر۔ آپ اس کے متعلق رولنگ دے چکے ہیں اور فیصلہ کر چکے ہیں کہ پارلیمانی سیکرٹری کی طرف سے تحریک استحقاق پیش نہیں ہو سکتی ہے' لیکن عباسی صاحب کی شرافت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اتنے سچے آدمی کی تقریر کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ایوان استدعا کرتا ہے کہ وزیر تعلیم صاحب انہیں تسلی دے دیں کہ میں اس کی انکوائری کروں گا۔

جناب سپیکر: میں آپ کو عرض کرتا ہوں ' آپ تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ اس تحریک استحقاق پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ Will you please take your seat

نوابزادہ مظفر علی: جناب سپیکر' میں اس سلسلہ میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ کیا ایسا ہے کہ جب کوئی ممبر پارلیمانی سیکرٹری ہو جائے تو وہ اس ایوان کا ممبر نہیں رہتا ہے۔ آپ اس سلسلہ میں کوئی رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: اس سلسلہ میں ممبر نہ رہنا جو ہے۔ اس بارے میں میں نے فیصلہ نہیں دیا ہے کہ He ceases to be a Member جب وہ پارلیمانی سیکرٹری ہو جائے۔ لیکن ممبر کو جو استحقاقات ایک تحریک پیش کرنے کے سلسلے میں حاصل ہیں۔ ہمارے رولز میں وہ مراعات پارلیمانی سیکرٹری کو حاصل نہیں ہیں۔

نوابزادہ مظفر علی: جناب والا۔ یہ بنیادی طور پر تو اس ایوان کے ممبر ہیں اور بطور ممبر ایک تحریک پیش کرنے کا ان کا جو استحقاق ہے ' وہ میرے خیال میں ان کے پارلیمانی سیکرٹری ہونے سے ختم نہیں ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے خیال میں ختم نہیں ہوتا ہے۔ سعید ظفر صاحب آپ کیا فرمائیں گے۔

مہر سعید احمد ظفر۔ (پارلیمانی سیکرٹری)

For the purpose of argument I submit that a member being a member of the Assembly and for the purposes of moving or opposing a bill, an amendment or a motion or resolution includes a Minister.

جناب والا میں اس سے اختلاف کرتا ہوں۔

There is a difference between a Member and a Secretary Private Member and as far as the Secretary is concerned, he remains a member of the House but he cannot be considered as Private member and here I come to that point, Private Member is a Member, who is not a Minister or a Parliamentary Secy, but in the case of a Privilege motion the only requirement is . . . . .

کہ وہ ممبر ہو یا تو اس میں یہ ہوتا کہ اس میں وضاحت ہوتی کہ

Private member can move the Privilege motion or adjournment motion.

تو پھر یہ بات ٹھیک تھی کیونکہ صرف ممبر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور اس کو پرائیویٹ ممبر distinguise کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ استحقاق ہے کیونکہ پارلیمانی سیکرٹری ایوان کا ممبر رہتا ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ استحقاق ہے۔ کیونکہ پارلیمانی سیکرٹری ایوان کا ممبر رہتا ہے۔ اسی طرح اس کو دوسرے ممبران کی طرح یہ استحقاق حاصل ہے کہ وہ اس تحریک کو پیش کرے۔

جناب سپیکر: اس بارے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ .....

چودھری عبدالرزاق: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے اس بات کی تائید کرتا ہوں کہ ان کو تحریک استحقاق پیش کرنے کا حق ملنا چاہئے تاکہ میں بھی سن سکوں کیونکہ میرے خلاف بھی انہوں نے تحریک دی ہے اور ایوان کو کچھ پتا چلے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اس میں میں نے Prima facie یہ محسوس کیا ہے کہ ہمارے رولز میں تحریک استحقاق پیش کرنے کا حق پارلیمانی سیکرٹری کو نہیں ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے

پارلیمانی سیکریٹریز کے ذھن میں ابھی اس بارے میں ابہام ہے۔ ہم اس پر تفصیل سے بحث کر لیں گے۔ یہ کوئی اب حتمی بات نہیں ہو رہی ہے۔ ہم ایڈووکیٹ جنرل کو بھی بلا لیں گے اور ان سے بھی رائے لے لیں گے اور لا منسٹر سے بھی اس سلسلہ میں رائے لے لیں گے۔ اگر آپ اس کی ضرورت محسوس کریں گے۔ اس پر بعد میں فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب عاشق حسین گوپانگ: جناب والا۔ جب تک فیصلہ نہیں ہوتا ان کو تحریک استحقاق پڑھنے تو دیں۔ اس کی تو اجازت دیں۔

جناب سپیکر: نہیں' مجھے افسوس ہے میں اس پر فیصلہ دے چکا ہوں لیکن رولز کے مسئلہ پر "کہ آیا پارلیمانی سیکرٹریز تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں یا نہیں" رولز میں اس کی کیا صورتحال ہے۔ اس کی تشریح کیا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم تفصیل سے بحث کر لیں گے۔

میاں فضل حق: جناب والا۔ ابھی جو آپ نے پارلیمانی سیکرٹریز کے متعلق فرمایا ہے میں یہ دریافت کروں گا کہ آیا ایڈوائزر صاحبان تحریک استحقاق پیش کر سکیں گے؟

جناب سپیکر: یہ بھی دیکھنے والی بات ہے۔

میاں فضل حق: جناب والا۔ یہ بڑا اہم نکتہ ہے کہ منسٹر اور پارلیمانی سیکرٹری تو نہیں کر سکتے ہیں تو ایڈوائزر صاحبان کی کیا حیثیت ہوگی۔

جناب سپیکر: میاں صاحب اس معاملہ کو بھی دیکھنا پڑے گا۔ اب تحریک استحقاق ہے۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا۔ جنجوعہ صاحب اپنی تحریک استحقاق کو ملتوی کرنے کی درخواست لکھ کر مجھے دے گئے ہیں۔ ان کو کام تھا' چلے گئے ہیں' میں یہ درخواست آپ تک بھجوا رہا ہوں۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون مالیات پنجاب بابت 1987ء

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 12, 13, 14, 15, 16, 17 اور 18. جناب ریاض حشمت جنجوعہ کی طرف

سے ہیں۔ ہم ان سب کو ملتوی کرتے ہیں اور اب ہم وقفہ تحاریک استحقاق کو ہی ختم کرتے ہیں۔۔۔۔
اب جناب وزیر خزانہ مسودہ قانون مالیات پنجاب بابت 1987ء پیش کریں گے۔

وزیر خزانہ: میں " مسودہ قانون ' مالیات پنجاب بابت 1987ء " پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: " مسودہ قانون مالیات پنجاب بات 1987ء " پیش کر دیا گیا ہے۔

ضمنی میزانیہ بابت 87-1986ء پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ضمنی بجٹ پر بحث شروع ہوتی ہے' جو صاحبان اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے اسمائے گرامی کی چٹیں میرے پاس پہنچا دیں۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ بات کرنا چاہتے ہیں۔ ارشاد فرمائیں۔ ان کے علاوہ جو صاحبان ضمنی بجٹ پر آج بات کرنا چاہتے ہیں وہ میرے پاس اپنی چٹیں بھجوا دیں۔ اگر میرے پاس چٹیں نہیں آتی تو پھر میں اپنی مرضی سے کچھ صاحبان کو اس بجٹ پر بات کرنے کی دعوت دوں گا۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ذی جاہ و ذی وقار جناب سپیکر۔ سب سے پہلے تو میں آپ کی اس شفقت کے لئے شکر گزار ہوں کہ آپ نے زیر بحث ضمنی میزانیہ پر جسے جناب وزیر خزانہ نے بامید منظور اس ایوان میں پیش کیا ہے پر اپنی گزارشات پیش کرنے کا موقع دیا۔ جناب والا' اس ضمنی میزانیہ پر انتہائی مختصر الفاظ میں میں یہ تبصرہ کروں گا کہ ہم نے سوچا تھا کہ نئے ساتھی کے آنے سے نظام میکدہ بھی بدل جائے گا' پیمانے بھی بدل جائیں گے' مے بھی بدل جائے گی لیکن نئے ساتھی کی ستم ظریفی دیکھئے کہ انداز میکدہ بھی وہی ہے' پیمانے تک تبدیل نہیں کئے گئے اور مے بھی وہی ہے ' بلکہ بوتل پر لیبل تک وہی پرانا ہے جو فرسودہ بھی ہے اور بوسیدہ بھی ہے۔

جناب سپیکر: بجٹ وطن عزیز میں بسنے والے کروڑوں انسانوں کی آرزوں ' امنگوں' خواہشات اور ان کے مصائب ' ان کے مسائل کے حل کا آئینہ دار ہونا چاہئے لیکن افسوس ہے کہ زیر نظر بجٹ ایک روایتی بجٹ ہے اور میں اسے گزشتہ سالوں میں پیش ہونے والے ضمنی میزانیوں کا چربہ کہوں گا اور جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں بصد احترام یہ گزارش کروں گا کہ

وطن چمکتے ہوئے کنکروں کا نام نہیں
یہ طائر جسد تیری روح سے عبارت ہے

نظام کہنہ کے سائے میں عافیت سے نہ بیٹھ
نظام کہنہ تو گرتی ہوئی عمارت ہے

جناب سپیکر! پنجاب کا یہ ضمنی بجٹ جو کہ تقریباً کم و بیش 3 ارب روپے پر مشتمل ہے اور 36 مطالبات زر کو محیط کئے ہوئے ہے۔ جس میں سے 19 مطالبات زر محض علامتی ہیں۔ جن کے اخراجات کو رواں مالی سال میں منظور کی گئی رقوم میں سے پورا کر لیا گیا ہے اور یہ بات جناب سپیکر آپ کیلئے نئی نہیں ہے کہ ضمنی بجٹ ان اخراجات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ جو انتہائی ناگزیر ضروریات پر اس توقع کے ساتھ خرچ کر لئے جاتے ہیں کہ ان کی افادیت کے پیش نظر اسمبلی ان کی منظوری عطا کر دے گی۔ اس لئے میں پوری دیانت داری کے ساتھ ان اخراجات کا تجزیہ اس ایوان میں پیش کروں گا۔ جناب والا۔ یہ اخراجات اپنی اہمیت اور اپنی افادیت کے لحاظ سے کس قدر اہم ہیں۔ وزیر خزانہ نے ان اخراجات کو اہم اور اشد ضروری قرار دیا ہے لیکن ایک عام پنجابی کی نظر میں ان کی اہمیت اور ان کی افادیت مشکوک ہے۔ اس لئے میں اسے محض فضول خرچی اور اسراف قرار دینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! مطالبہ زر نمبر 4 کے تحت پولیس پر رواں مالی سال کے دوران 8 کروڑ 61 لاکھ 50 ہزار 690 روپے کی اضافی رقم خرچ کی گئی ہے۔ اس میں سے 1 کروڑ اور 20 لاکھ روپے پنجاب کانسٹیبلری پر خرچ کئے گئے ہیں۔ یہ فورس جو انڈین آرمی سے ملتی جلتی وردی پہنے گی اور اسے پنجاب میں امن و امان کے نام پر قائم کیا گیا ہے۔ اس فورس کو فوجیوں سے ملتی جلتی وردی پہنانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ عوام کے ذہنوں پر فوج کا نفسیاتی خوف قائم رکھا جائے۔ جناب سپیکر! اس فورس کو قائم کرتے وقت اس قدر عجلت سے کام لیا گیا ہے کہ اس صوبہ میں قانون ساز اسمبلی کے قائم ہونے کے باوجود بھی' اس فورس کے قیام کیلئے کوئی قانون بنانے کی ضرورت تک محسوس نہیں کی گئی۔ اس لئے مجھے خوف آ رہا ہے کہ کہیں ایف ایس ایف کی طرح یہ فورس بھی فسطائیت' جبر اور تشدد کی علامت بن کر نہ رہ جائے۔ اس لئے جناب سپیکر تقریباً سوا کروڑ روپے کے ان اخراجات کو میں پنجاب کے عوام کے خلاف ایک سازش قرار دیتا ہوں۔

اسی طرح جناب سپیکر 1 کروڑ 38 لاکھ 94 ہزار 820 روپے کی خطیر رقم پنجاب میں سپیشل برانچ کی تنظیم نو کی نذر کر دی گئی ہے۔ حالانکہ پولیس کی یہ خفیہ برانچ امن دشمن عناصر کی سرگرمیوں کو روکنے' قاتلوں کا سراغ لگانے' اسلحہ اور منشیات کی نقل و حمل کو صوبے میں روکنے کیلئے بری طرح ناکام ہو چکی ہے اور اس خفیہ برانچ نے اپنے آپ کو محض سیاسی جلسوں کی رپورٹنگ کرنے اور پرامن اور محب وطن

سیاست دانوں کی جھوٹی سچی خفیہ رپورٹیں مرتب کرنے تک محدود کر لیا ہے اور اس لئے یہ اپنے اصل مقاصد سے ہٹ چکی ہے۔ اس لئے جناب والا یہ زرکثیر ریاست میں تشدد کا شکنجہ عوام پر مزید مضبوط بنانے کیلئے خرچ کیا گیا ہے اور اس کا عوام کی بہبود اور ترقی کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

اسی طرح جناب سپیکر 18 لاکھ 80 ہزار روپے انتہائی اہم شخصیات کے حفاظتی انتظامات کے نام پر گاڑیوں کے خریدنے پر خرچ کیا گیا ہے اور اسی طرح ایک کروڑ روپے کی لاگت سے تین مرسڈیز کاریں صوبہ کے اعلیٰ حکام کے استعمال کیلئے خریدی گئی ہیں۔ جناب والا یہ ملک جس کے عوام کروڑوں روپے کے غیر ملکی قرضوں کے بوجھ تلے سسک رہے ہیں اور اس قوم کا ہر بچہ معصوم پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس کے سر پر ہزاروں روپے کے غیر ملکی قرضے کا گناہ ہوتا ہے کہ اس قوم کے کروڑوں روپے کو محض کاروں کی خرید و فروخت خرچ کر دینا۔ جناب سپیکر اس قوم کے ساتھ ایک سنگین مذاق ہے۔

اب میں ذکر کروں گا مطالبات زر نمبر 7 کا جو کہ متفرق محکمہ جات کے اخراجات پر مشتمل ہے اور اس کے تحت 50 ہزار روپے کی رقم میاں چنوں میں پاک و ہند مشاعرہ کے انعقاد پر خرچ کی گئی ہے۔ جناب سپیکر اگر شعراء کرام کی دل آزاری نہ ہو تو میں یہ کہوں گا کہ میاں چنوں اور فن لطیف دو متضاد چیزیں ہیں اور یہاں اتنا بڑا مشاعرہ منعقد کرنے کا اس کے علاوہ کوئی مقصد نہیں ہو سکتا کہ ضلع خانیوال کے ڈپٹی کمشنر ایک نامور شاعر ہیں اور اس کی حس لطیف کی تسکین اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے یہ رقم خرچ کی گئی ہے۔ جناب مرتضیٰ برلاس جو کہ خانیوال کے ڈپٹی کمشنر ہیں ان ہی کا ایک قطعہ میں آپ کی وساطت سے جناب وائیں کی خدمت میں پیش کرتا لیکن چونکہ اس وقت وہ موجود نہیں ہیں اسلئے انکے جو رفقائے کار موجود ہیں اور انکے ذریعے سے مرتضیٰ برلاس کا قطعہ انکی خدمت میں پہنچا دینا چاہتا ہوں۔

جو تشنہ جاں بلب ہوں یہ کیا کرتے ہیں کام آخر
یہ بڑھ کر چھینتے ہیں دوسرے ہاتھوں کے جام آخر
یہ شام کج کلاہی ہو یا شام دلربائی ہو
ہر اک صبح درخشاں کی ہوا کرتی ہے شام آخر

جناب سپیکر! مطالبہ زر نمبر 19 ایسے اخراجات کا مجموعہ ہے جو کہ بہاولنگر میں شدید بارشوں اور جڑانوالہ میں آتشزدگی کے متاثرین کی بحالی کیلئے خرچ کیا گیا ہے۔ صرف بہاولنگر میں بارش کے متاثرین میں نقد رقوم کا تقسیم کرنا مجھے تو اس کے علاوہ کوئی اور وجہ نظر نہیں آتی کہ ہمارے صوبے کے وزیر زراعت کا

تعلق بہاولنگر سے ہے۔ ورنہ آج پورے پنجاب کا مفلوک الحال کاشت کار جس طرح کھیتوں کے کنارے پر تباہی و بربادی کی تصویر بنا بیٹھا ہے اور وہ حکومت کی امداد کیلئے چشم براہ ہے لیکن حکومت اس مفلوک الحال کاشت کار کو فقط طفل تسلیوں سے بہلائے چلی جا رہی ہے۔ اگر حکومت اس سلسلے میں کاشت کاروں کی بحالی کیلئے کسی یکساں پالیسی کا اعلان کرتی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ امر حکومت کی نیک نامی کا باعث بن سکتا تھا۔

جناب سپیکر! اب میں مطالبہ زر نمبر 10 میں لوکل گورنمنٹ کی وساطت سے صوبہ کی مختلف لوکل کونسلوں کو جو مالی معاونت کی گئی ہے اور بعض مخصوص سکیموں کے لئے ان کو رقوم عطا کی گئی ہیں۔ اس کی طرف آتا ہوں۔ اس سلسلہ میں اگر ان ٹاؤن کمیٹیوں کو جو کہ موجودہ بلدیاتی سسٹم کی بحالی کے بعد معرض وجود میں آئی ہیں۔ بلا تفریق اور بلاامتیاز کیونکہ ان کے پاس آمدنی کے ذرائع نہ ہونے کے برابر ہیں اور وہاں کے عوام ایک مسلسل عذاب کا شکار ہیں۔ کیا ان نوزائیدہ ٹاؤن کمیٹیوں میں کوئی ترقیاتی سرگرمی نظر نہیں آتی۔ اگر حکومت چند ٹاؤن کمیٹیوں اور چند میونسپل کمیٹیوں کی امداد کرنے کی بجائے بلاامتیاز صوبہ کی تمام نئی جنم لینے والی ٹاؤن کمیٹیوں کی مالی امداد کرتی اور اس وقت تک کرتی چلی جاتی کہ جب تک ان کے اپنے آمدنی کے ذرائع وجود میں نہ آجاتے تو یہ انتہائی اہم اور مستحسن فیصلہ کیا جا سکتا تھا۔

یہاں جناب والا ایک اور امر بھی قابل ذکر ہے کہ صوبہ کی تمام ڈسٹرکٹ کونسلیں ثقافتی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے میلوں کا انعقاد کرتی ہیں لیکن لوکل گورنمنٹ کو دی گئی اس گرانٹ میں صرف ضلع کونسل سرگودھا کو ایک لاکھ روپے کی مالی گرانٹ کچھ مجھے خوبصورت دکھائی نہیں دیتا اس لئے کہ وزیر بلدیات کا تعلق سرگودھا سے ہے۔ علاوہ ازیں جناب سپیکر وزیر قانون کی وساطت سے 60 ہزار روپے میاں چنوں کی بار ایسوسی ایشن کے لئے محکمہ تعلیم کی وساطت سے ساڑھے آٹھ لاکھ روپے میاں چنوں کی مرکزی انجمن کے لئے اور دس لاکھ روپے میاں چنوں میں سٹیڈیم کی تعمیر کے لئے مختص کرنے پر اس اندھے کی مثال صادق آتی ہے جو شیرینی تقسیم کرتا ہے اور بار بار اپنوں کو دیئے چلا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں ایک انتہائی اہم بات کہنے والا ہوں کہ میں یہاں یہ انکشاف بھی کرتا چلوں کہ میاں چنوں میں ایک چھوٹی سی نہر کے کنارے پر 7 میل لمبی سڑک پختہ کر دی گئی ہے اور اب اسی نہر کے دوسرے کنارے کو بھی پختہ کرنے کا عمل جاری ہے۔ اگر محاسبہ کمیٹی کے ارکان یہاں پر موجود ہیں تو جناب سپیکر ان کو حکم دیجئے کہ وہ اس بات کا نوٹس لیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ ایک چھوٹی سی نہر کے دونوں کناروں کو پختہ کر دیا جائے اور میلوں تک پختہ کر دیا جائے اس کی کیا وجوہات ہیں؟ اس کی وجہ سوائے اس

کے اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ منصوبہ بندی و ترقیات کے وزیر کا تعلق میاں چنوں سے ہے۔
جناب والا! لاہور کے ہارس اینڈ کیٹل شو پر اس سال اس قدر اندھا دھند فیاضی کے ساتھ اخراجات کئے گئے ہیں کہ رواں مالی سال کے بجٹ میں اس کے لئے مختص کی گئی رقوم کم پڑ گئیں اور ہنگامی ضرورت کے تحت 73 لاکھ 30 ہزار 330 روپے کی رقم خرچ کرنا پڑی۔ حالانکہ بدنظمی اور ہلڑ بازی کا شاہکار یہ میلہ ثقافتی اقدار کو اجاگر کرنے کی بجائے ثقافتی اقدار کی نفی کا سبب بنا ہے اور خزانہ سرکار پر یہ بے معنی بوجھ اور وہ بھی ایک ایسے دور میں جبکہ لاکھوں انسان تمدنی ضروریات کے لئے مضطرب ہیں۔ جناب سپیکر آپ میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ہم ایک ایسے دور میں نہیں رہ رہے جب بادشاہ ظل سبحانی کہلاتا تھا اور عوام کے سامنے جواب دہ نہ تھا' اگر ہم ایک جمہوری معاشرہ میں رہتے ہیں اور عوام کے سامنے اپنے آپ کو جواب دہ سمجھتے ہیں تو پھر عوام کے منتخب نمائندہ ہونے کی حیثیت سے مجھے حکومت پنجاب سے یہ پوچھنے کا حق ہے کہ کروڑوں روپے کا یہ عوامی فنڈ اس طرح پانی کی طرح کیوں بہا دیا گیا ہے؟ اس کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ جناب سپیکر! یہ میلے کے متعلق میری گزارشات تھیں اور اب جناب سپیکر۔ میں اس ایوان کے فاضل اراکین سے یہ اپیل کروں گا کہ وہ اس میلہ پر اٹھنے والے کروڑوں روپے کے اخراجات کی منظوری دینے سے پہلے وہ اپنے ضمیر سے مشورہ کریں۔ اگر ان کا ضمیر اس بات کی گواہی دے کہ اس میلہ پر اٹھنے والے اخراجات جائز تھے تو بیشک ان کی منظوری عطا کریں اور اگر ان کا ضمیران کی زبان کا ساتھ نہ دے تو پھران کو اس میلہ پر اٹھنے والے کروڑوں روپے کے اخراجات کی منظوری نہیں دینی چاہئے۔
جناب سپیکر! اب میں اس بجٹ کے انتہائی حساس حصہ کی طرف آتا ہوں۔ میں اب ان رقوم کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن رقوم کو وفاقی حکومت نے قومی اسمبلی اور سینٹ کے ارکان کے ترقیاتی منصوبوں کے لئے صوبائی حکومت کو منتقل کیا اور اس میں سے وہ رسوائے زمانہ رقم جس کے خلاف تحقیقات کے نتیجہ میں ایک وفاقی وزیر کو مستعفی ہونا پڑا' متعدد وفاقی اور صوبائی سرکاری عہدہ داروں کی معطلیاں ہوئیں اور جناب سپیکر ایک شور و غوغا ہوا احتجاج ہوا۔ تحقیقات ہوئیں' معطلیاں ہوئیں' برخاستگیاں ہوئیں' لیکن افسوس کی بات ہے کہ وزیر خزانہ بڑے غیر محسوس طریقہ سے اس ایوان سے ان غیر قانونی اور ناجائز کوآپریٹو سوسائٹیوں کو منتقل کی گئی رقم کی ہم سے منظوری حاصل کرنا چاہتے ہیں اور وہ اس بات پر مصر ہیں کہ ان رقوم کی منظوری دی جائے۔ جناب سپیکر اگر یہ سب کچھ کسی جمہوری معاشرہ میں ہوتا تو ایک وزیر تو کیا پوری حکومت مستعفی ہو جاتی لیکن یہاں ایک وزیر تو کیا پورے تین وزیر

بدعنوانیوں کی زد میں برخاست ہوتے ہیں۔ محی الدین بلوچ بدعنوان پایا جاتا ہے۔ اسلام الدین شیخ پر بدعنوانی کا الزام ثابت ہوتا ہے۔ انور عزیز کو بدعنوان گردانا جاتا ہے لیکن آج تک یہ حکومت ٹس سے مس نہیں ہوئی۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔

جناب سپیکر! اب میں 17 کروڑ' 27 لاکھ' 6 ہزار روپے کی اس خطیر رقم کا ذکر کروں گا جو لاہور' ملتان اور فیصل آباد کے ترقیاتی اداروں کو ترقیاتی سرگرمیوں کے لئے مہیا کی گئی ہے۔ جناب والا! ان اداروں کو قائم کرتے وقت حکومت کا جو نقطہ نظر تھا وہ یہ تھا کہ یہ ادارے شہروں میں بسنے والوں کے تمدنی مسائل اور ان کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ان کو حل کرنے کی کوشش کریں گے' مگر یہ ادارے ایک سفید ہاتھی کا روپ دھار چکے ہیں اور بدعنوانیاں' رشوت' اقربا پروری' اختیارات کا ناجائز استعمال ان ترقیاتی اداروں کا معمول بن چکا ہے۔ جناب سپیکر۔ اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو میرے ساتھ شیرپاؤ پل کے اس طرف تشریف لے چلئے۔ میں آپ کو ایک وائٹ ہاؤس دکھاؤں گا جو کہ تعمیر کے آخری مراحل میں داخل ہو رہا ہے۔ یہ وائٹ ہاؤس کسی جاگیردار کا نہیں' کسی مل مالک کا نہیں' کسی جرنیل کا نہیں' کسی شہزادے کا نہیں' بلکہ لاہور کے ایک ترقیاتی ادارے کے ڈائریکٹر جنرل کا ہے جہاں پر لاہور کے ترقیاتی ادارے کے ملازمین شب و روز کام پر لگے ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر۔ یہی حال ملتان کے ترقیاتی ادارے کا ہے اور یہاں پر ملتان سے تعلق رکھنے والے ارکان اسمبلی متعدد بار ملتان کے ترقیاتی ادارے کی دھاندلیوں کا انکشاف کرتے رہے ہیں' مگر آج تک حکومت نے اس ادارے کے اعلیٰ حکام کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ اسی طرح جناب والا فیصل آباد کا ترقیاتی ادارہ کروڑوں روپے کی سرکاری زمین پر رہائشی سکیموں کی تکمیل کے بعد الاٹیوں سے ان کی رقوم وصول کر چکا ہے' مگر آج تک حکومت کو اس نے وہ رقوم واپس نہیں کیں اور حکومت بار بار ان کو اس بات کی تنبیہہ کرتی رہتی ہے کہ وہ کروڑوں روپے کی رقوم حکومت پنجاب کو واپس کرے۔

جناب سپیکر! اگر فیصل آباد کا ذکر چلا ہے تو میں فیصل آباد میں قائم ہونے والی ریونیو آفیسرز کی اس کالونی کا ذکر کروں گا جہاں کے ریونیو آفیسر کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ کرتے وقت دھاندلیاں کی گئی ہیں اور اگر ان دھاندلیوں کا کوئی حساب لینے والا ہو تو میں پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ فیصل آباد کی سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے سکینڈل سے بھی زیادہ خوفناک سکینڈل منظرعام پر آسکتا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہے کوئی ایسا جو مجھے اس امر کی یقین دھانی کرائے کہ فیصل آباد کی ریونیو آفیسرز کالونی پلاٹوں کی الاٹمنٹ میں ہونے والی دھاندلی کا حساب لینے کے لئے تیار ہے۔

جناب سپیکر! اب میں محکمہ تعلیم سے متعلق مطالبہ زر میں 25 لاکھ روپے کی لاگت سے اسلام آباد کے وفاقی علاقے میں ایک ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے قیام پر تبصرہ کرنا چاہوں گا۔ یہ بات میری سمجھ سے بالا ہے کہ وفاقی علاقے میں صوبائی حکومت کی طرف سے یہ فنڈز کیوں خرچ کئے جا رہے ہیں۔ اگر وزیر خزانہ اپنی اختتامی تقریر میں اس امر کی صراحت فرما دیں تو شاید میں بھی ان کو سمجھ سکوں گا۔ جناب سپیکر' اب میں دو لاکھ روپے کی اس خطیر رقم کا ذکر کروں گا جو کہ ہائی کورٹ کے ایک مرحوم جج جسٹس ظفراللہ کی بیوہ کو اس کی مالی معاونت کے لئے حکومت کی طرف سے ملے ہیں۔ میں اس فیصلے کی تعریف کرتا ہوں لیکن حکومت یہ اس بات کی بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اگر کوئی ادنیٰ درجہ کا سرکاری ملازم کسمپرسی کے عالم میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تو اس کے پسماندگان کے لئے بھی حکومت کی طرف سے مالی اعانت کا اعلان ہونا چاہئے۔

اب جناب والا' جڑانوالہ سمال انڈسٹریز کارپوریشن کو جڑانوالہ اور فیصل آباد کی صنعتی بستی کے لئے چھتیس لاکھ 34 ہزار اور 60 روپے کی رقم ادا کی گئی ہے۔ حالانکہ نوید آصف اور نوکر شاہی نے ان صنعتی بستیوں میں عوام کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے ہیں۔ ان صنعتی بستیوں کو حکومت کی طرف سے مزید قرض ادا کرنے کے لئے اور اس رقم کو خوردبرد سے بچانے کے لئے حکومت وقت نے جو تجاویز مرتب کی ہیں۔ اس کے لئے شاید وزیر خزانہ کچھ وضاحت فرما سکیں۔

جناب سپیکر شہری حلقہ نیابت کے اراکین ہمیشہ یہ شکایت کرتے رہے ہیں کہ ان کے علاقے میں ترقیاتی سرگرمیاں نہ ہونے کے برابر ہیں' مگر یہ دیکھ کر حیران ہوا ہوں کہ ایک شہری حلقہ پی پی 102 میں صرف ضمنی بجٹ میں باون لاکھ روپے کی خطیر رقم خرچ کی گئی ہے اور یہ امتیازی سلوک پنجاب اور لاہور کے دوسرے شہری علاقوں کے اراکین اسمبلی کے لئے دل آزاری کا باعث بنا ہے۔ اس کی وضاحت بھی جناب وزیر خزانہ اپنی اختتامی تقریر میں اگر فرما دیں تو شاید وہ مجھے مطمئن کر سکیں۔ جناب سپیکر۔ اب میں محکمہ زراعت کے ذریعہ سے باغ جناح پہ خرچ ہونے والی 20 لاکھ روپے کی رقم کا ذکر کروں گا۔ باغ جناح میں میں نے جو تبدیلی محسوس کی ہے وہ یہ ہے کہ اینٹوں کی پختہ دیوار کو گرا کر لوہے کے جنگلے لگا دیئے گئے ہیں۔ جناب والا' اس وقت کا تصور کیجئے جب کوئی اینٹوں کے بھٹے کا مالک برسراقتدار آجائے گا اور وہ لوہے کی دیواریں گرا کے دوبارہ اینٹوں کی دیواریں تعمیر کروا دے گا۔

جناب سپیکر! اب میں آخر میں اتنا عرض کروں گا کہ موجودہ حکومت جمہوریت' شرافت اور جمہوری اقدار کی پاسداری کا بڑا پروپیگنڈہ کرتی رہتی ہے مگر گزشتہ روز ضلع جھنگ سے قومی اسمبلی کی رکن

سیدہ عابدہ حسین جن کا تعلق قومی اسمبلی میں حزب اختلاف سے ہے' ان کے لائیو سٹاک فارم اور سٹڈ فارم سے ملحقہ 600 ایکڑ اراضی کے پٹہ کو غیر قانونی طور پر ختم کرکے حکومت نے طاقت استعمال کرکے قبضہ کر لیا ہے اور میں اس عمل کی اس فورم میں پرزور مذمت کرتے ہوئے حکومت کے اس جمہوریت کش اقدام پر واک آؤٹ کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر سردار الطاف حسین صاحب۔

چودھری محمد رفیق : جناب سپیکر۔ وفاقی حکومت کے اس غیر قانونی اقدام کے خلاف' جس کے تحت جھنگ میں سید عابدہ حسین کے خلاف جو اقدام کیا گیا ہے کہ ان کی 600 ایکڑ اراضی اور سٹڈ فارم کا پٹہ ختم کرکے زبردستی اپنے قبضہ میں لے لیا گیا ہے کیونکہ میرے ایک محترم دوست اور بھائی جن کا تعلق جھنگ سے ہے ' انہوں نے واک آؤٹ کیا ہے میں بھی اپنا یہ اخلاقی فرض سمجھتا ہوں کہ جمہوریت پسندوں کے اس اقدام کے خلاف اور اس غیر جمہوری اقدام کے خلاف واک آؤٹ کروں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سردار الطاف حسین : جناب سپیکر! پیشتر اس کے کہ ضمنی میزانیہ میں پیش کردہ اخراجات کے متعلق کچھ عرض کروں۔ میں اپنے وزیراعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی صوبائی حکومت کی طرف سے مسلسل اور موثر کوشش کی جا رہی ہے میں اس کی تعریف کئے کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ انہوں نے ضمنی میزانیہ میں ایسے اخراجات پیش کئے ہیں جو دیہی آبادی کی معیشت میں انقلاب لانے کے لئے اچانک کرنا پڑے ہیں۔ جس سے دیہی عوام کو کافی سکون میسر آیا ہے لیکن جہاں حکومت کا یہ قدم انتہائی قابل ستائش ہے وہاں میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہماری سرکاری مشینری اور ہمارے نام نہاد ٹیکنو کریٹس حکومت کے اس احسن قدم کو نیست و نابود کرنے کی ایک موثر کوشش کر رہے ہیں۔ اس کی مثال میں پیش کرنی چاہتا ہوں کہ کمالیہ پیپر مل جو کہ حکومت نے ایشیا میں سب سے بڑی پیپر مل تعمیر کرنی شروع کی ہے اور اس پیپر مل کو تعمیر کرنے سے حکومت کا مقصد یہ تھا کہ چالیس پچاس کروڑ روپے کی خطیر رقم جو زر مبادلہ پر ہمیں خرچ کرنی پڑتی ہے اس سے قوم و ملک کو چھٹکارا دلا سکے اور پچاس کروڑ کا زرمبادلہ عوام کی کسی اور بہتری اور مفاد والی سکیموں پر استعمال کیا جا سکے۔ لیکن مقام افسوس ہے کہ ضمنی میزانیہ میں 10 کروڑ روپیہ جو کمالیہ پیپر مل کی تعمیر کے لئے فراہم کیا گیا ہے اور جسے میں زیر بحث لا رہا ہوں۔ اس وقت پیپر مل کی تعمیر کا جو منصوبہ میرے سامنے آیا

ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک منظم سازش کے ذریعے کاغذ کی بدستور امپورٹ کی جا رہی ہے اور چھوٹا کاغذ جو صرف کتابی کاغذ مہیا کرے گا۔ یہ پیپر مل تیار کرے گی اور نیوز پیپر تیار کرنے کے قابل نہ ہوگی۔ میں اپنے وزیر صنعت سے یہ گزارش کروں کہ وہ ضمنی میزانیہ کے اختتام پر یہ وضاحت فرمائیں کہ اتنی بڑی رقم خرچ کرنے کے باوجود قوم و ملک پر چالیس پچاس کروڑ روپے کا زرمبادلہ کا بوجھ مسلط کیا جا رہا ہے۔ کیوں اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی جا رہی۔ اس کے علاوہ ضمنی میزانیہ پر جو دس کروڑ روپے کی رقم تحریر کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز' میں معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ وہ براہ مہربانی معزز ممبر کے خیالات خاموشی سے سنیں۔

سردار الطاف حسین: جناب والا' ضمنی میزانیہ میں جو اخراجات پیش کئے جاتے ہیں وہ ایک ناگزیر اور فوری ضرورت کے تحت خرچ کرنا ہوتے ہیں۔ یہ دس کروڑ روپے کی رقم جو پیپر مل کی تعمیر کے لئے صوبائی گورنمنٹ کی طرف سے فراہم کی گئی ' موقع پر دیکھ کے افسوس ہوتا ہے کہ یہ دس کروڑ روپے کی رقم کو ضائع کیا گیا ہے۔ یہ ضمنی میزانیہ پر ایک بوجھ بڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے موقع پر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا گیا۔ افسر شاہی اس وقت بھی یہی سازش کر رہی ہے کہ کس طرح اس کی تعمیر کو زیادہ لمبے عرصے تک نامکمل رکھ کر کسی دیگر وقت میں پنجاب سے اس پیپر مل کو کسی دوسری جگہ منتقل کرنے کی کوشش کریں۔ میں یہ دریافت کروں گا کہ اگر وقت پر کوئی خرچ نہیں کیا گیا تو پھر یہ دس کروڑ روپیہ اسے کیوں فراہم کیا گیا جبکہ اسے آئندہ سالانہ بجٹ میں خرچ کیلئے رکھا جا سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کروں گا کہ محکمہ تعلیم کو اس میزانیہ میں جو رقم پرائمری سکول کی تعمیر کے لئے فراہم کی گئی ہے۔ جناب والا آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ میرے حلقہ میں کچھ سکولوں کیلئے ایک ڈیڑھ لاکھ روپے دیئے گئے اور اطلاع بھیجی گئی کہ یہ فلاں گاؤں کے پرائمری سکول کیلئے منظور کیا گیا ہے اور رقم کو 30 جون تک خرچ کرنا ہے۔ جناب والا اس سے صاف عیاں ہے اور میں واشگاف الفاظ میں کہہ سکتا ہوں کہ متعلقہ افسران نے جون تک کے عرصہ کو اس لئے متعین کیا ہے کہ افسران جلد بازی میں اس رقم کا غلط استعمال کریں گے اور حکومت کیلئے بدنامی کا باعث بنیں گے۔ میں اپنے وزیراعظم کی خدمت میں التماس کروں گا کہ خدارا ان افسران کا محاسبہ کرتے رہا کریں' ہم یہ رقم جو غریب افراد کے ٹیکسوں سے یہاں جمع کرتے ہیں۔ اس کا غلط استعمال نہ ہونے دیں۔ ایک لاکھ روپے کی رقم صرف دس پندرہ روز میں جو بھی افسر کسی عمارت پر خرچ کرے گا۔ ظاہر ہے کہ وہ

عمارت خراب ہوگی' اس کی بنیادیں نامکمل ہوں گی' کھوکھلی ہوں گی' جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہی عمارت چند ماہ کے اندر زمین بوس ہو جائیں گی اور حکومت کے ایک بڑے نقصان کا باعث بنے گی۔

اس کے علاوہ ہیلتھ سنٹرز کے بارے میں حکومت کا اقدام احسن ہے کہ دیہی آبادی میں علاج معالجہ کی سہولتیں فراہم کی جائیں' لیکن ہماری اس ناعاقبت اندیشی پر اور اس کی طرف توجہ نہ دینے پر ہمیں دکھ ہوتا ہے۔ وہ ہسپتال جہاں پر 9 لاکھ یا 15 لاکھ روپے خرچ کئے جا چکے ہیں' وہاں پر کوئی ڈاکٹر موجود نہیں اور کوئی بھی ڈاکٹر دیہات میں جانے کیلئے تیار نہیں ہے۔ میں حکومت سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا ایسی جگہوں پر اتنی بڑی رقم خرچ کرنا اس کا صحیح مصرف ہے؟ ظاہر ہے کہ ہمیں ڈاکٹروں کیلئے بھی کوئی نہ کوئی پالیسی بنانا ہوگی' دیہی آبادی میں ڈاکٹروں کی ملازمت کو پرکشش بنانا ہوگا' شہری آبادی کی نسبت ڈاکٹروں کو دیہی آبادی میں زیادہ الاؤنس دیئے جائیں تاکہ ڈاکٹر حضرات ذوق و شوق سے دیہی آبادی میں جائیں اور دیہی آبادی کے لوگ علاج معالجہ کی سہولتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

جناب والا میں اس ضمنی بجٹ میں وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ضمنی بجٹ میں مرسڈیز کاروں کیلئے جو رقم مختص کی گئی ہے اور کاریں خریدی گئی ہیں شاید انہیں علم نہ ہو یا وہ بھول گئے ہوں کہ اس ایوان میں آج سے کچھ عرصہ پیشتر یہ رول پاس کیا تھا کہ پنجاب کا کوئی آفیسر' کوئی منسٹر یا چیف منسٹر بھی امپورٹڈ کار استعمال نہ کرے گا' مقام افسوس ہے کہ اس ایوان کے پاس کردہ ریگولیشن کی ہم ازخود دھجیاں اڑاتے ہیں' ہمارے آفیسر اپنے دفتر میں بیٹھ کو تمسخر اڑاتے ہیں کہ کہاں ہے وہ اسمبلی جس نے یہ ریگولیشن پاس کیا ہے کیا اس پر عملدرآمد بھی ہوا ہے؟ میں عرض روں گا کہ ایک طرف تو ہم یہ محسوس کر رہے ہیں کہ ہم پر اخراجات کا اتنا بوجھ بڑھ رہا ہے کہ ہم امریکہ سے اور اس جیسے دوسرے ممالک سے قرضہ لینے پر مجبور ہیں اور دوسری طرف سامان تعیش کی امپورٹ بھی اسی طرح جاری ہے۔ میں عرض کروں گا کہ وزیر خزانہ صاحب اپنی تقریر میں اس کا جواب فرمائیں کہ کیا اس ایوان نے یہ ریگولیشن پاس نہ کیا تھا کہ کاریں امپورٹ نہ کی جائیں گی؟ پھر اس کے بعد آفیسرز کو مرسڈیز کاریں کیوں فراہم کی گئیں۔ وہ آفیسرز جو قوم کے خادم ہیں' یہی تاثر انگریز یہاں پر چھوڑ گیا تھا کہ یہ آفیسرز ہمارے جانشین اس قوم کے حاکم ہیں' اب وہ حاکم نہیں بلکہ اس قوم کے خادم ہیں' انہیں چھوٹی کاروں پر سفر کرنا چاہئے خواہ چیف سیکرٹری ہی کیوں نہ ہو' اس لئے آپ کو یہ جرات مندانہ قدم اٹھانا ہوگا' غریب آدمیوں کو ٹیکسوں سے بچانے کیلئے اور ان کے ٹیکسوں

کا صحیح استعمال کرنے کیلئے اس قسم کی عیش و عشرت کا سامان امپورٹ کرنے سے گریڈ کیا جائے۔

اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ کمالیہ سیوریج سکیم جو آج سے تقریباً دو سال قبل شروع کی گئی تھی اور اس پر پندرہ بیس لاکھ روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے۔ اس کو تکمیل کے مراحل سے گزارنے کیلئے جناب وزیراعلیٰ صاحب نے اپنے فنڈ سے 65 لاکھ روپے کی گرانٹ منظور کی ' لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ متعلقہ افرسان کی عدم توجہی وجہ سے ' ان کی غفلت اور لاپرواہی کا ہی نتیجہ ہے کہ 20 لاکھ روپے کی رقم ضائع ہوگئی۔ لوگ تو یہ توقع رکھتے تھے کہ شائد ایک دو سالوں میں انہیں اس سہولت سے مزین کر دیا جائے گا اور اس سہولت سے انہیں فائدہ پہنچایا جائے گا لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اتنی رقم مخصوص کے باوجود متلعقہ افسران کی سستی ' نااہلی ' غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے وہ سکیم ابھی تک تشنہ تکمیل ہے۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ خدارا ان رقوم کا صحیح مصرف کریں اور انتظامیہ پر کڑی نظر رکھیں تاکہ جو بھی رقم آپ کی طرف سے حکومت کی طرف سے عوام کی بہتری کیلئے شہریوں کی بہتری کیلئے مخصوص کی جائے تو اس کا استعمال بروقت اور صحیح ہو تاکہ لوگ یہ محسوس کر سکیں کہ موجودہ حکومت دیہات کے اندر گاؤں گاؤں ایک انقلاب لانے کی کوشش کر رہی ہے اس کیلئے ہمارے وزراء کرام کیلئے ضروری ہوگا کہ وہ شب و روز ان کی حرکات پر نظر رکھیں ' جہاں بھی زیر تکمیل منصوبوں کیلئے کوئی رقم مختص کی جاتی ہے وہاں پر متعلقہ منسٹر کو اس کا علم ہونا چاہئے تاکہ وہ ہر افسر پر نظر رکھ سکے اور دیکھ سکے کہ وہ سکیم تکمیل کے مراحل طے کر رہی ہے یا نہیں۔ جناب والا میں ان الفاظ کے ساتھ ہی اجازت چاہوں گا۔ السلام علیکم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید طاہر احمد شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ (نائب قائد حزب اختلاف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے پنجاب کے ضمنی میزانیہ پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا ہے' مگر آج میں آپ کی وساطت سے اس معزز اراکین کے سامنے اور اس ایوان کی وساطت سے صوبہ کے عوام کے علم میں یہ تلخ حقیق لانا چاہوں گا کہ ہمارے اس ایوان کو سوا دو سال کا عرصہ ہوا چاہتا ہے اور یہ موجودہ حکومت جو کہ اپنی شرافت' اصول پرستی ' جمہوری روایات کی پاسداری کے نام نہاد علمبرداری کا دعوی ۔ کرتی ہے اس کے پس پردہ حقیقت حال کی صورت یہ ہے کہ میں ایک شہری علاقے کے لوگوں کی نمائندگی کرنے کیلئے اس ایوان میں آیا تھا اور مجھ جیسے دیگر معزز اراکین بھی صوبہ

پنجاب کے بڑے شہروں یعنی ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی اور سیالکوٹ جہاں جہاں آبادی دس لاکھ سے زیادہ ہے اور جہاں پر میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کی بجائے میونسپل کارپوریشن کا وجود عمل میں آچکا ہے۔ بہت مرتبہ میں نے اور شہری علاقوں کے نمائندگان نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ہمیں بھی شہری علاقوں کی تعمیر و ترقی کیلئے ہمارے علاقوں کے عوام کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے حکومت پنجاب خصوصی توجہ دے اور بلاامتیاز شہری نمائندے ہوں یا دیہاتی نمائندے ہوں شہری عوام کی تعمیر و ترقی کا مسئلہ ہو یا دیہاتی عوام کی تعمیر و ترقی کا مسئلہ ہو بلاامتیاز اور بلاتفریق ہمارے ساتھ سلوک کریں، مگر افسوس کا مقام ہے کہ حکومت نے ازراہ تکلف مجھ پر شفقت فرماتے ہوئے ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کا ممبر تو مجھے نامزد کر دیا، مگر بے شمار مواقع پر جب بھی وقتاً فوقتاً ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کے اجلاس ہوتے رہے، میں نے اور میرے دیگر ساتھیوں نے اکثر مرتبہ یہ مطالبہ کیا کہ ہمیں بھی شہری علاقوں کی تعمیر و ترقی کیلئے رقوم دی جائیں، کیونکہ یہ شہری اور دیہاتی عوام کے درمیان جو تفریق ہے، یہ جمہوری روایات کے منافی ہے، مگر ہماری صدا بصحرا ثابت ہوئی۔ میں نے ان سے یہ کہا کہ ہمارے شہر سے چھ صوبائی اسمبلی کے ارکان منتخب ہوئے ہیں۔ تین قومی اسمبلی کے ارکان منتخب ہو کر پارلیمنٹ میں عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں تو پنجاب میں ایسے اضلاع موجود ہیں۔

(اس مرحلہ پر بیگم ذکیہ شاہنواز نیازی کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

محترمہ چیئرپرسن: سید طاہر احمد شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ: جن میں عوام کے منتخب نمائندوں کی خواہ وہ صوبائی اسمبلی سے تعلق رکھتے ہوں خواہ وہ قومی اسمبلی سے تعلق رکھتے ہوں ان کی تعداد ہمارے شہر کے نمائندوں سے بھی کم ہے اور پھر اس لئے میں نے ماضی کی روایات کے مطابق یہ حوالہ بھی دیا تھا کہ ماضی کی عوامی حکومت میں جہاں دیہاتی آبادی کی تعمیر و ترقی کیلئے ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی بنائی گئی تھی وہاں میونسپل کمیٹی بھی بنائی گئی تھی تو میں نے یہ تجویز پیش کی کہ جہاں جہاں بڑے شہروں میں کارپوریشنز ہیں جہاں بڑے شہر ہیں وہاں غریب عوام کی آبادی بہت زیادہ ہے غریب عوام کے مسائل بھی ان کی آبادی کے تناسب سے بہت زیادہ ہیں، مگر ہماری بات کو کبھی بھی حقیقت پسندی کے روپ میں سنا نہیں گیا۔ اس لئے جناب چیئرپرسن صاحبہ میں بات تو بہت لمبی چوڑی کرنا چاہتا تھا، مگر چونکہ ہمارے جائز مطالبات کو تسلیم نہیں کیا جاتا اور ماضی میں اب تک میرے علاقے میں یا شہری علاقوں میں فی حلقہ نیابت کے حساب سے

صرف پانچ لاکھ روپیہ علاقوں کی تعمیر و ترقی کیلئے حکومت پنجاب نے وقف کیا جو میں سمجھتا ہوں کہ آج کی مہنگائی کے دور میں پانچ لاکھ روپیہ اگر کوئی گلی بہت زیادہ گہری ہو تو اس گلی کے بنانے پر ہی صرف ہو جاتا ہے بلکہ پانچ لاکھ روپے میں گلی بھی نہیں بن سکتی۔ اس لئے اگر ہم نے جمہوری اصولوں کے مطابق سرکاری بنچوں پر بیٹھنے کی بجائے حکومتی ارکان کہلانے کی بجائے اگر حزب مخالف کے بنچوں پر بیٹھ کر حزب احتساب یا جمہوری تنقید کرنے کا ذمہ ہم نے لیا ہے تو ہم نے نہ کوئی ایسا گناہ کیا ہے نہ قصور کیا ہے جس کی ہمیں سزا دی جا رہی ہے کیونکہ ہمارے ساتھ امتیازی سلوک کیا جا رہا ہے' اگر سزا دینی ہے اگر ہم نے کسی جرم کا ارتکاب حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھ کر کیا ہے تو ہم حاضر ہیں جو حکومت وقت سزا دینا چاہتی ہے' ہم انشاء اللہ تعالیٰ خندہ پیشانی سے برداشت کریں گے' مگر ہمارے حلقہ کے عوام میں شہری آبادی کی اکثریت نے کوئی قصور نہیں کیا ہے اگر حکومت وقت حزب مخالف کے وجود کو برداشت نہیں کرنا چاہتی تو میں سمجھتا ہوں کہ **One Party Rule** پر عمداً" عمل کیا جا رہا ہے ان قوانین کی ترمیم کر دیجئے۔ ہم تو ویسے بھی غیر جماعتی نظام کے تحت منتخب ہو کر آئے ہیں۔ اس لئے جناب چیئرمین صاحب آپ کی وساطت سے احتجاج کرتا ہوں اور چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی فیصل آباد کی رکنیت سے مستعفی ہوتا ہوں کیونکہ میں وہاں بیٹھ کر شہری نمائندگی جنہوں نے مجھے اپنی نمائندگی کا حق دیا ہے میں ان کی نمائندگی بااحسن طریقے سے نہیں کر پاتا ہوں اور اس کے علاوہ یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں اگر ہمارے ساتھ اسی طریقے کا امتیازی سلوک روا رکھا گیا ہمارے علاقے کے عوام کو ہماری سیاسی وابستگیوں کی بنا پر انہیں سزا دی گئی تو ہم یہ بھی سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ اپنے علاقے کے حمایتی لوگوں کو اکٹھا کر کے .....

چودھری گل نواز خان وڑائچ (گجرات): پوائنٹ آف آرڈر۔ میں نے سمجھا کہ میاں صاحب کو کچھ ہو گیا ہے .Excuse me میاں صاحب سوئے ہوئے تھے۔ میں نے سمجھا کہ کچھ .....

میاں محمد اسحاق: جناب چیئرمین صاحب۔ آپ معزز رکن سے پوچھیں کہ انہوں نے ٹھیک سمجھا ہے یا غلط سمجھا ہے۔

محترمہ چیئرمین: سید طاہر احمد شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب چیئرمین صاحب۔ چودھری گل نواز خان صاحب کو خواہ مخواہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کا شوق ہے۔ میاں صاحب کا چہرہ اس طرف تھا اور ان کے درمیان میں بھی حائل

تھا انہوں نے کس آنکھ سے کس طریقے سے یہ جائزہ لے لیا کہ ہمارے ایک قابل احترام رکن سو رہے ہیں۔

تو جناب چیئرپرسن صاحبہ۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کو اور اس حکومت کو یہ احساس دلانا چاہتا ہوں اگر اسی طریقے سے ہمارے ساتھ زیادتیاں ہوتی رہیں تو ہم رفقائے کار کو اکٹھا کرکے اس بات کا بھی جائزہ لیں گے اور اگر انہوں نے ہمیں اجازت دی تو شائد مجھے یہ بھی فیصلہ کرنا پڑے کہ میں اس اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ دے کر گھر واپس چلا جاؤں۔ تو اس لئے میں اپنی بات کو یہاں ختم کرتا ہوں اور احتجاج کے طور پر صحیح معنوں میں ضمنی میزانیہ پر بحث نہیں کرتا اور میں اسمبلی کی باقی ماندہ کارروائی کا احتجاجاً بائیکاٹ کرتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن: چودھری محمد رفیق صاحب۔ (رفیق صاحب ایوان میں موجود نہ تھے)

جناب عبدالرزاق خان: جناب سپیکر۔ ایوان کا کورم پورا نہیں ہے۔ مہربانی کرکے یا تو کورم پورا کیا جائے یا پھر.....

محترمہ چیئرپرسن: رزاق صاحب۔ پہلے آپ اپنی سیٹ پر جائیے اور پھر وہاں پر کھڑے ہو کر بات کیجئے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: میڈم سپیکر۔ میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں کہ آپ نے اس اہم منصب کو سنبھالا اور میں دعا کرتی ہوں کہ آپ اپنے اس منصب کی کامیابی پر کامیاب ہو کر واپس آئیں۔ شکریہ۔

جناب عبدالرزاق خان: جناب سپیکر۔ میں نے آپ سے پہلے عرض کیا ہے کہ ہاؤس کا کورم پورا نہیں ہے مہربانی کرکے یا تو کورم پورا کیا جائے یا اسے ملتوی کیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن: گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی، کورم پورا نہیں تھا)

محترمہ چیئرپرسن: گھنٹی بجائی جائے۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

محترمہ چیئرپرسن: کورم پورا ہو گیا ہے۔ ہاؤس کی کارروائی جاری رکھیں۔ جو اس وقت میرے

پاس نام ہیں وہ حضرات موجود نہیں ہیں۔ اگر کوئی ممبر صاحب بات کرنا چاہیں۔ تو وہ بات کر سکتے ہیں۔ نجمہ تابش الوری صاحبہ۔

بیگم نجمہ تابش الوری: میڈم سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ جیسا کہ ریاض عشمت جنجوعہ صاحب فرما گئے ہیں کہ لیبل وہی ہے کہ لیکن چیز پرانی ہے۔ ان کے شعر کے جواب میں میں یہ شعر عرض کرنا چاہتی ہوں۔

افق پہ نت نئے رخ سے نکل نہیں سکتا
میں آفتاب ہوں رستہ بدل نہیں سکتا

میڈم سپیکر! ضمنی بجٹ کے بارے میں میں یہ عرض کروں گی کہ یہ ہمارے وقت کی ایک نہایت اہم ضرورت ہے کیونکہ پنجاب زیادہ آبادی والا غریب صوبہ ہے پھر بھی اسکے کندھوں پر پورے پاکستان کی معیشت کا بوجھ ہے۔ بجٹ زیادہ ہو یا کم صحیح حکمت عملی اور صحیح منصوبہ بندی کے تحت ہم اسکو کار آمد اور مفید بنا سکتے ہیں۔ جناب والا! رہا میلہ مویشیاں کو جو کہ میرے فاضل ارکان اس پر تنقید غیر مناسب انداز میں کر چکے ہیں ۔ میلہ مویشیاں ہمارے پنجاب کی روایت ہے اور یہ آج سے نہیں بلکہ برسوں سے چلی آرہی ہے۔ میلہ مویشیاں ہر سال ہوتا ہے۔ اس میں پورے ملک کے نمائندے شامل ہوتے ہیں ۔ شریک ہوتے ہیں اور اس میں غریب جانوروں کی بھی پذیرائی ہوتی ہے۔ ان کو بھی دیکھا جاتا ہے۔ ان کے کام کو بھی دیکھا جاتا ہے۔ اس طرح سے حکومت کی متعلق عوام کے سامنے یہ تاثر پیش ہوتا ہے کہ ہمارے ملک کے مویشی بہت موٹے تازے ہیں اور ہمیں گوشت کی فراوانی حاصل ہے۔ اسطرح سے میلہ مویشاں ایک مفید اور کار آمد ہوتا ہے جو کہ میرے خیال میں ہرسال ہونا چاہیے۔

میڈیم سپیکر! رہا جنگلات کا سلسلہ۔ جنگلات ہمارے ملک کا سرمایہ ہیں۔ کوئی ملک جس میں جنگلات نہ ہوں وہاں معیشیت میں نہ پیداوار میں نہ صنعت میں ترقی ہو سکتی ہے۔ جنگلات کے سلسلے میں جو رقم ہم نے وفاقی حکومت سے مانگی ہے۔ وہ زیادہ نہیں ہے بلکہ ٹھیک ہے میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب میں اتنی زیادہ آبادی ہے۔ اور یہاں پر اتنی زیادہ گرمی پڑتی ہے۔ جس کیلئے یہاں جنگلات کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر جنگلات ہوں گے تو جانوروں کو چارہ بھی ملے گا اور انسانوں کو سایہ بھی ملے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ داتا دربار کی تعمیر پر جو رقم خرچ کی گئی ہے اس پر تو ہمیں خوشی ہونی چاہیے کہ ہم نے ایک اچھے اور نیک کام میں ہاتھ بڑھایا ہے۔ اور وفاقی حکومت سے مدد چاہی ہے۔

وفاقی حکومت نے ہمیشہ ہماری مدد کی ہے اور ہماری قرار دادوں پر عمل کیا ہے اور دریا دلی سے اس نے ان کو منظور بھی کیا ہے۔

اس کے بعد وفاقی حکومت نے جو بجٹ میں کاشتکاروں اور زمینداروں پر ٹیکس نہیں لگایا ہے اس کیلئے بھی ہم جناب محمد خان جونیجو وزیر اعظم پاکستان اور وفاقی وزیر خزانہ محمد یاسین خان وٹو کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے غریب کاشتکار۔ زمیندار جو کہ ملک کی اکثریت ہے ان پر ٹیکس لاگو نہ کرکے ایک اچھا اقدام کیا ہے۔ باقی ماندہ ٹیکس بھی ہمارے ملک کی ضرورت ہیں اور ہمیں چاہئے کہ ہم زیادہ زیادہ قربانیاں دے کر اپنے ملک کی ترقی کے لیے کام کرسکیں۔ اپنے ملک کے کام آسکیں اپنے ملک کی حفاظت کر سکیں۔ اپنے ملک کا دفاع کرسکیں۔ اور ضرورت اس امر کی ہے بچہ بوڑھا اور جوان ایک جہاد کے جذبے کے تحت اپنے ملک کو بچانے کی خاطر باہر نکل آئے اور بے لوث۔ بے غرض اور پرخلوص قربانیاں دے کر اپنے ملک کے کام آنے کی کوشش کرے۔

جناب والا! اس مختصر تقریر کے بعد میں آپکا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن: جناب محمد صفدر شاکر (موجود نہیں) جناب صدیق سالار صاحب

جناب محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے فیصل آباد کے متعلق کہا تھا۔ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ حکومت ایف۔ ڈی۔ آے (فیصل آباد) کو جو رقوم دی ہیں حکومت نے فیصل آباد کے 18 لاکھ شہریوں پر احسان کیا۔ جس شہر کے اندر کڑوا پانی ہو۔ جب لوگ اس پانی کو پیتے ہیں تو بیمار ہو جاتے ہیں۔ جس شہر کے اندر سیوریج کا پھیلتا ہوا پانی سانپ کی طرح گلی کوچوں میں بہتا ہے۔ سیوریج کے لئے ہم حکومت پنجاب کے شکر گزار ہیں کہ اس نے یہ رقم انسانوں کی بھلائی کے لیے مختص کی۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر صاحبہ! میں جناب کی وساطت سے اپوزیشن کے ڈپٹی لیڈر جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ چھوٹی سی اپوزیشن کے ڈپٹی لیڈر بھی واک آؤٹ کرکے اگر باہر بیٹھیں تو اس ہاؤس کی زیبائش میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ میں اس ہاوس کے زیبائش کے لیے ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنا واک آؤٹ ختم کرکے ہاوس کے اندر تشریف لے آئیں۔ اور اگر پارلیمانی سیکرٹری جناب صدیق سالار صاحب ان کو لے کر آئیں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ وہ ان کے گرائیں بھی ہیں۔ ان کو واپس لانے کی میں اپیل کرتا ہوں اور ان

سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ خود ہی ہاؤس میں تشریف لے آئیں تو زیادہ بہتر ہے۔ روایات یہ رہی ہے۔ کہ لابی میں بیٹھے ہوئے ارکان اسمبلی کسی رکن کی اپیل پر خود بھی تشریف لے آیا کرتے ہیں۔ وہ ہمارے پیر ہیں

چودھری محمد صدیق سالار: میں جا رہا ہوں

(اس مرحلہ پر جناب چودھری محمد صدیق سالار صاحب جناب سید طاہر احمد شاہ صاحب کو ہاؤس میں واپس لانے کیلئے لابی میں تشریف لے گئے)

محترمہ چیئرپرسن: محمد صفدر شاکر صاحب۔

جناب محمد صفدر شاکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترمہ سپیکر صاحبہ! میں آپ کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ میں بولنے کا وقت دیا۔ میزانیہ 87-1986ء اس سلسلے کی ایک کڑی ہے اور یہ موجودہ حکومت کی کاوش کا نتیجہ ہے کہ اس نے اپنے اڑھائی سالہ دور کے اندر اس صوبے کی حالت بدل کر رکھ دی ہے۔ انہوں نے اپنے اڑھائی سالہ دور میں ترقیاتی منصوبوں پر کروڑوں روپے خرچ کیے ہیں اور مزید خرچ کرنے کے لیے انہیں یہ میزانیہ پیش کرنا پڑا۔

(اس مرحلہ پر معزز اراکین حزب اختلاف ایوان میں داخل ہوئے (نعرہ ہائے تحسین)

ضمنی میزانیہ میں کمالیہ پیپر مل کے لیے پنجاب ترقیاتی بورڈ کو دس کروڑ روپے کا قرضہ دیا گیا ہے۔ کمالیہ پیپر مل پنجاب کے ترقیاتی میدان میں اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس مل کے قیام سے پنجاب میں کاغذ کی کمی دور ہو گی۔ لیکن ابھی ہمارے ایک معزز رکن جناب سردار الطاف صاحب نے اس سلسلے میں ایک بات کہی ہے کہ اس مل کو بنانے میں کچھ رکاوٹ ڈالی جا رہی ہے۔ یہ بات بڑی افسوس ناک ہے۔ ایک ایسی مل جو پنجاب کی ترقی میں ایک اہم قدم ہو گی۔ اس کے قیام میں رکاوٹ قابل مذمت ہے۔ میں جناب صوبائی وزیر خزانہ اور جناب صوبائی وزیر صنعت سے یہ درخواست کروں گا کہ کہ وہ اس مسئلے پر غور کریں اور اس مل کے قیام میں جو بھی رکاوٹ ہو اس کو دور کریں۔ تاکہ یہ مل چلے اور علاقے کی بے روزگاری ختم ہو۔ اور ہمارے ملک سے کاغذ کی کمی کو دور کیا جاسکے۔

اس کے بعد پولیس پر اٹھنے والے اخراجات ہیں۔ وقت کی ضرورت کے ساتھ ساتھ ان اخراجات کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہمارے صوبے میں تخریب کاروں نے کچھ ایسے حالات پیدا کیے ہیں۔ جن کو ختم کرنے اور جن پر قابو پانے کے لیے یہ بہت اہم ضرورت ہے۔ اس سے بھی اگر زیادہ خرچ ہو

جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ کیونکہ ہمارے حکومت نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم نے چادر اور چار دیواری کی حفاظت کرنی ہے۔ اور یہ اس سلسلے میں ایک بہت اہم ضرورت ہے۔ ہارس اینڈ کیٹل شو پر اٹھنے والے اخراجات کے متعلق میری یہ گزارش ہے کہ میلہ ہماری ثقافت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ان میلوں پر جو اخراجات حکومت کی طرف سے ہوتے ہیں۔ وہ نامناسب ہوتے ہیں۔ پچھلے سال ' بلکہ اس سال جو میلہ ہوا ہے ' ہم نے دیکھا ہے کہ اس کے لیے اتنے پاس جاری کر دے گئے تھے کہ لوگوں کو میلہ دیکھنے میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ہمیں اگر میلہ دیکھنا ہے تو ہم اپنی جیب سے بھی خرچ کر سکتے ہیں۔ اور اگر ہم اپنی جیب سے چار پانچ سو روپے خرچ کر دیں تو اس میں کوئی قباحت بھی نہیں ہے۔ میں صوبائی حکومت سے گزارش کروں گا کہ آئندہ کے لیے پاسوں کا اجراء بالکل ختم ہونا چاہیے۔ ہر آدمی کو ٹکٹ لے کر میلہ دیکھنا چاہیے۔ تاکہ ہماری حکومت پر اس کا بوجھ نہ پڑے ہم اپنے خرچ سے اس میلے کو کامیاب کریں۔

آخر میں میں ایک اہم بات کرنی چاہتا ہوں کہ ضمنی بجٹ میں کاروں کے لیے رکھی گئی رقم پر مجھے اعتراض ہے۔ ہمارا صوبہ اتنے بڑے خرچ کا متحمل نہیں کہ ہم بڑی بڑی کاروں میں سفر کریں۔ بڑی بڑی کاروں میں سفر کرنے سے انسانوں کی عظمت بلند نہیں ہوتی۔ انسانوں کی عظمت تو اس کے کردار سے بلند ہوتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ جس بچت سے بھی ہو ہم اس صوبے کو چلائیں۔ اگر ہمیں چھوٹی کاروں پر سفر کرنا پڑے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ اگر ہم بچت کریں گے اور یہ بچت اپنے صوبے پر خرچ کریں گے تو اس سے نہ صرف یہ صوبہ ترقی کرے گا بلکہ ہمارے عوام کو خوشحالی ہو گی۔ اور اس کے ساتھ وزیر اعظم پاکستان محمد خان جونیجو کے پانچ نکاتی پروگرام کو صحیح طور پر عملی جامہ پہنا سکیں گے۔ شکریہ۔ خدا حافظ۔

محترمہ چیئرپرسن: میرے پاس اور کوئی نام نہیں ہے۔ جو ضمنی بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی اور معزز ممبر ضمنی بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ بات کر سکتے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! میں بات کر رہا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے درخواست کروں گا۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ شیخوپورہ سے لے کر فیصل آباد تک کی سڑک پر آئے دن اتنے حادثات ہوتے ہیں کہ اگر حساب کیا جائے تو ہزاروں کی تعداد میں لوگ فوت ہو چکے ہیں ۔ جہاں حکومت پنجاب سڑکوں کا بہتر جال بچھانے کی کوشش کر رہی ہے۔ میں

آپکی وساطت سے جناب وزیر خزانہ سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ میری اس بات کو غور سے سنیں کہ شیخوپورہ سے لے کر فیصل آباد تک کتنی بہنیں اپنے بھائیوں سے بچھڑ چکی ہیں۔ کتنے بھائی فوت ہو چکے ہیں۔ اگر آپ ٹریفک پولیس سے اسکے اعداد و شمار ہی منگوا لیں تو آپ یقیناً کسی نہ کسی بچت کے کونے سے رقم نکال کر فیصل آباد تک کی سڑک کو دوہرا کریں گے۔ تاکہ لوگوں کی جانیں بچ سکیں۔

جو اعداد و شمار ڈویلپمنٹ کے ضمن میں اس بجٹ میں ہیں اس سے آپ کو اندزہ ہو گا بلکہ میں یہ کہوں کہ سابقہ حکومت جنہیں بہت دعوے تھے ان کی دستاویزات منگوالیں تو اس حکومت کا ایک سال کاکام بیس سال کی ڈویلپمنٹ کے کام سے زیادہ ہو چکا ہے۔ ہم وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتے ہیں مگر ان سے یہ بھی درخواست کریں گے کہ آپ شہری آبادیوں کو اس طرح نظرانداز نہ کریں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دیہات کے پیسے کم کیے جائیں ۔ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ دیہاتی آبادیوں کو جتنی زیادہ سے زیادہ سہولتیں دی جاسکتی ہیں۔ دی جائیں۔ بلکہ اگر ہمارے شہری حلقوں سے کچھ پیسے کاٹنے ہیں۔ تو کاٹ لو ' ہمیں اس سے بھی اتفاق ہے۔ مگر جتنی رقم کسی ایم پی اے صاحب کو الاٹ کرتے ہو ' چاہئے وہ دیہات سے تعلق رکھتا ہو یا شہر سے اس رقم کا اس کی صوابدید پر خرچ ہونا چاہیے۔ تاکہ وہ اس کو اپنے ووٹروں کی رائے کے مطابق خرچ کر سکے۔ آپ اگر ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں تو آج سے بارہ سال پہلے جب مارشل لاء آیا تو ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے حکومت نے پنجاب کی تمام ڈویلپمنٹ ڈسٹرکٹ کونسلوں کے سپرد کر دی۔ ڈسٹرکٹ کونسلوں کا دائرہ اختیار صرف دیہاتوں تک تھا۔ شہروں تک نہیں۔ ان پندرہ بیس برسوں میں شہروں پر ایک آنہ رقم خرچ نہ کی گئی۔ بلکہ میں تو اس شہر سے تعلق رکھتا ہوں کہ جس کی کارپوریشن کو ایک کروڑ کا قرض دیا گیا۔ یہ بیس سال پہلے کی بات ہے۔ اب ہم سود ادا کرتے کرتے لاکھوں روپے سود ادا کر چکے ہیں۔ لیکن کارپوریشن کا وہ قرض ابھی تک قائم ہے اگر شہروں کے اندر کام ہوں گے مثال کے طور پر شہروں کے گرد جو محلہ جات ہیں۔ آپ لاہور کو لے لیں ' فیصل آباد کو لے لیں ' پنڈی کو لے لیں ملتان کو لے لیں ' جھنگ کو لے لیں ' وہاں پر مضافات میں جو نئی بستیاں بنی ہیں اب وہاں پر بجلی کون لگائے۔ یہ جو آپ کی نئی سکیم ہے اس کے تحت دیہاتوں کی بجلی دیہاتوں تک ہی رہی جائے گی۔ شہروں میں لگانے کے لیے کوئی پیسہ نہیں ہے۔ اور وہ پوری کی پوری بستیاں اندھیروں میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ جناب وزیر خزانہ کوئی ایسی سکیم بنائیں کہ شہروں کے گرد پھیلی ہوئی نئی آبادیاں جو کارپوریشنوں کے حلقوں کے ساتھ لگ رہی ہیں انہیں بھی بجلی نصیب ہو سکے۔ وہ لوگ گرمیوں میں مر رہے ہیں ۔ کوئی ان کا پرسان حال نہیں۔ اسی طرح آپ دیہات اور

شہروں کے بارڈر پر دیکھ لیں۔ دو میل ادھر یا دو میل ادھر کوئی زچہ بچہ کا سنٹر کوئی ہیلتھ سنٹر کوئی ڈسپنسری نہ تو ڈسٹرکٹ کونسل بنا رہی ہے۔ اور نہ کوئی کارپوریشن بنا رہی ہے۔ اور نہ حکومت پنجاب بنا رہی ہے۔ تو بارڈر ایریا کے لوگ کدھر جائیں ؟ وہ کس کو کہیں ؟ میں آخر میں آپ سے پھر درخواست کروں گا کہ آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ ہماری ان سڑکوں پر ' صوبے کی سڑکوں پر اور شہروں کے اندر اپنے خرچ کی طرف توجہ کریں۔ ہم بجٹ سے باہر نہیں کہتے جتنی رقم بھی ہو وہ ہمیں خرچ کرنے کی اجازت ہو۔ دو سال کے اندر مجھے جو ملا ' آج تک اس میں سے ایک آنہ خرچ نہیں ہو سکا۔ اکتیس لاکھ بیس ہزار روپیہ اسی طرح موجود ہے۔ وہ خرچ نہیں ہوا۔ اس کے دینے کا کیا فائدہ ہے ؟ یہی میری درخواست ہے۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! دو ارب 99 کروڑ 86 لاکھ 36 ہزار دو سو روپے کا ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ یہ 36 مطالبات زر پر مشتمل ہے۔ میں آپکی توجہ ان مطالبات زر کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا۔ یہ لکھا گیا ہے کہ علامتی مطالبہ زر ایوان سے اس امر کی اجازت لینے کے لیے پیش کیا ہے۔ کہ نئی سکیم یا نئی خدمات جو ناگزیر تھیں انکی بھی منظوری دی جائے۔ مطالبات زر کی تفصیل گوشوارہ میں درج ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کونسی ناگزیر سکیمیں تھیں یا خدمات تھیں جنکے لئے مطالبات زر کی منظوری ضمنی بجٹ کے تحت حاصل کرنا ضروری تھی۔ کیونکہ اس ضمن میں جو سکیمیں یا خدمات ہیں وہ تمام کی تمام سالانہ بجٹ میں دی جاسکتی تھیں۔ مجھے تو اس میں کوئی ایسی سکیم نظر نہیں آئی ہے کہ جو ناگزیر ہو اور اسکی منظوری ضمنی بجٹ کے ذریعے حاصل کرنا مقصود ہو۔ جناب سپیکر! اسی ضمنی بجٹ میں مطالبات زر کی منظوری کے لیے میں عرض کرتا ہوں ایک گرانٹ ہے جسکے تحت چینی اور گندم کی خرید کے لیے ایک ارب 29 کروڑ 47 لاکھ 39 ہزار 140 روپے کا اضافی مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے۔ اس میں میری نظر میں مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ ان تمام مطالبات زر کے ضمن میں یہ کہا گیا ہے کہ اسکا صوبائی خزانہ پر کوئی بار یا بوجھ نہیں ہے۔ یہ مطالبات زر صرف تجارتی بنکوں سے قرضہ جات کی شکل میں پورا کیا جائیگا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو کام اپنے وسائل سے نہیں کیا جاتا یا انکا انحصار قرضہ جات پر رکھا جاتا ہے۔ اسکا بوجھ اس صوبے کے عوام پر یقیناً براہ راست پڑتا ہے۔ تجارتی بنکوں سے حاصل کیے گئے قرضوں پر سکیموں کی تکمیل جو ہے۔ اس ضمن میں جناب وزیر خزانہ نے کوئی وضاحت نہیں فرمائی ہے۔ انکو کتنا سود واپس دینا پڑتا ہے۔ اور وہ سکیمیں کتنی مہنگی پڑتی ہیں۔ اور اس صوبے کے عوام کی معیشت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ اور اس صوبے کی تکمیل جو قرضہ جات

کی شکل میں ہوتی ہے۔ اسکی مخالفت کرنا میں یقیناً اپنا فرض اولین سمجھونگا۔ جناب سپیکر اس کے بعد بہت ساری سکیموں کے ضمن میں عذر پیش کیا گیا ہے۔ کہ بچتوں کی صورت میں وہ مطالبات زر پورے کر لیے جاتے ہیں۔ یہ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کونسی بچتیں ہیں جنکے ذریعے سے ان مطالبات زر کی رقمیں پوری کر لی جاتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس معزز ایوان میں کچھ معزز حضرات اسکو سمجھ پائے ہوں کہ وہ کونسی بچتیں ہیں یا وزیر خزانہ اسکی وضاحت یا صراحت فرمائیں کہ وہ کونسی بچتیں ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن: آرڈر۔ آپ انکی تقریر آرام سے سنیں۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! جتنے بھی مطالبات زر اس ضمن میں بجٹ میں دے گئے ہیں۔ ان میں اکثریت میں یہ ذکر آیا ہے کہ مطالبات زر کی کافی رقم بچتوں کی شکل میں پوری کر لی گئی ہیں۔ میں یہ سمجھنے میں قاصر ہوں مجھے تو کوئی ایسی بچت نظر نہیں آتی جہاں تک میں سمجھ پایا ہوں وہ بچتیں صرف وہ ہیں جو درجہ چہارم کے بھرتی 6 ماہ کے بعد کی جاتی ہے۔ جو انکی تنخواہ اس شکل میں بچتی ہیں۔ خصوصاً محکمہ تعلیم کا میں ذکر کرونگا کہ درجہ چہارم کے ملازم جب بھرتی کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ انکی منظوری اپریل سے شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن ان کی تعیناتی تقرری نومبر میں یا دسمبر میں کی جاتی ہے۔ میرے خیال میں لازمی طور پر دوسرے محکمہ میں بھی اس طرح کیا جاتا ہے۔ اور اس چھوٹے طبقے کا پیٹ کاٹ کر یہ بچتیں حاصل کی جاتی ہیں۔ یہاں اس بات کی وضاحت فرمائی جائے اور جتنے بڑے افسران ہیں انکی سہولیات کے لیے ان پر جو اخراجات کئے جاتے ہیں۔ جنکا ذکر میں ابھی عرض کرونگا کہ انکے لیے کاروں کی خرید یا دوسری سہولتیں جو ہیں مثلاً ایر کنڈیشنر یا کوٹھیوں کی آرائش وغیرہ کیا انکے اخراجات میں کوئی کمی کی گئی ہے۔

(اس سٹیج پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

یا انکی تنخواہوں میں کمی کرکے یہ بچتیں حاصل کی گئی ہیں۔ یہ سراسر ناانصافی اور زیادتی ہے کہ درجہ چہارم کا جو چھوٹا ملازم ہے۔ انکی تنخواہ کاٹ کر یہ بچت کی جاتی ہیں۔ اور اس کمی کو ان بچتوں سے پورا کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! کچھ مطالبات زر ایسے ہیں جن سے مجھے اصولی طور پر اتفاق ہے۔ مثلاً ایک ڈیمانڈ نمبر 9 ہے۔ 19 لاکھ 5 ہزار 570 روپے کا ایک مطالبہ زر ہے۔ جو بہاولنگر ضلع کے لیے شدید بارشوں سے متاثرہ کاشتکاروں کے لیے یہ رقم منظور کی گئی ہے۔ مجھے اصولی طور پر اس کے کوئی قطعی

اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ میں اس کی تعریف کرونگا کہ یہ ایک مستحسن قدم ہے۔ کہ جہاں کہیں بھی کچھ آفاتی آفات یا ناگہانی آفات آتی ہیں۔ اس سے کاشتکار کو شدید نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ تو اسکے لیے یہ ایک مستحسن قدم ہے۔ لیکن مجھے اس بات پر اختلاف ہے کہ صوبے میں جہاں جہاں شدید برسات ہوئی ہے۔ اور صوبے کے باقی اضلاع میں جہاں بھی برسات ہوئی ہے۔ اس سے کاشتکاروں کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ انکے لیے کوئی ایسی گرانٹ منظور نہیں کی گئی ہے۔ مجھے صرف اس حد تک اختلاف ہے۔ اس ضمن میں ایک واقعہ آپکے گوش گزار کرنا میں اپنا فرض سمجھونگا۔ ایک ضلع کے کاشتکاروں کے لیے ایک رقم منظور کی جاتی ہے۔ لیکن تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے ایسے ہی معاملات میں ایسے لٹے پٹے کاشتکار جنکی فصلیں تباہ و برباد ہوگئیں انہوں نے احتجاج کے طور پر گندم کے وہ گوشے اٹھا کر احتجاج کے لیے اے سی فیروز والہ تحصیل کے پاس آئے ان میں تحصیل فیروز والے کے لوگ نارنگ منڈی کے لوگ۔ کالا شاہ کاکو کے لوگ کالا خطائی کے کاشتکار شامل تھے۔ آپ کو یہ سن کر تعجب ہو گا کہ اس پر امن جلوس پر محض اپنے نقصانات کا اندازہ پیش کرنے کے لیے اے سی صاحب کے سامنے پیش ہونا تھا۔ تصویر کے دو رخ جو متضاد تھے میں اس ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ایک طرف نوازنے کی یہ پالیسی ہے دوسری طرف اسی طرح کے کاشتکاروں کے ساتھ یہ جو شدید برسات کی وجہ سے اپنی فصلات کا نقصان ہو چکنے کے بعد اے سی فیروز والا کے پاس آئے جن میں کالا خطائی نارنگ منڈی اور کالا شاہ کاکو شیخوپورہ اور تحصیل فیروز والا کے لوگ تھے ان پر آپ کو یہ سن کر تعجب ہو گا کہ مقامی پولیس نے انکا استقبال لاٹھی اور آنسو گیس کے شیلز کے ساتھ کیا یہ کس قدر افسوس ناک بات ہے کہ حکومت ایک طرف تو کاشتکاروں کا اتنا احساس رکھتی ہے جو کہ ایک اچھا اور مستحسن اقدام ہے لیکن دوسری طرف ایسے ہی لوگوں کے مقدر میں آنسو گیس اور لاٹھی آتی ہے۔ اسلئے میں یہ عرض کرونگا کہ اس تضاد کو ختم کرنا چاہیے۔ یکساں سلوک ہونا چاہیے۔ مساوی سلوک ہونا چاہیے۔ یہ امتیازی سلوک جو برتا جا رہا ہے۔ اس کی پرزور مخالفت اور مذمت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! روز یہ رونا سنتے ہیں کہ پچھلے دور کس طرح کے تھے ان کی بدعنوانیاں اس معزز ایوان کی گونج اور خاص طور پر کئی حوالوں سے نقص امن کے حوالے سے لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کے حوالے سے۔ انصاف کے حصول کے حوالے سے میں بڑے دکھ کے ساتھ بات کرونگا کہ اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ سابقہ دور میں ایف ایس ایف کے مظالم کی جو جھلکیاں یا تصاویر ان کہانیوں میں پیش کی جاتی ہیں۔ لیکن شاہین فورس اور پنجاب کنسٹبلری کے لیے جو خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ اس سے

میں یہ سمجھتا ہوں کہ قطعی طور پر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ پولیس کو بہتر سازو سامان سے لیس کرنے کے لیے جو خطیر رقمیں منظور کی گئی ہیں۔ ان سے کہاں تک یہ مقاصد پورے ہوئے ہیں لوگوں کی جان و مال کو کیا تحفظ ملا ہے۔ انصاف کے حصول میں حکومت کی طرف سے کیا اقدامات ہوئے ہیں۔ دیکھنے میں تو یہ آتا ہے کہ ہر جگہ دکان لگی ہوئی ہے۔ انصاف بکتا ہے۔ قانون بکتا ہے اور ان کے ریٹ بھی مقرر ہیں کسی نے کونسا پرچہ کروانا ہے۔ اور اس نے کسی قسم کا انصاف حاصل کرنا ہے یا اس نے کسی قسم کا حق حاصل کرنا ہے۔ یہ دوکان داری چمکی ہوئی ہے۔ اس لیے یہ پنجاب کنسٹبلری یا شاہین فورس جو کہ اپنے فرائض سے کوتاہی برتتے ہوئے ہر وقت یہ موٹر سائیکل یا سکوٹر والے یا دوسرے کاروں والے کو روک کر اپنی دھیانگی بناتے ہیں۔ صرف اسی کام میں معروف ہے۔

جناب سپیکر! ایک مطالبہ زر میں بادشاہی مسجد اور داتا دربار کی مسجد کی تعمیر کے لیے خطیر رقم منظور کی گئی ہے۔ اصولی طور پر میں قطعی طور پر اس کے خلاف نہیں ہوں۔ ایک اچھا اقدام ہے کہ اپنے دینی اور مذہبی اداروں کی تعمیر کے لیے حکومت خرچ کرے۔ لیکن اختلاف صرف اس بات پر ہے کہ یہ رقوم یا مطالبہ زر سالانہ بجٹ میں رکھی جانی چاہئیں۔ ضمنی بجٹ میں ان کی کوئی ناگزیر ضرورت نظر نہیں آتی۔ جبکہ اسی ضمن میں میں یہ پوچھنا اپنا حق سمجھتا ہوں کہ محکمہ اوقاف جسے اتنی آمدنی ہے جو کہ اپنے خرچ سے ہی ان مساجد کی تعمیر اور آرائش کر سکتا ہے۔ اس کا حساب کتاب اس میں نہیں پیش کیا گیا یا اس میں کوئی اس کی صراحت بیان نہیں کی گئی ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ داتا دربار کی اور بادشاہی مسجد کی تعمیر کے لیے رقم رکھی گئی ہے۔ جبکہ اوقاف کے پاس اپنے وسائل اتنے موجود ہیں کہ اسے قطعی طور پر ضمنی بجٹ میں اتنی خطیر رقم رکھنے کی کوئی گنجائش یا ضرورت نہیں تھی۔

جناب سپیکر! ایک مطالبہ زر میں ایک خطیر رقم تقریباً 73 لاکھ سے زائد خاص کر ہارس اینڈ کیٹل شو کے لئے مانگی گئی ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ جو فنڈز ہیں وہ عوام کے فنڈز ہیں۔ پبلک فنڈز ہیں۔ ان کو مخصوص اغراض و مقاصد کے لیے خرچ کرنا قطعی طور پر کوئی اچھا یا مستحسن قدم نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی تفصیل پیش کی گئی ہے۔ کیا میں اس معزز ایوان کے سامنے اپنی یہ گزارش پیش کر سکتا ہوں کہ ہارس اینڈ کیٹل شو پر خرچ کی جانے والی اس خطیر رقم کی تفصیل پیش کی جائے۔ کہ اتنی بڑی رقم کہاں اور کس شکل میں خرچ ہوئی ہے۔ اور اس کا خرچ کس حد تک جائز تھا۔ یا ناجائز تھا۔ میں اس کی بھی شدید مخالفت کرتا ہوں۔ اور یہ تجویز کرتا ہوں کہ آئندہ سے ہارس اینڈ کیٹل شو پر اتنی رقم خرچ کرنا قطعی طور پر کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ یہ جو رقم اسطرح کے

میلوں ٹھیلوں پر خرچ کی جاتی ہیں وہ تعمیر و ترقی پر خرچ کی جانی چاہئیں۔

اسی ضمن میں کچھ اور مطالبات زر ہیں جو کہ اپنی ذاتی نجی اور کسی کی ضروریات کے لیے مطالبہ زر میں یا قومی خزانے پر بار ڈالا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مشاعرہ ہندوپاک کے نام پر میاں چنوں میں ہوا۔ اس پر میرے خیال میں پچاس ہزار سے زائد خرچ آیا۔ اگر مشاعروں کا اتنا ہی شوق ہے تو اپنی جیب سے یا اپنے وسائل سے خرچ کیا جائے۔ قومی خزانے پر یا عوام کے ٹیکسوں پر یہ کیوں بوجھ ڈالا گیا ہے۔ ان کی معیشت پر یہ اثر انداز ہونے کی کوشش بھی درست نہیں ہے۔ جناب سپیکر! ایسی ہی ایک انجمن ہے جسے مرکزی انجمن کہتے ہیں اس پر بھی میرے خیال میں بڑی خطیر رقم خرچ کی گئی ہے کہ جو کہ ایک انفرادی یا ایک لوکل قسم کی یا مقامی قسم کی انجمن ہے اس پر اتنا خرچ کرنا بھی میں سمجھتا ہوں کہ قومی خزانے پر یا پنجاب کی عوام کی معیشت پر ایک بہت بڑا بوجھ ہے۔

جناب سپیکر! ایک مطالبہ زر میں بھی ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے جس میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ لیبر کالونیاں اور پلاٹ سات مرلہ تقسیم کئے گئے ہیں۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے خاص کر کالونی ایریا جو ہیں وہاں پر سرکار کو کسی قسم کی کوئی زمین سات مرلہ سکیم کے لیے حاصل کرنا نہیں پڑی اور خریدنا نہیں پڑی ہے۔ کیا وزیر خزانہ اس بات کی وضاحت فرمائیں گے کہ یہ رقم سات مرلہ سکیم پر کہاں خرچ ہوئی یا اس کی تفصیل بتانا پسند فرمائیں گے؟ جناب سپیکر! آخر میں میں ضمنی بجٹ کے بارے میں مجموعی طور پر اپنے تاثرات کچھ اس قسم کے رکھتا ہوں کہ آپ اور یہ معزز ایوان ذرا تصور میں اپنے آپ کو تھوڑی دیر کے لیے گم کریں اور دیکھیں کہ ابھی یہ جھاڑو لگ رہا ہے۔ یہ چھڑکاؤ ہو رہا ہے اور یہ دربار بچھ گیا ہے۔ اور دربار پر ایک بادشاہ سلامت مغلیہ دور کا تشریف فرما ہے اور نیچے درباری تشریف رکھتے ہیں۔ بادشاہ سلامت خوش ہو کر اپنے گلے میں سے ایک ہار نکال کر یوں پھینکتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے مالا اتار کر یوں پھینکتے ہیں اور طلائی انگشتریاں یا ہیروں کی انگوٹھیوں کی برسات شروع ہو جاتی ہیں میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ضمنی بجٹ اسی قسم کا ہے کہ اس میں یہ نوازشات کی لوٹ نظر آتی ہے۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب مظہر علی گل صاحب

چودھری مظہر علی گل: بسم اللہ الرحمن الرحیم! جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی میزانیہ پر چند لمحات کے لیے تقریر کرنے کا موقع دیا ہے۔ ضمنی میزانیہ سابقہ حکومتوں کا بھی خاصا رہا ہے کہ جب کہیں اخراجات میں کچھ زیادتی ہو جاتی ہے اور اس خرچ کو پورا کرنے کے

لئے ہر حکومت یہ ضمنی میزانیہ پیش کرتی ہے۔ ضمنی میزانیہ میں حکومت نے گندم کی خرید کے لیے سبسڈی کے لیے جو مزید رقم کا مطالبہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کا ایک نہایت اچھا قدم ہے۔ اور اگر زمینداروں کی گندم حکومت خود نہ خریدے تو زمینداروں کو اتنی گندم منڈی میں سپلائی کرنے سے بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اور اگر حکومت بذات خود گندم کی خرید کا بندوبست کرتی ہے تو زمیندار کو وہ رقم جو اس کی اصل قیمت خرید ہوتی ہے وہ اسے مل جاتی ہے۔ اور اس دفعہ تو میں سمجھتا ہوں کہ بارشوں کی وجہ سے گندم کا جو نقصان ہوا ہے ہمارے پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے ہمارے کاشتکاروں پر بہت زیادہ مہربانی فرمائی ہے کہ انہوں نے یہ اعلان بھی فرما دیا ہے کہ جو گندم حالیہ بارشوں میں جن اضلاع میں خراب ہو چکی ہے۔ زمینداروں سے وہ گندم بھی اسی ریٹ پر خرید لی جائے۔ تاکہ زمیندار کا نقصان پورا ہو سکے۔

دوسرے جنگلات کی ترقی کے لیے حکومت نے جو مزید رقم کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ درست ہے کیونکہ جنگلات سے ہمارے ملک کی ترقی میں نہایت ہی اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جنگلات کی وجہ سے ملک میں موسم خوشگوار ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے ملک میں بارشوں کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ اور یہ ملک کی ترقی میں بھی نہایت ہی اچھا کردار ادا کرتے ہیں۔ اوراس سے حکومت کو رقم مہیا ہوتی ہے۔ اور جنگلات کی لکڑی جلانے کے کام بھی آتی ہے۔ اور اس کو رہائشی مکانات میں بھی لوگ استعمال کرتے ہیں ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ کہ ملک کی وہ زمین جو کہ اناج پیدا کرنے کے کے قابل نہیں ہے۔ دریاؤں اور انہار کے کنارے خاص طور پر حکومت کو جنگلات لگانے کے بندوبست کرنا چاہیے۔ تاکہ ملک کی آمدنی بھی بڑھے گی اور ملک میں موسم بھی خوشگوار رہے گا۔ اور مزید بارشوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اس سے کافی ترقی ہو گی۔

علاوہ ازیں حکومت نے پولیس کے لیے ضمنی میزانیہ میں جو رقم کا مطالبہ کیا ہے۔ یہ بھی درست قدم ہے کیونکہ کچھ شرپسند عناصر نے ہمارے اس صوبہ پنجاب کا امن درہم برہم کرنے کا جو منصوبہ بنایا ہے ' ان کی سرکوبی کے لیے یہ بہت ہی ضروری ہے کہ پولیس کو جسقدر بھی مضبوط ہو سکے کیا جائے۔ پولیس کے لیے گاڑیوں کی فراہمی ایک اچھا قدم ہے۔ اور گاڑیوں کے ساتھ وائرلیس سیٹ کی فراہمی بھی ایک اچھا قدم ہے کیونکہ شرپسند عناصر کے پاس بڑی تیز رفتار گاڑیاں ہوتی ہیں لیکن ہماری تھانوں کی پولیس کا یہ حال ہے کہ ان کے پاس گاڑیاں بھی نہیں ہوتی ہیں۔ اور مجرم کو پکڑنے کے لیے بہت دشواری پیش آتی ہے۔ لہٰذا یہ پولیس کے لیے وائرلیس سیٹ اور گاڑیوں کی فراہمی انتہائی

ضروری ہے۔ اور اس سے مجرموں کا قلع قمع ہو گا اور ہماری حکومت نے جو یہ تہیہ کر رکھا ہے کہ ہم صوبہ پنجاب میں لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا نہیں ہونے دیں گے۔ تو یہ اس میں بھی کمی کرنے کے لیے کافی ہو گا۔

تیسرے حکومت نے انہار پر خرچ کرنے کے لیے اپنے میزانیہ پر مزید رقم کا مطالبہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی حکومت کا ایک نہایت ہی اچھا قدم ہے۔ نہریں زمیندار کو پانی مہیا کرتے ہیں۔ اور ہماری نہروں میں پانی کی بہت کمی ہے اگر نہروں کی صفائی کر دی جائے تو زرعی ترقی میں انقلاب آ سکتا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! میرے خیال کے مطابق تو جو چھوٹی چھوٹی نہریں ہیں اگر ان سب کو پختہ کر دیا جائے اور ان میں جو پانی کا ضیاع ہو رہا ہے۔ وہ ختم ہو جائے گا اور مزید آبپاشی حاصل ہو سکے گی۔

علاوہ ازیں ضمنی میزانیہ میں ترقیاتی اخراجات کے لیے حکومت نے مزید رقم کا مطالبہ کیا ہے۔ کون نہیں جانتا ہے کہ آج ہمارے صوبہ میں بلکہ ہمارے ملک میں ہمارے وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے جو پانچ نکاتی پروگرام کا اس ملک میں اجراء کیا ہے۔ اس کے اثرات آج ہر گاؤں میں اور ہر شہر میں ' ہر محلہ میں نظر آ رہے ہیں۔ اور خاص کر ہمارے صوبہ پنجاب نے گزشتہ بیس سال میں جتنی ترقی کی تھی۔ ان دو سالوں میں اس سے زیادہ ترقی ہوئی ہے اور اس میں میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ کا نہایت ہی اہم کردار ہے۔ کیونکہ وہ شہروں کے ساتھ ساتھ دیہات کی ترقی کو بھی لازم اور ملزوم سمجھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی مہربانی ہے کہ انہوں نے ہمارے دیہات کے لئے خصوصاً فنڈز مہیا کئے ہیں اور آج انشاء اللہ اکثر گاؤں میں سکول سڑکیں ہسپتال جہاں زندگی کی آسائش کی کبھی کوئی چیز میسر نہیں تھی۔ آج وہاں ان گلی کوچوں میں بجلیاں جگمگا رہی ہیں۔ سڑکیں بن رہی ہیں۔ سکول بن رہے ہیں ' ہسپتال بن رہے ہیں۔ اور یہ تمام چیزیں جب ہی ہو سکیں گی اگر فنڈز مہیا کئے جائیں گے۔ تو پھر ہی اس ملک میں ترقی ہو گی تو میں سمجھتا ہوں کہ ضمنی میزانیہ جو کہ حکومت نے پیش کیا ہے۔ اس کو ہمیں منظور کرنا چاہیے اور وزیر خزانہ اس سلسلہ میں مبارکباد کے بھی مستحق ہیں کہ انہوں نے جو جائز قسم کے اخراجات تھے وہ اس میزانیہ میں پیش کئے ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اور کوئی صاحب ضمنی بجٹ پر تقریر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ خواتین میں سے کوئی خاتون تقریر کرنا پسند فرمائیں گی ؟ بیگم بشریٰ رحمن صاحبہ ہمیشہ آڑے وقت میں آپ نے میرا ساتھ دیا ہے۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر! اب کون سا آڑا وقت آگیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت میرے پاس کوئی مقرر نہیں تھا۔ اس لیے میں کہہ رہا تھا آپ اگر بولنا چاہیں تو ٹھیک ہے۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب دو دن سے تقاریر ہو رہی ہیں۔ اب بجٹ پاس کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آج بحث کا دن ہے۔ جب پاس ہونے کا وقت آئے گا تو انشاء اللہ پاس بھی ہو جائے گا۔ وزراء صاحبان میں سے کوئی تقریر کرنا پسند کریں گے؟ فنانس منسٹر صاحب' آج جو تقاریر ہوئی ہیں۔ ان کے جواب میں کچھ فرمائیں گے؟

جناب وزیر خزانہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم! جناب سپیکر اب میں ضمنی بجٹ پر بحث سمیٹتے ہوئے معزز اراکین کے ان سوالات کا جواب دینا چاہوں گا اور ان اعتراضات کا جواب دینا چاہوں گا جو انہوں نے اس ضمنی بجٹ کی بحث میں اٹھائے ہیں۔ جناب والا! یہ اعتراض بار بار اٹھایا گیا ہے کہ یہ ضمنی بجٹ بہت بڑا ہے۔ اور اس کے ذریعہ کئے گئے اخراجات حکومت کے مالی سال کے شروع ہونے میں اپنے تخمینہ جات میں شامل ہونا چاہئے تھے۔ میں انکو یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ ضمنی بجٹ کی روایت ہر ملک میں ہے چاہے وہ غیر ترقی یافتہ ہے۔ ترقی پذیر ہے یا مکمل طور پر ترقی یافتہ ہے' یہ شروع سے چلی آرہی ہے۔ اور یہ معمول ایسے ملکوں میں بھی ہے جو کہ ہر کام اپنے کمپیوٹرز کے ذریعہ سے کرتے ہیں۔ اس لئے بجٹ بناتے وقت ابھی تک کوئی کمپیوٹر ایسا ایجاد نہیں ہوا کہ جو یہ بتاسکے کہ کسی بھی ناگہانی واقعات میں یا کسی بھی غیر متوقع صورت میں کیا ایسا خرچ آجائیگا جو کہ ابھی اس بجٹ میں شامل کر دینا چاہیئے۔ تو اس سلسلے میں گزراش کروں گا کہ پاکستان جیسے ملک میں اور پنجاب جیسے صوبہ میں جہاں پر توسیع اس تیز فتاری سے ہو رہی ہے کہ اس تیزی سے ہو رہی ہو جہاں پر ڈویلپمنٹ ہمارا ایک مقصد بن چکا ہو۔ وہاں پر بجٹ بناتے وقت ایسے اخراجات کی پیش بندی کرلینا' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم آئی۔ بی۔ ایم کا سب سے بڑا کمپیوٹر بھی لگا دیں تو ہمارے لئے یہ مشکل ہو گا کیونکہ توسیع جب ہوتی ہے تو ساتھ ہی ساتھ اخراجات بھی نکلتے ہیں ساتھ ساتھ خیالات بھی آتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ سوچیں بھی آتی ہیں اور اس کے مطابق اخراجات بھی ساتھ ساتھ بڑھتے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود ہم نے اتنا بڑا جیسا کہ اعتراض کیا گیا ہے ہم نے اتنا بڑا ضمنی بجٹ پیش کر دیا ہے۔ شاید میرے فاضل دوستوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اس تمام ضمنی اخراجات کے باوجود ہمارے نظر ثانی شدہ اخراجات بڑھنے کی بجائے گھٹ گئے ہیں۔ چنانچہ غیر ترقیاتی اخراجات جن کا سال کے آغاز

میں تخمینہ تقریباً 2 ہزار تین کروڑ روپے تھا۔ نظر ثانی شدہ بجٹ میں گھٹ کر صرف ایک ہزار 998 کروڑ روپے رہ گیا ہے۔

جناب والا! جیسا کہ میں ضمنی بجٹ کی تقریر میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ضمنی بجٹ کے سائز کو بظاہر زیادہ بڑھانے کے ذمہ دار گندم وغیرہ کے اخراجات ہیں اور قرضہ جات ہیں جن کی وصولی اور ادائیگی ایک مسلسل عمل ہے۔ لیکن ہر ادائیگی الگ الگ خرچہ شمار ہوتی ہے۔ لہٰذا ضمنی بجٹ میں اسے شامل کیا جاتا ہے۔ ایسے اخراجات کو اضافی کہنا کبھی بھی قرین حقیقت نہیں ہوتا۔ پھر وہ مالی اخراجات ہیں جو کہ حکومت کے نقطہ نگاہ سے مالی اور معاشی پالیسی کے مفاد میں ہے۔ مثلاً ایک scheme Fast moving ہے اور ایک Slow moving scheme ہے ' تو اس میں یہ ہوتا ہے کہ slow moving scheme کو اور اس کے خرچ کو ہم dirvert کرکے . . . . . .

Fast moving scheme کے فنڈز میں لے آتے ہیں اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو سال کے آخر میں نقصان اور ضیاع کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس طرح سے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے وہ اخراجات جو lumpsum رکھے جاتے ہیں ' خزانہ سے ان کے نکاس کے وقت انہیں ضمنی اخراجات کے طور پر دکھایا جاتا ہے۔ یہ منصوبہ بندی کا فقدان نہیں بلکہ بہتر اور مستند نظام حسابات کے نقطہ نظر سے ناگزیر ہے اور ایسا نہ کرنا خزانے کے مفاد میں نہیں ہے۔ ایک معزز ممبر نے محکمہ جنگلات کو دیے گئے ایک کروڑ روپے کے خرچ پر اعتراض کیا۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور اس کا ضمنی بجٹ میں بھی ذکر ہو چکا ہے۔ وہ ایک کروڑ روپے کا محکمہ جنگلات کو دینے سے ہیں ساڑھے تین کروڑ کے قریب آمدنی ہوئی ہے۔ اور اگر ہم ان کو وہ ایک کروڑ ایڈوانس نہ دیتے تو ہمیں وہ آمدنی نہیں ہو سکتی تھی اور لکڑی کے نقصان کا بھی خطرہ تھا۔

ایک اور دوست نے یہ اعتراض کیا ہے کہ وزیر اعظم کے ریلیف فنڈز میں ایک کروڑ روپیہ ضمنی اخراجات میں شامل کرنے کی بجائے 87۔1986 میں شامل کرنا چاہیے تھا۔ میں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کروں گا۔ میرے وزیر اعظم کو جو پاکستان کے وزیر اعظم ہیں ان کو یہ خواب نہیں آیا تھا کہ فلاں تاریخ کو یا فلاں وقت پر خدانخواستہ کراچی میں لوگوں کی املاک کو نقصان پہنچا ہے۔ جانی اور مالی نقصان ہوتا ہے۔ اگر ان کو کوئی ایسا خواب آسکتا ہے۔ تو ہم اس کو ضرور 87۔1986 کے میزانیہ میں اس ایک کروڑ روپے کے رقم کو ضرور شامل کر لیتے ہیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ گو ایک ایسا وقت تھا۔ ایک قیامت کا وقت تھا کہ کراچی میں قیامت تھی۔ اور اس وقت ہم نے ایک کروڑ روپے ریلیف

فنڈز میں دیکر کوئی Contribution نہیں کی بلکہ میں تو یہ سمجھوں گا کہ اگر ہمارے پاس گنجائش اور ہوتی تو انشاء اللہ ہم اس سے بھی زیادہ کر گزرتے۔ ایک اعتراض اور تھا کہ دیہی صنعتوں' سکولوں اور کئی دیگر امور کے لیے فنڈز نہیں دیے گئے ہیں۔ میں ان سے صرف یہی گزارش کروں گا کہ ایسے فنڈز ہمیشہ جب سالانہ ترقیاتی پروگرام بنتا ہے جب سالانہ بجٹ تیار ہوتا ہے اس وقت مختلف مدوں میں فنڈ رکھے جاتے ہیں۔ اس لیے ایسے فنڈز کا ضمنی بجٹ میں مہیا کرنا مشکل ہوتا ہے۔ آپ یقیناً میری بجٹ تقریر میں ان تمام شعبہ جات میں سیکٹرز میں رکھی گئی رقوم کے متعلق حکومت کی تجاویز سے مطمئن ہونگے کیونکہ یہ رقوم بجٹ کے تیار ہونے کے ساتھ ساتھ ایسی مدوں کے لیے رکھی ہیں۔ کمالیہ پیپر مل کو دیے گئے قرضہ پر اعتراض ہوا۔ میں اپنے اس فاضل دوست کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمیں تو وفاقی حکومت کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ کمالیہ پیپر مل لگانے کا فیصلہ کیا اور وہ فیصلہ بھی پنجاب میں لگانے کا کیا اور اس مل میں تقریباً تمام سرمایہ کاری وفاقی حکومت کرے گی۔ پی۔ آئی۔ ڈی۔ بی کرے گی اور کئی سو کروڑ کے خرچہ میں محض دس کروڑ روپے اس مد میں رکھ دینا اور وہ بھی قرضہ کی صورت میں میرے خیال میں ایسے اعتراض کرنا' اعتراض برائے اعتراض تو ہوسکتا ہے۔ اس میں کوئی ایسی substantial اعتراض والی بات نہیں ہے۔

جناب والا! کچھ معزز اراکین نے قومی اسمبلی کے دو ممبران کیلئے وفاق کی جانب سے مختص شدہ رقم اور اس کے اجراء پر اعتراض کیا ہے۔ میں ان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ معاملہ وفاق سے متعلق ہے۔ اور اس کا فیصلہ بھی وفاق نے کرنا ہے لیکن اس پیسے کے متعلق اس رقم کے متعلق میں انہیں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ وفاقی حکومت کا پیسہ ہے۔ ایم این ایز پروگرام کا پیسہ ہے۔ یہ پیسہ صرف محکمہ خزانہ پنجاب کے پاس receipt کے طور پر آتا ہے اور یہ expenditure کی صورت میں آگے پہنچا دیا جاتا ہے۔ اس میں نہ تو ہمارا کوئی Financial discipline involved ہے اور نہ ہی ہمارا کوئی Administrative action involve ہے۔ ہم صرف receiving Agency ہیں اور اس کے بعد وہ پیسہ اسی طرح ہم ان ایجنسیوں کو دے دیتے ہیں جو ایجنسیاں وفاقی حکومت نے ایم۔ این۔ ایز پروگرام عمل درآمد کرنے کے لیے بنی ہوئی ہیں۔ اسلئے اس پر ایسے اعتراض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' کیونکہ یہ رقم ہماری نہیں ہے۔ اس لیے ہمارا اس پر کوئی زور نہیں ہے۔ ہمارا اس پر کوئی action Administrative نہیں ہے کوئی Financial discipline نہیں ہے۔

پولیس کیلئے مہیا کی گئی اضافی رقم کے متعلق بھی اعتراض ہوا ہے۔ اس سلسلے میں بھی میں یہ عرض کروں گا کہ یہ اعتراض ایک self contradictory قسم کا ہے کہ جب ہم اس ایوان میں پہنچتے ہیں اور لا اینڈ ارڈر پر بحث ہوتی ہے۔ تو ہم گھنٹوں پہروں بلکہ دنوں اس پر بحث کرتے ہیں کہ قتل و غارت زیادہ ہو گیا ہے۔ چوری زیادہ بڑھ گئی ہے۔ غنڈہ گردی بہت ہو گئی ہے لیکن ہم یہ نہیں سوچتے کہ ہم نے اس چوری کو اس غنڈہ گردی کو یا اس لاقانونیت کو کس طرح روکنا ہے۔ کس طرح ختم کرنا ہے وہ ہم خود جا کر تو ختم نہیں کر سکتے۔ ہم نے اپنی ایجنسیوں کے ذریعے ختم کرنا ہوتا ہے تو ہم نے بھی یہ محسوس کیا ہے آپ کو بھی یہ پتہ ہے کہ ہمارے پاس پولیس کی نفری بہت کم ہے اور وہ ill-equipped پولیس ہے۔ میرا خیال ہے کہ ساری دنیا میں سب سے زیادہ ill-equipped پولیس پاکستان کی ہے۔ اس کے پاس ٹرانسپورٹ کے لیے جیپیں نہیں ہیں۔ وائرلیس سیٹ نہیں ہے۔ نفری کم ہے تو مجھے یہ بتایئے جناب والا! کہ جب صورتحال یہ ہو تو ہم کسی طرح امن و امان کی صورت کو بہتر کر سکتے ہیں۔ تو یہ سارا خرچ جو بھی پولیس کے سلسلے میں کیا گیا اس کا مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ ہم کسی طرح نفری کو بڑھائیں۔ اس کے ڈسپلن کو ٹھیک کریں۔ اس کی ٹریننگ کو ٹھیک کریں اور اسے پوری equipment دیں تاکہ ہم اس امن و امان کی صورت کو بالآخر بہتر بنا سکیں۔

ایک اعتراض لوکل کونسلوں کو رقمیں مہیا کرنے کا کیا گیا ہے۔ لوکل کونسلوں کو کس فارمولا کے تحت مساوی بنیادوں پر گرانٹ نہیں دی جاتی۔ اور نہ ہی دی جا سکتی ہے۔ یہ اس صورت میں ہوتا ہے کہ جب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک لوکل کونسل واقعی اس پوزیشن میں پہنچ چکی ہے۔ کہ اگر اس کی بروقت امداد نہ کی گئی تو اس میں دیوالیہ کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ کسی کا پریویلج نہیں ہے اور یہ کسی پریویلج کے تحت نہیں دی جاتی ہے۔ یہ صرف اور صرف ضرورت کے تحت اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر ہم لوکل کونسلز کو امداد دینے کا فارمولا طے کر لیں گے تو پھر یقین جانئے کہ لوکل کونسلز جو اپنے وسائل پیدا کر کے کام چلاتی ہے وہ بھی کرنا چھوڑ دیں گی اور ایک دن ایسا آئے گا۔ وہ کلیتہً حکومت پر انحصار کر کے بیٹھ جائیں گی اور نتیجتہً مقصدیت جو کہ لوکل کونسلز کو ان کو چلانے کے لیے ہوتی ہے وہ ختم ہو جائے گی۔ ایل ڈی اے اور ایم ڈی اے وغیرہ کو فنڈز دینے پر بھی اعتراض ہوا۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ میں نہایت ادب کے ساتھ جناب وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تقریر کے ان الفاظ کو درست کر لیں۔ ایم پی اے وغیرہ نہیں ایم پی اے صاحبان لفظ یہاں آئے گا۔ "وغیرہ" کا لفظ ٹھیک نہیں ہے۔ "وغیرہ" میں تو پھر وزیر بھی آجاتے ہیں۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میں بصد احترام رانا پھول محمد خان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی سماعت کو درست کرلیں۔ میں نے ایم پی اے نہیں ایم ڈی اے کہا تھا۔

رانا پھول محمد خان: میں معذرت چاہتا ہوں ------

وزیر خزانہ: میں نے یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ رقم صرف بیواؤں، یتیموں معذوروں اور ناداروں کو فلیٹ اور پلاٹ مہیا کرنے اور مزدوروں کے لیے رہائشی بستیاں بنانے کے لیے دی گئی تھی۔ اب بھی یہ رقم ان کو امداد کے طور پر نہیں دی گئی۔ یہ قرضہ جات ہیں اور قابل وصولی قرضہ جات ہیں۔

جناب والا! ہارس اینڈ کیٹل شو پر اعتراض ہوا۔ میں گزارش کئے دیتا ہوں کہ ہمارے پاس اپنی قومی شناخت اور کسان، زمیندار اور کاشتکار کی شناخت دکھانے کے لیے سال میں صرف ایک موقع آتا ہے کہ ہم نے ہارس اینڈ کیٹل شو منعقد کرتے ہیں اور اس کے ذریعے ہم لوگوں کے لئے تفریح کا سامان بھی مہیا کرتے اور اس سے دیگر ترغیبات بھی کسان کے لیے گھوڑی پال کے لئے اور مویشی پالنے کے لیے ترغیبات مہیا کرتے ہیں میں سمجھوں گا کہ ایسا اعتراض ہے، ایسے کام پر جو کہ پیداواری ہو جو کہ ترغیبات مہیا کرتا ہو، میرے خیال میں ایسا اعتراض قابل غور نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ ہمارے پاس آجا کے صرف ایک موقع ہے اور ایک سال میں صرف ایک موقع آتا ہے جس پر ہم اپنے کسان بھائیوں کو یہاں لا کر ان کے لیے ترغیبات پیدا کرسکتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرسکتے ہیں۔

جناب والا! میں اپنی تقریر میں ان سب اعتراضات کا جواب دے چکا ہوں اور مجھے امید واثق ہے کہ میرے وہ بھائی جنہوں نے ضمنی بجٹ پر اعتراض کیے تھے وہ میرے ان جوابات سے مطمئن ہوگئے ہوں گے۔ میں اب آپ سے اجازت چاہوں گا شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس کی کارروائی کل صبح 9.00 بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی 10 جون 1987ء صبح 9.00 بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ، ۱۰ر جون، ۱۹۸۷ء

(چہارشنبہ ۱۲ شوال ۱۴۰۷ھ)

جلد ۱۰ ——— شمارہ ۶

سرکاری رپورٹ

مندرجات

بدھ، ۱۰ر جون، ۱۹۸۷ء

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۲۲۳
اراکین اسمبلی کی رخصت	۲۲۴
مسئلہ استحقاق	
ایس ایچ او تھانہ جھنگ صدر کا جسٹس آف پیس کی ہدایت کے مطابق ملزم کو گرفتار کرنے سے انکار	۲۲۴
سیکشن آفیسر محکمہ تعلیم کا فرک کے منظور شدہ تعلیمی منصوبوں پر عملدرآمد نہ کروانا	۲۴۳
ضمنی میزانیہ بابت سال ۸۷-۱۹۸۶ء کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری	۲۴۸

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

بدھ 10 جون 1987ء

(چہار شنبہ 12 شوال 1407ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظر علی رانجھا کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا
وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ
سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ
اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ
اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝
وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝
وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝
اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا
فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

(س فرقان - آیات ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰)

اور اللہ کے صحیح بندے تو وہ ہیں - جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں - اور جب جاہل لوگ ان سے جاہلانہ گفتگو کرتے ہیں۔ تو وہ سلام کر لیتے ہیں - اور وہ جو اپنے رب کے آگے سجدہ ریز ہو کر اور کھڑے ہو کر (پورے عجز و ادب) سے راتیں گزار دیتے ہیں۔

اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں - تو نہ بے جا اڑاتے ہیں - اور نہ تنگی سے کام لیتے ہیں بلکہ پورے اعتدال کے ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ ضرورت سے کم - اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے - اور جب ان کو بیہودہ اور لغو موقعوں سے گزرنے کا اتفاق ہوتا ہے - تو شریفانہ انداز سے گزر جاتے ہیں - اور وہ کہ جب ان کو پروردگار کی باتیں سمجھائی جاتی ہیں - تو ان پر وہ اندھے بہرے ہو کر نہیں گرتے بلکہ غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔

مگر ہاں جس نے توبہ کی ایمان لایا - اور اچھے کام کئے - تو اللہ ایسے لوگوں کی برائیوں کو اچھائیوں سے بدل دے گا - اور اللہ تو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ وما علینا الاالبلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر اب اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد یونس بٹ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 3 جون اور 4 جون 1987ء کو بوجہ علالت اجلاس میں شرکت نہ کر سکا تھا۔

برائے مہربانی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب نذیر احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

بندہ ضروری کام کی وجہ 7.6.87، 8.6.87 کو غیر حاضر رہا۔ مہربانی فرما کر چھٹی عنایت کی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

ایس ایچ او تھانہ جھنگ صدر کا جسٹس آف پیس کی ہدایت کے مطابق ملزم کو گرفتار کرنے سے انکار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 12 میاں ریاض حشمت جنجوعہ

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں' جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 9 اپریل کو تھانہ صدر جھنگ میں زنا حدود آرڈیننس مجریہ 1979 کے تحت مقدمہ نمبر 92 چند ملزمان کے خلاف درج ہوا۔ تقریباً ایک ماہ بعد ایس ایچ او تھانہ صدر نے مورخہ 7 مئی 1987ء کو ملزمان کو شامل تفتیش ہونے کیلئے اپنے دفتر میں بلوایا۔ میں بھی وہاں موجود تھا۔ دوران تفتیش مدعی فریق نے ثبوت کے طور پر ایک ملزم کے ساتھ مغویہ کی انتہائی فحش تصویر بھی پیش کی۔ جس پر ملزم نے مغویہ کے ساتھ مسلسل زنا حرام کے ارتکاب کا اعتراف کیا' مگر ایس ایچ او کا رویہ انتہائی جانبدارانہ تھا۔ جس پر میں نے مداخلت کی اور ایس ایچ او سے کہا کہ آپ کم از کم اس ملزم کو جو آپ کے سامنے میری اور متعدد معزز شہریوں کی موجودگی میں گناہ کبیرہ میں ملوث ہونے کا اقبال جرم کر رہا ہے گرفتار کرلیں جس پر ایس ایچ او مذکور نے میری بات کا نوٹس نہ لیا اور ان سنی کر دی ۔ میں نے دوبارہ ایس ایچ او سے کہا کہ میں بحیثیت جسٹس آف پیس آپ سے استدعا کرتا ہوں کے آپ فوراً ملزم کو گرفتار کریں اور آئندہ تفتیش کریں ' مگر ایس ایچ او نے میرا مذاق اڑانا شروع کر دیا اور جسٹس آف پیس کے اختیارات رکھنے والوں کے خلاف انتہائی نازیبا زبان استعمال کرکے لطف اندوز ہوتا رہا۔ اسے میں برداشت نہ کر سکا اور وہاں سے اٹھ کر چلا آیا اور آج تک وہ ملزم جو مغویہ کے ساتھ ناجائز تعلقات اور زنا کے ارتکاب کا سرعام اعتراف کرتا ہے گرفتار نہیں ہوا اور دندناتا پھر رہا ہے ۔ حالانکہ حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن کے مطابق بحیثیت جسٹس آف پیس مجھے یہ اختیار حاصل ہے کہ میں کسی ایسے شخص کے خلاف مجھے یہ شبہ ہو یا اطلاع ہو یا شکایت ہو کہ اس نے کسی قابل دست اندازی جرم کے ارتکاب میں حصہ لیا ہے گرفتار کرنے کیلئے ایس ایچ او تھانہ سے کہوں۔ مگر ایس ایچ او تھانہ میری درخواست پر زنا جیسے گھناؤنے جرم کا اقبال کرنے والے ملزم کو گرفتار نہ کرکے حکومت کے اس نوٹیفکیشن کی خلاف ورزی کی ہے جو ضابطہ فوجداری کے تحت مجھے اختیارات عطا کرتا ہے ۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو مجلس برائے استحقاقات کے سپرد کرکے تحقیقات کی جائے ۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب کے محکمہ داخلہ کے ایک نوٹیفکیشن نمبر او ایس ڈی سی ہوم 1-10 / 82 مورخہ 18 ستمبر 1985 کو جاری کیا۔ جس کے تحت جناب گورنر پنجاب نے تمام ارکان اسمبلی کو جسٹس آف دی پیس مقرر کیا۔ اور ضابطہ فوجداری کی دفعہ 22 (اے) کے تحت اختیارات تفویض

کئے۔ دفعہ 22 (اے) ذیلی دفعہ (3) کے تحت جسٹس آف پیس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی پولیس افسر سے مدد مانگ کر کسی ایسے شخص کو گرفتار کرنے کیلئے کہے جس کے خلاف یہ شبہ ہو یا یہ اطلاع ہو یا شکایت ہو کہ اس نے کسی قابل دست اندازی جرم کے ارتکاب میں حصہ لیا ہے۔ دفعہ 22 (اے) کی ذیلی دفعہ (4) کے تحت اگر پولیس جسٹس آف پیس کی درخواست پر مدد نہیں کرے گی اس کو حاکم مجاز کی حکم عدولی کا مرتکب قرار دیا جائے گا۔

جناب والا! ان مخصوص حالات میں میں ایس ایچ او کے دفتر میں موجود تھا' میرے علاوہ علاقہ کے بہت سے معززین بھی وہاں موجود تھے۔ مدعی مقدمہ نے وہ فحش تصویر ایک ملزم کی اس مغویہ کے ساتھ بنائی گئی تھی پیش کی اور اس کے بعد اس ملزم نے میری اور دیگر معززین کی موجودگی میں یہ اعتراف کیا کہ میرے اس مغویہ کے ساتھ ناجائز تعلقات بھی ہیں۔ اس کے ساتھ میں انتہائی قبیح فعل کا ارتکاب بھی کرتا رہا ہوں۔ لیکن ایس ایچ او نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا' حالانکہ اسلامی تعزیرات کے مطابق جب کوئی شخص اقبال جرم کرتا ہے تو اس پر حد جاری ہو جاتی ہے۔ اس کے باوجود بھی ایس ایچ او نے اس ملزم کو اس لئے گرفتار نہ کیا کہ اس کا سفارشی اس وقت اس کے ساتھ موجود تھا۔ جب میں نے دوبارہ اس سے شکایت کی کہ میں جسٹس آف پیس کی حیثیت سے آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ میری مدد فرمائیں۔ اور اس ملزم کو گرفتار کریں تو اس نے جسٹس آف پیس کے اختیارات رکھنے والوں کے خلاف جو فقرات کہنے شروع کئے کاش اس ایوان کا تقدس مجھے اس بات کی اجازت دیتا اور ان الفاظ کو میں یہاں دھرا سکتا۔ یہاں میری عزت ماب بہنیں بھی موجود ہیں اس لئے میں ان الفاظ کو یہاں دھرانا پسند نہیں کرتا۔

جناب سپیکر! آپ ہمارے حقوق کے محافظ ہیں' آپ ہمیں بتائیں کہ ہم اپنی فریاد لیکر آپ کے علاوہ اور کہاں جائیں۔ نوکر شاہی کو اور نوکر شاہی کے ان حقیر پرزوں کو اگر ہمارے اختیارات مجروح کرنے کے لئے اس طرح کھلا چھوڑ دیا گیا تو جناب سپیکر ہمارے لئے اس کے علاوہ اور کیا چارہ کار ہو سکتا ہے کہ ہم خاموش ہو کر اپنے گھروں میں بیٹھ جائیں۔ وہ لوگ جنہوں نے ہمیں اپنی نمائندگی کا حق دیا ہے ان کے استحقاق کو ہم کہاں تک تحفظ دے سکتے ہیں اور پھر جو اپنے استحقاق کا تحفظ نہیں کر سکتا وہ کسی اور کے استحقاق کو کیا تحفظ دے گا۔

جناب سپیکر! میں ان لوگوں کے بارے میں جن کی سرپرستی کی وجہ سے ایس ایچ او اس قسم کی حرکتیں کر رہا ہے اور یہ کہ وہ راشی اور بددیانت ہے۔ میں سینکڑوں افراد کے حلفیہ بیان اس معزز

ایوان میں پیش کر سکتا ہوں جن لوگوں سے اس نے رشوت وصول کی اور جن لوگوں کی سرپرستی میں وہ ایسا کر رہا ہے ۔ میں ان کا ذکر اس لئے بھی یہاں نہیں کروں گا کہ وہ خود صاحب استحقاق لوگ ہیں میں ان کا ذکر کرکے ان کے استحقاق کو مجروح کرنا نہیں چاہتا۔ اس لئے میری پر زور استدعا ہے کہ اس معاملہ کو مزید تحقیقات کیلئے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے ۔ شکریہ

MINSTER OF AGRICULTURE : Sir, with your kind permission, I would submit before the House that, time and again, the point about the privilege motion has been debated upon in this House. Without going into the details of terms of reference as to why our learned friend Mr. Riaz Hashmat Janjua, MPA having the powers of Justice of Peace happened to be present in the Police Station. What happened there and what were the facts of the case, I would submit that was all just besides the point. This is just the same sort of occurrence which has been debated upon in the House yesterday by our learned friend Ch. Ghulam Rasul. This motion also pertains to a criminal case in which our learned friend, Mr. Janjua, happened to be at the Police Station to support a particular party. So far as the details of occurrence and the facts are concerned, I think they are not relevant to the point.

The only point which requires determination is, supposing we accept the SHO is corrupt, he has violated the instructions and directions of our learned friend, he has not acted upon the order of the MPA Justice of Peace, does that fall under privileges of the members of the Assembly Sir, the powers of Justice of Peace are given under Cr. P. C. and not particularly under the priviliges of the MPAs. Even an ordinary citizen may have those powers but this does not fall under special privileges of members of the Assembly to attract help of the House to intervence. Yesterday, I argued on the same point also that this interpretation must be understood, once for all, that it is not violation of each and every law or rule which constitues a breach of privilege of the House or of members. The privileges of the members of this House are only those which are specially granted.

(1) by the Constitution itself and which are to be excised by the members of the Parliament under the caption 'Privileges Act'.

These are enumerated in the Constitution ;

(2) by the Privileges Act in writing ;

(3) under the parliamentary practices which are centuries old and have been determined as privileges of the House and the Members.

These three categories can attract breach or violation of privileges of Members of the House. Over and above these rights if any rule is violated, if any act is violated, if any right is violated no matter if it attracts the Privileges of Parliament, or outside the House that will not attract and invite intervention of the House to tell him and help him as given and enumerated in the facts of the case and stated by my learned friend he becomes a witness in that case.

If the SHO refuses to act upon his order he can simply go to the higher court but he cannot claim special privilege as Member of the Assembly that the SHO has not acted upon the direction of the Member of the Assembly or for that purpose having powers of Justice of Peace would not in any way attract the provisions of this Act. So, Sir, summing it up, under the Constitution, under the Privileges Act, under the Parliamentary Practice if I refer it will take much of your time, but I would certainly say that these are not the rights of Members of the Provincial Assembly if violated will not attract intervention of the House. So under particular Rule 53 of the Rules of Procedure, or the Privileges Act, or the Constitution or Parliamentary Practice this does not attract intervention of the House. I would not go into the details of the case whether they were right or wrong, whether the accused admitted in inquiry that he had some illicit relation with certain woman, but I would submit that these have also been denied in the reports given to us and that my learned friendwas just or that they were in the Police Station and also a conciliation was reached between the parties as reported by the arbitrator and then he gave a report. These are the details which I would submit Sir, but briefly submitting this does not attract the privileges act, the constitution or the parliamentary practice. This does not fall in any of these three categories. So my submission to my learned friend is he should not insist and he should not press the motion. He should withdraw it. I thank you.

میاں محمد افضل حیات جناب سپیکر! میں اس کے متعلق تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ مسئلہ اتنا پیچیدہ نہیں جتنا محترم وزیر صاحب نے پیش کیا ہے ۔ یہ مسئلہ تو بہت ہی سیدھا ہے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ استحقاق بنتا ہے یا نہیں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ ممبران کو جسٹس آف پیس اس لئے بنایا گیا ہے کہ وہ ایم پی اے ہیں ۔ اس لئے نہیں بنایا گیا کہ وہ پاکستان کے شہری ہیں۔ چونکہ وہ ایم پی اے ہیں ' اس لئے انہیں مزید مراعات دی گئیں۔

MINISTER FOR AGRICULTURE: Sir, the motion has not been admitted.

جناب ڈپٹی سپیکر : وہ اس کی admissibility پر بات کر رہے ہیں ۔

MINISTER FOR AGRICULTURE : Have you invited him to speak.

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے انہیں اجازت دی ہے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

MINISTER FOR AGRICULTURE : I would again submit let it be made open to the whole House for discussion. I would briefly submit still the admissibility of the motion has not been decided, and unless the Speaker considers it necessary and deems it fit to invite any particular Member. This is not actually the forum or the stages to address the House on this particular motion.

جناب ڈپٹی سپیکر : وہ اس کی Admissibilty پر بات کر رہے ہیں اور میں نے اس کی اجازت دی ہے ۔

میاں محمد افضل حیات : جناب سپیکر! آج محترم وزیر صاحب نے کچھ انگریزی کی گولی کھائی ہوئی ہے' اس لئے وہ آپ کی بات بھی نہیں مان رہے ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جسٹس آف پیس بننے کی جتنی Privileges ہیں' یہ بطور ایم پی اے دی گئی ہیں۔ یہ استحقاق اس لئے ہے' کیونکہ ہم ایم پی اے ہیں۔ اس تحریک استحقاق میں ایک ایسی بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو ایک تو غیر قانونی تھی اور انہوں نے بطور جسٹس آف پیس اس کے متعلق کارروائی کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ جسٹس آف پیس اس لئے ہیں کیونکہ وہ ایم پی اے ہیں ۔ اس لئے نہیں کہ وہ شہری ہیں ۔ یا کسی اور طریقے سے نہیں ۔ وہ ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے اس لئے جسٹس آف پیس ہیں ' چونکہ وہ ایم پی اے ہیں ' اس

لئے یہ Breach of Privilege ایک ایم پی اے کی ہوئی ہے جسے جسٹس آف پیس بنایا گیا ہے۔ جہاں تک باقی واقعات ہیں' اس کے لئے پھر ایک کمیٹی ہوتی ہے کہ کہاں تک وہ سچ ہے' وہ کس طریقے سے گئے' کیا بات ہوئی۔ جو حقائق ہیں' یا ادھر کیا ہوا' اس کے لئے پھر کمیٹی موجود ہوتی ہے۔ جہاں تک اس کی Admissibility کا سوال ہے وہاں تک میں صرف یہ عرض کروں گا کہ وہ Breach of Privilege ہے۔ اور اگر آپ نے اس کو اس طریقے سے Rule out کیا تو اس کے بہت دوررس نتائج نکلیں گے جو اس ایوان اور ایم پی اے صاحبان کے لئے ٹھیک نہیں ہوں گے۔

وزیر زراعت : جناب والا کی اجازت سے مجھے جواب دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمایئے

وزیر زراعت : جناب والا! بات بڑی سادہ ہے' میں دوبارہ مختصراً عرض کروں گا۔

I have every respect for the rights of the Members. I am one of them. I am not an outsider here. I am not a stranger here. But to be very specific on the subject.

میں یہ عرض کروں گا کہ کیس کی نوعیت کو سمجھنے کے لئے میرے فاضل دوست نے ذہن کو استعمال نہیں کیا۔ میں عرض کروں گا کہ Privileges of the House ہیں کیا۔ میں کوشش کر رہا تھا کہ میں فاضل دوست کو یہ بات پیش کر سکوں۔

I think I failed to convince my learned friend.

میرا عرض کرنے کا مقصد صرف یہ ہے Rights and Privileges.... Well and good سوال یہ ہے کہ جسٹس آف پیس ہونے کی حیثیت سے کیا یہ ان کے لئے تھا کہ تھانے پر کسی کیس کی پیروی کے لئے جائیں' وہاں تھانے جا کر آرڈر کریں As supervisory officer کہ آپ اس کو چھوڑ دیں' اس کو گرفتار کر لیں۔

If you read the justice of peace act he himself is an officer under Cr. P. C. He can also exercise his powers.

یہ تو میں مانتا ہوں کہ اگر کسی جگہ یہ جا رہے ہوں

He can call police to assist him to force certain law. If any cognizable offence is committed in his presence he can call police to assist him in that respect in discharge of his duties as justice of peace.

لیکن یہ کہ تھانے میں جاکر بیٹھنا' کسی تفتیش میں شامل ہونا' کسی پارٹی کی حمایت میں جانا' وہاں تھانے دار کا ان کا کہنا نہ ماننا' اس کو کہنا کہ یہ میرا Breach of Privilege ہو گیا ہے۔

The onus is not on me to prove onus is on the mover to prove. Please let us know, let the whole House know. Please read the Constitution, read Privileges Act, read any Parliamentary practice where they can prove their point that this becomes breach of privilege.

یہ تو ان پر ہے کہ وہ یہ ثابت کریں کسی بھی نظیر سے کہ ایسا ہوا ہے۔ آج تک ایک ایک صدی پرانی یا دو صدیاں پرانی کسی پارلیمانی پریکٹس میں کوئی نظیر تو ہوگی کہ اگر کوئی آفیسر ایسا حکم ماننے سے انکار کر دے تو کیا وہ Breach of Privilge بن جائے گی؟

اختیارات ان کی ہیں ' اختیارات تو اور بھی بہت سی ہیں لیکن میں یہ عرض کرنے کی بار بار کوشش کر رہا ہوں کہ . . . . .

"Privileges" is that clause of rights which is not ordinarily available to any body but specially mentioned either in the Constitution or in. . . . .

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی قطع کلامی کر رہا ہوں۔ مجھے اس معاملے میں تھوڑا سا واضح کیجئے کہ بطور ایم پی اے تو ان کا یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی بھی ملزم کو گرفتار کرائیں۔ بطور جسٹس آف پیس ان کا یہ اختیار ہے کہ وہ نشان دہی کر سکتے ہیں ' اگر کوئی مجرم ہو تو اس کی گرفتاری کے لئے کہہ سکتے ہیں۔ اگر ایک ملزم جسٹس آف پیس کے یا ایس ایچ او کے سامنے اپنے جرم کا اقبال کرتا ہے تو وہ اس کو گرفتار کرنے کا حکم کرتے ہیں یا استدعا کرتے ہیں اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس سلسلے میں آپ یہ فرمائیں کہ بطور جسٹس آف پیس کیا یہ اس کا حق بنتا ہے۔

وزیر زراعت: میں وہی عرض کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ

My friend was a party to the case.

وہ کسی خاص مدعی یا ملزم کے مقدمہ کی پیروی کے لئے تھانے گئے۔ وہاں جا کر بات ہوئی واقعات میں نے اس لئے نہیں پڑھے کہ بہت لمبے ہیں۔

They were totally refuted and rejected. The whole version

کہ وہاں ایسی بات نہیں ہوئی اور نہ ہی کوئی اور بات ہوئی ہے۔ بلکہ ہوا یہ ہے کہ وہاں یہ معاملہ چلتا رہا۔ تنسیخ نکاح کا جھگڑا تھا۔ ان کی پارٹی نے پکڑا۔ زبردستی بیان لئے ' انگوٹھے لگوائے۔ وہ کورٹ میں گئی۔ یہ بیان دیا کہ میں نے نہ بیان دیا ہے ' نہ انگوٹھے لگائے ہیں۔ میرے ساتھ زبردستی کی گئی ہے مجھے دارالامان میں بھیج دیا جائے۔ دارلامان میں بھیج دیا' پھر ثالثی ہوئی۔ ثالث نے فیصلہ ان کے خلاف دیا۔ یہ ایک طویل کہانی ہے۔ اس پر میں اس لئے نہیں جا رہا کہ یہ فوجداری کیس کے واقعات ہیں۔ اگر ہم فوجداری کیس کی تفتیش ہاؤس میں کرنا شروع کر دیں تو پھر یہ ایوان ایک تفتیشی ہاؤس بن جائے گا۔ پھر تھانے کے اختیارات وغیرہ ہم یہیں منتقل کر لیں گے۔ جہاں تک اس رولنگ کی اہمیت کا تعلق ہے تو میں نے کل بھی اپنے فاضل دوست سے یہی عرض کیا تھا کہ ان کو ہم ہاؤس کے باہر ہی رہنے دیں۔ اگر ایسی نظیر قائم ہو گئی کہ تھانے کی تفتیش ہم نے یہاں شروع کر دی یا تھانے کی تفتیش میں ممبر جا کر کہے کہ اس کو گرفتار کرو اور اس کو نہ کرو اور پھر خلاف ورزی کے متعلق یہ آجائے کہ استحقاق مجروح ہو گیا ہے تو جناب والا میں یہ عرض کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ دو قسم کے حقوق ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں کہ جو تمام شہریوں کو میسر ہیں۔

Inculding fundamental rights

اگر کوئی کہے کہ بنیادی حقوق کی پامالی ہو گئی ہے تو اس سے استحقاق مجروح ہو گیا ہے۔ اس طرح استحقاق مجروح نہیں ہوگا۔

Fundamental rights... They are justifiable under the code.

اگر کوئی code بنتا اور میں اس کو Violate کرتا ہوں تو . . . . . .

The person affected can go to the court to get a decree and pronouncement against me that these were his fundamental rights. You have to obey. These are separate things.

کہ بنیادی حقوق آپ کو میسر ہیں ' مجھے میسر ہیں ' ہر شہری کو میسر ہیں۔ اگر ان کی خلاف ورزی ہوتی

ہے تو. All right you can go to court and you can get it enforced.

لیکن یہ کہنا کہ اس کی خلاف ورزی سے استحقاق مجروح ہو گیا ہے' یہ نہیں ہوگا اور نہ ہی اسی طرح بطور جسٹس آف پیس آف کو جو یہ پاورز حاصل ہیں کہ تھانے میں جاکر ایک پارٹی کے ساتھ آرڈر کرنا کہ اس کو گرفتار کرو' اس کو چھوڑ دو کہ آپ کو یہ پاورز حاصل ہیں۔ کل کہیں گے کہ کسی ملزم کو لے گئے' میں نے ان سے کہا تھا کہ اس کو چھوڑ دو' اس کو پکڑ لو۔

Are these privilege of the House. Are these privileges of any Member

.... No Sir...

میں یہ عرض کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ استحقاقات وہ ہیں جو یا تو آئین میں واضح طور پر بیان کر دیئے گئے ہیں کہ پارلیمنٹ کے اراکین کو دیگر شہریوں سے زیادہ یہ استحقاقات میسر ہونگے اور صرف محدود کر دیئے گئے ہیں۔ پارلیمنٹ کے اراکین تک کو یہ استعمال کریں گے۔

Are these privilege of the House. Are these the privileges of any Member

... No Sir...

میں یہ عرض کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ پریولیجز وہ ہیں جو دستور میں دے دیئے گئے ہیں۔ باقی شہریوں کو چھوڑ کر یہ صرف ہمارے پارلیمنٹ کے ممبران کے لئے محدود کر دیئے گئے ہیں۔ ان میں اگر ان کی کوئی خلاف ورزی ہوئی ہے۔

They can came to the House for the breach of Privilege.

میں نے کل بھی عرض کیا کہ Freedom of speech ہے۔ آپ نے یہاں کچھ عرض کیا اور کل باہر ایس ایچ او پکڑ لے کہ آپ نے ہاؤس میں یہ کیوں کہا یا میرے خلاف کوئی اور ایکشن ہو جائے کہ آپ نے یہ کیوں کہا:

The freedom of speach as granted by the Constitution and by the Privileges Act also.

دوسری بات یہ ہے کہ آپ کو آتے ہوئے اور جاتے ہوئے پکڑا نہ جائے۔

Except in the criminal case.

یہ ممبران کے استحقاق ہیں جو دستور میں ہیں۔

In Privileges Act or Parliamentary Practic or whatever that may be..

اس میں refer ہے کہ یہ آپ کے پرولیجز ہیں ۔ مجھے یہ بات کسی بھی سو سالہ تاریخ میں اور پانچ سو سالہ پارلیمانی تاریخ میں دکھا دیں کہ کبھی کسی نے اس طرح اپنا استحقاق جتایا ہو ۔ یہ جسٹس آف پیس کے اختیارات ارکان پارلیمنٹ کے لئے In herent powers نہیں ہیں۔ یہ تو سپیشل پاورز دی گئی ہیں ۔ یہ پاورز نہ صرف ممبران کو دئے جا سکتے ہیں بلکہ کسی بھی شہری کو دیئے جا سکتے ہیں ۔ یہ ایسا نہیں ہے کہ چونکہ میں ایم پی اے منتخب ہو گیا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے جسٹس آف پیس کے اختیارت مل جائیں۔ یہ اس کا part and parcel حصہ نہیں ہے بلکہ یہ

Specially in addition to that ہے ۔ یہ پاورز ایکٹ کے ذریعے یا نوٹیفیکیشن کے ذریعے گئے ہیں ۔ وہ نہ صرف ممبر کو بلکہ کسی عام شہری کو بھی دیئے جا سکتے ہیں ۔ اس لئے breach of Privilege. یہ نہیں بن سکتا۔ مجھے کسی بھی نظیر میں دیکھا دیں کہ یہ برچ آف پریولیج ہو ۔

Then I will concede, The onus is on my firend,

I am to rebut it only

مجھے یہ کسی بھی جگہ دکھا دیں ۔ کسی بھی نظیر میں کسی ایکٹ میں کسی بھی دستور میں مجھے دکھا دیں کہ یہ استحقاق کی پامالی ہے ۔

وزیر قانون۔ جناب سپیکر! میں اپنی عرضداشت دو چار پوائنٹس پر پیش کرونگا۔ جسٹس آف پیس کو گورنر صاحب ضابطہ فوجداری کے تحت تقرر فرماتے ہیں ۔ وہ کسی کا بھی اس عہدہ پر تقرر کر سکتے ہیں۔ یہ گورنر صاحب کی مہربانی ہے کہ انہوں نے تمام ایم پی اے صاحبان کو جسٹس آف پیس مقرر کر دیا ہے ۔ لیکن ان کے اختیارات وہی ہیں جو ضابطہ فوجداری نے متعین کئے ہیں ۔ پارلیمنٹ میں یا اسمبلی میں گورنر صاحب نے ان کو اس کے اختیارات نہیں دئے ہیں ۔ گورنر صاحب کو ضابطہ فوجداری کے تحت جو اختیارات ہیں وہ ان اختیارات کے تحت جسٹس آف پیس مقرر کرتے ہیں ۔ لہٰذا وہ کسی حالت میں بھی جو اختیارات گورنر صاحب نے دیئے ہیں وہ استحقاقات میں نہیں آتے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ آپ ایک بات کی وضاحت فرما دیں یہ صرف ایم پی اے نہیں ہیں ۔ بلکہ گورنر صاحب کے آرڈر کے تحت ان کو جسٹس آف پیس کے اختیارات دیئے گئے ہیں ۔ کیا یہ ان کا استحقاق بنتا ہے اور بطور جسٹس آف پیس اپنے اختیارات کا استعمال کس طرح کر سکتے ہیں ۔ جب وہ اپنے اختیارات استعمال کرتے ہیں تو ان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے ۔ اس کے لئے کیا چارہ جوئی ہے وہ

کہاں جائیں گے۔

وزیر قانون: ان کے پاس ایک بڑی واضح چارہ جوئی ہے۔ وہ اپنی ایف آئی لکھ لکھ کر اگر وہ چاہیں تو ایس پی صاحب کے پاس بھیج سکتے ہیں۔ اگر تھانے میں رپورٹ لکھوانا چاہے اور جس کو ایس ایچ او صاحب نے لکھنے سے انکار کر دیا۔ تو پھر ایس پی صاحب حکم دیں گے۔ اس کے مطابق عمل کیا جائے گا کہ جو ایف آئی آر آپ دے رہے ہیں وہ فوری طور پر تھانے میں درج ہو جائے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ جس طرح ضابطہ فوجداری میں طریق کار مقرر کیا گیا ہے اس کے تحت یہ اپنے اختیارات استعمال کر سکتے ہیں۔ اسمبلی میں آکر وہ اختیار جو ایکٹ میں دیا گیا ہے اس کی شکایت اسمبلی سے نہیں کر سکتے۔ آپ نے فوڈ انسپکٹرز مقرر کئے ہیں۔ یہ جناب فوڈ منسٹر صاحب نے کئے ہیں لیکن اس کا اسمبلی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر کوئی ان کا حکم نہیں مانتا تو اس کی شکایت فوڈ منسٹر کو یا فوڈ سیکرٹری کو کریں گے۔ کیونکہ ان کا علیحدہ طریق کار ہے۔ میں جناب جنجوعہ صاحب سے درخواست کرونگا۔ یہ اسمبلی مداخلت نہیں کر سکتے۔ یہ ہائی کرٹ میں جائیں یا ایس پی کو لکھ کر دیں کہ انہوں نے یہ حکم بطور جسٹس آف پیس دیا تھا اس کی تعمیل نہیں ہوئی۔ آپ کے پاس بہت سی remedies ہیں۔ جو ہمیں آئین نے دی ہیں رولز نے دی ہیں۔ اس کے تحت یہ کارروائی کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا جسٹس آف پیس کے اختیارات قانون نے دیئے ہیں۔ یہ کس طرح ملے ہیں۔

وزیر قانون: جناب ضابطہ فوجداری میں ایک دفعہ ہے۔ جس کے تحت گورنر پنجاب یہ اختیارات دے سکتے ہیں اور یہ نوٹیفیکشن کے تحت کیا جاتا ہے کہ فلاں شخص کو جسٹس آف پیس مقرر کر دیا گیا ہے۔ اس کے خاص اختیارات ہوتے ہیں۔ جن کو وہ بروئے کار لا سکتا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! جسٹس آف پیس دفعہ 54 کے تحت کسی بھی انسپکٹر کو یہ حکم دے سکتا ہے کہ آپ فلاں آدمی کو زیر دفعہ 54 گرفتار کر لیں۔ اس کے بعد عدالت کی صوابدید ہے کہ وہ اس کو گرفتار کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے۔

میاں محمود احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جسٹس آف پیس کا بطور ایم پی اے استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ تو کیا وہ ایم پی اے کیٹیگری میں نہیں آتا۔ جسٹس آف پیس اور ہے ایم پی اے اور ہے۔ اس کی وضاحت فرما دی جائے۔ اگر ایک ہی فرد ہے تو جسٹس آف پیس کی حیثیت سے اس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہی مسئلہ یہاں زیر بحث ہے کہ ایم پی اے کے علاوہ اور بھی جسٹس آف پیس ہو سکتے ہیں یہ اختیارات ایم پی اے کو دیئے ہیں۔ یہی مسئلہ زیر بحث ہے۔

میاں محمود احمد: اگر کوئی کسی جسٹس آف پیس کی بات نہ مانے تو وہ الگ بات ہے لیکن یہ تو ایم پی اے بھی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہی پتہ کیا جا رہا کہ اس کی قانونی حیثیت کیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! ارکان اسمبلی کے پاس سرکاری ملازمین کو کنٹرول کرنے کے لئے اور ان کی غلط کاریوں کو ختم کرنے کے لئے ایک ہی ہتھیار تحریک استحقاق کا ہے۔ جہاں تک فاضل وزیر زراعت نے قانون آئین یا پارلیمانی روایات کا ذکر کیا ہے۔ اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ماضی قریب میں جب اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن چودھری منظور احمد کے ساتھ ایک پولیس انسپکٹر نے زیادتی کی تھی تو اس کے لئے ایک خصوصی کمیٹی بنائی گئی تھی اس نے ایک رپورٹ ایوان کے سامنے پیش کی۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر زراعت صاحب سے اور جو سابق وزیر قانون بھی ہیں۔ ان سے یہ پوچھنا چاہونگا جب اسی ایوان نے اس تھانیدار کو یا انسپکٹر پولیس کو سزا سنائی تھی اور اسے سزا کاٹنی پڑی تو پریولیج ایکٹ میں یا ہمارے پاکستان کے آئین میں ماضی کی پارلیمانی روایات میں کہیں بھی ذکر نہیں ملتا۔

جناب سپیکر! تقریباً روزانہ یا ہر دوسرے دن اس ایوان میں اراکین اسمبلی کی طرف سے تحاریک استحقاق پیش کی جاتی ہیں۔ جناب والا! حکومت کی طرف سے وزراء کرام فنی بنیادوں پر اور اپنی انتظامیہ کو جائز اور ناجائز تحفظ دینے کے لئے پالیسی کے طور پر اراکین اسمبلی کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ انہیں نہیں بھولنا چاہیے کہ آج جو صاحب اقتدار ہونے کی حیثیت سے وزارتوں کی نشستوں پر براجمان ہیں وہ آنے والے وقت میں براجمان نہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ Admissibility پر بات کریں۔

سید طاہر احمد شاہ جناب والا! میں اس کی Admissibility پر ہی بات کر رہا ہوں اور یہ میں حوالہ کے طور پر عرض کر رہا ہوں۔

وزیر زراعت: جناب والا کیا یہ عام بحث ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر تقاریر ہی کرنی ہیں تو پھر جلسہ

منعقد کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان سے یہی عرض کیا ہے کہ آپ ٹیکنیکلی اس کی Admissibility پر بات کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! ایک ایس ایچ او یا ایک تھانے کا تھانیدار..... (قطع کلامی) چودھری صاحب! آپ بات تو سنیں۔ میں اس کی Admissibility پر بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ جناب! وہ مداخلت کرتے ہیں آپ تھوڑا سا ان کی طرف بھی غور فرمائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! تشریف رکھیں' جی ملک صاحب!

ملک طیب خان اعوان: پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! جناب طاہر احمد شاہ صاحب ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے تھانیدار اپنے ملزم کو دیکھتا ہے۔ مہربانی کر کے انہیں فرمائیں کہ ایسے نہ دیکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں شاہ صاحب سے عرض کرونگا کہ وہ ذرا نرم لہجے میں بات فرمائیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ بہتر جناب۔ جناب والا! پہلے تو مجھے خوشی ہوئی آج جب میں نے اخبار میں یہ خبر دیکھی جس میں ذکر تھا کہ صوبائی اسمبلی کے رکن گل نواز صاحب اس دنیا سے وفات پا چکے ہیں۔ سابق کا لفظ میں نے بعد میں پڑھا۔ تو مجھے بڑا صدمہ ہوا۔ تو اب یہاں ان کی آواز سن کر مجھے خوشی ہوئی ہے کہ وہ کوئی اور گل نواز صاحب ہیں جن کا تعلق ماضی میں سرائے عالمگیر سے رہا ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب والا۔ میری دعا ہے کہ یہ زندہ رہیں اور پولیس کے خلاف باتیں ہوتی رہیں۔ میں پولیس کو بھی استدعا کرونگا کہ شاہ صاحب کو تنگ نہ کریں۔ انہیں کرنے دیں جو یہ کرنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا۔ میں نے تو موجودہ خبر کی بات کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ سابقہ ممبر کی بات کر رہے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ یہ قومی پریس کے اخبار کی خبر ہے جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔ بدقسمتی

سے گل نواز کا نام تھا اور ممبر صوبائی اسمبلی کا نام تھا۔

چودھری گل نواز خاں وڑائچ: جناب والا! میں پنجابی وچ آکھاں گا کہ "چوھڑیاں دے آکھیاں گائیں نئیں مردیاں"۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ اسکی Admissibility پر بات کریں اور اسے ختم کریں۔

سید طاہر احمد شاہ جناب والا! اگر تھانے کا افسر اعلیٰ ایک مجرم کے اقبال جرم کرنے پر بھی جسٹس آف پیس یا عوام کے نمائندے کے کہنے پر ملزم گرفتار نہیں کرتا تو یہ انصاف کے بنیادی تقاضوں کے خلاف ہے اور اس افسر کے مجرمانہ حرکت کے مترادف ہے اور انصاف ہی کے لئے ہمارے ساتھی ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے ان سے درخواست کی تھی۔ میں تو یہ کہوں گا کہ انہیں درخواست نہیں کرنی چاہئے تھی بلکہ انہیں حکم دینا چاہئے تھا۔ آج یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں کہ تھانوں میں شرفاء کی بے عزتی ہوتی ہے۔ اگر ارکان اسمبلی انصاف کے لئے عوام کو انصاف دلانے کے لئے اس ایوان میں آواز اٹھاتے ہیں تو وہ عوام کی ترجمانی کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو فراخدلی کے ساتھ ایک نئی روایت قائم کرنی چاہئے تاکہ وہ عوام کے ساتھ روزمرہ زندگی میں جو ناانصافی ہوتی ہے۔ ان کے ساتھ جو ظلم اور زیادتی ہوتی ہے اس کا تدارک کر سکیں۔ کیونکہ یہ ایوان سب سے زیادہ بااختیار ہے۔ یہ سب سے بڑا پنجاب کا ادارہ ہے۔ اگر یہاں سے عوام کو ان کے نمائندوں کی وساطت سے انصاف نصیب نہیں ہوگا تو پھر کہیں سے بھی نہیں ہوگا۔ اس لئے جناب سپیکر! میں آپ سے یہ استدعا کرونگا اور آپ کی وساطت سے وزراء کرام سے بھی یہ کہونگا کہ وہ ہٹ دھرمی چھوڑ دیں اور اس تحریک استحقاق کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے تاکہ استحقاق کمیٹی حقائق کی روشنی میں اس ایوان کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کر سکے۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! میں اسکی Asmissibility پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ جی فرمائیے۔

جناب محمد صدیق انصاری جناب سپیکر۔ یہ رولز آف پروسیجر کی دفعہ 53 اس طرح ہے۔

Rule 53. A member may, with the consent of the Speaker, raisè a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly or of a Committee.

اس رول 53 میں ایم پی اے کو ملی ان پاورز کا ذکر نہیں ہے۔ جو جسٹس آف پیس کی پاورز ہیں

جسٹس آف پیس کی پاورز صرف ایم پی اے حضرات کو ہی نہیں ہیں بلکہ کچھ اور حضرات کو بھی ہیں ۔ جو جگہ جگہ تعینات ہیں ۔ اگر یہ پریولیج جسٹس آف پیس کو دیا جائے گا تو پھر وہ سب جسٹس آف پیس جو ایم پی کے علاوہ ہیں انہیں بھی یہ پاورز حاصل ہوں گے ۔ استحقاق کا جو قانون ہے وہ صرف ایم پی اے حضرات کے متعلق ہے ۔ انہیں کے تحفظ کے لئے ہے ۔ جسٹس آف پیس کی ایک پاور ہے جو کہ ایم پی اے کو گورنر صاحب نے دی ہے ۔ جو کہ میرے فاضل دوست محرک نے نوٹیفیکیشن کے ذریعے پڑھ کر سنائی ہے ۔ اس کی اگر خلاف ورزی ہوئی ہے تو اس سلسلے میں قانون کے مطابق کارروائی کرنی چاہیے تھی۔ ان کو ایس ایچ او کے خلاف لکھ کر گورنر صاحب کو یا افسر بالا کو بھیجنا چاہئے تھا ۔ یہ مسئلہ اسمبلی میں زیر بحث نہیں آسکتا ۔ کیونکہ یہاں تو صرف ایم پی اے حضرات کا استحقاق زیر بحث آسکتا ہے ۔ اور وہی مسئلہ یہاں پر لایا جا سکتا ہے ۔ تو میری اس میں عرضداشت یہ ہے کہ رول 53 کے تحت یہ استحقاق نہیں بنتا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انصاری صاحب ! یہ جو جسٹس آف پیس کے اختیارات ملے ہیں یہ ان کو بطور ایم پی اے ملے ہیں یا کسی اور حیثیت میں ملے ہیں ؟

جناب محمد صدیق انصاری ۔ جناب والا ۔ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ایم پی اے کی پاور ہمیں عوام نے دی ہے اور جسٹس آف پیس کی پاور ہمیں گورنر صاحب نے دی ہے یہ دو الگ الگ حیثیتیں ہیں اور ان کا استحقاق صرف ایم پی اے کا ہے جسٹس آف پیس کا نہیں ۔ اس لئے نہیں کہ جسٹس آف پیس By notification of Governor بنا ہے ۔ وہ کسی وقت بھی ختم ہو سکتا ہے اور یہ استحقاق ایکٹ صرف ایم پی اے حضرات کیلئے بنا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ اس وقت تو وہ استحقاق موجود ہے جو ایم پی اے کو ملا ہے ۔

جناب محمد صدیق انصاری ۔ جناب سپیکر ! جب بطور جسٹس آف پیس ان کی بات نہیں مانی گئی ہے تو اس کے لئے ایک متعلقہ ہیت حاکمہ ہے ۔ اس کے لئے اس کے افسران بالا ہیں جن کو اطلاع کرنی چاہئے ۔ اس کے لئے گورنر کو اطلاع دینی چاہئے کہ آپ کے اس نوٹیفیکیشن کے تحت میرا حکم ایس ایچ او نے نہیں مانا ہے ۔ لیکن یہ فورم یا یہ ہاؤس جو ہے اس میں بطور جسٹس آف پیس استحقاق مجروح ہونا زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ! بطور ایم پی اے ان کی یہ Nomination ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں

میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بطور ایم پی اے استحقاق ہے ۔ جب تک اسمبلی برخاست نہیں ہوتی اس وقت تک استحقاق برقرار رہتا ہے ۔ لیکن اس سلسلے میں جب گورنر صاحب چاہیں نو ٹیفیکیشن کر کے جسٹس آف پیس کے اختیارات واپس بھی لے سکتے ہیں ۔ لہٰذا وہ اسمبلی کا استحقاق نہیں ہے بلکہ وہ گورنر صاحب کا دیا ہوا استحقاق ہے ۔ یہ ان کی اپنی Sweet will ہے وہ اسے واپس جب چاہیں لیں گے ۔ جب چاہیں نو ٹیفیکیشن کر کے جسٹس آف پیس کے اختیارات واپس لے سکتے ہیں ۔ لیکن جو استحقاق اسمبلی کا ہے وہ Till last day of the Assembly برقرار رہے گا ۔ یہی ان میں فرق ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ جناب کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین صاحب اس سلسلے میں بات کرنا چاہتے تھے ۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین ۔ جناب سپیکر! شکریہ ۔ مسئلہ زیر بحث میں جو بات دراصل غور طلب ہے وہ یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ ایک نو ٹیفیکیشن کے ذریعے تمام ایم پی اے حضرات کو جسٹس آف پیس بنایا گیا ہے ۔ اور اگر حالات اور اس سپرٹ کے ذریعے اگر ان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو یقیناً اس اسمبلی میں پیش کرتے ہیں ۔ زیر بحث مسئلہ میں جو چیز دیکھنے والی ہے وہ یہ ہے کہ جسٹس آف پیس کن حالات میں اور کن واقعات میں اپنی اس اتھارٹی کو استعمال کر سکتا ہے ۔ میری اپنی ذاتی رائے میں جسٹس آف پیس جب عام حالات میں کسی ایسی جگہ پر گھوم پھر رہا ہو جہاں اسے کوئی نقص امن کی صورتحال نظر آئی یا کسی ایسے کیس میں جو رجسٹرڈ پولیس سٹیشن میں نہ ہو اور اس قسم کی دھاندلی ہو یا ایسی کوئی خلاف قانون بات ہو رہی ہو تو اس صورت میں جسٹس آف پیس کو قانون یہ حق عطا کرتا ہے کہ وہ کسی پولیس افسر کو بلا کر ان مخصوص واقعات کے تحت اس کی گرفتاری کا آرڈر دے ۔ لیکن زیر بحث مسئلہ میں میرے خیال میں چونکہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو پہلے ہی پولیس سٹیشن میں رجسٹرڈ تھا ۔ اور پولیس آفیسر اس کی تفتیش کر رہے تھے ۔ اور اس صورت حال میں کسی ایم پی اے کو بطور جسٹس آف پیس کیا یہ حق حاصل ہے کہ وہ پہلے سے جو قانونی ایجنسیاں کسی کیس کی تفتیش کر رہی ہوں وہ ان کو بہ حیثیت جسٹس آف پیس حکم دے سکتے ہیں کہ فلاں کو گرفتار کیا جائے ۔ میرے خیال میں یہ غلط ہے جسٹس آف پیس کی حیثیت سے وہ عام حالات میں اگر گھومتے پھرتے اگر وہ کسی قسم کی غیر قانونی بات دیکھیں تو وہ پولیس آفیسر کی اعانت بھی لے سکتے ہیں ۔ اور اس کی مدد لے کر اس کے متعلق احکامات بھی صادر کر سکتے ہیں ۔ اس کی گرفتاری کے احکامات بھی صادر

کر سکتے ہیں ' لیکن ایک کیس جو کہ پہلے ہی پولیس کے زیر تفتیش ہے ' اس میں مداخلت کر کے یہ کہنا کہ میں جسٹس آف پیس ہوں اور اس مجرم کو گرفتار کیا جائے۔ میرے خیال میں جسٹس آف پیس ہونے کی حیثیت سے جو آرڈرز ہیں اس کی تعریف میں یہ نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر ۔ جناب سپیکر! اس معاملہ میں میں یہ گزارش کروں گا کہ ایم پی اے کو ایک ممبر کی حیثیت سے ہی جسٹس آف پیس کی پاورز جناب گورنر نے دیئے ہیں وہ ممبر صوبائی اسمبلی بھی ہے اور جسٹس آف پیس بھی۔ جہاں تک کرنل صاحب کی بات کا تعلق ہے ۔ اصولی طور پر انہوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ بطور جسٹس آف پیس استحقاق مجروح ہو سکتا ہے لیکن حالات و واقعات کے تحت انہیں پرکھنا چاہئے کہ کن واقعات اور حالات کے تحت اس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے ۔ اس صورت میں اس کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے ۔ اصولی طور پر اس بات کو تو مان لینا چاہیے کہ جو ممبر اسمبلی ہے اور وہ جسٹس آف پیس بھی ہے ' اس کا استحقاق مجروح ہو سکتا ہے اور اس بات کو اس سے ہٹ کر الگ دیکھنا چاہئے کہ ان واقعات کی روشنی میں آیا اس کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں اصولی طور پر اس بات کو طے کر لینا چاہئے کہ بطور جسٹس آف پیس استحقاق مجروح ہو سکتا ہے لیکن کن حالات میں ہو سکتا ہے' ان حالات کا جائزہ الگ سے لینا چاہئے ۔ شکریہ۔

میاں ممتاز احمد قیانہ ۔ جناب سپیکر ' جس طرح ہمارے لا منسٹر صاحب اور ہمارے وزیر زراعت نے ہمارے استحقاق کی تشریح کی ہے ۔ مجھے اس سے بڑی پریشانی لاحق ہوئی ہے' مجھے سمجھ نہیں آتی ہے کہ ہمارے پریویلج میں اگر یہ نہیں لکھا ہوا کہ تمام سرکاری افسران عزت اور احترام کے ساتھ ہم سے برتاؤ کریں اور ہمارے وقار کو ' اور ہمارے برتاؤ کو عزت و احترام سے وہ تسلیم کریں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہماری کوئی عزت نہیں ہے ' ہمارا کوئی احترام نہیں ہے اور ہمارے ساتھ کوئی بھی افسر زبانی کلامی جتنی بھی زیادتی کر لے تو اس میں ہمارا استحقاق مجروح نہیں ہوتا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ! اصولوں پر بات ہو رہی ہے ' جذبات پر نہیں ہو رہی ہے۔

میاں ممتاز احمد قیانہ جناب والا! میں لا منسٹر کے فرمان کے مطابق خود ہی اس بات پر آ رہا ہوں میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس بات کا فیصلہ کریں کہ ان کا پریویلج جس جگہ پر مجروح ہوا ہے ۔ کیا اس وقت ہوا جبکہ ایس ایچ او کو انہوں نے ایک ممبر اسمبلی کی حیثیت سے کہا کہ اس مجرم کو

گرفتار کریں یا اس وقت ہوا جب ایک ممبر سے ہٹ کر ایک جسٹس آف پیس کا سہارا لیا یا اس وقت ہوا جب ایس ایچ او نے انہیں اپنے جواب میں یہ کہا کہ آپ مجاز نہیں ہیں اور آپ کو کوئی اختیار نہیں ہے یا آپ ایسے کون سے فرشتوں میں سے ہیں جن کو اس طرح کی باتیں زیب دیتی ہیں یا وہ الفاظ جنہیں میرے ساتھی نے دھرانا پسند نہیں کیا ہے۔ آخر جناب والا ایک حد ہوتی ہے۔ میں مان لیتا ہوں ایک منٹ کے لئے' میں پہلی دونوں باتیں چھوڑ دیتا ہوں' لیکن اسی صورت میں میرے خیال میں ہر حالت میں ان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے جب ان کو چیلنج کیا جاتا ہے۔ ان کو دھمکی دی جاتی ہے کہ آپ کی کیا حیثیت ہے اور قانونی طور پر آپ کو کیا اختیار حاصل ہے کہ آپ ہمارے کام میں مداخلت کریں یا آپ کون ہیں۔ جناب سپیکر' ایک ممبر کی عزت ہے اور اگر تھانے کا ایک معمولی سا اہلکار بھی ایک ایم پی اے کو اس طرح چیلنج کرے تو یقین مانئے کہ عوام کو انصاف دلانے کیلئے ہم میں سے کوئی بھی تھانہ کا رخ نہیں کرے گا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں جناب سپیکر' کہ آج اس بات کا فیصلہ ہو جانا چاہئے کہ ہمارا استحقاق صرف سکولوں ہسپتالوں کی چیکنگ تک ہی ہے یا ہمارا استحقاق یہ بھی ہے کہ ہم عزت و احترام کے ساتھ معاشرے میں اپنا کردار نبھا سکیں۔ آج ہمیں یہ بھی فیصلہ کرنا چاہئے کہ کیا ہمارا فرض صرف ایک اہلکار کی رپورٹ اس معزز ایوان کے سامنے پڑھ کر سنا دینا ہے یا اس رپورٹ کو پہلے چھان بین کرا کر یا اپنے طور پر اس کی کچھ تحقیقات کر کے ایوان کے سامنے صحیح حقائق لانا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ ہمارا کوئی ساتھی تحریک استحقاق پیش کرتا ہے اور اس شخص کو جس کے خلاف یہ تحریک ہوتی ہے' یہ حق دے دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے اپنے دوستوں میں بیٹھ کر خوش گپیوں میں بیٹھ کر ایک خوبصورت کہانی گھڑ کر ہمارے پاس بھیج دیتا ہے اور ہمارے منسٹر صاحبان ان کو اتنی عزت بخشتے ہیں کہ وہی کہانی ہمارے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج آپ اس بات پر رولنگ دیں کہ اگر ہماری کوئی بے عزتی کر دیتا ہے' کوئی سرکاری اہلکار ہمارے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتا ہے یا کوئی سرکاری اہلکار کسی بھی مقام پر ہمیں چیلنج کر کے ہمیں عوام کے سامنے بے عزت کر دیتا ہے تو کیا اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے یا نہیں اگر ہمارا یہ استحقاق بنتا ہے کہ ہمیں عزت و احترام سے رکھا جائے' ہماری ہر جائز بات کو انصاف کے ترازو سے تولا جائے تو میرے خیال میں مسٹر ریاض حشمت جنجوعہ کی تحریک استحقاق سو فیصد بنتا ہے اور اسے منظور کیا جانا چاہئے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس مسئلہ پر کافی بحث ہو چکی ہے میں نے معزز ممبران کے خیالات سے استفادہ

کیا ہے۔ بطور ایم پی اے جنجوعہ صاحب کا یہ حق نہیں بنتا ہے اور نہ ہی ان کا کوئی پریویلج مجروح ہوا ہے۔ لیکن بطور جسٹس آف پیس کے ان کے پاس دو قوتیں ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بادی النظر میں یہ پریویلج موشن ان آرڈر ہے۔ میں اس تحریک استحقاق کو محرک کی تحریک کے بموجب اور میاں ممتاز احمد تمیانہ کے مطالبہ پر متعلقہ پریویلج کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور متعلقہ کمیٹی دو ماہ کے اندر اس کی رپورٹ پیش کرے۔

اب سیدہ نجمہ تابش الوری صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 19 کو لیتے ہیں

سیکشن آفیسر محکمہ تعلیم کا محرک کے منظور شدہ تعلیمی منصوبوں پر عملدرآمد نہ کروانا

سیدہ نجمہ تابش الوری: جناب سپیکر، میں ایک حالیہ اور مخصوص اور اہم معاملہ پر بحث کرنے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے 1987 - 1986ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے ہر رکن صوبائی اسمبلی کو 37 لاکھ روپے کے ترقیاتی منصوبوں کی ترجیحات مقرر کرنے کا فیصلہ یا استحقاق دیا تھا اور یہ ایک مستحسن قدم تھا۔ کہ اس مرتبہ خاتون ارکان اسمبلی کو بھی مساوی طور پر یہ حق حاصل ہوگا۔ چنانچہ میں نے مروجہ طریق کار کے مطابق صوبائی منصوبہ بندی و ترجیحات بورڈ کو معینہ مدت میں اپنے ترقیاتی منصوبوں کی فہرست پیش کر دی۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ فہرست متعلقہ بورڈ اور وزیر منصوبہ بندی و ترقیات کے دفاتر کے درمیان لاپتہ ہو گئی ہے۔ چنانچہ میں نے 87-3-29 کو دوبارہ اپنے منصوبوں کی ترجیحات پلاننگ بورڈ کو پیش کیں جس پر فوری ایکشن ہوا اور بورڈ نے منظوری دے کر اسی روز متعلقہ محکموں کو منصوبے بھجوا دیئے۔ وزیراعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام میں چونکہ تعلیم کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ اس لئے میرے بیشتر منصوبے شعبہ تعلیم سے متعلقہ تھے۔ میں نے اپنے منظور شدہ تعلیمی منصوبے خود محکمہ تعلیم میں پہنچائے۔ سیکرٹری تعلیم مہربیون خان صاحب نے ان منصوبوں پر فوری عمل درآمد کا حکم دیا۔ ایڈیشنل سیکرٹری تعلیم شیخ ظہور صاحب نے بھی فوری کارروائی کی ہدایت کی لیکن متعلقہ سیکشن آفیسر سکندر حیات بھٹی نے بیزار کن اور اہانت آمیز رویہ اختیار کیا اور اس کی فیزیبلیٹی رپورٹ آنے کے باوجود میرے منصوبوں کو سرد خانے میں ڈال کر ان پر عمل درآمد نہیں ہونے دیا جبکہ اسی دوران ایسے ہی بعض دوسرے منصوبوں پر عمل درآمد کرایا گیا۔ اسی تاریخ کو منظور کئے جانے والے میرے دوسرے منصوبے بھی اس وقت مختلف محکموں میں زیر عمل ہیں

لیکن محکمہ تعلیم میں متعلقہ سیکشن آفیسر کی بے جا ضد اور ناپسندیدہ روش منصوبوں پر عمل درآمد سے انکار کی صورت میں نہ صرف وزیراعظم پاکستان کے پانچ نکات کو سبوتاژ کرنے اور صوبائی حکومت کی تعلیمی ترقی کے پروگرام کو ناکام بنانے کے مترادف ہے بلکہ اس سے میرے استحقاق کی بھی پامالی ہوئی ہے اور میرے علاقے کی تعلیمی محرومیوں میں اضافہ سے یہ صورت حال حکومت کی سبکی اور رسوائی کا باعث بھی بنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس تحریک استحقاق کا جواب وائیں صاحب نے دینا تھا وہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے ویسے بھی تحریک ہائے استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اس لئے اسے کل تک کیلئے ملتوی کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: متعلقہ وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس کو ملتوی کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! ویسے بھی وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ کس کا وقت ختم ہو چکا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: تحریک ہائے استحقاق کیلئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جی ہاں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: کیا متعلقہ وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ بیگم صاحبہ پھر کل تک کیلئے اس کو ملتوی کرتے ہیں۔ کیونکہ متعلقہ وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے' وہی اس کا جواب دیں گے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جی بہتر اس کو آپ ملتوی فرما دیں۔ جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ مجھے ایک بات سمجھ میں نہیں آئی ہے کہ ابھی ابھی مجھے ایک نوٹس ملا ہے کہ اگرچہ آپ مسلم لیگ پارلیمانی گروپ میں شامل نہیں ہیں پھر بھی آپ سرکاری پارٹی کی ممبر ہیں اور مسلم لیگ پارلیمانی گروپ نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ کوئی بھی ممبر اپنی تحریک استحقاق' تحریک التوائے

کار اسمبلی میں پیش نہیں کر سکتا تاوقتیکہ اس کی مسلم لیگ کی پارلیمانی کمیٹی سے پیشگی اجازت نہ حاصل کر لی جائے۔

بیگم شاہین منور احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ پہلے آپ ان کو بات کر لینے دیں۔

بیگم شاہین منور احمد: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہی ان کی اسی بات سے متعلق ہے اور میرا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: بیگم منور شاہین صاحبہ پہلے میری بات سن لیجئے اور پھر میری بات کا جواب دیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ بیگم صاحبہ آپ فرمایئے۔ بیگم نجمہ تابش الوری تشریف رکھیں۔

بیگم شاہین منور احمد: جناب والا! آپ کی وساطت سے بیگم نجمہ تابش الوری صاحبہ سے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ میرا نام بیگم شاہین منور احمد ہے بیگم منور شاہین نہیں دوسری طرف یہ پہلے خود ہی تقریر کر رہی تھیں اور اسی پر Point of Order کر رہی ہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں ہو سکتا۔

بیگم شاہین منور احمد: میں طریق کار سے متعلق یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ پارٹی میٹنگ نہیں ہے یہ Legislature ہے اور جو وہ کہنا چاہتی ہیں ہاؤس کا مسئلہ نہیں ہے۔ پارٹی کے امور کو ایوان میں زیر بحث لانا میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ ایوان کا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ بیگم صاحبہ یہ آپ ٹھیک فرما رہی ہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر پیش نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ بیگم صاحبہ آپ کو کوئی پارلیمانی پارٹی سے متعلق اعتراض ہے تو یہ بات آپ پارٹی کے پارلیمانی گروپ کی میٹنگ میں کر سکتی ہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا!! آپ میری بات سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ پہلی بات تو یہ ہے

کہ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں پیش ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ نہیں ان کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: دوسری میری گزارش یہ ہے کہ پارلیمانی پارٹی کا جو اجلاس ہوا تھا۔ اس میں ایک کمیٹی بنائی گئی تھی اس کمیٹی کے ممبروں کے نام ہمیں معلوم نہیں ہیں۔ اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اپنی تحریک التوائے کار اور تحریک استحقاق کس کمیٹی کے سامنے پیش کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ بیگم صاحبہ اگر آپ کو یہ معلوم نہیں ہے تو آپ دوبارہ ہم سے پوچھ لیں لیکن چونکہ یہ پارٹی کا مسئلہ ہے اس کو آپ ایوان میں زیر بحث نہیں لا سکتیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! اگر ہم نے اپنا مسئلہ پیش کرنا ہو تو پھر ہم کس سے پوچھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ بیگم صاحبہ یہ اس کے لئے(proper forum) نہیں ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ اب میں وزیر قانون و پارلیمانی امور سے یہ رہنمائی چاہوں گا کہ آپ یہ فرما رہے تھے کہ تحریک ہائے استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے' تو میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ تحریک ہائے استحقاق کیلئے کتنا وقت مقرر ہوتا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس کے لئے وقت تو متعین نہیں لیکن یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ ایک گھنٹے کا وقت ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ اس کیلئے وقت کا تعین نہیں ہوتا۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! ابھی ابھی بیگم نجمہ تابش الوری صاحب نے نکتہ اعتراض اٹھایا تھا' اس ضمن میں

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ آپ ذرا درست فرمالیں کہ یہ صاحب نہیں صاحبہ ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جی جناب صاحبہ I am sorry I stand corrected جناب سپیکر ماضی کی پارلیمانی روایات یہ ہیں کہ ممبران اسمبلی کی طرف سے بلا لحاظ ان کی پارٹی Affilicion کے' ہر رکن کو تحریک استحقاق پیش کرنے میں آزادی حاصل تھی اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ موجودہ پارلیمانی حزب اقتدار نے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ شاہ صاحب میں آپ سے استدعا کروں گا کہ .....

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا !! یہ پارلیمانی روایات ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ شاہ صاحب میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ اس کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اس لئے آپ تشریف رکھیں ۔

سید طاہر احمد شاہ:: جناب والا ! آپ پہلے میرا پوائنٹ آف آرڈر سن تو لیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا ! پوائنٹ آف آرڈر آپ سنیں گے نہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں میں نے سن لیا ہے ۔

چودھری ارشاد علی: جناب والا ! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ کیا آپ اپنی نشست سے بول رہے ہیں ؟ پہلے آپ اپنی نشست پر جائیں ۔

چودھری ارشاد علی: جناب والا ! ہمارے فاضل ممبر چوہدری حاکم علی صاحب ' کبھی ایک سیٹ پر جاتے ہیں کبھی دوسری سیٹ پر جاتے ہیں ' کیا یہ جناب کی اجازت سے جاتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ کس کی بات کر رہے ہیں ؟۔

چودھری ارشاد علی: جناب والا ! چوہدری حاکم علی صاحب جو آپ کے سامنے کھڑے بھی ہیں ' آپ ان کو دیکھ لیں کہ یہ کبھی ایک وزیر صاحب کے پاس جاتے ہیں اور کبھی دوسرے وزیر کے پاس جاتے ہیں ۔ کیا اس ایوان کا کام معطل ہو چکا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ آپ کے جذبات ان تک پہنچ گئے ہیں ' بھٹی صاحب آپ اپنی سیٹ پر نہیں ہیں ۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر چوہدری حاکم علی صاحب چوہدری ارشاد سے پوچھ کر گئے ہیں ۔

ضمنی میزانیہ برائے سال 87-1986 کے مطالبات زیر بحث اور رائے شماری

جناب ڈپٹی سپیکر: ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ اب ایوان میں مطالبات زر پیش کئے جائیں گے ۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر1 پیش کریں گے ۔

وزیر خزانہ: جناب والا ! ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ '

ایک ضمنی رقم جو 93 لاکھ 72 ہزار ایک سو 80 روپے سے متجاوز نہ ہو وہ ۔ گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ ....

ضمنی رقم جو 93 لاکھ 72 ہزار ایک سو 80 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے ۔ اس پر کٹوتی کی تحاریک ہیں ۔ میاں افضل حیات صاحب اپنی کٹوتی کی تحریک پیش کریں ۔

MIAN MUHAMMAD AFAZAL HAYAT : Sir, I move that the total of Rs. 9372180/- on account of (Grant No.5) Forests be reduced by Rs. 10, 000/-

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ ....

93 لاکھ 72 ہزار ایک سو 80 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر 5 جنگلات میں 10 ہزار روپے کی کمی کر دی جائے ۔ جی میاں محمد افضل حیات صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے ؟

میاں محمد افضل حیات: میاں اسحاق صاحب اس پر کچھ فرمائیں گے ۔

MINISTER FOR AGRICULTURE: I oppose it' sir.

جناب سپیکر: جی میاں اسحاق صاحب ۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! یہ جو کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی ہے اس کے ذریعے محکمہ جنگلات کے بدعنوان عناصر کی نشاندہی اور غلط منصوبہ بندی کی طرف توجہ دلانی مقصود ہے ۔ جناب سپیکر! جنگلات کا محکمہ اور زراعت کا محکمہ ہمارے پاکستان میں دو ایسے محکمے ہیں جن کے متعلق ہمارے اس پاکستان سے تعلق رکھنے والے چاہے وہ کسی شہر سے یا گاؤں سے تعلق رکھتے ہوں بخوبی واقف ہیں کہ ہمارے پنجاب میں جنگلات کے محکمے میں آج تک جو بدعنوانیاں اور دھاندلیاں ہوئی ہیں اس کا صحیح معنوں میں کسی نے بھی کوئی تدارک نہیں کیا ۔ جناب سپیکر! مقصد یہ ہے کہ اس میں نئی اور مختلف تجاویز پیش کی جائیں ۔ جس پر عمل کرکے اس محکمہ کی آمدنی میں اضافہ کیا جائے اور اخراجات میں کمی کی جائے ۔ یہ محکمہ ایک ایسا محکمہ ہے جو جنگل کا بادشاہ کہلاتا ہے اور یہ محکمہ وہ محکمہ ہے جو کہ اپنی حکومت خود ہی ہر جگہ قائم رکھتا ہے اور اس میں کسی کو کوئی دخل دینے کا حق نہیں ہے ۔ یہ وہ محکمہ ہے جو ہر سال تشہیر کرتا ہے اور اربوں روپے درخت لگانے پر خرچ کرتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام فاضل اراکین جو دیہات اور شہروں سے تعلق رکھتے ہیں اگر وہ اس کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں اور غور فرمائیں کہ جتنی تشہیر اخباروں میں درخت لگانے کے بارے میں کی جاتی ہے یا تعداد بتائی جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں ۔ اس کے مطابق آج چالیس سال کے بعد ہمیں ایک ایک انچ زمین درخت نظر آنا چاہئے تھا اس پر جو اخراجات اٹھائے جاتے ہے ان کو اگر مدنظر رکھا جائے تو پھر میرا خیال ہے کہ درخت لگانے پر جتنا ہم خرچ کر چکے ہیں اگر اس کام کو ٹھیکے پر دے دیا جاتا یا کوئی پرائیویٹ آدمی اتنی دلچسپی لیتا تو اس محکمہ کو سب سے زیادہ آمدن ہو سکتی تھی ۔ اس محکمہ کی غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے اور لوٹ کھسوٹ کی وجہ سے ابھی تک اس محکمہ کو کوئی فائدہ نہیں ہو سکا۔

جناب والا! ہمارا ملک بنیادی طور پر زرعی ملک ہے اور اس میں جنگلات کی خاصی اہمیت ہے ۔ ہم فخر کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کتنے اچھے ذرائع دیئے ہیں ۔ ہم ان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خاص کر جنگلات کے محکمہ میں اپنی آمدن کو کئی گنا زیادہ کر سکتے ہیں ۔ اس محکمے میں جناب والا! ابھی تک جو لوٹ کھسوٹ اور خسارہ ہوا ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکا ہے ۔ جناب والا ۔ آپ عموماً سڑک پر سفر کے دوران دیکھتے ہیں کہ کئی جگہوں پر درخت نہیں ہوتے ' مگر کاغذوں میں وہ درخت ظاہر کئے جاتے ہیں ۔ حقیقت میں وہاں ہمیں کوئی درخت نظر آتا لیکن کاغذوں میں وہاں پر درخت لگ چکے ہوتے ہیں اور لگنے کے بعد وہاں سے ختم بھی ہو چکے ہوتے ہیں ۔ یہ جو ہمارا جنگل کا محکمہ جنگل کا بادشاہ محکمہ کہلاتا ہے اس کی ابھی تک کوئی صحیح معنوں میں تنظیم یا منصوبہ بندی کہیں بھی نظر نہیں آتی۔

میں پنجاب حکومت کو یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ اگر آپ اس محکمہ کو صحیح کرنا چاہتے ہیں تو اس میں کچھ نہ کچھ تبدیلیاں کرنا لازم ہوں گی ۔ ورنہ یہ لوٹ کھسوٹ محکمہ جنگلات میں کبھی بھی بند نہیں ہو سکتی ۔ اب تو یوں محسوس ہو رہا ہے کہ اس کے جو وزیر جنگلات صاحب ہیں ان کی اس پر ذرا بھی گرفت نہیں رہی ۔ پارکوں میں جو پودے لگائے جاتے ہیں اور پارکوں میں جو گھاس لگائی جاتی ہے وہ بھی چوری ہو کر باہر مارکیٹ میں بک رہی ہے اور ابھی تک اس کا تدارک نہیں کیا گیا حتیٰ کہ خود محکمہ نے یہ تسلیم کیا کہ ایک محکمہ نے 10 لاکھ روپیہ دے کر بغیر کسی رسید کے اور بغیر کسی لکھت پڑھت کے گھاس اور درخت پارکوں سے چوری کر کے دوسری جگہ منتقل کر لئے مگر ان کے کان پر تو جوں تک نہیں رینگی۔ دیکھا تک نہیں ' پڑتال تک نہیں کی گئی اور نہ ہی انکوائری کی گئی ۔ جناب والا ! ۔ کسی سے یہ بھی پوچھا تک نہیں گیا کہ 10 لاکھ روپے جو یہاں جلو پارک میں غبن ہوا تھا ۔ اس پر کیوں ابھی تک توجہ ہی نہیں فرمائی گی ۔ کیا 10 لاکھ روپے کا غبن اس ملک میں ایک معمولی غبن تصور کیا جاتا ہے ۔ ایسے کئی غبن ہو رہے ہیں اور محکمہ کا خیال ہے کہ اگر 10 لاکھ روپے کا غبن ہو گیا ہے تو یہ کون سی بڑی بات ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے عوام کے ساتھ خیانت کی جا رہی ہے اور اس پیسے کا ضیاع کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ! یہ وہ ملک ہے جس میں ہمارے ہاں لوگ پانی کو ترس رہے ہیں اور یہاں پر غبن دس دس لاکھ روپے کا ہو رہا ہے اور کوئی تحقیقات کرنے کے لئے تیار نہیں ہے ۔

جناب والا ! : اس کے لئے میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اگر حکومت پنجاب چاہتی ہے کہ محکمہ جنگلات میں کچھ تدارک اور اصلاحات کی جائیں ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ جنگلات کا محکمہ جو ہر سال سالانہ شجرکاری کا ہفتہ مناتا ہے اس کی بجائے اگر یہی پیسہ اس منصوبہ بندی پر خرچ کیا جائے کہ وہ لوگ زمینوں کے آگے جو سڑکیں ہیں اگر ان پر ٹھیکہ پر درخت لگانے کا کوئی قانون نافذ کیا جائے اور اس درخت کی ایک قسم مقرر کی جائے اور محکمہ جنگلات اس کو کچھ نہ کچھ اپنی مخصوص رقم بطور معاوضہ ادا کرنے کا وعدہ کرے تو میرا خیال ہے کہ تمام سڑکوں پر اور تمام زمینوں پر درخت باسانی لگائے جا سکتے ہیں ۔ چہ جائیکہ محکمہ کاغذی کارروائی پر بے شمار درخت دکھائے اور موجود کہیں بھی نہ ہوں ۔ اس طرح جنگلات میں کبھی ترقی نہیں ہو سکتی ۔ اگر یہ جنگلات کے شعبہ میں ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ان کو اس طریقے سے ہٹ کر کچھ اور طریقے اپنانے ہونگے ۔ جس سے اس شعبہ میں کچھ نہ کچھ ترقی ہو اور نئی تجاویز سامنے آئیں تاکہ ہمارے ملک میں جنگلات صحیح منعوں پر ترقی کر سکیں اور

لوگ اس سے صحیح فائدہ اٹھا سکیں ۔ اب تک تو لوگوں کو سوئی گیس فراہم ہو رہی ہے اگر سوئی گیس کا ذخیرہ ختم ہو گیا تو ایندھن مہنگا ہو جائے گا تو لوگوں کو کہیں ایندھن ملے گا ہی نہیں۔ اس سے بہتر ہے کہ آج ہی جنگلات کے شعبہ میں منصوبہ بندی کر لی جائے تاکہ آنے والے وقت میں ہم جنگلات سے صحیح استفادہ کر سکیں ۔ شکریہ ۔

وزیر زراعت: جناب والا ! ۔ .....

میاں محمد اسحاق: کیا وزیر جنگلات صاحب اس کا جواب نہیں دیں گے؟

وزیر زراعت :۔ وہ چونکہ اس وقت ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ میں انکی نمائندگی کر رہا ہوں۔

میاں محمد اسحاق: ۔ جب ہم محکمہ زراعت پہ بات کریں گے تو اس وقت تو آپ جواب دیتے ہوئے اچھے لگیں گے ۔

وزیر زراعت : جنگلات بھی تو زراعت کا حصہ ہیں اور وزیر موصوف بھی وزیراعلیٰ صاحب کے پاس ایک اہم میٹنگ میں گئے ہیں۔ اس لئے میں ان کی طرف سے جواب دے رہا ہوں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ' وزیر جنگلات جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے اور جنگل کا بادشاہ شیر ہوا کرتا ہے ۔ شیر کے متعلق یہ ضرب المثل مشہور ہے کہ وہ زور آور جانور ہوتا ہے ۔ چاہے وہ انڈے دے چاہے بچے دے ۔ یہ ان کی مرضی ہے چاہے ایوان میں بیٹھیں چاہے نہ بیٹھیں ۔ کیا فرق پڑتا ہے ۔ ہم لوگ تقاریر کریں گے ۔ دستاویزات تحریر ہوں گی اور عمل کوئی نہ ہوگا ۔ بہرکیف اپنا فرض ہم ادا کرتے رہیں گے ۔

جناب سپیکر: جی چوہدری صاحب

وزیر زراعت : میں مختصراً عرض کروں گا کہ جنگلات کی کٹائی اور اس کیلئے جو منصوبہ بندی ہے وہ ہر سال کی جاتی ہے جس کے تحت عمر رسیدہ درختوں کو کاٹنا پڑتا ہے ۔ اور باقی ضروریات کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کرنا پڑتی ہے جس کے لئے بجٹ میں 93 لاکھ 72 ہزار 180 روپیہ رکھا گیا ۔ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ گزشتہ چند سالوں میں ایریا کی کٹائی کم ہوئی ۔ اس دفعہ کٹائی کو درست کرنے کیلئے جن درختوں کا کاٹنا ضروری تھا کہ وہ ضائع یا چوری نہ ہو جائیں اس کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی

اس لئے اس بارے میں رقم فوری طور پر رکھی جانی ضروری تھی ۔ اور اس سے کوئی پانچ کروڑ روپے کے فنڈز محکمہ نے پیدا کئے ۔ جس سے کچھ تو وصول ہو چکے ہیں یعنی 93 لاکھ روپیہ خرچ کر کے 3.21 کروڑ روپے وصول ہو چکے ہیں اور باقی 1.79 کروڑ روپے اگلے مالی سال میں مکمل کر لئے جائیں گے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ رقم نہ تو ضائع ہوئی ہے اور نہ غیر ضروری منصوبہ بندی پر صرف کی گئی ہے اور نہ ہی میرے فاضل دوست نے کوئی Specific instance دی ہے جو کہ رولز کے تحت کٹوتی کی تحریک میں دی جانی چاہئے تھی ۔ کیونکہ یہ صرف خدشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس کو کم کیا جائے اس لئے قانون کے تحت کٹوتی کی تحریک میں یہ بات آئے گی اور یہ قاعدہ 116 (بی) میں آئی ہے ۔ اس بارے میں میرے فاضل بھائی کو چاہئے تو یہ تھا کہ یہ Specific instance پیش کرتے کہ کفایت شعاری کس طرح کر سکتے تھے ۔ اس رقم کو زیادہ بہتر طریقے پر کس طرح استعمال کر سکتے تھے ۔ اور کس طرح بہتر نتائج حاصل کر سکتے تھے ۔ لیکن ایک عام تقریر کر دی گئی ہے ۔ "جنگلات کے بادشاہ ہوتے ہیں یہ ہوتے ہیں اور وہ ہوتے ہیں وغیرہ" اصل کٹوتی کی تحریک کی طرف انہوں نے نشاندھی نہیں کی کہ کس جگہ خرابی تھی اور کس جگہ Economy Cut لگائی جا سکتی تھی ۔ اس رقم کو کس طرح بہتر مصرف میں لایا جا سکتا تھا ۔ ایسی کوئی بات انہوں نے بیان نہیں کی ۔ اور یہ انتہائی ضروری بات تھی کہ اس رقم کو مدنظر رکھ کر جنگلات کی پلانٹنگ کی گئی ہے یا جنگلات کی کٹائی کر کے نئے سرے سے لگایا جائے اور جن درختوں کے چوری ہونے کا خطرہ ہے ان کو کاٹ کر آمدنی میں اضافہ کیا جائے ۔ اور یہ فنڈز اس سے Generate ہوئے ہیں اور اس سے محکمہ کی بہتر کارکردگی سامنے آئی ہے ۔ اس رقم کو غلط طور پر استعمال نہیں کیا گیا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے جس میں محکمہ جنگلات نااہلی کا مرتکب ہوا ہو اور غلط طور پر رقم کا مصرف ہوا ہو اس لئے اس کو نامنظور کیا جائے ۔

جناب سپیکر: ایک چیز میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 113 کے تحت تخفیف زر کی کارروائی ایک بجے تک جاری رہے گی ۔ اس کے بعد Guillotion ہوگی ' جیسا کہ آپ جانتے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر ' پوائنٹ آف آرڈر ۔ اجلاس کی کارروائی صبح 9 بجے شروع ہونی تھی ارکان کے تاخیر سے ایوان میں داخل ہونے کی وجہ سے 9.45 پر کارروائی شروع ہوئی ۔ تو میں

آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ ایک بجے کی بجائے 1.45 کر دیا جائے۔ چونکہ آج کا دن اپوزیشن کا دن ہے اور کٹوتی کی تحریکوں کا دن ہے اس لئے آپ ہماری اس گزارش کو منظور فرمائیں۔

جناب سپیکر: انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وقت کا خیال کر لیں گے جتنے عرصہ میں ڈیمانڈز پر ووٹنگ کروائی جا سکے اس وقت تک آپ کی تقاریر کروائی جائیں گی۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! ہم اسی حکمت عملی کے تحت کٹوتی کی تحریکوں پہ تفصیلی بات نہیں کر رہے تاکہ Repetition نہ ہو اور کم سے کم وقت لیا جائے۔ جب کسی کٹوتی پہ بات کریں گے تو اس وقت اس کٹوتی پہ بھی زیادہ وقت لے لیں گے تاکہ زیادہ سے زیادہ بات ہو سکے۔

جناب سپیکر: اگر بات کرنی ضروری ہوئی تو ہم وقت کو تھوڑا سا بڑھا لیں گے۔ اس میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے... رانا صاحب' آپ فرمائیں

رانا پھول محمد خان: میں پوائنٹ آف آرڈر پہ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اجلاس کا وقت بڑھانے کی ضرورت نہیں بلکہ کٹوتی کی تحریک پیش کرنے والے حضرات کیلئے وقت مقرر کر دیں تاکہ اسی وقت میں پوری تحریکیں زیر بحث آ سکیں۔

جناب سپیکر: میں نے وہی کچھ کیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: اس ضمن میں کسی قانون کا حوالہ دیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: کس سلسلے میں؟

سید طاہر احمد شاہ: یہ جو ہمارے فاضل الحاج رانا پھول محمد خان صاحب نے تجویز پیش کی ہے۔ کیا وقت مقرر کرنا لازمی ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس پہ مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: آج انہوں نے استدعا کی بجائے پوائنٹ آف آرڈر بڑے زور سے کہا ہے۔ آج یہ فرق نظر آیا ہے۔ پہلے تو دست بستہ التجا کیا کرتے تھے۔

جناب سپیکر: اب تخفیف زر کی تحریک زیر غور ہے۔

سوال یہ ہے

کہ 93 لاکھ 72 ہزار 180 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر 5 جنگلات میں 10 ہزار روپے کی کمی کر دی جائے

اب سوال یہ ہے۔

(تحریک نامنظور کی گئی)

کہ ایک ضمنی رقم جو 93 لاکھ بہتر ہزار 180 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے ادا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ: سرکاری ارکان اسمبلی کی ایوان کی کارروائی میں حصہ لینے کا اندازہ بخوبی کر لیا گیا ہے۔

وزیر زراعت: ہم نے کسی طریقے سے ان کی حوصلہ افزائی بھی تو کرنی ہے کہیں یہ ہاؤس سے باہر ہی نہ ہو جائیں۔

جناب سپیکر: جی مطالبہ زر نمبر 2

جناب وزیر خزانہ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ ایک ضمنی رقم جو 4 کروڑ 27 لاکھ 47 ہزار تین سو دس روپے سے متجاوز ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 4 کروڑ 27 لاکھ 47 ہزار 310 روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

یہ کٹوتی کی تحاریک ہیں جناب میاں افضل حیات صاحب' جناب سید طاہر احمد شاہ' جناب میاں محمد اسحاق ' جناب میاں ریاض حشمت جنجوعہ' جناب فضل حسین راہی ' جناب محمد رفیق اور جناب غلام سرور خان صاحب کی طرف سے۔ جی میاں صاحب۔

میاں محمد افضل حیات (قائد حزب اختلاف): جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ 4 کروڑ 27 لاکھ 47 ہزار 310 روپے کی کل رقم بسلسلہ دو نمبر 9 آبپاشی و بحالی اراضی میں 100 روپے کی کمی کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ 4 کروڑ 27 لاکھ 47 ہزار 310 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر 9 آبپاشی و بحالی اراضی میں 100 روپے کی کمی کر دی جائے۔ جی میاں صاحب۔

میاں محمد افضل حیات (قائد حزب اختلاف): جناب والا! میں اس میں صرف ایک چیز کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ آبپاشی کا نظام جو پنجاب میں رائج ہے نہایت عظیم نظام ہے جسے اپنے وقت میں بین الاقوامی شہرت حاصل رہی ہے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس نظام میں کافی حد تک بدانتظامی اور تنزلی پیدا ہوئی ہے۔ جناب والا! یہ نظام اتنا عظیم ہے کہ اس کی افادیت سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا مگر اس کے ساتھ ہی اس کے کچھ مضر اثرات بھی ہیں جن میں سے ایک سیم ہے۔ جناب والا! جب یہ نظام رائج کیا گیا تو ایسے انتظامات بھی کئے گئے جن سے آبپاشی کے دوران نہری پانیوں کی وجہ سے سیم کا زیادہ اثر نہ ہو ' اس کیلئے نہروں کے ساتھ ساتھ سیم نالے بنائے گئے' اور Drainage System بنائے گئے تاکہ سیم کا زمینوں پر زیادہ اثر نہ ہو۔ لیکن دیکھنے میں آیا اور میرے تمام بھائی اس سے اتفاق کریں گے کہ ہمارا سیم کا نظام بہت حد تک ناقص ہے اور پنجاب کی نہایت قیمتی زمینیں سیم و تھور کا شکار ہو چکی ہیں ' اس سے نہ صرف زرعی پیداوار میں کمی آئی ہے بلکہ زمینوں کا بھی نقصان ہوا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ بات ہمارے جو ترقیاتی پروگرام ہیں ان پر بھی اثر انداز ہوتی ہے' اس سے سڑکیں اور عمارات بھی متاثر ہوتی ہیں۔ آپ زیادہ دور نہ جائیں صرف جی ٹی روڈ کو ہی لے لیں یہ بار بار خراب ہو جاتی ہے اس کی یہی وجہ ہے کہ اس علاقہ میں سیم ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر آبپاشی کے ساتھ سیم و تھور کو نہ روکا گیا اور اس پر پوری توجہ نہ دی گئی '

سیم نالوں کی بروقت صفائی نہ کی گئی اور سیلابوں کے دوران جہاں پر سیلاب آتے ہیں وقتاً فوقتاً۔ ہر سال پوری طرح ان کا جائزہ لے کر سیم نالوں کو نہ نکالا گیا اور ان کی صفائی نہ کی گئی تو ہمارا یہ آبپاشی کا نظام درہم برہم ہو کر رہ جائیگا اور اس کے نقصانات بہ نسبت فوائد کے زیادہ ہوں گے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ حکومت اس امر کی طرف زیادہ توجہ دے' آبپاشی کے ساتھ سیم نالوں کی کھدائی اور صفائی کی طرف بھی پوری توجہ دی جائے۔ سیلابی علاقوں میں جہاں پر زرعی اراضی زیادہ خراب ہو جاتی ہے اور جہاں اس پر یہ پوری طرح اثر انداز ہوتی ہے وہاں پر Small Dams Scheme کو رائج کیا جائے تاکہ وہاں پر بحالی اراضی ہو اور اس سے کاشتکار' ملک و قوم پوری طرح سے استفادہ کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی شاہ صاحب آپ کچھ فرمانا چاہیں گے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ (ڈپٹی قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر' آبپاشی کا جو محکمہ ہے اور پنجاب میں جو نہری نظام کا ذریعہ ہے وہ دنیا میں آبپاشی کے خرچ کے لحاظ سے سب سے سستا ہے۔ موجودہ حکومت نے یا اس حکومت سے قبل کی ماضی کی حکومتوں نے یہ منصوبہ تشکیل یا تکمیل کیا تھا۔ جب ہمارے ملک میں فرنگی کا دور تھا' اس وقت انہوں نے اس منصوبے کو تشکیل دے کر پایہ تکمیل تک پہنچایا تھا اور Colonization کرتے وقت ہمارے دیہاتی علاقوں میں Base line کی شکل میں جسے عرف عام میں Base line بھی کہا جاتا یا حقیقی معنوں میں آپ اسے حدودی لائن بھی کہہ سکتے ہیں' انہوں نے بڑے بڑے راستوں کی شکل میں قطعات اراضی وقف کر رکھے تھے۔ جہاں تک میرا خیال ہے چونکہ وہ ایک ایسی قوم تھی جب بھی وہ کوئی منصوبہ بناتی تھی تو اس منصوبے کے پیش نظر جو مثبت یا منفی اثرات وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ رونما ہوتے ہیں ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے شائد انہوں نے یہ حدودی رقبہ جات تفویض کئے ہوں گے۔ اس ضمن میں کہنے سے میری مراد یہ ہے کہ ہماری جو نہریں ہیں اور جو نہری نظام ہے وہ چونکہ پختہ نہیں ہے اور نہری پانی کے زیر زمین چلے جانے کی وجہ سے اور نہری نالوں کی وجہ سے ہماری بیشمار ایسی قیمتی زمینیں جو اناج کے ذخائر اگلتی تھیں وہ سیم اور تھور کی شکار زدہ ہیں اور بیشمار زمین ہزاروں و لاکھوں ایکڑ زمین زیر زمین پانی کی سطح سے بلند ہو جانے کی وجہ سے ناکارہ ہو چکی ہے جس کی وجہ سے ان کے مالکان کو اور اس علاقے کے مالکان کو بیشمار مصائب' تکالیف اور نقصانات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت وقت زیر

زمین پانی کی سطح کو نیچا کرنے کیلئے اور سیم اور تھور سے بچانے کیلئے بروقت منصوبہ بندی کر کے مستقبل کے اس قسم کے ہونے والے واقعات کی نشاندھی کر کے اگر ڈرینج کی نہریں یا سیم نالے دینا چاہتے ہیں اور اگر وہ بروقت ایسا کریں اور صحیح منصوبہ بندی کریں تو ہماری قیمتی زمینیں سیم اور تھور کا شکار ہونے سے محفوظ رہ سکتی ہیں۔ جھنگ کے علاقے میں خیروالا ڈرینج پچاس کروڑ روپے کی کثیر رقم خرچ کر کے بنائی گئی تھی اس کی منصوبہ بندی جناب سپیکر ناقص اور غلط تھی حالانکہ اس محکمہ میں کروڑوں روپے کے اخراجات اعلیٰ تعلیم یافتہ فنی ماہرین اور انجینئرز کو تنخواہیں اور ان کے دیگر اخراجات و مطالبات کی شکل میں برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ جناب سپیکر اس خیروالا ڈرینج کی کس قدر غلط منصوبہ بندی کی گئی اس پچاس کروڑ روپے کے اخراجات سے تعمیر ہونی والی ڈرینج کا مقصد یہ تھا کہ نوے لاکھ ایکڑ اراضی کو سیم اور تھور سے بچایا جائے اور اس زر کثیر اخراجات سے نوے لاکھ کی آبادی مستفید ہو سکے مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ جب اس خیروالا ڈرینج کی حد دریائے چناب تک پہنچی تو اس کا لیول دریا کے پانی کی سطح سے کم ہونے کی وجہ سے بجائے یہ کہ سیم کا پانی زمینوں سے نکال کر دریا بہا لے جائے الٹا دریا کا پانی جب اس نے Reverse Gear لگایا تو اس نالے میں آگیا اور اس پچاس کروڑ روپے کی افادیت ختم ہو گئی اور پانی الٹا بہنے کی وجہ سے پبلک کا زمینداروں کا کسانوں کا اور ہمارا نقصان ہوا۔

جناب سپیکر: یہ کتنا افسوس کا مقام ہے ہمارے لئے اور خاص طور پر ہمارے قابل احترام وزیر آبپاشی کیلئے یہ لمحہ فکریہ ہے وہ اس محکمے کے سربراہ ہیں ہم انجینئرز نہیں ہیں ہم یہ نہیں جانتے کہ Contour کی پوزیشن کیا ہے مگر ان کے ماہرین کو اس قسم کی منصوبہ بندی کرتے وقت اس بات کا جائزہ لینا چاہئے تھا کہ Contour کی کیا پوزیشن ہے اور کہاں کہاں سے پانی کس کس سوراخ سے اور کس کس طریقے سے گزرے گا ان افسران کی غلط منصوبہ بندیوں کی وجہ سے غریب عوام کے محاصل سے اکٹھے کئے ہوئے زر کثیر ان کی عیاشیوں کیلئے یا ایسے خرچ کے بوجھ کے ہم متحمل نہیں ہو سکتے میں آپ کی وساطت سے وزیر آبپاشی سے یہ گزارش کرونگا کہ جب وہ ہماری ان تجاویز اور اعتراضات کا جواب دیں تو اس اہم مسئلے پر ضرور روشنی ڈالیں تاکہ ہم ان کے خیالات کی روشنی میں اس کا جائزہ لے سکیں۔

جناب سپیکر: ماضی میں جس طریقے سے ہماری نہریں کچی ہیں۔ اسی طریقے سے نہروں سے نکلنے والے کھالے جو کھیتوں کی آبیاری کا کام کرتے ہیں آبپاشی کیلئے وہ پختہ ہوں دہقانوں کو کسانوں کو کھیت مزدوروں کو اپنی زمینوں کو سیراب کرنے کیلئے بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ دن کی کڑکتی دھوپ ہو یا

سردیوں کی انتہائی ٹھنڈی رات ہو کھیتوں کی آبیاری کیلئے انہیں محنت کرنی پڑتی تھی اور انہیں مصائب اور آلام برداشت کرنے پڑتے تھے ایک شخص اپنے کھیت کو پانی لگاتا تھا رات کے اندھیرے میں ٹمٹماتی لالٹینیں لے کر یہ دیکھتا تھا کہ کہیں کھالہ راستے میں ٹوٹ نہ جائے اور پانی کا ضیاع نہ ہو۔

جناب سپیکر: کیا آپ مطالبات زر کی تائید کر رہے ہیں یا تخفیف کے حق میں تقریر کر رہے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ جناب والا! ۔ میں گزارش کر رہا ہوں۔ آپ میری بات سن لیں شاید پھر آپ مجھ سے اتفاق کریں۔

تو جناب والا! ۔ اب ماضی کی حکومت نے واٹر مینجمنٹ پروگرام کے تحت پانی کو بچانے کے لئے کسان اور دہقان کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے انہیں مشکلات سے نجات دلانے کیلئے پختہ کھالوں کی تعمیر شروع ہوئی اور آپ دیکھ لیجئے کہ اس کے کتنے فوائد ہمارے سامنے آئے ہیں جب ایک ہی آدمی ایک ہی دہقان ایک ہی زمیندار ایک بھی کھیت مزدور کیلئے وہاں سے جب پانی کھلتا ہے تو وہ اپنے کھیت میں بیٹھ کر اس نکے کو تبدیل کرتا ہے اور وہ اپنے کھیت کو سیراب کرنے میں بخوبی کامیاب ہو جاتا ہے اسے راستے میں کسی قسم کی رکاوٹ یا پریشانی نہیں ہوتی اور پھر پانی کا بہاؤ بھی زیادہ ہوتا ہے پانی جلدی پہنچ جاتا ہے حالانکہ میں انجینئر نہیں ہوں مگر اپنے مشاہدے اور تجربے کی روشنی میں میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں اور اس کا محکمہ متعلقہ کی طرف سے جائزہ لیا جانا چاہئے اگر یہ بات قابل عمل ہو اگر یہ صوبے کے مفاد میں ہو اگر یہ قومی مفاد میں ہو تو پھر اس پر عملدرآمد کرنا چاہئے۔ جناب سپیکر! ہم کروڑوں اربوں روپے نہروں کی صفائی کیلئے نہروں کی پٹڑیوں کو برقرار رکھنے کیلئے پانی کے نقصان کو روکنے کیلئے ہر سال خرچ کرتے ہیں پھر بھی اتنی رقم خرچ کرنے کے باوجود ہمارے قومی اور علاقائی اخبارات وقتاً فوقتاً۔ یہ خبریں شائع کرتے رہتے ہیں کہ فلاں نہر وہاں سے ٹوٹ چکی ہے اور اس کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے علاقہ میں پانی نے تباہی پھیلا دی ہے جس سے فصلوں کا نقصان' قومی نقصان' علاقے کے کسانوں کا نقصان ہوا ہے تو جناب سپیکر میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ اگر محکمہ متعلقہ اس حقیقت کا جائزہ لے اس تجویز کو پیش نظر رکھے کہ ہم جہاں ہر سال اربوں روپے ان انتظامات پر خرچ کرتے ہیں ان کا اس طریقے سے جائزہ لیا جائے کہ جس طریقے سے ہم نے کچے کھالوں کو پختہ کر دیا ہے اور کسان کیلئے بہتری پیدا کی ہے ہر سال مرحلہ وار اگر یہ منصوبہ قابل عمل ہو تو نہروں کو بھی کچے کھالوں کی طرح پختہ کرنے کا مرحلہ وار پروگرام بنایا جائے اگر نہروں کو پختہ کرنے کے اخراجات ان کی

نگہداشت اور ان کی صفائی سے کم خرچ ہوتے ہوں اور پھر وہ دریا بھی ہوتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس تجویز پر عمل کر کے قوم کے پیسے کا صحیح مصرف کر کے عوام کی بہتری کیلئے منصوبہ بنا سکتے ہیں۔ تو جناب والا! ۔ چونکہ آج ہمارے دیگر احباب نے نہ صرف اس کٹوتی پر تقریریں کرنی ہیں اور ہم نے دیگر کٹوتی کی تحریکوں کو بھی زیر بحث لانا ہے اس لئے میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ ہمارے وزیر آبپاشی ہمارے ان اعتراضات اور تجاویز کی روشنی میں ہمیں اپنے جواب سے محظوظ فرمائیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! جناب قائد حزب اختلاف اور جناب ڈپٹی قائد حزب اختلاف نے نہری نظام اور اس میں پائی جانے والی خرابیوں کے متعلق بڑی تفصیل سے گزارش کی ہے میں اپنی اس تحریک تخفیف زر کے حوالہ سے اور اس کا سہارا لیتے ہوئے اپنے ضلع کی صرف دو شکایات جناب وزیر آبپاشی کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا۔ ایک طرف تو جناب طاہر احمد شاہ صاحب نے نشاندہی کر دی ہے وہ یہ ہے کہ خیر والا ڈرینج چونکہ 50 کروڑ روپے کی لاگت سے تعمیر ہوا تھا اور فیصل آباد ضلع سے لیکر جھنگ تک تین یا چار سال کی مسلسل محنت کے بعد اس کو مکمل کیا گیا ہے لیکن اس کا ڈیزائن تیار کرتے وقت محکمہ کے انجینئرز صاحبان سے کوئی ایسی غلطی ہوئی ہے اس جگہ جس جگہ انہوں نے اس سیم نالہ کو دریا میں گرایا ہے وہاں صورت حال یہ ہے کہ دریا کی سطح بلند ہے اور نالے کی سطح دریا کی سطح سے نیچی ہے۔ حالیہ بارشوں کے نتیجہ میں دریا کی سطح میں جو معمولی قسم کا اضافہ ہوا ہے یہ سیم نالہ اس کو بھی نہیں برداشت کر سکا اور دریا کا پانی الٹے سیم نالہ میں بہنا شروع ہو گیا جس کی وجہ سے اس سیم نالہ کے کنارے کئی جگہ سے ٹوٹ گئے۔ جناب والا! میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جس جگہ اس سیم نالہ کو دریا میں گرایا گیا ہے اس پورے علاقے میں سبزیات کاشت ہوتی ہیں اور انتہائی زر خیز زمینیں ہیں جو اس نالہ میں پانی الٹا بہنے کی وجہ سے کنارے ٹوٹنے کی وجہ سے کروڑوں روپے کی سبزیات کروڑوں روپے کی فصلات اس غلط منصوبہ بندی کا شکار ہوئی ہیں۔ اس لئے وزیر آبپاشی سے میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ وہ نالہ کے ڈیزائن میں پائی جانے والی خرابی کو دور کریں اور اس کا از سر نو جائزہ لیں تاکہ ہر سال اسی طرح جھنگ کے لوگوں کو کاشتکاروں کو کروڑوں روپے کے نقصانات برداشت نہ کرنا پڑیں۔

جناب والا! دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ دریائے چناب میں واڑہ سلیمان تحصیل چنیوٹ میں ایک جگہ ہے

اور واڑہ محمد شاہ وہاں دریا نے کٹاؤ کا عمل شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے ان دونوں دیہاتوں کو جہاں ہزاروں انسان بستے ہیں ان کو یہ خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ ان کی زمینیں ان کے باغات ان کے مکانات دریا برد ہو جائیں گے ۔ اگر اسی رفتار سے کٹاؤ کا عمل جاری رہا اور اس کا سدباب کرنے کیلئے محکمہ نے کوئی منصوبہ بندی نہ کی تو وہ وقت دور نہیں جناب سپیکر! جب ان لوگوں کی کروڑوں روپے کی زرخیز زمینیں ان کے مقامات ان کی رہائشی بستیاں۔ سکولوں کی عمارات' ہسپتال اور حتیٰ کہ جھنگ چنیوٹ روڈ بھی اس کٹاؤ کے عمل کا شکار ہو جائیگی ۔

جناب سپیکر میں جناب وزیر آبپاشی سے گزارش کروں گا کہ وہ اس انتہائی اہم مسئلے کی طرف فوری طور پر توجہ دیں اور اس مسئلے کو حل کرنے کیلئے وہاں پر کوئی بند وغیرہ تعمیر کروائیں تاکہ وہ لوگ تباہی سے بچ سکیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: چوہدری محمد رفیق صاحب۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر کٹوتی کی اس تحریک کے حوالے سے میں مختصر سی چند گزارشات پیش کروں گا۔ اور ایک دو متعلقہ شکایات بھی عرض کروں گا۔

جناب سپیکر کاشتکار کیلئے پانی کی ضرورت اور حیثیت ایسے ہی ہے جیسے انسانی جسم و جان کیلئے اور اسے زندہ رہنے کیلئے خون کی ضرورت ہوتی ہے ۔ پانی جو کاشتکار کی ضرورت ہے اس کی اہمیت سے آگاہی حاصل کر سکتے ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ جہاں تک پانی کی تقسیم کا معاملہ ہے وہ منصفانہ نہیں ہے ۔ یہ تو آپ سب جانتے ہیں کہ نہری پانی کا نظام انگریز ہمیں ورثے میں دے گیا تھا اور چالیس سال گزر جانے کے بعد بھی اس نظام کو بہتر کرنے کیلئے جو اقدامات کرنے چاہئے تھے وہ بھی نہیں ہوئے الٹا اس میں کئی خرابیاں ہی پیدا ہوتی چلی گئی ہیں ۔ خاص طور پر جناب سپیکر پانی کی نامنصفانہ تقسیم کے بارے میں میں عرض کروں گا یہ تو اس معزز ایوان کے تمام معزز اراکین جانتے ہیں کہ ہمارے صوبہ میں میٹھے پانی کے زون ہیں یا قابل کاشت پانی آبپاشی کیلئے ہے ۔ کھاری پانی کے زون بھی ہیں یعنی کڑوے پانی ہیں اور آبپاشی کیلئے وہ مناسب نہیں ہیں ۔ چاہئے تو یہ تھا کہ از سر نو اس کا سروے کیا جاتا ۔ اس کی ضرورت اور اہمیت اس وجہ سے ہے کہ پانی کی شدید قلت کے پیش نظر یہ بات ضروری تھی اور میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اس کا نئے سرے سے سروے کیا جائے اور جہاں جہاں میٹھے پانی کی زون ہیں وہاں چونکہ آبپاشی کیلئے پانی میسر آ سکتا ہے اور جہاں جہاں کڑوے پانی

کے زون ہیں اور پانی کی وہاں پر شدید قلت ہے تو پانی کا کوٹا میٹھے پانی کے زون میں کم کیا جا سکتا ہے اور جہاں صرف اور صرف پانی کا انحصار نہری پانی پر ہی ہے وہاں پر پانی کے کوٹے میں اضافہ بہت ناگزیر ہے۔ کیونکہ پانی کی شدید قلت ان علاقہ جات میں جہاں زیرزمین پانی آبپاشی کے قابل نہیں ہے وہاں پر پانی کی اشد ضرورت ہے وہاں پر چھوٹے چھوٹے کاشتکار بری طرح سے متاثر ہوتے ہیں

MINISTER FOR IRRIGATION : "That the amount of the demand be reduced by Rs. 100/-" in order to ventilate a specific grievance which is within the sphere of the responsibility of Government. Such a motion shall be know as "Token Cut" and speech there on shall be confined to the particular grievance specified in the motion.

Therefore, my submission is, he cannot discuss the policy. If he has a grievance, he can discuss that like Mr. Riaz Hashmat Janjua.

انہوں نے دو سیم نالوں کی بات کی ہے۔

and he has discussed a specific grievance.

فاضل رکن کسی **Specific Grievance** پر ڈسکشن کر سکتے ہیں اس کٹ موشن کے ذریعہ وہ پالیسی ڈسکشن نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ چوہدری صاحب کا۔

جناب محمد رفیق: میں عرض کرتا ہوں میری کٹ موشن صاف طور پر لکھی ہوئی ہے۔

Matter Sought To Be Discussed : To discuss the inefficiency and failure of the department to provide adequate irrigation facilities and proper land reclamation policies.

جناب سپیکر! میں محترم وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ میں پالیسیوں پر بھی بحث کر سکتا ہوں۔ اس پر بحث کرنے کا حق رکھتا ہوں اور کٹ موشن کی تحریک میں خاص طور پر پالیسیوں پر تنقید کرنے یا تجویز کرنے کا بھی مجھے حق حاصل ہے۔

وزیر جنگلات: پوائنٹ آف آرڈر اگر یہ پالیسی میٹر پر ڈسکشن تھی

And if he wanted to discuss a policy matter then he should have given notice under rule 116(a) that the amount of the demand be reduced by Re. 1. 00.

جناب سپیکر: چوہدری صاحب آپ اپنی کٹ موشن کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے فرمایئے جو کہنا

چاہتے ہیں آپ پالیسی پر بحث نہیں کر سکتے۔

جناب محمد رفیق: بہتر ہے۔ چلئے' ایسے ہی سہی۔ جیسا تیسا پانی اور جس پالیسی کے تحت بھی نہروں میں چل رہا ہے' اس پر میں عرض کروں گا کہ اس کی مزید تقسیم بھی منصفانہ نہیں ہے۔ کیونکہ جب یہ نہری نظام جاری کیا گیا تھا اس وقت بہت سے زمینیں ایسی تھیں جو Uncommand area میں تھیں۔ لیکن بعد میں وہی Command area قرار پایا۔ ان زمینوں کو بھی پانی دیا گیا۔ پھر ایک دور آیا کہ وہاں پر مچی۔ باغات کا پانی بھی بکا۔

وزیر جنگلات: پوائنٹ آف آرڈر کوئی مخصوص بات بتائیں کہ پانی کس کمانڈ ایریا میں کہاں نہیں تھا۔ تاکہ وزیر آبپاشی کو یہ پتہ لگے کہ اس جگہ کو ہم نے صحیح کرنا ہے یہ تو عام بات کر رہے ہیں۔

General discussion is not allowed on a cut motion

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر' چلئے میں تو چاہتا تھا کہ تھوڑا سا ہاتھ نرم رکھوں۔ یہ نہیں چاہتے کہ میں ہاتھ نرم رکھوں۔ تو ایسے ہی سہی۔ جناب سپیکر میں مجبور ہو گیا ہوں وہ Specific matter کہنے کے لئے کہ جہاں صاف طور پر یہ نظر آتا ہے کہ ہماری حکومت کی گرفت کتنی ڈھیلی ہے۔ باغات کا پانی تقسیم ہوتا ہے' وہ بھی بکتا ہے۔ موگے چھوٹے ہوتے ہیں۔ چھوٹے کرنے کیلئے بھی پیسے' بڑے کرنے کیلئے بھی پیسے' کلا جات کے ریٹ مقرر ہیں۔ ان کے بھی پیسے' پانی کم دینا ہے' اس کے بھی پیسے' زیادہ دینا ہے اس کے لیے بھی پیسے۔ میں اس کے لئے ایک مخصوص مثال آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک گاؤں ہے' 517 گ ب۔

چودھری محمد صدیق: جناب سپیکر' بات یہ ہے کہ میرے فاضل رکن رفیق صاحب ابھی تک انگریزوں کو نہیں بھولے' حالانکہ وہ چلے گئے۔ مجھے اس کی سمجھ نہیں آتی۔ باقی رہ گیا پانی کا مسئلہ۔ پانی تو حکومت باری باری دیتی ہے۔ وارہ بندی میں صوبہ پنجاب کو مل رہا ہے۔ تیسرا مسئلہ جو میٹھے کڑوے پانی کا ہے یہ تو آپ کو بھی پتا ہے۔ یہاں میٹھا ہے' یہاں پھیکا ہے۔ حکومت کو آپ کڑوے پانی میں لگا دیں۔ اور تو حکومت کو کوئی کام ہی نہیں۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! میری محترم دوست کی خدمت میں عرض یہ ہے کہ جب یہ نہری نظام جاری ہوا تھا' تو انگریز ہی کا دور تھا۔ جو کوئی بھی بات کرے گا تو حوالے کیلئے یہ ضروری ہو جاتا ہے

کہ یہ نظام کس وقت اور کس دور میں شروع کیا گیا تھا۔ اگر میرے دوست کے علم میں یہ بات نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ انہیں آج اپنی معلومات میں اضافہ کر لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب' آپ کٹ موشن پر کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد رفیق: جی جناب۔

جناب سپیکر: تو مہربانی کر کے اس کو ختم کیجئے۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر' میں ختم تو کر دیتا۔ لیکن میرے یہ مہربان مجھے ختم نہیں کرنے دیتے۔ کیا کروں؟ ان کا شاید مقصد ہی یہی ہے کہ اسی پر وقت ضائع کر دیں اور باقی کٹ موشنوں پر بات کرنے کا ہمیں موقع ہی نہ ملے۔ منشاء یہی نظر آتا ہے۔

جناب سپیکر میں نے بات شروع کی ہے۔ باغات کے پانی میں جو دھاندلی ہوئی تھی۔ آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ جس گاؤں 517 گ ب کا میں نے ذکر کیا تھا' یہ ایل سی سی ایسٹ لوئر گوگیرہ ڈویژن میں بھاگٹ سب ڈویژن ہے' اس کا راجباہ ہے سمی پور مائنر۔ اس پر اس گاؤں کے کچھ اشخاص کو ناجائز طور پر باغات کا پانی تقسیم کیا گیا جن میں سے کچھ ایسے تھے جو کہ مر چکے تھے۔ مردہ لوگوں کو باغات کا پانی منظور کیا گیا۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ: پوائنٹ آف آرڈر میں انٹریشن چاہتا ہوں پانی زمین کو دیا جاتا ہے اور زمین کے مالک بدلتے رہتے ہیں۔ مردہ آدمی کو پانی نہیں دیتے۔ زمین کو پانی ملتا ہے جس میں باغ لگتا ہے۔ اور وہ وراثت میں مل جاتی ہے۔ ایک مر جائے تو بچوں کو مل جاتی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ مردہ آدمی کو پانی' تو پانی زمین کو ملتا ہے۔ تو انہیں کہیں کہ خدا کیلئے وقت ضائع نہ کریں۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! ان کی خدمت میں عرض ہے کہ میں نے ذکر باغات ہی کا کیا تھا۔ پانی تو ظاہر ہے کہ باغات کو دیا گیا' لیکن مردہ لوگوں کے نام پر ایگریمنٹ کئے گئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہی باغات کے پانی میں کچھ ایسے اشخاص بھی شامل ہیں جن کے جعلی مختار ناموں سے ایگریمنٹ کئے گئے۔ اس پر بڑے فسادات ہوئے۔ نقص امن کا معاملہ بھی پیش آیا۔ عورتوں اور مردوں کو گرفتار کیا گیا۔ انکوائریاں ہوئی اور تین انکوائریاں ایسی ہیں جو کہ جناب وزیر آبپاشی کے ذریعے سے چل رہی ہیں۔ احکامات یہ تھے کہ جب تک ان انکوائریوں کی رپورٹ نہیں آ جاتی تمام

کارروائی کو معطل کر دیا گیا تھا۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اس کے باوجود نیچے والے لوگ ساز باز کر کے کارروائی کئے جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ کے گوش گزار دوسرا قصہ یہ کرنا ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ہی کے ایک گاؤں '408 اور 405 ج ب میں ایک حاجی صاحب ہیں' الحاج نور احمد صاحب جو کہ عرصہ بیس پچیس سال سے سرکاری اراضی پر ناجائز قابض ہیں۔ اس معزز ایوان کے معزز ارکان کے نوٹس میں لانے والی یہ بات ہے کہ بیس پچیس سال کے دوران میں' جبکہ وہ اراضی منسوخ بھی ہو چکی ہے' چار دفعہ تحقیقات ہوئیں۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر' فاضل رکن متعلقہ نہیں ہیں۔ سرکاری اراضی پر قبضے سے اس تخفیف زر کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ انہیں ہدایت فرمائی جائے کے متعلقہ رہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: یہ تو آبپاشی کے متعلق بات ہے اور وہ کہتے ہیں کہ کوئی رقبے پر قابض ہے۔ یہ متفرقات میں تو نہیں آگئے؟

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر' یہ دو لفظ صرف ایک پس منظر بیان کرنے کے لئے کہے گئے تھے کہ ایسا شخص جو کہ سرکاری اراضی پر دھاندلی سے ناجائز قابض ہے' آگے میں عرض کرتا ہوں کہ ایک ناجائز قابض کے لئے محکمہ آبپاشی کی جو نوازشات ہیں' وہ سرکاری اراضی 38 مربعوں پر قابض ہے اس پر محکمہ آب پاشی کی نوازشات ہر سال اس کے لئے شوٹس نالیں کی منظور ہوتی ہے۔ یہ معاملہ کھیوڑہ مائنر کا ہے۔ جھنگ برانچ کی نہر ہے کھیوڑہ مائنر' اس پر اس حاجی صاحب کے لئے سوٹیں نالیں منظور کئے گئے لیکن نالوں کا جو ایگریمنٹ تھا' نوٹس کے اجراء کے لئے وہ تاریخ تھی 11.6.87 لیکن ان حضرت نے' حاجی صاحب نے دو جون ہی کو ان نالوں کو غیر قانونی طور پر کھول لیا۔ دو سو آدمیوں کا وفد ایکس ای این کو ملا' ایس ای کو ملا' ڈی سی کو ملا' اوورسیز کو ملا' ایس ڈی او کو ملا لیکن ان کی سننے کے لئے کوئی تیار نہیں ہے۔ یہ ایک چھوٹا راجباہ ہے۔ وہاں پر جو ٹیل ہے' مقصد یہ ہے کہ ٹیل پر تو پانی جاتا نہیں ہے لیکن محکمہ کچھ اشخاص کو وہ جو سلسلہ ہے اور ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ایک شخص کو رعایت دینے یا نوازنے کے لئے دو اڑھائی سو خاندان کو متاثر کیا جا رہا ہے جبکہ اس ٹیل پر پانی ہی نہیں جاتا۔

ایسے شخص کو چھوٹ دینے کی اجازت کہاں تک انصاف پر مبنی ہے۔ جناب سپیکر میری یہ عرض ہے کہ وزیر آب پاشی بہت شریف آدمی ہیں' ان کو اپنے محکمے پر گرفت سخت کرنی چاہئے۔

☆ (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کئے گئے)

جناب سپیکر: نوابزادہ محمد زرغام خان خاکوانی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

نوابزادہ محمد زرغام خان خاکوانی: جناب سپیکر! آپ کے سامنے میرے دوست نے یہ فرمایا ہے کہ حضرت قائداعظم کا سلسلہ ہے۔ کیا حضرت قائداعظم کی یہ وضاحت فرمائیں گے کہ یہ الفاظ انہوں نے کس مقصد کے لئے استعمال کئے ہیں۔ کیا حضرت قائداعظم نے یہی فرمایا تھا کہ آپ میرا نام رشوت میں استعمال کریں۔ ان کو اپنے الفاظ واپس لینے چاہئے اور یہ فضول باتیں چھوڑ کر اصل حقائق کی طرف آئیں۔ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر ہی میرے لیے ضروری ہو گیا ہے کہ میں اس کی تھوڑی وضاحت کروں پچھلے کسی گزشتہ اجلاس میں میں نے یہ تحریک پیش کی تھی۔

جناب سپیکر: قائداعظم رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ریمارکس اسمبلی کی کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں اور چودھری صاحب آپ اپنی کٹ موشن کے بارے میں بات کریں۔ نواب صاحب آپ تشریف رکھئے۔ کارروائی سے یہ الفاظ حذف ہو گئے ہیں۔ جس نیت کے ساتھ انہوں نے بات کی ہے اس کا آپ کو بھی غم ہے اور مجھے بھی۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر میں آخر میں یہ عرض کرونگا کہ میں نے جو مخصوص واقعات بیان کئے ہیں۔ میری جناب وزیر آبپاشی صاحب سے عرض ہے کہ وہ اپنے محکمہ پر اپنی گرفت سخت کریں اور خاص طور پر ان دو معاملات پر خصوصی توجہ فرمائیں اور ان کے حل کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کریں۔ خاص طور پر اضافی چھوٹ کا جو معاملہ ہے اس کو فوری طور پر منسوخ کرائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے جو لوگ ٹیل پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ پانی کی کمی سے متاثر ہوتے ہیں وہاں اس ضمن میں نقض امن کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔: شکریہ چودھری صاحب

جناب غلام سرور خان: جناب والا! میں ڈیمانڈ نمبر 2 جو محکمہ آبپاشی کے متعلقہ ہے اور ڈیمانڈ نمبر 14 یہ بھی اری گیشن کے متعلقہ ہے میں ان دونوں پر بات کروں گا اور فی الحال ڈیمانڈ نمبر 2 پر بات کروں گا۔ جناب سپیکر میری ایک کٹوتی کی تحریک جس کا تعلق ہمارے ضمنی بجٹ سے ہے میں نے

☆ (بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے)

ان دونوں تحریکوں میں جو آبپاشی کے متعلق ہیں میں اپنے حلقہ کے بارے میں نشاندہی کرنا چاہوں گا۔ کیونکہ پہلے بھی جناب وزیراعلیٰ اور جناب وزیر آبپاشی کے نوٹس میں یہ بھی بات لائی گئی ہے ۔ جناب سپیکر ضمنی بجٹ کا مفہوم یا میں نہیں سمجھتا ہوں یا ارباب اختیار اس سے ناآشنا ہیں۔ جناب سپیکر جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے اور جہاں تک میرا ناقص خیال ہے ' ضمنی بجٹ میں وہ اخراجات وہ چیزیں لائی جاتی ہیں جو ہنگامی قسم کی ہوں اور جن کی ضرورت ناگزیر ہو گئی ہو۔ لیکن یہاں پر صورتحال بالکل برعکس ہے ۔ غیر ضروری اخراجات اور غیرترقیاتی اخراجات خاص کر آبپاشی کے متعلقہ ضمنی بجٹ میں بہت زیادہ رکھے گئے ہیں ۔ اس سلسلے میں میں گزارش کروں گا کہ ضمنی بجٹ میں اری گیشن کے متعلق میں نے ایک عرض داشت جناب چیف منسٹر کو پیش کی تھی ۔ میرے دونوں اضلاع اٹک اور راولپنڈی کے بارانی علاقہ میں جو خان پور ڈیم بنایا گیا تھا اس کی ناقص تعمیر اور ناقص پلاننگ کی وجہ سے جو نہریں وہاں خان پور ڈیم سے نکالی گئی ہیں ہمارا ان دونوں اضلاع کا کم از کم ایک ہزار رقبہ جو اچھے قسم کے باغات پر مشتمل تھا ناقص پلاننگ اور ناقص تعمیر کی وجہ سے وہ بنجر اور غیرآباد ہو گیا ہے میں نے اس سلسلہ میں ایک تحریک التوائے کار گزشتہ اجلاس میں پیش کی تھی۔ کہ وہ وزیر آبپاشی کی یقین دھانی پر واپس لے لی گئی تھی۔ انہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ میں خود اس علاقہ کا دورہ کروں گا اور ان لوگوں سے جن لوگوں کی زمینیں غیرآباد ہوگئی ہیں اور جن لوگوں سے زیر دستی آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے ۔ ان لوگوں کے مسائل کو موقع پر دیکھوں گا۔ سنوں گا اور اسی سال ان کو حل کرنے کی کوشش کروں گا۔ حکومت کی پالیسی تو یہ ہے کہ غیر آباد علاقوں کو آباد کیا جائے لیکن بالکل اس کے برعکس میرے ان دونوں بارانی اضلاع جن کا ہزاروں ایکڑ رقبہ دریا سے آباد ہوتا تھا۔ حکومت اور خاص کر محکمہ انہار کی ناقص پلاننگ کی وجہ سے بالکل بنجر اور غیرآباد ہو گیا ہے ۔ جناب سپیکر ہمارا یہ رقبہ مالٹوں کے باغات کے لئے مشہور ہے اور اوپر سے ظلم یہ کیا گیا ہے کہ ان لوگوں سے زبردستی آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے ۔ اس سلسلے میں وزیراعلیٰ نے اپنی انکوائری ٹیم کو حکم دیا تھا کہ وہ موقع پر جائیں اور اس کی انکوائری کرکے رپورٹ دیں۔ انکوائری ٹیم بھی اس کی رپورٹ دے چکی ہے ۔ وہ پورا علاقہ محکمہ انہار کی ناقص پلاننگ اور ناقص تعمیر کی وجہ سے غیرآباد ہو گیا ہے ۔ اس سلسلہ میں متعلقہ منسٹر نے ایک میٹنگ بھی کی ہے یہ میٹنگ 22 جنوری 1987ء کو ہوئی تھی ' معلوم نہیں وزیر صاحب کو اس میٹنگ کے بارے میں کچھ یاد ہے یا نہیں اس میٹنگ میں فرمایا تھا کہ اس سال ان نہروں کی مرمت یا جو اضافی نہریں یہاں بنائی جائیں گی ان کے متعلق فیصلہ کر لیا جائے گا۔ لیکن جناب

سپیکر مجھے افسوس ہے جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں غیر ضروری اخراجات شامل کر لئے گئے ہیں ہمارے علاقہ کے 86 دیہات جن کا زیادہ تر رقبہ غیر آباد ہو گیا ہے ان کے متعلق ضمنی بجٹ میں کوئی پروویژن نہیں رکھی گئی ہے ۔ میری کٹوتی کی تحریک بھی اسی کے متعلق ہے۔ تقریباً۔ تین ڈیمانڈز میں پیسے رکھے گئے ہیں ۔ ڈیمانڈ نمبر 13 جو خالص ڈیو پلمنٹ کے متعلق ہے ار یگیشن کے لئے اس میں 25 لاکھ 86 ہزار 700 روپے رکھے گئے ہیں ۔ ڈیمانڈ نمبر 2 میں چار کروڑ 27 لاکھ 47 ہزار 310 روپے کی ڈیمانڈ کی گئی ہے اور ڈیمانڈ نمبر 14 میں 75 لاکھ 79 ہزار 600 روپے کی ڈیمانڈ کی گئی ہے۔ ار یگیشن کے متعلق تین جگہ ڈیمانڈ کی گئی ہے۔ ہمارا بارانی علاقہ ہے جسے آباد کرنے کے لئے بظاہر تو یہی کہا جاتا ہے کہ ہم نے تہیہ کیا ہوا ہے کہ بارانی علاقوں کو آباد کیا جائے گا۔ لیکن اس کے برعکس ڈیم کی ناقص تعمیر اور ناقص پلاننگ کی وجہ سے ہمارا آباد علاقہ بھی غیر آباد ہو گیا ہے ۔ میری یہ تحریک اس سلسلہ میں ہے۔ اگر ضمنی بجٹ میں کوئی پروویژن نہیں رکھی جا سکی تو کم از کم اس کے لئے آئندہ سال سالانہ بجٹ میں ہمارا یہ مسئلہ ہر ممکن طریقے سے حل کیا جائے ۔

جناب سپیکر: جی وزیر آبپاشی کچھ فرمانا چاہیں گے۔

وزیر آبپاشی (جناب محمد اقبال): جناب سپیکر! فاضل اراکین اسمبلی نے جس انداز میں ار یگیشن کے متعلق اپنی تجاویز پیش کی ہیں میں ان کا خیر مقدم کرتا ہوں اور کچھ نقائص کی بھی نشاندھی کی ہے اس کے لئے بھی میں مشکور ہوں ۔ لیکن جناب والا اس ڈیمانڈ کے شائد سمجھنے میں تھوڑا سا فرق محسوس ہوتا ہے ۔ یہ ڈیمانڈ بالکل ایمرجنسی basis پر ہم نے مانگی ہے میں اس کی تفصیلات جناب والا کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں 4 کروڑ 27 لاکھ 47 ہزار 3 سو روپے کی جو رقم ہے اس میں ہم نے سیلاب سے متاثرہ اہم کاموں کی بحالی کیلئے مندرجہ ذیل سکیمیں مانگی ہیں ۔ چونکہ اس میں اعداد و شمار ہیں اس لئے آپ سے پڑھنے کی اجازت چاہوں گا۔

بہاولپور ریجن

1 ۔ پنجند ہیڈ ورکس پر سیلاب سے متاثرہ کاموں کی بحالی کا کام ہے ۔ 82.12 لاکھ روپے ۔

2 ۔ رحیم یار خان سرکل میں 1986ء کے سیلاب اور بارشوں سے متاثرہ نہروں اور سیلاب کے پشتوں کی بحالی کا کام ہے ۔ 120.79 لاکھ روپے ۔

ملتان ریجن

1 ۔ غازی گھاٹ کپلیکس پر دریائے سندھ کے سیلاب سے متاثرہ رائٹ گائیڈ بنک اور لفٹ اپروچ روڈ کے زیریں پشتہ کی بحالی کا کام ہے ۔ 48.88 لاکھ روپے ۔

2 ۔ غازی گھاٹ کپلیکس پر دریائے سندھ کے متاثرہ پشتوں کی بحالی کا کام ہے۔ 58.66 لاکھ روپے

3 ۔ بلو کی ہیڈ ورکس پر سال 1986ء کے سیلابوں سے متاثرہ سپروں کی بحالی کا کام ہے ۔ 89.86 لاکھ روپے ۔

4 ۔ تونسہ بیراج ڈویژن میں 1986ء کے سیلابوں سے متاثرہ کاموں کی بحالی کا کام ہے ۔ 64.95 لاکھ روپے ۔

5 ۔ ڈیرہ جات سرکل میں دریائے سندھ کے 1986ء کے سیلابوں سے متاثرہ پشتہ جات کی بحالی کا کام ہے ۔ 16.33 لاکھ روپے ۔

6 ۔ تریموں بیراج پر اور سیلاب سے متاثرہ بائیں مارجنل بند کی بحالی کا کام ہے ۔ 6.41 لاکھ روپے چاہئے ۔

جناب والا ! میں نے یہ تفصیلات اس لئے عرض کی ہیں کہ یہ بڑے ایمرجنسی ورکس ہیں جو سیلاب سے نقصانات ہوتے ہیں۔ ان کو پورا کرنے کے لئے اور اس نظام کو بحال رکھنے کے لئے یہ رقوم مانگی گئی ہیں ۔ اس لئے یہ تو انتہائی اہم کام ہے ۔ اس کے علاوہ اری گیشن کا سارے کا سارا کام رک جاتا ہے ۔ اس میں میں فاضل اراکین کی خدمت میں صرف یہ عرض کرونگا کہ خیر والا ڈرینج کے بارے میں جو فاضل دوستوں نے بات کی ہے ۔ جناب والا یہ پروجیکٹ Accelereted پروگرام کے تحت واپڈا والے اسے کر رہے ہیں ۔ ابھی تک یہ زیر تکمیل ہے اور اس میں آؤٹ فال کا جہاں تک تعلق ہے اس ضمن میں کوئی شکایت ابھی تک وصول نہیں ہوئی تھی ۔ آج کچھ دوستوں نے نشاندھی کی ہے۔ اس میں انشاء اللہ واپڈا سے رابطہ کر کے اس کا پورا پورا حل کریں گے اور سیم نالوں کی صفائی کا پروگرام مرحلہ وار ہو رہا ہے ۔ نہروں کے پختہ کرنے کے بارے میں جو فاضل دوستوں نے فرمایا ہے اس میں مرحلہ وار پروگرام ہم کر رہے ہیں ۔ کمانڈ واٹر مینجمنٹ جو چھوٹی نہریں ہیں ان پر کام شروع ہو چکا ہے اور کافی علاقوں میں وہ کام ہو رہا ہے ۔ اس لئے میں فاضل دوستوں سے یہ گزارش کرونگا کہ اس ڈیمانڈ کی جو افادیت ہے اسے دیکھتے ہوئے اس کی جو تحریک انہوں نے پیش کی ہے ان کو مسترد کیا جائے اور اس ڈیمانڈ کو منظور کیا جائے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! متعلقہ وزیر ڈیمانڈ 2 کے متعلق جو کچھ فرما سکتے تھے فرما دیا۔ میں نے اس میں ڈیمانڈ نمبر 14 بھی شامل کی تھی۔ تو ڈیمانڈ نمبر 14 بھی پڑھ کر بتا دیں۔

وزیر آبپاشی: جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس پر عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ڈیمانڈ نمبر 14 کے بارے میں اس موقع پر کیسے جواب دیں گے۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! ڈیمانڈ نمبر 14 آئے گی تو اس موقع پر بات ہو جائے گی۔ ابھی وہ Take up ہونی ہے۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا! اس ضمن میں عرض ہے کہ مجھے بھی مجبور کیا گیا تھا کوئی Specific matter لاؤں۔ یہ اچھا ہوتا اگر محترم وزیر صاحب بھی اس ضمن میں کچھ نشاندہی فرماتے یا پھر کچھ یقین دہانی کراتے کہ اس کی بہتری کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔

جناب سپیکر!: چوہدری صاحب اور غلام سرور خان صاحب چاہتے ہیں کہ شائد گلوٹین اپلائی ہو جائے اور یہ ڈیمانڈ 14 اور دوسری یہاں Take up نہ ہو سکیں تو اس لئے مختصراً آپ اگر اس بارے میں کہہ سکتے ہیں تو کہہ دیں۔

وزیر آبپاشی: جناب والا! میں نے آپ سے اجازت مانگی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!: جی ارشاد فرمائیں۔

وزیر آبپاشی: جناب والا! جہاں تک سردار صاحب نے خان پور ڈیم کے بارے میں فرمایا ہے تو ہم نے جناب چیف منسٹر صاحب کی ہدایت کے مطابق اس پر میٹنگ کی۔ واپڈا والوں نے خان پور ڈیم کی تعمیر کی تھی۔ تو اس میں جو جو نقائص جناب وزیر اعلیٰ کی ٹیم نے بتائے تھے اس کے متعلق تفصیل سے وہاں بحث ہوئی۔ واپڈا والوں نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ اس میں جو نقائص ہیں ہم انہیں حل کر کے ان کے مسئلے کا جائز حل کر دیں گے۔ اور انہوں نے باقاعدہ ایک مہینے کا ٹائم دیا ہے۔ اس میں وہ سارا کام کر کے ہمیں رپورٹ دیں گے اور ہم جناب وزیر اعلیٰ کو پیش کر دیں گے اور انشاء اللہ وہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ جو جناب چوہدری رفیق صاحب نے مسئلہ پوائنٹ آؤٹ کیا

ہے ۔ انہوں نے اس پر انکوائری آرڈر کرائے تھے ۔ میں نے انکوائری آرڈر کر دیئے ہیں ۔ لیکن وہاں کا مسئلہ کافی تلخ ہے ۔ ان سے عرض کیا تھا کہ متعلقہ ایم پی اے چوہدری رفیق صاحب ایک آپ ہو جائیں ایک دوسرے حلقے کے ایم پی اے ہیں ۔ دونوں کے مابین آپس میں کافی تلخی پائی جاتی ہے ۔ میں نے کہا آپ ہمارے ساتھ رابطہ کریں ۔ اس مسئلے کو ہم وہاں جا کر موقع پر حل کرا دیں گے ۔ میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ اس میں چوہدری رفیق صاحب کچھ اجتناب کر رہے ہیں ۔ معلوم نہیں شائد ان کو ووٹروں کے ناراض ہونے کا خدشہ ہے یا کیا ایسی مشکل ہے جو میں نہیں سمجھ سکا ۔ اس میں یہ خود ہمارے ساتھ رابطہ کرنے سے تھوڑا سا احتراز کر رہے ہیں ۔ اگر یہ ہمارا ساتھ دیں تو میں موقع پر جا کر اس سارے مسئلے کو حل کرنے کے لئے تیار ہوں ۔

جناب غلام سرور خان : جناب سپیکر ! یہ خان پور ڈیم کے متعلق متعلقہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ واپڈا نے بنایا ہے اور جو وہاں سے نہریں نکالی گئی ہیں وہ بھی واپڈا نے بنائی ہیں ۔ اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ میں خود بھی کئی دفعہ واپڈا کے حکام سے ملا ہوں ۔ خان پور ڈیم کی حد تک تو وہ تسلیم کرتے ہیں کہ ڈیم ہم نے بنایا ہے اور اس میں جو کچھ بھی غلطی ہے وہ ہم دور کریں گے ۔ جہاں تک خان پور ڈیم کی نہروں کا تعلق ہے جو کہ محکمہ انہار پنجاب کے زیر نگرانی اور ان کی پلاننگ پر تعمیر کی گئی ہیں ۔ اس ناقص پلاننگ اور ناقص تعمیر کی وجہ سے ہمارا ہزاروں ایکٹر رقبہ غیر آباد ہو گیا ہے ۔ اس سلسلے میں یہ یقین دہانی فرمائیں ۔

وزیر آبپاشی : جناب والا ! میں نے جو عرض کی ہے شائد میرے فاضل دوست میری بات کو سمجھے نہیں ۔ ابھی تک ڈیم میں جو نقائص ہیں جب تک وہ انہیں دور نہیں کرتے اس وقت تک محکمہ انہار مداخلت نہیں کر سکتا کیونکہ بنیادی طور پر وہ پراجیکٹ واپڈا کا ہے ۔ جب وہ نقائص دور ہو جائیں گے پھر ہم اسے Take over کر کے ان کے سارے مسئلے حل کر دیں گے ۔

جناب سپیکر !: شکریہ ۔ آپ تشریف رکھیں اب سوال یہ ہے :۔

کہ 4 کروڑ 27 لاکھ 310 روپے کی کل رقم بسلسلہ مد نمبر 9 آبپاشی و بحالی اراضی میں 100 روپے کی کمی کر دی جائے ۔

(تحریک نامنظور کی گئی)

اب سوال یہ ہے ۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 4 کروڑ 27 لاکھ 47 ہزار 310 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر3

وزیر خزانہ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 17لاکھ 44 ہزار 920 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 17 لاکھ 44 ہزار 920 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔

No body is going to oppose it

سید طاہر احمد شاہ: Opposed

میاں محمد اسحاق: Opposed

جناب سپیکر: اس پر مندرجہ ذیل حضرات کی طرف سے کٹ موشز ہیں۔

میاں محمد افضل حیات

سید طاہر احمد شاہ

میاں محمد اسحاق

جناب ریاض حشمت جنجوعہ
چوہدری فضل حسین راہی
چوہدری محمد رفیق
جناب غلام سرور خان

SYED TAHIR AHMAD SHAH :
Sir, I move :
That the total of Rs. 17, 44, 920. 00 on account of (Grant No. 12) Jails and Convict Settlements be reduced by Rs. 100. 00.

MR SPEAKER : The motion moved is :
That the total of Rs. 17, 44, 920. 00 on account of (Grant No. 12) Jails and Convict Settlements be reduced by Rs. 100. 00.

MINISTER FOR INDUSTRIES : I oppose it Sir.

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! آج میرا خیال ہے کہ رولنگ پارٹی کے ارکان ذہنی طور پر سوئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ انہیں پتہ ہی نہیں ہے کہ سوال کیا ہے

جناب سپیکر: اس پر میاں صاحب آپ فرمانا چاہیں گے۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! یہ جیل خانہ جات اور پولیس ہمارے صوبے میں دو ایسے محکمے ہیں جو کہ اصلاح طلب ہیں اور اگر ہم دیکھیں تو ان محکمہ جات کی صحیح طور پر اصلاح کی جائے تو میرا خیال ہے کہ کافی برائیاں معاشرے کی دور کی جا سکتی ہیں جب ہم کسی ملزم کو پکڑ کر جیل میں بند کر دیتے ہیں تو چہ جائیکہ اس کی اصلاح ہو اور اس کی تربیت پر پیسہ خرچ کیا جائے اور آئندہ کے لیے اس کو سدھارنے کے لیے کوئی طریقہ کار وضع کیا جائے۔ دیکھنے میں یہ بات آئی ہے کہ جیل خانہ جات پر اتنا پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ یہ صرف وہاں پر جو گھناؤنے قسم کے جرائم ہیں ان کی تربیت دی جا رہی ہے۔ ہونا یہ چاہئے جناب والا کہ وہ لوگ جو کہ عادی قسم کے مجرم ہیں۔ ان کو جیلوں میں الگ رکھا جائے اور جو کسی نہ کسی مصیبت میں اتفاقاً پہلی مرتبہ جائز یا ناجائز طور پر کسی جرم میں ملوث ہوتے ہیں یا کر دیئے جاتے ہیں۔ ان کو ان سے علیحدہ رکھا جائے تاکہ وہ عادی قسم کے مجرم نہ بن سکیں اگر ہمارے وزیر اعلیٰ ان معزز اراکین میں سے ایک ٹیم مقرر کریں جو ان جیل خانہ جات کی انسپکشن کروائیں تو وہ دیکھیں گے کہ جو عادی قسم کے مجرم ہیں وہ جب چاہیں گھر آ سکتے ہیں اور جب چاہیں وہ جیل میں جا

سکتے ہیں ۔ ان کو اتنی آزادی دی جاتی ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اس طرف کبھی بھی دھیان نہیں دی ہے ۔ خیال ہی نہیں کیا ہے کہ جو لوگ جیل میں اتنے عادی قسم کے مجرم بنے بیٹھے ہیں ۔ وہ اپنی من مانیاں وہاں پر کر رہے ہیں اگر ان پر صحیح معنوں میں گرفت کی جائے اور ان کو وہاں نگرانی میں رکھا جائے تو میرا خیال ہے کہ وہ جیلوں میں آ کر اتنے گھناؤنے قسم کے جرائم اور واردات کر کے دوبارہ سہ بارہ جیل میں چلے جاتے ہیں اور ان کا کسی کو.....

وزیر صنعت : جناب سپیکر ! مطالبہ زر نمبر 3 جو کٹوتی کی تحریک زیر بحث ہے یہ ٹوکن کٹ کے زمرے میں آ رہی ہے اور قاعدہ نمبر 116 (سی) کے آخری پیرا کے مطابق اس میں کسی **Particular Crieveance** زیر بحث کر سکتے ہیں سے باہر نہیں جا سکتے ہیں ۔

I would request the Member that he should be relevant to the particular grievance as far as cut-motion is concerned.

میاں محمد اسحاق : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ جو آپ ہم سے عوام سے حکومت پاکستان 1744920 روپے مانگ رہی ہے ۔ یہ جس سلسلہ میں خرچ ہونا ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کر رہا تھا کہ اس کو صحیح معنوں میں وہاں کیسے خرچ کیا جائے اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس کو مخصوص طریقہ پر خرچ کیا جائے ۔ تو میں اس کے لئے تھوڑی بیک گراؤنڈ عرض کرنا چاہتا تھا اور وہ یہ ہے کہ جو جیلوں میں ملزم ہیں ۔ ان کے لئے وہاں پر کچھ نہ کچھ صحیح تربیت کرنے کے لئے ادارہ قائم کیا جائے اور یہ پیسہ ان پر خرچ کیا جائے جو کہ وہاں پر عادی قسم کے مجرم ہیں ۔

وزیر جنگلات اینڈ ٹورزم: جناب سپیکر ! ابھی جناب غلام حیدر وائیں صاحب نے کہا ہے کہ سپیشل وجوہ پر بات کریں۔ اگر انہوں نے پالیسی پر بات کرنی تھی تو کم از کم ٹوکن کٹ کی جگہ پالیسی کٹ دیتے پھر اس پر بات کر لیتے ۔

It is not that intelligent. He should stop talking now, He should have been intelligent enough to give a policy cut instead of token cut.

جناب سپیکر: اس سلسلہ میں جناب لاء منسٹر ہماری کچھ رہنمائی فرمائیں گے ۔

وزیر قانون: جہاں تک اعتراض کا تعلق ہے ۔ ان کی تقریر کچھ لمبی ہو گئی تھی لیکن انہوں نے جو

مسئلہ پہلے اٹھایا تھا۔ سیاسی قیدیوں کا اور دوسرے قیدیوں کا چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے آپ کو اس پر مرکوز کرتے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اور فاضل وزراء کی توجہ اسی قاعدے اور اس کے ذیلی قاعدے کے الفاظ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو کہ یہ ہیں۔ یہ قاعدہ نمبر 116 کا ذیلی قاعدہ (سی) ہے۔

116(C) "That the amount of the demand be reduced by Rs. 100. 00" in order to ventilate a specific grievance which is within the sphere of the responsibility of the Government. Such a motion shall be know as "Token Cut" and the discussion there.on shall be confined to the particular grievance specified in the motion.

ذرا غور فرمایئے۔

What is our specific grievance.

It is "To discuss the failure of the Government tc improve the conditions in Jails and lack of proper planning."

اس میں میرے خیال کے مطابق میاں اسحاق صاحب بالکل Relevant ہیں۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ چونکہ کٹ موشن دیتے وقت فاضل ممبران کی اپنی رائے اور اپنا انداز ہوتا اور وہ جو چاہیں اس کٹوتی کی تحریک میں الفاظ دے دیں۔ رولز کے مطابق یہ کٹ موشن قاعدہ 116 کے مطابق دی گئی ہے اور یہ 116 (سی) کے زمرے میں آتی ہے جس میں 100 روپے کی کٹوتی کی تجویز کی گئی ہے۔ قاعدہ 116 (سی) کا متعلقہ پورشن یہ ہے۔

116(C) "Token cut" and the discussion thereon shall be confined to the particular grievance specified in the motion.

دراصل موشن میں ہی کسی خاص اور Specific بات کا حوالہ دینا چاہئے تھا لیکن ایسا نہیں کیا گیا اب اس کو اس لحاظ سے تو رول آؤٹ نہیں کیا جا سکتا پھر بھی To be very Relevant token out جو ہے۔ اس کیلئے

We must be specific, It mean specific to a particular matter regarding this department.

قواعد کے مطابق انہیں کٹوتی کی تحریک کو کسی خاص مسئلے کی حد تک ہی زیر بحث لانا چاہئے۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں جناب وائیں صاحب نے ' جناب سردار عارف رشید صاحب نے اور جناب وزیر قانون نے بات کی نشاندھی کی ہے۔ اسی سلسلے میں سید طاہر احمد شاہ نے اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے اس میں میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ ٹوکن کٹ میں ' یہ جو کٹ موشن ہے ' اسی کٹ موشن میں Specific Crievance کا ذکر ہونا چاہیئے ۔ اگر Specific Crievance کا ذکر نہیں ہے تو وہ موشن ہی بذات خود درست نہیں ہوتی ' آئندہ احتیاط کیلئے میں یہ عرض کر رہا ہوں ۔ اس لئے میاں صاحب آپ اپنے آپ کو Confine کریں اگر آپ کا کوئی Specific Grievance ہے تو آپ اس پر بات کر سکتے ہیں ۔

MINISTER FOR AGRICULTURE : Sir, I would submit before your honour on the point, as you know in the first session of the Assembly this question arose for discussion and your ruling is n record. As a courtesy to our senior opposition member we actually did not oppose the motion. Otherwise this motion is not in order.

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے ۔ میاں صاحب آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے آپ کی اگر کوئی Specific Grievance ہیں تو اس پر بات کرنا چاہیں گے ۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں یہی عرض کر رہا تھا کہ جو ملزمان جیل میں رکھے جاتے ہیں انہیں کیسے رکھا جاتا ہے اور یہ جو پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے اسے کیسے بہتر طریقے سے استعمال کیا جائے ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ پیسہ صحیح طریقے سے خرچ نہیں کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب یہ بات Specific نہیں ہے ۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا یہ اس طرح سے Specific ہے کہ اکثر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب یہ Specific نہیں ہے ۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! specific میں ہم آپ کو کیا بتائیں میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ پیسہ جو خرچ کیا جا رہا ہے ۔ مثال کے طور پر لاہور کی جیل ہے ' اگر آپ ہم پر یہ قدغن لگاتے ہیں کہ وہاں پر جو معاملات ہو رہے ہیں اور یہ پیسہ اسی مد میں ہی خرچ کیا جا رہا ہے تو کیا اس سلسلے میں نشاندھی کرنا مناسب نہیں ہے کہ جہاں پر عادی مجرم رکھے جاتے ہیں ' یہ پیسہ دوسرے مجرموں یا عادی مجرموں پر صحیح معنوں میں خرچ کیا جائے ۔

جناب سپیکر: نہیں میاں صاحب اس طرح نہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا اگر میاں صاحب کی کوئی Grievance ہیں تو ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ چند یوم جیل میں آکر رہیں اور خود آکر دیکھیں کہ ہم نے اس میں کتنی اصلاح کی ہے (قہقہے)۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب اس سلسلے میں آپ بھی کچھ کہنا چاہیں گے؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں عرض کروں۔

جناب سپیکر: فرمایئے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر چونکہ آپ نے فنی نقطہ نگاہ سے 'اس کٹ موشن پر رولنگ دیدی ہے' اس لئے اس پر میں اب زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا اور میں اپنے آپ کو ایک تو قواعد کے اندر رہنے کی وجہ سے اور دوسرا وقت کی قلت کے باعث میں صرف ایک ہی پوائنٹ آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ماضی میں جب ہمارے وطن عزیز میں مارشل لاء کا دور تھا تو مارشل لاء کے دور میں ایسے بے شمار سیاسی کارکنان جیلوں میں پڑے ہیں جنہوں نے جمہوریت کی بحالی کیلئے جدوجہد کی' جنہوں نے جلوس نکالے جنہوں نے احتجاجی مظاہرے کئے اور فوجی عدالتوں میں انہیں جیلوں میں پابند سلاسل ہی نہ کیا بلکہ انہیں طویل المعیاد سزائیں سنائی گئیں۔ حالانکہ انہوں نے کسی اخلاقی جرم کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔ انہوں نے سیاسی سرگرمیوں' سیاسی عمل اور جمہوریت کی بحالی کیلئے قربانیاں دی تھیں اور ان لوگوں کی قربانیوں کی وجہ سے ہی۔

وزیر صنعت: جناب والا! میں یہ پھر عرض کروں گا کہ فاضل رکن کو اس کٹوتی کی تحریک کے اندر رہتے ہوئے اس بات کی نشاندھی کرنی چاہئے کہ اس وقت کونسے سیاسی قیدی ہیں جو ان کے خیال کے مطابق سیاسی ہیں اور ان کو جیل میں رکھا گیا ہے۔ ان حقائق کے پیش ہونے پر ہی ہم اس کا صحیح جواب دے سکیں گے۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں اس ایوان میں قائد ایوان کی نشست پر بیٹھنے والے پنجاب

کے ایک سپوت جس کا نام ملک غلام مصطفیٰ کھر ہے' میں ایک نام تو وہ پیش کرتا ہوں اور میں اپنے شہر سے تعلق رکھنے والے ایک سیاسی کارکن صوفی امین کا بھی ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں اور دائیں صاحب آپ کو شاید یہ جان کر حیرانگی ہو گی کہ اس بیچارے کو جو ایک تنومند نوجوان تھا جب وہ جیل میں گیا تھا اور 25 سال کی اسے سزا سنائی گئی آج وہ ذیابیطس کا مریض ہے۔ آج وہ دل کا مریض ہے' آج وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے۔ اس کے علاج پر صحیح توجہ نہیں دی جا رہی۔ بلکہ ستم بالائے ستم اس بیچارے کا تعلق فیصل آباد سے ہے' ایک چھوٹے گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اسے آپ نے ملتان جیل میں منتقل کر دیا ہے۔ ///

MINISTER FOR AGRICULTURE : - Sir, as already pointed out the question is very simple. More than once adjournment motion was moved on this point and it has been decided time and again.

کہ جب کوئی بھی قیدی یا سیاسی قیدی کسی عدالت میں چالان ہو کر اس کو کسی فوجداری جرم میں سزا ہوتی ہے تو وہ سیاسی قیدیوں کی تعریف میں نہیں آتا۔ جن قیدیوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کو باقاعدہ عدالت میں مقدمہ چلا کر صفائی کا موقع دیکر وہ کسی فوجداری مقدمے میں ملوث ہو کر ان کو سزا ہوئی ہے۔ ان کو کسی طور پر سیاسی قیدیوں کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے یہ کہنا کہ یہ سیاسی قیدی ہیں اور خود ہی یہ فیصلہ کرنا کہ ان کو عدالت سے 25 سال سزا ہوئی ہے وہ سیاسی قیدیوں کی تعریف میں نہیں آ سکتے۔ اس پر جناب کی رولنگ بھی آ چکی ہے اور پورا ایوان اس کو مسترد بھی کر چکا ہے۔ کہ کوئی ایسا قیدی جس کا باقاعدہ چالان ہو کر' باقاعدہ عدالت میں مقدمہ چلا کر اور باقاعدہ صفائی کا موقع دیکر کسی فوجداری مقدمے میں سزایاب ہو وہ سیاسی قیدی کی تعریف میں نہیں آ سکتا۔ اس لئے اس کا حوالہ دینا قطعی غلط ہے۔

جناب سپیکر: یہ بات تو جواب میں بھی کہی جا سکتی ہے۔ لیکن اس کٹ موشن میں انہیں یہ Specific بات کرنے سے روکا نہیں جا سکتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! ان کی جو اصل کٹ موشن ہے اس میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: یہ بات آپ کی درست ہے کٹ موشن میں یہ بات آنی چاہئے تھی اور کٹ موشن

کے بارے میں میں پہلے وضاحت کر چکا ہوں ۔ لیکن چونکہ اس کٹ موشن کی پہلے اجازت دی جا چکی ہے اس لئے میں اس کو Entertain کر رہا ہوں ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں نے اپنی یاداشت کے مطابق دو افراد کے یا دو شخصیات کے نام لئے ہیں اس قسم کے دیگر بے شمار ایسے لوگ قید خانوں میں پابند سلاسل ہیں جو کہ خطرناک بیماریوں کی زد میں آ چکے ہیں ان کے علاج معالجے پر صحیح توجہ نہیں دی جا رہی۔ میں تو یہ کہوں گا کہ انسانی ہمدردی کی بنیادوں پر پنجاب کے حکومت ان کے ساتھ ' ان کی بیماری کے پیش نظر کم از کم بہتر طبی سہولیات فراہم کرے ' انہیں جیلوں سے نکال کر ' ایسے افراد کو جو کہ بے شک آپ نہ مانیں آپ کا موقف اپنا ہے ہمارا اپنا موقف ہے ... ہم سیاسی کارکنوں کو سیاسی ہی سمجھتے ہیں اور وہ سیاسی ہیں آپ کے کہنے سے یا نہ کہنے سے ہمارے کہنے یا نہ کہنے سے ہمارے ماننے یا نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے ۔ جناب سپیکر یہ ویسے بھی انسانی ہمدردی کے اصولوں کے خلاف ہے ۔ اگر کوئی شخص بیمار ہے تو ہم اس کا علاج کروائیں ' اس کی دیکھ بھال کریں ۔ اس وقت مارشل لاء تو رخصت ہو چکا ہے اب وہ اس قسم کی کوئی کارروائیاں نہیں کرتے۔ سپیکر اس لئے چاہیے تو یہ اب وہ اس وقت محترم قائد ایوان بھی اس ایوان میں تشریف فرما ہیں تو میں ان سے آپ کی وساطت سے یہ مؤدبانہ التجا کروں گا کہ انسانیت کے نام پر شرافت کے نام پر اور جمہوریت کے نام پر ان لوگوں کے کیسوں پر نظرثانی کریں اور اگر یہ ان کی سزاؤں کو قانونی پیچیدگیوں کی وجہ سے ختم نہیں کر سکتے اور آئین میں آٹھویں ترمیم اور آرٹیکل 270 (اے) کی وجہ سے اگر ان کو رہا نہیں کر سکتے ان کی بقیہ سزا کو معاف نہیں کر سکتے تو کم از کم ان کی سزاؤں میں جو قائد ایوان کو صوبائی سربراہ ہونے کی حیثیت سے جیل کے وزیر کو جیلوں کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے جو اختیارات آئین اور قانون نے انہیں دیئے ہیں ان اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے جو ان کے اختیارات میں ہے ان کی سزا میں کمی کریں۔ جناب سپیکر یہی میرا مقصد تھا کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ کم از کم ان لوگوں نے جنہوں نے ہمارے ملک میں جمہوریت کی بحالی کیلئے قربانیاں دی ہیں کہ ان کے ساتھ اور ان کے بارے میں ہم اچھے طریقے سے غور کریں اور موجودہ حکومت ہماری ان معروضات پر ہمدردانہ غور فرمائیے ۔ شکریہ۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر میری بھی کٹ موشن ہے ۔

جناب سپیکر۔ جی ارشاد فرمائیے ۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں درخواست ایہہ ہے کہ مینوں پنجابی دے وچ تقریر کرن دی اجازت دے دیو۔

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمائیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا ہاؤس دے وچ چوہدری عبدالغفور صاحب نے بیان جاری کیتا کہ جنہاں لوکاں دا چالان ہو گیا ہو دے تے اونہاں نوں عدالت دے وچ پیش کیتا گیا ہو دے اوناں نوں ڈینس دا موقع دتا گیا ہو دے اوناں دے وکلا نوں وی ایسا ماحول Create کر کے دتا گیا ہووے او وی اپنے Clients دی پیروی کر سکدے ہون فیر تاں اسی اے ای کہواں گے قانون دے تقاضے پورے ہوئے تے اسی اوناں نوں تسلیم وی کراں گے کہ آئینی پروسیجر دے تحت اونہاں لوکاں نوں سزاواں ملیاں نے پر ویکھن والی چیز تے اے .....

MINISTER FOR AGRICULTURE :-

Sir, I am on point of information.

I am being misquoted. I said a criminal case has been registered against a certain person for a criminal offence. First a case is registered and then tried by a court.

جناب سپیکر: جی درست ہے۔

جناب فضل حسین راہی: میں ایسی طرح عرض کراں گا کہ واردات ہوندی اے لاہور وچ' اک واردات ہوندی اے پنڈی وچ' اک واردات ہوندی اے کراچی وچ' یا فیر واردات ہوندی اے پشاور وچ اگر تے ایناں چواں واردتاں دیاں چار ای ایف آئی آراں مرتب کیتیاں جان جیہڑیاں قانونی تے آئینی پروسیجر دے تحت وی ضروری نئے تے جس تھانے دی حدود وچ وقوعہ ہویا ہو اوسے تھانے دے وچ ای اودی ایف آئی آر جیہڑی آ او کٹی جاندی اے جیہڑا آئینی پروسیجر اے جدھے توں کوئی وی شخص جیہڑا اتھے بیٹھا ہے او انکار نئیں کر سکدا فیر تاں اسیں کہواں گے کہ اے اک ایف آئی آر جیہڑی مرتب کیتیں گئی ایدی بنیاد سے اگے اوس تھانے دے اندر کارروائی کیتی جائے۔ایف آئی آر جس تھانے دے اندر درج کیتی جائے اودا تے باقی دا پروسیجر جیہڑا اے اونوں مکمل کرن توں بعد دا اک ایف آئی آر نوں عدالت تک پہنچایا جائے اے تے اک ہویا قانونی طریقہ۔ اے لیگل طریقہ پر مینوں گل دی سمجھ نئیں آوندی جناب والا کہ 54 بندیاں نوں گرفتار کرن توں بعد اوناں 54 بندیاں

وی اک ایف آئی آر درج کر دینے آں ' تے اسی ارناں بندیاں نو پاکستان دے طول و عرض دے وچ کیتیاں جان والیاں وارداتاں دے وچ ملوث کر کے ہر واردات دا ارتاں نوں مجرم بنانے آں تے فیر آئینی پروسیجر پورا کرن دے علاوہ اونہاں بندیاں نوں Convict کرن دا فیصلہ دتا اے ' سیاسی بنیاد تے جیہڑا اوناں لوکاں دے خلاف اک ایف آئی آر دی شکل وچ درج کیتی جاندی اے ۔ جس طرح اینہاں نے کہیا کہ اگر اوناں نوں ڈیفنس جیہڑا ہے او مہیا کیتا گیا ہووے تے فیر او سیاسی بندے نئیں رہندے۔ میں تے اے کہنا واں کہ اوناں نوں ڈیفنس مہیا ای نئیں کیتا گیا۔ اوناں دے وکیلاں نوں اونہاں دا کیس نئیں لڑن دتا گیا۔ اوناں دا کیس اگر عام عدالت دے وچ وی بھیج دتا جاندا تے اسی کہواں گے کہ پاکستان دے معروف آئینی تقاضے دے تحت اوناں دا کیس جیہڑا اے او Deal ہویا اے تے اودے مطابق اوناں نوں 25 سال دی سزا ہوئی۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! بات تو جیل کے متعلق ہو رہی ہے کسی مقدمے کے متعلق نہیں ہو رہی ۔ میں یہ کہوں گا کہ وہ Specifically اسی پوائنٹ پر آجائیں جیسا کہ پہلے ہم ان سے درخواست کر چکے ہیں ۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب کی بات درست ہے ۔ آپ Specific Grievance کی بات کریں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا میں اے دسناں چاہنا واں کہ 76 آدمی پنجاب دیاں جیلاں دے وچ سیاسی قیدی موجود نے' جنہاں نوں 25 سال توں زیادہ دی دی تے 25 سال توں تھوڑی دی سزا ہوئی اے۔ میں اوناں دے متعلق اے عرض کرنا چاہناں واں کہ اوناں نوں ڈیفنس دا موقع نئیں دتا گیا۔ اوناں دے وکیلاں نوں اوناں دا کیس Plead کرن دا موقع نئیں دتا گیا اوناں دے کیس دا جیہڑا ٹرائل آ او اوناں دا جیل دے اندر ہویا تے اوناں نوں سزاواں دین واسطے غیر آئینی عدالتاں تشکیل دتیاں گیاں۔

جناب محمد صدیق انصاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر راجہ صاحب نے ایک پوائنٹ آف آرڈر لیا تھا اور جناب نے اس کا نوٹس لیتے ہوئے اسے درست کہا اس کے باوجود فاضل ممبر اسی پوائنٹ پر بات کر رہے ہیں آیا یہ درست ہے ؟

جناب سپیکر: جی نہیں یہ درست نہیں ہے۔ راہی صاحب Relevant بات کیجئے اور بات

to the point کیجئے ۔ آپ کی جو کٹ موشن ہے اس کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے بات کیجئے ۔

چودھری محمد صدیق : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر اک طرف مجھے سمجھ نئیں کہ اک طرف بولتے چوریاں ہو رئی ہیں ' ڈاکے ڈالے جا رے ہیں' قتل ہو رے ہیں اور اک طرف ہمارے فاضل رکن قیدیوں کی حمایت کر رہے ہیں اگر ان کو سخت سے سخت سزا نہیں ملے گی تو پھر روک تھام کیسے ہو سکتی ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ایک طرف کہتے ہیں کہ وہ بیمار ہیں' بیمار ہیں تو ان کو دوائی بھیج دیں ان کو پنکھے لگا دیں۔ ایئر کنڈیشنڈ لگا دیں اگر ایئر کنڈیشنڈ لگا دیں گے تو ان کو سہولتیں ہوں گی۔ پھر قتل کیسے رک سکتے ہیں ۔ چوری کیسے رک سکتی ہے ۔ مجھے یہ جواب دیں ۔ ایک طرف آپ حکومت کو تسلیم نہیں کرتے' کسی ایف آئی آر کو تسلیم نہیں کرتے ۔ آپ کیسے تسلیم نہیں کرتے ' آپ کس ملک کو تسلیم کرتے ہیں۔ سلام علیکم ..... (قہقہے)

جناب فضل حسین راہی ۔ : اے سلام علیکم دا مطلب ہوندا اے لعنت ہووے ساریاں تے۔ السلام علیکم کیئی دا اے ۔ جے کہنا ہووے سلام علیکم نیئں کہیں دا ' اگر ایہہ ای کہنا تے وزیراں نوں کہیا کرو۔

چودھری محمد صدیق : آپ کے کان میں روں پڑا ہوا ہے ۔ (قہقہے)
میں تے السلام علیکم کہنا آں ۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا۔ ا ۔تہاں دی تے میرے بھائی چودھری صدیق صاحب دی گل تے سارا ایوان جیہڑا اے او خوش ہویا اے 'گویا سارے ایوان نوں ا ۔تہاں دی گل پسند آئی اے تے سارا ایوان اے سمجھ دا اے کہ اے کوئی قابل اعتراض گل نیئں .....

چودھری محمد صدیق : غلط بات میں خوش نہیں ہوتے۔ سمجھ گئے آپ کے جو خیال ہیں' ٹھیک ہیں جہاں لگے ہیں لگے رہیں آپ ملک کو کیسے کہہ سکتے ہیں (قہقہے) سمجھ گئے۔ آپ کے خیال جو ہیں وہ پیچیدہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب تشریف رکھیں۔ کیا فضل حسین راہی صاحب آپ اپنی بات کو ختم کر چکے ہیں ۔

جناب فضل حسین راہی: نہیں جناب والا میں تو ابھی اپنی بات کر رہا ہوں ۔ او پوائنٹ آف

آرڈر تے کھڑے ہوگئے سی اونہاں توں بعد میں بیٹھ گیا....

سید اقبال احمد شاہ : جناب سپیکر میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ آپ اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے ان کا مقابلہ کہیں باہر کروا دیں۔ پنجابی کا..... (قہقہے)

جناب سپیکر: شکریہ آپ تشریف رکھیں۔ راہی صاحب to the Point اور اپنی بات کو ختم کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی: جی میں صرف اک منٹ دے وچ گل ختم کر دینا میں صرف اے دساں چاہنا جناب سپیکر کہ فیصلے اگر آئین دے معروف تقاضیاں دے تحت ہوئے ہون تے اوناں دے وچ کوئی بندہ ایس توں علاوہ کچھ نئیں کہہ سکدا کہ اوناں نوں کوئی رعایت دے دتی جائے لیکن جناب سپیکر آئین دے معروف تقاضیاں دے تحت فیصلے نئیں ہوئے۔ غیر آئینی فوجی عدالتاں تشکیل دتیاں گیاں جیہڑیاں آئین دے مطابق نئیں سی.....

چودھری گل نواز خان وڑائچ: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر آپ بارہا فرما چکے ہیں کہ جو کچھ ان کا موو ہے اس دائرہ میں رہیں باہر نہ جائیں وہ پھر بار بار بھٹک رہے ہیں۔ خدا کے لئے انہیں کنٹرول کریں تاکہ ہاؤس کا وقت تو نہ ضائع ہو۔

جناب فضل حسین راہی: ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

MINISTER FOR LAW : This is contempt of Speaker.

This is too much

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ بات نامناسب ہے۔ راہی صاحب یہ بات نامناسب ہے۔ آپ الفاظ واپس لیں۔

جناب فضل حسین راہی : میں اے الفاظ واپس لیناں آں۔ جناب۔ میں معذرت وی کردان سر۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ : یہ بار بار Derail ہو رہے ہیں۔

رانا پھول محمد خان : کیا آئین کی آٹھویں ترمیم اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ فوجی عدالتوں کے

---

* * (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کئے گئے)

فیصلوں کو زیر بحث لایا جا سکے یا کسی عدالت میں چیلنج کیا جا سکے یا اس پر ہم بحث کر سکتے ہیں یا یہ ہمارے دائرہ اختیار میں ہے۔

جناب سپیکر: جی ہم اس پر بحث نہیں کر سکتے۔

رانا پھول محمد خان: تو پھر جناب والا' اگر ہم Relevant نہ ہوں تو ہمیں ٹوک دیا کریں چونکہ ہمیں معلومات نہیں ہیں۔ ہم نئے نئے آدمی ہیں۔ یہ تو آپ کو چاہئے کہ آپ ہمیں Relevant ہونے کی ہدایت فرما دیا کریں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب کا پوائنٹ جائز ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ میں ایس گل نوں ایس طرح ختم کرداں کہ جینے وی بندے جیلاں دے اندر نیں اوناں دا کسے ناں کسے سیاسی جماعت دے نال تعلق اے یا رہیا اے۔ ایہہ پولیٹکل سرگرمیاں کر دے رہے نے۔ ایس بنیاد حکومت اوناں نوں اپنے لئی خطرناک سمجھ دی رہی اے اور ماضی وچ جیہڑی مارشل لاء دی حکومت سی مختلف طریقیاں دے نال قید کرکے اوناں نوں جیلاں وچ پایا۔ جیلاں وچ پان توں بعد جناب سپیکر دیکھن والی چیز ایہہ سی جس طرح وزیر جیل خانہ جات اسمبلی دے کولوں ایس گل دی منظوری سنگدے نے کہ اسیں اینہاں نوں ایس مطالبہ زر دی منظوری دے دے تے فیر اسیں ایہہ وی پوچھنا چاہنیں آں کہ اسیں جدوں کسے مطالبہ زر دی منظوری دینے آں تے ایس توقع دے نال دینے آں کہ ادارہ ٹھیک کم کرے گا۔ جناب سپیکر' دیکھن والی چیز اے وی آکہ ساڈی جیلاں دے اندر جیہڑا ایس ویلے نظام چلدا پیا اے اوہ انتہائی توہین آمیز۔ توہین آمیز قیدیاں دے نال تے حوالاتیاں دے وی۔ قیدیاں تے حوالاتیاں کولوں بیگار لئی جاندی اے جناب سپیکر۔ جیلاں دے اندر کم کرن واسطے خاکروب موجود ہوندے نے عملہ وی موجود ہندا اے۔ ملازم وی موجود ہوندے نے لیکن ایدے باوجود ایس ویلے پریکٹس ایہہ آکہ جیل دے اندر حوالاتیاں دے کولوں کم لیا جاندا اے اور بیگار لئی جاندی آ اور جیل دے اندر جیہڑے کارخانے آ.....

جناب سپیکر: راہی صاحب یہ متعلقہ بات نہیں ہے۔ اگر کوئی بات کرنے کی نہیں ہے تو ختم کیجئے

جناب فضل حسین راہی: جی ایداں دیاں گلاں دا اگر ریلیونٹ سنی آتے گل نواز خاں وڑائچ کولوں سن لو۔

چودھری محمد صدیق: قیدیاں کولوں ونگار لئی جاندی اے کیا اونہاں نوں پھل سنگھائے جان۔ ان کو سخت سے سخت سزا دینی چاہئے کہ دوسریاں نوں عبرت ہو جائے کہ ہم جیل میں جائیں گے۔ جو غلط کام کرے گا اس کو میرے خیال کے مطابق سخت سے سخت سزا دی جائے۔

جناب فضل حسین راہی: جے تہاڈا سیاست نال تعلق رہیا ہووے تے فیر تسیں ایسہ گل نہ کر دے غیر سیاسی بندی جے ایس کر کے کودے جے۔

چودھری محمد صدیق: سیاست کا مسئلہ اور ہے چوری کا مسئلہ اور اے۔

جناب فضل حسین راہی: اونہاں نیں اختر رسول لٹ لیا سی۔ ویسے وی صدیق صاحب چوراں دا مونہہ کالا وھندا اے۔

سید طاہر احمد شاہ: فاضل رکن چودھری صدیق صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ حوالاتیوں سے بیگار لی جانی چاہئے یہ جیل مینول کی بھی خلاف ورزی ہے اور قواعد و ضوابط کی بھی خلاف ورزی ہے اور اخلاقی طور پر بھی یہ غلط بات ہے ایک ایسا شخص جس پر صرف الزام ہو جرم ثابت نہ اور اسے سزا نہیں دی جاتی تو اس سے بیگار لی ہی نہیں جا سکتی۔

جناب سپیکر: چودھری صدیق صاحب کو آپ وزیر جیل خانہ جات سمجھ رہے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا' میں اونہاں نوں وزیر شکاریات لگانا چاہناں آں اور میں جناب میاں نواز شریف جڑے تشریف فرما نیں میں اونہاں نوں گزارش کرناں کہ اوہ باز وغیرہ پکڑن دے بڑے شوقین نے۔ اونہاں کول بڑے لائسنز نے۔ اونہاں نوں اگر وزیر شکاریات لگا دتا جائے تے بہت بہتر رہن گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب تشریف رکھئے' چودھری صاحب آپ اس پہ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد رفیق: مارشل لاء کے تحت سزا یافتہ سیاسی قیدی جن کو جناب وزیر زراعت اور وزیر صنعت و منصوبہ بندی سیاسی قیدی تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہیں میں ان کے سامنے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چودھری ظہور الٰہی مرحوم پر اگر بھینسوں کی چوری کا الزام لگایا جا سکتا ہے .....

وزیر قانون: پھر وہی بات سامنے آرہی ہے حالانکہ چودھری صدیق صاحب نے بڑے اچھے انداز

سے سمجھایا ہے لیکن وہ نہیں سمجھ رہے۔ کہتے ہیں کہ

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر، یہاں "السلام علیکم" اور "سام علیکم" کی بات ہوئی تھی اگر منظور احمد چنیوٹی صاحب یہاں ہوں تو وضاحت کر دیں کہ "اسلام علیکم" اور "سام کیم" کا کیا مطلب ہے۔ میرے خیال میں "سام علیکم" کا مطلب یہ ہے کہ تم پر موت واقع ہو۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ نے لا منسٹر صاحب کا شعر سنا ہے۔

چودھری محمد رفیق: جی سن لیا ہے۔ شعر کے جواب میں شعر عرض ہے۔

جناب سپیکر: ارشاد

چوہدری محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کی توسط سے

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

وزیر قانون: انہوں نے تو وہ بات کی ہے کہ جاٹ رے جاٹ تیرے سر پر کاٹھ اور تیلی رے تیلی تیرے سر پہ کولہو۔

رانا پھول محمد خان: یہ معرفتی کلام جناب جنجوعہ صاحب نے انہیں دیا ہے۔

چودھری محمد رفیق: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مارشل لاء کی غیر آئینی عدالتوں سے سزا پانے والے سیاسی قیدی....

چودھری گل نواز خان وڑائچ: خدا کیلئے ان سے کہیں کہ وہ موضوع پہ بات کریں اور عقل کی بات کریں۔ کبھی تو سر کی بات کر دیا کریں۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اپنی بات اس طرح ختم کرتا ہوں کیونکہ میرے بھائی گھروں کو جانے کیلئے بڑے بیتاب ہیں اور ہماری باتیں سننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیے۔

چودھری محمد رفیق: چوہدری ظہور الٰہی مرحوم پر بھینسوں کی چوری کا پرچہ ہوا تھا۔ کیا وہ بھینسوں کا چور تھا بعینہ یہ سیاسی قیدی جن کے متعلق ہمارے وزیر زراعت کا یہ دعویٰ ہے یا ہمارے وزیر صنعت و منصوبہ بندی یہ ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں کہ یہ سیاسی قیدی ہیں بعینہ اسی طرح کے پرچے ان پر درج کئے گئے ہیں جس طرح کہ چوہدری ظہور الٰہی مرحوم پر بھینسوں کی چوری کا پرچہ درج ہوا تھا۔ میں جناب وائیں صاحب سے یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا وہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ چوہدری ظہور الٰہی مرحوم پر جو بھینسوں کی چوری کا پرچہ درج ہوا تھا کیا وہ بھینس چور تھا اسی طرح سے میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ یہ سیاسی قیدی جن کو مارشل لا کی غیر آئینی عدالتوں سے سزائیں ہوئی ہیں ان پر بھی اسی طرح کے جھوٹے پرچے درج ہوئے اور ان کو مارشل لاء کی عدالتوں سے سزائیں دی گئی ہیں اور جمہوریت کی دعویدار حکومت اس بات پہ مصر ہے کہ وہ سیاسی قیدی نہیں تھے ان کیلئے میں دوبارہ یہ شعر عرض کرتا ہوں۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمایئے۔

وزیر صنعت: فاضل مقرر نے جناب چوہدری ظہور الٰہی مرحوم صاحب کے بارے میں جس چوری اور جس دور کے درج پرچے کا ذکر کیا ہے اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے میں تو یہ عرض کروں گا کہ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ اصل میں یہ بات تو ہمیں کرنی چاہئے مگر عجیب بات یہ ہے کہ ڈھٹائی سے بات وہ کرتے ہیں اور شرم ہمیں آتی ہے۔ دیکھنے والی بات یہ ہے کہ چوہدری ظہور الٰہی شہید پر چوری کا جھوٹا مقدمہ کس دور میں قائم کیا گیا؟ درحقیقت یہ واقع فاضل رکن کی جماعت کے سیاہ دور میں ہوا یہ ایک سیاہ یاد ہے جس کی ہم مذمت کرتے ہیں اور انشاء اللہ پاکستان مسلم لیگ کا دور حکومت ایسے سیاہ دور کے کارناموں کو دھرانے کی کس کو اجازت نہیں دے گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وائیں صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا

ہوں کہ یہ بھی شاہی قلعہ یافتہ ہے۔

وزیر صنعت: بالکل جناب یہ اسی جماعت کے دور کا سیاہ کارنامہ ہے میں شاہی قلعہ یافتہ ہوں۔ اور آپ کے دور کا وہ بھی ایک منحوس کارنامہ تھا اور مسلم لیگ نے خدا کے فضل و کرم سے اس شاہی قلعہ کی عظمتوں کو بحال کر کے شاہی قلعہ کے عقوبت خانے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں صرف یہ سوال کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب یہ وقفہ سوالات نہیں ہے تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ: یہ سیاسی قیدی تھے یا اخلاقی قیدی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب' آپ تشریف رکھئے۔

MINISTER FOR INDUSTRIES : Sir, It is a point of information and it should come in record.

وزیر صنعت: کہ میں کونسا سیاسی قیدی تھا۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے جو انفارمیشن چاہتے ہیں میں اس کی اجازت نہیں دیتا اس لئے تشریف رکھئے جنجوعہ صاحب آپ کٹ موشن پر کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: میں اس تحریک پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمایئے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں اپنی اس علامتی تحریک تخفیف زر کے حوالے سے' جس مسئلہ کو ایوان میں زیر بحث لانا چاہتا ہوں وہ یہی حساس مسئلہ ہے جو آج پاکستان کے سیاست کاروں کو درپیش ہے' لوگ سڑکوں' شاہراہوں پر سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ نہ تو میں قانون جانتا ہوں نہ قانون کا طالب علم ہوں اور وزیر زراعت جو غالباً پیشہ کے لحاظ سے وکیل ہیں' وزیر قانون بھی رہے ہیں' آج تک ان کو اس بات کا پتہ بھی نہیں ہے کہ Political Prisoners کی تعریف کیا ہے' Political Prisoner قانون کے حوالے سے جیل Manual اور جیل رولز کے مطابق وہ شخص ہوتا ہے جو اپنے ذاتی مفاد کی خاطر نہیں بلکہ سیاسی

محرکات کیلئے جدوجہد مسلسل کرتا ہے اس شخص کو سیاسی قیدی کہا جاتا ہے' میں ان سے یہ سوال کرتا ہوں پنجاب کی جیلوں میں موجود وہ 76 افراد جن کو آپ نے زیادہ سے زیادہ 43 سال اور کم سے کم دس سال کی سزائیں دے رکھی ہیں....

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! جناب جنجوعہ صاحب کو میں یہ تشریح کئے دیتا ہوں حالانکہ یہ کام تو وزیر صاحب کا تھا۔ ان لوگوں کو جن کو کس عدالت سے سزا نہ ہوئی ہو' اور وہ جیل میں گرفتار ہوں ان کو سیاسی قیدی نہیں کہا جا سکتا ان کو تو سیاسی اسیران کہا جاتا ہے اور قیدی اس کو کہا جاتا ہے جسے کسی عدالت سے سزا ہو گئی ہو اس لئے اسیران کہیں قیدی کا لفظ درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اسیران اور قیدی کے لفظ میں فرق کے بارے میں میں بیگم بشریٰ رحمان سے کہوں گا کہ وہ اس کے بارے میں بتائیں کہ کیا فرق ہے۔

بیگم بشریٰ رحمان: جناب والا میرے خیال کے مطابق اسیر اور قیدی میں کوئی فرق نہیں ہے' اردو زبان میں اسے قیدی کہتے ہیں اور فارسی میں اس کو اسیر کہتے ہیں۔ اب آپ اس کو جس طرح سے چاہیں استعمال کر سکتے ہیں۔

(مختلف آوازیں اور شور)

جناب والا! معزز اراکین لفظ اسیر اور قیدی کی وضاحت کیلئے شعر کی فرمائش کر رہے ہیں' کیونکہ رانا صاحب نے حسب معمول قیدی اور اسیر کو کچھ گڈمڈ کر دیا ہے۔ اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ میں کوئی بھی شعر سناؤں گی تو وہ قیدی اور اسیر کے فرق کو الگ الگ واضح کر سکے گا یا نہیں۔ میں حزب اختلاف کی طرف سے اتنی پرجوش تقاریر سننے کے بعد صرف اتنا ہی کہہ سکتی ہوں کہ :۔

"اتنی نہ بڑھا پاکئی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ"

(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد رفیق: جناب والا! یہ شعر فٹ نہیں بیٹھا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر صنعت: جناب والا اگر حیا ہو تو بہت فٹ بیٹھا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب فضل حسین راہی: جناب والا میں شعر کے جواب میں ایک شعر عرض کرتا ہوں۔ جناب والا میں یہ شعر بیگم بشریٰ رحمان کی نظر کرتا ہوں کہ :۔

"پھیرتا رہتا ہوں ہونٹوں پر زباں
ہائے وہ دریا بھی پیاسا ہو گیا"

جناب سپیکر: اگرچہ ☆ ☆ کا لفظ خوبصورت معنوں میں آتا ہے ' لیکن جس انداز میں یہ بات کی گئی ہے اس کے پیش نظر میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جناب جنجوعہ صاحب ارشاد فرمایئے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! چونکہ ذکر شعروں کا ہو رہا ہے اور میری محترم بہن نے ایک شعر سنایا ' پتہ نہیں کہ یہ شعر انہوں نے ایوان میں اقتدار کے بنچوں پر بیٹھنے والوں کی نظر کیا ہے پتہ نہیں ہماری نظر کیا ہے' بہرحال اس ایوان میں وہ جس پائے کے شعر کہتی رہی ہیں اس پائے کا یہ شعر نہیں تھا۔ میں اس انداز میں ان کے مخصوص انداز میں جھنگ کے ایک شاعر جعفر طاہر کا ایک شعر ان کی خدمت میں پیش کروں گا۔

"عرصہ ظلمت حیات کٹے ہم نفس مسکرا کے رات کٹے
ثمر آرزو کا ذکر نہ چھیڑ چھونے پائے نہ تھے کہ ہاتھ کٹے"

چودھری محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری خوراک): واہ واہ ' جناب والا یہ شعر تو ولائی کیمپ والوں نے کہے تھے۔ اور یہ شعر ولائی کیمپ سے ہی جاری ہوا تھا۔

(مختلف آوازیں ' انتہائی شور)

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میری ایک عرض ہے

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میری بھی کچھ عرض ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: یار بدتمیزی نہ کریں اور مداخلت نہ کریں۔

جناب سپیکر: ریاض حشمت جنجوعہ اپنی بات جاری رکھیں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سیاسی قیدی اس شخص کو کہا جاتا ہے کہ جو اپنے ذاتی مفاد کیلئے نہیں بلکہ سیاسی محرکات کے تحت جرم سرزد کرتا ہے اسے قانون کے حوالے سے' اسے قانون کی تشریح و تفسیر کے مطابق سیاسی قیدی ہی کہا جاتا ہے۔ جناب والا! میں ان مظلوم سیاسی قیدیوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو سینکڑوں کی تعداد میں مارشل لاء کے خلاف جدوجہد کی پاداش میں مارشل لاء کی رسوائے روزگار عدالتوں سے سزا یاب ہوئے اور انتہائی ناگفتہ بہ حالت میں اپنی قید کے دن جیلوں میں پورے کر رہے ہیں۔ جناب والا! ان لوگوں کو قید تنہائی میں رکھ کر بیڑیاں پہنا دی گئی ہیں اور جیلوں کے غیر انسانی ماحول کی وجہ سے وہ لوگ مہلک بیماریوں کا شکار ہو گئے ہیں۔ میں یہاں پر ذکر کرنا چاہوں گا ریڈیو پاکستان کے سابق پروڈیوسر جناب نذیر بلوچ کا جو کہ اپنا دماغی توازن کھو کر فیصل آباد کی جیل کے پاگل خانے میں بغیر علاج کے اپنی قید کے دن پورے کر رہے ہیں' میں انسانیت کے نام پر' میں سیاست کے نام پر اس شخص کیلئے جناب وزیر جیل خانہ جات سے اور پنجاب کے وزیر اعلیٰ سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ علاج کیلئے اسے فیصل آباد سے کسی مناسب جگہ پر منتقل کریں اسی طرح کوٹ لکھپت جیل میں ایک دانشور آصف بٹ صاحب ہیں۔ ان کی گردن کی پیچھے والی ہڈی میں تکلیف ہے اور جناب سپیکر آپ کو اس بات کا احساس ہوگا کہ جس شخص کو یہ تکلیف ہو اس کو کتنی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اس کا کوئی علاج نہیں کیا جا رہا اسی طرح جناب والا جاوید اختر صاحب ہیں مسعود اقبال صاحب ہیں کامران صاحب ہیں حامد سعید صاحب ہیں اور بہت سے دوسرے لوگ ہیں جو دیگر خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہیں لیکن حکومت اور محکمہ جیل کی عدم توجہی کی وجہ سے ان کے مرض بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور وہ موت کی وادی کی طرف رواں دواں ہیں ان لوگوں کو علاج کی مناسب سہولتیں فراہم کرنے کیلئے اس معزز اور معتبر ایوان میں آواز اٹھانا میں سمجھتا ہوں کہ میرا فرض اہم ہے اسی طرح جناب والا میاں جہانگیر ایڈووکیٹ ہیں حکیم اعجاز صاحب ہیں فیصل آباد کے صوفی محمد امین صاحب ہیں' شجاع محمد صاحب ہیں رفیق بابر صاحب ہیں صابر حسین صاحب ہیں عابد حسین شاہ صاحب ہیں وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں بیماریوں میں مبتلا اسی طرح جناب والا! سنٹرل جیل میانوالی میں الطاف نعیم اختر اور بہاولپور کی سنٹرل جیل میں محمد سعید قریشی رزاق فاضلا محمد اصغر شیخ گل محمد سلیم اسلم لدھیانوی صاحب مختلف بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ سنٹرل جیل ملتان میں جناب کے سابق گورنر جناب مصطفیٰ کھر صاحب جن پر دل کا بار بار دورہ پڑ رہا ہے وہ سبھی اپنے قید کے دن مشکل حالات میں پورے کئے جا رہے ہیں اسی طرح میجر الطاف صاحب' طلعت

جعفری صاحب اور بہت سے اور لوگ بھی ہیں جو مارشل لاء مادر پدر آزاد عدالتوں سے سزایاب ہوئے جو کسی ضابطہ کے تحت نہیں۔ جناب والا مجھے بڑا افسوس ہے کہ یہاں کے جو لوگ ہیں اور جو سیاسی کارکن ہیں اس کے باوجود مارشل لاء کی عدالتوں کو عدالتیں تسلیم کرتے ہیں یہ بات انتہائی افسوسناک ہے حالانکہ مارشل لاء کی عدالت کو عدالت کہنا عدالت کی توہین ہے۔

جناب سپیکر! موجودہ حکومت کریڈٹ لینے کی کوشش کرتی رہتی ہے کہ انہوں نے انسانی حقوق بحال کئے ہیں۔ اس حکومت کے دور میں جناب والا سیاسی قیدیوں کے ساتھ جو ناروا نازیبا سلوک پر میں احتجاج کئے بغیر میں نہیں رہ سکتا اور ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کیلئے اور ان کے مسئلہ کو پوری شدت کے ساتھ عوام کے سامنے رائے عامہ کے سامنے اجاگر کرنے کیلئے میں اپنے لیڈر صاحب کے ساتھ اور اپوزیشن کے تمام ارکان کے ساتھ پانچ منٹ کیلئے احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔ (ارکان حزب اختلاف واک آؤٹ کر کے معزز ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

مولوی محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! یہ آپ کے طلبہ کو دیئے ہوئے انٹرویو کے مطابق واک آؤٹ ہوا ہے جب کبھی پانی پینے کو دل چاہے تو واک آؤٹ ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کیا وزیر جیل خانہ جات ابھی یا اپوزیشن کے واپس آنے پر اپنی بات کرنا چاہیں گے۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب والا! بہتر تو یہی ہے کہ اپوزیشن ایوان میں تشریف لے آئے۔

رانا پھول محمد خان: چاہئے تو یہ ہے کہ واک آؤٹ کرنے والے بھائیوں سے واپس بلانے کی اپیل کریں۔ میں بھی ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ میری اس اپیل پر تشریف لے آئیں تو ہم ان کا خیر مقدم کریں گے۔ ہم اپنی اپوزیشن کو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمیں ہمیشہ صحیح راستہ دکھاتے ہیں ہم ان پر تنقید کرتے ہیں ہم میں یہ مادہ موجود ہے کہ ہم تنقید برداشت کر سکیں اور ان کی تنقید پر ہم اپنی اصلاح بھی کرتے ہیں۔ اگر وہ تشریف نہ لائیں اور وقت گزر چکا ہو تو آپ کارروائی کو شروع کیجئے۔

میاں عبدالمجید: جناب والا! رانا پھول محمد خان صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ ہمیں صحیح راستہ دکھاتے ہیں کیا ہم بھٹکے ہوئے ہیں کہ وہ ہمیں صحیح راستہ دکھاتے ہیں حالانکہ وہ بھٹکے ہوئے ہیں جو ہمیں بھٹکانے کی کوشش کرتے ہیں غلط باتیں کرتے ہیں یہ غلط بات ہے کہ وہ ہمیں صحیح راستہ دکھاتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! اگر اپوزیشن صحیح تنقید اور اچھی تنقید کرے تو ہم اس کو قبول کرنا

اپنا فرض سمجھتے ہیں اور اپوزیشن والے تو استاد کا کام بھی کرتے ہیں ہم سے بھی غلطیاں ہوتی ہیں اور ہم بھی بعض جگہ نظربندوں کی جگہ قیدی یا اسیروں کی جگہ قیدی اور کبھی عشق کے جنجال میں پھنس جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں مجھے تو خطرہ ہے کہ کہیں جنجوعہ صاحب بیہوش نہ پڑے ہوں اپنے شعر کے مطابق تو اس لئے ان سے اپیل کرتے ہیں کہ انہیں واپس تشریف لے آنی چاہئے اپوزیشن ہمارے ایوان کی زیبائش ہوتی ہے اور ہم ان کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں اور وہ بھائی ہیں کل کو ہم بھی سیاسی قیدی ہو سکتے ہیں اپوزیشن کے کسی اور رکن کو بھی پنجاب حکومت نے سیاسی قیدی نہیں بنایا۔

وزیر جیل خانہ جات: جناب والا آپ اجازت فرمایئے۔

جناب سپیکر: میں یہ چاہتا ہوں کہ پانچ منٹ مکمل ہو لیں پانچ منٹ کیلئے وہ باہر تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی جناب وزیر جیل خانہ جات۔

وزیر جیل خانہ جات: عرصہ ایک سال سے زیادہ کا ہو گیا ہے جب سے اس محکمے کا چارج میرے پاس ہے۔ اس ایوان میں میں سنتا رہا ہوں کہ سیاسی قیدی جیل کے اندر ہیں۔ میں نے تقریباً ساری جیلوں کا معائنہ کیا ہے مجھے کوئی بھی ایسا آدمی نہیں ملا جو کسی سیاسی جلسے گاہ سے پولیس والے جیل میں چھوڑ گئے ہوں میرے پاس جتنے بھی قیدی ہیں وہ عدالتوں کے وارنٹوں کے ساتھ اندر ہیں عدالت سے وارنٹ آتے ہیں ان میں سزا لکھی ہوتی ہے اس لئے وہ سزا بھگت رہے ہوتے ہیں ان کی کٹ موشن کے بارے میں آپ نے ویسے بھی رولنگ دی ہوئی ہے کہ وہ واجب نہیں ہے کیونکہ یہ . . .

Specific matter پر نہیں ہے۔ یہ Specific matter نہیں ہے کہ جیل میں سیاسی قیدی ہیں جہاں تک میری ڈیمانڈز کا تعلق ہے تو میں اس معزز ایوان میں عرض کر دوں کہ میرے پاس اس وقت تمام جیلوں میں متوازن غذا مل رہی ہے صاف ستھرا پانی مل رہا ہے اور امسال جناب چیف منسٹر صاحب نے جنریٹر بھی منگوا کر دیئے ہیں سنٹرل جیل کی پوزیشن یہ ہے کہ وہاں پر چارپائیاں مہیا کر دی گئی ہیں باقی جیلوں میں بھی چارپائیاں مہیا کی جائیں گی اور فلش سسٹم ساری جیلوں میں ہو گیا ہے۔ (تالیاں) اسپتالوں میں واٹر کولر اور روم کولر مہیا کئے جا رہے ہیں پنڈی میں ایک نئی جیل کھلی ہے وہاں پر ایک ہوزری فیکٹری قائم کر دی گئی ہے۔ اس کیلئے رقم چاہئے سلائی مشینیں خرید لی گئی ہیں بہاولپور جیل کیلئے رقم چاہئے۔ اور پوری جیلیں over crowded ہیں اس طرح ان کے لئے بھی پیسہ چاہیئے۔

میاں عبدالمجید: جناب سپیکر! میں وزیر جیل خانہ جات سے عرض کروں گا کہ جیلوں میں اتنی سہولیات پیدا نہ کر دیں کہ سب لوگ وہاں جیل میں جانے کیلئے کہیں کیونکہ بعض گھروں میں اتنی سہولتیں نہیں ہیں مناسب مناسب سہولتیں رکھیں۔

جناب سپیکر: پانچ منٹ تو ہو گئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے ارکان معزز ایوان میں واپس تشریف لے آئے۔)

وزیر زراعت: رائے صاحب کی تقریر سے متاثر ہو کر اور جیلوں کی سہولتوں کی بھرمار کا سن کر میرا خیال ہے وہ واپس آ گئے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: بجٹ کی بحث کے دوران بات کریں گے کیا سہولیات ہیں۔ ہم اس کا جائزہ لیں گے وزیر متعلقہ نے جو غلط بیانی کی ہے اس پر ہم تحریک استحقاق ایوان میں پیش کرنے کا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: اگر آپ جیلوں کے اندر سہولتیں پیدا کرتے ہیں تو 1988ء کے بعد آپ کے کام آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل سے۔

(قہقہہ)

وزیر زراعت: انشاء اللہ وہ وقت آنے والا نہیں ہے۔ میں اور آپ توقع رکھیں اب وہ وقت دوبارہ نہیں آنے والا ہے۔

(قطع کلامیاں)

چودھری محمد رفیق: جناب والا یہ ایسے ہے کہ کوڑا کوڑا تھو بیٹھا بیٹھا

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے

17 لاکھ 44 ہزار 920 روپے کی کل رقم بسلسلہ جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں (مد نمبر12) میں 100 روپے کی کمی کر دی جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر3 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے۔

ایک ضمنی رقم جو 17 لاکھ 44 ہزار 920 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور کیا گیا)

جناب سپیکر: مطالبہ نمبر4

وزیر خزانہ جناب والا میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔ کہ ایک ضمنی رقم جو 8 کروڑ 61 لاکھ 50 ہزار 690 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر: تحریک پیش کی گئی ہے

ایک ضمنی رقم جو 8 کروڑ 61 لاکھ 50 ہزار 690 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔

اس پر میاں محمد افضل حیات جناب طاہر احمد شاہ میاں محمد اسحاق میاں ریاض حشمت جنجوعہ جناب فضل حسین راہی جناب محمد رفیق اور جناب غلام سرور خان کی طرف سے کٹوتی کی تحاریک ہیں۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا میں تحریک پیش کرتا ہوں

8 کروڑ 61 لاکھ 50 ہزار 690 روپے کی کل رقم بسلسلہ پولیس (مد نمبر13) میں سے 10 ہزار روپے کی کمی کر دی جائے۔

جناب سپیکر: تحریک پیش کی گئی ہے۔

8 کروڑ 61 لاکھ 50 ہزار 690 روپے کی کل رقم بسلسلہ پولیس (مد نمبر13) میں سے 10 ہزار روپے کی کمی کر دی جائے۔

وزیر زراعت: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! میں اس میں زیادہ وقت نہیں لوں گا کیونکہ بجٹ کے دوران اس پر زیادہ بحث کر سکیں گے میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ پولیس کی کارکردگی بہتر بنانے کیلئے کوشش کی گئی ہے کہ یہ سہولتیں دی جائیں لیکن اس سے پولیس کو سہولتیں تو ضرور ملیں گی۔

وزیر زراعت: جناب والا! یہ گلوٹین کتنے بجے شروع ہو رہا ہے۔

MR SPEAKER : When the sitting is to terminate and the sitting is going to terminate at 1. 30.

MINISTER FOR AGRICULTURE : When will we start. You have already announced that it will start at 1. 00.

جناب سپیکر: میں نے اس کو دیکھا ہے سٹینڈنگ کی Termination کے وقت گلوٹین Apply کرنی ہوتی ہے۔ اور سٹینڈنگ ہماری ڈیڑھ بجے تک ہے۔

MINISTER FOR AGRICULTURE: Then the House would be adjourned.

جناب سپیکر: نہیں یہ ہاؤس ایڈ جرن کیسے ہوگا مطالبہ زر منظور کئے بغیر۔ ڈیڑھ بجے Sitting terminate نہیں ہوگی بلکہ گلوٹین Apply ہو گی۔ اور مطالبات زر پیش کئے جائیں گے اور اس پر ووٹنگ ہوگی۔ آپ میری بات نہیں سمجھے۔

وزیر زراعت: میں سمجھ گیا ہوں لیکن اس کے لئے آپ نے وقت مقرر کر دیا تھا۔

جناب سپیکر: میں نے یہی آپ کو عرض کیا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ رولز میں یہ ہے کہ جب Sitting terminate ہونی ہوتی ہے اس وقت گلوٹین Apply ہوتی ہے۔

وزیر زراعت: گلوٹین Apply ہوتا ہے۔ پہلے Apply ہو جائے تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: آپ چوہدری صاحب ذرا رولز کو دیکھیں یہی ہے نہ۔

وزیر زراعت: جناب والا یہی ہے۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! اس کے متعلق بہت کچھ کہا جا سکتا ہے میں صرف یہ عرض

کر رہا ہوں کہ یہ جو سارے اخراجات کئے جا رہے ہیں اس سے پولیس کو سہولتیں تو دی جا رہی ہیں لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ کارکردگی میں اضافہ کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ آپ روز اخبارات میں دیکھتے ہیں میں ان باتوں کا زیادہ ذکر نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اگر وہ لسٹ یہاں پیش کی جائے تو پھر اس کیلئے کئی دن چاہیں لیکن میں یہ کہوں گا کہ آپ روز اخبارات دیکھتے ہیں کہ کسی طریقے سے پولیس سکینڈل ہر جگہ موجود ہیں اس سے ان اخراجات کے بعد کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ پولیس کی کارکردگی عوام کی سہولتوں کیلئے ہے یا ان کو زیادہ تکالیف پہنچانے کیلئے ہے۔

جناب والا! ضرورت اس چیز کی ہے کہ ہم پولیس میں ایسی اصلاحات کریں جس سے ان کی کارکردگی بہتر ہو۔ کہا جاتا ہے Justice delayed is justice denied لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ عدالتوں تک بات پہنچنے میں اتنی دیر لگتی ہے کہ عوام تھک ہار کر بیٹھ جاتے ہیں اور ان کو کسی قسم کے انصاف کی توقع نہیں رہتی۔ ضرورت اس چیز کی ہے کہ ہم پولیس میں ایسی اصلاحات کریں جس سے جلد سے جلد مقدمات عدالتوں میں جا سکیں اور پولیس کی کئی کئی مہینوں تک چھوٹے چھوٹے مقدموں میں لوٹ کھسوٹ جو جاری رہتی ہے وہ کم ہو ..... اس سے پہلے کہ ان کو سہولت دی جائے اور اتنے اخراجات کئے جائیں ' ضرورت اس چیز کی ہے کہ اصلاحات کی جائیں۔ اس کے علاوہ ضمنی بجٹ کے ان اخراجات کو کسی طریقے سے بھی جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ ناگزیر نہیں تھے۔ یہ آرام سے اگلے مالی سال میں پیش کئے جا سکتے تھے۔ کسی طریقے سے بھی ان کو ہنگامی اخراجات میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ضمنی بجٹ میں وہ اخراجات پیش کئے جاتے ہیں جو ہنگامی ہوں۔ لیکن پولیس کو کئی قسم کی سہولیات دینا کسی طریقے سے بھی ہنگامی نہیں ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طریقے سے بھی جائز نہیں ہیں۔ اور ان کو منظور نہیں کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: کوئی اور صاحب اس پر بات کرنا چاہیں گے؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! چونکہ وقت کم ہو رہا ہے ' اس لئے اس کٹ موشن پر تفصیل کے ساتھ تو ہم اپنے دلائل پیش نہیں کر سکتے۔ پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ قائد ایوان آج ایوان میں موجود ہیں جو صوبے کی سب سے بااختیار شخصیت ہیں ' میں ان کی خدمت میں یہ پیش کرنا چاہوں گا کہ جب بھی کسی شہری کے ساتھ ظلم ہوتا ہے اور وہ قانونی تقاضے کے تحت کسی بھی تھانے میں جاتا ہے تو اس کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہوتی ہے ' پولیس پرچہ درج کرنے یا مقدمہ قائم کرنے میں

Reluctant پائی جاتی ہے ۔ کتنا بھی بڑا یا چھوٹا جرم ہوا ہو ' پیسے لئے بغیر پولیس کوئی مقدمہ قائم نہیں کرتی ۔ میں اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ اگر حکومت میری اس تجویز پر غور کرے کہ جب بھی کسی شہری کے ساتھ کوئی شخص یا کوئی ظالم کسی جرم کا ارتکاب کرے تو اس سسٹم کو تبدیل کر کے جس طریقے سے لائسنس کے Prescribed فارم چھپے ہوتے ہیں یا دیگر فارم چھپے ہوتے ہیں ' ایف آئی آر کے بھی پانچ پرت باقاعدہ دستیاب ہونے چاہیں اور ہر شہری اگر کوئی مقدمہ درج کروانا چاہتا ہے تو وہ ایک ایف آئی آر یا استغاثہ مرتب کرے ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ : پوائنٹ آف آرڈر میں آپ کی وساطت سے پیر صاحب سے عرض کروں گا ۔ کہ وہ شہری کے ساتھ دیہاتی بھی ملا لیں ۔ کیونکہ ہم تو دیکھ رہے ہیں کہ وہ بار بار شہری کہہ رہے ہیں ۔ ہم دیہاتی اس سے محروم ہو رہے ہیں ۔ یا وہ پاکستانی کہیں ۔

طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ! شہری سے مراد سٹیٹ سٹیزن کی ہے ۔ یہاں شہری اور دیہاتی کا کوئی امتیاز نہیں ہے ۔ گزارش ہے کہ اگر میری یہ تجویز منظور کر لی جائے کہ ایف آئی آر کے فارم مرتب ہوں ۔ وہ عام سٹیشنری کی دکانوں سے ملیں اور جس شخص کے ساتھ قانونی طور پر کوئی زیادتی ہو اور مقدمہ یا وہ واقعہ قابل دست اندازی جرم کی تعریف میں آتے ہوں تو اسے یہ حق ملنا چاہئے کہ وہ اپنے طور پر واقعات لکھے اور اپنے متعلقہ تھانے ' سپرنٹنڈنٹ پولیس ' آئی جی کو رجسٹر کر دے ۔ اس سے Padding بھی بچ جائے گی اور پولیس ردو وبدل نہ کر سکے گی ۔ حالانکہ پرچہ درج کرنا مقصود ہوتا ہے تو تھانے میں درج کرتے ہیں ...

رانا پھول محمد خان : نکتہ وضاحت۔ جناب والا! کوئی ایسا معاملہ طے کرنے کا ' یا قانون بنانے کا ' یا ہدایت کرنے کا صوبائی حکومت کو اختیار نہیں ہے جہاں آئین اجازت نہ دیتا ہو ۔ آئین کے تابع تعزیرات پاکستان اور ضابطہ فوجداری میں یہ درج ہے کہ پرچہ درج کرنے والا آفیسر مدعی کے بیان کی تصدیق کرے گا کہ اس نے میرے سامنے یہ بیان دیا ہے ۔ شاہ صاحب جو فرماتے ہیں ' یہ ایسے ملکوں میں ہے کہ جہاں قانون کا احترام ہم سے زیادہ کیا جاتا ہے ۔ لیکن یہاں تو ایم پی اے کے خلاف بھی 302 کے پرچے درج ہو جاتے ہیں ۔ اگر رجسٹریوں پر اور ان فارموں پر بھیجنے لگے تو ممکن ہے کہ شاہ صاحب بھی دس بیس مقدموں میں ملوث ہوں اور دوسرے بھی ہوں ۔

جناب سپیکر : آپ کی یہ بات متعلقہ نہیں ہے ' آپ تشریف رکھئے۔

رانا پھول محمد خان: کس طرح؟

جناب سپیکر: اس طرح کہ آپ کس نکتے پر بول رہے ہیں؟

رانا پھول محمد خان: جناب والا! تعزیرات پاکستان کے تحت تصدیق کرنے والے افسر کو نیچے لکھنا پڑتا ہے کہ اس نے میرے سامنے بیان کیا اور انگوٹھا یا دستخط ثبت کئے۔ اس کے علاوہ کسی درخواست پر پرچہ نہیں ہو سکتا' رجسٹری پر نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: آپ کا خیال درست ہوگا۔ لیکن آپ تشریف رکھئے شاہ صاحب' اپنی بات مکمل کیجئے دو منٹ ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! آپ نے دو منٹ دیئے ہیں تو میں یہ گزارش چاہوں گا کہ میں نے تجویز دی ہے اور اگر حکومت یہ مناسب سمجھتی ہے تو اس سے بے شمار مظلوم لوگوں کے مسائل کم ہو سکتے ہیں۔ چونکہ دو منٹ دیئے گئے ہیں' اس لئے میں دیگر باتوں کو چھوڑ دیتا ہوں۔ سالانہ بجٹ پر عام بحث کی صورت میں یا پولیس کے محکمے پر کٹوتی کی تحریک کے سلسلے میں ہم دیگر دلائل' دوسری خامیاں یا تجاویز پیش کریں گے۔ میں اس میں صرف ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک میں نے اس مطالبہ زر کا مطالعہ کیا ہے اس میں زیادہ تر رقوم Durable goods پر اور ایک پولیس کی ذیلی تنظیم بنانے کے لئے فنڈز مانگے گئے ہیں۔ میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ اگر متعلقہ وزیر صاحب اس مطالبہ زر پر جواب میں ہمارے سامنے یہ وضاحت پیش کر دیں کہ اگر انہوں نے کاریں اور گاڑیاں خریدی ہیں تو وہ کتنے کتنے سو یا کتنے کتنے ہزار سی سی کے گاڑیاں ہیں۔ ان کی انجن پاور کتنی ہے۔ تاکہ ہم یہ دیکھ سکیں کہ ان کا سکیل کتنا ہے اور انہوں نے کتنی بڑی گاڑیاں یا کتنی قیمتی گاڑیاں خریدی ہیں۔ میں تو یہ تجویز کروں گا کہ جب ہمارے ملک میں کمرشل امپورٹ پر پابندی ہے اور جو کاریں ہمارے ملک یا صوبے میں آ رہی ہیں وہ تو گفٹ سکیم کے تحت یا پرسنل بیگیج کے تحت آ رہی ہیں اور ہمارے ملک میں ایک چھوٹی سی کار بنائی جا رہی ہے جس کا نام سوزوکی ہے۔ اس کو پاکستان میں تیار کیا جا رہا ہے تو ہم کیوں نہیں ان گاڑیوں کو استعمال کرتے؟ کیوں نہیں ہم اپنا فارن ایکسچینج اس طریقے سے بچاتے۔ ہم جو زر کثیر ان بڑی بڑی گاڑیوں پر کرتے ہیں اور ان کے مزاج کو شاہانہ بنا دیتے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ قوم کے ٹیکسوں کے ساتھ ناانصافی ہے۔ اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ اگر ضرورت

ہو تو پیسہ بچانے کیلئے چھوٹی گاڑیاں خریدنی چاہئیں۔ ہمارا یہ مشاہدہ ہے کہ سترہ گریڈ کے آفیسر کے پاس بھی اس وقت ہونڈا ایکارڈ جیسی گاڑیاں اور مٹسوبشی لانسر اور بڑی بڑی سپر سیلون ہیں اور یہ خریدی جا رہی ہیں۔ جناب والا یہ صوبے کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے چونکہ آپ نے دو منٹ دیئے ہیں اس لئے میں آپ کے شکریئے کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:۔

"کہ 8 کروڑ 61 لاکھ 50 ہزار 690 روپے کی کل رقم بسلسلہ پولیس (مد نمبر 13) میں سے 10 ہزار روپے کی کمی کر دی جائے"

(تحریک نامنظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 4 زیر غور ہے سوال یہ ہے:۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو 8615069 0 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ پولیس برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب قاعدہ نمبر 113 کے تحت گیلوٹین اپلائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: اب ڈیمانڈ نمبر 5 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے کہ

کہ ایک ضمنی رقم جو جو 20 اور 503 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ عجائب خانہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ نمبر 6 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے۔

کہ ایک ضمنی رقم جو جو 9'98'830 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون

1987ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 7 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک ضمنی رقم جو جو 56'22'650 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائی جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور بسلسلہ متفرق محکمہ جات برداشت کرنا پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 8 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک ضمنی رقم جو جو ۔ر43'44'940 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کے کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987ء کے دوران صوبائی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ تعمیر مکانات و عملی منصوبہ بندی برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 9 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک ضمنی رقم جو 19 لاکھ 6 ہزار نوسواسی روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ امداد (ریلیف) برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 10 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک ضمنی رقم جو 6 کروڑ 70 لاکھ 74 ہزار تین سو چالیس روپے سے متجاوز

نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر11 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 24 کروڑ 12 لاکھ 30 ہزار ایک سو چالیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ غلے اور چینی کے سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر12 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک ضمنی رقم جو 10 کروڑ 98 لاکھ 91 ہزار آٹھ سو پچاس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ میڈیکل سٹورز اور پتھر کے کوئلہ کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر13 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک ضمنی رقم جو 82 کروڑ 47 لاکھ 50 ہزار پانچ سو پچاس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 14 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک ضمنی رقم جو 75 لاکھ 79 ہزار نو سو ساٹھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 15 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 30 لاکھ 57 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صنعتی ترقی برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 16 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک ضمنی رقم جو 5 لاکھ 57 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ پولیس پراجیکٹ برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 17 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک ضمنی رقم جو 27 کروڑ 63 لاکھ 56 ہزار سات سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ قرضہ جات برائے بلدیات ' پورٹ فنڈز

وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 18 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 19 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 20 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ قوانین موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 21 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور

پر بسلسلہ ٹیکس اور محصولات برداشت کرنے پڑیں گے"
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر22 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:
"کہ ایک علامتی رقم جو10روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے"
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر23 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:
"کہ ایک علامتی رقم جو10روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ عدل گستری برداشت کرنے پڑیں گے"
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر24 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:
"کہ ایک علامتی رقم جو10روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے"
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر25 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:
"کہ ایک علامتی رقم جو10روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور

پر بسلسلہ صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 26 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 27 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ زراعت برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 28 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور بسلسلہ شہری تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 29 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور

بسلسلہ شہری تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے"
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 30 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:
"کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے"
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 31 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:
"کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سٹیشنری و طباعت برداشت کرنے پڑیں گے"
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 32 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:
"کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے"
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 33 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:
"کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور

پر بسلسلہ زرعی و تحقیق برداشت کرنے پڑیں گے"
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 34 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:
"کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ شہری ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے"
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 35 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:
"کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہراہات و پل برداشت کرنے پڑیں گے"
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب مطالبہ زر نمبر 36 زیر غور ہے اور سوال یہ ہے:
"کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1987 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے"
(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب ضمنی بجٹ پر ڈیمانڈز فار گرانٹ منظور ہوئی ہیں اور اجلاس کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

(اجلاس کی کارروائی کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی ہو گئی)

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی جمعرات مورخہ 11 جون 1987ء تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات، ۱۱ جون، ۱۹۸۷ء
(پنجشنبہ ۱۳ شوال ۱۴۰۷ھ)
جلد ۱۰ ـــــ شمارہ ۷

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات ۱۱ جون ۱۹۸۷

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ۔	۳۰۹
اراکین اسمبلی کی رخصت	۳۱۰
مسئلہ استحقاق	
سرٹیفکیٹوں کی قیمتوں میں اضافے سے متعلق قرارداد پر وفاقی حکومت کا عمل درآمد نہ کرنا۔	۳۱۱
تحریک التوائے کار	
سے حکومت کی طرف سے پنجاب میں شدید بارشوں سے تباہ شدہ فصلوں کا معاوضہ ادا نہ کرنے پر کاشتکاروں میں اضطراب۔	۳۲۵
مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع۔	۳۳۸
مجلس استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا۔	۳۳۹

(بقایا مندرجات اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(بقیہ مندرجات)

مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں

- زمینداروں اور کاشتکاروں کے ذمہ واجب الادا اور قرضے کی معافی کا مطالبہ ۲۴۶
- کپاس کی فصل پر وباکش ادویات کے ہوائی سپرے کے لیے اقدامات کا مطالبہ ۲۵۴
- مرکزی حکومت سے باغات ٹیکس عائد نہ کرنے کے لیے اقدامات کا مطالبہ ۲۵۸
- امتحانات میں نقل کے تدارک کے لیے قانون وضع کرنے کا مطالبہ ۲۶۹

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

جمعرات' 11 جون 1987ء

(پنج شنبہ 13 شوال 1407ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8.30 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ
يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ عٰلِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ
جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ
وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ
اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ
اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (س بقرہ آیت ۲۸۴ ۔ س رعد ۹ ۔ ۱۰ ۔ ۲۵)

جو کچھ آسمانوں میں ہے ۔ اور جو کچھ زمین میں ہے ۔ سب کا سب اللہ ہی کا ہے ۔ تم اگر اپنے دلوں کی بات ظاہر کرو گے ۔ یا چھپاؤ گے اللہ تم سے اس کا محاسبہ کرے گا ۔ پھر وہ جسے چاہے معاف کر دے جسے چاہے سزا دے اور اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

وہ پوشیدہ و ظاہر کا جاننے والا ہے ۔ سب سے بڑا اور عالی رتبہ ہے ۔ کوئی تم میں سے چپکے سے بات کرے یا پکار کر یا رات کی تاریکی میں کہیں چھپ جائے ۔ یا دن کی روشنی میں کھلم کھلا چلے پھرے اسی کے نزدیک ایک جیسی بات ہے۔

اور جو لوگ اللہ کے سامنے پکا عہد کر کے توڑ ڈالتے ہیں ۔ اور جن رشتوں کو آپس میں جوڑے رکھنے کا اس نے حکم دیا ہے ۔ ان کو قطع کر دیتے ہیں۔ اور ملک میں فساد کو ہوا دیتے ہیں ۔ ایسوں پر اس کی لعنت ہے ۔ اور ان کے لئے گھر بھی برا ہے۔ وما علینا الاالبلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی درخواستیں لی جائیں گی۔

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست رائے رب نواز صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

It is respectfully stated that I am admitted in A. V. H Room No. 7 for medical treatment. Kindly allow me leave form 7th June to 17th June.

Thanking you.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب نعیم حسین چٹھہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

I had to attend the meeting regarding Haj Training Programme convened by the Central Ministry of Religious Affairs on 3-6-1987. Post facto sanction of the leave from the Assembly session may kindly be granted for the said date.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

بندہ بیرون ملک دو ہفتہ کے لیے تبلیغی دورہ پر جا رہا ہے۔ لہٰذا 11 جون سے 25 جون تک 10 یوم کی رخصت مذکور فرما کر ممنون فرما دیں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: میاں ریاض حشمت جنجوعہ کی تحریک استحقاق نمبر 13 ہے۔

ٹریکٹروں کی قیمتوں میں اضافے سے متعلق قرار داد پر وفاقی حکومت کا عمل در آمد نہ کرنا

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

عزت ماب جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ حال ہی میں میسی فرگوسن نیسٹ اور فورڈ کمپنی کے تیار کردہ ٹریکٹروں کی قیمت میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اور ان ٹریکٹروں کی قیمت میسی فرگوسن ایک لاکھ ۲۸ ہزار نیسٹ ایک لاکھ ۳۸ ہزار ۵۰۰ روپے اور فورڈ ایک لاکھ ۴۴ ہزار ۶ سو روپے تک پہنچ گئی ہے۔ جو گزشتہ سال کے آخر میں میسی فرگوسن ایک لاکھ ۷ ہزار ۱۵۶ روپے' نیسٹ ایک لاکھ ۱۸ ہزار ۱۲۸ روپے' فورڈ ایک لاکھ ۲۱ ہزار ۱۴۰ روپے تھی اور اس طرح صرف پانچ ماہ کے عرصہ میں کم و بیش ۲۱ ہزار روپے سے لے کر ۲۴ ہزار تک فی ٹریکٹر قیمت میں اضافہ ہوا ہے۔ حالانکہ پنجاب کے اس مقتدر ایوان نے ٹریکٹروں کی قیمتوں کو مناسب حد تک کم کرنے کے لیے ایک قرار داد متفقہ طور پر منظور کرکے وفاقی حکومت کی خدمت میں ارسال کی تھی تاکہ دیہات کے ۸۵ فیصد لوگ جن کی معیشت زراعت سے متعلق ہے اپنے پاؤں پر کھڑے ہوسکیں۔ اور ملک ترقی کرسکے مگر وفاقی حکومت نے ہماری قرار داد پر عمل درآمد کے برعکس اسے طاق نسیاں کی نذر کر دیا ہے۔ اور ٹریکٹروں کی قیمت میں قرار داد کے مطابق کمی کرنے کی بجائے گراں قدر اضافہ کر دیا ہے۔ جس سے ہمارے رائے دہندگان جن کی بہبودی و ترقی کیلئے ہم نے حلف دے رکھا ہے کی نظروں میں ہمارا وقار اور احترام مجروح اور اہلیت مشکوک ہوگئی ہے۔ اور وفاقی حکومت کے اس رویہ سے ہمارے اس ایوان کا استحقاق پامال ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو شرف پذیرائی بخش کر مجلس قائمہ برائے استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا! میں نے اپنی اس تحریک استحقاق میں جس اہم مسئلہ کی نشاندہی کی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے اس مقتدر ایوان نے آج سے تقریباً ایک سال قبل کاشتکاروں کی دم توڑتی ہوئی معیشت کو بحال کرنے کے لیے ایک قرار داد متفقہ طور پر منظور کی تھی۔ جس میں زرعی اجناس کی قیمتوں میں

مناسب اضافہ اور زرعی ضروریات ادویات ٹریکٹر اور کھاد وغیرہ کی قیمت میں کمی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ موجودہ نظام کے تحت کاشتکار اپنی اجناس کو حکومت کی مقرر کردہ قیمتوں پر فروخت کرنے پر مجبور ہیں اور ضروریات زراعت خریدتے وقت انہیں بیوپاریوں آڑھتیوں اور پرائیویٹ سیکٹر کے ظلم و تشدد کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ اس لیے اس ایوان میں یہ قرار داد منظور کرکے وفاقی حکومت کو بھجوائی تھی مگر خصوصاً ٹریکٹروں کی قیمت میں گزشتہ پانچ چھ ماہ میں کم از کم ۱۲ ہزار روپے سے لے کر زیادہ سے زیادہ ۲۵ ہزار روپے فی ٹریکٹر اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اور مجھے ایسا نظر آتا ہے' جیسے حکومت اپنی عیاشیوں کے اپنے غیرپیداواری اخراجات کو کاشتکاروں کی معیشت کی طرف بڑی چابکدستی کے ساتھ منتقل کر رہی ہے۔ اور اس وجہ سے کاشتکار جنہیں ایک بے زبان مخلوق سمجھا جاتا ہے۔ جو نہ تو بیچارے تنظیم سازی کر سکتے ہیں۔ نہ ہی ہڑتال کرسکتے ہیں اور نہ ہی ان میں منتشر ہونے کی وجہ سے آج تک اجتماعی شعور پیدا ہو سکا ہے۔ انہیں بے زبان سمجھ کر ان کے ساتھ یہ جو معاشی تشدد کا سلسلہ جاری ہے اس کے بارے میں یہ مسئلہ میں اس ایوان کے سامنے اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ اس ایوان کے اکثر اراکین زراعت سے منسلک ہیں اور کاشتکاروں کی نگاہیں اس وقت ان ایوانوں کے در و دیوار پر اس لیے لگی ہوئی ہیں کہ ان ایوانوں میں کاشتکاروں کے حقوق کے لیے کوئی آواز اٹھائی جاتی ہے اور حکومت اسے کوئی اہمیت نہیں دیتی۔ وہ کاشتکار جو ہماری اس اسمبلی کے باہر ہمارے کردار و عمل پر نگاہیں جمائے بیٹھے ہیں۔ اگر ہم ان کے حقوق کے لیے آواز اٹھاتے بھی ہیں وہ خود تو اس اسمبلی کی کارروائی کو تو نہیں دیکھ رہے ہوتے' وہ تو نتائج اور ہمارے عمل کو دیکھتے ہیں کہ ہم ان کے لیے کیا کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اس وقت کاشتکاروں کے ساتھ معاشی تشدد کا سلسلہ جاری ہے اور زرعی معیشت تباہ ہو چکی ہے۔ ہمارے بارے میں عام طور پر یہ پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ ہم اسمبلی میں جا کر سوجاتے ہیں اور ان کے حقوق کی آواز نہیں اٹھاتے۔ اور اس پراپیگنڈہ کی بدولت اس مقدس معزز اور مقتدر کے تمام اراکین اسمبلی کی اہلیت' شہرت اور وقار کو مجروح کیا جا رہا ہے۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ وفاقی حکومت اس پالیسی کا جس کے تحت وہ ہماری کسی بھی آواز کو ہمارے کسی بھی احتجاج کو ہمارے کسی بھی مطالبہ کو درخور اعتنا نہیں سمجھتی' اس کا سختی سے نوٹس لینے کے لیے میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ ان محرکات و اسباب کا جائزہ لیا جاسکے۔ جن کے تحت حکومت خصوصاً کاشتکاروں کے بارے میں ہماری اس آواز کو مسلسل نظر انداز کرتی چلی آرہی ہے۔ شکریہ

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ اس معاملہ پر ہمارے پاس کوئی فہرست نہیں ہے۔ اور نہ ہی قومی اسمبلی کو بنکوں نے کوئی ایسی فہرست مہیا کی ہے کہ کن حیثیت کے لوگوں کو یہ قرضے معاف کیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری عبدالحق بھٹی صاحب رانا صاحب کے پاس بیٹھے ہیں۔ آپ ذرا رانا صاحب کو بتائیے کہ کون سی تحریک استحقاق زیر غور ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب یہ نمبر ا ہی ہے نا؟

جناب سپیکر: آپ ذرا تشریف رکھیے۔ تسلی سے پڑھ لیجئے اور پھر بات کیجئے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! تحریک استحقاق تو میرے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ تشریف رکھیئے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! یہ قرار داد ہے۔

جناب سپیکر: جناب یہ قرار داد نہیں ہے "یہ تحریک استحقاق ہے" تشریف رکھیئے۔ جی چودھری گل نواز صاحب پوائنٹ آف آڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! جنجوعہ صاحب بول رہے تھے۔ اور میں نہیں چاہتا تھا کہ اس میں مداخلت کروں۔ آپ کی وساطت سے میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ "عیاشی" کا لفظ گورنمنٹ کے متعلق استعمال کرنا غیر پارلیمانی نہیں ہے۔ عیاشی میں تو بہت سی چیزیں آجاتی ہیں۔ عیاشی کا تو بڑا وسیع میدان ہے۔ میں اپنے معزز ممبر جناب جنجوعہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ عیاشی کی بجائے کوئی موزوں لفظ استعمال کرلیں۔ اور "عیاشی" کا لفظ کاٹ دیں۔

وزیر زراعت: جناب والا! اسے ایسے ہی رہنے دیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس لیے محسوس نہ کریں۔

جناب سپیکر: جناب وزیر زراعت کو لفظ "عیاشی" پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: نمبر بنانے کے لیے عیاشی جائز ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب یہ اس مفہوم میں نہیں لیاجارہا ہے۔ جس میں آپ لے رہے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! لفظ "عیاشی" کے پیچھے بہت کچھ ہے ۔ میں اس پر بحث کرنے کے لیے تیار ہوں ۔ میں تو الزام نہیں دیتا۔ کہتے ہیں کہ عیاشی کی کوئی بات نہیں ہے ۔ اگر باہر سے پیسے آئیں تو عیاشی ہو سکتی ہے؟

وزیر زراعت: جناب والا! اس لفظ کے پیچھے کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ اپنے سفید بالوں کو پتہ نہیں کہ بوٹ پالش سے یا کسی اور رنگ سے کالے کر لیتے ہیں ۔ تو جناب والا! یہ بھی تو ایک عیاشی ہے وہ بھی تو کر رہے ہیں ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! ایک آدمی ڈیڑھ آنکھ سے اتنی جلدی کرکے تو وہ بھی عیاشی ہے ۔

جناب سپیکر: جناب وزیر زراعت

وزیر زراعت: جناب والا! میں جناب کی اجازت سے عرض کرونگا کہ جہاں تک ٹریکٹروں کی قیمت کا موضوع زیر بحث ہے اس سے میں اور یہ معزز ایوان بھی پوری طرح متاثر ہے ۔ اور میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی نے اس بارے میں ایک قرار داد پاس کی تھی۔ واقعی یہ بات درست ہے کہ اس معزز ایوان نے ٹریکٹر، کھاد، بیج اور دوسری اس قسم کی چیزیں جو زمینداروں کیلئے Inputs کے طور استعمال ہوتی ہیں ان کے بڑھتی ہوئی قیمتوں کے پیش نظر اس ایوان میں ایک قرار داد پاس کرکے مرکزی حکومت کو بھجوائی تھی ۔ اس بارے میں نہ صرف ہم سب متاثر ہیں بلکہ پورا کاشتکار طبقہ سارے کا سارا متاثر ہے لیکن میرے خیال میں میرے محترم دوست جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب پارلیمانی پریکٹس میں اب اتنے سلجھ گئے ہیں ۔ اور اب ان کی اتنی زیادہ دسترس ہے کہ انہوں نے کہا کہ اگر میں اس بارے میں ایک تحریک التوائے کار دوں تو معلوم نہیں کہ وہ کب آئے اسلئے کیوں نہ ہم اس موضوع کو بطور پروڈیج موشن کے زیر بحث لے آئیں۔ میرے خیال میں اس پروڈیج موشن میں کوئی بھی لفظ اور کوئی بھی بات ایسی نہیں ہے جو استحقاق کی زد میں آتی ہو ۔ جس طرح کہ

جناب نے دیکھا ہے کہ ٹریکٹروں کی قیمتوں کا بڑھنا اور ریزولیشن کا پاس ہونا اور یہ ساری باتیں اپنی جگہ درست ہیں کہ ایک بات تو یہ کہ ہم نے ریزولیوشن تو ضرور پاس کیا اس سے متاثر ضرور ہیں اور ہم اس کو محسوس بھی کرتے ہیں اور اس بارے میں آپ کی اطلاع کیلئے میں عرض کرونگا جناب وزیر اعظم صاحب سے بھی اس بارے میں بات ہوئی اور ہم نے اس اسمبلی کی قرار داد کے علاوہ ایک ایگریکلچر کانفرنس بھی منعقد کی تھی جو باقی لوگوں کا نقطہ نظر یا رائے معلوم کرنے کے متعلق تھی جس میں ہمارے صوبائی اسمبلی کے تمام ممبران نے بھی حصہ تھا اور اس کانفرنس کی رپورٹ کو مرکزی حکومت کو ارسال کی تھا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ صوبائی اسمبلی کے ممبران کے علاوہ جو باقی کاشتکار ہیں اور ان کے جو طبقے ہیں ان کو بھی بلاکر اور ان کی رائے معلوم کرکے مرکزی حکومت کو بھجوائی جاتی۔ اس بارے میں نے ایک نقطہ نظ کیا ہے۔ لیکن جہاں تک اس سبجیکٹ کا تعلق ہے۔ کہ کسی قرار داد یا سفارش پر ابھی تک فیڈرل گورنمنٹ نے عمل نہیں کیا یا اس پر مؤثر کارروائی نہیں کی بارے میں جناب والا! خود آگاہ ہیں کہ یہ استحقاق کا موضوع بحث نہیں بن سکتا اور اگر اس کو قرار داد کی شکل میں یا تحریک التوائے کار کی شکل میں لے جاتے ہیں۔ تب بھی جس طرح کہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ یہ پنجاب حکومت کی اپنے بس کی بات نہیں ہے یہ مرکزی حکومت کا سبجیکٹ ہے۔ ٹریکٹروں کی مینوفیکچرنگ کرنا۔ ان کی قیمتیں مقرر کرنا یہ سب مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اور پھر زمیندار طبقے اور کاشتکار طبقے کی بات بھی مرکزی حکومت کے نوٹس میں لائی جا چکی ہے کہ وہ اس مسئلے کو سنجیدگی سے لیں اور ان کی یہ ذمہ داری بھی بنتی ہے اور انشاء اللہ وہ یہ کر بھی رہے ہونگے ہمارے لیے اس موضوع کو زیر بحث بنا کر مرکزی حکومت کو تحریک استحاق کا ایک موضوع بنا کر اس اسمبلی میں پیش نہیں کیا جاسکتا یا کمیٹی میں پیش نہیں کیا جاسکتا اور چونکہ ویسے بھی مرکزی حکومت کا سبجیکٹ ہے یہ ہمارے دائرہ کار میں نہیں ہے۔ ہم تو صرف سفارش ہی کر سکتے ہیں اور وہ ہم نے کر دی ہے۔ اور دوسری بات جو ہمارے ضمن میں آتی ہے اس کی ہم بڑی شدومد سے پیروی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ اس بارے میں فیڈرل گورنمنٹ کے باقی ممبران کے توسل سے بھی ہم اپنے طور پر کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن جس طرح آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کسی خانے میں بھی کسی الفاظ کے خانے میں بھی یہ بات تحریک استحقاق کا موضوع بحث نہیں بن سکتی۔ لہٰذا انہوں نے ایک نقطہ نظر کو واضح کر دیا ہے اور انہوں نے اپنا مقصد حاصل کرلیا ہے اس سے پہلے ہم پوری طرح سے آگاہ ہیں اور انشاء اللہ ہم اپنی ذمہ داری پوری کر رہے ہیں۔ چونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا سبجیکٹ ہے اسلئے ہم اپنی سفارشیں اور

کوشش ہی کر سکتے ہیں ۔ اور وہاں کے جو ذمہ دار حضرات ہیں وہ انشاء اللہ اس کا نوٹس بھی لیں گے اور اس بات کو محسوس بھی کریں گے کہ جس طرح پنجاب اسمبلی کے ممبران اس کو محسوس کر رہے ہیں اسی طرح نیشنل اسمبلی کے ممبران بھی اس کو محسوس کر رہے ہونگے اور اس طرح موضوع پر اپنی اپنی طرف سے کوشش کر رہے ہونگے ' اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست اس کو بڑے اچھے انداز میں لائے ہیں اور مجھے امید ہے کہ وہ اس کو پریس نہیں کریں گے ۔ کیونکہ یہ استحقاق نہیں بنتا ۔

جناب سپیکر: میاں ریاض حشمت جنجوعہ

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب سپیکر! محترم وزیر زراعت نے متعدد بار اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ میں نے ایک نہایت اچھی اور نہایت اہم بات کی نشاندہی کی ہے اور انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ بات ہمارے اختیار میں اور ہمارے بس میں نہیں ہے کہ ہم ٹریکٹروں کی قیمتوں کو کنٹرول کریں یا کر سکیں ۔ پاکستان کے اس وقت چار صوبے ہیں ان میں سے پنجاب سب سے بڑا صوبہ ہے اور اس صوبے کے سب سے بڑے مقتدر ایوان نے ایک قرار داد منظور کرکے وفاقی حکومت کو بھیجی ۔ اس پر جناب سپیکر وفاقی حکومت کا رد عمل ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ایوان یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ ٹریکٹروں کی قیمتوں میں اور دیگر زرعی ضروریات اور زرعی عوامل کی قیمتوں میں کمی کر دی جائے اور اس میں وفاقی حکومت کا یہ انصاف ہے کہ وہ صرف پانچ چھ ماہ کے وقفے میں کم از کم بیس بیس ' پچیس پچیس ہزار روپے ٹریکٹروں کی قیمتوں میں اضافہ کر دیتی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری اس قرار داد کو جو اس ایوان نے متفقہ طور پر منظور کی تھی اس کو جس انداز میں وفاقی حکومت نے ردی کی ٹوکری کی زینت بنایا ہے کیا اس سے اس مقتدر ایوان کا وقار مجروح نہیں ہوتا؟ میرا خیال ہے کہ اس معزز ایوان کو اہمیت نہ دیکر وفاقی حکومت نے ہمارے وقار کی ہمارے استحقاق کی دھجیاں اڑا دی ہیں کمی کرنے کی بجائے اضافہ! جناب والا! اگر وہی قیمت رہتی تو ہم سمجھتے کہ کم از کم کچھ نہ کچھ تو ہماری قرار داد کو اہمیت دی گئی ۔ انہوں نے اس میں کمی کرنے کی بجائے بیس ' بیس ' پچیس پچیس ہزار روپے فی ٹریکٹر کا اضافہ کر دیا ہے اور ابھی وزیر زراعت کا استحقاق صحیح سلامت ہے ۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی ۔ جناب سپیکر اس پروپیج موشن کے بارے میں ابھی تک یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ یہ فنی اعتبار سے پروپیج موشن ہے یا نہیں ۔ جناب وزیر زراعت فرماتے ہیں کہ فنی اعتبار سے ایوان میں یہ پروپیج موشن پیش

نہیں ہوسکتی ۔ اسلئے کہ وفاقی حکومت کے خلاف استحقاق کا مسئلہ ہماری کمیٹی میں زیر بحث نہیں لایا جاسکتا ۔ تو اس بارے میں میں یہ دریافت کرنا چاہونگا کہ کیا پرویلیج موشن کے سلسلے میں صرف اس معزز ایوان کا استحقاق محدود ہے ہماری پنجاب گورنمنٹ کی Jurisdiction پر یا اس کے باہر بھی استحقاق کے مسئلے کو Take up کیا جاسکتا ہے؟ اس بارے میں یہ چاہوں گا کہ اگر چودھری صاحب اس بارے میں کچھ روشنی ڈالنا چاہیں تو فرمائیں کہ کیا استحقاق کے مسئلے میں پنجاب گورنمنٹ جو Jurisdiction ہے وہ ڈالیں اگر لا منسٹر صاحب اس بارے میں کچھ فرمانا چاہیں تو اس میں جو بات آتی ہے وہ Take up کی جاسکتی ہے یا اس سے باہر بھی Take up کی جاسکتی ہے؟

وزیر زراعت: جناب والا! میں عرض کروں کہ اس میں بنیادی نکتہ تو یہ ہے کہ آپ نے جو سوال اٹھایا ہے وہ ایک جنرل بات ہے تو اس کے متعلق جو بات ہے وہ میں پہلے عرض کرونگا کہ بنیادی طور پر تو یہ استحقاق بنتا ہی نہیں ہے کہ قانونی پوزیشن جو ہے کسی سفارش کو اگر لیا جائے اور ہم نہ مانیں تو اس پر استحقاق پیدا ہی نہیں ہوتا پہلی بات تو یہ ہے ۔ جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ جو استحقاق آئین نے عطا کیے ہیں ' یا پرویلیج ایکٹ یا پارلیمانی پریکٹس کے تعریف میں جو بات آتی ہے اگر اس کی Violation کی جائے گی تو اس میں صوبائی اسمبلی کی مداخلت درکار ہوتی ہے ' اس میں صوبائی اسمبلی Interference کی ضرورت ہوتی ہے جس طرح میں نے عرض کیا ہے ۔

Rule 55 of the Rules of Procedure : -

The right to raise a question of privilege shall be governed by the following conditions, namely : -

(i) The question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law of rules me under any law :

یعنی یہ بات ہو رہی ہے کہ کسی right کی نہیں جیسا کہ میں بارہا عرض کر چکا ہوں

The right of privilege is quite a different and disticnt thing

پرویلیج ایک ایسا مخصوص right ہے ۔ جو اسمبلی کے ممبران کو حاصل ہے

Over and above the other citizens ۔ اگر پرویلیج آئین نے عطا کیا ہے ' کسی قانون نے یا کسی قاعدے نے عطا کیا ہے ۔ اگر اسکی خلاف ورزی ہو خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو ۔ تو وہ استحقاق بنتا ہے ۔

نمبر ۲ یہ ہے :۔

The question shall relate to a specific matter of recent occurrence

اب اس میں recent occurrence کی بات بھی نہیں ہے ۔ یہ تو ویسے ایک پالیسی کے طور پر چل رہا ہے ۔ گورنمنٹ کی پالیسی کو پرویلج موشن کا موضوع نہیں بنایا جاسکتا ۔ پالیسی جو گورنمنٹ بناتی ہے۔ اسکو نافذ کرتی ہے اسکے مطابق وہ فیصلہ کرتی ہے ۔ وہ پرویلج کا موضوع نہیں ہوسکتا ۔ نہ ہی آئین نہ کسی قانون نے یہ بات کہی ہے کہ اسمبلی کی کسی سفارش کو مانا جائے ۔ تو اسکو پرویلج بنالیا جائے ۔

جناب والا! تیسری سب سے ضروری بات یہ ہے :۔

The matter shall be such as requires the intervention of the Assembly

اب آپ intervention of the Assembly کو آپ لے لیں ۔ اگر تو فیڈرل گورنمنٹ پر آپ کو اختیار حاصل ہے ۔ اگر فیڈرل گورنمنٹ کو اپ کسی کٹہرے میں کھڑا کر کر سکتے ہیں ۔ اگر فیڈرل گورنمنٹ کو سمن کرکے استحقاق کمیٹی کے سامنے پیش کر سکتے ہیں کہ وہ آئیں اور بتائیں کہ انہوں نے ہماری اس قرار داد کو کیوں honour نہیں کیا ۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ یہی بات اس کیلئے ضروری ہے ۔ یہ صحیح بات ہے کہ اسمبلی کا جو دائرہ کار ہے اور جہاں تک اسکا دائرہ کر extend ہوسکتا ہے ۔ وہاں تک آپ اپنے پرویلج کا تحفظ کرسکتے ہیں ۔

Question is of the protection of the privilege effectively

آپ کہاں تک effectively چیک کر سکتے ہیں ۔ اگر وہ واپسی طاقت یا اختیارات یا دائرہ کار میں بات آتی نہیں تو وہ آپ extent نہیں کرسکتے اگر نافذ نہیں کر سکتے تو اسکو پرویلج کمیٹی کے سپرد کیا جانا ایسے ہی ہے جیسے ایسی بات کر دی جائے کہ آپ آئین میں ترمیم کر دیں ۔ آئین کا ترمیم کرنا جیسے استحقاق کمیٹی کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا اس طرح یہ بھی بات کروں گا کہ آپ اگر یہ کر بھی دیں تو دیکھنا یہ ہو گا کہ intervention of the Assembly سے نتائج کیا برآمد ہوں گے ۔ ہم اسکے ثمرات حاصل کرنے میں کہاں تک قدرت رکھتے ہیں ۔ اگر ہم کسی بات پر قدرت نہیں رکھتے تو میں سمجھتا ہوں کہ تحریک استحقاق کا موضوع نہیں بن سکتا ۔ یہ تو بالکل مختلف بات ہے ۔ ایک سفارش کی تھی ۔ اسکو ہم محسوس کرتے ہیں لیکن سفارش نہ ماننے سے پرویلج کی خلاف ورزی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ ہاؤس کے ۸۵ فیصد ممبران اس کی زد میں آتے ہیں۔ ٹریکٹروں کی قیمتوں سے لوگ متاثر ہوتے ہیں لیکن قرار داد جو صوبائی اسمبلی نے پاس کی تھی ۔ اس میں مرکزی حکومت کو کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے تھا ۔ لیکن وہ مرکزی حکومت کے بس کی بات نہیں ۔ ٹریکٹروں کی قیمتوں کا بڑھنا یا گھٹنا پاؤنڈ لیرا اور ڈالر کی قیمت پر منحصر ہے ۔ جب غیر ملکی کرنسی کی شرح بڑھے گی اور پاکستانی کرنسی سے اسکا زیادہ ریٹ ہو گا تو ٹریکٹر جو امپورٹ کئے جاتے ہیں اس پر آکر قیمت بڑھتی ہے ۔ ورنہ کسی گورنمنٹ کو یہ ضرورت نہیں کہ وہ خود اسکی قیمت بڑھا دے ۔ اس لحاظ سے میں کہتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق فنی اعتبار سے بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کا انحصار غیر ملکی پیسوں کی قیمتوں پر منحصر ہے ۔ اور اسکی وجہ سے یہ قیمتیں بڑھتی رہتی ہیں ۔

سید حسنات احمد: جناب والا! پریو لیج موشن کے متعلق سیکشن ۵۵ یہ ہے ۔

The matter shall be such as requires the intervention of the Assembly

یہ تو ایوان کو فیصلہ کرنا ہے کہ آیا یہ ایسا معاملہ ہے جس میں صوبائی اسمبلی کو مداخلت کرنی چاہیے ۔ یہ فیصلہ کرنے کے لیے یہ پرولیج موشن ہے ۔ یہ باضابطہ ہے یا نہیں ہے ۔ آپ سیکشن ۲ دیکھیں اس میں اسکا ذکر نہیں ہے کہ مرکز کا معاملہ ہے یا صوبہ کا معاملہ ہے کوئی معاملہ ہو اگر ہاؤس یہ سمجھے گا کہ یہ ایسا معاملہ ہے کہ جس میں ہم مداخلت کرسکتے ہیں یا تو وہ کر سکتے ہیں ۔ اگر یہ ہاؤس فیصلہ کرے کہ اس ضمن میں کسی مداخلت کی ضرورت نہیں ہے ۔ تو پھر نہیں ہے ۔

جناب سپیکر: وزیر قانون اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے ۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! ممبر اسمبلی کا استحقاق اس چیز پہ بنتا ہے جس پر حکومت پنجاب کا اختیار ہو وہ محکمہ یا ادارہ حکومت پنجاب کا ماتحت ہو اور ہم اسکو مجروح کریں ۔ جو اسمبلی میں قرار داد پاس کی تھی وہ تو ایک سفارش کی صورت میں تھی کہ ہمارے خیال میں اس کی قیمتوں کے اضافے سے معیشت کو نقصان پہنچے گا ۔ اس طرح تو آپ کوئی بھی قرار داد لاسکتے ہیں ۔ آپ کل کو کہیں گے کہ جناب ' حکومت پاکستان نے اس چیز پر ٹیکس لگا دیا ہے ۔ اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہو گیا ہے ۔ دیکھنا یہ ہے کہ حکومت پاکستان کے اختیار میں کیا ہے اور وہ کیا کچھ کر سکتی ہے ۔ اس میں ہمارا دخل قطعی نہیں رہتا ۔ ہم ان کے کسی انتظامی اقدام پر یا ان کے کسی ایسی مراعات پر کسی قسم کی قدغن نہیں لگا سکتے۔ یہ ان دائرہ اختیار ہے ۔ کل جیسے میرے دوست نے قرار داد پیش کی ہے کہ یہ تو جاتی

رہیں گی ۔ اس کا مطلب ہے ہر دفعہ ہمارا استحقاق مجروح ہوتا رہے گا ۔ نہیں ' یہ ایسی بات نہیں ہے ۔ جو کچھ ان کے اختیارات میں ہے اس پر ہم سفارش کرسکتے ہیں ۔ یہ ان پر منحصر ہے کہ وہ ہماری سفارش کو مانیں یا نہ مانیں لہٰذا کسی قسم کا استحقاق مجروح نہیں ہوا ۔

جناب سپیکر: جناب نعیم حسین چٹھہ

چودھری نعیم حسین چٹھہ : جناب سپیکر! جناب وزیر زراعت اور وزیر قانون کی رائے کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ یہ فنی اعتبار سے درست ہے کہ ایک پرپیز کو یا سٹیئر کو یہ کہنا کہ وہ فیصلہ مجبوری طور پر ہمارے حق میں کرے یہ اس کیلئے ضروری نہیں یہ اسکے دائرہ اختیار میں ہے کہ وہ جو نظریہ لینا چاہئے کہ لیکن چونکہ جناب ریاض حشمت جنجوعہ کی تحریک یقیناً پبلک کے وسیع تر مفاد میں ہے " اہم ہے " ضروری ہے اس بحث میں پڑے بغیر انہیں یاد تو کروایا جاسکتا ہے ۔ کہ ہمارا استحقاق مجروح نہیں ہوا تو اسے مفاد عامہ کے پیش نظر ہم آپ سے دوبارہ درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے اس استحقاق ہمارے اس ریزولیشن کو پذیرائی بخشی جائے ۔ جبکہ وزیر زراعت کے قول کے مطابق انہوں نے نہ کوئی مخالف فیصلہ کیا ہے نہ ہمارے حق میں کیا ہے ۔ بلکہ میرے خیال میں ابھی تک یہ بات ان کے نوٹس میں نہیں آئی ۔ لہٰذا انہیں یاد دہانی کروائی جائے کہ وسیع تر مفاد کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ آپ اس کو ہمدردانہ پذیرائی بخشیں ۔ میرے خیال میں مطلب بھی حل ہو جائیگا اور ہم technicalities میں پڑے بغیر ان کے کسی دائرہ اختیار میں دخل اندازی نہیں کریں گے ۔

جناب سپیکر: جناب وزر زراعت آپ نے چودھری نعیم حسین صاحب کی بات سنی ہو گی کہ ہمیں اس انداز میں اس بات کا نوٹس لینا چاہیے کہ ہماری قرار داد کو شرف قبولیت بخشا جائے ' اس پر غور کیا جائے ۔ یہ اس طرح نہیں کہ ہم اس پروپیج پر کوئی ریزولیشن پاس کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ آپکی طرف سے یہ بات ہو کہ ہم اسکو صحیح طریقے سے پیروی کرتے ہوئے فیڈرل گورنمنٹ کو یہ استدعا کریں گے کہ وہ اسکو شرف قبولیت بخشے اور اسکو زیر غور لائیں ۔ اس بارے میں آپکی کیا رائے ہو؟

وزیر زراعت: وہ تو میں نے عرض کر دیا ہے کہ ہم پہلے ہی کر رہے ہیں ۔ ہم نے اس پر میٹنگز بھی کی ہیں ۔ بلکہ پرائم منسٹر صاحب سے بات کی ہے ۔ اور ہم انہیں بجھوا بھی رہے ہیں ۔ اگر میری پہلی بات سنی گئی ہے تو اس میں یہ ساری بات شامل ہے ۔ جہاں تک استحقاق کا تعلق ہے ' تو استحقاق کو اس شکل میں لانا کہ ہم یاد دھانیاں بھیجنا شروع کر دیں تو استحقاق تو ایک ٹیکنیکل بات ہے کہ اس

میں بنیادی طور پر استحقاق نہیں بنتا ۔ یہ تو میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ ہمیں صورت حال کا احساس ہے۔ اور ہم خود اس سے متاثر ہیں ۔ لیکن یہ Relative بات ہے کہ یہ کہہ دیں کہ قیمتوں کو نہ بڑھایا جائے ۔ وہ اس پر گوشوارہ بنائیں گے کہ فالتو پرزے اتنے مہنگے ہوگئے ہیں ' ین کی قیمت اتنی ہو گئی ہے ۔ پاؤنڈ اور سٹرلنگ اتنا ہو گیا ' ڈالر اتنا ہو گیا تو ہم اس طریقے سے تو انہیں پابند نہیں کرسکتے ۔ لیکن ہم انہیں توجہ دلا سکتے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ اپنی پالیسی کے تحت ایسے اقدامات کرے کہ ان کی قیمتیں عام آدمی کی پہنچ میں رہیں ۔ تو ہم یہ پہلے ہی کررہے ہیں ۔ اور مزید بھی کرتے رہیں گے ۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے ۔ جنجوعہ صاحب ! میں یہ سمجھتا ہوں کہ تحریک استحقاق پر اس بحث کے بعد صحیح صورت حال سامنے آگئی ہے ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں تھوڑی سی مزید وضاحت کرنی چاہوں گا کیونکہ میری تحریک استحقاق کے حوالے سے کچھ باتیں ایسی کہی گئی ہیں ' جن کی بارے میں کچھ عرض کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں مثلاً ایک بات تو یہ کہی گئی کہ ہم اس مسئلے پر تحریک استحقاق کو قابل پذیرائی سمجھتے ہیں جو صوبائی حکومت کے دائرِ اختیار میں ہے ۔ جناب سپیکر! یہ اجلاس شروع ہونے سے پہلے آپ کے سیکرٹریٹ کی طرف سے ہمیں خطوط ملے ہیں جس میں آپ نے محکمہ ریلوے اور پی آئی اے کو ہمارے لیے بکنگ کرنے کو کہا ہے ۔ اگر کل کو یہ ادارے جو صریح طور پر حکومت پاکستان کے زیر نگرانی کام کر رہے ہیں ۔ اور صوبہ پنجاب کا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ کسی رکن اسمبلی کو بکنگ دینے سے انکار کرتے ہیں ۔ تو پھر اس وقت کیا یہ صوبائی اسمبلی ان کے خلاف کوئی کارروائی کر سکتی ہے یا نہیں؟ یقیناً یہ اسمبلی اس شکل میں ان کے خلاف کارروائی کر سکتی ہے ۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی وفاقی ادارہ یا وفاقی حکومت بھی ہمارے استحقاق کو مجروح کرنے کا باعث بنتی ہے تو یہ صوبائی اسمبلی اس کے خلاف کارروائی کرنے کا حق رکھتی ہے ۔ دوسری بات جناب پیرزادہ صاحب کی طرف سے یہ کہی گئی ہے کہ قیمتوں کا اضافہ غیر ملکی کرنسی کے ساتھ منسلک ہے ۔ جناب والا ! ہمارا مطالبہ تو یہ ہے کہ ہماری حکومت ٹریکٹروں پر جو ڈیوٹی لگاتی ہے اس میں کمی کر دی جائے ۔ اس ڈیوٹی میں مثلاً اگر پچاس فی صد کمی کر دی جائے تو ٹریکٹروں کی قیمت کم از کم پچیس تیس یا چالیس ہزار تک کم ہو سکتی ہے ۔ اس لیے غیر ملکی کرنسی کے ساتھ ٹریکٹروں کی قیمت کو منسلک کرنے کا قطعاً" کوئی قانونی جواز نہیں ۔

جناب سپیکر: آپ کی یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے۔ لیکن وفاقی حکومت کو مجلس استحقاقات میں کیسے بلایا جاسکتا ہے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس سلسلے میں چٹھہ صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے وہ سو فی صد صحیح ہے۔ ہم انہیں ایک قرار داد منظور کرکے بھیج سکتے ہیں جس کا حق ہمیں قواعد انضباط کار کے باب ۲ کی دفعہ ۹ کے تحت حاصل ہے کہ یہ اسمبلی کوئی قرار داد منظور کرکے وفاقی حکومت کو بھیج سکتی ہے۔ اگر اس کے بعد وفاقی حکومت اس پر کوئی مناسب کارروائی نہیں کرتی۔ بلکہ اس کو اسلام آباد کے سرد خانوں میں سجا دیتی ہے۔ تو پھر ہمارے پاس کیا چارہ کار ہے۔ کم از کم ہمیں اتنا تو حق ہونا چاہیے کہ ہم وفاقی حکومت کو اس قرار داد کی ایک اور نقل اس ستدعا کے ساتھ بھجوا دیں کہ پہلے بھی ہم نے ایک قرار داد منظور کرکے آپ کو بھیجی تھی۔ لیکن آپ نے اس کو کوئی اہمیت نہیں دی۔

جناب سپیکر: وہ تو جناب وزیر زراعت فرما رہے ہیں کہ ہم اس کو Pursue کر رہے ہیں اور اس کو مزید بھی Pursuade کریں گے۔ تو آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: ظاہر ہے کہ اس یقین دہانی کے بعد پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ کی طرف سے ایک تحریک استحقاق آج کے لیے ملتوی رکھی گئی تھی۔ ان کی طرف سے ہمیں کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

جناب محمد رفیق: جناب والا! اکثر اراکین اسمبلی بھی اسی طرح سے متاثر ہیں جس طرح کہ وہ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان کے مفاد میں ہے کہ اس کو ملتوی رکھ لیا جائے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ کی طرف سے کسی کو اسے ملتوی کرنے کے؟ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ نہیں ہوئی۔ تو اس کو Disposed of تصور کیا جائے گا۔ صاحبزادہ فاروق انور عباسی صاحب کی طرف سے دو تحاریک استحقاق تھیں جو واپس ہوگئی ہیں۔ صاحبزادہ صاحب، آپ کے اس مسئلے کو کسی وقت بھی لیا جاسکتا ہے۔ اور اس پر بات ہوسکتی ہے۔ یہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔

جناب فاروق انور عباسی: میں نے اپنی دونوں تحریکیں واپس لے لی ہیں۔ باقی رہی آپ کی

رولنگ کی بات تو آپ نے کہا تھا کہ آپ ایڈووکیٹ جنرل سے بات کریں گے۔

جناب سپیکر: میں نے عرض کیا تھا کہ یہیں ہاؤس میں ایڈووکیٹ جنرل صاحب کو بھی بلائیں گے اور لاء منسٹر صاحب اور باقی صاحبان مل کر ہم اس پر بحث کریں گے۔

جناب فاروق انور عباسی: آپ کی رولنگ سے مجھے کوئی اختلاف نہیں۔ بہرحال ہمارے استحقاق کے بارے میں یہ ہے کہ ہم یہاں ممبر ہیں یا نہیں۔ اس کا فیصلہ ہو جانا چاہیے۔

جناب سپیکر: اسی پر بات کریں گے۔ ممبر تو آپ اللہ کے فضل سے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں خان ظفر اللہ خان صاحب۔ ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں تو تحریک استحقاق نمبر ۳۶ Disposed of تصور ہو گی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی کی طرف سے چھٹی کی درخواست آئی جو ایوان منظور کر چکا ہے۔ تو ان کی تحریک استحقاق ملتوی رکھی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! غیر سرکاری ارکان کی کارروائی میں یہ طریقہ کار رہا ہے کہ کسی رکن کی طرف سے یہ درخواست کی جائے کہ آج ہمارا دن ہے۔ اور قواعد کو معطل کرتے ہوئے تحاریک التوائے کار کو ملتوی کرکے عوامی مسائل کی قرار دادیں پیش کرنے کی اجازت بخشیں اور اس ہاؤس کی بھی یہی خواہش ہے

جناب سپیکر: آپ کو علم ہے کہ آج کا بزنس کیا ہے۔

رانا پھول محمد خان: پرائیوٹ ڈے ہے اور قرار دادیں۔

جناب سپیکر: آج صرف قرار دادیں ہیں۔ اور ہمارے پاس صرف ۵ قرار دادیں ہیں۔

رانا پھول محمد خان: تحاریک التوائے کار بھی آئی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: ان پر صرف نصف گھنٹہ صرف ہو گا۔

رانا پھول محمد خان: میں جناب سے گزارش کرونگا کہ قواعد کو معطل کر دیں۔

جناب سپیکر: مجھے ایسا کرنے میں کوئی اعتراض نہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! آج جمعرات ہے لوگوں نے گھروں کو بھی جانا ہے۔ میری یہی گزارش ہے کہ تحاریک التوائے کار کے لیے جو نصف گھنٹہ ہے۔ اس میں قواعد معطل کرکے قراردادیں زیر بحث لے آئیں۔

جناب سپیکر: ایوان کی کیا رائے ہے؟

رانا پھول محمد خان: ایوان کی رائے بھی یہی ہے۔

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کو لینا چاہیے؟

رانا پھول محمد خان: یہ حکومت یا اپوزیشن کا مسئلہ نہیں۔ یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ اس پر آپ ووٹنگ کرالیں۔ آپ اپنی قراردادوں کو کیوں ضائع کراتے ہیں۔

جناب سپیکر: صورت یہ ہے کہ اس وقت دس بج کر بیس منٹ ہوئے ہیں۔ یہ تحاریک التوائے کار دس بج کر پچاس منٹ پر ختم ہو جائینگی۔ اس کے بعد صرف ۵ قرار دادیں ہیں۔

رانا پھول محمد خان: اگر حکومتی پارٹی چاہتی ہے کہ تحاریک التوائے کار پیش ہوں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: سب چاہتے ہیں کہ تحاریک التوائے کار پیش ہوں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اجلاس کے دوسرے یا تیسرے روز میاں افضل حیات صاحب نے یہ نشان دہی کی تھی اور آپ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ حالیہ بارشوں اور ژالہ باری اور طوفان بادو باراں سے متاثر ہونے والے کاشتکاروں کی زبوں حالی کو اس ایوان میں زیر بحث لایا جائے گا۔ اور آپ نے " تاریخ مقرر فرمائی تھی۔ اس سلسلے میں میری ایک تحریک التوائے کار نمبر ۲۹ ہے۔ اگر آپ اسکو پیش کرنے کی اجازت دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: وزیر زراعت! آپ توجہ فرمائیں۔ یہ تین چار روز کی بات ہے لیڈر آف اپوزیشن

تحریک التوائے کار پیش کرنا چاہتے تھے ۔ حالیہ بارشوں سے جو نقصانات ہوئے ہیں۔ وہ اسکے بارے میں تھی ۔ آپ نے یہ کہا تھا کہ آئندہ جس دن تحریک التوائے کار پیش ہوسکتی ہیں ۔ اس دن یہ آجائے اور اسکو فوقیت دی جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ حالیہ بارشوں سے فصلوں کو جو نقصان ہوئے ہیں اس پر تحاریک التوائے کار کو پہلے پیش کیا جائے؟ آوازیں درست ہے ۔

جناب سپیکر: یہ پانچ تحاریک التوائے کار نمبر ۲۹' ۱۰۳' ۱۱۸' ۱۳۰' ۱۳۴ ایک جیسی ہیں میں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کو کہونگا کہ وہ تحریک پیش کریں ۔

حکومت کی طرف سے پنجاب میں شدید بارشوں سے تباہ شدہ فصلوں کا معاوضہ ادا نہ کرنے پر کاشتکاروں میں اضطراب

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہونگا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں بے وقت بارشوں سے پے درپے طوفان باد و باراں اور شدید ژالہ باری کی بدولت گندم کی کھڑی اور کٹی ہوئی فصل جو کھلیانوں کی صورت میں کھیتوں میں موجود ہے نیست و نابود ہو کر رہ گئی ہے ۔ جس نے کاشتکاروں کی معیشت کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ کسان تباہی کا شکار ہو گئے ہیں۔ اور اپنی سال بھر کی محنت کے پھل سے محروم ہو گئے ہیں خصوصاً وہ کاشتکار جو قرض کی کھاد اور بیج استعمال کرتے ہیں اور انکی تمام امیدیں خاک میں مل گئی ہیں اور وہ ان سوچوں میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ وہ قرض کے بوجھ تلے سسک سسک کر مرجائیں گے۔ کروڑوں کاشتکاروں کی اربوں روپے کی گندم کی ہولناک تباہی سے رزعی معیشت کا جنازہ اٹھ گیا ہے ۔ مگر حکومت نے ان پریشان حال کاشتکاروں کی مالی معاونت کرنے کی بجائے صرف آبپاشی اور عشر معاف کردیا ہے ۔ اور قرضوں کی وصولی معطل کر دی ہے ۔ جبکہ سرحد کے اس پار مشرقی پنجاب میں بھی کاشتکار انہی حالات کا شکار ہوئے ہیں ۔ اور حکومت نے انکی معاشی بحالی کے لیے دوسرے اقدام کرنے کے ساتھ ساتھ ایک ہزار روپے فی ایکڑ کا اعلان کیا ہے ۔ حکومت پنجاب کی طرف سے کاشتکاروں کو تباہ شدہ فصلوں کا معاوضہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے شدید اضطراب اور اشتعال پایا جاتا ہے ۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس صورت حال

پر غور کرنے کے لیے اسمبلی کی کارروائی معطل کی جائے۔

جناب سپیکر: ان کی طرف سے پیش کی گئی یہ تحریک التوائے کار سب کی طرف سے پیش کردہ مقصود ہو گی۔ لیکن اگر دوسرے محرک حضرات اس پر کچھ کہنا چاہیں۔ تو انہیں میں اس کی اجازت دیتا ہوں۔ چودھری صاحب یہ آپکی طرف سے بھی ہے۔

چودھری غلام رسول: میری تحریک نمبر ۱۲۰ ہے۔

جناب سپیکر: آپ ارشاد فرمایئے۔

چودھری غلام رسول: جناب والا! گوجرانوالہ ڈویژن میں تین اضلاع ہیں، جن میں سے گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا جاچکا ہے جبکہ ضلع گجرات کو آفت زدہ علاقہ قرار نہیں دیا گیا۔ مزید برآں منڈی بہاؤ الدین سب ڈویژن اور تحصیل پھالیہ سو فیصد زرعی علاقہ ہے گوجرانوالہ اور سیالکوٹ زرعی علاقے تو ہیں، لیکن وہ صنعتی اضلاع ہیں۔ ضلع گجرات اور اس میں خاص طور پر تحصیل پھالیہ اور منڈی بہاؤالدین سو فیصد زرعی علاقہ ہے۔ یہاں کوئی صنعت نہیں۔ اور لوگوں کا سو فیصد انحصار زراعت پر ہے۔ اور گوجرانوالہ ڈویژن میں سب سے زیادہ نقصان منڈی بہاؤالدین اور تحصیل پھالیہ میں ہوا ہے۔ کیونکہ وہاں سے باغات پر بہت ژالہ باری ہوئی ہے۔ اور گندم کی فصل سو فی صد تباہ ہو گئی ہے۔ اس علاقے کے لوگوں کا انحصار مکمل طور پر زراعت پر ہے۔ اسی لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ منڈی بہاؤ الدین اور تحصیل پھالیہ کو آفت زدہ علاقہ قرار دیکر فوری طور پر مدد دی جائے چونکہ فصل خریف کی کاشت کا وقت آ چکا ہے۔ اگر فوری طور پر اس زرعی علاقے کے لوگوں کی امداد نہ کی گئی تو آئندہ کی فصل بھی متاثر ہو گی۔ میں یہ امید کرتا ہوں کہ جناب کی وساطت سے ہمارا یہ مسئلہ فوری طور پر حکومت کے نوٹس میں لایا جائے گا۔

جناب سپیکر: چودھری محمد رفیق صاحب۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا۔ پہلے میں شعر عرض کرتا ہوں۔

راج محل کے باہر سوچ میں ڈوبے شہر اور گاؤں
ہل کی انی فولادی پنجے کڑیل باہیں
لیکن جو ہر راحت کو ٹھکرائیں
آگ پیسیں اور پھول کھلائیں

جناب سپیکر۔ صوبہ پنجاب کی اس دھرتی کے باسی کاشتکار' دہقان ' کھیت مزدور جو امن کے زمانے میں اپنی بے پناہ صلاحیتوں اور محنتوں سے بے پناہ غلہ اگا کر نہ خود بلکہ صوبے اور ملک کو خودکفالت کی منزل پر لے آئے ہیں اور یہی دہقان جنگ کے زمانے میں اپنے ہل کی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر۔ : چودھری صاحب ! ذرا توجہ فرمایئے ۔ وزیر قانون پارلیمانی امور کے بھی وزیر ہیں ۔ میں معزز اراکین اسمبلی سے یہ کہوں گا کہ وہ انہیں پارلیمانی معاملات میں متوجہ رہنے دیں اور ان کی توجہ دوسری طرف نہ لے جائیں تاکہ وہ یہاں صحیح طریقے سے Contribute کر سکیں ۔

وزیر قانون: بہت بہت شکریہ ۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب سیشن کے بعد باقاعدہ طور پر اپنے دفتر میں بیٹھتے ہیں اور وہاں اراکین اسمبلی کے کام نپٹا کر جائیں گے ۔ ٹھیک ہے راجہ صاحب ؟ جی چودھری صاحب !

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے ملک کا یہ دہقان ' کاشتکار ' کھیت مزدور جو کہ اپنے اس ملک کو اپنی بے پناہ صلاحیتوں اور محنتوں سے غذائی صورتحال میں خود کفالت کی منزل تک لے آیا ہے اور یہی دہقان امن کے زمانے میں اپنے ہل کی انی سے ' اپنے فولادی پنجوں سے اور کڑیل باہوں سے ' بے پناہ موسموں کے تغیرات کی وجہ سے غلہ اگانے میں مصروف ہے اور ملک کو خودکفالت کی منزل تک لے آیا ہے ۔ لیکن اسی کاشتکار پر جب ایسی آفاقی ناگہانی آفات آتی ہیں تو اس وقت حکومت اس کے لئے کوئی خاص اقدامات نہیں کرتی ' اس کے لئے کوئی احساس نہیں رکھتی ' عام طور پر کاشتکار کو اس کی محنت کا ثمر نہیں ملتا۔ پچھلے دنوں ناگہانی آفات کی صورت میں اور بے وقت برسات کی وجہ سے کاشتکار کو اتنا شدید نقصان پہنچا ہے لیکن اس کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی مؤثر اقدامات نہیں کئے گئے۔ اور ان کی Compensation کے لئے کسی خاص رقم یا کسی خاص اقدام کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا ۔ جبکہ بھارت نے مشرقی پنجاب میں حالیہ برسات کی وجہ سے اپنے کاشتکاروں کے لئے فوری طور پر ایک ایک ہزار روپیہ فی ایکڑ compensation کا اعلان کیا تھا۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے اپنے ملک میں اسی برسات کی وجہ سے کاشتکاروں کو شدید نقصان پہنچا ہے اور ان کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی بھی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ بلکہ ہوا یہ ہے کہ discrimination دیکھنے میں آئی ہے کہ چند ہی روز پہلے جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا تھا اس میں ہم نے دیکھا کہ ایک ضلع میں تو برسات سے تباہ شدہ حال کسانوں کو ایک خطیر رقم معاوضہ کے طور پر دی

گئی تھی جبکہ دوسرے اضلاع جہاں جہاں بھی برسات سے شدید نقصان پہنچا ہے ان کے لئے کوئی compensation نہیں دی گئی ' بلکہ یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ ضلع شیخوپورہ میں تحصیل فیروز والا کے لوگوں نے سینکڑوں کی تعداد میں حکومت کی اس بے حسی کے خلاف اپنے مطالبات منوانے کے لئے مظاہرہ کیا جن میں کالا خطائی' کالاشاہ کاکو کے لوگ شامل تھے ۔ ان پر پولیس نے شدید تشدد کیا۔ لاٹھی چارج کیا اور ان پر آنسو گیس کے شیل پھینکے گئے۔ حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ ان کی بے کسی کو دیکھتے ہوئے ۔ ان کے شدید نقصان کے پیش نظر ان کی کوئی اشک شوئی کی جاتی۔ ان سے ہمدردی کا اظہار کیا جاتا لیکن الٹا ان پر تشدد کیا گیا اور انہیں گرفتار کرکے جیلوں میں بھی بند کیا گیا۔

جناب سپیکر۔ پنجاب کے جن جن اضلاع میں اس شدید برسات سے نقصان پہنچا ہے ان میں ٹوبہ ٹیک سنگھ اور فیصل آباد کے ضلعوں میں بھی بعض جگہوں پر شدید نقصان ہوا ہے انہیں بھی compensation کے زمرے میں شامل کرنا چاہئے یا جن اضلاع کو آفت زدہ علاقے قرار دیا گیا تھا انہیں بھی compensation دینی چاہئے۔ میں اپنے ان جذبات و احساسات کے اظہار کے بعد اس معزز ایوان سے درخواست کروں گا کہ اس برسات میں نقصان زدہ کاشتکاروں کے لئے فوری طور پر compensation کا اعلان کرنا چاہئے تاکہ ان کی کوئی اشک شوئی ہو اور آئندہ اپنی فصلات میں دلچسپی رکھتے ہوئے اپنی کاشت کو جاری رکھیں۔ ان کی بددلی دور ہونی چاہئے ۔ ان کاشتکاروں کو اس فصل سے قطعی طور پر آمدنی نہیں ہوئی ۔ محض مالیہ یا عشر معاف کر دینے سے ان کی قطعاً کوئی اشک شوئی نہیں ہوتی ۔ کیونکہ اس میں اور بھی خرچے ہوتے ہیں ۔ دیکھنے میں یہ بھی آیا ہے کہ جہاں جہاں برسات سے نقصان پہنچا ہے وہاں بھی گندم کی فصل کی جو اوسط آئی ہے وہ بھی عام سالوں سے تقریباً آدھی ہے ۔ اس معزز ایوان کے معزز ارکان میں اکثریت کاشتکاروں کی ہے وہ جانتے ہیں کہ اس سال موسمی حالات موافق نہ ہونے کی وجہ سے کاشتکاروں کو شدید نقصان پہنچا ہے اور خصوصاً جہاں جہاں زیادہ بارشیں ہوئی ہیں وہاں پر تو قطعی طور پر ان لوگوں کے گھر فصل نہیں آئی بلکہ وہ بالکل تباہ اور مفلوک الحال ہوگئے ہیں۔ اس لئے میں اس معزز ایوان سے یہ استدعا کروں گا کہ ان مفلوک الحال اور تباہ حال کاشتکاروں کے لئے کچھ نہ کچھ compensation ہونی چاہئے ۔ بہت شکریہ ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر۔ مجھے بھی اجازت دیں کہ میں کچھ عرض کر سکوں ۔

جناب سپیکر: ابھی آپ تشریف رکھیں ۔ میاں افضل حیات کی طرف سے تحریک ہے لیکن وہ

تشریف نہیں رکھتے ۔ مولانا چنیوٹی صاحب کی طرف سے ہے' وہ بھی تشریف نہیں رکھتے تو جناب وزیر زراعت صاحب! آپ سے پہلے کوئی صاحب بولنا چاہتے ہیں تو ان کو اجازت دے دیں اور آپ بعد میں اپنی بات کریں ۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے جی ۔

جناب سپیکر: جی ۔ چودھری گل نواز خان صاحب!

چودھری گل نواز خاں وڑائچ: جناب والا ۔ میں بڑا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دے دیا۔ عرض یہ ہے کہ بارشوں نے پنجاب کے تمام زمینداروں کو نقصان پہنچایا ہے اور گندم تباہ ہو گئی ہے۔ اصل میں تو پنجاب کا ہر زمیندار چاہے چھوٹا تھا یا بڑا تھا وہ ان بارشوں ' اس رحمت سے متاثر ہوا ہے اور شاید خدا کو ہماری عادات پسند نہ تھیں کہ ہم پر رحمت کی صورت میں عذاب نازل کیا ہے ۔ کوئی زمیندار اس سے نہیں بچا۔ ہر ایک زمیندار جس کی فی ایکڑ پیداوار دس من ہوتی تھی اس کی فی ایکڑ ایک من بھی واپس نہیں ہو سکی ۔ اگر ایک من لے کر آیا ہے تو وہ بھی اس قابل نہیں کہ اسے کھایا یا وہ فروخت کیا جاسکے۔ ویسے پارٹی میٹنگ میں جناب چیف منسٹر صاحب نے فرمایا تھا اور انہوں نے ہدایت فرما دی ہے کہ یہ گندم اسی ریٹ پر خرید کی جائے ۔ لیکن اس کی یاد دھانی بڑی ضروری ہے ' کیونکہ لوگوں کو اس سلسلے میں بڑی شکایت ہے کہ محکمے والے وہ گندم خرید نہیں رہے اور رقم نہیں دیتے ۔ جو چند دانے رہ گئے ہیں وہ بھی خرید نہیں کر رہے اس لئے جناب' یہ تو پنجاب بھر میں ہے اور چونکہ میں نے یہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ۔ اس لئے میں ذاتی طور پر بیان کرنا چاہتا ہوں ۔ میں ضلع گجرات کا رہنے والا ہوں ۔ ضلع گجرات میں خاص طور پر تحصیل گجرات میں بہت چھوٹے زمیندار ہیں ۔ وہ مشینری سے کاشت نہیں کر سکتے ۔ اگر کوئی مشینری سے کاشت کرتا ہے تو یہی کرتا ہے کہ کسی کو چند پیسے دیئے اور پانی زمین پر ہل چلوا لیا اور اگر اس نے گندم تھریش کرانی ہوتی ہے تو اسے اپنی باری کا انتظار کرنا پڑتا ہے تو وہ چھوٹے زمیندار جلدی میں نہ تو اپنی گندم اٹھا بھی نہ سکتے تھے' کیونکہ ان کے پاس مشینری نہ تھی' اس لئے ان کا سب سے زیادہ نقصان ہوا ہے۔ اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ زمین پر پڑی ہوئی گندم تمام خراب ہوئی ہے اور وہ جس کلے سے پندرہ بیس یا چالیس من گندم پیدا ہوتی تھی وہاں سے صرف دو دو تین تین من گندم ہوئی ہے اور وہ بھی کھانے کے قابل نہیں ۔ ان حالات میں 'جیساکہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم نے گندم خریدنے کے

احکامات دے دیئے ہیں اور کمشنر صاحب نے وہاں جاکر یہ اعلان کیا تھا کہ تحصیل گجرات کو ہم آفت زدہ قرار دیتے ہیں' میں اس کی پھر یاد دھانی کراتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ اسے صرف آفت زدہ ہی قرار نہ دیا جائے' بلکہ زمینداروں کی امداد بھی کی جائے اور ان لوگوں کے قرضے معاف کئے جائیں جنہوں نے قرضے لے کر زمین کی کاشت کے لئے خرچ کئے ہیں ۔ میں یہ بات آپ کے نوٹس میں خاص طور پر لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے جو بڑے زمیندار ہیں ' انہوں نے مختلف ناموں پر قرضہ جات لے لئے ہوئے ہیں لیکن انہوں نے وہ زمین کی کاشت پر خرچ نہیں کئے ۔ بلکہ کاروبار پر خرچ کئے ہیں اس کے لئے خاص طور پر دیکھا جائے تاکہ گورنمنٹ کا بھی نقصان نہ ہو ۔ صرف ان زمینداروں کے قرضے معاف کئے جائیں یا اقساط مقرر کی جائیں ۔ جنہوں نے وہ قرضہ جات زمین کی بہتری پر خرچ کئے ہیں ۔ جنہوں نے کھاد اور بیج پر قرضے خرچ کئے ہیں ۔ اس لئے میری استدعا یہ ہے کہ حیث الجماعت یہ قرضے معاف نہ کئے جائیں۔ کیونکہ اس سے ان لوگوں کو فائدہ پہنچے گا جنہوں نے قرضے انڈسٹری پر خرچ کئے ہیں۔ انہوں نے یہ قرضے لئے زراعت کے نام پر ہیں اور خرچ صنعت پر کئے ہیں ۔ اس لئے اس میں تفریق پیدا کی جائے اور خصوصاً ان زمینداروں کو معافی دی جائے جنہوں نے قرضے لئے اور وہ زمین پر خرچ کئے اور ان کی گندم نہیں ہوئی اور وہ قرضے واپس ادا نہیں کر سکتے ۔ چھوٹے زمیندار کو اس کا نقصان ہوا ہے ۔ بڑے زمیندار کا نقصان اتنا زیادہ نہیں ہوا۔ کیونکہ اسے دس ہزار یا پندرہ ہزار روپے قرضہ کی ضرورت ہی نہیں ہوتی ہے ۔ اس لئے جناب والا یہ سروے کیا جائے اور بڑی جلدی کیا جائے ۔ کیونکہ آگے لوگوں نے خریف کی بوائی کرنی ہے اور اس کے لئے نہ لوگوں کے پاس زمین بنانے کے لئے پیسہ ہے اور نہ کسی کے پاس بیج کے لئے پیسے ہیں اور نہ ہی کسی کے پاس کھاد کے لئے کچھ رقم ہے ۔ حتیٰ کہ ان کے پاس کھانے کے لئے بھی رقم نہیں ہے۔ اس لئے میں یہ استدعا کروں گا کہ جتنی جلدی ہو سکے فصل خریف کے لئے قرضے بھی دیئے جائیں اور اس کی وصولی بھی اقساط میں ہو۔ فصل خریف جو ہے جہاں پر نہریں نہیں ہیں وہاں پر چھوٹے کاشتکار کا باجرہ' مکئی ' یا مختلف چیزیں پیدا ہوتی ہیں ۔ اس سے وہ قرضہ ادا نہیں کر سکتا ہے۔ اس لئے بارانی علاقہ کے لوگوں کو فصل خریف کے لئے رقوم دی جائیں جو کہ اقساط میں واجب الادا ہوں اور ربیع کے قرضہ جات معاف کئے جائیں ۔ جناب والا ۔ اس کے علاوہ انہیں عشر بھی معاف کیا جائے کیونکہ جو چھوٹا زمیندار ہے وہ عشر بھی ادا نہیں کر سکتا۔ ان حالات میں میں یہ عرض کروں گا کہ ہم یہاں پر تقریریں کرتے رہیں ۔ کاروبار میں اگر مہینہ یا دس دن لگ جائیں تو اس میں تاخیر سے نقصان نہیں ہوتا ہے ۔

زمیندار ایک ایسی چیز ہے جہاں پر اگر ایک دن بھی ضائع ہو جائے تو وہ واپس نہیں ہوتا ہے۔ اس کے لئے ایک خاص موسم ہوتا ہے۔ ایک خاص وقت ہوتا ہے جبکہ ایک زمیندار اپنا زمینداره کرتا ہے اور اس میں اگر تاخیر کی گئی تو اس کا نقصان بہت ہی زیادہ ہوگا اور ان قرضہ جات یا سابقہ قرضہ جات کی معافی کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لئے خدا کے لئے ہنگامی بنیادوں پر اس کا انتظام کیا جائے اور ان زمینداروں کو خریف کے لئے رقم دی جائے تاکہ وہ کاشت کر سکیں۔ شکریہ۔

مولانا غیاث الدین: میں بھی اس سلسلہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں' اجازت مرحمت فرمائیں۔

جناب سپیکر: اس میں صورت حال یہ ہے کہ پانچ منٹ رہتے ہیں اور وزیر زراعت نے اس بارے میں اپنا اظہار خیال کرنا ہے۔ آپ صرف دو منٹ میں بات ختم کریں۔

مولانا غیاث الدین: ٹھیک ہے جناب۔

گزارش ہے کہ اس مرتبہ گندم کی فصل جس طریقہ سے نظر آ رہی تھی وہ بڑی خوشی کی بات تھی ہم سوچ رہے تھی کہ نہ صرف ہمارا ملک گندم کے معاملے میں خود کفیل ہو جائے گا بلکہ ہمارے ملک کو بیرون ملک گندم بیچنے کی بھی ہمت ہو جائے گی لیکن بارشوں کی آفت ایسی آئی کہ اس کی وجہ سے اکثر علاقوں میں 80 فیصد کے قریب گندم تباہ ہو گئی ہے' چنانچہ جن جن علاقوں میں گندم خراب ہوئی' کے بارے میں حکومت سے اپیل کی گئی اور حکومت نے جائزہ لے کر مختلف علاقوں کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا ہے۔ آفت زدہ علاقہ کے ساتھ آبیانہ ' عشر' مالیہ معاف کیا گیا۔

اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ عشر جو معاف کیا گیا ہے اس میں حکومت کا کوئی احسان نہیں اس لئے کہ عشر تو ایک ایک شریعت کا حق ہے' جو فصل آئے اس پر عشر دیا جاتا ہے۔ جب کسی زمیندار کو فصل نہ ملے گی تو حکومت کسی قسم کا عشر وصول کرنے کا حق رکھتی ہی نہیں۔ باقی رہا آبیانہ اور مالیہ ' میں اس کے متعلق عرض کروں گا کہ ہمارا تحصیل شکرگڑھ کا تمام کا تمام علاقہ بارانی ہے۔ وہاں آبیانہ ہے ہی نہیں۔ مالیہ کے سلسلے میں یہ ہے کہ مالیہ تقریباً ایک ایکڑ پر آٹھ آنے کے قریب ہوتا ہے۔ ہماری تحصیل شکرگڑھ میں اکثر زمیندار دس بارہ یا پندرہ ایکڑ کے مالک ہیں۔ اگر ان کا مالیہ معاف بھی کیا جائے تو وہ صرف چھ یا سات روپے بنتا ہے۔ اس میں حکومت نے ان زمینداروں پر کیا احسان کیا ہے؟ میں یہ گزارش کروں گا کہ جن زمینداروں کی گندم خراب ہوگئی ہے۔ ایک تو اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ خریدی نہیں جائے گی ہمارا علاقہ یا دیگر جو بارانی علاقے ہیں وہاں پر آبیانہ ہے

ہی نہیں اور عشر تو ویسے ہی قدرتی طور پر معاف ہو جاتا ہے کیونکہ جب فصل ہی نہیں آتی تو عشر کہاں سے آئے گا؟ قرآن پاک کا یہ حکم ہے کہ "جب تمہیں فصل ملے تو اس کا حق ادا کرو" یعنی عشر ادا کرو۔ فصل تو ختم ہوگئی۔ اب یہ حکومت کا ہم پر کیا احسان ہے۔ زمیندار کی فصل تباہ ہوگئی اور وہ مزارع اور وہ محنتی لوگ' لوہار' ترکھان وغیرہ جو زمیندار کی محنت کرکے اپنا پیٹ پالتے تھے وہ تباہ حال ہوگئے ہیں۔ ہمارا علاقہ بارانی ہے اور وہاں لوگوں کی زمینیں بھی تھوڑی تھوڑی ہیں' اور حکومت سے قرضہ بھی نہیں لیتے' کیونکہ لوگوں کی دس دس بارہ بارہ ایکڑ زمین ہے۔ ہمارے ہاں بہت کم لوگ ہیں جنہوں نے اتنی تھوڑی اراضی کے لئے ٹریکٹر یا قرضہ جات لئے ہوں۔ ہمارے علاقہ کو تو اس معاملہ میں کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اگر آٹھ دس روپے معاف کر دیئے گئے ہیں تو کیا احسان ہوا؟ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ جن علاقوں میں گندم اکثر تباہ ہوگئی ہے وہاں پر صرف مؤخر نہ کئے جائیں' بلکہ ان کے قرضے معاف کر دیئے جائیں اور زمیندار کی مالی امداد بھی کی جائے۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ مالی امداد دی جائے۔ یہ سات آٹھ روپے معاف کرنے سے یہ زمیندار پر کوئی احسان نہیں ہے۔ شکریہ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا۔ میں یہ بات وزیر زراعت کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ بیج بالکل نہیں رہا ہے۔ اس لئے بیج باہر سے منگوانے کا فوری طور پر انتظام کیا جائے۔ ورنہ بڑی مشکل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: میں وزیر زراعت سے یہ کہوں گا کہ وہ اس پر اپنا نقطہ نظر بیان فرمائیں۔ ملک ممتاز صاحب' کیونکہ صرف دو تین منٹ رہتے ہیں' اس لئے میں آپ کو ٹائم نہیں دے سکتا ہوں۔ ورنہ مجھے اس بات کا احساس ہے کہ آپ کی رائے اس معاملہ میں بڑی اہم تھی اور اس کو سننا چاہئے تھا۔

سید اقبال احمد شاہ: میرے خیال میں ریونیو منسٹر صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ان سے پوچھا جائے کیونکہ یہ گوجرانوالہ' سیالکوٹ کا دورہ کرکے آئے ہیں اور یہ کچھ بتانے کے لئے بہتر پوزیشن میں ہیں۔ یہ وزیر زراعت سے زیادہ بتا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب' آپ اس سلسلے میں کچھ فرمائیں گے یا وزیر مال فرمانا چاہیں گے؟ یہ ان سے متعلقہ ہے تو وہ فرمائیں۔

وزیر زراعت: یہ ریلیف سے متعلقہ ہے' اس لئے ان سے متعلقہ ہے لیکن چونکہ کمیٹی کا چیئرمین

میں تھا اس لئے مجھے تھوڑا سا وقت عنایت فرمائیں۔

جناب سپیکر: تو آپ کو پھر وقت نہیں مل سکے گا کیونکہ صورت حال یہ ہے کہ دو گھنٹے ہوگئے ہیں اور کافی وقت اس پر صرف کیا گیا ہے۔

وزیر زراعت: تو میں اس کو سمیٹ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر آپ اس پر پالیسی بیان دیں گے تو وقت بہت کم ہے صرف دو منٹ ہیں۔

وزیر زراعت: جناب والا۔ اس کے علاوہ مجھے دو منٹ مزید عنایت فرما دیں' کیونکہ معاملہ بہت اہم ہے اور اس کے لئے جناب نے خصوصی وقت رکھا۔

جناب سپیکر: وہ اس شکل میں ہو سکتا ہے کہ اگر یہ منظور ہو جاتی ہے تو اس کے لئے ہم علیحدہ وقت مقرر کر لیں گے اور اس پر تفصیل سے بات ہو جائے گی۔ اگر آپ کو اس کے منظور ہونے پر کوئی اعتراض نہیں ہے تو آپ صرف یہی کہئے اور اس کو منظور کرکے اس کے لئے وقت مقرر کر لیتے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب والا۔ مجھے اس پر اعتراض ہے' کیونکہ ہم اس پر کافی وقت لے چکے ہیں' اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ اس پر مزید کسی کارروائی کی ضرورت نہیں' کیونکہ وزیراعلیٰ صاحب اس کا نوٹس لے چکے ہیں اور انہوں نے یہ آرڈر فرمایا ہے کہ تمام متاثرہ علاقوں کو آفت زدہ علاقہ قرار دے کر فوری اقدامات اٹھائے جائیں۔ اس سلسلے میں فوری اقدامات بھی کئے گئے ہیں۔ گوجرانوالہ' سیالکوٹ' شیخوپورہ' لاہور' قصور اور پانچ سات ڈسٹرکٹ جو باقی ہیں جس میں گجرات ہے' شیخوپورہ ہے اور دوسرے متاثرہ علاقوں کو آفت زدہ علاقہ قرار دے کر فوری طور پر یہ اقدامات کئے گئے کہ ان کا مالیہ عشر' آبیانہ Development Cess' لوکل ریٹ' یہ تمام چیزیں ان کی معاف کی گئی ہیں۔

جناب والا۔ دوسری بات یہ کی گئی کہ جو تقاوی قرضے ہیں ان کو فراخ دلی سے دینے کیلئے یہ آرڈر جاری کئے گئے کہ بلاسود قرضے ان علاقوں میں زیادہ سے زیادہ دیئے جائیں تاکہ لوگ اگلی فصل کاشت کرنے کے ساتھ ساتھ بلاسود قرضے اپنے طور پر حاصل کر سکیں۔ اس کے علاوہ وہ اقدامات جو صوبائی

حکومت کے دائرہ اختیار سے باہر تھے ان کے بارے میں امور کو وزیراعلیٰ صاحب نے فوری طور پر ایک کمیٹی کے سپرد کیا تاکہ وزیراعظم پاکستان کے ساتھ ان اقدامات کیلئے جلد از جلد بات کی جا سکے اور ان کو Compensate کیا جا سکے ۔ اسی سلسلے میں وہ ایک ڈی او لیٹر وزیراعظم کے پاس ذاتی طور پر لے کر آج جا رہے ہیں ۔ وہ وزیراعظم سے ذاتی طور پر بات کریں گے وہ ڈی او لیٹر بھی مکمل ہو گیا ہے اور انہوں نے اس پر دستخط بھی کر دیئے ہیں ۔ میرے پاس اس کی کاپی موجود ہے ۔ اس میں چار اقدامات کئے گئے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ

"Interest free agriculture loans may be advanced liberally to the affected farmers by the commercial banks, ADBP and Federal Cooperative Banks. Special teams may be formed in consultation with the relevant district authorities to complete this work on priority basis to finance the inputs for the Kharif 1987 crop by 15th July, 1987.

یعنی 15 جولائی 1987ء تک یہ کام مکمل کر دیں۔ اتنی تیزی سے فیڈرل گورنمنٹ سے امداد لے کر یہ کام مکمل کر لیں گے ۔ دوسری بات اس میں یہ ہے کہ ایگریکلچر کیلئے جو قرضے کمرشل بنک کے ذریعے دیئے گئے تھے' وہ بھی بغیر کسی جرمانے اور سود کے ملتوی کر دیئے جائیں ' تیسری بات یہ ہے

Since the major portion of the rain affected districts is irrigated by tubewells the WAPDA may be directed to give remission of electricity bills in the rain affected areas where no canal supply is available. No surcharge may be levied on the deferred bills and electricity bills already paid to WAPDA during Rabi 1986-87 season may be adjusted against consumption of electricity for Kharif 1987.

اور جو بل پچھلے ادا کئے جا چکے ہیں ان کے برابر خریف کا کوئی بجلی کا بل ان سے نہ لیا جائے اور ان کو وہ سارے کے سارے بل معاف کر دیئے گئے ہیں ۔ چوتھی بات یہ ہے کہ بارش سے متاثرہ علاقوں میں جہاں Landless Tenants Agriculture Farm Worker or Village Moeens ہیں ان کو Ex-gratia امداد کرنے کیلئے 50 کروڑ روپے کا اضافی فنڈز دیکر ان تمام لوگوں کو ہم Liberally Extend کر رہے ہیں ۔ جناب والا جہاں تک بیج کا تعلق ہے ہم نے سیڈ کارپوریشن سے کہا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ بیج مہیا کرے ۔

you will kindly appreciate that the situation prevailing in the rain affected ares merits urgent attention, The farmers of these areas have almost totally lost the fruits of their toil.

جناب سپیکر: اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے اور آج تک ایسی کوئی روایت نہیں

جناب سپیکر: اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے اور آج تک ایسی کوئی روایت نہیں رہی کہ اس نصف گھنٹے میں توسیع کریں۔

وزیر زراعت: جناب والا۔ اب میں یہ کہتے ہوئے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ گورنمنٹ نے پہلے ہی اس مسئلے کو بڑا مستعدی سے لیا ہوا ہے۔ اس سلسلے میں وزیراعلیٰ صاحب ذاتی طور پر وزیراعظم صاحب کے پاس جا رہے ہیں تاکہ ہم نے جو اقدامات کئے ہیں ان کا بارش سے متاثرہ علاقوں کو فوری طور پر فائدہ ہو اور ان کو Compensate کیا جا سکے۔

چودھری محمد نعیم چٹھہ: جناب والا۔ جناب وزیر زراعت نے آفت زدہ علاقوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ شیخوپورہ کا ایک حصہ آفت زدہ قرار دیا گیا ہے' حالانکہ میری اطلاع کے مطابق پورا ضلع شیخوپورہ آفت زدہ قرار دیا گیا ہے۔

وزیر مال: جناب والا۔ یہ مجھ سے متعلقہ سوال ہے تو میں یہ وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ ضلع شیخوپورہ آفت زدہ قرار دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ میں محرک حضرات سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر زراعت کی اس پالیسی سٹیٹمنٹ کے بعد اب ان کی کیا رائے ہے؟

جناب چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر۔ میں اس سلسلے میں ایک لطیفہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب' لطیفے کیلئے ٹائم نہیں ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا۔ اسی سلسلے میں لطیفہ سنانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹائم نہیں ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر' بات یہ ہے کہ زمینداروں کو بنک والے پکڑ رہے ہیں تقاوی والے بھی زمینداروں کو پکڑ رہے ہیں' مجھے معلوم ہے کہ حکومت اس سلسلے میں اقدامات کر رہی ہے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ہنگامی بنیادوں پر کام کریں تو تب جاکر یہ مسئلہ حل ہوگا۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ایک زمیندار ایک کمہار سے گدھا لینے گیا' کمہار کہنے لگا کہ گدھا یہاں

نہیں ہے کوئی اور لے گیا ہے ' اسی دوران گدھا بول پڑا .....

جناب سپیکر: چودھری صاحب ' لطیفے کیلئے ٹائم نہیں ہے؟ جناب وزیر زراعت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس پر اگر بحث ہو جائے تو انہیں کیا اعتراض ہے؟

وزیر زراعت: جناب وزیر مال اس بارے میں کچھ بتا سکیں گے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب' میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس مسئلے پر لوگ اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں اور ویسے بھی یہ بڑا حساس مسئلہ ہے' تمام لوگوں سے متعلقہ ہے اس پر اگر تفصیلی بحث ہو جائے تو آپ کو کوئی اعتراض ہے ؟

وزیر مال: جناب والا۔ مجھے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التواء کو میں باضابطہ قرار دیتا ہوں۔ اس سلسلے میں ایوان کی رائے لیتا ہوں۔

آوازیں: بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ سب لوگ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں اور کسی کو کوئی اعتراض نہیں۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

اب اس کیلئے ٹائم مقرر کیا جاتا ہے ' سردار صاحب آپ بتائیں کہ کون سا ٹائم اس کیلئے مقرر کیا جائے۔

وزیر مال: جناب والا ' جو آپ مناسب سمجھیں مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ خود بتا دیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا۔ اس سلسلے میں ' میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 14 تاریخ کے بعد اس کیلئے ٹائم مقرر کریں اور اس سے پہلے اس کیلئے ایک کمیٹی تشکیل کریں۔

جناب سپیکر: ابھی اس پر بحث ہونی ہے جب بحث ہوگی تو آپ اس میں تجویز پیش کر سکتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں آج ہی یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی بنا دی جائے جو وزیراعلیٰ صاحب سے اس مسئلے پر گفتگو کرے اور کوئی مکمل لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔

ایسا نہ ہو کہ ایک وزیر کچھ کہے اور دوسرا وزیر کچھ کہے۔ یہ سب کا مشترکہ معاملہ ہے۔ وزیراعلیٰ صاحب خود بھی چاہتے ہیں کہ لوگوں کا بھلا کیا جائے ۔ انہوں نے ایک اعلان بھی فرمایا تھا لیکن اس اعلان میں کچھ ردوبدل ہو گیا ہے ۔ اس لئے میری یہ رائے ہے کہ ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو وزیراعلیٰ صاحب سے گفتگو کرے اور پھر گفتگو کرنے کے بعد اس مسئلے کو ایوان میں پیش کیا جائے ' ورنہ یہ بات بیکار ہو گی۔ کمیٹی وزیراعلیٰ سے گزارش کرے کہ اصل حقائق یہ ہیں اور ان سے ہٹ کر ہمیں نہیں جانا چاہئے۔ میرا یہ خیال ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب اس مسئلے کو حل کر دیں گے ۔ بجائے اس کے کہ یہاں پر بحث کی جائے' وزیراعلیٰ صاحب سے بات کر لی جائے۔ کیونکہ غلط مشورہ دینے والے لوگ خراب کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں اتوار کے روز بجٹ پر بحث کے بعد ایک سپیشل سیشن کریں گے۔ اور اس مسئلے پر بحث ہو گی۔ یہ بحث ایک گھنٹے کے لیے جاری رہے گی۔ لہٰذا اتوار 14 جون کو اس پر ایک گھنٹے کیلئے بحث ہو گی۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا یہ معاملہ انتہائی اہم ہے' اس لئے اس مسئلے پر ایک کمیٹی تشکیل دی جائے ۔

جناب سپیکر: رانا صاحب ' آپ اپنے طور پر وزیر زراعت اور وزیر مال سے بات کرکے ایک کمیٹی بنا سکتے ہیں ۔

وزیر مال: جناب والا! اس سلسلے میں اگر آپ پانچ منٹ دے دیتے تو یہ کام یہیں ختم ہو جانا تھا ۔

جناب سپیکر: سردار صاحب ' اصل میں ٹائم کی قلت تھی ۔

وزیر مال: جناب والا پانچ منٹ کی بات تھی اگر پانچ منٹ دے دیتے تو بات یہیں ختم ہو جاتی ۔

جناب سپیکر: سردار صاحب' اس پر تفصیلی بات ہوجاتے دیں' اس سلسلے میں آپ جناب وزیراعلیٰ سے بات کرکے اپنی طرف پالیسی سٹیٹمنٹ دے دیں۔

وزیر مال: جناب والا' اگر رانا صاحب کہتے ہیں کہ ایک کمیٹی تشکیل دے دی جائے تو انہیں شامل کیا جائے ۔

جناب سپیکر: رانا صاحب کمیٹی میں شامل ہو جائیں ہمیں اس پر کیا اعتراض ہے ؟ اب تحاریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہوتا ہے اور اب ہم قراردادیں لیتے ہیں۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

چودھری نعیم حسین چٹھہ: جناب سپیکر میں ایک منٹ کے لئے آپ کی توجہ چاہتا ہوں' بیشتر اس کے کہ آپ زیرولیوشن کو لیں میں سیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کے بارے میں تحریک آپ کے توسط سے اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

مسودہ قانون ترمیم ہنگامی قانون منڈی ہائے زرعی پیداوار پنجاب مصدرہ 1987ء مسودہ قانون نمبر 91 بابت 1987ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 اگست 87ء تک توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر: تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال ہے کہ:

مسودہ قانون ترمیم ہنگامی قانون منڈی ہائے زرعی پیداوار پنجاب مصدرہ 1987ء مسودہ قانون نمبر 91 بابت 1987ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 اگست 87ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں فضل حق' لاہور: جناب سپیکر۔ میں بھی رپورٹس پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیے۔

میاں فضل حق' لاہور: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں

کہ مسودہ قانون ترمیم حصول اراضی 1987ء مسودہ قانون نمبر 90 باب 1987ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر: تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال ہے:

کہ مسودہ قانون ترمیم حصول اراضی 1987ء مسودہ قانون نمبر 90 باب 1987ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں فضل حق' لاہور: میری دوسری رپورٹ یہ ہے کہ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ .....

مسودہ قانون ترمیم مالیہ اراضی پنجاب 1986ء مسودہ قانون نمبر 21 بابت 1986ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کیرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر: تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ

مسودہ قانون ترمیم مالیہ اراضی پنجاب 1986ء مسودہ قانون نمبر 21 بابت 1986ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کیرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا۔

جناب سپیکر: جی بیگم صاحبہ آپ کی بھی رپورٹ ہے...

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب سپیکر۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ .....

تحریک استحقاق نمبر 10 پیش کردہ ملک محمد اشرف بارا ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کی گئی۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب سپیکر۔ میری دوسری تحریک یہ ہے کہ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ .....

تحریک استحقاق نمبر 25 پیش کردہ ریاض حشمت جنجوعہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کی گئی اور کوئی رپورٹ ہے؟

نہیں

جناب سپیکر: نہیں ہے۔

میاں مختار احمد شیخ: پوائنٹ آف آرڈر سر.....

جناب سپیکر: جی میاں صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں مختار احمد شیخ: جناب سپیکر۔ یہ جو آج ہمیں اگلے ہفتے کی 14 تاریخ سے لیکر 18 تاریخ تک فہرست ملی ہے اس میں پرائیویٹ ڈے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس میں یقیناً In lieu of that private day دیا ہوگا۔ کوئی وجہ نہیں کہ نہ دیا ہو۔

میاں مختار احمد شیخ: جناب سپیکر اس فہرست میں 14 تاریخ سے لے کر 18 تاریخ تک تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس کی بجائے اگلی تاریخ میں دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی ہاں' یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نہ دیا ہو۔

آوازیں: اگلی تاریخ میں ہے۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں نے ایک گزارش کی تھی کہ میرا بھی ایک بل حصول اراضی کے متعلق تھا جو کہ دوسری کمیٹی کو چلا گیا تھا۔ اب اس کی میعاد کون لے گا؟ جناب اپنے حکم سے اسے ریونیو کمیٹی کے سپرد فرما دیں۔ وہ بیچ میں ہی پھر رہا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے ابھی سیکرٹری اسمبلی نے بتایا ہے کہ اس کی میعاد میں توسیع کر دی گئی ہے۔

رانا پھول محمد خان: ٹھیک ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: نکتہ وضاحت۔ جناب سپیکر۔ میری آج ایجوکیشن کے بارے میں تحریک استحقاق تھی اور میں یہاں موجود نہیں تھی' اس لئے کہ چیف منسٹر صاحب سے اس وقت میرا ملاقات کا ٹائم مقرر تھا تو اس کے بارے میں آج اظہار خیال کے لئے مجھے کل کہا گیا تھا۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ' آپ نے ہمیں کوئی اطلاع دی تھی ؟

بیگم نجمہ تابش الوری: میں رفیق بھائی کو احتیاطاً کہہ گئی تھی۔

جناب سپیکر: رفیق بھائی نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا تھا کہ آپ کہہ کر گئی ہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: میں نے کہا تھا کہ میں اول تو یہاں ہوں گی لیکن اگر نہ ہوئی تو آپ میری طرف سے یہ کہہ دیجئے گا۔

جناب سپیکر: انہوں نے یہ بات نہیں کہی۔

بیگم نجمہ تابش الوری: کیوں رفیق بھائی؟

جناب سپیکر: ہم نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ کو بیگم صاحبہ فرما گئی ہیں؟

بیگم نجمہ تابش الوری: میں نے ان کو کہلوایا تھا۔

جناب سپیکر: تو انہوں نے یہ بھی نہیں کہا کہ ہمیں کہلوایا ہے۔ جی چودھری صاحب

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر۔ میں نے تو بڑا زور لگایا تھا کہ آپ اس کو ملتوی فرما دیں۔

جناب سپیکر: ہم نے آپ سے یہ دریافت کیا تھا کہ آپ کو بیگم صاحبہ نے فرمایا ہے۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر۔ میں نے تو بڑی درخواست کی تھی۔

جناب سپیکر: تو کیا آپ نے یہ بات کی تھی کہ مجھے بیگم صاحبہ نے کہا ہے۔

چودھری محمد رفیق: نہیں' یہ درست ہے کہ میں نہیں کہہ پایا۔ میرے ذہن میں یہ بات نہیں رہی کہ مجھے یہ کہا گیا تھا۔

جناب سپیکر: تو کیا آپ نے یہ بات کہی ہے کہ بیگم صاحبہ نے کسی اور کو کہا ہے اور کسی اور نے

آپ کو کہا ہے؟

چودھری محمد رفیق: نہیں جناب' میں نے یہ بات تو نہیں کہی تھی۔ بہرحال چونکہ میرے ذہن میں وہ بات تھی اس لئے میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ اس کو ملتوی فرما دیں۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ' ہم نے تو آپ کے فیصلے کے مطابق اسے یہاں dispose of کر دیا تھا۔

بیگم نجمہ تابش الوری: میں نے تو کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا۔ ابھی تو اس کے Admit ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں بھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ اس پر بھی فیصلہ ہونا تھا۔ پھر مجھے شارٹ سٹیٹمنٹ دینی تھی۔ رفیق بھائی کو میں کہلوا گئی تھی' وہ خود کہہ رہے ہیں کہ ان کے ذہن میں نہیں رہا۔ جناب والا' یہ تو میرے ساتھ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ' ہم نے ان سے دریافت کیا تھا اور ایوان میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ اگر آپ آ نہیں سکے تو آپ لکھ کر بھیج دیجئے' ٹیلیفون کر دیجئے' یا کسی ساتھی کو کہہ دیجئے کہ وہ یہاں صرف نشان دہی کر دے کہ آپ اس کو ملتوی کرنا چاہتے ہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب سپیکر' چونکہ چیف منسٹر صاحب سے ملاقات طے تھی اس لئے میں چلتے چلتے ان کو کہہ گئی تھی کہ رفیق صاحب کہہ دیجئے گا کہ میری تحریک استحقاق کو ملتوی کروا دیں۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ آپ انہی سے پوچھئے کہ کیا انہوں نے کہا ہے کہ آپ نے چلتے چلتے ان کو کہا ہے؟

بیگم نجمہ تابش الوری: میں ان کو کہلوا گئی تھی۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب کیا بیگم صاحبہ نے چلتے چلتے آپ کو کہا تھا؟

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کچھ دوست میرے ساتھی یہاں باتوں میں مصروف تھے۔ انہوں نے کہا تو ضرور تھا لیکن افسوس ہے کہ میں وہ واضح طور پر نہیں سمجھ پایا چونکہ تھوڑی سی میرے ذہن میں یہ بات تھی اس لئے میں نے آپ سے وہ درخواست کی تھی۔

جناب سپیکر: اگر بیگم صاحبہ نے آپ کو کہا تھا تو کیا آپ نے اس بات کا اقرار ہاؤس میں کیا ہے کہ مجھے بیگم صاحبہ نے کہا تھا؟

چودھری محمد رفیق: نہیں جناب' میں نے یہ اقرار نہیں کیا تھا' وہ اس لئے کہ یہ بھی اس وقت تیزی میں تھیں اور چیف منسٹر کے ساتھ ان کی ملاقات کا وقت مقرر تھا' یہ تیزی میں کچھ کہہ گئیں اور میں پوری طرح سمجھ نہ پایا۔ اب مجھے یہ احساس ہوا ہے کہ وہ اسی بارے میں کہہ کے گئی تھیں۔

جناب سپیکر: تو پھر غلطی آپ کی ہے۔

چودھری محمد رفیق: جی' میں قبول کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ' آپ کے مسئلے کو ہم ویسے ٹیک اپ کرلیں گے۔ یہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے متعلق ہے؟

بیگم نجمہ تابش الوری: جی ہاں۔

جناب سپیکر: تو ہم اس کو ٹیک اپ کرلیں گے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا۔ آپ اس کو مجلس استحقاقات کے سپرد کردیں۔

جناب سپیکر: آپ کا یہ معاملہ تو پی اینڈ ڈی کے متعلق ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: یہ ایجوکیشن کے متعلق ہے۔ میں نے کل اپنی پوری تحریک استحقاق پڑھی تھی۔ ہم نے وہاں سے نکلوایا تھا۔

جناب سپیکر: اس میں پی اینڈ ڈی کے کسی سیکشن آفیسر کا ذکر ہے؟

بیگم نجمہ تابش الوری: نہیں' جناب والا' یہ ایجوکیشن آفیسر سکندر حیات بھٹی کے خلاف تھی۔

جناب سپیکر: یہ غلام حیدر وائیں صاحب کے نہ ہونے کی وجہ سے ملتوی کی گئی تھی۔ یہ پی اینڈ ڈی کے متعلق ہے ایجوکیشن کے متعلق نہیں ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: پی اینڈ ڈی سے تو ہم نے کیس نکلوایا تھا۔ سارے میرے منصوبے مکمل ہو رہے ہیں۔ لیکن تعلیم کا جو منصوبہ تھا میں نے مہر جیون خان صاحب سے مل کر سکندر حیات بھٹی کو پیش کیا تھا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب' یہ ایک مسئلہ ہمارا آپ حل کیجئے۔ بیگم صاحبہ کی ایک تحریک استحقاق

تھی جس کو ہم نے dispose of کر دیا اس لئے کہ ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں تھی ۔ تو ہم بیٹھ کر بیگم صاحبہ کی بات کو سن لیں گے ۔ میرے چیمبر میں اس کو طے کر لیں گے ۔

وزیر تعلیم : یہ مجھے درخواست دے دیں ' اگر میں ایکشن لے سکا تو میں اس پر ایکشن لینے کی کوشش کروں گا ۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ کے معاملے کو تھوڑی سی زیادہ اہمیت دیں ۔

وزیر تعلیم: کوشش کریں گے ۔

وزیر تعلیم: بہتر تھا کہ آپ خود ہی طے کر لیتے یہ میرے بس کا روگ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ وزیر تعلیم آپ اور میں تینوں مل کر طے کریں گے ۔

حاجی جمشید عباس تھہیم : جناب والا! راجہ صاحب سے بھی رائے لے لی جاتی ۔ راجہ صاحب بڑی شفیق طبیعت کے مالک ہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی قانونی رائے دے دیتے جس سے یہ تحریک استحقاق دوبارہ لی جا سکے ۔

جناب سپیکر: یہ دوبارہ نہیں لی جا سکتی ۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس : جناب سپیکر ! میری بھی یہ گزارش ہے کہ بیگم نجمہ تابش کی تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ' کیونکہ مجھے بھی اس قسم کی شکایت ہے ۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ اسے لینا چاہئے ' کیونکہ جو متعلقہ آدمی ہے اس کا رویہ کچھ صحیح نہیں ہے ۔

جناب سپیکر: آپ نے اپنی شکایت کے بارے میں کوئی تحریک استحقاق پیش کی ہے ؟

ڈاکٹر شیلا بھی چارلس : نہیں ' کیونکہ انہوں نے پہلے ہی پیش کر دی ہے

جناب سپیکر: آپ کو بھی اس میٹنگ میں بلا لیں گے

قراردادیں

مفاد عامہ کے متعلق

جناب سپیکر: قراردادیں مفاد عامہ سے متعلق اب ہم قراردادوں کو لیتے ہیں ۔ جناب ریاض

حشمت جنجوعہ صاحب کی قرارداد نمبر1 ہے۔

جناب فضل حسین راہی: میری ایک قرارداد زیر التوا ہے جو پچھلے سیشن سے چلی آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: پچھلے سیشن کی قرارداد اس سیشن میں کیسے آ سکتی ہے؟ جناب جنجوعہ صاحب کیا پچھلے سیشن کی قرارداد اس سیشن میں لی جا سکتی ہے؟ آپ ذرا راہی صاحب کو بتائیں۔

جناب فضل حسین راہی: جی اس کا فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ آپ نے کہا تھا کہ اس کو بعد میں لے لیں گے۔

جناب سپیکر: یہ قراردایں تو Lapse نہیں کر جاتیں؟ پچھلی قراردادیں Lapse کر جاتی ہیں۔ دوبارہ تازہ نوٹس دینا ضروری ہوتا ہے۔

محترمہ خورشید بیگم: جناب والا! میری ایک پچھلے سے پچھلے سیشن کی قرارداد ہے۔ پچھلے سیشن میں آپ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا تھا کہ اس سیشن میں لے لیں گے۔ جب پھر بھی یہ لی گئی تو دوبارہ فرمایا تھا کہ اس حالیہ سیشن میں لے لیں گے۔ تو مہربانی کر کے میری قرارداد بھی ہاؤس میں لائی جائے۔

جناب سپیکر: تو اس کے لئے آپ نے تازہ نوٹس دیا ہے؟

محترمہ خورشید بیگم: نہیں جی! آپ نے فرمایا تھا کہ اسی کو لے لیں گے۔ آپ نے اپنے چیمبر میں فرمایا تھا۔ اس دن رانجھا صاحب یہاں تشریف رکھتے تھے جنہوں نے اس قرارداد کا یہ حشر کیا تھا کہ تیسرا سیشن آ گیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ رانجھا صاحب نے کہا تھا؟

محترمہ خورشید بیگم: جی اس دن کرسی صدارت پر رانجھا صاحب تشریف فرما تھے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا تھا کہ آپ بیٹھ جائیں۔ پھر جب آپ کے پاس بات گئی تو آپ نے فرمایا کہ اگلے اجلاس میں اس کو ہم لے لیں گے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ، میں تو یہ بات کر نہیں سکتا۔

محترمہ خورشید بیگم: یہ بات آپ کے چیمبر میں ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: اس کے لئے میں نے یقیناً آپ کو تازہ نوٹس دینے کیلئے کہا ہوگا۔

محترمہ خورشید بیگم: مجھے یہ یاد نہیں پڑتا کہ آپ نے ایسا کہا ہو۔

جناب سپیکر: تو اب آپ تازہ نوٹس دے دیں۔

محترمہ خورشید بیگم: شکریہ!

جناب سپیکر: جناب ریاض حشمت جنجوعہ

زمینداروں اور کاشتکاروں کے ذمہ واجب الادا سود اور قرضے کی معافی کا مطالبہ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں

کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ جس طرح متعدد کارخانہ داروں اور سرمایہ داروں کی طرف واجب الادا کروڑوں روپے کے سود اور قرضہ جات معاف کئے گئے ہیں اسی طرح زمینداروں کاشتکاروں اور کسانوں کے نام واجب الادا سود اور قرضے بھی معاف کر دیئے جائیں۔

میاں محمد اسحاق: میں اس قرارداد میں ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں بھی یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ قاعدہ نمبر 97 اور 98 کے تحت جو قرارداد پیش کی گئی ہے اس میں 'میں ترمیم پیش کروں۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب' آپ نے کوئی ترمیم دی ہے؟

چودھری محمد رفیق: جی جناب والا۔

جناب سپیکر: یہ میاں محمد اسحاق کی ایک ترمیم میرے پاس آئی ہے لیکن چوہدری صاحب کی طرف سے ترمیم نہیں آئی۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا' میں اب ترمیم پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ زبانی ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد رفیق: جی آپ اجازت فرمائیں تو میں عرض کروں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب لکھ کر دیجئے تو اس پر فیصلہ کریں گے۔ میاں محمد اسحاق کو میں ترمیم پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ترمیم پیش کرتا ہوں
کہ قرارداد نمبر1 کے آخر میں وارد ہونے والے الفاظ "معاف کر دیئے جائیں" کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ ایزاد کئے جائیں " اور ان کے نام بھی کارخانے داروں اور سرمایہ داروں کی طرح صیغہ راز میں رکھے جائیں"۔

جناب سپیکر: یہ امنڈمنٹ پیش کی گئی ہے
کہ قرارداد نمبر1 کے آخر میں وارد ہونے والے الفاظ "معاف کر دیئے جائیں" کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ ایزاد کئے جائیں " اور ان کے نام بھی کارخانہ داروں اور سرمایہ داروں کی طرح صیغہ راز میں رکھے جائیں"۔ جنجوعہ صاحب آپ کو اس امنڈمنٹ پہ کوئی اعتراض ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: نہیں جناب والا!

وزیر زراعت: ہمیں اعتراض ہے' اس ہاؤس کو اعتراض ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ کو اس امنڈمنٹ پہ کوئی اعتراض ہے؟ اس ساری قرارداد پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟.... سب سے پہلے اس امنڈمنٹ پر ووٹنگ ہو گی۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ افواہ پر مبنی ایک مبہم سی قرار داد ہے جس کا کوئی مقصد نظر نہیں آتا۔ سوائے اس مقصد کے کہ ان کے نام یہ چٹھی آئی ہے کہ متعدد کارخانہ داروں اور سرمایہ داروں کی طرف واجب الادا کروڑوں روپے کا سود اور قرضہ جات معاف کئے گئے ہیں اور اسی طرح زمینداروں' کاشتکاروں اور کسانوں کے نام واجب الادا سود اور قرضے بھی معاف کر دیئے جائیں۔ قرضوں کی تخصیص بھی نہیں کی گئی ہے کہ ٹریکٹروں کے قرضے معاف کر دیئے جائیں وغیرہ۔

جناب سپیکر: پہلے ہمیں اس ترمیم کو نمٹانا ہوگا۔ تو اس ترمیم پر آپ جو بات کرنا چاہتے ہیں کریں۔

وزیر زراعت: وہی میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی تک یہ بات ہی زیر تحقیق ہے کہ آیا کوئی کارخانہ دار یا کسی سرمایہ دار کے قرضہ جات معاف کئے گئے ہیں یا نہیں۔ ایک افواہ ضرور ہے لیکن اس کی تصدیق ابھی تک نہیں ہو سکی کہ وہ کون لوگ ہیں، کن کے معاف کئے گئے ہیں یا نہیں کئے گئے۔ چونکہ اس میں ابھی تک کافی ابہام نظر آتا ہے۔ اس لئے اسی کو بنیاد بنا کر کہنا کہ ان کے نام بھی انہی کی طرح صیغہ راز میں رکھے جائیں تو پہلے اس بات کی تصدیق تو ہونی چاہئے۔ اس بات کا کوئی ثبوت تو ہو کہ واقعی ان کے نام صیغہ راز میں رکھے گئے ہیں اور ان کے قرضہ جات بھی معاف کئے گئے ہیں۔ ان کی وجوہات کیا تھیں، اگر اسی کی بنیاد پر ہی اگر ترمیم آ جائے اور پہلی بنیاد ہی کمزور ہو تو ترمیم کیسے آ سکتی ہے۔ پہلے اس کی تحقیق تو ہونی چاہئے۔ اس کے لئے یا تو میرے فاضل دوست قرارداد کو ملتوی کر لیں تاکہ اس بات کی تحقیق کر لی جائے وہ کون لوگ ہیں جن کے قرضہ جات معاف کر دیئے گئے ہیں اور واقعی یہ بات صحیح ہے یا غلط ہے۔ اس کے بعد ہاؤس کے سامنے اسے لایا جائے۔ اور انشاء اللہ اگر ایسی بات ہوئی تو ہم اس کی حمایت بھی کریں گے اور متاثرہ علاقوں کے متعلق ہم بھی کہیں گے کہ ان کے قرضہ جات معاف کر دیئے جائیں۔ چیف منسٹر صاحب خود اس بات کی کوشش کر رہے ہیں کہ ان کو معاف کیا جائے۔ اگر یہ بات Generality میں چلی گئی تو اس کا کس کو فائدہ نہیں ہوگا اور ایسے ہی یہ بات پریس میں چلی جائے گی۔ اس کا کوئی مقصد نہیں ہوگا۔ اس کو بامقصد اور قابل عمل قرارداد ہونا چاہئے۔ تاکہ اس پر عملدرآمد ہو سکے ورنہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ سارے قرضے ایسے ہی معاف کر دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ کی کیا رائے ہے کہ اس سلسلے میں ایک قرارداد جامع انداز میں ڈرافٹ کی جائے۔

وزیر زراعت: میں اس بارے میں اپنے فاضل دوست سے کہوں گا کہ ثبوت کے طور پر کوئی تحقیق تو کر لی جائے کہ واقعی یہ بات صحیح ہے کہ کچھ لوگوں کے قرضہ جات اس طرح معاف کئے گئے ہیں اور یہ بھی دیکھا جائے کہ ان کی وجوہات کیا تھیں۔ پھر انہی وجوہات کو ہم بھی لے لیں گے اور یہ بات عرض کر دیں گے۔ اس لئے اسے ملتوی کر لیا جائے اور اسے اگلی مرتبہ لے لیا جائے، اس دوران

تحقیق کر لی جائے کہ کن وجوہات کی بناء پر انہیں قرضہ جات معاف کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تحقیقات کون کرے گا؟

وزیر زراعت: یہ تحقیقات خود محرک ہی کریں گے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! اس ضمن میں ایک کمیٹی بنا لی جائے جو اس پر تحقیقات کر لے۔

جناب سپیکر: نہیں، اس پر کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں صورت حال یہ ہے کہ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے ایک قرار داد پیش کی ہے اس کے بعد اس پر میاں محمد اسحاق ترمیم پیش کرنا چاہتے تھے اور میں نے انہیں قاعدہ 98 کے تحت ترمیم پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ ہم پہلے ترمیم کو نمٹائیں گے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ انہیں قرارداد پر اعتراض ہے یا میری ترمیم پر۔ وہ میری ترمیم پر ہی نہیں بلکہ پوری قرارداد پر اعتراض فرما رہے ہیں۔ اس لئے پوری قرار داد کو ہی ملتوی کر لیا جائے اور پھر اس کو ہاؤس میں پیش کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کو ترمیم پر اعتراض ہے یا اس ترمیم کو قرارداد کا حصہ بنانے کے بعد پوری قرار داد پر اعتراض ہے؟

وزیر زراعت: پہلے تو مجھے اس کا حصہ بنانے پر اعتراض ہے کیونکہ جو بنیاد یہ بنا رہے ہیں پہلے اس بنیاد کی تحقیق تو کر لی جائے کہ واقعی وہ صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح ہے تو پھر اسے ایک فارمولا بنا کر، ایک مثال بنا کر آگے چلا جائے۔ اور اس کو کوئی مثال بنانے کیلئے محرک حضرات کوئی ثبوت فراہم کریں۔

جناب سپیکر: آپ کیا تجویز کرتے ہیں؟

وزیر زراعت: میں چاہتا ہوں کہ اسے ملتوی کر لیا جائے اور محرک صاحب سے عرض کروں گا کہ وہ اس بارے میں کوئی مصدقہ بات کریں کہ کتنے قرضہ جات تھے اور وہ کن کن لوگوں کو معاف کئے گئے تاکہ ہم ایک مثال بنا کر آگے چلیں۔

جناب سپیکر: جی جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! قومی اسمبلی میں ایک فاضل رکن نے ایک سوال کیا تھا جس کے جواب میں جناب وزیر خزانہ نے بتایا کہ سرمایہ داروں اور کارخانہ داروں کے قرضہ جات حکومت نے اور بینکنگ کونسل نے بمع سود معاف کئے ہیں اور ان کی مجموعی رقم جو اربوں روپے بنتی تھی وہ بھی بتا دی تھی ' جس پر فاضل ممبران کی طرف سے تحریک استحقاق پیش کی گئی کہ جن لوگوں کے قرضہ جات معاف کئے گئے ہیں ان کے نام ایوان کو کیوں نہیں بتائے گئے ۔ لیکن بینکنگ کونسل نے اس کے باوجود ان لوگوں کے ناموں کی تفصیل بتانے سے انکار کر دیا ہے ۔ بینکنگ کونسل ہمارے ملک کے سب سے بڑے ادارے کو ان سرمایہ داروں اور کارخانہ داروں کے نام بتانے کیلئے تیار نہیں ہے جن کے قرضہ جات معاف کئے گئے ہیں ۔ تو میں ان کے ناموں کی تفصیل کہاں سے دوں گا؟ جناب والا ' یہ بات قومی اسمبلی کے ریکارڈ پر ہے کہ کروڑوں نہیں بلکہ اربوں روپے کی رقم کارخانہ داروں اور سرمایہ داروں کو معاف کی گئی ہے ۔

جناب سپیکر: اب اس ترمیم پر فیصلہ ہونا ہے کہ اس کو ملتوی کرتے ہیں یا اس پر ووٹنگ ہوتی ہے

وزیر زراعت: میرا خیال ہے کہ اسمبلی کا ریکارڈ بھی لایا جائے ۔ اس کے ساتھ کم از کم کچھ تو شامل کیا جائے ۔ اس لئے اس کو ملتوی کریں ۔ پتہ چل جائے گا کہ جو آدمی مستحق ہیں انہیں واقعی استثناء ملنا چاہئے اور انہیں باقاعدہ معافی ملنی چاہئے ۔ اگر ہم ایک عام سی قرارداد پیش بھی کر دیتے ہیں تو پھر اس کا فائدہ کس کو ہوگا اور اس کا مقصد کیا ہوگا ؟ وہ ریکارڈ لے آئیں ' اسمبلی کا ریکارڈ کیا ہے ' کس طرح کا ہے اور کیا وجوہات تھیں کہ ان کو قرضہ جات معاف کئے گئے ۔ انہوں نے یہ کام بہر حال کسی چھان بین کے بعد ہی کیا ہوگا ۔

جناب سپیکر: میاں صاحب ' آپ سے ملتوی کرنے پر اتفاق کرتے ہیں ۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا ! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے تو ترمیم کیلئے آپ سے اجازت لی اور آپ نے مجھے اجازت دے دی ۔ انہوں نے اس پوری قرارداد پر اعتراض فرمایا ہے کہ اس پوری قرارداد کی انکوائری کی جائے اور اسے ملتوی کیا جائے ۔ جب ملتوی کیا جا رہا ہے تو پھر انہیں ترمیم پر تو کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

جناب سپیکر: انہیں ترمیم پر اعتراض ہے۔

میاں محمد اسحاق: اگر انہیں ترمیم پر اعتراض ہے تو پھر مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت دیں گے؟

جناب سپیکر: نہیں، اگر آپ اس کو ملتوی کرنے پر اتفاق نہیں کرتے تو پھر میں اس پر پہلے ووٹنگ کراؤں گا اور پھر قرارداد پر ووٹنگ ہوگی۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اسے ملتوی کر دیتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! اس وقت قرار داد ہاؤس میں پیش نہیں ہے۔ جب قرار داد ہی سامنے نہیں ہے تو پھر ترمیم کو کیسے تسلیم کر لیا جائے۔ ترمیم تو اس وقت آئے گی جب قرار داد دوبارہ ہاؤس میں پیش ہوگی۔

جناب سپیکر: نہیں، قرارداد تو ہاؤس کے سامنے پیش ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! قرارداد پیش ہوئی اور انہوں نے تسلیم کر لی اور جنجوعہ صاحب نے کہا کہ اسے التوا میں رکھ دیں۔ اگلے اجلاس میں یہ پہلے نمبر پر آئے گی۔ جب یہ اگلے اجلاس میں آئے گی تو پھر اس وقت اسی پر ترمیم پیش ہوگی ابھی تو قرارداد کا ہی کوئی فیصلہ نہیں ہوا کہ اسے زیر بحث لایا جائے یا نہیں۔

جناب سپیکر: یہ بات درست ہے کہ قرارداد پیش ہو چکی ہے لیکن ترمیم اسی شکل میں ملتوی ہو سکتی ہے جب قرارداد بھی ملتوی ہو جائے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! چودھری صاحب نے قرار داد کو ملتوی کرنے کیلئے کہا ہے۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔ جنجوعہ صاحب، کیا قرار داد بھی ملتوی کر دیں؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا، اصولی طور پر مجھے اس بات سے اتفاق نہیں۔ مگر میں جناب وزیر زراعت سے وہ مقصد سمجھنا چاہتا ہوں جس کے تحت وہ اس قرار داد کو ملتوی کرنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ مجھے سمجھا سکیں تو پھر میں شائد اس بارے میں دوبارہ کچھ عرض کر سکوں

جناب سپیکر: نہیں، جناب وزیر زراعت کا مقصد یہ ہے کہ یہ قرار داد Selfexplanatory

نہیں ہے ' یہ ایک مبہم سی قرار داد ہے جس میں یہ چیز واضح نہیں کی گئی کہ وہ کون سے قرضہ جات ہیں ' ٹریکٹروں کے قرضہ جات ہیں ' کھاد کے ہیں یا صنعتی قرضہ جات ہیں کون سے قرضہ جات کا ذکر ہے ؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا ۔ ہم تو زرعی قرضہ جات کی بات کر رہے ہیں ۔ چاہے وہ ٹریکٹروں کی شکل میں ہوں ' چاہے کھاد اور ادویات کی شکل میں ہوں۔ جتنے بھی زرعی قرضہ جات کاشتکاروں کی طرف واجب الادا ہیں۔

وزیر زراعت: جناب والا' قرارداد ایسی ہونی چاہئے ' جس پر کوئی عمل ہو سکے ۔ میرا خیال ہے کہ یہ بات بڑی واضح ہے کہ جب یہ پورا ہاؤس کوئی قرارداد پاس کرتا ہے تو پھر وہ ایسی شکل ہونی چاہئے کہ جس کا کوئی نوٹس لے ۔

جناب سپیکر: ہاں چودھری صاحب ' اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ اگر آپ اصولی طور پر اتفاق کرتے ہیں تو پھر کچھ لوگ مل کر ایک جامع قرارداد ڈرافٹ کریں ' جس میں حکومت کے نمائندے بھی ہوں اور یہ حضرات بھی شامل ہوں ' اس لئے اس کو ملتوی کیا جا سکتا ہے ۔

وزیر زراعت: جناب والا ۔ ہم اصولی طور پر اس شکل میں قرارداد سے اتفاق نہیں کرتے۔ پہلے اس کی کوئی بنیاد تو بنے۔ اگر اس کی کوئی شکل نکل آئی جس طرح انہوں نے فرمایا' ہم وہ دیکھ لیتے ہیں کہ قومی اسمبلی میں کیا ہوا ہے ' بنکنگ کونسل نے کیا کیا ہے اور اپنے ہم زمیندار بھائیوں کیلئے' کس کلاس کیلئے ' کتنی حد ملکیت کیلئے' بڑے زمینداروں کیلئے' چھوٹے زمینداروں کیلئے ' کن قرضہ جات کیلئے اور کن علاقہ جات کیلئے یہ پیش رفت کر سکتے ہیں ۔

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے ' اس کیلئے کوئی نہ کوئی طریقہ کار ہوتا ہے ' اصولی طور پر کاشتکاروں کے حق میں جو جائز بات جاتی ہے اس پر آپ اتفاق کرتے ہیں۔ اب اس قرارداد کے بارے میں آپ کی رائے یہ ہے کہ یہ واضح نہیں ہے اور آپ تجویز کرتے ہیں کہ اس قرارداد کو ملتوی کر لیا جائے ۔

وزیر زراعت : نہ صرف اس قرارداد کو واضح کرنے کیلئے ملتوی کر لیا جائے بلکہ جس بات کو بنیاد بنا کر اسے پیش کیا گیا ہے ۔ اس کی صداقت کا پتہ چل جائے تو اگر تحقیق کر لی جائے تو بہتر ہے' ورنہ ہم

ایسے ہی ایک مفروضے پر بات نہ کرتے رہیں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں ایک کمیٹی بنا دی جائے جس میں قرارداد کے محرک بھی شامل ہوں' اس میں حکومت کے نمائندے بھی شامل ہوں وہ ان سب چیزوں کا جائزہ لے لیں اور اگر وہ مناسب سمجھیں تو ایسی متفق علیہ قسم کی قرارداد اس ہاؤس میں لے آئیں جس کو ہم پاس کر سکیں۔

وزیر زراعت: جی صحیح ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو آپ کو اتفاق ہے' جنجوعہ صاحب' آپ کو اتفاق ہے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: بالکل جناب والا! مجھے اس پر اتفاق ہے۔

جناب محمد رفیق: جناب والا' میں نے بھی ایک ترمیم پیش کی تھی' آپ نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں فرمایا۔

جناب سپیکر: مجھے افسوس ہے کہ آپ کی ترمیم قابل پذیرائی نہیں ہے۔ آپ کی ترمیم کے کوئی معنی نہیں نکلتے۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر' اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کو زبانی سمجھاتا ہوں' وہ تو بہت واضح ہے کہ جن کاشتکاروں کے قرضہ جات کو معاف کرنے کیلئے جنجوعہ صاحب نے یہ قرارداد پیش کی ہے اس کے آخر میں میں نے یہ الفاظ ایزاد کئے ہیں۔ کہیں زیادہ حقدار اور مستحق ہیں۔

جناب سپیکر: اس کا کیا مطلب نکلا؟ آپ صرف یہی ترمیم دینا چاہتے ہیں کہ جو حقدار کاشتکار ہیں ان کے قرضے معاف کئے جائیں۔

چودھری محمد رفیق: نہیں' جتنے کاشتکار ہیں اور جن کیلئے یہ قرداد پیش کی گئی ہے ان کا کارخانہ کاروں اور سرمایہ داروں سے ہیں زیادہ یہ لوگ ہیں اور ان کے قرضہ جات معاف ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: اس سے یہ مفہوم نہیں نکلتا' مجھے افسوس ہے کہ میں اسے entertain نہیں کرتا۔ میں اس کیلئے قاعدہ معطل نہیں کرتا۔ تو جناب ریاض حشمت جنجوعہ اور میاں محمد اسحاق' ان کے علاوہ رانا پھول محمد خان صاحب' جناب وزیر زراعت اور ملک ممتاز بچر' ان پانچ صاحبان پر مشتمل یہ کمیٹی بنائی جاتی ہے جو اس پر غور کرے گی اور اگر مناسب ہوا اس پر ایک جامع قرارداد اگلے اجلاس میں

پیش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلی قرارداد بیگم شاہین منور احمد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ (بیگم شاہین منور احمد صاحبہ ایوان میں موجود نہیں تھیں' لہٰذا محترمہ رخسانہ بیگم صاحبہ نے یہ قرارداد ایوان میں پیش کی؟

کپاس کی فصل پر کرم کشی ادویات کے ہوائی سپرے کے لئے اقدامات کا مطالبہ

محترمہ رخسانہ بیگم: جناب والا۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ

> اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں دھان کی فصل کی طرح کپاس کے کاشتکاروں کو وباکش ادویات کے ہوائی سپرے کیلئے امداد دینے کی خاطر فوری اقدامات کرے۔

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے

> کہ حکومت صوبہ پنجاب میں دھان کی فصل کی طرح کپاس کے کاشتکاروں کو وباکش ادویات کے ہوائی سپرے کیلئے امداد دینے کی خاطر فوری اقدامات کرے۔

وزیر زراعت: جناب والا۔ پوزیشن یہ ہے کہ ابھی تک تو دھان کی فصل کا فیصلہ نہیں ہوا کہ اس پر سپرے کیا جائے یا نہ کیا جائے تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ تھوڑی سی ٹیکنیکل بات ہے کہ کچھ لوگ اس کے حق میں ہیں اور باقی لوگ کہتے ہیں کہ اس سے چارہ خراب ہو جاتا ہے' پینے کا پانی خراب ہو جاتا ہے' ہمیں تو اس سے اتفاق ہوگا کہ کچھ ایریا پر سپرے کیا جائے' جہاں کپاس کاشت ہوتی ہے لیکن اس کی ٹیکنیکل بنیادوں پر ذرا تحقیقات کروائی جائے' کیونکہ جب ہم فیڈرل گورنمنٹ کے پاس گئے ہیں تو کچھ اصولوں پر ہمارا معاملہ طے ہو چکا ہے لیکن ابھی تک ٹیکنیکل بنیادوں پر غور کیا جا رہا ہے کہ اس سے جانوروں کے نقصانات ہوتے ہیں چارہ خراب ہو جاتا ہے' پینے کا پانی سارا زہریلا ہو جاتا ہے تو اس لئے اس پر بھی میں سمجھتا ہوں کہ تحقیقات کر لی جائے۔ ہم ماہرین کو بھی بلا لیتے ہیں اور ہمیں موقع دیا جائے کہ ہم سنٹرل گورنمنٹ سے ماہرین بلا لیں تاکہ ان کا نقطہ نظر معلوم کیا جائے۔ جس سے ہمیں کوئی مفاد بھی ہو اور اس قرارداد سے ہمارا مقصد حل ہو جائے۔ اس کو بامعنی بنانا چاہئے' صرف قرارداد بھجوائی جائے اور اس پر کوئی عمل نہ ہو تو کیا فائدہ؟

جناب سپیکر: آپ کا مقصد ہے کہ اس کو بھی ملتوی کر لیا جائے۔

وزیر زراعت: جناب والا ۔ میرا مقصد ہے کہ اس پر بھی مزید تحقیقات کر لی جائے۔ میں اپنے ماہرین کو اس کمیٹی میں بلالوں گا۔

جناب سپیکر: تو اس کیلئے ایک کمیٹی بنا دی جائے۔

وزیر زراعت: جی جناب' تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ اس کا نقطہ نظر کیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا بیگم صاحبہ ' آپ اس سے اتفاق کرتی ہیں۔

محترمہ رخسانہ بیگم: جی جناب۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے ' انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا ۔ میں اس میں ترمیم پیش کرتا ہوں کہ اگر ہوائی سپرے نہ کیا جا سکے تو زمیندار کو کم از کم چھ سو روپے فی ایکڑ کے حساب سے Subsidy دی جائے ' اگر زمیندار سپرے خود کرے۔

وزیر زراعت: جناب والا ۔ اس میں گورنمنٹ کا کوئی عمل دخل نہیں۔ یہ مکمل طور پر پرائیویٹ سیکٹر میں چلا گیا ہے۔ اسی لئے تو اب یہ جھگڑا پڑ گیا ہے کہ حکومت کہتی ہے کہ ہم کس طرح سپرے کریں کیونکہ یہ ساری چیزیں پرائیویٹ سیکٹر میں جا چکی ہیں اور اس میں زیادہ سے زیادہ پورے ملک کی اکانومی کو De-evaluate کیا جا رہا ہے ۔

جناب سپیکر: رانا صاحب' کیا آپ اس میں ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں؟

رانا پھول محمد خان: جناب والا ۔ میں یہ گزارش کرونگا کہ کمیٹی کے ارکان کو اس کی اجازت دے دی جائے ' کیونکہ یہ پرائیویٹ کمپنی کا معاملہ ہے جیساکہ چودھری صاحب نے فرمایا ہے ' میں عرض کرتا ہوں کہ ہماری کپاس سے زرمبادلہ تو حکومت کماتی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب ' اگر آپ اس پر کوئی ترمیم دینا چاہتے ہیں تو دے دیجئے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا ' میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں کہ .....

جناب سپیکر: نہیں' آپ لکھ کر پیش کیجئے۔

رانا پھول محمد خان: بہت بہتر جناب۔

جناب نعیم حسین چٹھہ: جناب والا ۔ اس میں میری گزارش صرف یہ ہے کہ اس تحریک کی بنیاد رکھی گئی ہے کہ فصل دھان پر سپرے پہلے گورنمنٹ کرواتی ہے ۔ یہ یقیناً فی الحال ایک مفروضہ ہے اور اس مفروضہ پر بنیاد رکھنا مناسب نہیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ٹھوس بنیاد فراہم کرنے کیلئے اس ایوان سے میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ یہ نہایت ضروری'اہم ہے اور مفید ہے کہ پہلے فصل دھان پر ہوائی سپرے کو یقینی بنایا جائے اور پھر اس کو بنیاد بناتے ہوئے کپاس کی فصل پر بھی ہوائی سپرے یقیناً مفید تر ہوگا اور اس سے بہت پہلے یہ لازماً اور یقینی بنایا جائے ' کیونکہ اس امر کی بہت ضرورت بھی ہے اور یہ پہلے ایک دو سال ہوتا بھی رہا ہے اور اس کے نتائج نہایت مفید اور خاطر خاطر خواہ تھے اور اس سے ملک کو کافی زرمبادلہ بھی حاصل ہوا تھا' لہٰذا سب سے پہلے فصل دھان کو بچانے کیلئے ہوائی سپرے کیلئے حکومت سے مطالبہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: کیا آپ یہ ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں؟

جناب نعیم حسین چٹھہ: جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد بنیاد ہی سے غلط ہے اور اس کی ٹھوس بنیاد بنانے کیلئے یہ ضروری ہے کہ پہلے فصل دھان پر ہوائی سپرے کیا جائے اور اس کے بعد اگر اس میں کچھ ہے تو یہ معاملہ مجلس زراعت کی سبجیکٹ کمیٹی کو پیش کیا جائے ' جیساکہ چودھری صاحب فرماتے ہیں کہ اس میں بہت سے مضر اثرات بھی ہیں' بہت سے نقصانات بھی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ نقصانات اگر کوئی ہیں تو بہت کم ہیں لیکن فوائد بہت زیادہ ہیں ۔

جناب سپیکر: مناسب بات یہ ہے جیسے وزیر زراعت صاحب نے فرمایا ہے اس کے لئے ہم ایک کمیٹی تشکیل دے لیتے ہیں۔

جناب نعیم حسین چٹھہ: ایگریکلچر سبجیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: ایگریکلچر کمیٹی میں جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اس ہاؤس سے ایک کمیٹی بنا لیتے ہیں جو اس قرارداد کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد ایک ٹھوس اور مثبت قرارداد اس ہاؤس میں پیش

کرے گی اور میں اس میں یہ تجویز کروں گا کہ جو Cotton-grower صاحبان یہاں تشریف رکھتے ہیں مثلاً ملک طیب اعوان صاحب ' وہ اس کمیٹی کے ممبر بنیں ۔ جناب ریاض حسین پیرزادہ صاحب کو اس کمیٹی کا ممبر بنایا جاتا ہے ایک یہاں غلام حیدر خان کچی اور دوسرے غلام ربانی صاحب بھی اچھے Grower ہیں' اگر آپ اس کمیٹی میں آنا چاہتے ہیں تو آپ کو اس میں شامل کر لیتے ہیں ۔

ملک ممتاز احمد خان کھچر: جناب والا ۔ اگر Paddy growers کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے تو مناسب ہوگا۔

جناب سپیکر: paddy growers کو بھی شامل کر لیا جائے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ paddy اور کاٹن کے لئے اکٹھی ہی قرارداد نہ ہو جائے؟ تو اس میں جناب نعیم حسین چٹھہ صاحب کو بھی شامل کر لیتے ہیں ۔ اقبال صاحب کو شامل کر لیتے ہیں۔ بس اتنے کافی ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر شیلابی چارلس: جناب سپیکر! میری طرف سے گزارش ہے کہ اس میں خواتین کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: خواتین نے تو آہی جانا ہے ' بیگم شاہین منور احمد صاحبہ کی طرف سے تو یہ قرارداد ہے تو اس میں طے یہ ہوا کہ بیگم شاہین منور احمد صاحبہ کی اس قرارداد کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے ۔ جس میں وزیر زراعت ' جناب کھر صاحب' ملک طیب اعوان صاحب' ریاض پیرزادہ صاحب غلام حیدر خان کچی صاحب' جناب نعیم حسین چٹھہ صاحب' سید اقبال حسین شاہ صاحب اور مہر ظفراللہ بھروانہ صاحب شامل ہوں گے۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ۔ کون سے کھر صاحب ہوں گے ؟

جناب سپیکر: جی' آپ نے کیا فرمایا ہے؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا ۔ کھر تو کئی ہیں' کون سے کھر صاحب اس کمیٹی میں ہوں گے؟ غلام مصطفیٰ کھر صاحب یا غلام ربانی کھر صاحب!

جناب سپیکر: جو اس ایوان میں موجود ہیں ان کا ذکر کرتے ہیں ' قریشی صاحب' کیا آپ اس پر ترمیم پیش کرنا چاہتے ہیں ؟ تو آپ بھی اس کمیٹی میں شامل ہو جائیں ۔ آپ اس میں اپنی بات کر لیں

۔ عطا محمد قریشی صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جاتا ہے ۔
اگلی قرارداد جناب ملک ممتاز احمد خان بچھر کی طرف سے ہے

مرکزی حکومت سے باغات پر ٹیکس عاید کرنے کے ارادے پر عمل درآمد کرنے نہ کا مطالبہ ۔

ملک ممتاز احمد خان بچھر: جناب والا ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں:

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ حکومت باغات پر جو ٹیکس عائد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس پر عمل درآمد نہ کیا جائے تاکہ کاشتکاران پوری دلجمعی کے ساتھ اس شعبے کو ترقی دے کر ملک کیلئے زرمبادلہ کما سکیں ۔

جناب سپیکر: قرارداد پیش کی گئی ہے:

> کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ حکومت باغات پر جو ٹیکس عائد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس پر عمل درآمد نہ کیا جائے تاکہ کاشتکاران پوری دلجمعی کے ساتھ اس شعبے کو ترقی دے کر ملک کیلئے زرمبادلہ کما سکیں ۔

وزیر زراعت: جناب والا ۔ یہ دیکھ لیں باغات پر ٹیکس سے سنٹرل گورنمنٹ کا کیا تعلق ہے۔ باغات پر ٹیکس سنٹرل گورنمنٹ نہیں لگا سکتی۔

جناب سپیکر: یہ صحیح ہے۔

ملک ممتاز احمد خان بچھر: اگر آپ یہ یقین دھانی کرا دیتے ہیں کہ حکومت یہ ٹیکس نہیں لگائے گی تو میں یہ قرارداد واپس لے لیتا ہوں۔

وزیر زراعت: میں اس مسئلے میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اگر آپ کہیں تو میں اس کی حمایت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر یہ فیڈرل گورنمنٹ کا کام ہی نہیں ہے ' اپنی گورنمنٹ کا کام ہے تو ہم پھر یہاں فیصلہ کریں گے۔

ملک ممتاز احمد خان بچھر: میں ایک بڑی ذمہ داری کے ساتھ یہ بات کر رہا ہوں کہ حکومت یہ چیز کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر زراعت: فیڈرل گورنمنٹ یا صوبائی گورنمنٹ؟

ملک ممتاز احمد خان بچھر: فیڈرل گورنمنٹ۔

وزیر زراعت: بھیج دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن یہ بات طے کر لیں کہ یہ ان کے اختیار میں نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر۔ مرکزی حکومت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ زراعت کے معاملے میں ہم پر کوئی قانون ٹھونس دے۔ یہ معاملہ صرف اور صرف صوبائی حکومت کے اختیار میں ہے۔ اس لئے اس کو زیر بحث لانے اور محرک کو اس ہاؤس میں اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے بعد جب وزیر زراعت یہ یقین دلائیں گے کہ یہ ٹیکس عائد نہیں ہوگا تو محرک اپنی قرارداد بھی واپس لے لیں گے۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ اس کے علاوہ زرعی ٹیکس کی بات بھی ہو رہی ہے۔ زرعی ٹیکس کو اس پنجاب اسمبلی کے بغیر مرکزی حکومت لگا نہیں سکتی۔ پچھلے بجٹ میں جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے فرمایا تھا کہ جب تک میں موجود ہوں اس صوبہ میں زرعی ٹیکس عائد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس کو زیر بحث لائیں ' جب وزیر صاحب یقین دلائیں اور ہم بتائیں کہ باغات کے مسئلے میں کیا ہو رہا ہے اور لوگوں کو کیا مصیبتیں ہیں ان سے وزیر زراعت کو آگاہ ہونا چاہئے۔ حکومت کو بھی آگاہ ہونا چاہئے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ انہیں قرارداد پیش کرکے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: قرارداد پیش کرنے میں کوئی اعتراض نہیں' قرارداد تو وہ پیش کر چکے ہیں ' ویسے یہ آپ کے اور ہمارے آئین میں ہے۔ زرعی پیداوار پر مرکزی حکومت ٹیکس نہیں لگا سکتی۔

وزیر زراعت: یہ بات صحیح ہے۔ زرعی آمدنی صوبائی موضوع میں آتا ہے۔ یہ بھی زرعی موضوع ہے جو آپ نے بتایا ہے ' جہاں تک صوبائی حکومت کی طرف سے یقین دھانی کا تعلق ہے اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ یہ ٹیکس کسی ایگزیکٹو آرڈر کے تحت تو لگ نہیں سکتا۔ جب بھی لگے گا تو اس کے متعلق بل آئے گا۔ بل ہاؤس میں آئے گا اور آپ لوگ موجود ہوں گے۔ چوری چھپے تو لگ نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: آئین میں جو چیز مہیا ہے اس کے خلاف آپ کیسے فیصلہ کر سکتے ہیں؟

وزیر زراعت: مجھے سمجھ نہیں آتی کہ فیڈریل گورنمنٹ کسی طرح اس پر ٹیکس لگائے گی۔

ملک ممتاز احمد خان بچھر: آئین میں اس قسم کی شق ہے تو کم از کم اس پر مجھے اعتراض نہیں ہے' نہ میں اس پر اعتراض کر سکتا ہوں۔ اگر وزیر موصوف یہ یقین دہانی کرا دیں کہ صوبائی حکومت ایسا نہیں کرے گی تو میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر: آپ نے جو قرار داد پیش کی ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ کے متعلق ہے۔

ملک ممتاز احمد خان بچھر: فیڈرل گورنمنٹ بھی زرعی انکم ٹیکس لگانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ ہمارے کاشتکار طبقے کی بدقسمتی یہی ہے کہ ہم نے ہمیشہ اپنے مفاد کو خود ہی نقصان پہنچایا ہے۔ ہمیں ہمیشہ ایک تیار گھوڑا سمجھ لیا ہے۔ جو آتا ہے ہم پر سواری کرتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم میں اتحاد نہیں ہے۔ اس ملک کی ہم نے ہمیشہ خدمت کی۔ کپاس میں فاضل پیداوار دی۔ حکومت کو زرمبادلہ کما کر دیا۔ چاول میں ہماری خدمات ہیں۔ بلاواسطہ ہم پر ٹیکس عائد ہوتے ہیں۔ ٹیکسیشن کمیشن اور کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق 65 فیصد ہم برداشت کرتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ شور ہوتا ہے کہ زمیندار کچھ نہیں دیتا اس پر ٹیکس لگایا جائے۔ کارخانہ دار اور تاجر طبقے کی حیثیت دیکھ لیں۔ ہم پر یہ پابندی ہے کہ ہم آٹھ ہزار یونٹ سے زیادہ زمین نہیں رکھ سکتے۔ کارخانہ دار اور تاجر طبقے نے ایک کارخانے سے ہزاروں کارخانے بنا لئے ہیں۔ زمیندار مالیہ اور آبیانہ بھی زمین بیچ کر ادا کرتا ہے اور ہم پر مزید ٹیکس عائد کرنے کے جو شوشے چھوڑے جا رہے ہیں اس کے متعلق میں نے یہ التماس کی تھی کہ اگر ہاؤس یہ قرار داد پاس کر دے تو پنجاب کے کاشتکاروں پر بہت احسان ہوگا۔

رانا پھول محمد خان: اس کے متعلق تھوڑی سی وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس کی وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں یہ قرار داد کہ مرکزی حکومت اس پر ٹیکس نہ لگائے۔ آئین میں تو واضح ہے کہ مرکزی حکومت ٹیکس نہیں لگا سکتی۔ لیکن ملک ممتاز صاحب پھر بھی چاہتے ہیں کہ اگر احتیاطاً پاس کر لی جائے۔ تو جناب وزیر زراعت آپ کا کیا خیال ہے؟

وزیر زراعت: جناب والا' یہ قرار داد بڑی عجیب ہے یہی ہاؤس اس کا اہل ہے اگر کوئی ٹیکس لگاتا

ہے تو بل کی شکل میں اس ہاؤس نے ہی ٹیکس لگانا ہے ۔ اس صوبے میں کوئی اور اتھارٹی نہیں ہے جو ٹیکس لگائے ۔ اور کوئی ایسا راستہ بھی ہے کہ خفیہ طور پر ٹیکس لگا دیا جائے اور ہاؤس کے نوٹس میں بات نہ آئے ؟ فیڈرل گورنمنٹ کی حد تک تو صحیح ہے ۔ اگر وہاں بھیجتی ہے تو قرارداد بھیج دیں کہ ہماری عدم موجودگی میں' ہماری رائے لئے بغیر ہی کہیں عاید نہ کر دیں ۔ لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ پنجاب کی اسمبلی اور پنجاب ہاؤس کی آرا کے بغیر ہی کوئی ٹیکس عائد کردے ؟ اگر کوئی ایسی منشا ہوگئی تو وہ خفیہ رہنے والی کوئی بات تو نہیں ہوگی ۔ اس ہاؤس میں ایسی قرار داد کی ضرورت نہیں ۔ اگر اس کے باوجود آپ چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ لیکن اس کا کوئی مقصد میرے نزدیک نہیں ہے ۔

مہر ظفر اللہ خان بھروانہ : جناب والا ! روایت یہ ہے کہ مرکزی حکومت ٹیکس نہیں لگاتی لیکن قانون میں ایسی کوئی پابندی نہیں وہ اگر لگانا چاہے تو لگا سکتی ہے ۔ میری یہ گزارش ہے کہ ان کو یہ قرارداد بھیج دی جائے ۔ ممکن ہے کہ کچھ لوگ ایسا پراپیگنڈہ کر رہے ہوں خاص طور پر باغات کے سلسلے میں کہ اس سے بہت زیادہ آمدن ہے ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ قرار داد بھیجنے میں ہمیں کیا دقت ہے ۔ قرارداد ضرور بھیج دی جائے انہیں کم از کم احساس ہو کہ یہ ٹیکس نہیں لگانا چاہئے ۔

بیگم شاہدہ ملک : جناب والا! میں اس میں ترمیم پیش کرنا چاہتی ہوں

"کہ زرمبادلہ کما سکیں " کے بعد یہ الفاظ ایزاد کئے جائیں ۔ "کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے یہ سفارش کرے کہ کینو' مالٹا کی برآمد کیلئے خصوصی انتظام کیا جائے اور کاشتکاروں کو اس سلسلے میں ہر قسم کی سہولتیں مہیا کریں "۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ : جناب والا ! میں نے ترمیم آپ کے گوش گزار کی ہے کہ زمیندار کا باغ اگر ایک لاکھ کا فروخت ہوا ہے تو اسے صرف پچیس ہزار روپے ملے ہیں اور پچھتر ہزار دکان دار لے گیا ہے ۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ برآمد نہیں ہو رہا اور حکومت اس میں دلچسپی نہیں لے رہی ۔ میں اس میں ترمیم کرانا چاہتا ہوں کہ مرکزی حکومت کو لکھا جائے کہ خدارا اس کے لئے مارکیٹیں تلاش کی جائیں ۔ پہلے ایران اور افغانستان میں مال جاتا تھا اور باغوں کی قیمت جائز ملتی تھی ۔ اس دفعہ یہ ہوا کہ جن لوگوں نے چار پانچ لاکھ کا باغ فروخت کیا تھا ' انہیں پچاس ہزار روپے بھی نہیں ملے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ چیز برآمد نہیں ہوئی ۔ باہر مارکیٹ کوئی نہیں ۔ میری

گزارش ہے کہ مرکزی حکومت کو ایک تو ٹیکس کے متعلق کہا جائے اور دوسرے استدعا کی جائے کہ باغبانوں کی کمیٹی بنا کر انہیں باہر بھیجا جائے اور وہ مارکیٹ دیکھیں۔ سٹرس کی باہر اتنی مانگ ہے لیکن ہم اس میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے اور نہ اس کے لئے باہر مارکیٹیں دیکھ رہے ہیں۔ خاص طور پر اس میں حکومت دلچسپی لے۔ باہر سے زرمبادلہ آئے گا۔ یہاں سٹرس اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ ہم دیکھ دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! مسئلہ یہ ہے کہ آپ کو ابھی ترمیم پیش کرنے کی اجازت ملی ہی نہیں اور نہ صرف یہ کہ آپ نے ترمیم پیش نہیں کی، بلکہ اس پر تقریر بھی فرمالی۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: میں نے سمجھا ہے کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ آپ ذرا تشریف رکھئے۔

وزیر زراعت: قرار داد پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: قرار داد میں پہلے پڑھ چکا ہوں میں اس کو دہرا دیتا ہوں۔ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ حکومت باغات پر جو ٹیکس عائد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اس پر عمل درآمد نہ کیا جائے تاکہ کاشتکاروں پوری دلجمعی کے ساتھ اس شعبے کو ترقی دے کر ملک کے لئے زرمبادلہ کما سکیں۔

اس سلسلے میں آپ سب صاحبان کی آراء معلوم کرنے کے بعد میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اس پر بھی ایک جامع قسم کی قرارداد ہونی چاہئے۔ اگر مرکزی حکومت کو کوئی قرار داد جاتی ہے تو وہ جامع قسم کی ہونی چاہئے اور جو کمیٹی پہلے تشکیل دی جا چکی ہے اس میں ملک ممتاز بچر صاحب شامل ہو جاتے ہیں، پہلے آپ اس میں شامل ہیں اس میں بیگم شاہدہ ملک شامل ہو جاتی ہیں اور چودھری گل نواز صاحب اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔

میاں مناظر علی رانجھا: (ڈپٹی سپیکر) اس میں سرگودھا کا آدمی بھی شامل کر لیں، کیونکہ باغات کے سلسلے میں سرگودھا پہلے نمبر پر آتا ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس میں جناب ڈپٹی سپیکر بھی شامل ہونا چاہیں گے؟

میاں مناظر علی رانجھا: میری ذات کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس میں سرگودھا کی نمائندگی ہونی چاہئے۔

مسز خورشید بیگم: پھر اس میں فیصل آباد کی نمائندگی بھی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: اس میں اضلاع کی نمائندگی کا تو کوئی مسئلہ نہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس میں اس شعبہ سے تعلق رکھنے والے اصحاب شامل ہوں۔ ملک اللہ یار خان صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

ملک اللہ یار خان: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ سب سے پہلے تو یہ بات طے کی جائے کہ آیا وزیر متعلقہ اس صورت میں 'کہ جیسے آپ نے تجویز فرمایا ہے' اس قرارداد سے اتفاق کرتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ میں نے سمجھا ہے 'انہوں نے اس صورت میں اس قرارداد کی مخالفت کی ہے اور انہوں نے اس قرارداد کو محض مفروضہ قرار دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ جب بھی کوئی ٹیکس عائد ہوگا تو بل کی صورت میں اس ایوان کے سامنے پیش ہوگا تو اس وقت اس ایوان کو حق حاصل ہے کہ اس بل کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔ تو اس صورت میں آپ کی وساطت سے میں وزیر زراعت سے گزارش کروں گا کہ وہ پہلے اس بارے میں طے فرمائیں کہ آیا وہ قرارداد کی موجودہ شکل میں مخالفت کرتے ہیں یا نہیں۔ جس وقت تک یہ بات طے نہ ہوجائے 'میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک کسی قسم کی تجویز بے معنی ہو جائے گی۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ وزیر زراعت کا مخالفت یا موافقت کرنے کا مرحلہ تب آئے گا کہ جب محرک کے قرارداد پیش کرنے کے بعد اس کی تائید میں اور ارکان بھی وضاحت فرما دیں۔ یا وہ پہلے مخالفت کر دیتے۔ مگر اب تو آپ کو اس پر بحث کی اجازت دینی پڑے گی۔ اور اسی سلسلے میں میں جناب سے اجازت لے کر اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ میں مجر صاحب کی تائید کرتا ہوں کہ اس قرارداد کا مرکزی حکومت سے کوئی تعلق نہیں یہ ایک خدشہ ہے 'اور خدشہ یہ ہے کہ حکومت باغات پر کوئی ٹیکس لگا رہی ہے اس خدشے کے تحت اس صوبے میں فروٹ کی کمی واقع ہو چلی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب 'اس کا طریقہ کار یہ نہیں ہے۔ اگر اس قرارداد کو لینا ہے تو سب سے پہلے اس قرارداد میں جو ترامیم آئی ہیں 'میں ان ترامیم کو ایک ایک کر کے Dispose of کروں گا۔ اس کے بعد اس قرارداد کو لیا جائے گا۔ اس سے پہلے یہ ایک تجویز تھی جس میں میرے خیال میں وزیر زراعت کو بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔

وزیر زراعت: جناب والا! اگر اجازت دیں' میں معافی چاہتا ہوں کہ میں نے تو صرف توجہ دلائی تھی کہ آئین کے ساتھ سیکشنز کی جو فیڈرل لیجسلیٹو لسٹ ہے' 4 شیڈول' پارٹ 1 اس میں نمبر 47 پر جو بات ہے وہ یہ ہے Taxes on income other than the Agriculture tax, اگریکلچرل ٹیکس کے علاوہ جو ٹیکس ہیں وہ فیڈرل گورنمنٹ کی اس لسٹ میں آتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: باغات اگریکلچر میں آتے ہیں یا نہیں؟

وزیر زراعت: ظاہر ہے کہ باغات ایگریکلچرل پروڈیوس ہے۔ وہ اس میں آتے ہیں۔ اس لئے زراعت کے علاوہ ٹیکس فیڈرل گورنمنٹ کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔ اس لئے میں نے تو یہ بات کی تھی کہ فیڈرل گورنمنٹ کو وہ قرارداد بھجوائیں جو ان کے متعلقہ ہے۔ اس بارے میں جناب کو علم ہے کہ وفاقی وزراء جناب ڈاکٹر محبوب الحق اور میاں یاسین وٹو صاحب سے جب ٹیکس کے بارے میں سوال ہوا' تو انہوں نے کہا کہ یہ صوبائی حکومتوں کا مسئلہ ہے۔ یہ بات بہت واضح ہو گئی ہے۔ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ زرعی آمدنی پر ٹیکس لگانا صوبائی حکومت کی بات ہے آپ ہم سے کیوں پوچھتے ہیں؟ اس لئے یہ بات وہاں بھی واضح ہوئی اور یہاں بھی واضح ہے۔ تو اگر یہ پنجاب حکومت کی بات ہے تو ایسی قرارداد کیوں بھیجی جائے' کیونکہ حکومت پنجاب نے تو ایسا کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ اور اگر حکومت پنجاب کوئی فیصلہ کرے گی تو ظاہر ہے کہ ایوان میں کرے گی۔ یہاں تو کوئی ایسی بات خفیہ طور پر نہیں ہو سکتی۔ اگر ان تمام باتوں کے باوجود اب بھی فاضل اراکین اصرار کرتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن اس کا مقصد مجھے سمجھ نہیں آتا کہ وہ کیا ہے۔ اس سے آپ کیا مقصد نکالنا چاہتے ہیں؟

ملک ممتاز احمد خان کھچر: جناب سپیکر! مرکزی حکومت نے ہمارے کئی قوانین اپنا لئے ہیں اور کئی قوانین اپنانے کا ارادہ رکھتی ہے' مثلاً سوشل سیکورٹی آرڈیننس وغیرہ قسم کے اس خدشے کے پیش نظر پنجاب کے کاشتکاروں کے یہ جذبات ہیں جو مرکزی حکومت تک پہنچا دیئے جائیں اور میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وزیر زراعت صاحب بھی زمیندار ہیں۔ تو اگر ہمارے اس خدشے کے پیش نظر قرارداد بھیج دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان: خدشہ ہی نہیں ہے' بلکہ عوام میں بے اطمینانی پھیلی ہوئی ہے لوگ باغ کاٹ رہے ہیں۔ اور باغات فصل جتنی آمدنی نہیں دیتے۔ دراصل اس قرارداد کا متن درست نہیں ہے۔

متن تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ حکومت ہمیں ضمانت دے کہ ہم باغوں کو اتنی رقم میں خریدنے کے لئے تیار ہیں جو فی ایکڑ پیداوار ہوتی ہے۔ ورنہ ہم باغوں کو کاٹ رہے ہیں۔ کینو' مالٹا' مٹھا یہ چیزیں پنجاب سے ناپید ہو جائیں گی۔ یہ چیزیں کسی کو میسر نہ ہوں گی۔ اس قرارداد کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ اگر ہمیں ضمانت دیں کہ اگر ہم ایک ایکڑ میں آٹھ ہزار روپے کی فصل پیدا کرتے ہیں۔ اس کے اخراجات تو چھ ہزار بھی ہوتے ہیں۔ لیکن حالت یہ ہے کہ اب کینو کے باغ کی قیمت ہزار بارہ سو روپے تک آ گئی ہے اور لوگ اس کو کاٹ رہے ہیں۔ اگر حکومت نے اس میں تسلی نہ دی اور اس کی خرید کی ذمہ داری نہ لی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آنے والے سال میں آپ کو کینو' مالٹا اور مٹھا پنجاب میں نہیں ملے گا۔ زرمبادلہ میں کمی واقع ہو گی اور مریضوں کے لئے یہ چیزیں نہیں ملیں گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ بیگم ذکیہ شاہنواز نیازی صاحبہ

بیگم ذکیہ شاہنواز نیازی: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ قرارداد جو باغوں اور زرعی ٹیکس کے بارے میں ہے' بہت ضروری ہے اس میں پنجاب کے تمام زمینداروں کے احساسات شامل ہیں' اس لئے اس کو مرکز کے پاس ضرور بھیجنا چاہئے۔ اور اس پر بحث بھی ہونی چاہئے' کیونکہ جب بھی کچھ عرصہ گزرتا ہے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ زراعت پر ٹیکس لگ رہا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ زراعت کے سیکٹر میں ہمیں بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔

جناب والا! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ پہلے پھل برآمد کئے جاتے تھے اور زرمبادلہ کمایا جاتا تھا۔ سرگودھا ڈویژن میں بہت سا علاقہ سٹرس میں بہت مشہور ہو گیا تھا۔ وہاں بہت اچھا سٹرس ہوتا ہے۔

لیکن اب لوگ اپنے باغات کو کاٹ کر جلا رہے ہیں کیونکہ سٹرس برآمد نہیں ہو رہا اور کوئی پیسہ نہیں ملتا یہ دونوں باتیں میرے خیال کے مطابق بہت ضروری ہیں۔ آپ اس قرارداد کو ضرور ٹیک اپ کیجئے۔

جناب سپیکر: جناب احمد بلوچ صاحب

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! مجھے اس بات کی سمجھ ہی نہیں آ رہی کہ جب مرکز ٹیکس لگا ہی نہیں سکتا اور ٹیکس ہمیں لگانا ہے تو اس کے لئے بل پاس کرائیں تب ہی ٹیکس لگ سکتا ہے جب مرکز کو کوئی اختیارات ہی نہیں اور اس ضمن میں وزیر زراعت صاحب نے قانون بھی دکھا دیا ہے تو

اس کے باوجود قرارداد بھیجنے کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ جب ٹیکس ہمیں خود ہی لگانا ہے اور یہ ہمارا آئیٹم ہے کہ ہم ٹیکس لگائیں یا نہ لگائیں۔ اگر بل پاس ہوگا تو ہم اس کی مخالفت کریں گے۔ یہ ایک علیحدہ بات ہے۔ جہاں تک کینو کی قیمت مقرر کرنے یا برآمد کرنے کا معاملہ ہے تو وہ ایک الگ قرارداد ہے اس قرارداد کو مرکز میں بھیجنے کا مقصد کوئی نہیں ہے۔ یہ ہماری اپنی بات ہے یہ صوبے کی بات ہے یہ بات یہیں طے ہو سکتی ہے۔

چودھری نعیم حسین چٹھہ: جناب سپیکر! جیسا کہ ہمارا ملک زرعی ملک ہے اور ہماری معیشت زراعت پر مبنی ہے' ہمیں ہر وہ قدم اٹھانا چاہئے۔ جس سے زراعت کی بہتری اور حوصلہ افزائی ہو۔ جس سے ملک کی بہتری اور عوام کی خوش حالی ہو۔ لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد نہ صرف ضروری ہے بلکہ شاہدہ ملک صاحبہ کی پیش کردہ ترمیم بھی اتنی ہی ضروری ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ سبزیاں اور زیادہ سے زیادہ پھل پیدا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں اور ملک میں یہ صلاحیت موجود ہے۔ اس لئے ہمیں اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہئے چہ جائیکہ جو کچھ پہلے پیدا ہوتا ہے' اس پر مزید ٹیکس لگا کر اس کی حوصلہ شکنی کی جائے اور اس کو ہمیشہ کیلئے دفن کر دیا جائے۔ تو کسی لحاظ سے یہ عوامی مفاد میں نہیں اور نہ ہی ملک کی بہتری کے لیے ہے۔ لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کو ایڈمٹ کر کے اس کو پاس کرنا چاہئے' بلکہ زرمبادلہ کمانے کے لئے جو اقدامات ضروری نہیں' ان پر فوری طور پر زور دینا چاہئے تاکہ حکومت ان پر عمل کرے اور مرکزی حکومت کو بھی صوبائی اسمبلی کے جذبات اور احساسات سے آگاہ کرنا چاہئے۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ ان کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے اور ایسی باتیں نہیں ہونی چاہئیں لیکن اخبارات میں روزانہ یہ آتا ہے کہ اس قسم کے ٹیکس لگانا زیر غور ہے۔ لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ سدباب کے لئے اور اس فضا کو ختم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ پنجاب اسمبلی اس قرارداد کو بمع ترمیم کے متفقہ طور پر پاس کرے اور اپنے جذبات کا اظہار وہاں بھیجا جائے۔ یہ عین مناسب ہوگا۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! میں حیران ہوں کہ یہ بحث کس بات پر ہو رہی ہے جبکہ وزیر زراعت یہ کہتے ہیں کہ مرکز ٹیکس لگا ہی نہیں سکتا۔ یہ بڑی حیرانی کی بات ہے۔ صوبے کے ممبران کے علاوہ کوئی اور یہ ٹیکس لگا ہی نہیں سکتا تو یہ بحث کس بات پر ہو رہی ہے؟ خدارا آپ اس بحث کو سمیٹیں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وہ کمیٹی ایک جامع قرارداد بنائے گی اور اس کے مطابق مرکز کو سفارش کر دی جائے گی۔ میں محرک یہ درخواست کروں گا کہ وہ بھی کمیٹی میں بیٹھیں اور ایک بہترین قرارداد مرتب کریں جو مرکز کو ضروریات کے مطابق بھیج دیں ورنہ جب مرکز نہیں لگا سکتا ۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا ۔ ان خدشات کی بنیاد پر کہ مرکز یہ کرے گا ایک گھنٹہ ضائع کیا گیا ہے ۔ وہ کمیٹی جس میں ممبران اور بیگم صاحبہ ہوں وہی درست ہے اور وہی کمیٹی اپنی سفارشات مرکز کو بھیجے گی تو وہ بہتر ہو گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس کے متعلق ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر کوئی جامع قسم کی قرارداد اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے مرتب کرے اور جس میں پاکستان بھر کے اور خصوصی طور پر پنجاب کے کاشتکاروں کے جذبات شامل ہوں ۔ اس کے لئے میں مناسب سمجھوں گا کہ ایک کمیٹی بنا دی جائے جو سوچ سمجھ کر یہ قرار داد مرتب کرے ۔

وزیر زراعت: جناب یہ بات پہلے ہو چکی ہے اور کمیٹی مقرر ہو چکی ہے جس میں شاہدہ ملک صاحبہ ایک دو اور محرک صاحبان بھی تھے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کمیٹی میں وزیر زراعت صاحب' عبدالخالق بھٹی صاحب ' محترمہ شاہدہ ملک صاحبہ' چودھری گل نواز وڑائچ صاحب اور ملک سعید منظر صاحب شامل ہوں گے ۔ ان کے علاوہ کوئی اور صاحب اس میں شامل ہونا چاہتے ہیں ؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر' میاں افضل حیات صاحب کو بھی شامل کیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں افضل حیات صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے ۔

جناب گل حمید خان روکڑی: جناب والا ' سالار صاحب کو بھی اس میں ضرور شامل کیا جائے ' کیونکہ یہ مالٹے کھانے والوں میں سے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب کھانے کا وقت آئے گا تو سالار صاحب کو ضرور شامل کیا جائے گا ۔ یہ کمیٹی ایک جامع قسم کی قرارداد مرتب کر کے اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر پیش کرے گی۔

مہر ظفر اللہ خان بھروانہ: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو

کمیٹی جناب نے بنائی ہے یہ جن قراردادوں پر غور کرے گی اس کے علاوہ بھی ہمارا ایک مسئلہ ہے' وہ یہ ہے کہ سابقہ حکومتوں میں یہ روایت چلی آرہی ہے کہ مرکزی حکومت بھی اور صوبائی حکومتیں بھی اپنے وفد دوسرے ملکوں میں بھیجتی تھیں۔ مثلاً پنجاب سے زراعت سے متعلقہ وفد جاتے تھے اور جہاں جہاں ہماری زراعت ملتی جلتی ہے وہاں کا دورہ کر کے وہاں سے بہت کچھ سیکھ کر آتے تھے اور دیکھ کر آتے تھے۔ جناب والا اب اس حکومت کا بھی یہ خیال ہے اور میں نے جناب وزیر زراعت سے بھی عرض کیا تھا کہ ہمارے صوبے پنجاب کے نمائندوں میں سے بھی باہر وفد بھیجے جائیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز

مہر ظفر اللہ خان بھروانہ: صدیق صاحب ذرا ایک منٹ مجھے دے دیں۔ آپ جب بھی اٹھیں گے ہم آپ کو بات نہیں کرنے دیں گے۔ جب بھی ہمارا کوئی مسئلہ ہوتا ہے آپ ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ یہ کوئی شرافت نہیں ہے۔

جناب والا! میں یہ عرض کرونگا کہ ہماری صوبائی حکومت بھی یہ ارادہ رکھتی ہے۔ کہ ہمارے ممبران باہر جائیں۔ مگر اس میں زرمبادلہ کے حصول کی رکاوٹ ہے۔ اور زر مبادلہ کی اجازت مرکزی حکومت کو دینی ہوتی ہے۔ خرچ صوبائی حکومت کا ہی ہوتا ہے۔ تو اس کمیٹی کے سپرد یہ کام بھی کیا جائے کہ اس قرارداد میں ترمیم کر کے یہ تجویز بھی دیں کہ مرکزی حکومت' صوبائی حکومت کو باہر وفد بھیجنے کے لئے زرمبادلہ کی اجازت دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ٹھیک فرماتے ہیں۔ زراعت کے معاملہ میں آپ کو جو بھی مشکلات در پیش ہیں وہ کمیٹی ان تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر ایک ایسی قرارداد مرتب کرے جس میں تمام کسانوں اور کاشتکاروں کی مشکلات کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نظر آئے۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! میں اس قرارداد پر قانون اور آئین کے حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! اب یہ معاملہ ختم ہو گیا ہے۔ جب یہ قرارداد پیش ہو گی اس وقت آپ قانون اور آئین کے معاملے پر بات کریں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! چند ایک گزارشات ہیں جو ایک دو منٹ میں ختم کر دیتا ہوں۔ یہ

بڑی ضروری ہیں۔ اس میں آپ کا بھی بھلا ہے اور سارے عوام کا بھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس معاملے میں ایک فیصلہ ہو چکا ہے اب اسے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ براہ کرم تشریف رکھیں۔ اگلی قرارداد بیگم بشریٰ رحمن صاحبہ کی ہے۔

امتحانات میں نقل کے تدارک کیلئے قانون وضع کا مطالبہ

بیگم بشریٰ رحمن: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت چاہتی ہوں کہ:

اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت ' طلباء اور طالبات میں امتحانات کے دوران نقل کرنے کے رجحان کے تدارک کے لئے ایسا قانون وضع کرے جس کے تحت ایسی غیر قانونی حرکت کے مرتکب طلباء اور طالبات کو نیز ممتحن صاحبان اور والدین کو بھی اگر وہ اس فعل میں ملوث پائے جائیں مناسب جرمانے کی سزا دی جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

کہ ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت اور طالبات میں امتحانات کے دوران نقل کرنے کے رجحان کے تدارک کے لئے ایسا قانون وضع کرے جس کے تحت ایسی غیر قانونی حرکت کے مرتکب طلبا اور طالبات کو نیز ممتحن صاحبان اور والدین کو بھی اگر وہ اس فعل میں ملوث پائے جائیں مناسب جرمانے کی سزا دی ' سکے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر' اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس قرارداد کی مخالفت کرتے ہیں یا نہیں؟

وزیر قانون: جناب والا' میری ایک عرضداشت ہے اگر اسے سن لیں تو اس کے بعد جو چاہیں فیصلہ کر لیا جائے۔ جن خدشات کا انہوں نے اظہار کیا ہے اور جن جذبات اور احساسات کا ذکر کیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ لیکن جو قوانین اور قواعد بنے ہوئے ہیں وہ طلبا کے لئے بھی ہیں۔ اور اہلکاروں کے لئے بھی ہیں۔ اور جو criminal Laws ہیں وہ سب کو Cover کرتے ہیں۔ اور بات صرف

ان کو نافذ کرنے کی ہے۔ وہ ہاتھ جن کے پاس قوانین ہیں ان قوانین کو کس طرح نافذ کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب اگر آپ برا نہ منائیں تو اسے طریقہ کار کے مطابق چلنے دیں۔ آپ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا میں تو درخواست کر رہا ہوں کہ وہ میرے ساتھ آکر بیٹھیں تو میں انہیں ہر وہ قانون اور ہر وہ قاعدہ دکھاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ براہ کرم تشریف رکھیں، انہیں بات کر لینے دیں۔ آپ کی یہ تجویز ان تک پہنچ گئی ہے۔ اگر انہوں نے مناسب سمجھا تو اس پر عمل کریں گے۔

وزیر قانون: میں تو صرف یہ بات کرنے والا تھا کہ یہ حقیقت ہے کہ ہر قسم کے قاعدے اور قوانین موجود ہیں۔ پینل کوڈ میں بھی ہے۔ محکمانہ کارروائی بھی ہے اور خدا کے فضل سے بہت حد تک کامیاب بھی رہے ہیں اور کافی حد تک Unfair means پر کنٹرول کیا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بیگم صاحبہ آپ اس کے متعلق کچھ فرمانا چاہیں گی؟

بیگم بشریٰ رحمن: جناب والا! میں اپنی قرار داد کی وضاحت میں کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ تمام تر قوانین اور ضابطے موجود ہیں۔ جناب والا زندگی کے ہر فعل کے لئے ہر قول کے لئے اور ہر ضابطہ حیات کے لئے اور شعبہ زندگی کے لئے قانون ضابطے اور قواعد موجود تو ہیں، لیکن اس کے باوجود ہر وقت نئے قانون بنانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ترامیم کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ آئین میں بھی ترمیم کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اگر آپ کا پہلا قانون بالکل بے ضابطہ جا رہا ہے۔ اور نافذ نہیں ہو سکتا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس قانون میں کوئی سقم ہے۔ اس میں کوئی جھول ہے۔ اس وجہ سے وہ قانون ابھی تک لاگو ہونے کے باوجود چل نہیں سکا۔ ہم بھی تو پچھلے بیس برس سے یہی کچھ دیکھ رہے ہیں کہ آپ نے قانون بھی بنا رکھا ہے۔ سزائیں بھی وضع کر رکھی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہر امتحان کے دوران خواہ وہ میٹرک کا ہو انٹرمیڈیٹ کا ہو۔ بی ایس سی کا ہو بی اے کا ہو، ایم ایس سی کا ہو حتیٰ کہ ایم بی بی ایس کا ہو، لاء کا ہو، ان تمام امتحانات میں ابھی تک بڑی فراخدلی کے ساتھ نقول جاری ہیں اور اس کے لئے انہوں نے ایک ضابطہ بنا رکھا ہے۔ شاید فاضل وزیر اپنی محنت پر ہی پاس ہوئے ہیں۔ ان کے زمانے میں میٹرک

اور انٹرمیڈیٹ میں وہ بوٹی سسٹم نہیں چلتا تھا۔ اب اس زمانے میں بوٹیاں چلتی ہیں۔

جناب والا! میں آپ کو پہلے وہ اعداد و شمار بتا دوں کہ اس سال اخباری اطلاع کے مطابق کتنے طلباء اور طالبات کس کس امتحان میں نقل کرتے ہوئے پکڑے گئے۔ پنجاب یونیورسٹی کے ایک سال کے امتحانات کے دوران 850 طلبا اور طالبات کو امتحان میں نقل کرتے ہوئے پکڑا گیا اور ان کے کیس درج کئے گئے۔ ان میں سے 750 طلبا اور طالبات کو ایک سال سے لے کر تین سال تک کی سزائیں دی گئیں۔ باقی طلبا کے اوپر پیپے اور نوٹوں سے پردہ پوشی کر دی گئی۔ ان میں سے آٹھ طالبعلم میڈیکل کے تھے۔ ذرا اس بات پر غور فرمایئے کہ میڈیکل کی تعلیم ہو اور انسانی زندگی کا معاملہ ہو اور وہاں اتنا بڑا جرم کیا جا رہا ہو کہ طلبا نقل کر رہے ہوں طالبات نقل کر رہی ہوں اور آپ کا قانون خاموشی سے تماشا دیکھ رہا ہو اور یہ کہا جا رہا ہو کہ اپنے قدموں سے چل کر وہ قانون اس ایگزا مینیشن ہال میں جائے گا اور ان بچوں کو پکڑے گا اور ان کو سزا بھی دے گا ابھی پچھلے دنوں میں آپ نے شاید اخبار میں پڑھا ہو گا کہ میڈیکل کالج کے دو نامی گرامی پرنسپل صاحبان کے خیالات کا تبادلہ اس ضمن میں کس حد تک ہوا ہے۔ میں پوچھتی ہوں کہ اس وقت آپ کا قانون کیا کر رہا تھا۔ جب میڈیکل کی ڈگریاں بک رہی تھیں۔ کچھ روز ہوئے ایک صاحب دل تشریف لائے اور کہنے لگے کہ میرے بیٹے کو میڈیکل کالج میں داخل کروا دو۔ میں نے کہا جی میں تو بڑی مسکین سی عورت ہوں۔ میں تو پرائمری جماعت میں کسی کو داخل نہیں کروا سکتی تو میڈیکل میں کہاں داخل کروا سکتی ہوں؟ (نعرہ ہائے تحسین) تو میں نے کہا کہ ان شور مچانے والوں کے پاس جایئے۔ ان کے پاس بہت زور ہے اور زر بھی ہے۔ یہ داخل کرا دیں گے میں نے پوچھا کہ آپ کے بچے نے کون سی ڈویژن لی ہے۔ تو اکڑ کر کہنے لگا کہ ایف ایس سی میں تھرڈ ڈویژن لی ہے۔ میں نے کہا کہ آپ ظلم کرتے ہیں کہ کسی اچھے بچے کی سیٹ لے کر جس نے آٹھ سو سات سو نمبر لئے ہیں۔ 350 نمبر حاصل کرنے والے کو آپ داخل کرنا چاہتے ہیں تو کہنے لگا کہ بیگم صاحبہ ethics اور اخلاقیات صرف آپ کی ہیں۔ باہر جا کر دیکھیے سب جگہ پیسہ چل رہا ہے۔ ابھی میں جاؤں اور فلاں کو 50 ہزار روپے کی رشوت دوں اور اپنے بچے کو میڈیکل کالج میں داخل کرادوں۔ میں نے سوچا ایک بار اور اسے سمجھانے کی کوشش کروں۔ میں نے کہا' بھائی میرے' تو پچاس ہزار روپے کی رشوت دے کر اس نالائق بچے کو میڈیکل میں داخل کرانا چاہتا ہے۔ یہ تو پچاس سال میں بھی ڈاکٹری پاس نہیں کر سکے گا۔ اس لئے تو ایسا کر دس پندرہ ہزار روپے خرچ کر کے اس کا کوئی اچھا استاد رکھ دے اور اسے دوبارہ امتحان دلوا دے اور اس کے اچھے نمبر آجائیں

گے۔ یہ خود بخود اپنے میرٹ پر کالج میں داخل ہو جائے گا اور اچھا ڈاکٹر بن کر آئے گا۔ جناب والا' یہ تو صرف ایک مثال ہے جو میں نے عرض کی ہے اس کے بعد عرض یہ ہے کہ آپ میڈیکل کو چھوڑیئے 'آگے چلیے بی کام میں 35 طلباء نقل کرتے ہوئے پائے گئے۔ کیمیکل انجینئرنگ میں 18 طلباء قانون کے امتحان میں 11 طلبا اور ایم اے۔ ایم ایس سی میں 46 طلباء اور طالبات نقل کرتے ہوئے پائے گے۔

جناب والا! میں پوچھتی ہوں کہ یہ اعداد و شمار تو وہ ہیں کہ جو سامنے آئے ہیں۔ آپ کا قانون ان اعداد و شمار میں ملوث پائے گئے اور پکڑے گئے گے لوگوں کو کیا سزا دیتا ہے؟ میں آپ سے اس سزا کی تفصیل مانگتی ہوں۔ ابھی گزشتہ دنوں انٹرمیڈیٹ کے امتحانات ہو رہے تھے۔ مجھے دو چار سینٹروں میں خود جانے کا اتفاق ہوا۔ اور آپ نے وہ لاہور کالج والے سینٹر کی بات بھی سنی ہو گی کہ ایک خاتون نے جو وہاں کمرہ امتحان میں مقرر کی گئی تھیں۔ ایک بچی سے کہا کہ مجھے 6 ہزار روپے لا کر دو۔ میں تمہیں سارے پرچوں میں پاس کروا دوں گی۔ لیکن وہ چونکہ غریب بچی تھی اور غیرت مند بھی تھی اس لئے اس نے جا کر اپنی والدہ کو بتا دیا اور انہوں نے اس طرح اس کو پکڑوا دیا اور یہ کیس سامنے آگیا۔ جناب والا یہ عرض کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ جتنے لوگ ملوث تھے اور پکڑے گے ۔ آپ کے قانون نے انہیں کیا سزا دی ہو گی۔ آپ کا قانون کوئی بہت بڑی سفارش لایا ہو گا۔ اور اس خاتون کو بھی چھڑوا دیا ہو گا۔ اور اس صاحب کو بھی چھڑوا دیا ہو گا۔ اور کہا ہو گا یہ وجہ ہے اور وہ وجہ ہے۔ پھر ہم نے والدین سے جا کر پوچھا۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے جا کر دیکھا ہے کہ والدین سینٹروں کے باہر کھڑے ہوئے ہیں اور نوٹوں کی گڈیاں ان کے ہاتھ میں ہوتی ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہمار بچوں کو نقل کروا دیں اور یہ رقم لے لیں۔ فرداً فرداً ان کے گھروں میں جا کر پوچھا کہ یہ کیا وجہ ہے تو وہ کہنے لگے کہ بہت دیکھے ہیں ہم نے دیانتداری کے معاملے۔ یہاں پر کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا ہے۔ جب ہم نے دیکھا کہ ہر آدمی نقل کر کے پاس ہوتا ہے تو ہم نے سوچا کہ ہمارے بچے کے اتنے سال کیوں ضائع ہو جائیں۔ اس لئے ہم بھی وہاں چلے گے اور استادوں سے پوچھا تو کہنے لگا کہ جی ہمارا گزارا ہی نہیں ہوتا۔ آپ ہمارے حالات زندگی دیکھئے۔ جناب یہ بات بہت لمبی ہو جائے گی۔ اگر میں فرداً فرداً یہ عرض کروں کہ وہ جو نقل کرواتے ہیں وہ بے ضمیر کیا کہتے ہیں اور وہ والدین جن کے پاس حرام کی کمائی ہوتی ہے اور وہ اپنے بچوں کو اس طرح سے پاس کروانے جاتے ہیں۔ وہ کیا کہتے ہیں اور وہ بچے جو کہ اس طرح سے پاس ہو کر سامنے آتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں اور وہ جب بن کر بڑی بڑی

کرسیوں پر جا کر بیٹھتے ہیں اور اس طرح وہ نااہل لوگوں کو اور بھی زیادہ چاہنے لگتے ہیں۔ جناب والا چالیس برس ہو گئے ہیں ' ہم لوگ نااہلوں میں گھرے ہوئے ہیں۔

جناب والا! میں اس وقت وزیراعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کا حوالہ ضرور دوں گی۔ ان کی شق اول پر آپ نے تعلیم کو رکھا ہے۔ اور آپ نے اس قسم کے قانون کو رکھا ہے جس کا بچاؤ آپ کا قانون اور آپ کے ضابطے نہیں کر سکتے ہیں ۔ تو پھر تو ہم یہی کہیں گے کہ

کیا اس لئے تقدیر نے چنوائے تھے تنکے
بن جائے نشیمن تو کوئی آگ لگا دے

جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں جناب وزیر تعلیم سے یہ عرض کروں گی کہ انہوں نے آرام سے یہ فرما دیا ہے کہ جناب یہ میرے پاس آجائیں۔ میں کیوں جاؤں ان کے پاس میری کیا غرض آرئی ہوئی ہے؟

وزیر قانون: میں خود ان کے پاس جانے کے لئے تیار ہوں۔

بیگم بشریٰ رحمن: کہتے ہیں کہ میں آپ جانے کے لئے تیار ہوں۔ یہ تو جناب' ہر ایک کے پاس جانے کے لئے تیار ہیں۔ چھوڑیئے اس بات کو۔ اور یہ قوم کے بچوں کے پاس جانے کے لئے تیار نہیں ہیں اور قوم کے غم کھانے والوں کو بلانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جناب والا۔ ان کا قصور نہیں ہے ۔ یہ آدھے وزیر تعلیم اور آدھے وزیر قانون ہیں۔ وہ جو ہمارے پہلے وزیر تعلیم تھے وہ بھی بڑے اچھے اور شریف النفس تھے ان کے پاس وزارت تعلیم کا قلمدان تھا۔ پھر ان کو وزارت خزانہ کا قلم دان سونپا گیا اور ان سے پوچھا گیا تو وہ کہنے لگے کہ میں علم کا خزانہ کیا کروں گا۔ میں دولت کے خزانے پر بیٹھوں گا۔ جناب والا! آپ کے ہاتھ میں قانون کی کتابیں ہیں۔ اب آپ فرماتے ہیں کہ میرے پاس تو قانون کا خزانہ ہے۔ جناب اگر آپ کے پاس قارون کا خزانہ ہو تو اخلاقی ضابطے آپ کیسے وضع کریں گے؟ جب تک آپ ان کی کوئی ترتیب تشکیل اور تنظیم نہیں کریں گے۔ میں ایک ماں ہوں اور میری طرح کی ہزاروں مائیں روتی پھرتی ہیں۔ 25 فی صد طلبا ایسے ہیں جو کہ اپنی ذاتی محنت سے پاس ہوتے ہیں اور ان کو بھی سیٹیں نہیں ملتیں۔ آپ اپنے اپنے علاقے کی سیٹیں ان کو دیتے ہیں میں نے کہا ہے کہ چلئے آپ قانون وضع نہ کیجئے۔ میں نے آپ سے کہا ہے کہ آپ کوئی لائحہ عمل بنایئے کوئی کمیٹی بنایئے ۔ ایم پی اے صاحبان سے کام لیجئے۔ کونسلرز صاحبان سے کام لیجئے۔

وزیر قانون: جناب والا Unfair means کی بات ہو رہی ہے اور آپ بات داخلے کی کر رہے ہیں۔

بیگم بشریٰ رحمن: میں اسی کی بات کر رہی ہوں۔ امتحانات میں اس کے لئے کوئی لائحہ عمل بنایئے کہ علی الاعلان کمرہ امتحان کے اندر نقل ہو رہی ہے۔ استاد صاحبان کے منہ کے اوپر پٹی باندھی گئی ہے یا ان کو پستولیں دکھائی گئی ہیں۔ میں یہ پوچھتی ہوں کہ آپ کے اس قانون نے نقل کرنے والے نقل کروانے والے۔ اور نقل کرنے کے لئے پیسے دینے والوں کو اب تک کتنی سزائیں دی ہیں۔ جناب والا! میں آپ کو ایک ہفتہ دیتی ہوں وہ آپ مجھے لکھ کر پیش کر دیں۔ کہ آپ نے کتنے لوگوں کو سزائیں دی ہیں یا آپ کے قانون نے کتنے لوگوں کو سنوارا ہے۔

جناب والا! یہ فرماتے ہیں کہ ہم اس کے لئے منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ جناب والا وزیر خزانہ نے اپنی پرسوں والی تقریر میں یہ فرمایا کہ نقل کرنے یا کروانے کا بہت سدباب ہو چکا ہے۔ جناب والا! میں سارے اعداد و شمار آپ کو پیش کرتی ہوں زبانی کلامی تو اس کا سدباب ہوا ہو گا اور ایسا تو اور بھی بہت سے چیزوں میں ہوتا ہے لیکن عملی طور پر سدباب نہیں ہوا۔ حضور فرماتے ہیں کہ ہم اس کے لئے منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گی کہ قانون میں ترمیم نہیں ہو سکتی ہے۔ ضابطہ نہیں بن سکتا ہے۔ چاہیے منصوبہ بندی کیجئے لیکن ہمارے ملک میں ہوتا یہ ہے کہ "منصوبہ" نکل جاتا ہے "بندی" رہ جاتی ہے۔ اس میں حضور بندی کو نکالئے اور کوئی منصوبہ بنایئے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کچھ فرمائیں گے۔ چٹھہ صاحب؟

چودھری نعیم حسین چٹھہ: جناب والا! بیگم صاحب نے آج کے نہایت بلکہ ایک سنگین مسئلہ کی نشاندہی کی ہے۔ اس مسئلے کا تعلق قوم کے مستقبل سے ہے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح زیادتی ہو رہی ہے کہ نقل کے ساتھ زیادہ نمبر لے کر پاس کروا دیا جاتا ہے اور ناجائز ذرائع سے داخلہ دلوا کر نا اہل لوگ کرسیوں پر براجمان ہو جاتے ہیں اس روش کو ترک کرنا ہوگا۔ اس کو ختم کرنا ہوگا۔ اس سے ہمارے اہل طلبہ کے ساتھ ناانصافی ہوتی ہے ان کی حق تلفی ہوتی ہے اور وہ پیچھے رہ جاتے ہیں۔ مالدار لوگ ممتحن حضرات سے ملی بھگت کر کے اور پیسے دے کر بدعنوانی کو جنم دیتے ہیں اور رشوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس پر سنجیدگی سے غور و فکر کر کے اس کا سدباب کرنا ہوگا۔

جناب والا! اس سلسلے میں ' میں ایک گزارش ضرور کروں گا کہ کمرہ امتحان میں ممتحن بھی ہوتا ہے اور طالب علم بھی ان کی آپس میں ملی بھگت ہوتی ہے۔ اکثر اوقات میں نے دیکھا ہے کہ والدین میں کوئی یہ نہیں چاہتا کہ اس کا بچہ کسی جرم کا ارتکاب کرے۔ میں سمجھتا کہ بیگم صاحبہ کی قرارداد میں جو والدین کو سزا دینے والے لفظ ہیں ان کو حذف کر دینا چاہیے۔ کیونکہ وہ تو گھر بیٹھے ہیں۔ ان کا کوئی گناہ نہیں ان کی کوئی ایسی سوچ نہیں کہ ان کی اولاد اس طرح غلط طریقے سے ملوث ہو کر پاس ہو' بلکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ ان کا بیٹا صحیح معنوں میں ہونہار ہو' اہل ہو اور اس کے لئے وہ کوشش کرتے ہیں اور ٹیوشن پڑھواتے ہیں۔ وہ یقیناً" اس سازش میں شامل نہیں ہوں گے۔ اس لئے لازمی ہے کہ ہم ان کے کردار کو تباہی کی طرف نہ لے جائیں بلکہ ان کی کردار سازی کے لئے ہم جتنی زیادہ سے زیادہ کوشش کر سکیں ' جتنا زیادہ سے زیادہ ضابطے کو سخت کر سکیں اور اس روش کو ختم کر سکیں وہ ہمارے ملک اور ملت کے مستقبل کے لئے ضروری ہے کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ آنے والی نسل اچھی ہو اور ہمارے ملک کا مستقبل محفوظ ہاتھوں میں جائے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اہم اور سنگین مسئلہ ہے جس کا سدباب ہمیں فوری طور پر اور سنجیدگی سے ساتھ کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب والا! میں اس میں ایک ترمیم دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی ترمیں لکھ کر بھیج دیں۔ اس پر بعد میں فیصلہ ہو گا۔

سید اقبال احمد شاہ: میں اس پر آپ کی اجازت سے بات تو کر سکتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ چوہدری صاحب نے فرمایا ہے کہ والدین کو سزا نہیں دینی چاہیے۔ میں کہتا کہ بچوں کو سزا نہیں دینی چاہیے۔ والدین کو سزا دینی چاہیے۔ والدین اگر چاہیں تو بچے نقل نہیں کر سکتے۔ بچوں کی تربیت والدین کرتے ہیں۔ بچے جو کچھ سیکھتے ہیں گھر سے سیکھتے ہیں۔ اگر والدین کو سزا دی جائے تو نہ یہ ہڑتالیں ہوں ' نہ طلبا باہر نکلیں نہ ہیروئن بیچیں اور نہ نقلیں کریں۔ بچوں کو سزا ہوتی ہے تھوڑا بہت جرمانہ ہوتا ہے اور اس طرح یہ معاملہ رفع دفع ہو جاتا ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ قانون میں ترمیم ضرور ہونی چاہیے۔ قانون پرانا ہو چکا ہے۔ بیگم صاحبہ نے ایوان میں ایک اچھا مسئلہ پیش کیا ہے' اس لئے قانون میں ترمیم ہونی چاہیئے تاکہ والدین کو زیادہ سے زیادہ سزا ملے۔ میں تو کہتا ہوں کہ والدین کو جرمانہ بھی کرنا چاہیے۔ اس کے لئے چھ ماہ ایک سال' دو سال یا پانچ سال کی قید بھی رکھنی چاہیئے۔ تب کہیں جا کر یہ معاملہ ٹھیک ہو گا۔ جب تک آپ والدین کو جو سمجھدار آدمی ہیں کنٹرول نہیں کریں

گے معاملہ حل نہیں ہو گا کیونکہ بچوں پر کنٹرول نہیں ہو سکتا بچے تو نا سمجھ ہوتے ہیں انہیں تو پتا ہی نہیں ہوتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں اس لئے میں ترمیم بھی لکھ کر دے دوں گا کہ والدین کے لئے جرمانے کی عملی سزا ہونی چاہیئے اور اس سلسلے میں کم از کم چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ پانچ سال کی قید رکھی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چوہدری محمد رفیق صاحب

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر، بیگم بشریٰ رحمن صاحبہ کی تقریر کے بعد کچھ کہنے کی گنجائش تو نہیں رہ جاتی کیونکہ میں ان کے ساتھ پوری طرح اتفاق کرتا ہوں۔ تاہم اس سلسلے میں صرف ایک بات کا اضافہ کرنا چاہوں گا جو کہ میں نہیں سمجھتا کہ کسی طرح سے بیگم صاحبہ کی آنکھ سے اوجھل ہو گئی ہے حالانکہ وہ بہت اہم تھی۔ نقل مارنے یا طلبا و طالبات کے پکڑے جانے کے متعلق انہوں نے جو اعداد و شمار پیش کئے ہیں وہ سب اپنی جگہ پر درست ہیں۔ صرف ایک بات جو ان سے رہ گئی ہے۔ وہ میں ان کی باتوں میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو Answer Sheets باہر سے حل ہو کر کمرہ امتحان کے اندر آتی ہیں۔ اس میں والدین بھی ملوث ہوتے ہیں اور ممتحن حضرات بھی اس کے علاوہ Answer sheets بدل دی جاتی ہیں۔ ذہین اور محنتی طلبا کی Answer Sheets کو اکثر تبدیل بھی کر دیا جاتا ہے۔ اور ان کی جگہ دوسرے طلبا کی Answer Sheets رکھ دی جاتی ہیں۔ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جانا چاہیے۔ اس سلسلے میں ان کے پاس اعداد و شمار نہیں ہیں اور نہ ہی وہ پیش کر سکتی ہیں۔ کیونکہ اس میں لین دین کا معاملہ چلتا ہے۔ پیسہ چلتا ہے، اس لئے ایسے کیس پکڑے بھی نہیں جاتے۔ آپ خود تصور کریں کہ ایک طالب علم لڑکا یا لڑکی جب کمرہ امتحان میں بیٹھے پرچے دے رہے ہیں تو ان کی کاپیاں باہر سے حل ہو کر آ رہی ہیں یہ بڑا سنگین معاملہ ہے جو اعداد و شمار میں آتا ہی نہیں اور نہ ہی اصل کیس پکڑا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ بات صیغہ راز میں ہوتی ہے اس میں لین دین کا معاملہ ہوتا ہے۔ جو لڑکے یا لڑکیاں کمرہ امتحان کے اندر بیٹھ کر نقل مارتے ہیں اور پکڑے جاتے ہیں ان کے اعداد و شمار تو موجود ہیں لیکن جن کے پرچے باہر سے حل ہو کر آتے ہیں ان کے اعداد و شمار آنکھوں سے اوجھل ہیں۔ اس لئے میں بیگم بشریٰ رحمن صاحبہ سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ تصحیح فرما کر اس کا بھی اضافہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک طیب اعوان صاحب۔

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر' بیگم بشریٰ رحمن صاحبہ نے انتہائی اہم نکتے کی جانب ایوان کو احساس دلوایا ہے۔ اس میں سب سے زیادہ زیادتی ان غریب لڑکوں سے ہوتی ہے جن کے پاس رشوت دینے کے لئے کچھ نہیں ہوتا۔ ان کی اور ان کے والدین کی جیب اجازت نہیں دیتی کہ وہ رشوت دے سکیں چونکہ وہ رشوت ادا نہیں کر سکتے۔ اس لئے وہ کسی اچھی پوسٹ پر نہیں پہنچ سکتے تو میرے خیال میں یہی ایک قانون سب سے بہتر ہے کہ جس سنٹر میں طلبا نقل کرتے ہوئے پکڑے جائیں اس کے تمام سٹاف کو ملازمت سے الگ کر دیا جائے۔ یہی سزا اگر مقرر کر دی جائے تو میرے خیال میں یہ نقل بند ہو جائے گی۔ معاملہ صرف نقل پر ختم نہیں ہوتا۔ معاملہ امتحان گاہ پر ہی ختم نہیں ہوتا۔ امتحان ہونے کے بعد معاملہ کاروں پر آجاتا ہے۔ جن کی کاریں زیادہ دورئی ہیں انہی کے بچے زیادہ نمبر لیتے ہیں۔ اس لئے اگر اس وقت وہاں پر مقرر نگران حضرات کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا جائے تو میرے خیال میں نہ ہی ماں باپ کو سزا دینے کی ضرورت ہے اور نہ ہی بچوں کو انہیں ملازمت سے برطرف کیا جائے تاکہ آئندہ کے لئے بدعنوانی بند ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بیگم ذکیہ شاہ نواز صاحبہ۔

بیگم ذکیہ شاہ نواز نیازی: جناب والا! میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہوں گی کہ بیگم بشریٰ رحمن صاحبہ نے جو قرارداد پیش کی ہے' یہ انتہائی اہم ہے۔ کیونکہ ہماری نئی نسل کا مستقبل اس سے وابستہ ہے۔ میں یہی کہوں گی کہ اس سلسلے میں جو بھی نقل ہوتی ہے اس کی ساری بنیاد رشوت ہے ہمیں پہلے رشوت کو مٹانا ہو گا۔ رشوت ختم ہو گی تو نقل بھی ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ جو ماں باپ امیر ہوتے ہیں وہ رشوت دینے پر تلے ہوئے ہوتے ہیں۔ انہیں اس بات کا ذرا احساس نہیں ہوتا کہ اگر ایک بچہ نالائق ہے اور اس کو پیسے کے زور پر ڈاکٹر بنا دیا جائے گا تو آگے جا کر وہ کتنے اور لوگوں کی جان لے لے گا۔ ایک نالائق ڈاکٹر کا ہونا تو ویسے بھی بہت نقصان دہ ہوتا ہے۔ میں تو اس سلسلے میں یہ کہوں گی کہ ہمارے ملک پاکستان میں ایک مثال مشہور ہے کہ "Every thing is possible here" اس لئے پہلے ہمیں رشوت ختم کرنی ہو گی ہمارے ملک کی بنیادی خرابی رشوت ہے' اس لئے ہمیں پہلے اسے ختم کرنا ہو گا۔ اس ضمن میں سخت سے سخت سزا کے لئے سوچنا پڑے گا۔ اس لئے میں یہ کہوں گی کہ اس اتنی اہم قرارداد کے لئے عام بحث ہو جس پر ہم سب تجاویز پیش کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید طاہر احمد شاہ صاحب۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا میں بیگم بشریٰ رحمن صاحبہ کی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ پنجاب کے لوگ نقلیں مار کر پاس ہوتے ہیں پنجاب کے ذہین طلبا میں سے اگر کسی ایک یا دو نے نقل ماری ہے تو ان ایک دو کے لئے یہ کہہ دینا کہ پنجاب نقلیں ذہین طبقہ مارتا ہے ہم اسے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اگر کوئی شخص نقل مارتا ہے تو اسے سزا ملتی ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر: چوہدری صاحب بیگم بشریٰ رحمن صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا! یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ جب کوئی قومی مسئلہ اس معزز ایوان میں پیش کیا جائے تو جناب محترم بزرگ مشفق صدیق سالار صاحب کھڑے ہو کر اس کی دھجیاں اڑا دیں۔ کون سے ایک دو طالب علموں کی بات کر رہے ہیں۔ یہ ابھی میرے ساتھ چلیں میں آپ کو ایسے ہزاروں طالب علم دکھا سکتی ہوں۔ جنہوں نے نقل کر کے امتحان پاس کئے ہیں۔ ایک دو کی بات پرانے زمانے کی تھی۔ اب تو ایک دو صرف اپنی پڑھائی سے پاس ہوتے ہیں پتا نہیں یہ کہاں بیٹھے ہیں؟ کس عالم میں رہتے ہیں؟ اور کس دنیا میں رہتے ہیں؟ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بیگم صاحب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمایئے آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں یا قرارداد کے حق میں یا مخالفت میں۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا میں قرارداد کی مخالفت میں بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تو نہیں بول رہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: جی میں پوائنٹ آرڈر پر ہی شروع ہوا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ قرارداد کے حق میں یا مخالفت میں بول سکتے ہیں اور آپ بولیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب شاہ صاحب' میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ایک منٹ کے لیے تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں صرف اتنا پوچھنا چاہوں گا کہ جناب صدیق سالار صاحب قرار داد پر بحث کر رہے ہیں یا پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ قرار داد پر بات کر رہے ہیں شاہ صاحب' آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے بڑے ادب کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ ...

ڈاکٹر شیلابی چارلس: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گی کہ میرے محترم بھائی نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کیلئے اجازت لی تھی۔ قرارداد پر بحث کرنے کیلئے اجازت نہیں لی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ قرار داد پر بول رہے ہیں' آپ تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! جناب چودھری محمد صدیق سالار کے بحث میں حصہ لینے سے قبل آپ نے میرا نام پکارا تھا کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ پھر بھی میں آپ کے اس حکم یا خواہش کا احترام کرتا ہوں کہ آپ نے میرا نام پکارنے کے باوجود انہیں اپنے دلائل پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن جناب سپیکر' ایسا ہونا نہیں چاہئے تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ سالار صاحب' آپ سے درخواست ہے کہ آپ دوسروں کی باتیں بھی سننا ذرا گوارا فرمالیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر: بیگم صاحبہ! آپ کی بات ہو چکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر! میں احتجاج کرتی ہوں کہ جناب صدیق سالار نے میرے اوپر یہ الزام لگایا ہے کہ صرف دو تین طالب علم نقل کرتے ہیں تصدیق کئے بغیر انہیں یہ بات نہیں کہنی

چاہئے تھی یا تو وہ اپنے الفاظ واپس لیں یا پھر.....

جناب ڈپٹی سپیکر: بیگم صاحبہ! آپ اپنے الفاظ واپس لیں' یہ ان کے اپنے خیالات ہیں' وہ اپنے خیالات کا اظہار جس طرح سے کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب والا! جہاں تک میری سماعت کام کر رہی تھی جناب صدیق سالار صاحب نے آپ سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت چاہی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو یہ بات جناب صدیق سالار صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: نہیں جناب! ہم نے آپ سے بات کرنی ہے ہم نے صدیق سالار صاحب سے نہیں پوچھنا۔ ہمارا ان سے تعلق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سالار صاحب فرمایئے آپ قرار داد کے متعلق بول رہے ہیں؟

چودھری محمد صدیق سالار: جی ہاں' میں قرار داد پر بول رہا ہوں۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر کے اوپر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ قرار داد کے متعلق بات کر رہے ہیں

حاجی جمشید عباس تھہیم: جی ہاں۔ تو اس لئے میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے اجازت چاہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمایئے' ان کی بات پر آپ کو کوئی اعتراض ہے۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جی ہاں۔ جناب والا' انہوں نے بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کی قرارداد پر اعتراض کیا ہے حالانکہ یہ بہترین قرار داد تھی جس میں ہماری قوم اور ہمارے ملک کے نوجوانوں کے مستقبل کا معاملہ تھا۔ آج میں صرف یہ چاہوں گا کہ جناب صدیق سالار صاحب مجھے یہ بتا دیں کہ پوائنٹ آف آرڈر ہے کیا؟ جناب والا یہ کوئی پرائمری سکول یا نئی روشنی کا سکول ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا تقریر ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سالار صاحب سے التماس کروں گا کہ آپ Cross talk نہ کریں آپ تشریف رکھیں۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب والا! اس معزز ایوان کو نئی روشنی کا سکول بنائیں اور نہ ہی تعلیم بالغاں کا خدارا آپ سے التماس یہ کروں گا کہ صدیق سالار صاحب سے یہ کہیں کہ ایوان کا وقار قائم رکھیں اور بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کی جو قرار داد ہے جس کی وہ مخالفت کر رہے تھے میں اس پر پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کی آپ سے اجازت چاہوں گا۔ اگر جناب والا اجازت دیں تو میں بولوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر تو کسی نکتے کی نشاندہی ہو سکتی ہے۔ تقریر تو نہیں ہو سکتی۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب والا۔ تقریر نہیں' میں صرف پوائنٹ آف آرڈر پر بولوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر آپ نے یہ فرمایا تھا کہ وہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ کی جو اچھی قرارداد تھی اس کی مخالفت کر رہے ہیں تو یہ ان کا اپنا نقطہ نظر ہے۔ وہ مخالفت کر سکتے ہیں۔ اس میں ان کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب والا۔ جس طرح انہیں آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دی اور اس کے بعد بحث میں حصہ لینے کی بھی آپ نے انہیں یکے بعد دیگرے اجازت دے دی تو پھر مجھے بھی آپ اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر رہے تھے وہ اس قرارداد کے متعلق بات کر رہے تھے۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب والا۔ میں آپ سے التماس کروں گا کہ کارروائی کو دوبارہ سن لیا جائے تو اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت لی اور پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرتے کرتے انہوں نے تقریر شروع کر دی اور آپ نے اجازت دے دی۔ میری آپ سے صرف یہ التماس ہوگی کہ وہ کارروائی جو ہے اسے repeat کریں' اس سے اندازہ ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب' آپ مہربانی سے تشریف رکھیں۔

ملک ممتاز احمد خان کھچر: جناب سپیکر' وہ شروع تو پوائنٹ آف آرڈر پر ہوئے تھے لیکن اس کے بعد آؤٹ آف آرڈر ہو گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سالار صاحب' آپ کی کوئی بات ابھی رہتی ہے؟

چودھری محمد صدیق سالار: میں نے تو ابھی بات کی ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں عرض کروں گا کہ اس کے لئے محدود وقت ہوتا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: مجھے آپ جتنا بھی ٹائم دیں گے میں اس میں اپنی بات کر لوں گا۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ صوبہ پنجاب کے ذہین طبقے کی یہ توہین ہے جس میں سے سی ایس پی' پی سی ایس اتنے اچھے طالب علم پیدا ہوتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ لوگ نقلیں مارتے ہیں توہین کے مترادف ہے۔ پورے ملک کے اندر تعلیم کے میدان میں پنجاب کا نوجوان ذہین طبقہ اچھی ڈویژنیں حاصل کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ گنے چنے لوگوں میں برائیاں بھی ہوں اور ان کے لئے سزائیں مقرر ہیں۔ آپ نے آج کے اخبارات کو یہ سرخی دے دی ہے ' پنجاب اور پنجاب کا نوجوان صرف نقلیں ہی مارتا ہے۔ تعلیم سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ میں اس کی پرزور مخالفت کرتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ پنجاب کا نوجوان طالب علم نہایت ذہین ہے ۔ ان میں اگر کوئی غلط ہے تو اسے اس کی سزا ملتی ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن : میں چونکہ محرک ہوں ' اس لئے جو غلط بیانی کی جائے گی ' میرا فرض ہے کہ میں ساتھ ساتھ اس کی تصحیح بھی کرتی چلی جاؤں ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ کب عرض کیا ہے کہ سارے پنجاب کا نوجوان ایسا ہے؟ اب یہ سارے کا لفظ کہہ کر خوامخواہ میری تحریک کو خراب کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں نے تو اعداد و شمار پیش کئے ہیں کہ اتنے اتنے اس اس شعبے میں لوگ ہیں جو نقل کرتے پکڑے گئے۔ آج اتنے ہیں اور کل اتنے ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بشریٰ رحمٰن صاحبہ' ان کا اپنا ایک سوچنے کا انداز ہے ۔ وہ آپ کی قرارداد کی مخالفت یا موافقت کر سکتے ہیں ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن : جناب بے شک کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا ۔ انہیں مخالفت کا حق پہنچتا ہے لیکن کیا مجھے صفائی کا حق نہیں پہنچتا؟

- - - - -

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں' آپ اپنا بیان دے چکی ہیں۔

بیگم نجمہ حمید: جناب سپیکر' میں اس قرارداد کے حق میں بولنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے حق میں بولنا چاہتی ہیں تو پہلے طاہر احمد شاہ صاحب کی باری ہے۔ اس کے بعد آپ بول سکتی ہیں۔ تشریف رکھیئے۔ جی شاہ صاحب' فرمایئے۔

جناب گل حمید خان روکڑی: جناب والا ۔ ہمیں بھی ٹائم دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: روکڑی صاحب' آپ اس قرارداد کے متعلق کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

جناب گل حمید خان روکڑی: میں صرف دو نکات عرض کروں گا' بیگم صاحبہ سالار صاحب کی تقریر پر ناراض ہو رہی ہیں کہ انہوں نے کچھ غلط کہا ہے۔ میں صرف اتنا کہوں کہ وہ جنگل کے بادشاہ ہیں' اس ہاؤس کے شیر ہیں۔ وہ جو چاہیں کرتے رہیں آپ محسوس نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی شاہ صاحب' فرمایئے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر' ایک سیکنڈ صرف ایک سیکنڈ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ آپ کا بڑا اچھا موضوع تھا' آپ چھوٹی چھوٹی باتوں میں خواہ مخواہ اس کو خراب کر رہی ہیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر' بس ایک لفظ کہوں گی' انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ جنگل کے شیر ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ شیر کو سارے کرتب بلی نے سکھائے تھے' مگر ایک اپنے پاس رکھ لیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں شاہ صاحب' فرمایئے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے فوری اہمیت کی حامل اس قرارداد کی محرک محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں' میں آپ

کی وساطت سے اب معزز ایوان کے ہر معزز رکن سے اور خاص طور پر آپ کی وساطت سے اپنے ہی شہر سے تعلق رکھنے والے اپنے محترم چودھری صدیق سالار صاحب سے بھی یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ تقاریر ضرور کریں، مگر اچھی بات کی حمایت کر دیا کریں یا انہوں نے یہ ٹھیکہ لے رکھا ہے کہ اگر وہ خود اچھی بات نہیں کر سکتے.....

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب، میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ اس قرارداد کے حق میں یا مخالف میں بولیں۔ آپ کسی پر ذاتی حملے نہ کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر، میں نے کوئی ایسی غیر پارلیمانی بات نہیں کی۔ حقیقت ہمیشہ تلخ ہوا کرتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ہاؤس کے باہر جا کر انہیں سمجھا دیں اور آپ صرف چیئر کو مخاطب کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر، میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ میرا استحقاق ہے۔ وہ جو کہنا چاہتے ہیں وہ فرما دیتے ہیں اور آپ انہیں اجازت دے دیتے ہیں۔ جو میرے خیال میں بات آتی ہے اس پر آپ قدغن لگا کر ہمارے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں شاہ صاحب، یہ مسئلہ نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: خدانخواستہ میں نے ان کی شان میں کوئی گستاخی تو نہیں کی۔ جو میرے احساسات ہیں وہ میں نے یہاں بیان کئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب میری عرض تو سنیں۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ اس وقت آپ ایک قرارداد کے متعلق بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ پرانے پارلیمنٹرین ہیں اور آپ کو اچھی طرح سے علم ہے کہ آپ اس موضوع پر ہی بات کر سکتے ہیں۔ اس سے ہٹ کر کوئی بات نہیں فرما سکتے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر، میں تو بالکل ہی relevant ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ متعلقہ موضوع کے متعلق اپنے ارشادات جاری رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر، ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ یہ نقل چور کون لوگ ہیں؟ جسے ہم انگلش

میں cheating کہتے ہیں' یہ کون لوگ کرتے ہیں؟ یہ بااثر لوگ ہیں۔ بااثر لوگوں کے بچے ہیں' مالدار لوگوں کے بچے ہیں ۔ بڑے لوگوں کے بچے ہیں اور آبادی کے تناسب کو ملحوظ خاطر رکھیں اور دیکھیں کہ غریبوں کی آبادی' بے وسائل لوگوں کی آبادی کتنی ہے اور صاحب ثروت اور بااثر لوگوں کی آبادی کا تناسب کتنا ہے۔ تو یہ غریبوں اور ان کے بچوں کے ساتھ ناانصافی ہے اور پھر یہ ایک بڑا حساس مسئلہ ہے۔ پہلے ہمارے صوبے میں ہمارے ملک میں تعلیم کا معیار نہ ہونے کے برابر ہے اور دن بدن زوال پذیر ہے۔ صاحب ثروت' بااختیار اور بااثر لوگ اپنے بچوں کو cheating کے ذریعے اعلیٰ نمبروں سے پاس کروا لیتے ہیں اور پھر موجودہ حکومت کے ایک سابق صوبائی وزیر تعلیم نے ایک احسن کارنامہ انجام دیا۔ میں اسے بہترین کارنامہ کہتا ہوں اور ان کے اس عمل کی تعریف کرتا ہوں کہ پنجاب کی تاریخ میں میں پہلی مرتبہ ایک وزیر تعلیم نے ہر تعلیمی درسگاہ میں بچوں کے داخلہ کے سلسلے میں میرٹ اور صرف میرٹ کو معیار قرار دیا تھا۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: میں شاہ صاحب سے استدعا کروں گا کہ یہ کارنامہ پاکستان مسلم لیگ کی گورنمنٹ نے کیا ہے ۔ یہ فیصلہ وزراء اور پارلیمانی پارٹی نے کیا ہے۔ اس عمل کا سہرا ان سب کے سر ہے جو مسلم لیگ میں ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر' یہ ان کی اپنی سوچ ہے۔ جب چودھری ممتاز حسین وزیر تعلیم نہیں تھے تو وزارت تعلیم کا قلم دان ان سے پہلے چیف منسٹر صاحب کے پاس رہا ہے۔ اس وقت بھی مسلم لیگ کی حکومت تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب' آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا ۔ ذاتی وضاحت کی اجازت تو مجھے ہونی ہی چاہئے۔

بیگم نجمہ حمید: جناب سپیکر' یہ فیصلہ مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کی سنٹرل ورکنگ کمیٹی میں ہوا تھا اس وقت سے یہ عمل درآمد ہو رہا ہے ۔ وہی بات جب پنجاب میں آئی تو یہاں بھی اس پر عمل درآمد ہوا۔ کریڈٹ مسلم لیگ ہی کو جاتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: میں تو آپ کے کام کی تعریف کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب' آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر قانون: میں شاہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ قرارداد کا متن پڑھیں اور اس کے حق میں یا خلاف یہ تقریر کریں یا بحث کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب' میں آپ سے پہلے ان سے عرض کر چکا ہوں کہ وہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں انہیں سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ وہ خود سمجھ دار ہیں اور ہر معاملے کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ شاہ صاحب ' آپ کو معلوم ہے کہ آپ دس منٹ تک تقریر فرما سکتے ہیں ۔ براہ کرم آپ موضوع کو سمیٹئے۔ آپ اصل موضوع پر بات کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب' میں نے موضوع سے ہٹ کر تو بات کی ہی نہیں ۔ مثال تو دی جاسکتی ہے۔ اگر تعلیم کا مسئلہ ہے تو تعلیم کے شعبے کی بات ہوگی۔ میں نے کوئی بھینسوں کی بات تو کی نہیں۔ میں نے آٹے کی بات تو نہیں کی' میں قرارداد کی بات کر رہا ہوں ۔

وزیر قانون: شاہ صاحب قرارداد کا متن پڑھ لیں کہ وہ کیا ہے ؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا ۔ اگر اسی طریقے سے مداخلت ہوگی تو بے شک میرا وقت ختم ہو جائے ' مجھے کیا ہے ؟ میں بات نہیں کروں گا۔ جناب سپیکر' ایسی کوئی بات نہیں ہے میں راجہ خلیق اللہ صاحب کا بہت احترام کرتا ہوں اور اس حقیقت سے وہ انکار نہیں کر سکتے ' مگر جو بات میری سمجھ میں آتی ہے ۔

I should be at liberality to express my word.

جناب سپیکر' میں یہ عرض کرنا چاہتا ہو کہ یہ ایک کینسر ہے اور میں cheating سے داخلے حاصل کرنے کی بات کر رہا تھا اور میں مثال دے رہا تھا ۔ میں کسی کے بارے میں نہیں کہتا ' میں یہ کہوں گا کہ فرض کیجئے خدانخواستہ میرا بچہ ناجائز ذرائع استعمال کرکے یا اپنے وسائل استعمال کرکے زیادہ نمبر لے لیتا ہے ' مگر وہ اس کا مستحق نہیں ہوتا' چند دیگر ایسے ذہین طالب علم جن کے پاس وسائل نہیں ہوتے ' اختیارات یا اثر و رسوخ نہیں ہوتے انہیں نالائق بچہ اثر و رسوخ استعمال کرکے اور ناجائز ذرائع کے ذریعے compete کرکے اگر داخلہ لے لیتا ہے تو کتنی حق تلفی ہوتی ہے۔ پھر آگے چل کے انہی نوجوانوں ' ہمارے بچوں کو قوم کا بوجھ اٹھانا ہے تو یہ ایک بڑی قومی اہمیت کی حامل قرارداد ہے جس کو پیش کرنے پر میں ایک مرتبہ پھر اس کی محرک کو تہہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں اور

خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے کم سے کم اس ایوان میں ایک ایسی اچھی قرارداد پیش کی ہے جس سے بہتر نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔ اس لئے جناب سپیکر' میں آپ کی وساطت سے تمام ارکان سے اور خاص طور پر جناب چودھری صدیق سالار صاحب سے قومی مفاد کے نام پر یہ اپیل کروں گا کہ وہ قرارداد کی مخالفت نہ کریں بلکہ دوبارہ غور کرنے کے بعد وہ بھی اس قرارداد کی حمایت کریں' کیونکہ اس سے بہت زیادہ قومی مفاد وابستہ ہے۔ جناب سپیکر' میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بیگم نجمہ حمید صاحبہ' حاجی صاحب آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

حاجی جمشید عباس تھہیم: میں تو آپ کی ایک رولنگ چاہ رہا ہوں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ کوئی فاضل ممبر پوائنٹ آف آرڈر بات کرتے کرتے عام بحث میں حصہ لے سکتا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے عرض کیا ہے کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بلکہ قرارداد پر بات کر رہے تھے اور اس کی میں نے انہیں اجازت دی تھی۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب والا۔ آپ وہی کیسٹ چلوا کر دیکھ لیں۔ اس سے پتہ چل جائے گا کہ انہوں نے آپ سے پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت لی تھی اور آپ نے اجازت دی تھی اور اس کے بعد انہوں نے قرارداد پر بات کرنی شروع کر دی' یہ ریکارڈ پر ہے۔ آپ ذرا چیک کروا کر دیکھ لیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کی ضرورت نہیں ہے' کیونکہ میں نے خود انہیں اجازت دی تھی۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب والا۔ اگر کوئی ممبر آپ سے رولنگ چاہے تو کون سا ایسا ضابطہ یا ایسا قانون ہے کہ آپ اسے رولنگ نہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضروری نہیں ہے کہ آپ کی ہر بات میں رولنگ دیتا رہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب والا۔ میں آپ کی اس بات کو رولنگ سمجھوں گا کہ جو میں نے بات کی تھی وہ غلط کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ضروری نہیں ہوتا کہ سپیکر ہر بات پر رولنگ دے۔

میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے اور آپ کے پوائنٹ آف آڈر کا جواب دیا تھا کہ بحث قرارداد پر ہو رہی ہے اس کے متعلق وہ بات کرنا چاہتے تھے اور اس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ آپ براہ کرم تشریف رکھیں۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب والا ۔ آپ نے فرمایا تھا کہ وہ عام بحث میں حصہ لے رہے ہیں ' پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں بول رہے تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت لی تھی ۔ کیسٹ آپ کے سامنے ہے اگر آپ چلوا کے دیکھ لیں تو پتہ چل جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کی انہوں نے وضاحت کر دی ہے اور اس کے لئے میں بھی آپ سے عرض کر چکا ہوں۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب والا ۔ میری عرض یہ ہے کہ ہم نے آپ سے یہ ضابطے اور قوانین سیکھنے ہیں' اگر آپ ہمیں نہ بتائیں گے تو ہمیں کیسے یہ معلوم ہوگا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب' یہ کوئی ایسی بحث کرنے والی بات نہیں جس پر آپ زیادہ مصر ہیں۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: نہیں' جناب والا ' آپ جو بھی فیصلہ کریں سر تسلیم خم ہے لیکن ہمیں اتنا تو پتہ چل جانا چاہئے کہ کوئی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر عام بحث میں حصہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو آپ کو پتہ ہے کہ نہیں لے سکتے۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب والا ۔ میں یہ بات آپ کی تسلیم کر رہا ہوں کہ کوئی ممبر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرتے ہوئے عام بحث میں حصہ نہیں لے سکتا لیکن میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر بات کرنے کی اجازت لی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے انہیں قرارداد کے متعلق بات کرنے کی اجازت دی تھی اور میری اجازت سے ہی انہوں نے اپنی بات مکمل کی ہے ۔ اس لئے میرا خیال ہے اس معاملے کو اب زیادہ بڑھانے کی ضرورت نہیں ۔ آپ تشریف رکھیں۔ بیگم نجمہ حمید صاحبہ۔

بیگم نجمہ حمید: میں بشریٰ رحمٰن صاحبہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے بہترین قرارداد پیش کی ہے ۔ اس لئے کہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے وہ ہم سب ماؤں کی آواز ہے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ والدین کو بھی یہ خیال کرنا چاہئے میں آپ کو یہ بتاؤں کہ اس میں چور کون ہے؟ میں یہ نہیں کہتی کہ

بچے ہیں یا والدین ہیں۔ محکمہ تعلیم اس میں سب سے زیادہ ملوث ہے۔ اس لئے کہ اگر محکمہ یہ کام نہ کرتا کہ پہلے پنجاب میں صرف ایک بورڈ ہوا کرتا تھا اس کے بعد انہوں نے پانچ بورڈ بنا دیئے۔ صوبائی کونسل میں بھی ہم لوگ شور مچاتے رہے۔ اب گوجرانوالہ بورڈ ہے' لاہور بورڈ ہے' راولپنڈی بورڈ ہے اور سرگودھا بورڈ ہے۔ اس طرح نقل مارنے والوں کو بہت جلد رابطہ ہو جاتا ہے۔ جب پنجاب بورڈ تھا تو اس وقت لوگوں کا پہنچنا مشکل تھا اور لوگ پہنچ بھی نہ سکتے تھے۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ بچوں کے والدین ناسمجھ ہوتے ہیں۔ انہیں سکھانے والے محکمہ تعلیم کے لوگ ہوتے ہیں۔ بچوں کے والدین کو بھی پچاس فی صد معلوم ہوتا ہے کہ بچے اس بدعنوانی میں حصہ لے رہے ہیں لیکن بدعنوانی کروانے والے محکمہ تعلیم کے افسران ہیں۔

ایک معزز ممبر: کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم نہیں ہے؟

ملک ممتاز احمد خان کھچر: جناب سپیکر' میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے میں کورم کی کوئی قید نہیں ہوتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر معزز ممبر نشاندہی نہ کرتے تو معاملہ چل رہا تھا۔ اب انہوں نے نشاندہی کر دی ہے تو ہاؤس کی کارروائی نہیں چل سکتی۔

گنتی کی جائے ۔۔۔۔ گنتی کی گئی ۔۔۔۔ کورم نہیں ہے' گھنٹی بجائی جائے ۔۔۔۔۔ گھنٹی بجائی گئی ۔۔۔۔۔ گنتی کی جائے ۔۔۔۔ گنتی کی گئی ۔۔۔۔۔ کورم نہیں ہے۔ ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفے کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر ایک بجکر 15 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: بیگم صاحبہ کی قرارداد کو اگلے غیر سرکاری دن پر ترجیح حاصل ہوگی اگر میں چیئر پر ہوا تو بحث کا آغاز بھی آپ سے ہی ہوگا۔ اب گنتی کی جائے..... گنتی کی گئی' کورم پورا نہیں ہے' لہٰذا اب اجلاس کی کارروائی بروز اتوار 5 بجے شام تک کیلئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس کی کارروائی اتوار 14 جون 1987ء شام پانچ بجے تک کے لئے ملتوی ہو گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار، ۱۴ جون، ۱۹۸۷ء
(یک شنبہ ۱۶ شوال ۱۴۰۷ھ)
جلد ۱۰ ——— شمارہ ۸۵

سرکاری رپورٹ

مندرجات

اتوار، ۱۴ جون، ۱۹۸۷ء

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۳۹۱
اراکین اسمبلی کی رخصت	
مسئلہ استحقاق	۳۹۲
٭ روزنامہ "نوائے وقت" "لاہور" کے سرورق پر کارٹون کی اشاعت	۳۹۴
٭ ہندوستان کے مختلف شہروں میں مسلم کش فسادات	۳۹۷
٭ میزانیہ برائے سال ۸۸-۱۹۸۷ء پر عام بحث	۳۹۹
تحریک التوائے کار پر بحث	
صوبہ میں بارشوں کی وجہ سے گندم کی فصل کی تباہی سے متاثرہ کاشتکاروں کی معاشی بحالی کے لیے اقدام	۴۲۱

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

اتوار' 14 جون 1987ء

(یک شنبہ 16 شوال 1407ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 5 بجے منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں مناظر علی رانجھا کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ
الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا
هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَ
حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ
خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ
اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝

س بنی اسرائیل ۱۷ (آیات ۹ ۔ ۸۲ ۔ ۸۳ ۔ ۷۰ ۔ ۱۱۵

بیشک یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے ۔ جو سب سے سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو اچھے کام کرتے ہیں۔ خوشخبری سناتا ہے کہ ان کے لئے اجر عظیم ہے۔

اور ہم قرآن کے ذریعے وہ چیز نازل کرتے ہیں ۔ جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے لئے تو اس سے نقصان ہی بڑھتا ہے۔

اور ہم نے آدم کے بیٹوں کو بڑی عزت بخشی اور ہم ان کو تمام خشکی اور تری میں طرح طرح کی سواریوں کے ذریعے لئے لئے پھرے اور ہم ہی نے ان کو کھانے پینے کے لئے بہترین رزق عطا کیا ۔ اور اپنی اکثر مخلوقات پر فضیلت بخشی۔

اور ہم نے اس قرآن کو سچائی کے ساتھ نازل کیا ہے ۔ اور یہ بالکل سچائی کے ساتھ نازل ہوا اور ہم نے تو (اے پیغمبر) آپ کو جو خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا۔ وما علینا الا البلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب سکندر حیات بوسن صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

I will not be able to attend the session for five days i. e. 14th to 18th as I have to go Multan. As such please grant me leave for five days i. e. from 14th to the 18th of this month.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب عطا محمد قریشی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

میں مورخہ 14 اور 15 جون کو گھریلو مصروفیت کی وجہ سے اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکونگا۔ مہربانی فرما کر دو یوم کی رخصت منظور کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے:۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد فاروق صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 9 جون تا 10 جون 1987ء کو بوجہ ضروری کام اجلاس میں حاضر نہیں ہوسکا۔ برائے مہربانی میری رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے :۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب تاج محمد خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گزارش ہے کہ آج مورخہ 11 جون کو بخار ہو گیا ہے اسمبلی attend نہیں کر سکتا۔

رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے :۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب سرفراز نواز صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

As I was away from the Country, therefore, I could not attend the session of the Provincial Assembly from 3-6-1987 to 11-6-87. Kindly be granted to me.

Thank you.

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے :۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست بیگم شمع طالب صاحبہ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گزارش ہے کہ میں مورخہ 3 اور 4 جون کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکی تھی۔

ازراہ کرم دو یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے :۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ آج جیسا کہ آپ کو علم ہے بجٹ پر عام بحث ہو گی۔ جن حضرات نے اس میں حصہ لینا ہے۔ وہ براہ کرم اپنے نام چٹوں پر لکھ کر سپیکر کے پاس پہنچا دیں ---- تحریک استحقاق نمبر 14 جناب میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: میں یہ تحریک استحقاق پیش نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ واپس لی گئی تصور ہو گی۔ اور یہ تحریک استحقاق نمبر 15 بھی آپ ہی کی ہے۔

روزنامہ "نوائے وقت لاہور" کے سرورق پر کارٹون کی اشاعت

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال میں ہی وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 27 مئی 1987ء کے روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کے سرورق پر ایک کارٹون شائع ہوا ہے۔ جس میں پاکستان کے آئینی سربراہ کو بھارت کے وزیر اعظم اور ایک چینی رہنما کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔ پاکستان کا سربراہ جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کرنے کی پیشکش کر رہا ہے۔ اسی بھارتی وزیر اعظم رعونت اور احساس برتری کا مظاہرہ کرتے ہوئے پس پشت ڈالتا نظر آرہا ہے۔ یہ کارٹون گزشتہ کچھ عرصہ سے برصغیر کی دو آزاد مملکتوں کے درمیان پائی جانے والی بقائے باہمی کی سفارتی کوششوں کی صحیح عکاسی کرتا ہے۔ جس میں پاکستان معذرت خواہانہ لہجہ اور بھارت دھمکی آمیز زبان استعمال کر رہا ہے۔ اس کارٹون کی اشاعت سے پاکستان کے عوام کے دلوں میں پاکستان میں موجود سیاسی اور انتظامی ڈھانچہ کے خلاف نفرت اور حقارت کے جذبات پیدا ہوئے ہیں کیونکہ عوام یہ سمجھنے لگے ہیں کہ موجودہ سسٹم میں حکمران پاکستان کے اقتدار اعلیٰ اور سرحدوں کو

تحفظ دینے میں اس قدر بے بس ہو چکے ہیں کہ وہ بھارت کو جنگ نہ کرنے کی بار بار پیشکش کر رہے ہیں ۔ جنہیں بھارتی حکمران ٹھکرا دیتے ہیں اور یہ بات مسلم حمیت و غیرت کی بھی نفی کرتی ہے ۔ اس صورت حال کے نتیجہ میں موجودہ سیاسی نظام کے تحت قائم کردہ اداروں کے ارکان کا جو کہ موجودہ سیاسی نظام ہی کا حصہ ہیں ۔ عوام کی نظروں میں احترام کم ہوا ہے ۔ اور وقار بھی مجروح ہوا ہے ۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو مجلس قائمہ برائے استحقاق کے سپرد کیا جائے تاکہ مجلس میں اس امر کا جائزہ لے سکے کہ اس کارٹون سے ظاہر ہونے والی حوصلہ شکن کیفیت کا اصل ذمہ دار کون ہے ۔

عالی مرتبت جناب سپیکر! میں انتہائی مختصر الفاظ میں اپنی اس تحریک استحقاق کے متعلق گزارش کروں گا کہ پاکستان میں وسیع پیانے پر شائع ہونے والے روزنامہ "نوائے وقت" 27 مئی 1987ء کے شمارہ میں ایک کارٹون شائع ہوا ہے جس میں غالباً چین کے وزیر اعظم ' پاکستان کے صدر اور بھارتی وزیر اعظم کو اکٹھے دکھایا گیا ہے ۔ بھارت کے وزیر اعظم چین کے وزیر اعظم کو جنگ نہ کرنے کی معاہدہ کی پیشکش کر رہا ہے ۔ لیکن چین کا وزیر اعظم بھارت کے وزیر اعظم کی اس پیشکش کو ٹھکرا دیتا ہے ۔ اسی کارٹون کے دوسرا حصہ میں ہمارے صدر محترم جن کے سینہ پر کئی فوجی تمغے سجے ہوئے ہیں وہ بھارت کے وزیر اعظم کو جنگ نہ کرنے کی پیشکش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ مگر بھارت کا وزیراعظم رعونت اور احساس برتری کا مظاہر کرتے ہوئے ان کی اس پیشکش کو ٹھکرا رہا ہے ۔ اس کارٹون کی اشاعت کے بعد یہ موجود سیاسی ادارے جن کے ہم ارکان ہیں اور موجودہ سیاسی نظام کے تحت ان کا قائم کیا گیا ہے ۔ اور بحیثیت ممبر اسمبلی میں بھی اور دوسرے ارکان اسمبلی میں اس سیاسی نظام کا حصہ ہیں ۔ عوام کی نظروں میں موجودہ سیاسی نظام اور اس ملک کے اقتدار اعلیٰ پر قابض لوگوں کے خلاف نفرت' حقارت کے جو اثرات مرتب ہوئے ہیں ۔ ان کی وجہ سے جناب سپیکر! ان سیاسی اداروں کے ارکان کا وقار اور احترام ان کی نظروں میں مجروح ہوا ہے ۔ لیکن کم از کم وہ لوگ جو ہمارے اقتدار اعلیٰ پر قابض ہیں ان کو کم از کم اس قسم کا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے ۔ جو قومی وقار کے مطابق ہو اور قومی اقدار اور قومی وقار کے منافی نہ ہو ۔ جناب والا! اس کارٹون کی اشاعت سے میں ایک بار پھر گزارش کروں گا کہ اس ملک کے موجودہ سیاسی نظام اس ملک کے سیاسی اداروں اس ملک کے اقتدار اعلیٰ کے خلاف پاکستان کے عوام میں نفرت حقارت کے جو جذبات پیدا ہوئے ہیں ان کی وجہ سے ان سیاسی اداروں کے اندر عوام کے نمائندوں کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ اور چونکہ میں

بھی عوام کا ایک منتخب نمائندوں ہوں اس لیے میں بھی سمجھتا ہوں کہ میرا بھی وقار ' احترام اور استحقاق مجروح ہوا ہے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک معمولی سی بات ہے کہ ایک کارٹونسٹ نے اپنی نظر میں ایک نقشے کو سامنے رکھ کر اپنے طور پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ کارٹونسٹ بڑی بڑی باتیں ملک کے سربراہوں کے متعلق کرتے رہتے ہیں۔ اس سے نہ کوئی استحقاق کے مجروح ہونے کا پہلو نکلتا ہے اور نہ ہی اس سے کسی تضحیک کا پہلو نکلتا ہے۔ مقصد تو اس کا اپنے نقطہ نگاہ اور زاویہ نظر کو Express کرنا ہوتا ہے۔ یہ عبارت جس سے جناب والا! نے اندازہ لگایا ہوگا کہ یہ خارجی امور سے متعلق ہے جس سے خارجی مملکتوں کے درمیان تعلقات کے نقطہ نظر کی وضاحت ہوتی ہے۔ اس سے نہ تو کسی نفرت کا اظہار ہوتا ہے اور نہ ہی اس سے کسی ایسی نفرت کا پہلو نکالنا چاہیے۔ پاکستان کی حکومت کے کسی سربراہ نے نہ ہی وزیر اعظم پاکستان نے یا صدر پاکستان نے اپنے آپ کو کسی طرح بھی کسی ایسی اپوزیشن میں نہیں رکھا کہ پاکستان کی تضحیک ہو' اس کی تشہیر ہو ' بلکہ پاکستان نے ثابت کیا ہے اور پوری دنیا سے Apppreciation آچکی ہیں۔ اور جناب والا! نے غیر ملکی پریس کا ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ پاکستان کو اس ڈپلومیسی کی وجہ سے Appreciation ملی ہے کہ پاکستان نے اتنے اچھے انداز سے ایک ایسی tension کو ختم کیا اور ایسا کوئی کام نہیں کیا جو انڈیا یا بڑی طاقتوں کے سامنے تضحیک کا نشانہ بنے۔ ہم تو ان کو بالکل خاطر میں ہی نہیں لائے جبکہ بھارت کی فوجیں ہماری سرحدوں پر موجود تھیں۔ اور ہمارے صدر صاحب ان کے ملک میں ہی ان کا کرکٹ میچ دیکھ رہے تھے۔ اس سے زیادہ ان کی تضحیک اور ان کا مذاق اڑانے کے مترادف کیا بات ہوگی۔ کہ ہم قطعی طور پر ان کو خاطر میں نہیں لاتے اور نہ ان کے کسی Threat کو اور نہ ان کی Forces کو خاطر میں لاتے ہیں نہ ہم ان کی پرواہ کرتے ہیں ' بلکہ ہم تو normal حالات میں رہنا چاہتے ہیں ہم کسی بھی Tension میں موجود نہیں ہیں اور یہی چیز ہماری قوم نے اور ہمارے سربراہان مملکت نے ثابت کیا ہے۔ اب جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے یہ کسی قاعدہ یا قانون کے تحت نہیں آئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی تحریک پیش کرکے وہ کون سا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا تعلق خارجی امور سے ہے۔ خارجی مملکتوں سے ہے

اور یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے کارٹون نے بھی پورے پاکستان کو وضع کیا ہے۔ پنجاب کے کارٹونسٹ کی نظر میں ایک بات سامنے رکھی گئی ہے اور یہ کسی طور پر بھی تحریک استحقاق Move نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی اس سے کسی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جنجوعہ صاحب جہاں تک آپکی اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے۔ میرا خیال ہے آپ بھی اس کو بہتر طور پر سمجھتے ہوں گے کہ یہ تحریک استحقاق کے کسی بھی دائرہ کے اندر نہیں آتی' اس لیے میں اس کو خلاف قاعدہ قرار دیتا ہوں۔ سیدہ نجمہ تابش الوری صاحبہ۔

ہندوستان کے مختلف شہروں مسلم کش فسادات

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! میں حال میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں۔ جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ گزشتہ چند روز میں ہندوستان کے مختلف مقامات بالخصوص دہلی میرٹھ اور دوسرے شہروں میں ایک منظم سازش کے تحت خوفناک مسلم کش فسادات ہوئے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! اس پر بحث ہو چکی ہے اور یہ Dispose of بھی ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب میں چونکہ بیگم صاحبہ کو یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت دے چکا۔ اس لیے اب یہ تحریک پیش کرلیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: محلوں کے محلے نذر آتش ہوئے ہیں' بچوں اور عورتوں کو زندہ جلایا گیا ہے۔ بستیاں اجاڑ دی گئی ہیں اور مسجدوں میں تالے ڈال کر مسلمانوں کی مذہبی آزادی تک سلب کرلی گئی ہے۔ شقاوت و سفاکی اور ظلم و بربریت کے یہ کربناک واقعات نہ صرف بھارت کے سیکولرازم کے دعوے کو سنگین مذاق بنائے ہوئے ہیں۔ بلکہ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر کی کھلی خلاف ورزی کے مترادف ہے۔ پھر لیاقت نہرو پیکٹ جس کے تحت بھارت اور پاکستان نے اقلیتوں کی حفاظت کی ضمانت دے رکھی ہے ایک بے معنی اور غیر موثر دستاویز بن کر رہ گیا ہے۔ بین الاقوامی اور بین المملکتی سطح پر آئینی اور قانونی خلاف ورزی سے پوری پاکستانی قوم کا اور اس ایوان کا اجتماعی استحقاق مسلسل پامال ہوا ہے۔ جس نے پوری ملک و ملت اسلامیہ کو سراپا احتجاج کی تصویر بنا دیا ہے اور وہ جذبات و اشتعال کا آتش فشاں بنی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! چونکہ اس پر پہلے دن ہی بحث ہو

چکی تھی اور وہ قرار داد جو ہم نے وفاقی حکومت کو بھیجی ہے اس میں میرا نام بھی شامل کیا جانا چاہیے۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کو واپس لیتی ہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: چونکہ اس پر عام بحث ہو چکی ہے۔ اس لیے میں اسے پریس نہیں کرتی کیونکہ اس پر ہر ممبر بول چکا ہے اور ہر مسلمان کا یہ دینی اور ملی فریضہ ہے کہ وہ اس پر اپنے جذبات کا اظہار کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ تابش الوری صاحبہ نے تحریک استحقاق واپس لے لی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 27 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔ چونکہ وہ ایوان میں تشریف نہیں رکھتے اور ان کی چھٹی برائے منظوری ایوان میں آچکی ہے۔ لہٰذا اسکو Pending کیا جاتا ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 28 لالہ مہرلال بھیل صاحب کی ہے۔

لالہ مہرلال بھیل: جناب والا! میں اسے واپس لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق واپس لے لی گئی ہے۔ اب تحریک استحقاق نمبر 29 سید طاہر احمد شاہ صاحب کی ہے۔

(سید طاہر احمد شاہ صاحب ایوان میں موجود نہیں تھے) تو اس کو بھی Pending رکھ دیتے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب والا! کسی تحریک استحقاق کو اسلئے Pending رکھا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی آدمی آپ کو تحریری اطلاع دے یا پھر کسی ممبر کو لکھ کر دے اور وہ التجا کرے کہ اسے Pending رکھا جاسکتا ہے۔ ورنہ اسے pending نہیں رکھا جاسکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا طاہر احمد شاہ صاحب کی طرف سے کوئی ایسی اطلاع آئی ہے؟

وزیر زراعت: نہیں آئی جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو شاہ صاحب کی عدم دلچسپی کی بنا پر یہ تحریک استحقاق اپنی وقعت کھو چکی ہے۔

میزانیہ برائے سال 88-1987ء پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر اب سالانہ بجٹ پر بحث کا آغاز ہوتا ہے۔ میں قائد حزب اختلاف سے گزارش کرونگا کہ وہ بحث کا آغاز فرمائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمد افضل حیات): بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب سپیکر! آج جس وقت ہم یہ سالانہ صوبائی بجٹ پر بحث شروع کر رہے ہیں۔ اس وقت ملک میں بجٹ ہی کے سلسلے میں کئی ایسے حالات سامنے آئے ہیں جن کا پہلے ذکر کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں جناب والا! چند دن ہوئے چار جون کو قومی سالانہ بجٹ پیش کیا گیا اور اس کے بعد جس طریقے سے عوام نے اسے نامنظور کیا ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! فاضل رکن پنجاب کا بجٹ Discuss کر رہے ہیں نہ کہ فیڈرل گورنمنٹ کا۔

قائد حزب اختلاف: جناب والا! بات یہ ہے کہ جب بجٹ پر بحث ہوتی ہے تو اس کا scope کافی wide ہوتا ہے۔ اور اس میں جو بھی چیزیں directly یا indirectly صوبائی حکومت سے تعلق رکھتی ہیں ان کا ذکر کیا جانا کوئی نامناسب نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ٹھیک فرما رہے ہیں۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر قانون: جناب والا! جو رقوم ہم نے صوبائی بجٹ میں مانگی ہیں ان پر بحث ہو سکتی ہے۔ مثلاً لاء اینڈ آرڈر ہے۔ ہیلتھ ہے۔ جو چیزیں پنجاب کی مالی حدود میں ہیں یہ ان پر بحث کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب یہاں کی روایت یہی رہی ہے کہ جب بجٹ پر عام بحث ہوتی ہے تو ممبر حضرات اس پر کھل کر بات کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن آپ فیڈرل بجٹ پر بحث نہیں کر سکتے۔ آپ پنجاب بجٹ پر بحث کر سکتے ہیں۔ اور جو چاہیں کہہ سکتے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب والا! اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمارے جو بارڈرز ہیں ان پر بحث کر لی جائے۔ میرا خیال ہے کہ جو متعلقہ ممالک ہیں اگر ان پر بحث کر لی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں ' وہ تو اپنی بحث کا آغاز کر رہے ہیں۔

وزیر زراعت: جی وہ بحث کا آغاز ہی نہ کریں۔ ان پر واضح کر دیا جائے کہ روایت یہ رہی ہے کہ جتنے متعلقہ مسائل ہیں ہندوستان کے اور پاکستان کے ان پر سب کو اب بجٹ میں ڈسکس کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وہ اپنی بات کو جاری رکھنے کے لیے اگر کسی کا حوالہ دینا چاہیں تو وہ دے سکتے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب والا! یہ کبھی بھی روایت نہیں رہی کہ سنٹرل بجٹ کو یہاں ڈسکس کیا جائے۔

قائد حزب اختلاف: جناب والا! میں اس کا جواب دیتا ہوں کہ کیا جناب والا! فیڈرل بجٹ سے لاہور جو کہ پنجاب کا حصہ ہے میں لاٹھی چارج اور تشدد نہیں ہوا۔ کیا پنجاب کے لوگوں پر اس کا اثر نہیں پڑا۔ کیا وزیر محترم اس بجٹ سے اتنے ہی شرمندہ ہیں کہ وہ اس کا نام لیتے ہی تلملا اٹھتے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس قابل ہیں کہ ہم جناب وزیر اعظم صاحب کو مبارکباد دیں کہ یہ ان کی وسیع النظری ہے اور انہوں نے ایک ایسی روایت قائم کی ہے کہ جو منفی نقطہ نظر رکھنے والے اصحاب ہیں اور دوسری پارٹیوں کے لوگ یہاں موجود ہیں ان کے غبارے سے پوری طرح ہوا نکال دی گئی ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے اور موجودہ عوامی حکومت اتنی اہلیت رکھتی ہے اور اس کیلئے میں سمجھتا ہوں کہ ہم وزیر اعظم صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: کیا یہ بھی اسی بجٹ پر ڈسکشن ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں قائد حزب اختلاف سے یہ عرض کرونگا کہ آپ فیڈرل گورنمنٹ کے بجٹ کے ریفرنس سے اپنی ڈیبیٹ جاری رکھیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب والا! میں اسی پر بات کر رہا ہوں۔

جناب والا! بات یہ ہے جو فیڈرل بجٹ ہے اسی کی گرانٹ سے جس کا ذکر جناب وزیر خزانہ کی تقریر میں تھا کہ فیڈرل گرانٹ سے صوبے کے ترقیاتی منصوبہ جات اثر انداز ہوتے ہیں اس لئے یہ کسی صورت میں بھی ممکن نہیں ہے کہ ملکی معاشی صورتحال کا ذکر کئے بغیر پنجاب کے بجٹ پر بحث کی جائے۔ یہ اس پر اتنے پریشان نہ ہوں پشیمان نہ ہوں یہ ایک بالکل انوکھا واقعہ ضرور ہوا ہے جس میں

ایک بجٹ کو عوام نے مسترد کر دیا ہے ۔ اور پارلیمانی روایات کو مدنظر نہ رکھتے ہوئے ابھی تک فیڈرل گورنمنٹ قائم ہے جبکہ اس کو ابھی تک مستعفی ہو جانا چاہیے تھا۔

جناب والا! اس کے ساتھ ہی کئی ایسے حل طلب مسائل ہیں جن کا ذکر کئے بغیر جو ہمارے صوبے کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور میں جن کی طرف آ رہا تھا اور انہوں نے مجھے روک کر خواہ مخواہ ایک نیا مسئلہ بیچ میں سے شروع کیا ہے ۔ جناب والا! وزیر خزانہ نے قومی مالیاتی کمشین کا ذکر کیا تھا ۔ جس کا ایوارڈ کئی سالوں سے ابھی نہیں دیا گیا اور اسی طریقے سے کئی دوسرے مسائل ہیں جیسا کہ سندھ کے پانی کی تقسیم کا مسئلہ ہے جس سے پنجاب اثر انداز ہوتا ہے ۔ اسی طریقے سے کالا باغ ڈیم کا مسئلہ تین سال سے ابھی تک وہ پڑا ہوا ہے ۔ اور اس کو شروع نہیں کیا گیا اور اس کا ذکر بار بار کیا جا چکا ہے کہ اب اس کی جو قیمت ہے اور جو لاگت ہے وہ دوگنی ہو رہی ہے اور ہر سال اس کو نہ بنانے کی وجہ سے نہ شروع کرنے کی وجہ سے التوا میں رکھنے کی وجہ سے اس کے جو اخراجات ہیں وہ بڑھ ہے تو جناب والا! میں اس میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ پنجاب کے لیے نہایت ضروری ہے کہ جتنی جلد ہو سکے ۔ جو تصفیہ طلب مسائل ہیں ان کے اوپر فیڈرل گورنمنٹ پر پورا زور دیا جائے تاکہ جب تک یہ مسائل حل نہیں ہوں گے پنجاب کی معیشت مضبوط نہیں ہو سکے گی ۔ جہاں تک قومی مالیاتی کونسل کا تعلق ہے اس کا ایوارڈ بہت پہلے آجانا چاہیے تھا تاکہ پنجاب کے جو اخراجات ہیں وہ ہم اپنے ٹیکسوں سے اپنے وسائل سے پورے کئے جاسکیں ۔ کیونکہ ابھی تک جو پنجاب کا حق ہے وہ اسے نہیں مل رہا اور یہ مسئلہ التواء میں پڑا ہوا ہے۔ اسی طریقے سے پنجاب کی سرزمین ' زرخیز زمین ہے یہ اس لیے بنجر پڑی ہے جس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے چونکہ سندھ کے پانی کا مسئلہ حل نہیں ہو سکا ۔ جناب والا! اس وقت چاروں صوبوں میں اور وفاق میں ایک پارٹی کی حکومت ہے اگر یہ واقعی ایک پارٹی کی حکومت ہے تو پھر اس سے بہتر موقع اور کونسا ہونا چاہیے تھا کہ جو ایسے تصفیہ طلب مسائل ہیں یہ حل ہو جاتے اسکے ساتھ ہی جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ قومی یکجہتی کی خاطر ہر صوبہ کو جتنا خود کفیل بنایا جائے اتنا بہتر ہے اس وقت حالت یہ ہے کہ بجلی کی پاور کا 70 فیصد حصہ پنجاب میں صرف ہوتا ہے ۔ لیکن اس کے برعکس صرف 10 فیصد بجلی پنجاب میں جنریٹ ہوتی ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے ۔ پنجاب اس مسئلے میں پوری طرح خود کفیل ہو پچھلے دنوں میں سرحد کے ایک لیڈر کا بیان آیا تھا کہ پنجاب کی بجلی بند کر دیں گے چاہے وہ نہیں کرسکے یا نہیں کرسکیں گے ۔ لیکن اس کا اثر ایک طرف پنجاب کی عوام پر برا پڑتا ہے ۔ اور دوسری طرف یہ محسوس

کیا جاتا ہے کہ شاید پنجاب دوسرے صوبوں پر ایک بوجھ بنا ہوا ہے ۔ اس لیے یہ ایسی بنیادی ضروریات ہیں جس میں ہم خود کفیل ہو سکتے ہیں ۔ چاہے وہ مہنگا ہی سودا ہو اس کو پنجاب میں جتنی جلد ہو سکے کیا جائے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم پر جلد سے جلد تصفیہ کیا جائے۔ اگر یہ نہیں بن سکتا ۔ اگر اس پر کوئی اس قسم کی دشواریاں ہیں تو متبادل تجاویز پر غور کیا جائے اور چھوٹے ہائیڈرو الیکٹرک پاور سٹیشن قائم کئے جائیں ۔ اگر وہ بھی ممکن نہ ہو تو خودکفالت کی خاطر تھرمل پاور سٹیشن پر زور دیا جائے کیونکہ مٹی کے تیل اور ڈیزل سے جو ٹیوب ویل چلائے جاتے ہیں ۔ اگر تھرمل پاور سے کام لیا جائے تو وہ ان سے بہت بہتر ہیں۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ موجود سسٹم کی موجودہ مسلم لیگ کی اور حکومت کی یہ کوتاہی ہی ہے کہ جو تصفیہ طلب مسائل ہیں ان کو یہ حل نہیں کر رہے ۔

جناب والا! اس کے ساتھ ہی پھر جب میں نام لوں گا تو پھر وہ ٹیکنیکل اعتراض کریں گے ۔ فیڈرل بجٹ بھی ایک خسارے کا بجٹ آیا ہے ۔ پنجاب کا بجٹ بھی خسارے کا بجٹ ہے ۔ اب جب خسارے کا بجٹ ہوگا اور اس کے ساتھ ڈویلپمنٹ کا کام بھی ہوگا تو افراط زر ضرور بڑھے گا اور قیمتیں سال بھر بڑھتی ہی جائیں گی کیونکہ آپ یہ جانتے ہیں کہ افراط زر رکتا نہیں ہے بلکہ یہ accelarate ہو کر بڑھتا ہی جاتا ہے اور یہ بڑھے گا یہ کم نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ افراط زر کو روکنے کے لیے خسارے کا بجٹ نہیں ہونا چاہیے ۔ کیونکہ حکومت اس وقت ڈویلپمنٹ پر زیادہ توجہ دے رہی ہے ۔ اور ڈویلپمنٹ پر توجہ دینے سے اور اس کے کام سے بھی افراط زر بڑھتا ہے اور جب یہ دونوں چیزیں اکٹھی ہو جائیں گی ۔ دو طرفہ افراط زر accelerate کرے گا ۔ تو پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری قیمتیں بہت زیادہ بڑھیں گی ۔

جناب والا! صوبائی بجٹ کے کل اخراجات 21 ارب 36 کروڑ کے ہیں اس میں سے غیر ترقیاتی اخراجات 22 ارب اور 84 کروڑ ہیں اور 10 ارب 88 کروڑ ترقیاتی کام ہے ۔ اب میں آپ کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 10 ارب اور 88 کروڑ میں سے تقریباً آدھا پیسہ صرف ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوتا ہے۔ تقریباً ایک چوتھائی تنخواہوں میں اور منصوبہ بندی میں جاتا ہے ۔ یہ پچھلے سالوں میں دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک چوتھائی سے زیادہ خورد برد ہو جاتا ہے یا ضائع ہو جاتا ہے ۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ اس دفعہ اگر ترقیاتی کاموں کے متعلق حکومت سنجیدہ ہے تو اس کو یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ کم سے کم قومی سرمایہ ضائع ہو اور زیادہ سے زیادہ صحیح طریقوں پر خرچ ہو ۔

جناب والا! قومی بجٹ کے نقطہ نظر سے مجھے امید ہے کہ کفایت شعاری ادھر سے شروع کی جائے گی اور جس کے متعلق کئی ڈائریکٹو بھی آچکے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں یہ آج نہیں دو سال پہلے سے شروع کی جانی چاہیے تھی۔ اور اگر اب شروع کی ہے تو جو آج سے پہلے کرتے رہے وہ کس کھاتے میں جائیگا۔ کیا وہ بھی کفایت شعاری تھی اور جو اسکا آج تک ضیاع ہوا ہے اس کا کون ذمہ دار ہے۔ اسکے علاوہ میں یہ سمجھتا ہوں صرف کاروں کے بدلنے سے کفایت شعاری نہیں ہو گی۔ اس میں اور بھی بہت سی چیزیں کرنی پڑیں گی۔ اور جس کے لیے ہمیں اپنی سمت متعین کرنی پڑے گی تاکہ صحیح طریقہ سے کفایت شعاری ہو سکے۔ ہمارے ہاں ادھر کئی نجی محفلیں ہیں ان میں اتنے اخراجات ہوتے ہیں خاص طور پر شادیوں پہ اور اسی قسم کی دوسری تقریبات ہیں ان پر صرف اس لیے اخراجات بڑھ گئے ہیں کہ ان میں صدر مملکت وزیر اعظم اور دوسرے اس قسم کے لوگ جب تشریف لاتے ہیں ان تقریبات میں بے دریغ دولت خرچ ہوتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں اسکو کم سے کم کرنا چاہیے تاکہ صحیح طریقے سے کفایت شعاری ہو۔

جناب والا! اسی سلسلے میں لوڈ شیڈنگ کی مہم ہے۔ ایک طرف تو لوڈشیڈنگ ہوتی ہے دوسری طرف کئی کئی دن چراغاں ہوا رہتا ہے جو بجلی فراہم کرنے کے ذمہ دار ہیں ان کے گھروں میں چراغاں رہتا ہے۔ پچھلے دنوں سنا گیا پانچ چھ دن چیئرمین واپڈا کے گھر چراغاں رہا اور اسکے ساتھ لوڈ شیڈنگ بھی جاری تھی۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہاں کا طریقہ ہے کہ ایک طرف تو لوڈ شیڈنگ کی بات کی جاتی ہے دوسری طرف چراغاں کیا جاتا ہے۔

جناب والا! اب اسکے ساتھ ہی امن عامہ کی صورت حال کے متعلق تھوڑا سا عرض کرنا چاہوں گا۔ مارشل لاء کے دور میں جو دو تحفے پاکستان کو ملے ہیں ان میں ایک کلاشنکوف ہے اور دوسری ہیروئن ہے۔ کلاشنکوف کا تو چلو ایک وقت میں رواج کم ہو جائے گا لیکن ہیروئن ایک ایسی وبا ہے ایک ایسی بیماری ہمارے ملک میں پھیل رہی ہے جس سے ہماری آنے والی نسلیں برباد ہو رہی ہیں۔ لیکن آپ یہ دیکھیں کہ اس ملک میں مارشل لاء کورٹس بھی تھیں۔ سمری کورٹس بھی تھیں۔ سپیشل ملٹری کورٹس بھی تھیں کسی عدالت نے آج تک مارشل لاء ختم ہونے تک ہیروئن کے سلسلے میں کسی کو سزا نہیں دی یعنی ان کے نزدیک ہیروئن کا جرم ہوا ہی نہیں ہے اور آج بھی ہیروئن کے سلسلے میں کوئی غریب غرباء ہی پکڑا جاتا ہے۔ کسی بڑی مچھلی کو آج تک نہیں پکڑا گیا۔ اور یہ بڑی شرم کی بات ہوتی ہے۔ جب ہماری کسی اہم ہستیوں سے تعلق رکھنے والے لوگ باہر کے ممالک میں پکڑے جاتے

ہیں ۔ ظاہر ہے وہی ہیروئن پاکستان سے لے کر جاتے ہیں ۔ ہمارے اپنے ملک سے گزر کر جاتی ہے ۔ لیکن یہاں اس سے چشم پوشی کی جاتی ہے ۔ اور جب وہ باہر کر جا کر پکڑی جاتی ہے ۔ تو سمجھ آتی ہے پاکستان کی حکومت کے متعلق وہ یہ سمجھتے ہیں حکومت پاکستان خود اس قسم کے تجارت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے ۔ اور اس حوصلہ افزائی کی وجہ سے ہماری اپنی نئی نسل پر جو اثر پڑ رہا ہے وہ قابل بیان نہیں ۔ آپ یہ بھی اخباروں میں پڑھ چکے ہوں گے ۔ سکولوں میں ٹافیوں اور چاکلیٹوں اور بھٹوں پر ہیروئن ملا دی جاتی ہے ۔ تاکہ چھوٹے بچوں کو ہیرون کے استعمال کی عادت پڑے ۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپنی اگلی جنریشن کو بچانے کے لیے اپنی نئی نسل کا تحفظ کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ اسکے متعلق خاص اقدام کیئے جائیں اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ اس وقت کوئی ایسا شہر نہیں ہے جہاں پر ہیروئن کا کاروبار نہیں ہوتا لیکن آج تک اس سلسلے میں کوئی نہیں پکڑا گیا۔

یہ دیکھیں کہ ہیروئن کی تو آج تک سزا نہیں ہوئی اور وہ لوگ جنہوں نے جمہوریت بحال کرنے کے لیے قربانیاں دیں آج تک مارشل لاء کے کورٹوں کی سزاؤں کی وجہ سے کال کوٹھریوں کے اندر پڑے ہیں اور بدنام زمانہ پی سی او جو لگایا گیا اسکے تحت سزائیں پانے والے اس میں تھا کسی میجر یا کرنل کی دی ہوئی سزاؤں کو ہائی کورٹ یا کسی اور عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا ۔ اس پی سی او کے تحت سزائیں جن کو دی گئی ہیں وہ ابھی تک کال کوٹھریوں میں پڑے ہیں۔ اسی لیے لوگوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے ۔ کہ اس ملک میں مارشل لاء مکمل طور پر ختم نہیں ہوا ۔ کیونکہ پی سی او کے تحت سزائیں پانے والے ابھی تک جیلوں میں پڑے سڑ رہے ہیں ۔

جناب والا! اب میں تھوڑا سا ذکر تعلیم اور صحت کے بارے میں بھی کروں گا ۔ تعلیم حکومت کا اولین فریضہ ہے لیکن اس وقت دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ جب سے تعلیم نجی شعبے میں دی گئی ہے اتنے سکول کھلے ہیں کہ کاروباری لحاظ سے اس وقت بہترین کاروبار تعلیم کو سمجھا جاتا ہے ۔ میں تعلیم کو نجی شعبے میں دینے کے خلاف نہیں ہوں ۔ لیکن اس کو ایک کاروبار کی صورت میں نہیں ہونا چاہیے ۔ اس کے اوپر حکومت کا پورا کنٹرول ہونا چاہیے ۔ اجازت صرف ان لوگوں کو ہونی چاہیے جو کہ تعلیم کو ایسوسی ایشنوں اور دوسرے اداروں کے طریقوں پر رفاہ عام کا کام سمجھ کر حکومت سے اجازت لیں۔ وہ تعلیمی ادارے کھولیں ۔ جیسا کہ یہاں پر پہلے ہوتا رہا ہے ۔ انجمن حمایت اسلام تھی ۔ اس قسم کی کئی اور ایسوسی ایشنز تھیں ۔ گجرات میں ایک ایسوسی ایشن تھی ' زمیندارہ ایسوسی ایشن جس نے کالج چلائے ہیں ۔ یہاں اسلامیہ کالج چلایا گیا ہے ۔ ان کو کبھی کسی نے کاروباری ادارے نہیں کہا ۔ لیکن

آج سکول صرف منافع کے لیے چلائے جا رہے ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جب سکول چلانے والوں کا نصب العین اور مطمع نظر صرف منافع کمانا ہو تو وہ بچوں کو تعلیم کیا دے رہے ہوں گے۔ وہ بچوں کی تربیت کیسی کر رہے ہوں گے۔ وہ بچوں کو نصابی کتابوں کے علاوہ غیر نصابی تعلیم کیا دے رہے ہوں گے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ یہ جو نجی شعبہ شتر بے مہار شروع کیا گیا ہے' اس پر کنٹرول کیا جائے۔ اس کو پورے طریقے سے باقاعدہ کیا جائے۔ ان کے لیے ایسا قانون بنایا جائے کہ وہ نہ صرف نصابی تعلیم دیں بلکہ غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی طلبہ کو حصہ لینے کا موقع دیں۔ اس وقت ہوتا یہ ہے کہ وہ بچے سکول جاتے ہیں۔ نصاب کا وقت ختم ہوا' اس کے بعد وہ باہر آجاتے ہیں۔ ان کا کسی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ نجی تعلیم کو ایک کاروباری طریقے سے رائج کر دیا گیا ہے۔

اسی طریقے سے صحت کا معاملہ ہے۔ اس شعبے میں صرف صدر مملکت کے ایک بیان کی طرف میں توجہ دلوانا چاہوں گا۔ انہوں نے فرمایا تھا' سرکاری ہسپتالوں سے پچاس فی صد دوائیاں خوردبرد ہو جاتی ہیں۔ یہ اپوزیشن کے کسی لیڈر نے نہیں کہا' یہ کسی غیر سرکاری آدمی نے نہیں کہا۔ یہ صدر مملکت کا بیان ہے جو اخباروں میں چھپا ہے اور اس کی نہ تو کسی طرف سے کوئی تردید آئی اور نہ ہی آج تک کوئی ایسی مہم چلائی گئی' جس سے اس ضیاع کو کم کیا جائے۔ جناب والا' سرکاری ہسپتالوں میں جو پچاس فیصد دوائیاں خوردبرد ہو جاتی ہیں' ان کے بارے میں حکومت یا وزیر صحت نے آج تک کسی قسم کا کوئی بندوبست نہیں کیا۔ سمجھا یہ جاتا ہے کہ اگر پچاس فی صد بھی بچ جائیں' پھر بھی غنیمت ہے۔ آج کل دیانت کا معیار ہے۔

جناب والا۔ جہاں تک زراعت اور خوراک کا تعلق ہے' گو میں یہ سمجھتا ہوں کہ زراعت میں ناکافی کام ہوا ہے۔ تاہم اس میں جتنی بھی ترقی ہوئی ہے خوراک والے اس کو برابر کر دیتے ہیں اور آخر میں مسئلہ جوں کا توں رہ جاتا ہے۔ اس سال بھی گندم کی ایک بمپر فصل تھی جس کا موسم کی خرابی کی وجہ سے نقصان ہوا لیکن اس کا زیادہ نقصان محکمہ خوراک کی عدم دلچسپی' اس کی طرف بروقت توجہ نہ دینے اور بروقت انتظامات نہ کرنے کی وجہ سے ہوا ہے' کہا یہ جا رہا ہے چونکہ گندم خراب ہو گئی تھی' اس لئے ہم نہیں لیتے لیکن اصل صورتحال یہ ہے کہ جو گندم بارشوں سے پہلے آگئی تھی اور خراب نہ ہوئی تھی اس کی سٹوریج کا بھی کوئی بندوبست نہ تھا۔ مختلف بہانوں سے گندم نہ لی گئی۔ کیونکہ سٹوریج کم تھی' اس لئے وہ نہیں لی جا سکی۔ 80 روپے کی امدادی قیمت ایک مفروضہ

رہ گئی ہے۔ امدادی قیمت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کم از کم اس قیمت پر بکے گی۔ لیکن میرے سارے بھائی جانتے ہیں کہ گندم کی فصل کہیں بھی 80 روپے کے حساب سے نہیں بکی۔ یہ سب محکمہ خوراک کی بے اعتنائی اور اس کی طرف سے بروقت انتظامات نہ ہونے کی وجہ سے ہوا ہے۔ میرے نزدیک اس کا جواب وہ صرف اور صرف محکمہ خوراک ہے۔

جناب والا ۔ آخر میں نئے ٹیکسوں کے متعلق میں کچھ ذکر کرنا چاہوں گا ۔ دو ٹیکس لگائے گئے ہیں۔ ایک اسلحے پر اور دوسرا گاڑیوں پر ۔ جہاں تک اسلحے کا تعلق ہے ' مجھے اصولاً اس سے اختلاف نہیں۔ لیکن جب آپ عملی طور پر دیکھیں گے کہ جب اس کی رجسٹریشن فیس اور تجدیدی فیس زیادہ بڑھے گی تو اس سے بغیر لائسنس اسلحہ رکھنے کا رجحان بڑھ جائے گا ۔ یہ رجحان پہلے بھی ہے ۔ لیکن اب یہ رجحان اور زیادہ بڑھے گا ۔ جہاں پر اسلحے کے تجدیدی فیس بڑھائی گئی ہے ' وہاں ناجائز اسلحے کی روک تھام کا پورا پورا بندوبست ہونا لازمی ہے ۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو جرائم جن کی پہلے ہی کمی نہیں ' اور بڑھیں گے ' ناجائز اسلحہ زیادہ رکھا جائے گا ۔ دوسرا ٹیکس ان گاڑیوں پر لگایا گیا ہے جو 1000 سی سی سے 1300 سی سی تک ہیں اور پھر جو 1300 سی سی سے زیادہ ہیں ۔ جناب والا' اصولاً اس سے بھی اختلاف نہیں کیا جا سکتا ۔ لیکن لوگوں کے پاس کئی گاڑیاں ایسی ہیں ' جو کہ 1960ء کے ' 1950ء کے ماڈل ہیں ۔ وہ بہت پرانی گاڑیاں ہیں ۔ وہ 2000 سی سی تک ہیں ۔ لیکن ان کی قیمت بیس ہزار' چالیس ہزار سے زیادہ کہیں نہیں ۔ اب ان پر بھی وہی ٹیکس لگانا جو کہ ایک نئی مرسیڈیز کا ٹیکس ہے ' کسی طریقے سے بھی انصاف نہیں ہے ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان پرانی گاڑیوں کے اوپر ٹیکس نہیں بڑھنا چاہئے ۔ نئی بڑی بڑی گاڑیوں پر آپ بے شک ٹیکس لگائیں ۔ اور پرانی گاڑیاں جو کہ لوگوں نے صرف اس لئے رکھی ہوئی ہیں کہ وہ سستی ہیں اور وہ نئی گاڑی کے متحمل نہیں ہو سکتے ' ان کے اوپر یہ ٹیکس رکھنا کسی طریقے سے بھی جائز نہیں ۔ مہربانی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی محمد بوٹا صاحب

حاجی محمد بوٹا (ملتان ۔ 11) : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر ' سب سے پہلے میں وزیراعظم پاکستان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستانی قوم کے دل موہ لئے ہیں ۔ اس کے بعد میں گزارش کرتا ہوں کہ 88 ۔ 1987ء کے لئے اس بجٹ کی کتاب میں سے میں نے جو رقمیں دیکھی ہیں ان میں تعلیم کے لئے پچپن کروڑ اسی لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے ۔

زراعت کے لئے 144 کروڑ 86 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ صحت کے لئے 172 کروڑ 69 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ آب پاشی کے لئے 168 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ پولیس کی فلاح کے لئے 19 کروڑ پچاس لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ تعلیمی اداروں کی مرمت کے لئے بیس کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ باقی عمارتوں کی مرمت کے لئے بیالیس کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ سڑکوں کی مرمت کے لئے پینتیس کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ نہروں کی مرمت اور پشتوں کے لئے 103 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ عمارتوں کی مرمت کے لئے بیالیس کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ شہری ترقی پچاس کروڑ اور تین لاکھ روپیہ ۔ ایل ڈی اے کے لئے 9 کروڑ پچیس لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ ایم ڈی اے کے لئے 7 کروڑ 74 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ ایف ڈی اے کے لئے چوبیس کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ دیہاتوں میں پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کے لئے 10 کروڑ 9 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ سڑکوں کی توسیع کے لئے 39 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ حکومت نے کئی اور ترقیاتی منصوبے بنائے ہیں جن میں سیاحت کو فروغ دینے کے لئے کارپوریشن کا قیام بھی ہے ۔ لیکن اس تمام بجٹ میں مجھے گھریلو صنعت کے لئے کچھ نظر نہیں آیا ۔ گھریلو صنعتوں کے لئے کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا ۔ گزشتہ بجٹ میں بھی میں نے اپنی تجاویز پیش کی تھیں کہ صنعت پارچہ بافی اور صنعت قالین بافی کے لئے رقم رکھی جائے تاکہ ان سے متعلقہ لوگ بھی اپنا گزر بسر کر سکیں ۔ کیونکہ ان کے حالات بہت خراب ہو چکے ہیں ۔ خاص طور پر دو سال سے یہ بڑے عذاب میں پھنسے ہوئے ہیں ۔ مثال کے طور پر ہمیں جو کپڑا ایک روپیہ گز گھر میں پڑتا ہے اس کا بھاؤ بازار میں بارہ آنے پڑتا ہے ۔ جناب والا ' اس وقت پنجاب میں تقریباً دو لاکھ پاور لومز ہیں اور قریباً ایک کروڑ آدمی ان پاور لومز کا کاروبار کر کے اپنا گزارہ کرتا ہے۔ ان میں کرنڈرنگ مشینیں بھی آجاتی ہیں ۔ مانج کے لگانے والی مشینیں بھی آ جاتی ہیں ۔ رنگائی کے کارخانے بھی آ جاتے ہیں ۔ دھلائی کے کارخانے بھی آ جاتے ہیں ۔ پرنٹنگ مشینیں بھی آ جاتی ہیں ۔ اور کئی قسم کے ادارے اسی کاروبار سے روٹی کماتے اور کھاتے ہیں ۔ یہ تقریباً ایک کروڑ آدمی کا روزگار ہے ۔ ایک کروڑ آدمی اس صنعت سے روٹی کھاتا ہے ۔ میں پچھلے بجٹوں میں بھی یہی گزارش کرتا رہا لیکن میری یہ بات کسی نے نہیں سنی ۔ پارچہ بافی کے کارکنوں کا یہ حال ہے کہ وہ پوری طرح فاقہ کشی کا شکار ہیں ۔ ایک سال سے اس سے اخباریں بھری پڑی ہیں ۔ اور خاص خاص شہروں میں اس کے متعلق ہڑتالیں ہوئیں بہت کچھ ہوا کیونکہ ٹیکسٹائل ملوں والے اعلیٰ افسروں سے مل کر پالیسی اپنی مطلب کی بنا لیتے ہیں ۔ اس لئے ان کی ہی بات مانی جاتی ہے ۔ غریب آدمی کی کوئی نہیں سنتا ۔ یہ درست ہے کہ اس حکومت نے

سڑکیں اور ہسپتال بہت بنائے ہیں ۔ لیکن جب تک غریبوں کے روزگار کا کوئی حل نہ ہوا سڑکوں اور ہسپتالوں سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ کیونکہ غریب آدمی کو کھانے کے لئے روٹی چاہئے ۔ جناب سپیکر 3،4 ماہ میں ٹیکسٹائل ملوں والوں نے سوتر کے ریٹ بڑھا دیئے ہیں ۔ اور یہ تقریباً 40٪ سے لے کر 55٪ تک یہ ریٹ بڑھا دیئے ہیں ۔ آج سے چار ماہ پہلے 10 سنگل کا سوت 90 روپے تھا لیکن آج اس کا ریٹ 125 روپے ہے ۔ اسی طرح 20 سنگل کا ریٹ 120 سے بڑھا کر 170 روپے ہو گیا ہے ۔ 32 سنگل کا ریٹ پہلے 200 روپے تھا اب 250 روپے ہے ۔ اسی طرح باریک سوت کا ریٹ 230 روپے تھا اب 325 روپے ہے ۔ 60 سنگل کا ریٹ 275 روپے تھا اب 565روپے ہے اور کپڑے کا ریٹ 10٪ بڑھا ہے ۔ جو کپڑا ہم ایکسپورٹ کرتے تھے 90 سے لے کر 120 کا جو کورا لٹھا بنتا ہے ۔ اس کو پرنٹ کر کے چادریں بنتی تھیں بیڈ شیٹس بنتی تھیں کچھ رنگائی کی شکل میں بنتی تھی اور باہر کے ملکوں کے لئے اس کا کوٹہ مقرر کر دیا ہے ۔ اور اس کوٹے کی حد پوری ہو گئی ہے اب ہمارا مال باہر بھی نہیں جا رہا ہے اور حکومت بھی اس طرف کوئی توجہ نہیں کر رہی ہے ۔ جناب سپیکر کپاس کو ملوں والوں نے زمینداروں سے 90 روپے یا 200 روپے فی من خریدی۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ انہوں نے کپاس تو بہت سستی لی ہے لیکن سوت بنانے کے لئے وہ دگنا روپیہ کیوں کما رہے ہیں ۔ اگر کوئی گولڈلیف کی ڈبی مہنگی بیچتا ہے تو حکومت اس کے لئے مجسٹریٹ بھیجتی ہے ۔ اگر اس دکاندار نے چار چھ آنے زیادہ لے لئے تو کیا حرج ہے لیکن اس طرف حکومت کوئی توجہ نہیں دیتی ۔ ہم اس مسئلے میں پنجاب میں 80٪ پاور لومز بند پڑی ہیں ۔ وہ مزدور جن کا یہی کاروبار تھا آخر کار وہ سڑکوں پر آ گئے ہیں ۔ آپ نے اس قسم کی خبریں اخبارات میں پڑھیں ہیں اور اس میں ملتان کی بھی خبریں پڑھی ہونگی ۔ موجودہ بجٹ کے ساتھ ان کا اس کے ساتھ کچھ تعلق تھا اس سے فی بنڈل دس روپے بڑھا تھا۔ لیکن پاور لومز پہلے سے بند تھیں انہوں نے اپنے کاروبار کے سلسلے میں کافی رونا رویا ہے لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی ۔ دھاگے کے اوپر حکومت نے 5٪ ایکسائز ڈیوٹی لگائی ہے ۔ اس طرح ایک بنڈل پر 22،23 روپے فرق پڑیگا ۔ لیکن مل والوں کی ایکسپورٹ ہی بند ہے۔ کیونکہ ملک کے سوت پر تقریباً 50،60 روپے بنڈل زیادہ دیتے ہیں ۔ اس سے ان کو کوئی خاص فرق نہیں پڑیگا ۔ جب تک حکومت باہر جانے والے سوت پر پابندی نہیں لگاتی اسے کوئی فرق نہیں پڑیگا ۔ اور ملک کی ضروریات پوری نہیں ہونگی ۔ گھریلو صنعتوں کے لئے میری یہ تجویز ہے ان کے لئے ایک علیحدہ وزارت تشکیل دی جائے وہ صرف گھریلو صنعتوں کو فروغ دے ۔جس کا قالین بافی پارچہ بافی یا

دوسری چھوٹی چھوٹی صنعتوں سے تعلق ہو تاکہ وہ ان پر خاص توجہ دے۔ موجودہ وزرات صنعت نے اڑھائی سال کے دوران کچھ نہیں کیا۔ اور یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ فلاں دیہات میں کوئی گھریلو صنعت لگی ہو۔ یا انہوں نے اس ضمن میں کوئی میٹنگ کی ہو یا کوئی پیشہ خرچ کیا ہو یا اس سلسلے میں متعلقہ صنعتکاروں سے ملے ہوں۔ حالانکہ تمام سال شور مچا مچا کر آرام سے بیٹھ گئے ہیں اس وزارت کا کام ہی یہ ہو کہ وہ باہر کے ممالک میں کپڑے کی منڈیاں تلاش کرے اور پارچہ بافوں سے معیاری کپڑا بنوائے اس کے بعد اس کپڑے کو ایکسپورٹ کرے۔ جناب سپیکر بڑے بڑے شہر ملتان، قصور، جھنگ، گوجرانوالہ، حافظ آباد، جلال پور جٹاں، چک جھمرہ۔ ایسے ہی دوسرے شہر جہاں پارچہ بافوں کی آبادی اکثریت میں ہے۔ جو ایکسپورٹ کارپوریشنز کھولی جائیں وہ ان پارچہ بافوں سے کپڑا بنوائیں اور اس کے بعد وہ ایکسپورٹ کرے۔ اس میں حکومت کا کوئی خرچہ نہیں ہوگا۔ بلکہ حکومت کو اس سے بہت زیادہ منافع ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم کپڑا سستا مہیا کریں گے۔ ہمارا زیادہ سے زیادہ منافع 6ر5 آنے فی گز ہے لیکن جو لوگ کپڑے کو ایکسپورٹ کرتے ہیں وہ لوگ روپوں کے حساب سے منافع کماتے ہیں۔ میں یہ مطالبہ کرونگا جس پر ہم بحث کر رہے ہیں اس میں کسی نہ کسی طرح کانٹ چھانٹ کر کے کم از کم 50 کروڑ روپے گھریلو صنعتوں کے تحفظ اور ان کی فلاح کے لئے رکھنا چاہئے۔ اس وقت پارچہ باف بالکل فاقہ کشی کا شکار ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن حکومت کی پالیسی کا اس میں عمل دخل ضرور ہوتا ہے۔ اگر اس کا عمل دخل اس میں نہ ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ نہ کہتے کہ اگر میرے دور میں کوئی کتا بھی بھوکا مرگیا تو میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دونگا۔ سابقہ حکومت میں پارچہ بافوں کی صورت حال یہ تھی جو آدمی پاور لومز پر کام کرتے تھے۔ ان کو اچھی بھلی واھاڑیاں ملتی تھیں اور فی پاور لومز کو 50ر60 روپے بچت تھی اور جو اچھے تھے لوگ تھے یا زمیندار تھے انہوں نے بھی پاور لومز کا کاروبار شروع کر لیا۔ یہاں تک کہ فلم انڈسٹری والوں نے بھی فیصل آباد میں جا کر پاور لومز لگا لیں۔ لیکن میری یہ سمجھ میں نہیں آتا جب ہم نے الیکشن میں ووٹ لئے کیونکہ ملتان شہر میں پارچہ بافوں کی آبادی ساڑھے تین چار لاکھ ہے اور تمام ملتان شہر کی آبادی 12 لاکھ ہے۔ ہم نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمہاری مشکلات اور پریشانیاں اسمبلی میں جا کر حکومت کو بتائیں گے اور تمہارے مسائل کا حل کرائیں گے۔ لیکن بڑے دکھ کی بات ہے۔ ان کے مسائل میں نے کیا حل کرانے تھے۔ وہ روٹیوں سے بھی محروم گئے ہیں۔ وہ تو یہی کہتے ہونگے کہ یہ جو وعدہ کر کے گئے ہیں ایسے ہی ہیں اس سے تو پہلے ممبر ہی اچھے تھے۔ جس سے ہمارا کاروبار

تو چل رہا تھا چونکہ یہ میری برادری کا مسئلہ ہے اور بہت زیادہ پریشانی کا باعث ہے۔ اس لئے حکومت کو اس کا سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہئے۔ صرف حکومت یہ ہی نہ سمجھے ایک ممبر بات کر کے گھر چلا گیا ہے اور بات ختم ہو گئی۔ جناب سپیکر حکومت کو یہ چاہئے کہ ایک کمیٹی مقرر کرے۔ جس میں ٹیکسٹائل ملوں کے نمائندے ہوں اس میں حکومت کے بھی نمائندے ہوں اور اس میں پارچہ بافوں کے بھی نمائندے ہوں اور اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل تلاش کریں۔ اگر اس کا کوئی حل تلاش نہ کیا گیا جس طرح اب سڑکوں پر نکل آئے ہیں اسی طرح پھر بھی لوگ سڑکوں پر نکل آئیں گے۔ اور اس طرح حکومت کے لئے امن عامہ کا مسئلہ پیدا ہوگا اور پریشانی کا باعث بنے گا۔ ہمارے ہر دلعزیز وزیر اعلیٰ کو جب ہمارے زمیندار بھائیوں نے کہا کہ جو گندم بارشوں سے کالی ہو گئی ہے خراب ہو گئی ہے یا وہ گل سڑ گئی ہے تو انہوں نے کہا کہ اس کو زمینداروں سے ضرور خریدو۔ چاہے ہمیں بعد میں اس کو پھینکنا پڑے۔ انہوں نے یہ بات کہہ کر لوگوں کے دل موہ لئے ہیں اسی طرح ہمارا بھی یہ طبقہ گھروں میں بیٹھ کر مزدوری کرتے ہیں ان کے کاروبار کے لئے حکومت کو فوری طور پر توجہ دینی چاہئے اور توجہ حکومت کے اپنے فائدہ میں ہے۔

جناب سپیکر! میں اب ہیروئن کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہیروئن کی صورت حال یہ ہے۔ جس وقت ہیروئن کو پولیس پکڑتی ہے۔ اس وقت ہیروئن ہوتی ہے۔ لیکن جب یہ لیبارٹری سے ہو کر آتی ہے یہ خشک دودھ بن جاتا ہے۔ اس کے لئے بھی حکومت کو توجہ دینی چاہئے۔ اگر کسی کے پاس دس گرام ہیروئن نکلے تو اس کی ضمانت فوراً ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر دس گرام سے زیادہ ہو اس کی ضمانت نہیں ہوتی۔ اس کا مطلب یہ ہے سرکار نے خود پرچون کی دکان کھولی ہے۔ کہ آدھے آدھے گرام کی 20 پڑیاں لے جاؤ اور بیچ کر گھر آ جاؤ اگر پکڑے جاؤ تو کوئی بات نہیں ضمانت ہو جائے گی۔ اس کے لئے حکومت کو کوئی سخت قانون بنانا چاہئے۔

میاں فضل حق: حاجی صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں بالکل کوئی سمجھ نہیں آ رہی وہ اتنی سپیڈ سے بول رہے ہیں یہ معلوم نہیں ہو رہا کہ یہ کیا بات کر رہے ہیں اور کس موضوع پر بول رہے ہیں۔ ان کو فرمائیں یہ آرام سے بولیں۔ تاکہ جب ہمارا موقع آئے تو ہم بھی جو کچھ کہا گیا ہے اس کی مدد لے سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب سے یہ درخواست کی جاتی ہے کہ معزز ممبر کے جذبات سے آگاہ

ہوں اور اپنے بولنے کی رفتار کو کم فرمائیں۔

حاجی محمد بوٹا: جناب والا! یہ معزز ممبر بولا ہی آخر پر ہے۔ اگر شروع میں بولتا تو کچھ پلے پڑتا۔

جناب سپیکر! میں ہیروئن کے متعلق بات کر رہا تھا کہ ہیروئن کی صورتحال یہ ہے کہ جس وقت کوئی پولیس افسر چھاپہ مار کر یا ریڈ کر کے ہیروئن پکڑتے ہیں اس وقت وہ ہیروئن ہوتی ہے لیکن جس وقت وہ لیبارٹری میں جاتی ہے تو وہ ہیروئن کی جگہ کہتے ہیں کہ وہ سوکھا دودھ تھا۔ اور وہ سارے ملزمان بری ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ جس کے پاس ہیروئن دس گرام تک ہو اس کی ضمانت فوری طور پر ہو جاتی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آدھے آدھے گرام کی اگر بیس پڑیاں آدمی جیب میں ڈال کر فروخت کرتا پھرے تو کوئی بات نہیں ہے۔ اگر پکڑا جائے گا تو صبح ضمانت ہو جائے گی۔ گورنمنٹ کو اس کے لئے کوئی سخت اقدام اٹھانا چاہئے کہ ہیروئن آدھا گرام ہو آدھا کلو اس کی ضمانت تا فیصلہ نہیں ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ اس کا کوئی خاص سدباب نہیں ہوگا۔

جناب والا! واپڈا کی صورتحال یہ ہے کہ جو میٹر ریڈر ہماری پاور لومز یا ہمارے گھروں میں جاتے ہیں وہ جس وقت میٹر چیک کرتے ہیں اس وقت چونکہ کوئی آدمی ان کے پاس نہیں ہوتا تو وہ اپنی مرضی سے میٹر کی سیل کو خود ہلا دیتے ہیں۔ تو دوسری دفعہ جب وہ میٹر چیک کرنے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ کے میٹر کی سیل ڈھیلی ہو چکی ہے۔ تو وہ بیچارے چونکہ ان پڑھ لوگ ہوتے ہیں۔ وہ کانپنے لگ جاتے ہیں۔ وہ یا تو پیسے دیکر اپنی جان چھڑاتے ہیں یا اگر وہ انکار کر دیں تو واپڈا والے چودہ سو روپے کا بل بھیج دیتے ہیں۔ جس سے بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ بارہا ہم ان کے پاس گئے ہیں لیکن ہمیں کامیابی نہیں ہوئی وہ کہتے ہیں کہ میٹر کی سیل توڑی گئی ہے۔ اس پر بھی گورنمنٹ کو توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! کچی آبادیوں کو مستقل حقوق دینے کے لئے گورنمنٹ نے بڑی جدوجہد کی ہے۔ لیکن جن لوگوں نے پیسے دے دیئے ہیں اور وہ پوری ادائیگی کر چکے ہیں ان کی ابھی تک کچہریوں میں رجسٹریاں نہیں ہوئیں۔ اس لئے انہیں تاکید کی جائے کہ جن لوگوں نے ادائیگیاں کر دی ہیں انہیں مستقل طور پر حقوق ملکیت دے دیئے جائیں۔

جناب والا! گورنمنٹ نے الیکشن کے لئے پیسے رکھے ہیں۔ اس کے لئے میری تجویز ہے کہ جس وقت بلدیاتی الیکشن ہوں تو جو بیلٹ بکس بلدیاتی الیکشن کے لئے ہوں وہ ہر ممبر کا علیحدہ علیحدہ نہ ہو بلکہ جس طرح قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی میں ایک بیلٹ بکس رکھا جاتا ہے اسی طرح بیلٹ بکس ایک ہو

اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ووٹوں کی خرید و فروخت بالکل نہیں ہو گی ۔ ہر آدمی مہر لگا کر اس افسر کے سامنے ووٹ ڈال کر آئے گا ورنہ اس کا ریٹ بہت اونچا ہو جاتا ہے ۔ اور ایک ایک ووٹ کی دو دو ہزار روپے قیمت ہوتی ہے ۔ پھر دوسری شکایات آتی ہیں کوئی کہتا ہے کہ میری صندوقچی میں تیزاب ڈال دیا گیا ہے ۔ کوئی کہتا ہے کہ کسی نے نیلی سیاہی ڈال دی ہے ۔ کوئی کہتا ہے کہ میری صندوقچی اٹھا کر لے گئے ہیں ۔ ان تمام مسائل کا حل ہو جائیگا ۔ بیلٹ بکس ایک ہونا چاہئے ۔ یہ میری تجویز ہے ۔ مہر کا سسٹم ہونا چاہئے ۔

جناب والا ! ساری کارپوریشن کا ایک حلقہ ہونا چاہئے ۔ کارپوریشن میں کوئی آدمی جتنے بھی الیکشن لڑے وہ ایک حلقہ تصور کیا جائے ۔ جیسے لاہور کارپوریشن ہے کہ چاہے وہ یہاں اسمبلی کے حلقے میں الیکشن لڑ لے ۔ چاہے وہ سٹیشن کے علاقے میں الیکشن لڑ لے وہاں اس کا ووٹ ہونا لازمی ہے ۔ لہٰذا ایک حلقہ قرار دیا جائے ۔

جناب والا ! ہمارے ملتان میں سول ہسپتال کو تقریباً دو سال ہو گئے ہیں کہ گورنر صاحب نے پانچ سو بستروں کے ہسپتال کی منظوری دی تھی لیکن ابھی تک اس کے لئے کوئی کارروائی نہیں ہوئی ۔ لہٰذا گورنمنٹ اس پر توجہ دے کیونکہ شہر کی آبادی کافی ہے ۔ نشتر ہسپتال بھی ناکافی ہے ۔ سول ہسپتال پانچ سو بستروں کا وہاں ہونا چاہئے ۔ جناب والا ! تعلیم کیلئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز ! معزز ممبران حاجی محمد بوٹا صاحب کو یہ گلہ نہ دیں کہ ان کی بات کی ہمیں سمجھ نہیں آ رہی ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا ! میں بوٹا صاحب نوں پیا کہناں کہ
محمد بوٹیا بوٹے دا پٹ بوٹا ۔ بوٹا رہے نہ کوئی جہاں اتے

حاجی محمد بوٹا: میں یہی کوشش کر رہا ہوں جناب سپیکر ! تعلیم کے لئے ہر گلی میں جو دو دو انگریزی سکول کھولے گئے ہیں ان میں آپ تجربہ کریں ۔ یا ان کے رجسٹر چیک کریں کہ ان میں ایک بچہ بھی فیل نہیں ہوتا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ صرف فیس لینے کے لئے اور پیسے اکٹھے کرنے کے لئے سکول کھولے گئے ہیں ۔ اس پر بھی گورنمنٹ توجہ دے ۔ شکریہ ۔ السلام علیکم ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ آج جب اس ہاؤس کی کارروائی ختم ہو گی تو ایک تحریک التوا پر ایک گھنٹہ بحث ہو گی ۔ وہ تحریک التوا جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب

کی طرف سے ہے اور کئی اور دوسرے اصحاب کی طرف سے آئی ہوئی تھی جو کہ گندم کے متعلق تھی آج اس ہاؤس کی کارروائی کے بعد اس پر ایک گھنٹے کے لئے ڈیبیٹ ہو گی۔ تو جو لوگ آج بحث پر تقریر فرمانا چاہتے ہیں میں ان سے دوبارہ استدعا کرتا ہوں کہ وہ اپنے نام مجھ تک پہنچا دیں۔

وزیر زراعت: جناب والا! بحث کی اجازت تو پہلے دینی چاہئے تھی تاکہ پہلے بحث ہو جائے اور بجٹ پر جنرل بحث بعد ہو جاتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ اس کے لئے دن کی کارروائی کے بعد تحریک التوا کا وقت مخصوص ہوتا ہے اور آج کی کارروائی کے بعد تحریک التوا کے لئے ایک گھنٹے کا وقت معین ہے۔

وزیر زراعت: جناب والا! ٹائم بتا دیں کہ ٹائم کیا ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو حضرات آج بحث پر تقریر کرنا چاہتے ہیں وہ براہ کرم اپنے نام سپیکر صاحب تک پہنچا دیں۔ چودھری محمد صدیق سالار صاحب! آپ بجٹ پر بولنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! روایات کے مطابق ہمیشہ بحث اپوزیشن کی طرف سے شروع ہوتی ہے اور یہاں پر اپوزیشن کے ذہین ارکان بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ آج آغاز کرتے ہوئے اپنی تقاریر مکمل کریں۔ ہم لوگوں نے ان کے اعتراضات کے جوابات دینے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! ہماری طرف سے تو آغاز ہو چکا ہے اور اب اس تناسب سے گورنمنٹ کی طرف سے کچھ ممبران کی باری آنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اپوزیشن کی طرف سے اگر کوئی صاحب بجٹ پر تقریر کرنا چاہیں تو میں ان کو پہلے موقع دیتا ہوں۔ راہی صاحب! آپ بولنا چاہیں گے؟ راہی صاحب! جتنا آپ بیٹھے بٹھائے بول لیتے ہیں اتنی آپ تقریر بھی کر سکتے ہیں۔ میاں رفیق صاحب! آپ بجٹ پر تقریر فرمانا چاہیں گے؟

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! ابھی تو بجٹ کو پڑھا بھی نہیں ہے۔ تقریر کیا کریں گے۔ اتنی موٹی موٹی کتابیں ہیں۔ انہیں پڑھنے کے لئے وقت چاہیے۔ ہم تین چار آدمی تو ہیں جنہوں نے انہیں پڑھنا ہے یا کچھ کہنا ہے۔ یہ چار دن کے لئے آپ سرکاری بنچوں کو ہدایت فرمائیں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں اور آخری دن ہم تقاریر کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! پھر یہ نہ کہنا کہ ہمیں بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع میسر نہیں ہوا۔ کوئی اور صاحب جو بجٹ پر تقریر فرمانا چاہیں۔ وزیر زراعت صاحب! چونکہ اب کوئی صاحب بجٹ پر تقریر فرمانا نہیں چاہتے تو آپ اس سلسلہ میں کیا فرمائیں گے کہ جو تحریک التوا کے لئے وقت ہے یا وہ وقفہ ہے وہ اسی وقت شروع کیا جائے یا مزید اسے ملتوی کیا جائے یا اس کے بعد۔

وزیر زراعت: جناب والا! میرا خیال ہے کہ پہلے اسے شروع کیا جائے بعد میں بجٹ پر تقاریر ہو جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بجٹ پر تقریر کرنے کے لئے کسی صاحب نے اپنا نام نہیں دیا۔

وزیر زراعت: جناب والا! ہمارے اپوزیشن کے ممبران بیٹھے ہیں۔ پہلے وہ اپنی تقاریر مکمل کرلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس کے بعد کوئی تقریر نہیں ہو گی۔

وزیر زراعت: یہ شروع میں کرلیں اور کل سرکاری بنچز کے ممبران شروع کرلیں گے۔ آج اپوزیشن کے ممبران اپنے اعتراضات مکمل کرلیں۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! ایک تقریر ہماری طرف سے ہو چکی ہے۔ گورنمنٹ کے پاس اس کا جواب ہی کوئی نہیں ہے کہ بوٹا صاحب کے بعد کوئی بولنا ہی نہیں چاہتے۔

وزیر زراعت: جناب والا! ہماری طرف سے بوٹا صاحب نے جواب دے دیا ہے۔

میاں محمد افضل حیات: انہوں نے تو صرف میری تائید کی ہے۔ اتنے وزراء صاحبان تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے اپنے محکموں کے متعلق کوئی بات کرنی ہو گی۔

وزیر زراعت: ان جیسا آپ کے پاس کوئی ہے تو وہ سامنے آئے۔

میاں محمد افضل حیات: ان جیسا میرے پاس نہیں ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں یہ بڑے فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ پاکستان مسلم لیگ پارٹی نے جو بجٹ بنایا ہے اس پر اعتراض کے لئے اپوزیشن کے پاس کوئی جگہ ہی نہیں ہے۔ وہ صرف نیشنل اسمبلی پر بول رہے ہیں۔ تو خدا کا یہ فضل ہے۔ یہ پاکستان مسلم لیگ کا بجٹ ہے۔ انشاء اللہ ان کو اس میں کوئی نکتہ ایسا نظر نہیں آئے گا جس پر یہ بول سکیں۔

فضل حسین راہی: جناب سپیکر! اس پارٹی جیسا بجٹ تو کبھی تاریخ میں نہیں ہوا جو انہوں نے واپس لے لیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ کوئی صاحب آج بجٹ پر تقریر کرنا پسند فرمائیں گے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میرا تو گلا بھی خراب ہے۔ اور بخار بھی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پنجاب اسمبلی کی مردنی کو دور کرنے کے لئے، جہاں اپوزیشن میں یہ جرات نہ ہو کہ وہ اس بجٹ پر تنقید کریں تو انہیں چاہئے کہ وہ کٹ موشنیں بھی واپس لے لیں ورنہ آج لیڈر آف اپوزیشن کا یہ حق تھا کہ وہ بجٹ کے شروع میں تقریر فرماتے۔ (آوازیں۔ وہ بول چکے ہیں) اچھا وہ میرے آنے سے پہلے تقریر فرما چکے ہیں۔ اب ان کی تقریر فرمانے کے بعد باقی اپوزیشن کے ارکان کو جا کر سو جانا چاہئے اور قوم کو یہ پتہ چلے۔ میری چونکہ کوئی تیاری نہیں ہے اور نہ ہی میرا ایسا کوئی ارادہ تقریر کرنے کا تھا اور نہ میں یہ چاہتا تھا کہ رات کے اجلاس میں جھگڑے میں میں بھی شامل ہوں۔ سب لوگ اس لئے تقاریر نہیں فرما رہے ہیں کہ یہ شام کو جو اجلاس ہے اس کی کارروائی آج ٹیلیویژن پر نہیں آسکے گی۔ لیکن ہم نے کوئی اپنی ناموری کے لئے تقاریر نہیں کرنی ہیں۔ اس بجٹ پر میں ہی عرض کئے دیتا ہوں۔ میں جناب وزیر خزانہ اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک بے مثال بجٹ پیش کیا اور اس صوبہ کے عوام پر کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا ہے حالانکہ یہ بجٹ خسارے کا بجٹ ہے۔ اس میں دس ارب کا خسارہ ہے لیکن ہم سر اونچا کر کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے خسارہ برداشت کر لیا ہے لیکن عوامی ترقیاتی منصوبوں پر آنچ نہیں آنے دی ہے۔ کمی نہیں ہونے دی ہے۔ اور پچھلے سال سے زیادہ اس مرتبہ ترقیاتی منصوبے بنائے گئے ہیں۔ جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے صوبے کے مسائل بہت زیادہ ہیں اور وسائل بہت کم ہیں لیکن مسلم لیگ کی صوبائی حکومت مبارکباد کی مستحق ہے کہ مسائل کی زیادتی اور وسائل کی کمی کے باوجود انہوں نے ایک ایسا بجٹ پیش کیا ہے کہ جس پر اس ایوان کے باہر بھی اپوزیشن پارٹیاں اور دیگر لوگ بھی اس پر تنقید نہ کر سکے۔ اس کی وجہ اسی بجٹ کا ایک سنہری باب ہے۔ یہ بجٹ ایک اچھا بجٹ ہے۔ اس لئے میں یہ کہوں گا کہ ہم فخر سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ اتنے مسائل کے باوجود اور وسائل کی کمی کے باوجود ہمارے وزیر خزانہ نے بڑی جرات اور ہمت اور قابلیت کے ساتھ اس معزز

ایوان کے سامنے بجٹ پیش کیا ہے گو دائیں بائیں سے ' اوپر نیچے سے یہ افواہیں عام ہو گئی تھیں کہ پنجاب اسمبلی اس مرتبہ زرعی ٹیکس لگائے گی اور یہ عام لوگوں میں یہ تاثر دیا جا رہا تھا کہ اس کو ہی ایک سیاسی سٹنٹ بنا لیں جیساکہ مرکزی بجٹ پر بنا تھا ' لیکن انہوں نے دیکھا کہ مسلم لیگ کی حکومت نے اس کو کیسے حل کیا ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جو بجٹ تیار کیا گیا ہے وہ سوچ سمجھ کر اور بڑے اچھے طریقے سے تیار کیا گیا ہے جس پر کوئی جائز تنقید نہیں ہوئی ۔ بجٹ پر تنقید جو کی جاتی ہے وہ اس لئے نہیں کی جاتی ہے کہ اس مد سے دس روپے گھٹا دیئے جائیں بلکہ اس کے متبادل کوئی تجاویز بھی پیش کرنی پڑتی ہیں ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم میں سے کسی کے پاس بھی متبادل تجاویز موجود نہیں ہیں ۔ اس لئے ہم ہچکچاتے ہیں کہ ہم اس پر کیا کہیں ۔

اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بجٹ کی تعریف کرنے کے بعد ہمارے علاقوں کے کچھ مسائل بھی ہیں ۔ اس لئے اگر میں وہ بیان نہ کروں تو میں اپنے فرائض میں کوتاہی کروں گا ۔ جناب والا ! سب سے پہلے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس بجٹ میں میچنگ گرانٹ کے لئے کثیر رقم رکھی گئی ہے اور وہ میچنگ گرانٹ ضلع کونسلوں کو نہ بھیجی جائے بلکہ ہر تھانہ کے مرکز کونسل کو وہ گرانٹ بھیجیں تاکہ ہر یونین کونسل کو اس کا برابر برابر حصہ تقسیم ہو ۔ تاکہ ہر یونین کونسل کے لوگوں کو یہ پتہ چل سکے کہ ان کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے حکومت نے کچھ رقم مخصوص کی ہے ۔ اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس جو خصوصی فنڈز ہیں ' انہوں نے بڑی فراخدلی کے ساتھ اس صوبے میں سڑکوں' سکولوں اور دیگر منصوبوں کے لئے اس رقم کو بڑی فراخدلی سے لوگوں میں تقسیم کیا ہے ۔ لیکن یہ الگ بات ہے کہ کچھ محکموں کی کوتاہی کی وجہ سے کام کی رفتار میں سستی رہی ہے مجھے قوی امید ہے کہ ....

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ براہ کرم بیٹھے بیٹھے تبصرے کے انداز کو نہ اپنائیں۔ آپ تقریر جاری رکھیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آئندہ وزیراعلیٰ کی طرف سے جو رقم کسی منصوبے کے لئے دی جائے اس کے لئے انہیں اپنی ٹیم کو ان علاقوں میں بھیجنا چاہئے کہ کہاں تک میری دی گئی گرانٹ سے ترقیاتی منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچے ہیں میں ذاتی طور پر یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ میرے علاقہ میں ایک پرائمری سکول جو کہ بلدیات کے محکمے کی معرفت بن رہا تھا میرے

پاس لوگ آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ وہاں پر 6/1 کی بجائے 12/1 سینٹ لگ رہا ہے ۔ میں نے اس سلسلہ میں ایکس ای این کو لکھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے اور اب انہوں نے اس پر کارروائی کی ہے۔ جناب والا ۔ میرے علاقہ کی ایک سب سے بڑی ضرورت ہے کہ ضلع کونسل لاہور نے جب قصور ابھی ضلع نہیں بنا تھا تین چار سڑکیں تعمیر کرائی تھیں ۔ میں جناب وزیر تعمیرات سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ یہ بات نوٹ فرمالیں کہ لمبے جاگیر تا کوٹ رادھا کشن' بھائی پھیرو تا سرائے مغل اور ملتان روڈ تا سرائے مغل تک یہ سڑکیں ٹوٹ چکی ہیں۔ ضلع کونسل قصور کی مالی حالت بہت کمزور ہے۔ ان کے پاس پیسہ نہیں ہے اور ان پکی سڑکوں پر نہ ہی کوئی گڈ گزر سکتی ہے اور نہ ہی کوئی کار گزر سکتی ہے اور نہ ہی ٹریکٹر چل سکتے ہیں اور وہ کچی سڑکوں سے بھی ان کی حالت بری ہو گئی ہے ۔ اس لئے میں صرف گزارش ہی نہیں' حکومت پنجاب سے یہ رحم کی اپیل کرتا ہوں کہ میرے علاقہ کے ان لوگوں پر رحم فرماتے ہوئے ان کو آمد و رفت کی سہولت دینے کے لئے ان سڑکوں کو ہائی وے ڈیپارٹمنٹ حوالے کر دیا جائے ۔ جیساکہ چوکی لیگا روڈ کو ہائی وے کے حوالے کیا گیا ہے وہ بھی ضلع کونسل کی سڑک تھی۔ تھینڈ سے کنگن پور تک ایک اور سڑک ضلع کونسل کی ہے ۔ اس کی حالت بھی وہی ہے جو کہ دیگر سڑکوں کی ہے ۔ اس وقت ضلع کونسل قصور کی مالی حالت ناگفتہ بہ ہے ۔ وہ سڑکوں کی مرمت نہیں کر سکتی ہے ۔ اس لئے حکومت کو چاہئے کہ نئی سڑکیں جو اب وہ تعمیر کر رہی ہے اس کے ساتھ ساتھ ان پرانی سڑکوں کو بھی اپنی تحویل میں لے کر ان لوگوں کو بھی مستفید فرمائیں۔

اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ میں راجباہ نیاز بیگ کی ٹیل ہے اور اس ٹیل پر بارہ گاؤں واقع ہیں۔ نہایت بہترین زمین ہے ۔ نہری مالیہ وہ لوگ ادا کرتے ہیں' مگر پانی وہاں پر نہیں پہنچتا ہے ' اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ بلوکی سلیمانکی لنک سے وزیر آبپاشی صاحب کو چاہئے کہ 25 کیوسک پانی بذریعہ لنک ہمارے راجباہ نیاز بیگ کے ٹیل کے علاقہ کو دیا جائے۔ تاکہ وہ بہترین زمینیں اور سونا اگلنے والی زمینیں بنجر حالت میں تبدیل نہ ہوں۔ اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت پنجاب نے طوفانی علاقوں میں گندم کے لئے ایک پروگرام بنایا ہے ۔ جو کہ ابھی تک وضع نہیں کیا گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ زمینداروں کو اگر چند روپے ' سو دو سو روپے دیکر کوئی معاوضہ دیا جائے یا عشر' آبیانہ یا لوکل ریٹ معاف کر دیئے جائیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ان کو اس سے مدد ملے گی لیکن اگر ان کو دو سو روپے کی رعایت ملتی ہے لیکن ان کی دو ہزار روپے کی گندم ان

کے گھر میں پڑی رہتی ہے تو پھر اس رعایت کا کوئی فائدہ نہیں وہ گندم خریدنا حکومت کا فرض ہے حکومت کو چاہئے کہ مرکز سے کوئی رعایت لیکر ایسا کرے ' مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ حکومت کو مالی مشکلات درپیش ہیں' لیکن حکومت مرکز سے کوئی رعایت لے کر اس گندم کو خریدے تاکہ زمیندار آئندہ سال گندم کاشت کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کرے' ورنہ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ زمیندار' مکئی 'گنا' چارہ' کاشت کرنا شروع کر دیں گے اور اس سے گندم کی پیداوار میں یقیناً کمی واقع ہوگی۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ اس گندم کو خرید کر آڑھتیوں کو دے۔ کچھ لوگوں سے آڑھتی سستی گندم خرید کر بیٹھ گئے ہیں اور سستی گندم کی اب وہ قیمت لینا چاہتے ہیں۔ حکومت کو اور خاص طور پر وزیر خوراک کو چاہئے کہ وہ اپنے محکمے کو چیک کریں اور محکمے والے دیہات میں جائیں اور لوگوں کے گھروں میں پڑی ہوئی گندم کو خریدیں' میں یہ بھی نہیں کہتا کہ اس گندم کو' کوڑا کرکٹ کو کھانے کی گندم میں ملا دیا جائے لیکن وہ کسی اور جگہ بھی صرف ہو سکتی ہے' استعمال ہو سکتی ہے اور اس کو استعمال کرنا چاہئے۔

اس کے علاوہ جناب والا' میں یہ گزارش کروں کہ میرے حلقے میں ایک سرائے مغل ہائی سکول ہے جس کے نام 18 ایکڑ زمین بھی وقف کی گئی ہے۔ ایک مرحوم زمیندار صوفی عبدالحمید نے وہ زمین وقف کی تھی اور اس علاقہ میں نزدیک نزدیک کوئی کالج نہیں ہے۔ اس کو اگر انٹرمیڈیٹ کالج نہیں بنایا جا سکتا تو کم از کم اس کو ہائر سیکنڈری سکول قرار دیں۔ بھائی پھیرو ٹاؤن کمیٹی کی آبادی تقریباً چالیس ہزار کی آبادی پر مشتمل ہے لیکن وہاں پر بچیوں کیلئے صرف ایک ہائی سکول ہے۔ اس کو بھی اگر آپ انٹرمیڈیٹ کا درجہ نہ دے سکیں تو اس کو ہائیر سیکنڈری سکول کا درجہ دے دیں تو میں بے حد ممنون ہوں گا اور اس طرح میرے علاقے کو فائدہ بھی پہنچے گا۔

جناب والا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے اور اس کے متعلق لوگ خدشہ بھی ظاہر کر رہے ہیں ' آج بھی مرکز سے پتہ نہیں کسی کا بیان آیا ہے میں نے سنا ہے پڑھا نہیں کہ زرعی ٹیکس ضرور لگے گا۔ میں انہیں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ زرعی ٹیکس کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اراکین اسمبلی کی لاشوں سے گزر کر لگ سکتا ہے۔ جناب والا۔ زمیندار وہ زمیندار ہے کاشت کار وہ کاشت کار ہے کہ ہم ملک کی پیداوار کیلئے اپنی اولاد کو قربان کر دیتے ہیں۔ ایک زمیندار کا ایک بیٹا ہوتا ہے اور وہ رات کو جاکر پانی لگاتا ہے' اس کو سانپ کاٹ جاتا ہے اور وہ وہیں پر مرجاتا ہے ' وہ پہلے جاکر پانی باندھتا ہے کہ کہیں میرے ملک کی پیداوار میں کمی نہ ہو جائے' بیٹے کو بعد میں جاکر اٹھاتا ہے اور

پھر ان کہنے والوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ جس زمین پر عشر کوئی فرض نہیں ہے ۔ یہ ایک ترقیاتی معاملہ ہے ۔ جس کو سڑکوں پر' کھالوں پر ' نالیوں پر خرچ کیا جاسکتا ہے اور عشر لگ جانے کے بعد ماسوائے آبیانے کے ' لوکل ریٹ یا ضلع کونسل کی کوئی فیس یا حکومت کی طرف سے عائد کردہ کوئی ٹیکس شرعاً نہیں لگ سکتا۔ جس زرعی زمین سے عشر وصول ہوتا ہے ۔ بیسواں حصہ ' دسواں حصہ' وہاں کسی ٹیکس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر کوئی اس کی کوشش کرے گا تو وہ آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہوگی لیکن ہمارے وزیراعلیٰ نے پچھلے سال کہہ دیا تھا کہ جب تک میں یہاں موجود ہوں کوئی زرعی ٹیکس نہیں لگا سکتا' اس سے صوبے کے عوام میں اطمینان کی لہر دوڑی اور ہم اس سے مطمئن ہیں لیکن جو لوگ مرکز کی طرف سے اس قسم کے بیانات دیکر ہمیں پریشان کرنا چاہتے ہیں' میں انہیں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ زرعی ٹیکس شرعاً نہیں لگا سکتے 'کیونکہ عشر کے بعد کوئی ٹیکس عائد نہیں ہو سکتا' آبیانہ بھی اس لئے ہے کہ ہم ان کو بیسواں حصہ دیتے ہیں اور بارانی علاقوں میں دسواں حصہ دیں تو کوئی لوکل ریٹ' کوئی مالیہ اس پر عائد نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے اسلام کی اور آئین کی خلاف ورزی ہم ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتے اور یہ خلاف ورزی نہیں ہونے دیں گے۔ اس لئے حکومت کو زمینداروں کی پڑی ہوئی گندم کو' کاشت کاروں' زمینداروں کی حوصلہ افزائی کیلئے خریدنا چاہئے اور ان کی زبوں حالی کو ختم کرنے کیلئے اقدامات کرنے چاہیں۔ ایک زمیندار جس کے گھر دو سو من گندم پڑی ہوئی ہے اور اس نے ادھار لیا ہوا ہے' اگر آپ بنک کے قرضے اس سال کی بجائے اگلے سال تک کیلئے ملتوی کر دیں تو وہ ڈبل ہو جائیں گے۔ ہمیں اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا' اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ یا تو یہ قرضے معاف کئے جائیں یا پھر آبیانہ لوکل ریٹ' عشر وغیرہ معاف کئے جائیں اور ہماری پڑی ہوئی گندم کو خریدا جائے۔ چونکہ موسم کی خرابی کی وجہ سے ' میں یہ وثوق سے کہتا ہوں اور یہاں پر کاشت کار اور زمیندار بھائی بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ بھی اس سے واقف ہیں کہ اس سال گندم کی پیداوار 15 من فی ایکڑ کم ہوئی ہے لیکن رقبہ زیادہ کاشت ہو جانے کی وجہ سے اس ہدف کو پورا کیا جا سکتا ہے لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ گندم کی پیداوار 15 من فی ایکڑ کم ہوئی ہے۔ ہماری زبوں حالی کا حل صرف ایک ہے کہ ہمارے گھروں سے وہ گندم اٹھائی جائے جس کو کوئی خرید نہیں رہا اور یہ گندم کوڑا کرکٹ ملانے والے آڑھتیوں سے ہرگز نہ خریدی جائے اور گندم صرف زمیندار سے خریدی جائے اور اگر وہ گندم نہ خریدی گئی تو میں بڑے وثوق کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ آئندہ زمیندار گندم کی کاشت کو پچاس فیصد کم کردے گا کیونکہ ہم یہ کھانا نہیں کھا سکتے۔

ہمیں خسارے کا سودا وارے نہیں کھاتا' مجھے علم ہے کہ میرے سامنے وزیراعلیٰ پنجاب نے وزیراعظم صاحب سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ پنجاب سے باسمتی چاول کی قیمت بڑھائی جائے اور ہم وزیراعظم صاحب کے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے چاول کی قیمت وزیراعلیٰ پنجاب کے مطالبے پر بڑھائی۔ ہم ان سے خوش ہیں لیکن اگر آپ آج بھی حساب کریں کہ آپ کے ہمسایہ ملک میں' ہندوستان میں دھان کی قیمت پاکستانی کرنسی میں 260 روپے فی من ہے۔ ہمیں اب بھی قیمت کم مل رہی ہے۔ زرمبادلہ مرکز کما رہا ہے۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس کی قیمت میں اور اضافہ کیا جانا چاہئے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ' اب مغرب کی نماز کا وقت ہوا چاہتا ہے تو مناسب یہی ہوگا کہ ہم نماز کیلئے وقفہ کرلیں۔ اس لئے اب اجلاس کی کارروائی 7.30 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔ نماز کے بعد اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوگی۔

(اس کے بعد اجلاس کی کارروائی 7.30 بجے تک کیلئے ملتوی کردی گئی)

(اجلاس کی کارروائی سات بجکر بتالیس منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر
وقفہ نماز کے بعد دوبارہ شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا بجٹ پر کوئی اور صاحب تقریر کرنا پسند فرمائیں گے۔

(کسی بھی صاحب نے اپنی رائے ظاہر نہیں کی)

کیا آپ اتفاق کریں گے کہ چونکہ بجٹ پر تقریر کرنے کیلئے میرے پاس کسی صاحب کی کوئی چٹ موجود نہیں ہے اور جیساکہ آپ کو علم ہے کہ دو تین روز پہلے ایک تحریک التوائے کارجناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی اور ایک اور صاحب کی بحث کیلئے منظور ہوئی تھی اور اس کیلئے ایک گھنٹہ کا وقت مقرر کیا گیا تھا تو اگر آپ صاحبان کی رائے ہو تو اب ہاؤس کو Adjourn کرکے اس تحریک التوائے کار پر بحث کی جائے۔

تحریک التوائے کار پر بحث

صوبہ میں بارشوں کی وجہ سے گندم کی تباہی سے متاثرہ کاشتکاروں کی معاشی بحالی کیلئے اقدام

وزیر قانون: جناب والا! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ نہ تو محرک حضرات موجود ہیں اور نہ وہ متعلقہ ایم پی اے صاحب موجود ہیں اور نہ ہی انہیں کوئی اطلاع کی گئی ہے کہ اس کیلئے وقت مقرر ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے کسی کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کے لئے تو وقت مقرر ہو چکا ہے۔ آج کے دن کے لئے وقت مقرر ہو چکا ہے۔

وزیر قانون: ٹھیک ہے جی' مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے اگر آپ چاہیں تو آپ شروع کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک تحریک التوائے کار ہے جو جناب سپیکر صاحب نے منظور فرمائی تھی اور وہ گندم کے مسئلے پر ہے جو حالیہ بارشوں کی وجہ سے گندم کی فصل کو نقصان ہوا ہے۔ اس کے متعلق ایک تحریک التوائے کار ہے جس کو پہلے ایوان میں منظور کیا گیا تھا اور اس پر بحث کیلئے آج کا دن مقرر کیا گیا تھا۔ لہٰذا اب اسمبلی Adjourn کی جاتی ہے اور اس تحریک التوائے کار پر بحث ہوگی اور اس کیلئے ایک گھنٹے کا وقت مقرر ہے تو میں پہلے جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اگر اس کے متعلق کچھ فرمانا چاہیں تو اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ (جھنگ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں بے وقت بارشوں پے درپے طوفان باد و باراں اور شدید ژالہ باری کی بدولت گندم کی کھڑی اور کٹی ہوئی فصل جو کھلیانوں کی صورت میں کھیتوں میں موجود ہے۔ نیست و نابود ہو کر رہ گئی ہے جس نے کاشتکاروں کی معیشت کو بری طرح متاثر کیا ہے کسان تباہی کا شکار ہو گئے ہیں اور اپنی سال بھر کی محنت کے پھل سے محروم ہو گئے ہیں۔ خصوصاً وہ کاشتکار جو قرض کی کھاد اور بیج استعمال کرتے ہیں ان کی تمام امیدیں خاک میں مل گئی ہیں اور وہ ان سوچوں میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ وہ قرض کے بوجھ تلے سسک سسک کر مر جائیں گے۔ کروڑوں

کاشتکاروں کی اربوں روپے کی گندم کی ہولناک تباہی سے زرعی معیشت کا جنازہ اٹھ گیا ہے۔ مگر حکومت نے ان پریشان حال کاشتکاروں کی مالی معاونت کرنے کی بجائے صرف آبیانہ عشر معاف کردیا ہے اور قرضوں کی وصولی معطل کر دی ہے جبکہ سرحد کے اس پار مشرقی پنجاب میں بھی کاشتکار انہی حالات کا شکار ہوئے ہیں اور حکومت نے ان کی معاشی بحالی کے لئے دوسرے اقدام کرنے کے ساتھ ساتھ ایک ہزار روپے فی ایکڑ معاوضہ کا اعلان کیا ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے کاشتکاروں کو تباہ شدہ فصلوں کا معاوضہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے شدید اضطراب اور اشتعال پایا جاتا ہے' لہٰذا استدعا ہے کہ اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے اسمبلی کی کارروائی معطل کی جائے۔

قائد حزب اختلاف: جناب والا۔ اسی سلسلہ میں میری بھی ایک تحریک التوائے کار ہے اور میاں رفیق صاحب کی بھی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر۔

دھقاں ہے کسی قبر کا اگلا ہوا مردہ
پوشیدہ کفن جس کا ابھی زیر زمین ہے

جناب سپیکر! یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ کسی بھی ملک کی حکومت کا ارضی و سماوی آفات پر کسی قسم کا کوئی کنٹرول نہیں ہوتا لیکن جب یہ ارضی اور سماوی آفات انسانوں کی معیشت کو تہس نہس کر دیتے ہیں تو اس وقت ہر مہذب حکومت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ متاثرین کی معاشی اور معاشرتی بحالی کیلئے ہنگامی نوعیت کے اقدامات کا اعلان کرے۔ اپریل کی بے وقت بارشوں طوفان و بادباراں اور شدید ژالہ باری نے پنجاب کے طول و عرض میں زرعی معیشت کو تہس نہس کرکے رکھ دیا ہے اور آج صورتحال یہ ہے کہ ہماری حکومت صرف اخباری بیانوں اور پریس کانفرنسوں میں کاشتکاروں کو صرف ریلیف دے رہی ہے۔ آفت زدہ علاقوں میں نہ تو قرضوں کی وصولیاں معطل کی گئی ہیں اور نہ ہی نئے قرضے اور نئی نقاویوں کے اجراء کا اعلان ہوا ہے۔ آج محکمہ مال اور بنکوں کا عملہ دیہاتوں میں کاشتکاروں کا تعاقب کر رہا ہے اور کاشتکاروں کی بے سرو سامانی کا یہ عالم ہے کہ وہ بیچارے تحصیلوں اور بنکوں کے عملے سے چھپتے پھر رہے ہیں۔ جناب سپیکر' وہ کاشتکار جنہوں نے ہمیشہ وطن عزیز کیلئے قربانیاں دی ہیں وہ کاشتکار جب اس ملک کے بھوکوں کو اناج کی ضرورت ہوتی ہے تو کھیتوں میں ہل چلا کے سردیوں کی ٹھٹھرتی ہوئی راتوں میں اور گرمیوں کی تپتی دوپہروں میں کھیتوں میں

کام کرکے ان بھوکوں کیلئے اناج پیدا کرتا ہے وہ کاشتکار جب اس ملک کے ننگوں کو کپڑے کی ضرورت ہوتی ہے تو اسی کاشتکار کا بیٹا ایک مل مزدور کے روپ میں اسی ملک کے ننگوں کے لیے کپڑا پیدا کرتا ہے۔ جب اس ملک کے بیمار کو دوا کی ضرورت ہوتی ہے تو اسی ملک کے کاشتکار کا بیٹا کارخانے میں رات دن جاگ کر بیماروں کے لئے دوا بناتا ہے۔ حتیٰ کہ جب اس ملک کی سرحدوں پر خطرات ہوتے ہیں تو اسی کاشتکار کا بیٹا ایک فوجی کے روپ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرکے اپنے وطن کی آبرو کو بچاتا ہے لیکن یہ امر کس قدر حیرت ناک ہے مقام ماتم ہے۔ جناب سپیکر کہ اس کاشتکار کی معیشت تباہ و برباد ہو چکی ہے۔ کاشتکار زرعی قرضوں کے بوجھ کے نیچے سسک سسک کر مر رہا ہے۔ سود در سود کی لعنت میں کاشتکاروں سے زندہ رہنے کا حق چھین لیا گیا ہے۔ اور وہ کاشتکار' حشرات الارض سے لیکر اشرف المخلوقات تک جس شخص کے خون پہ پل رہے ہیں آج وہ کھیتوں کے کنارے ایک ایک دانے کے لیے ترس رہا ہے۔ جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے میرا ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے کہ ان کی گندم سے لدی ہوئی ٹرالیاں اگر جناب وزیر خوراک یہاں پر موجود ہیں ان کی گندم کی لدی ہوئی ٹرالیاں خریداری کے مراکز سے باہر کھڑی ہیں اور محکمہ خوراک خریداری سے انکار کر چکا ہے۔ جناب والا! رواں مالی سال تو کاشتکاروں کی تباہی اور بربادی کا سال قرار دیا جانا چاہیئے۔ وہاں موجودہ رواں سال کو محکمہ خوراک کی بدعنوانی اور دھاندلی کا سال بھی قرار دیا جانا چاہیے۔ جناب سپیکر! محکمہ خوراک کی بدعنوانی کا یہ عالم ہے کہ ہر سو بوری کے پیچھے کاشتکار سے دس دس بوری گندم خوراک کا مطالبہ کیا جارہاہے۔ ہر بوری کا وزن 101 کلو کی بجائے 102 اور 103 کلوگرام وصول کیا جا رہا ہے اور جو کاشتکار محکمہ خوراک کے عملہ کو زائد گندم دینے سے انکار کر دیتا ہے اس کی گندم کو بارش سے متاثر اور ناقص قرار دے کر اس کاشتکار کو دھکے دے کر خریداری مرکز سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں نہیں سمجھ پاتا کہ وفاقی حکومت تو ایک طرف یہ اعلان کرتی ہے کہ کاشتکار جس قدر گندم بھی فروخت کیلئے حکومت کو پیش کرے گا حکومت وہ خریدنے کیلئے تیار ہو گی۔ اس طرح کے بیانات صوبائی حکومت کی طرف سے بھی نمائشی طور پر اخبارات میں شائع ہوتے ہیں کہ کاشتکاروں کی تمام گندم خرید کی جائے گی۔ لیکن جناب سپیکر محکمہ خوراک کے ڈائریکٹر فوڈ کا ایک ٹیلیگرام اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں جو اس نے تمام اضلاع کے ناظم خوراک کے نام جاری کیا ہے۔ جس میں وہ یہ کہتا ہے کہ بارش سے متاثر گندم مت خریدی جائے اور جو بھیگی ہوئی اور گیلی گندم ہے اسکو بھی مت خریدا جائے۔ جناب سپیکر! میں یہ سوال کرتا ہوں کہ وہ گندم جو کاشتکار سے محکمہ خرید نے

سے انکار کر دیتا ہے وہ گندم 60 یا 65 روپے من بیوپاری اور آڑھتی خرید لیتا ہے۔ کیا وہ آڑھتی اور بیوپاری گندم اس لیے خرید کرتا ہے کہ وہ اس گندم کو دریا کی لہروں کے سپرد کرنا چاہتا ہے۔ یا وہ ذاتی ذخیرہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں ہے میرا وزیر خوراک سے سوال ہے چونکہ وہ اس وقت یہاں پر موجود نہیں اگر ان کے کوئی رفیق کار یہاں پہ موجود ہیں تو میرا ان سے یہ سوال ہے وہ گندم جو کاشتکار سے 60 یا 65 روپے من خریدی جا رہی ہے وہ گندم کہاں جا رہی ہے۔ وہ گندم محکمہ خوراک آڑھتی اور بیوپاری کی ملی بھگت سے حکومت کے ذخائر میں 80 روپے فی من کے حساب سے فروخت ہو کر جمع ہو رہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس سے جو منافع حاصل ہوتا ہے۔ اس میں گندم کا بیوپاری بھی اور محکمہ خوراک کا انسپکٹر بھی برابر کا شریک ہے۔ اس طریقے سے دوہرا استحصال ہو رہا ہے۔ ایک طرف تو کاشتکار کو لوٹا جا رہا ہے۔ اور دوسری طرف حکومت خزانے کو حکومت کے خزانہ عامرہ پر بھی ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! آج میرے اس صوبے کا کاشتکار جن ابتر حالات کا شکار ہے اور جس طرح اس کی تذلیل کی جا رہی ہے۔ ہم اس پر خاموش تماشائی بن کر نہیں بیٹھ سکتے۔ ہم اپوزیشن کے ارکان جنہوں نے اس صوبہ کے غریب عوام کے حقوق کی نگہداشت کا عہد کر رکھا ہے۔ اگر اسی وقت حکومت پنجاب نے کاشتکاروں کی تمام گندم جتنی بھی محکمہ خوراک کو فروخت کیلئے پیش کریں گے۔ غیر مشروط طور پر خریدنے کا اعلان نہ کیا تو ہم اس بات پر مجبور ہو جائیں گے۔ کہ ہم کل سے حکومت کے صوبائی سیشن کا بائیکاٹ کرنے کے لیے غور کریں کیونکہ ہمارے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں کیونکہ کل ہم نے اپنے علاقوں میں لوٹ کر جانا ہے۔ ہم نے دو دن اپنے حلقہ انتخاب میں گزاریں۔ اس وقت ضلع جھنگ کے اور بھی اراکین اسمبلی یہاں پر موجود ہیں اوران کو بھی ان کے رائے دہندگان نے یہ ضرور سوال کیا ہوگا کہ ان کی گندم محکمہ خوراک کیوں نہیں خرید رہا۔ جناب والا! وہ گندم جو آڑھتی 60 روپے من خریدتا ہے پھر محکمہ خوراک کو سپلائی کرتا ہے وہی گندم محکمہ خوراک کاشتکار سے خریدنے کیلئے کیوں تیار نہیں ہے۔

جناب والا! آج ہم جن لوگوں سے ووٹ حاصل کرکے اس راج محل کے اندر پہنچے ہیں۔ اس راج محل سے باہر ہمارے صوبے کے کاشتکار 'کسان' اور زمیندار ان سوچوں میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ ہم ان کے حقوق کی آواز کس انداز میں بلند کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! وہ وقت دور نہیں کہ ہم لوگ جنہوں نے اپنے رائے دہندگان کی تقدیروں کے ہنگامے اپنی مٹھیوں میں تھام رکھے ہیں۔ اور ہمارے

رائے دہندگان اس عوام میں اٹھنے والی ہر آواز پہ کان دھرے بیٹھے ہیں اگر ہم نے ان لوگوں کے حقوق کیلئے آواز بلند نہ کی تو وہ ہاتھ وہ فولادی ہاتھ جس کے اشارے پر بلے زمین کروٹیں بدلنے لگی ہے وہ ہاتھ ہمارے گریبانوں کی طرف بھی اٹھ سکتا ہے ۔ وہ ہاتھ جسے ایک شاعر نے اپنے خیال میں یوں رقم کیا ہے ۔

یہ ہاتھ کلبن غم ہستی کی ٹہنیاں
یہ ہاتھ جھریوں بھرے مرجھائے ہاتھ جو
سینے سے تیر نوچ کے اپنے لہو کو جام
بھر بھر کے دے رہے ہیں تمہارے غور کو
ممکن نہیں کہ ان گرفت تپان سے تم
با دیر اپنی ساعد نازک بچا سکو
تم نے فصیل قصر کے زخموں میں پھر تو لیں
ہم بے کسوں کی ہڈیاں لیکن یہ جان لو
اے وارثان طرہ طرف کلاہ کے
سیل زمان کے ایک تھپیڑے کی دیر ہے ۔

جناب سپیکر! اس وقت جو صورتحال پنجاب کے دیہاتوں میں ہے وہ کچھ اس طرح ہے کہ کاشتکار وسائل رزق نہ ہونے کی وجہ سے آمدنی کی ذرائع نہ ہونے کی وجہ سے فصل خریف کی کاشت کرنے کے قابل نہیں ہے ۔ ربیع کا جتنا سرمایہ تھا قرض لیکر بینکوں سے اور دوسرے ذرائع سے انہوں نے فصل کاشت کی تھی وہ بارشوں کی نذر ہو گئی ہے ۔ اگر کاشتکاروں کیلئے معاوضے کا اعلان نہ کیا گیا ان کی تمام تر گندم جتنی کہ وہ فروخت کیلئے حکومت کو پیش کریں گے اگر حکومت اسکو نہیں خریدے گی تو جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کل سے یہ ننھی منی اپوزیشن جو اپنے جذبوں میں انتہائی صادق ہے کل سے اس بجٹ اجلاس کا بائیکاٹ کرنے پر غور کرے گی ورنہ آج وزیر خوراک کو اس ایوان میں یہ اعلان کرنا چاہیے کہ کاشتکاروں کی تمام تر گندم جو اس وقت ٹرالیاں لدی ہوئی ہیں پرچیزنگ سنٹر سے باہر کھڑی ہیں ۔ سینکڑوں کی تعداد میں آپ جا کر دیکھیں اگر خریدنے کا اعلان نہیں کرے گی تو پھر جناب والا! ہمارے پاس اسکے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہو گا ۔ کہ ہم اس بجٹ اجلاس کا بائیکاٹ کریں گے ۔ شکریہ ۔

چودھری فضل حسین راہی: جناب والا! کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ آج سب کو پتہ تھا وزیر خوراک کو بھی آج پتہ تھا کہ اس پر بحث ہونی ہے ۔ ان کا یہاں موجود ہونا انتہائی ضروری تھا اور وہ یہاں موجود نہیں اس کے بارے میں جناب سپیکر آپ کیا فرماتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کی طرف سے اطلاع پہنچی ہے کہ وہ کسی مجبوری کی بنا پر آج تشریف نہیں لاسکے ۔ گورنمنٹ کی طرف سے آپ کی باتوں کا جواب بہتر انداز میں دیا جائے گا ۔

چودھری فضل حسین راہی: گورنمنٹ کی طرف سے کون جواب دیں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حکومت کی طرف سے ان کی ایما پر کوئی وزیر جواب دیں گے ۔

چودھری غلام رسول صاحب میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ آپ کو علم ہے ' تحریک التواء کے لیے ایک گھنٹے کا وقت متعین ہے ۔ براہ کرم اس بات کا ضرور خیال فرمائیں ۔ کیونکہ چار پانچ محرک حضرات ہیں اور منسٹر صاحب نے بھی اس پر بحث کرنی ہے ۔ اس لیے وقت کی پابندی کا ضرور خیال رکھا جائے ۔

چودھری غلام رسول: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو علم ہے ' ہمارا ملک زرعی ہے ہمارے ملک کی اسی فی صد آبادی کا انحصار زراعت پر ہے۔ ماسوائے چند اضلاع کے پنجاب بھر میں بارشوں کی وجہ سے جو حالات پیدا ہو چکے ہیں ۔ وہ جناب کے سامنے ہیں ۔ زمینداروں کی سو فی صد فصلات تباہ ہو چکی ہیں ۔ گندم کے علاوہ دیگر فصلات اور سبزیاں وغیرہ بھی ژالہ باری کی وجہ سے کلی طور پر ختم ہو چکی ہیں ۔ اس کے لیے ہمارے وزیر اعلیٰ نے اعلان فرمایا تھا کہ ہم اس کی گندم کو سو فی صد خریدیں گے چاہے سمندر میں ہی غرق کیوں نہ کرنی پڑے ۔ لیکن جیسا کہ پہلے جنجوعہ صاحب نے فرمایا ہے بہت سے مرکزوں پر گندم کو خریدنے سے انکار کیا جا رہا ہے ۔ اس کے علاوہ قرضہ جات کی وصولی کو جو معطل کیا گیا تھا ۔ اس میں بھی زمینداروں کو کافی پریشان کیا جا رہا ہے ۔ ابھی تیسرے دن کی بات ہے کہ میں نے گجرات میں ایک آدمی کی ضمانت کروائی تھی ۔ وہ اس قرضے کی عدم ادائیگی کی وجہ سے دس پندرہ دن سے جیل میں بند تھا ۔ قرضہ جات کی وصولی کو بھی ابھی معطل نہیں کیا گیا اور لوگوں کو پریشان کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا! اس ایوان کی وساطت سے ایک اور ضروری گزارش کروں گا ۔ زراعت کا مسئلہ یہ ہے کہ اس کی ہر فصل کے لیے دس پندرہ دن ہوتے ہیں ۔ اب گندم کی پیداوار

جہاں فی ایکڑ تیس من تھی ۔ وہ بمشکل آٹھ دس من نکلی ہے۔ وہ بھی کسی کام کی نہیں ۔ کوئی اس کو پچاس روپے ساٹھ روپے من بھی خریدنے کے لیے تیار نہیں وہ ساری کی ساری پڑی ہے۔ چنانچہ آئندہ فصل خریف کی بیجائی اور تیاری کے لیے زمینداروں کی فوری طور پر مالی امداد نہ دی گئی ۔ تو وہ فصل بھی متاثر ہو گی ۔ ہماری ربیع کی فصل تو پہلے ہی ختم ہو چکی ہے۔ اگر اس کا فوری طور پر سدباب نہ کیا گیا تو آنے والے فصل خریف پر بھی خاص برا اثر پڑے گا ۔ میں گزارش کروں گا کہ ایک پالیسی بنا کر لوگوں کو فوری طور پر امداد دی جائے ۔ اگر ان کی مالی امداد نہ کی گئی تو ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں ۔ کہ آئندہ گندم کی فصل متاثر ہو گی ۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ حالات ایسے پیدا ہو چکے ہیں ۔ اور زمیندار کی حالت ایسی ہو چکی ہے کہ جس طرح پرانے زمانے میں زمیندار اپنی زمینیں چھوڑ کر بھاگ جایا کرتے تھے یا دوسروں کے نام منتقل کر دیا کرتے تھے ۔ اس طرح وہ کاشتکاری چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں ۔ پانچ یا دس مربعہ کا مالک مالیہ بھی گھر سے ادا نہیں کر سکتا ۔ اس پر اس قدر بھاری ٹیکس ہیں۔ مالیہ وغیرہ کے ریٹ بہت بڑھ چکے ہیں ۔ اس کے دیگر اخراجات بڑھ گئے ہیں ۔ مثلاً ٹریکٹر کی قیمتیں کھاد بیج سب کے نرخ آسمان سے باتیں کر رہے ہیں ۔ اور ایک روپیہ یومیہ بھی کسی کسان کو نہیں بچتا ۔ میں جناب کی وساطت سے دوبارہ گزارش کروں گا کہ حکومت کو فوری طور پر آئندہ فصل کو پیش نظر رکھتے ہوئے مالی امداد ناقابل واپسی فنڈز میں سے زمینداروں کو دی جائے تاکہ آئندہ فصل بروقت کاشت کی جاسکے۔ بہت بہت شکریہ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں افضل حیات صاحب ۔

میاں محمد افضل حیات : جناب سپیکر! آج کی زراعت میں اور ماضی کی زراعت میں زمین آسمان کا فرق ہے ۔ آج کی زراعت میں جو لاگت آتی ہے ' اس میں جو انوسٹمنٹ کرنی پڑتی ہے ۔ وہ اسی حساب سے ہے جس طریقے سے کسی اور کاروبار میں کرنی پڑتی ہے۔ اس دفعہ کاشتکار اور زمیندار کو جو نقصان ہوا ہے ' اس نے اس کی معیشت کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے ۔ اس تحریک میں دو تین چیزیں الگ الگ ہیں ۔ جن کے اوپر فیصلہ کرنا نہایت ضروری ہے ۔ ایک تو یہ ہے کہ آئندہ کیا کیا جائے ۔ ایک یہ ہے کہ جو ہوا ہے اس کے متعلق کیا کیا جائے۔ جناب والا! اس کے علاوہ سب سے بڑی بات محکمہ خوارک کی کوتاہیاں ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ بارشوں کے ہونے کا تو انہیں ایک بہانہ دے دیا ہے۔ ورنہ محکمہ خوراک اس قابل ہی نہ تھا کہ وہ کاشتکار سے گندم خرید کر سکے ۔ کیونکہ

انہوں نے جو سب سے پہلے بات کہی ۔ وہ یہ تھی کہ ہمارے پاس سٹوریج کی گنجائش نہیں ۔ جناب والا! یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ وزیر خوراک اور محکمہ خوراک کا آپس میں کوئی تعلق ہی نہ تھا ۔ وزیر خوراک صاحب کچھ فرما رہے تھے ۔اور محکمہ خوراک کے ڈائریکٹر صاحب نیچے اپنے ماتحتوں کو کچھ اور تاریں اور چٹھیاں بھیج رہے تھے ۔ حکومت کی طرف سے یہ اعلان آرہا تھا کہ ساری گندم خریدی جائے گی ان کی چٹھیاں جا رہی تھیں کہ بالکل نہ خرید ' یہ خراب گندم ہے ۔ اصل وجہ گندم کی خرابی نہ تھی ۔ اصل وجہ یہ ہے کہ جو پچھلے سال بھی بمپر کراپ ہوئی ہے۔ اس کی وجہ سے ان کے پاس سٹوریج کی مزید گنجائش نہیں تھی ۔ اور اس کی ساری سزا سراسر کاشتکاروں کو دی جا رہی ہے ۔ اس کی معیشت کو اس برے طریقے سے پامال کیا جا رہا ہے ۔ جس کی کوئی انتہا نہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ محکمہ خوراک کا یہ عمل ایک کوتاہی ہی نہیں ' بلکہ ایک مجرمانہ فعل ہے جس کے لیے الگ ایکشن ہونا چاہیے ۔

ملک طیب خان اعوان: جناب والا! میرے ایک معزز رکن نے ایک چھٹی بھی ایوان کے سامنے پیش کی ہے ۔ قائد حزب اختلاف بھی یہ فرما رہے ہیں۔ یہ وضاحت کی جائے کہ چیف منسٹر کے اعلان کے بعد کی چٹھی ہے یا اس سے پہلے کی چٹھی ہے ۔ اگر چٹھی اس سے پہلے کی ہے تو اس سے موجودہ حکومت پر تنقید کرنا میرے خیال میں جائز نہیں ہے ۔ یہ چٹھیاں اس اعلان سے پہلے کی ہیں۔ اس اعلان کے بعد کی چٹھیاں نہیں ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب حکومت کا نقطہ نظر آئے گا تو وہ انشاء اللہ اس معاملے میں خود ہی نمٹ لیں گے ۔

میاں محمد افضل حیات: میں خود بھی اس قسم کی بات کا جواب دینا کوئی مناسب نہیں سمجھتا ۔ ایک واقعہ ایسا بھی ہوا ہے کہ میں نے جب محکمہ خوراک والوں سے خریداری کے متعلق رابطہ قائم کیا تو انہوں نے کہا کہ جناب وزیر خوراک کی کیا بات ہے ۔ انہوں نے تو یہ بھی اعلان کر دیا ہے کہ ہم نے ٹھیکیداری سسٹم ختم کر دیا ہے ۔ لیکن ہمارا ٹھیکیداری سسٹم تو ابھی تک جاری ہے ۔

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس مجرمانہ طریقے سے زمیندار اور کاشتکار سے گندم نہ خرید کر محکمہ خوارک نے نقصان پہنچایا ہے اگر اس کے خلاف صحیح ایکشن نہ لیا گیا تو یہ ایک نہایت غلط بات ہو گی ۔ جس کی وجہ سے کاشتکار آئندہ کبھی گندم نہیں بوئے گا۔ وہ صرف اتنی بوئے گا جس سے

وہ صرف اپنا گزارہ کر سکے ۔ وہ حکومت کو اور محکمہ کو دینے کے لیے کبھی اعتبار نہیں کرے گا ۔ جناب والا! اگلے ہی دن ایک اور اعلان ہوا ہے کہ حکومت نے دھان کی سپورٹ پرائس بڑھا دی ہے ۔ ان سپورٹس پرائسز کا رکھنا یا بڑھانا اس کا کیا فائدہ کہ جب وہ سپورٹ پرائس کاشتکار کو دی ہی نہیں جاتی ۔ جناب والا! میں اس میں یہی عرض کروں گا کہ اگر حکومت نے اس سلسلے میں کوئی واضح اور ٹھوس کام نہ کیا اور زمینداروں کو ایسے ہی نقصان پہنچا تو اس کے لیے کوئی عملی قدم اٹھانے کی ضرورت پیش آئے گی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری محمد رفیق صاحب ۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر

راج محل کے باہر سوچ میں ڈوبے شہر اور گلیوں
بل کی آنی فولادی پنجے کڑیل باہیں
لیکن جو ہر راحت کو ٹھکرائیں
آگ پئیں اور پھول کھلائیں ۔

جناب سپیکر! ان اشعار میں ہمارے اس دہقان کی تصویر اور منظر کشی کی گئی جو خود تو اتنے دکھ اٹھاتا ہے دوپہر کی تپتی دھوپ میں خود آگ پیتا ہے لیکن دوسروں کے لیے پھول کھلاتا ہے ۔ اور سارا سال، موسم کی ان شدتوں میں دن رات اپنے کھیتوں کی دھرتی کا سینہ چیر کر دانے اگاتا ہے ۔ لیکن اس کے عوض میں اسی دہقان کا اور اسی کاشتکار کا جسطرح سے استحصال کیا جاتا ہے ۔ وہ میرے اس معزز ایوان کے بھائی سب جانتے ہیں ۔ اس ملک کی تقریباً 85 فیصد آبادی کسی نہ کسی شکل میں کاشتکاری سے منسلک ہے جو کہ چھوٹے چھوٹے کاشتکار بھی اس سے منسلک ہیں لیکن جناب سپیکر ان حالیہ برسات میں باقی استحصال تو جو تھا ہے ۔ میں اس معزز ایوان کی توجہ سردست اس طرف نہیں لے جانا چاہتا ہوں چونکہ اس وقت جو موضوع ہے وہ حالیہ برسات میں جو آفت زدہ علاقہ جات قرار دیے گئے ہیں ان میں کاشتکار کا کس انداز میں استحصال ہوا ہے ۔ مجھ سے پہلے میرے دوست جنجوعہ صاحب نے اس کی بہت اچھی منظر کشی کی ہے ۔ میں بھی اس میں تھوڑا سا اضافہ یوں کرتا ہوں کہ جہاں جہاں بھی حالیہ برسات میں نقصان ہوا ہے۔ وہ تو شدت کا نقصان ہے ۔ اور کاشتکاروں کی کچھ گندم خراب ہو گئی ہے ۔ یا بالکل ضائع ہو گئی ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس سال کی جو پیداوار ہے جس کی طرف

سے خاص توجہ دلانا چاہتا ہوں' جہاں برسات بھی نہیں ہوئی ہے ۔ وہاں پر بھی اوسط پیداوار فی ایکڑ پچھلے سال سے میرے خیال میں آدھی ہے ۔ اس لحاظ سے اگر جناب سپیکر آپ سوچیں کہ حالیہ برسات سے ہمارے کاشتکار کو نقصان ہوا ہے اور دوہرے موسم کے ناموافق ہونے کی وجہ سے عام پیداوار میں بھی اوسط فی ایکڑ پیداوار کم رہی ہے ۔ لیکن اس کے باوجود کاشتکار کے لیے خریداری کے مرکز میں ان کی خریداری نہیں ہو رہی ہے اس پر بھی کاشتکار پریشان ہے چونکہ حکومت کی طرف سے مناسب اقدامات نہیں کئے گئے ہیں ۔ تاکہ ان کاشتکاروں کی گندم کلی طور پر خرید لی جاتی تاکہ اس کا کچھ تو مسئلہ حل ہوتا ہے ۔

سید اقبال احمد شاہ : جناب سپیکر! جو پہلے بات ہو چکی ہے ۔ اور جو جنجوعہ صاحب کر چکے ہیں اسکو دھرانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس طرح وقت کا ضیاع ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات درست ہے میں معزز رکن سے التماس کرونگا وقت کی کمی کے پیش نظر اس سے آپ گریز فرمائیں ۔

چودھری محمد رفیق : جناب سپیکر! میں یہ عرض کرونگا باتیں تو سب ایک ہی ہیں جو کاشتکار کے ساتھ استحصال ہوا اور جو نقصان ہوا ہے ۔ اس لئے اگر میرے دوست کوئی نئی بات لاسکتے ہیں تو میں انہی کو دعوت دیتا ہوں 'یہی کوئی نئی بات کریں ۔ جناب سپیکر! جہاں تک آفت زدہ علاقے کا معاملہ ہے میں اس پر بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں مجھے یہ اعتراض بھی ہے کہ بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں شدید بارشوں نے نقصان پہنچایا انہیں آفت زدہ علاقہ قرار دیا جانا چاہیے تھا۔ لیکن ان کو آفت زدہ قرار نہیں دیا گیا کچھ علاقہ جات ایسے بھی ہیں جہاں برسات نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا لیکن خصوصی وجوہات کی بنا پر ان کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا گیا اس پر بھی حکومت کو نظر رکھنی چاہیے ۔ اور میں یہ مطالبہ کرونگا کہ نئے سرے سے ان سب کا سروے کیا جانا چاہیے ۔ کہ جو جو علاقہ جات آفت زدہ قرار دیے گئے ہیں کیا واقعی وہ صحیح آفت زدہ قرار دیے گئے اور ان میں ایسے دیگر علاقہ جات نہیں ہونے چاہیں جہاں پر برسات نہیں ہوئی ہے ۔ جناب سپیکر! یہاں پر قرضہ جات کی بات ہوئی ہے ۔ اس ضمن میں میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں پر صنعتکاروں کو اربوں روپے کے قرضہ جات کی معافی ہوئی ہے۔ ہمارے یہ کاشتکار بھائی ان سے کہیں زیادہ معافی کے مستحق ہیں اور حقدار ہیں انکے قرضہ جات یقینی طور پر اور ضروری طور پر معاف ہونے چاہئیں ۔ نہ کہ قرضہ جات معاف ہونے

چاہیں بلکہ معاوضہ کے طور پر کوئی معقول رقم کا اعلان ہونا چاہیے۔ جیسا کہ سرحد پار بھارت میں ایک ہزار روپیہ فی ایکڑ کا اعلان کیا گیا تھا۔ جبکہ یہی ایک ہزار روپے ہمارے پاکستان میں دو تین ہزار کے لگ بھگ ہے۔ حکومت کی طرف سے عشر اور مالیہ کی معافی کے اعلان کو میں کافی نہیں سمجھتا ہوں۔ کیونکہ گندم کی پیداوار کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب ذرا مختصر فرمائیں اور کوئی نئی بات لائیں۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! نئی بات کہاں سے لائیں۔ میں اپنی گزارشات کے ساتھ وہی دھراتا ہوں کہ اگر حکومت نے مناسب اقدامات نہ کئے یا کوئی بروقت اعلان نہ کیا تو ہم یہ بات سوچنے پر مجبور ہونگے کہ کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ جس سے حکومت کی سوچ کو یا حکومت کو جھنجھوڑا جاسکے۔ لازمی طور پر ہم اس بجٹ سیشن کا بائیکاٹ کرنے کا سوچیں گے۔ اور آخر میں جناب سپیکر میں ان بھائیوں کے لے ایک آخری بات عرض کرنا چاہوں گا کسی دیہاتی کی جان کے لیے جو دن رات دھرتی کا سینہ چیرتا ہے پہچانو اس دیہاتی کو جو امن کے زمانے میں اپنے بھائیوں کے لیے دھرتی کا سینہ چیر کر دانے اگاتا ہے اور جنگ کے زمانہ میں اپنی اس ہل کی تلوار سے ملک کی رکھشا کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ذکیہ شاہنواز صاحبہ

محترمہ ذکیہ شاہنواز: جناب سپیکر! میں تکرار سے بچنے کیلئے بات مختصر کروں گی۔ سب کو معلوم ہے کہ اس دفعہ زمینداروں کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ گندم کی فصل کے متعلق پورے ہاؤس کو بھی پتہ ہے اور پنجاب میں بھی سب کو معلوم ہے۔ میں اسوقت میلے خیل تحصیل کی بات کرونگی جو ہمارا بارانی علاقہ ہے آپ اگر ریکارڈ چیک کریں۔ تو آپ دیکھیں گے کہ ہر علاقہ میں آبادی بڑھ رہی ہے۔ یہ ہماری ایسی تحصیل ہے کہ اگر آپ اسکا ریکارڈ چیک کریں۔ تو آبادی بڑھنے کی کی بجائے کم ہوتی جارہی ہے کیونکہ لوگ بھوک کی وجہ سے یہاں سے بھاگ رہے ہیں۔ یہ لوگ بھوک کی وجہ سے دوسرے علاقوں میں جا رہے ہیں۔ ہماری اس تحصیل کابہت نقصان ہوا ہے۔ ہمارے تحصیل کے لوگوں کی طرف سے بہت درخواستیں ہمیں موصول ہوئیں ہیں۔ اسکو آفت زدہ علاقہ قرار دیا جائے اور ان لوگوں کے قرضہ جات معاف کیے جائیں یہ ان کا مطالبہ ہے اور تیسرا یہ ہے کہ جب حکومت ان کی گندم خریدے تو براہ راست خرید کی جائے اور ایجنٹس کے ذریعے نہ خرید کی جائے۔ کیونکہ ایجنٹس

ان کو تنگ کرتے ہیں ۔ اور گندم بھی کم نرخ پر لیتے ہیں ۔ اور وہ حکومت کو زیادہ نرخ پر گندم بیچتے ہیں اسطرح زمیندار کو اور بھی زیادہ نقصان ہوتا ہے ۔ میں ابھی سوچ رہی تھی جب یہ بات چیت ہو رہی ہے ہماری آئندہ جو کپاس کی فصل ہو گی اس کے ریٹس 1979ء کے جو تھے وہ آجکل بھی وہی ہیں لیکن بہت زیادہ مہنگائی ہو گئی ہے ۔ لیکن کاٹن کے ریٹس نہیں بڑھے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بیگم صاحبہ اس وقت چونکہ گندم کے متعلق بات ہو رہی ہے آپ اس کے متعلق بات فرمائیں ۔

محترمہ ذکیہ شاہنواز: جناب سپیکر! یہ اسکے ساتھ منسلک ہے میں یہی کہہ رہی تھی کہ انکو ریلیف دینے کے لیے انکا جو گندم کا نقصان ہوا ہے۔ اگر آپ زمینداروں کی طرف سوچیں تو آپ حیران ہونگے اور ہم انکو اتنی زیادہ امداد نہیں دے سکتے ۔ اگر ہم انکا آگے خیال رکھیں تو اسطرح آئندہ کے لیے انکو ریلیف مل سکتی ہے ۔ یہ سب اسی کے ساتھ منسلک ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی غلام رسول صاحب!

حاجی غلام رسول خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر! آپ کے سامنے خاص کر گندم کا مسئلہ شروع ہے۔ جنجوعہ صاحب نے اور باقی دوستوں نے آپ کے سامنے بیان کیا تو میں اتنا عرض کرتا ہوں کہ پنجاب کا زیادہ تر علاقہ نہری ہے ۔ ضلع میانوالی میں تھوڑے سے علاقے میں نہری نظام ہے اور خاص کر تحصیل عیسٰے خیل اور زیادہ تر میانوالی ضلع کا حصہ بارانی ہے ہماری ایک ہی فصل ہوتی ہے جو کہ اپنے ٹیوب ویل لگا کر کاشت کی جاتی ہے ۔ لیکن گورنمنٹ کی طرف سے ہمیں کوئی سہولت نہیں ملی ہے کہ ہمیں نہری پانی ملے یا اس سلسلے میں کوئی سہولت ہو ۔ جو گندم پیدا ہوئی اس کے لیے آج تک ہم رو رہے ہیں ۔ جناب وزیر خوراک نے بھی آڈٹ کیا ۔ میں لکھ کر لے گیا کہ دس ہزار بوری گندم زمینداروں کی باہر پڑی ہے ۔ بوریاں اپنی ضمانت پر لے گئے ہیں ۔ ایک بوری نہیں رہی۔ اور وہی گندم ہم کھا رہے ہیں ۔ اگر ہم آڑھتی کو دیں تو فوڈ والے لیتے ہیں۔ میرے ساتھ محکمہ فوڈ والے آج چلے جائیں کہ گندم انہوں نے خریدی ہے ۔ جو پڑی ہے اگر اس میں ایک فیصد بھی فرق ہو جائے تو میں جرم دار ہوں گا اس سے بڑی زیادتی آپ کہاں دیکھیں گے کہ یعنی منسٹر صاحب نے میرے سامنے فون بھی کیا اور لکھ کر بھی دیا کہ گندم اٹھائیں ۔ تو انہوں نے کہا کہ جناب منسٹر یہ لکھے کہ اگر کوالٹی میں فرق ہے تو بھی لو ۔ حالانکہ جو انہوں نے لی ہے ۔ وہ میرے سامنے چیک کرا لیں ۔

تو اب مسئلہ محاذ آرائی پر آگیا ہے ۔ دکاندار ان سے ڈیڑھ سو روپے فی بوری لیتے ہیں اور یہی گندم محکمہ فوڈ کو بیچتے ہیں۔ گندم اور تو کہیں سے نہیں آئی اور آپ اندازہ لگائیں کہ ایک بارانی ایریے میں جس بیچارے کی کل سو بوری گندم ہوئی ہے ۔ اور اس نے بیس ہزار روپیہ ٹیوب ویل کا بل ادا کیا ہے۔ کہ کنکشن اس کے کاٹے جا رہے ہیں ۔ گندم آپ نہ لیں تو وہ کہاں جائے ۔ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ اگر یہ حالت ہوئی اور آپ نے گندم نہ لی اور زمیندار وہاں سے چلے گئے تو وہاں آباد ہونے کے لیے بھی آپ کو کچھ جگہ نہیں ملے گی۔ آپ ایک آدمی کو رستے سے پکڑتے ہیں اور سات مرلے کا پلاٹ دیتے ہیں کہ مکان نہیں ہے وہ تو خود نقل مکانی کرکے شہروں میں آجائیں گے ۔ جب آپ نے اسے زمینداری پر لگایا اور وہ روزی نہیں کما سکتے اور جو انہوں نے مزدوری کی اس کی اگر آپ محنت نہیں دیں گے تو وہ کہاں جائیں گے ۔ میں اتنا عرض کرتا ہوں کہ مہربانی فرما کر خاص کر میانوالی اور تحصیل عیسےٰ خیل میں جن زمینداروں کے ٹیوب ویل ہیں ایک تو ان کی گندم لی جائے چونکہ اس دفعہ کاشت اگر پہلے دس من ہوتی تھی تو آج چار ہی من بھی نہیں ہوئی ہے ۔ اور پہاڑی نالوں نے اتنی تباہی کی ڈی سی نے بھی لکھا لیکن آج زمیندار اس لیے مایوس ہو گیا ہے کہ جب فوڈ والوں نے انکار کیا تو جناب چیف منسٹر نے کہا کہ ہم گندم لیں گے۔ وزیر خوراک نے کہا کہ ہم گندم لیں گے لیکن آج جب زمیندار جاتا ہے تو اس سے کوئی گندم نہیں لیتا ۔ میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ زمیندار بے حد بری حالت میں ہے۔ جنجوعہ صاحب کہہ رہے تھے کہ میں ڈر کے مارا اپنے علاقے میں دو دن کی چھٹی نہیں گیا کہ پتا نہیں کیا حشر ہوگا ۔ اگر یہی حال ہے تو آپ میرے ساتھ وزیر خوراک کو بھیج دیں ۔ میں بھی ساتھ جاتا ہوں ۔ آپ پتا کر لیں کہ ہمارا حشر کیا ہوتا ہے ۔ میں اس ڈر سے وہاں جا ہی نہیں رہا کہ ہمارا حشر کیا ہو گا ۔ ایک غریب آدمی کی سو بوری گندم ہوئی ہے اور آپ اسے نہ لیں۔ اس کے ٹیوب ویل کا کنکشن کاٹا جا رہا ہے ۔ تو مجھے بتائیں کہ ان لوگوں کو آپ کہاں لے جائیں گے ۔ تو خدا کے لیے ضلع میانوالی جس کے متعلق ڈی سی نے بھی لکھا ہے کہ اسے آفت زدہ قرار دیا جائے ۔ مثلاً نہر کا پانی پنجاب گورنمنٹ کا ہے ۔ آپ اس کو معاف کر دیں گے ۔ ٹیوب ویل تو سنٹر گورنمنٹ کا ہے وہ تو ایک آنہ بھی معاف نہیں کرتے ۔ ہم کہاں جائیں ۔ آپ مہربانی کرکے جو ٹیوب ویل کے بل ہیں وہ بھی معاف کئے جائیں اور جو تھوڑی بہت ہماری گندم پڑی ہے اسے فوری طور پر لیا جائے شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں ممتاز احمد تمیانہ صاحب!

میاں ممتاز احمد تمیانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس انتہائی اہم موضوع پر بات کرنے کے اجازت مرحمت فرمائی۔ جناب سپیکر! آج یہاں پر جس تحریک التوء پر بحث ہو رہی ہے وہ ربیع کی فصل کی تباہ کاریوں کے سلسلے میں ہے۔ بدقسمتی سے میرا وہ علاقہ ہے جہاں پر یکے بعد دیگرے تین فصلات تباہ ہو چکی ہیں۔ لہٰذا اس میں کچھ اضافے کے ساتھ کچھ گزارشات کرنا چاہونگا کہ پچھلے سال خریف 87-1986 کی فصل پر ہمارے علاقے بہاولنگر اور خاص طور پر تحصیل چشتیاں میں جس قدر ژالہ باری اور بارشوں سے تباہی ہوئی اس کی مثال ہمارے ضلع کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ابھی ان کسانوں نے اس خریف کے نقصانات کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا نہیں کیا تھا کہ ربیع 87-1986 کی فصل پر ژالہ باری ہوئی اور بارشوں سے ربیع کی تمام فصل تباہ برباد ہو گئی۔ جناب سپیکر! یہ انتہائی افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ موجودہ خریف کی فصل کو ابھی ہم نے کاشت کرکے اطمینان کا سانس لیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس پر برکت فرمائے اور ہم پچھلے قرضوں سے چھٹکارا حاصل کریں گے۔ وہ بھی بارشوں سے تباہ برباد ہو گئی ہے۔ ایسی صورتحال میں جب کہ آج ایک کسان ایک فصل کا خسارہ برداشت کرنے کے قابل نہیں آپ خیال فرمائیں کہ جن کسانوں کی فصلات یکے بعد دیگرے تین دفعہ تباہ و برباد ہو گئی ہیں وہ اس قابل بھی کہاں رہ گئے ہونگے کہ روٹی بھی کھا سکیں۔ یا اپنے بچوں کا پیٹ پال سکیں۔ جناب سپیکر! صرف فصلات ہی تباہ نہیں ہوئیں بلکہ گھر تباہ ہو گئے ہیں۔ مکانات گر گئے ہیں۔ اور اچھے بھلے بستے شہر مٹی کے ڈھیر کی صورت اختیار کر گئے ہیں۔ ایسی صورتحال میں میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے دورہ فرمایا۔ انہوں نے اپنی تمام مصروفیات ترک کرکے بہاولنگر تشریف لے جا کر وہاں کی تمام چیزوں کا معائنہ کیا۔ بے شک انہوں نے ہماری ان تباہ کاریوں پر ریلیف فنڈ سے ہمیں لاکھوں روپے دیے۔ ریلیف فنڈ سے ہمیں بے شمار ٹینٹ دیے گئے۔ جن میں لوگ آج تک اپنا سر چھپائے بیٹھے ہیں۔

لیکن جناب سپیکر! نقصانات اتنے زیادہ ہیں۔ تباہیاں اتنی زیادہ ہیں کہ ان میں حکومت کی طرف سے یہ معاونت بھی کوئی خاطر خواہ نتائج لانے میں ناکام رہی ہے۔ جناب سپیکر! میرے کچھ دوست یہ کہہ رہے تھے کہ گندم کی خریداری سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ میں بھی مانتا ہوں کہ اس وقت موجودہ صورتحال میں گندم کی خریداری واقعی زمیندار کے لئے بہت بڑا مسئلہ ہے لیکن ہمارے پاس اس کے علاوہ بھی بہت سے مسائل ہیں جہاں پر زمینداروں کے پاس کھانے تک کی گندم نہیں ہے۔ خریدنے

کا تو بعد میں مسئلہ آتا ہے وہاں تو خریداری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب اگر وہاں کہیں پر کچھ گندم بچ بھی گئی ہے تو ان خدائی آفات کے ساتھ ایک اور وفاقی آفت ہمارے علاقے میں آ پڑی ہے۔ جس کا نام پاسکو (PASCO) ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس پاسکو میں کونسی ایسی خوبی ہے جس مزید وسعت دی جا رہی ہے۔ اور ہر سال ایک نئی تحصیل ان کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ تحصیل چشتیاں کا علاقہ بدقسمتی سے اس سال پاسکو کی زد میں آگیا اور جو گندم تھوڑی کسانوں نے بچا کر ان کی طرف رخ کیا تو نہ ان کو باردانہ ملتا ہے نہ ان کی کوئی قیمت دی جاتی ہے۔ نہ ان کی خریداری کی جاتی ہے۔ جناب والا! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان حالات میں ریونیو اور بینک کے مینیجر صاحبان نے گرفتاریاں شروع کر دیں۔ جناب سپیکر! یہ ظلم کی انتہا ہے کہ جب انہیں ایک پیسہ بھی نہیں مل رہا اور وہاں پر ان کی گندم نہیں خریدی جا رہی ہے۔ جہاں وہ تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ اور ان کے گھر اجڑ گئے ہیں وہاں اس کے برعکس ان کو ہتھکڑیاں پہنا کر جیلوں میں بھیجا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! ان حالات میں اور کیا گزارش کروں۔ میں اسی بات پر اکتفا کرتا ہوں کہ اگر ان کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں رہا ان کے پاس قرضوں کی ادائیگی کے لیے کچھ نہیں رہا تو کم از کم ان پر رحم فرمائیں۔ میں اپنی موجود حکومت سے یہ گزارش کرونگا کہ قرضوں کے لیے فوری طور پر آرڈر فرمائیں کہ اس سلسلہ میں کم از کم انہیں جیلوں کی ہوا تو نہ کھانی پڑے۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ انتہائی افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہماری وہ ایجنسیاں جنہوں نے ان زمینداروں کو دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا حوصلہ دلانا تھا۔ ان محکموں نے جنہوں نے ان کو دوبارہ زندگی دینی تھی اور ان کے کھیتوں کی دوبارہ رونق بحال کرنی تھی۔ ان کا کردار انتہائی مایوس کن ہے۔ یہاں پر ہماری کوآپریٹو سوسائٹیز کے محکمہ کی پالیسیاں اور اس کا طریقہ کار مایوس کن ہے وہاں پر ہمارے کمرشل بنک جو کہ بلاسود قرضے دینے کے پابند ہیں انہوں نے ایک کاروبار اختیار کر رکھا ہے۔ بجائے اس کے کہ چھوٹے زمینداروں کو وہ بلا سود قرضے دیکر ان کی بحالی میں کچھ مدد کرتے انہوں نے کاروباری لوگوں کے ساتھ کھاتے کھول رکھے ہیں۔ اور کسی بھی چھوٹے زمیندار کو کوئی زرعی قرضہ میسر نہیں ہے۔ ہماری کوآپریٹو سوسائٹیاں جن کا طریقہ سرے سے ہی مجھے محسوس نہیں ہوتا کہ صحیح ہو ان کے متعلق گزارش یہ کرونگا کہ ان کے منشر انچارج موجود ہیں۔ ان سے گزارش کرونگا کہ جہاں پر وہ کھاد اور بیج وغیرہ کا انتظام کریں اس میں ایک شق پیدا کریں تاکہ ڈیزل اور دوسری زرعی ضروریات کے لیے ان کو کچھ نقدی کی صورت میں بھی عطا کیا جائے۔ سوسائیٹیوں میں صرف کیش نہیں دیا جاتا ہے۔ جنس کی صورت میں قرضہ دیا جاتا ہے جو

کہ ہمارے حالت کے مطابق زمینداروں کے لیے ناکافی ہے ۔ بنک فیڈرل گورنمنٹ کے تحت آتے ہیں ۔ ان کا کوئی حساب نہیں ۔ ان کا کوئی احتساب نہیں ہے۔ ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے ۔ اور نہ ہی وہ کسی کے سامنے جواب دہ ہیں ایسے حالات میں اگر فوری طور پر کوئی ایکشن نہ لیا گیا تو مجھے خدشہ ہے کہ ہماری آنے والی نسلیں ان زمینوں پر کبھی کوئی کاشت نہیں کرسکے گی ۔ اس لیے میں آخر میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ جہاں پر فوری طور پر کوئی ایکشن نہ لیا گیا اور فوری طور پر ان حالات کو بہتر نہ کیا گیا اور قرضوں کی سہولت کو زیادہ بہتر نہ کیا گیا مجھے خدشہ ہے کہ ہمارے آنے والی نسلیں ان زمینوں پر کبھی کوئی کاشت نہیں کرسکے گی ۔ اس لئے میں آخر آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ جہاں پر فوری طور پر ربیع کی خریداری کو یقینی بنانا ہے ۔ وہاں پر آئندہ کے لیے قرضہ جات اور ہماری تحصیل چشتیاں میں خاص طور پر جو موجودہ تین چار دن سے بارشوں کا سلسلہ ہوا ہے اور اس سے جو تباہ کاریاں ہوئی ہیں ۔ ان پر فوری طور توجہ دلائی جائے ۔ اور ہماری حکومت کے نمائندے یا ہمارے منسٹر صاحبان وہاں پر جا کر ان نقصانات کے ازالے کے لیے ضروری اقدامات کریں ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری گل نواز وڑائچ

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں جناب کا مشکور ہوں کہ مجھے جناب نے وقت دیا۔ گندم زمیندار کی تکلیف ' پاسکو اور محکمہ فوڈ کے متعلق ہر آدمی بڑی تفصیل سے بتا چکا ہے۔ میں اس کے لیے آپ کا وقت نہیں ضائع کرنا چاہتا ہوں کہ میں اسے دھراؤں میں مختصراً عرض کروں گا کہ آپ سروے کروائیں ۔ ایک زمیندار جس کے گھر کے تمام افراد سارا دن کام کرتے ہیں ۔ اور انہیں شام کو کیا بچتا ہے ۔ یہ آپ سروے کروا لیں۔ انہیں چار آنے سے زیادہ نہیں بچتا ہے ۔ تو خدا کے لیے اس زمیندار کو سویا رہنے دیں ۔ اس کے امداد کریں ۔ اگر اسے ہوش آگئی اور اس نے حساب کیا تو ملک میں ایک انقلاب آجائے گا ۔ اس زمیندار کی بے وقوفی سے آپ فائدہ اٹھائیں۔ اس سے پیار کریں ۔ ورنہ جاگ اٹھا تو ایک انقلاب آجائیگا ۔ جو آدمی سارا دن محنت کرتا اور صبح سے شام تک اس کی بچیاں محنت کرتی ہیں اور عورتیں محنت کرتی ہیں ۔ اس کی بچت کیا ہے ۔ چار آنے روزانہ یہ آپ سروے کرکے دیکھ لیں اگر اس سے زیادہ ہو تو مجھے جو بھی سزا دیں میں ماننے کے لیے تیار ہوں اور اس کے لیے ایک کمیٹی بنا لیں ۔ جو کہ سروے کرے ۔

چودھری محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! میرے محترم بزرگ نے کاشتکار اور

دہقان کو جو کہ اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے ۔ شاید اس لیے اسے ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے کہ یہ بے وقوف سویا رہے ۔ جیسا کہ ابھی تک انہوں نے فرمایا ہے کہ اس دہقان کی بے وقوفی سے فائدہ اٹھایا جائے ۔ میں اس سے احتجاج کرتا ہوں کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب اس سے ان کا مقصد کسان کی تضحیک نہیں تھا اور نہ ہی یہ کوئی اس قسم کی بات ہے جو کہ آپ پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

چودھری محمد رفیق: ایک کسان ہی تو ہے جس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہے ۔ وہ انہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ موجودہ نظام استحصالی نظام ہے ۔ اور اس نظام کے تحت وہ کاشتکار کا استحصال کر رہے ہیں اور اسکی بے وقوفی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر! میں خدا کے حضور دعا ہی کر سکتا ہوں کہ میرے بھائی کو خدا عقل دے دے ۔ (آمین) اور سارے بھائی مل کر یہ دعا مانگیں کہ انکا دماغ درست ہوجائے ۔ اور یہ درست باتیں کریں ۔ میرے بھائیوں نے نہ صرف یہ عرض کیا ہے ۔ کہ میں ایک کسان ہوں 'میں ایک کاشتکار ہوں' میں حساب نہیں کرتا ہوں میں اس لیے کہتا ہوں ----

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! وقت تھوڑا ہے 'اگر آپ یہ پوائنٹ آف آرڈز کی نظر کر دیں تو اس میں آپ ہی کا نقصان ہو گا ۔ جی فرمائیے ۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! ایک انگریزی محاورہ ہے کہاوت ہے کہ دنیا میں بے وقوف وہ ہے جو اپنے آپ کو عقل مند سمجھتا ہے ۔ اس سے انکو اپنی ذہانت کا عقل کا اندازہ ہو جانا چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ آپ تقریر جاری رکھیں اور اصل مضمون کی طرف رہیں ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: میں نے یہ عرض کی ہے کہ زمیندار بے وقوف نہیں ہے 'وہ سب سے قابل زمیندار ہے ذہین ہے ۔ لیکن وہ یہ حساب نہیں کرتا ہے ۔ کہ مجھے آمدنی کیا ہے اور میرا خرچ کیا ہے ۔ اس پہلو کو میں نے لیا ہے ۔ جس وقت ایک دہقان نے اپنا حساب کیا کہ میری آمدن کیا ہے ۔ اور میرا خرچ کیا ہے تو پھر وہ انقلاب لے آئے گا ۔ صرف چار آنے فی کس اس کے یومیہ بچتے ہیں ۔ اور وہ اس قدر محنت سے کام کرتا ہے ۔ اس کے اس پہلو کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا

ہے اور وہ سویا ہوا ہے۔ خدا کے لیے اس مت جاگنے دیں۔ اگر وہ جاگا تو وہ انقلاب لائے گا جو کہ ایک مزدور نہیں لاسکتا ہے۔ ایک انقلاب دنیا میں آجائیگا۔ لیکن آئیگا اسلام کے نظریہ کے تحت۔ میں اس مسلم لیگ کی حکومت کو مبارکباد دیتا ہوں۔ کیونکہ اسکی خواہش ہے کہ ہر آدمی کی امداد کی جائے۔ تعلیم کے سلسلہ میں امداد کی جائے لیکن یہ پہلو بھی سوچیں کہ زمیندار کو دہقان کو کاشتکار کو اس کے حقوق کی پاسبانی کے لیے اس کی آمدنی کے لیے اس کی امداد کریں اور اس کو سبسڈی دیں کیونکہ وہ ملک کے لیے خوراک پیدا کرتا ہے۔ اور ایک اس کے لیے کمیٹی بنائیں کہ اس سلسلہ میں گورنمنٹ کیا کر سکتی ہے۔ اور دہقان کیا کرسکتا ہے۔ میں سارے ایوان سے استدعا کرتا ہوں کہ ہم میں سے اکثریت کاشتکار اور دہقان ہے کمیٹی ضرور بنائیں اور وہ سروے کرکے دیکھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا پھول محمد خاں پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں نے ابھی لابی میں سنا ہے کہ کسان کاشتکار اور زمیندار بے وقوف ہیں تو چودھری گل نواز صاحب اور ہم سب زمیندار اور کاشتکاروں کے بیٹے ہیں۔ کیا ہمیں بے وقوفوں کا بیٹا کہا جائے گا۔ یہ الفاظ ان کو واپس لینے چاہئیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! یہ قابل آدمی ہیں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ دوسرا لفظ میں واپس لیتا ہوں اس کے علاوہ میرے کسی بھائی نے یہ نہیں بتایا ہے کہ اس ژالہ باری اور آندھی سے باغوں کا کتنا نقصان ہوا ہے۔ اس لیے گندم کے متعلق تو میرے سارے بھائی کہہ چکے ہیں۔ لیکن باغات کے متعلق کسی نے بھی نہیں کہا ہے' اس لئے باغات کا بھی سروے کیا جائے اور دیکھا جائے کہ اس کا کتنا نقصان ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب اس وقت گندم کی بات ہو رہی ہے اس کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ آپ رفیق صاحب تشریف رکھیں ان کو بات ختم کرنے دیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: اس کے متعلق یہی عرض کروں گا کہ ہنگامی بنیاد پر کام کیا جائے کیونکہ فصل خریف کے لیے وقت بہت کم ہے۔ اس کو فوری طور پر گورنمنٹ شروع کرے تاکہ بروقت فصل خریف پیدا ہو سکے۔ ورنہ اگر یہ کاغذی کارروائی ہوتی رہی تو بروقت کام نہیں ہو سکے گیا۔ ایک اور بات ہے کہ بیج کی اشد ضرورت ہے کیونکہ اگر بیج بروقت نہ دیا گیا تو گندم پیدا نہیں ہو سکے

گی کیونکہ پہلا بیج ختم ہو چکا ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں محمد اسحاق صاحب وقت محدود ہے اس کا خیال رکھیں۔

میاں محمد اسحاق: بسم اللہ الرحمن الرحیم! یہ معزز ایوان اس بات کا فیصلہ کرنے کے لیے ہمارے پنجاب کے کاشتکاروں پر جو مصیبت آن پڑی ہے۔ اس کے لیے ہم کون سے حل تلاش کرکے انکی مدد کو پہنچیں۔ جناب ایک بات جو میں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں اور تمام مسلمانوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ وہ یہ ہے کہ اگر جناب سپیکر ہم نے صحیح معنوں میں اپنی مسلمانی کا حق ادا نہ کیا تو وہ مصائب آتے رہیں گے۔ اور ان کا حل ہم نے اسلام کے اصولوں کے مطابق حل نہ کیا۔ تو پھر یہ مصیبتیں آتی رہیں گی اور ان کا کوئی حل نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب کو یہ باور کرانا چاہتاہوں کہ کاشتکار جس کے لیے ہم نے آج یہ وقت وقف کیا ہے۔ ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کونسے لوگ اور کونسے کاشت کار امداد کے مستحق ہیں؟ جن کو یہ معاوضہ ادا کیا جائے۔ جن پر یہ مصیبت آپڑی ہے۔ جن کی فصلیں تباہ ہوئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جن پر یہ مصیبت نہیں پڑی ہے اگر وہ اس پیسے میں سے ایک پیسہ بھی کھاتے ہیں تو وہ ان کے لیے حرام ہے۔ ہمیں قطعاً وہ پیسہ نہیں لینا چاہیے اور وہ لوگ جن کی فصلیں صحیح سلامت امن و امان سے گھروں کو پہنچ چکی ہیں۔ ان کو پیسہ نہیں لینا چاہیئے۔

یہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ حکومت پنجاب سے میل جول کرکے یا وزیر اعلیٰ کے توسط سے اور لوگوں کا حق کھاتے ہیں تو میں ان کے بارے میں یہ کہوں گا کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت نہیں دینی چاہیے۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرا بھی تعلق تحصیل چونیاں سے ہے اور وہاں پر میری زمین ہے جناب والا! یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ وہاں سے چالیس ہزار ٹن گندم پاسکو نے خریدی ہے۔ اب اس علاقے کو کس لیے آفت زدہ قرار دیا جا رہا ہے۔ وہ لوگ جو اپنی تمام کی تمام گندم اپنے گھروں کو لے آئے ہیں۔ مجھے بھی اس میں سے اپنا حق ملنا ہے لیکن میں آپ کو دیانت داری اور ایمانداری سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ میں اپنی تمام فصل امن و امان اور سلامتی سے گھر لے آیا ہوں۔ مجھے وہ حق نہیں چاہیئے کیونکہ آپ ان لوگوں کا حق ہمیں دینا چاہتے ہیں۔ جن پر یہ مصیبت پڑی ہے۔ اور ان لوگوں کو اس امداد کے لیے شامل بھی نہیں کیا گیا۔ ان کو رجسٹرڈ بھی نہیں کیا گیا ان کے نام اور کوائف وغیرہ درج نہیں کئے گئے۔ اصل میں ان لوگوں کو یہ حق ملنا چاہیئے نہ

کہ کسی ایک ایسے آدمی کی وجہ سے کسی وزیر کی وجہ سے اس علاقے کو جس پر یہ مصیبت نہیں آئی اور اسے مصیبت زدہ قرار دیا جائے ۔ ان لوگوں کا حق کھانا ہمارے لیے قطعاً جائز نہیں ہوگا ۔ آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اسی طرح سے ہوتا رہا تو ہم کبھی ان مصیبتوں کا حل تلاش نہیں کر سکیں گے ۔ اور یہ مصیبتیں بھی آتی رہیں گی اور یہ مصیبتیں اس لیے آئیں گی کہ ہم ان لوگوں کا حق کھاتے ہیں جن کا حق ہمیں نہیں کھانا چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: 20 منٹ کیلئے اجلاس کا وقت بڑھایا جاتا ہے ۔ متعلقہ وزیر صاحب اپنی جوابی تقریر فرمانا چاہیں تو فرما سکتے ہیں ۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر

جناب والا! چونیاں میں نقصان تحصیل شیخوپورہ اور قصور تحصیل سے زیادہ ہوا ہے۔ میں جناب حاجی میاں محمد اسحاق صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ میرے علاقہ میں تشریف لے چلیں اور ہٹھاڑ کے علاقے میں دیکھیں کہ وہاں پر اب تک پانی کھڑا ہوا ہے اور گندم کٹی ہوئی پڑی ہے ۔ جس کو ہم کنٹرول نہیں کر سکے ۔ جناب والا! یہ ٹوسٹ کھا کر چونیاں کے رہائشی نہیں ہو سکتے ۔ یہ وہاں جا کر دیکھیں اور میں استعفےٰ دے دوں گا اگر اب بھی گندم کھیت میں پڑی ہوئی نہ دکھا سکوں ۔ چونیاں تحصیل میں سب سے زیادہ تباہی ہوئی ہے ۔ میں ان کی اطلاع کیلئے یہ عرض کردوں کہ وہ راوی کے اس کنارے ہی سے شروع ہو جائیں اور دونوں کناروں پر دیکھیں کہ آج تک کٹی ہوئی گندم پڑی ہوئی ہے اور ابھی تک وہیں پر پانی کھڑا ہوا ہے ۔

میاں محمد اسحاق: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! میں رانا پھول محمد خان یہ درخواست کرتا ہوں کہ میں نے یہ ریکارڈ کی بات کی ہے پٹواری سے لیکر افسران اعلیٰ تک کے پاس یہ ریکارڈ موجود ہے کہ اس سے پہلے پچھلے سالوں میں جو فصل کی پیداوار ہوتی رہی ہے اگر تو اس سے اس سال کی پیداوار کم ہو تو پھر آپ اس علاقے کو آفت زدہ قرار دیں اور اگر فصل اس سے زیادہ یا دوگنی ہوئی ہے ۔ تو پھر ان کو امداد نہ دی جائے ۔ میری بھی وہاں پر کچھ زمین ہے میرا وہاں پر کوئی حق نہیں کہ میں یہ امداد حاصل کروں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں میاں صاحب سے التماس کروں گا کہ .....

رانا پھول محمد خان: جیہڑے پوڑیاں نوں پوریاں کہندے نیں ۔ جیہڑے گھڑے نوں گھرا

کہندے نیں اناں نوں کی پتا کہ زمینداراں دی حالت کی اے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! پیداوار پچھلے سال سے 15 من فی ایکڑ کم ہو گئی ہے اور زیر کاشت رقبہ زیادہ ہے۔ اسلئے گندم کی پیداوار پوری ہو جائے گی ------

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ متعلقہ وزیر صاحب .....

رانا پھول محمد خان: انہوں نے پتہ نہیں چونیاں میں کہاں پر کاشت کی ہے ------

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں وزیر مال صاحب ان تمام باتوں کا جواب دیں گے

میاں محمد اسحاق: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں اس پر کچھ عرض کروں .....

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب آپ تشریف رکھیں میں Cross talk کی اجازت نہیں دیتا۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میں ذاتی نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب آپ تشریف رکھیں ابھی اس کی ضرورت نہیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! میری وہاں پر زمین ہے .....

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب آپ تشریف رکھیں۔ ہم مانتے ہیں کہ آپ کی وہاں پر زمین ہے اور ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں ان سے یہ سوال کرنا چاہوں گا کہ ان کی زمین کدھر ہے وہ شرقی ہے یا غربی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں اس قسم کی باتوں کی اجازت نہیں دے سکتا۔

بیگم شاہین منور احمد: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی تھی کہ 20 منٹ وزیر مال تقریر کریں گے یا 20 منٹ کے بعد تقریر کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر موصوف کے لیے چونکہ 20 منٹ کا وقت مقرر ہوتا ہے انکا یہ حق ہوتا ہے اور وہ 20 منٹ تقریر کر سکتے ہیں۔ اگر وہ 20 منٹ تک بولنا چاہیں تو بول سکتے ہیں۔ اگر تھوڑا بولنا چاہیں تو تھوڑا بھی بول سکتے ہیں۔ لیکن اس کی کوئی محدود نہیں ہے۔

سردار محمد جعفر خان لغاری: جناب والا! اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب فرمائیں۔

سردار محمد جعفر خان لغاری: جناب والا! میں صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ ڈیرہ غازی خان ضلع میں خریف کی فصل میں ہزاروں ایکڑ زمین تباہ ہو گئی تھیں۔ اور اسے آفت زدہ علاقہ بھی قرار دیا گیا تھا اور اس دفعہ گندم کی تین چوتھائی فصل تباہ ہو گئی ہے اور ایک چوتھائی بچ گئی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ مالیہ آبیانہ زرعی قرضے ' اور کوآپریٹو سوسائٹی کے قرضے انہوں نے پچھلی دفعہ بھی یہ قرضے چھ مہینے کیلئے ملتوی کئے تھے۔ میرے خیال میں اس دفعہ حکومت کو یہ قرضے بالکل معاف کردینے چاہئیں اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ کوآپریٹو سوسائیٹز کے ذریعے غریبوں کو دوبارہ قرضے دینے چاہئیں ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر مال صاحب۔

وزیر مال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ اگر اجازت ہوئے تے میں دی کچھ عرض کراں .....

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب برائے کرم ایوان کے تقدس کا خیال رکھا کریں اور آپ بیٹھے بٹھائے تبصرے کرتے رہتے ہیں ' یہ آپ کے شایان شان نہیں۔

وزیر مال: جناب والا' اپوزیشن والے الزامات تو لگاتے رہتے ہیں لیکن الزامات کیلئے جواب سننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر مال صاحب آپ فرمائیں۔

وزیر مال: جناب والا۔ اسی اجلاس کے دوران ضلع میانوالی' تھل اور بھکر میں ژالہ باری ہوئی.....

جناب فضل حسین راہی: پچھلے سال؟

وزیر مال: اگر آپ نہیں سننا چاہتے تو میں بات نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر مال: جناب وزیراعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف صاحب نے مجھے حکم دیا کہ میں وہاں پر جاؤں اور موقع پر جاکر وہاں کے حالات دیکھ کر آؤں اور ان کے کہنے کے مطابق میں وہاں پر گیا اور وہاں جاکر تمام حالات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اس سے پہلے بھی اس ملک میں ژالہ باری اور بارشوں کی وجہ سے نقصانات ہوتے رہے ہیں لیکن کسی بھی حکومت کا وزیر آج تک کسی دیہات میں ژالہ باری کے نقصانات دیکھنے کیلئے نہیں گیا۔ اس کے بعد میں ضلع سیالکوٹ کے دیہاتوں میں گیا اور وہاں پر جاکر بھی میں نے وہاں کے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھے اور اسی طرح گوجرانوالہ کے حالات بھی دیکھے اور اس طرح جو اطلاعات ہمیں موصول ہوئیں۔ اس کے مطابق ہم نے مندرجہ ذیل اضلاع کو آفت زدہ علاقے قرار دیا اور اس کی تفصیل میں ایوان میں بیان کر رہا ہوں۔

جناب والا! نور پور تھل ڈسٹرکٹ خوشاب کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا گیا ہے اور میانوالی کے چند ایک دیہات جہاں پر ژالہ باری ہوئی تھی ان کو بھی آفت زدہ قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح بھکر تحصیل میں جن دیہات میں ژالہ باری سے نقصان ہوا تھا ان کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح تحصیل فتح جنگ میں جنڈ اور پنڈی گھیب تحصیلوں کے 19 دیہات کو آفت زدہ قرار دیا گیا ہے۔ ریونیو اسٹیٹ آف تحصیل اینڈ ڈسٹرکٹ جھنگ کے 15 دیہات کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا گیا ہے اور اس طرح جوہر آباد ڈسٹرکٹ خوشاب کے 27 دیہات کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا گیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر' پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر' گل ایہہ اے کے جیہڑی تحریک التواء پیش کیتی گئی آ اور حالیہ بارشاں دے متعلق اے کہ حالیہ بارشاں نے نقصان کنا پہنچایا۔ اے جیہڑی ہون figures دے رے نے میانوالی دے اور شاہ جونے دے اے چھلیاں بارشاں دے figures دے رے نے .....

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ جو حالیہ بارشیں ہوئی ہیں انہیں کے متعلق وہ فرما رہے ہیں .....

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔ اگر تے اے اپریل توں بعد دے figures دے رے نے تے فیر اسیں ایناں نوں تسلیم کر دے آں کہ اے relevant ہے نے۔ اگر اے اپریل توں بعد

دے figures نیں دے رے' فروری دے یا اوس توں پہلے دے figures دے رے نے تے فیر اوناں دا حالیہ بارشاں تے نال کوئی تعلق نیں .....

وزیر مال: یہ 12 مارچ کے میں figures دے رہا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب بارشاں مارچ دے بعد ہویاں نے ۔ بارشاں دے اپریل دے وچ آن کے ہویاں نے .....

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب تشریف رکھیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر' آنریبل منسٹر کو بات کرنے دیں اور معزز رکن کو روکیں۔ جب تک وہ باتیں کرتے رہے یہ سنتے رہے اب ان کی باری ہے اس لئے وہ سب ان کو سنیں.....

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب میرا خیال ہے کہ آپ سن چکے ہیں۔ میں ان سے یہ درخواست کر چکا ہوں کہ آپ منسٹر صاحب کی باتیں آرام اور سکون سے سنیں جی فرمایئے.....

MINISTER FOR Revenue :

The entire district of Sialkot and Gujranwala,
the entire district of Kasur, Lahore and Sheikupura,
the entire area falling within the revenue limits of Tehsil Gujrat,
the entire area falling within the revenue limits of Tehsil Phalia,
Revenue estates falling within Dinga, Lala Musa and Jora Kanugo Circle.

ان کو آفت زدہ علاقہ جات قرار دیا گیا ہے۔

بیگم شاہین منور احمد: جناب سپیکر' یہ تحریک التوائے کار ان بنچز کی طرف سے بھی تھی اور ٹریژری بنچز کی طرف سے بھی تھی اس کا درجہ بہت ہی اہمیت کا تھا اب اس کو اس طرح غیر سنجیدہ طریقے سے لیا جا رہا ہے حالانکہ اس تحریک التوائے کار کے لئے آپ نے اسمبلی کا کام چھوڑ دیا کہ یہ بہت اہمیت عامہ کا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ اس طرح حل ہوتا ہے ۔ مجھے تو حیرت ہے کہ آپ یعنی اپوزیشن کی ایک بنچز سے اٹھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جو بارش یا ژالہ باری مارچ میں ہوئی ہے وہ گندم کو متاثر نہیں کرتی ۔ شاید وہ شہری ہیں ان کو پتہ نہیں ہے کہ جو ژالہ باری مارچ یا فروری میں ہوتی ہے وہ بھی گندم کو بہت بری طرح سے متاثر کرتی ہے۔ وہ ختم ہو جاتی ہے .....

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ درست فرما رہی ہیں چونکہ راہی صاحب کا نام تحریک التوا دینے والے حضرات میں شامل نہیں ہے اس لئے وہ اس قسم کا رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔

بیگم شاہین منور احمد: جناب سپیکر' وہ بات کرتے ہیں پنجاب کے عوام کی دھقان کی اور غریب کی اور یہ کہتے ہیں کہ یہ بہت اہم معاملہ ہے تو اس کو اتنا غیر سنجیدہ نہیں ہونا چاہئے اگر ان کا اس سے تعلق نہیں ہے تو پنجاب سے تو ان کا تعلق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ ٹھیک فرما رہی ہیں میرا خیال ہے کہ وہ سمجھ دار ہیں سمجھ گئے ہوں گے' جی فرمایئے.....

وزیر مال: تحصیل بہاولنگر کے 18 دیہات اور چشتیاں کے 14 دیہات کو آفت زدہ علاقہ جات قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح چیچہ وطنی تحصیل کے 27 دیہات کو آفت زدہ علاقہ جات قرار دیا گیا ہے۔ ان تمام علاقہ جات کا جن کا میں نے ذکر کیا ہے ان کو آفت زدہ علاقے قرار دینے کے بعد گورنمنٹ نے مندرجہ ذیل رعایات کا اعلان کیا ہے۔

سرکاری واجبات مثلاً مالیہ' آبیانہ' ترقیاتی فنڈز وغیرہ کی وصولی فوری طور پر روک دی گئی ہے۔ ابھی کچھ صاحبان نے یہ فرمایا ہے کہ ان علاقہ میں جن میں مالیہ اور آبیانہ وغیرہ اور بنکوں کے قرضے معاف کئے گئے ہیں وہاں پر recovery ہو رہی ہے۔ میں ان دوستوں کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ وہ فوراً میرے نوٹس میں لائیں کہ وہ افسران جو ان سے recovery کے لئے وہاں پر گئے ہیں اور recoveries وصول کر رہے ہیں میں ان کو فوری طور پر معطل کر دوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر' پوائنٹ آف آرڈر کیا۔ وزیر مال یہ فرما سکیں گے کہ مالیہ فی ایکڑ اس وقت کیا وصول ہو رہا ہے....

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی فرمایئے۔

وزیر مال: زرعی قرضہ جات کی وصولی ملتوی کر دی گئی ہے جو کہ ایک سال کے لئے ہوگی اور ان پر سود نہیں لیا جائے گا۔ اگلی فصل خریف کی کاشت کے لئے بلاسود قرضہ جات دیئے جائیں گے۔ زرعی ٹیوب ویلوں کی بجلی کے بلوں کی بھی وصولی ملتوی کر دی گئی ہے ان بلوں کی ادائیگی آسان اقساط میں کی جائے گی۔ جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے وزیراعظم پاکستان سے یہ التماس کی ہے کہ ان بلوں کی ادائیگی

معاف کی جائے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں امید ہے کہ وہاں سے جواب آنے کے بعد ہم یہ بتانے کے قابل ہو سکیں گے کہ آیا ان بلوں کی ادائیگی کی معافی کا اعلان کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ ملتوی کئے گئے آسان اقساط میں ادا کئے جانے والے بلوں پر سرچارج وصول نہیں کیا جائے گا۔ محکمہ زراعت کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ اپنے متعلقہ اداروں کے ذریعے گندم کا بیج وغیرہ' کھاد اور دوائیں وغیرہ متاثرہ علاقوں میں ضرورت کے مطابق مہیا کریں۔ اس کے علاوہ تمام بینکوں کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ اس سال جہاں پر متاثرہ علاقے ہیں وہاں فوری طور پر قرضہ جات دیئے جائیں اور اسی طرح کو آپریٹو سوسائٹیز کو بھی کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت نے تقاوی کے طور پر قرضہ جات بھی منظور کئے ہیں اور وہ بھی وافر مقدار میں وہاں کے زمینداروں اور کاشتکاروں کو دیئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ گورنمنٹ نے دیہات میں جو کھیت مزدور ہیں ان کے لئے 50 کروڑ روپے زکوٰۃ فنڈز سے دینے کے لئے سفارش کی ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کو مہیا کیا جائے تاکہ ان لوگوں میں تقسیم کیا جاسکے۔ ان تمام اقدامات کے عرض کرنے کا میرا مقصد یہ بھی ہے کہ اس سے پہلے بھی یہاں پنجاب میں calamities ہوتی رہی ہیں' یہاں پر آفت زدہ علاقے قرار دیئے جاتے رہے ہیں لیکن آج تک جتنا اس حکومت نے اس پر فوری طور پر اقدام کیا ہے کسی حکومت نے اتنا فوری طور پر کوئی اقدام کبھی نہیں کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور یہ آپ کی ہسٹری ہے کہ اس مسلم لیگ کی حکومت نے اس علاقہ میں فوری طور پر یہ اقدامات کئے ہیں۔

چودھری محمد عبد اللہ ورک: جناب سپیکر! کیا منسٹر صاحب گندم کی خرید کے بارے میں بھی کچھ وضاحت کرنا چاہیں گے یا وہ مسئلہ ویسے ہی رہے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی وہ تقریر کر رہے ہیں اور اس مسئلہ کو نظرانداز نہیں کریں گے۔

وزیر مال: اس مسئلے کے متعلق ہماری ایک میٹنگ ہوئی تھی اور اس کے متعلق کچھ سفارشات کی گئی ہیں جتنی دیر تک ان سفارشات کا سنٹرل گورنمنٹ سے کوئی فیصلہ نہیں ہوتا میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ میں اس کے متعلق کوئی بیان دے سکوں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ موجودہ حکومت ہر طرح سے اپنے عوام اور کاشتکار بھائیوں سے پوری طرح تعاون کرے گی۔ شکریہ

میاں محمد افضل حیات: جناب سپیکر! علاقوں کو آفت زدہ قرار دینے کے متعلق ادھر کوئی بات نہیں تھی۔ یہ سارے ہاؤس کو پتہ ہے کہ کئی علاقے آفت زدہ قرار دیئے جا چکے ہیں اور ان سے کیا

کیا مراعات ان آفت زدہ علاقوں کو ملتی ہیں ۔ اصل مسئلہ جو ہے کہ وہ گندم کی خریداری کے متعلق ہے جس کو بالکل نظر انداز کیا جا رہا ہے اور اس کو نظر انداز کرنے کی حد یہ ہے کہ وزیر خوراک صاحب آج تشریف ہی نہیں لائے اور اس کے متعلق کوئی بات نہیں ہوئی ۔ جب تک گندم کی خریداری سے متعلق کوئی واضح اعلان نہیں ہو جاتا اس وقت تک پنجاب کا کسان ' ان آفت زدہ علاقوں میں رہنے والے کسان کسی طریقہ سے بھی مطمئن نہیں ہو سکتے ۔ اس کے متعلق چونکہ اعلان نہیں ہوا اس لئے احتجاجاً اپوزیشن واک آؤٹ کرتی ہے ۔

وزیر زراعت : اگر آپ نے مستقل ارادہ کر رکھا ہے تو وہ اور بات ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی وضاحت کر دی جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقت پانچ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے ۔

وزیر زراعت : جناب سپیکر ! میں وزیر خوراک کی طرف سے کچھ عرض کروں گا ۔ جو کچھ میرے علم میں ہے وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ آج یہاں موجود نہیں ہیں ۔ انہیں کسی مجبوری کے باعث کہیں جانا پڑا ہے ۔ اور وہ آج حاضر نہیں ہو سکے ۔ اس بارے میں جو گورنمنٹ کی پالیسی ہے اس کے بارے میں چند منٹ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ انتہائی سنجیدہ ہے اور یقین کریں کہ اس طرح نہیں ہے کہ لوگوں کو جو حقیقتاً نقصان ہوا ہے اس پر جتنا بھی دکھ اور درد کا ہار کیا جائے کم ہے ۔ ہم اس دکھ میں ان کے شریک ہیں ۔ گورنمنٹ نے اپنے طور پر کافی دلچسپی بھی لی اور توجہ بھی دی ۔ بات یہ ہے کہ حالیہ نامساعد موسمی حالات میں گندم کا کافی نقصان ہوا ۔ ابتدائی طور پر یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ اس گندم کو کس طریقے سے ٹریٹ کیا جائے اور کیا اس قابل ہیں کہ اس گندم کو خریدا جائے یا اس کا کیا حل نکالا جائے ۔ فوری طور پر ڈائریکٹر جنرل (ریسرچ) کی سرکردگی میں فوڈ ٹیکنالوجسٹ اور دیگر ماہرین کمیٹی بنا کر ان کو متاثرہ علاقوں میں موقع پر بھیجا گیا ۔ گندم کے سیمپل لئے گئے اور باقاعدہ Test کئے گئے اور یہ Determine کیا گیا کہ اس گندم کو انسانی یا حیوانی کسی بھی ضرورت میں استعمال کیا جا سکتا ہے یا اور کسی مقصد کے لئے کام آ سکتی ہے ۔ اس رپورٹ کے مطابق ہمارے مدنظر دو باتیں تھیں ۔ ایک تو یہ ہے کہ ایک دفعہ غالباً 1981ء یا 1982ء کی بات ہے اس وقت بھی گندم بارشوں کی وجہ سے کافی متاثر ہوئی تھی ۔ محکمہ خوراک کو گندم خریدنے کے لئے کچھ Relaxation دی گئی تھی کہ گندم کی خریداری میں اس کا معیار کچھ کم

کیا جائے ۔ جو معیار مقرر ہے اس سے مزید کچھ Relax کیا جائے ۔ اس دفعہ بھی یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ معیار کو Relax کیا جائے ۔ چنانچہ جب یہ ٹیکنالوجسٹ اور ایکسپرٹس بیٹھے ۔ انہوں نے مختلف نمونے حاصل کئے اور ان کو لیبارٹری میں ٹیسٹ کروایا ۔ جس کی لمبی چوڑی رپورٹ موجود ہے ۔ اور وہ ہم اس ایوان میں پیش بھی کریں گے ۔ اس بارے میں جو پرانی رپورٹس ہیں اور ورلڈ ریکارڈ ہے کہ کتنے فیصد پھپھوندی لگی ہوئی ہو' متاثرہ گندم ہو یا اس کا نکا کالا ہو گیا ہو تو اس کو کس حد تک انسانی خوراک کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ اور کس طریقے سے ہم اس کو خرید کر استعمال کر سکتے ہیں ۔ چنانچہ اس کمیٹی نے سفارش کی کہ جو محکمہ خوراک کی خریداری کے لئے ریلیکسیشن کا معیار مقرر کیا ہوا ہے اس کو مزید Relax کیا جانا مناسب نہیں ہے ۔اور جس جگہ کی گندم متاثر ہوئی ہے اور اتنی زیادہ متاثر ہوئی ہے اسے محکمہ خوراک کے لئے یا انسانی ضرورت کے لئے خریدا نہیں جا سکتا ۔ چنانچہ اس رپورٹ کے آنے کے بعد یہ مسئلہ طے ہوا۔ کہ آیا وہ گندم خریدی جائے یا نہ خریدی جائے اور زمیندار کا نقصان کس طرح پورا کیا جائے ۔ اس کے لئے جیسا کہ ہمارے ریونیو منسٹر صاحب نے فرمایا ہے۔ کہ چیف منسٹر صاحب نے فرمایا ہے میں نے عرض یہ کی ہے کہ بات دراصل یہ ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے حتی الوسع جو ہو سکتا تھا اور فوری طور پر ہو سکتا تھا وہ تمام علاقہ جات کے لئے چاہے وہ کسی بھی علاقہ میں تھے جہاں بہت زیادہ بارش ہوئی تھی ان کو کلی طور پر اور باقی علاقوں میں جہاں ژالہ باری ہوئی ان کو متاثرہ قرار دے کر جو ضروری امدادی اقدام تھے اختیار کئے گئے ۔ لیکن جو بات میں واضح کرنا چاہتا ہوں اور اس بارے میں کافی غور کیا گیا کہ کیا یہ گورنمنٹ کے لئے یا محکمہ خوراک کے لئے ممکن ہے کہ اس تمام گندم کو خرید کر لیا جائے یا کوئی اور ریلیف Measure اختیار کی جائے تاکہ کاشتکار کو کسی طرح Compensate کیا جائے ۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ خوراک اور Lower Formation کے متعلق میں کچھ کہنا نہیں چاہتا کہ کس طریقے سے واویلا ہو رہا ہے ۔ اس سے میں کس طرح متاثر ہوں اور سارا ہاؤس متاثر ہے اور ایسی Calamity میں ہمارے معاشرے میں چند ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو ناجائز فائدہ بھی اٹھاتے ہیں ۔ تمام تر کوششوں کے باوجود یہ ایک شکایت موجود ہے کہ چند ایسے افراد اور عناصر موجود ہیں جو ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ وہی گندم جو براہ راست نہیں خرید سکتے ہو وہ گندم جو قابل استعمال شکل میں ملی ہے مثلاً اگر تین فیصد تک گندم خراب ہو تو اس کو خریدا جا سکتا ہے ۔ تو یہ کوشش کسی نہ کسی جگہ ہو رہی ہے کہ اس گندم کو لے کر ایسے اچھے علاقوں کی گندم کے ساتھ ملایا جائے اور اسے

فروخت کر دیا جائے ۔ جہاں تک مل مالکان کا تعلق ہے وہ چاہتے ہیں کہ ہم یہ گندم خرید کر فوری طور پر استعمال کر لیا جائے ۔ مجھے تسلیم ہے کہ اسے فوری طور پر خرید کر استعمال میں لایا جا سکتا ہے گندم کا بھی رنگ نہیں بدلا ۔ اس کو فوری طور پر استعمال کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک محکمہ خوراک کے سٹوریج کا تعلق ہے Moisture Contents اتنا موجود ہے اور اتنی Damaged گندم موجود ہے اس کے لئے اگر محکمہ خوراک کو اجازت دے دی جائے کہ وہ بھی اسے خریدے تو پھر ہو گا یہ کہ اچھی گندم کے ساتھ ملا کر سٹور کر دی جائے تو یقین کریں کہ ملک کی گندم ایک دانہ بھی ایسا ہاتھ نہیں آئے گا جو صحیح سالم ہو ۔ اس لئے ہمیں اس کی نشاندھی کرنی ہو گی کہ خراب گندم علیحدہ رہے اور کوشش کرنی ہوگی کہ اچھی گندم کو الگ رکھا جائے ۔ البتہ جس حد تک میں نے 3 فیصد کی بات کی ہے تو یہ امکانات موجود ہیں کہ خراب گندم کو کسی اچھی گندم کے ساتھ ملا کر فروخت کرنے کی کوشش کی جائے اور ناجائز مفاد پرست اس سے فائدہ نہ اٹھا سکیں ۔ لیکن یہ واقعی درست بات ہے کہ تمام گندم خرید کر کے سٹور نہیں کی جا سکتی ۔ اب رہی بات کہ زمیندار اس کو کس طرح استعمال کرے ۔ زمیندار اپنے طور پر اس کو سکھا کر پھٹک کر اور دھو کر فوری طور پر اپنے استعمال میں بھی لائے اور مل مالکان بھی اسے فوری طور پر استعمال کر سکتے ہیں ۔ جیساکہ آپ کو پتہ ہے کہ اس کو ڈی ریگولیٹ کر دیا گیا ہے اس لئے گورنمنٹ ان کو مجبور نہیں کر سکتی کہ وہ ہم سے خرید کریں ۔ آڑھتی اور مل اونر اسے ضرور خریدے گا اور اس میں کچھ ایسی گندم بھی ہو گی جو محکمہ خوراک خرید نہیں کر رہا لیکن میں نے تو عرض کیا کہ محکمہ خوراک اس کو خرید کر سٹور نہیں کر سکتا اور اگر اسے سٹور کرے گا تو وہ دوسری ساری کی ساری گندم کا بھی بھٹہ بٹھا دے گی ۔ لیکن مل اونر اسے کسی طرح فوری طور پر استعمال کر سکتا ہے لیکن اس حد کے اندر رہتے ہوئے کہ جس حد تک اس کو انسانی ضرورت کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ اب رہ گئی یہ بات کہ حکومت کے پاس اور کیا چارہ تھا کہ ان کو کس حد تک Compensate کیا جائے ۔ اس کے لئے Relief Measure بتائے کھیت مزدور اس کے معین تھے اور جو باقی ان سے Connected لوگ تھے ان کے نام خسرہ گرداوری میں نہیں آتے ۔ ان کے لئے یہ رکھا گیا کہ زکوٰۃ میں جو پچاس کروڑ روپے فیڈرل گورنمنٹ سے اور مانگے گئے جس سے ہم تمام متاثرہ علاقوں کو فوری طور پر ریلیف دیں گے اور جہاں تک باقی متاثرہ علاقے ہیں ان میں چاہے کاشتکار ہیں یا بڑے زمیندار ہیں ان کے لئے چیف منسٹر صاحب نے دستی ڈی او لکھ کر پرائم منسٹر صاحب سے اور ان سے ہمارا رابطہ قائم نہیں ہو سکا کہ وہاں

کیا کیا بات ہوئی ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب خود اس بارے میں کافی پریشان ہیں اور اس بارے میں وہ اپنے طور پر پوری کوشش کر رہے ہیں اور یہ کوشش کر رہے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ کے تمام بنک تقاوی قرضے جاری کریں اور ایسی تمام باتیں کی جائیں اور اس کے لئے 15 جولائی منسٹر صاحب نے ٹارگٹ ڈیٹ مقرر کی ہے۔ اس سے پہلے پہلے بنک ان کو تقاوی قرضے مہیا کریں تاکہ وہ اس قابل ہو سکیں کہ اگلی فصل مونجی وغیرہ کاشت کر سکیں ان کی Compensation کی بات کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ہم اس بارے میں فیڈرل گورنمنٹ سے رابطہ رکھے ہوئے ہیں۔ ہمارے ذہن میں یہ بات بھی ہے کہ 50 فیصد گندم تو آڑھتیوں کے پاس آ گئی ہے اور 20 فیصد سے زیادہ گندم کاشتکار کے پاس موجود نہیں ہے۔ اب اگر اس گندم کو خریدنے کے پالیسی بنائی جاتی تو اس کا ریلیف جس کاشتکار کو ملنا درکار تھا اور گورنمنٹ چاہتی ہے کہ اسے Compensate کرے یقین کریں کہ فائدہ آڑھتی لے جاتا اور صرف 20فیصد سے زیادہ کاشتکار کو اس کا فائدہ نہیں پہنچتا۔ اور آڑھتی اس ساری گندم کو گورنمنٹ کے پاس 80 روپے میں فروخت کرتے۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقت ختم ہو رہا ہے۔

وزیر زراعت: لیکن معاملہ اتنا اہم ہے اور جتنی تشویش اس ہاؤس سے ظاہر کی ہے یقین کریں کہ اسے کہیں زیادہ .....

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران کی یہ رائے ہے کہ وقت بڑھا دیا جائے۔

(وقت مزید دس منٹ کے لئے بڑھا دیا گیا)

وزیر زراعت: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اب جتنی تشویش ہاؤس نے ظاہر کی ہے اس میں خرابیاں موجود ہیں پروکیورمنٹ میں نقص موجود ہیں۔ رہ گئی یہ بات کہ کیا گندم خرید کر لی جائے۔ گندم خرید کرنے میں چیف منسٹر صاحب نے ہماری ایک کمیٹی بنائی ہے جس میں متعلقہ منسٹرز اور تمام متعلقہ سیکریٹریز اور اس بارے میں ہمارے اپوزیشن کے لیڈر صاحب کو بھی اعتماد میں لیا گیا۔ اس میں دریشک صاحب بھی شامل تھے اور اس ہاؤس میں سے اور کئی حضرات کو بلایا گیا بالآخر فیصلہ یہ ہوا کہ اگر گندم کو خرید کر سمندر میں پھینکا جائے تو کاشتکاروں کو اس کا 20 فیصد سے زیادہ کا مفاد نہیں ملے گا' اب کاشتکار کے پاس 20 فیصد سے زیادہ گندم موجود نہیں ہے۔ اور ساری کی ساری گندم کسی نہ کسی

طرح عام آدمی کے پاس اور آڑھتیوں کے پاس آ چکی ہے۔ اگر یہ فیصلہ کر لیا جاتا ہے اور حکومت ان سے اربوں روپے کی گندم خرید بھی لے تو اس کا مفاد کاشتکار کو نہیں ملے گا بلکہ اس کا مفاد اس عام فیصد آدمی کو اور آڑھتی کو ملے گا جس نے وہ گندم خرید کر رکھی ہے اور حکومت کو پورے پورے پیسے درمیانے لوگوں کو دینے پڑیں گے۔ جناب مجھے بات مکمل کر لینے دیں۔

جناب قائد حزب اختلاف: آپ کی بات تو مکمل ہو جائے گی' بات کرتے کرتے ساری گندم آڑھتی لے گئے ہیں اور اب 20 فیصد بھی آڑھتی لے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا تھا۔ فرمایئے۔

قائد حزب اختلاف: جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ اس سلسلے میں جہاں تک اس گندم کی خریداری کا تعلق ہے' ابھی گندم 20 فیصد سے زیادہ زمیندار کے پاس موجود ہے۔ اگر آڑھتی بھی ساری گندم لے گیا ہے تو یہ سارا کام محکمہ خوراک کی کوتاہی کی وجہ سے ہوا ہے' جب اس کو اس کا ذمہ دار نہ ٹھہرایا جائے اور زمیندار کو پوری طرح Compensate نہ کیا جائے بات نہیں بنتی چاہئے آپ جتنی بڑی باتیں کرتے رہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ چاہتے ہیں کہ حکومت گندم کی خریداری کے بارے میں کوئی واضح پالیسی دے۔

وزیر زراعت: جناب والا میں بھی یہی بات کرنے والا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب محرکین حضرات کا موقف یہ ہے اور ہاؤس کی بھی یہ رائے ہے حکومت اس بارے میں ایک واضح پالیسی دے۔ آپ اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔

وزیر زراعت: جناب والا پالیسی کوئی پڑیوں میں نہیں بکتی' اس کیلئے ساری چیزوں کو' سارے لوازمات کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔ آڑھتیوں کا ایک گروپ اگر دباؤ ڈال کر یہ کہے کہ ہماری چالیس یا پچاس روپے من کے حساب سے خریدی ہوئی گندم کو آپ 80 روپے یا۔ 100روپے من کے حساب سے اٹھالیں تو یہ ممکن نہیں ہو سکتا۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں جناب وزیر زراعت کو جناب والا کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ معاملہ نہایت اہم ہے' تحریک التوائے کار پیش کر کے سستی

شہرت حاصل کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ' ہم اپنا مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں ۔ اس ہاؤس میں اگر آپ ایک کمیٹی بنا دیں جو وزیراعلیٰ صاحب سے اس معاملہ میں گفت و شنید کرے اور پھر اس معاملے کو حل کر دے۔ ہم اس کو Political Stunt نہیں بننے دینا چاہتے اس لئے بہتر یہ ہے کہ اگر آپ وقت بڑھائیں تو اس سے پہلے اس بارے میں ایک کمیٹی بنا دیں جو جناب وزیراعلیٰ صاحب کو ان تمام حقائق سے آگاہ کرے اس طرح اس مسئلے کو حل کیا جا سکتا ہے ۔ اس میں جناب قائد حزب اختلاف کو بھی شامل کریں ' ادھر سے بھی اراکین کو شامل کریں ' میری معلومات کے مطابق پہلے جو کمیٹی تھی اس میں وزیر مال نے اور دوسرے دوستوں نے کوشش کی تھی کہ گندم خریدی جائے ' لیکن دو تین آدمی ایسے تھے جنہوں نے مشورہ دیا کہ گندم نہ خریدی جائے ' یہ معاملہ بڑا اہم ہے اسے لوگ سیاسی stunt کے طور پر استعمال کریں گے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ کی بات ایوان تک پہنچ گئی ہے اب آپ تشریف رکھیں ۔

وزیر زراعت: جناب والا میں بحیثیت وزیر زراعت اس بات سے متفق ہوں کہ گندم ساری کی ساری خریدی جاتی خواہ اسے دریا برد ہی کیوں نہ کرنا پڑتا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

ملک طیب خان اعوان : جناب والا! میری رائے میں آفت زدہ علاقوں سے تقریباً گندم نے جہاں زیادہ جانا تھا جا چکی ہے ۔ اگر آج ایک کمیٹی مقرر کی جاتی ہے تو وہ کل آفت زدہ علاقوں کا معائنہ کرے ' اگر گندم بقایا ہے تو پھر اس پر بات کی جائے وہاں گندم بھی نہیں ہے اور صرف ہاؤس کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کل اس کا معائنہ کیا جائے کہ کتنی گندم بقایا ہے ' جتنی گندم بقایا ہے اس کیلئے کل شام کو حکومت کو سفارش کی جائے کہ وہ بجائے محکمہ خوراک کے اس گندم کو کسی اور محکمہ کی خریداری کیلئے اس کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب اس بارے میں حکومت کا کیا موقف ہے آپ ذرا اسے سن لیں ' اس کے بعد ہاؤس نے اس معاملے کو جس طرح نمٹانے کیلئے کہا اس پر اس طرح عمل کریں گے ۔

حاجی محمد افضل چن : جناب والا! ملک صاحب نے بجا فرمایا ہے اور ان کا علاقہ آفت زدہ قرار نہیں دیا گیا ۔ جو ہمارے علاقے ہیں وہ آفت زدہ قرار دیئے گئے ہیں ان میں گندم بالکل موجود ہے ۔ جو

کاشتکار ہے اس کے ساتھ یہ سراسر زیادتی ہے جہاں کاشت چالیس من ہوتی تھی اب وہاں پر صرف پندرہ من ہوئی ہے یہ پندرہ من گندم بھی آڑھتی لوگ ہم سے چالیس روپے من کے حساب لے رہے ہیں' ہم نہ تو مالیہ دے سکتے ہیں اور نہ ہی اسے کسی دوسری طرف لے جا سکتے ہیں۔ حالانکہ جناب والا! وہی گندم یہ ملیں پیس رہی ہیں' صرف کاشتکار کو سارا نقصان دیا جا رہا ہے' جناب والا! اس میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ گندم بالکل بکنی چاہئے یہی گندم پاسکو والے بھی لے رہے ہیں' جہاں پر میرا گھر ہے وہاں پر دونوں ضلعے سرگودھا اور خوشاب ملتے ہیں' ہمارے گاؤں کی وہی گندم جو بالکل خراب تھی وہ محکمہ خوراک والے لے رہے ہیں' وہ کس طریقے سے لے رہے ہیں' وہ اس طریقے سے لے رہے ہیں کہ دس بوریاں ایک ٹرک کے ساتھ لے رہے ہیں دس بوریاں بھی اور جناب والا! اس کے ساتھ پیسے بھی لے رہے ہیں وہی گندم جس کیلئے یہ Expert بنایا جا رہا ہے اس کیلئے اب کوئی اور آدمی بٹھائے جا رہے ہیں اور وہ یہ گندم لے رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بالکل یس (Yes) ہے حالانکہ وہ گندم بالکل (Yes) نہیں ہے۔ اور یہ گندم گوداموں میں موجود ہے آپ کوئی ٹیم بنا لیں اور یہ ٹیم وہاں چلی جائے تحصیل بھلوال میں آپ یہی گندم پائیں گے یہ گندم دیدہ دانستہ طور پر نہیں خریدی جا رہی۔ جناب والا میری یہ رائے ہے کہ جو علاقے آفت زدہ قرار دیئے گئے ہیں ان کی گندم فوری طور پر خریدی جائے تاکہ جناب والا زمیندار کو صرف آدھا نقصان ہو۔ زمیندار سارا نقصان بالکل برداشت نہیں کرے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پہلے حکومت کا نقطہ نظر سن لیں پھر دیکھتے ہیں کہ اس کے بارے میں کیا کچھ ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں' کیا آپ اپنی سیٹ سے بولنے والے ہیں۔

محمد عبد اللہ ورک: جی ہاں جناب والا! میں اپنی سیٹ پر ہی ہوں' جناب والا ایک چھوٹا سا نکتہ ہے جو میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ جناب وزیر زراعت صاحب نے فرمایا ہے کہ گندم اس وقت کھانے کیلئے ٹھیک اور مناسب ہے اگر ملیں اسے خرید کر پیس لیں تو یہ صحت کیلئے مضر نہیں ہے۔ یہ بات بالکل درست ہے لیکن اب یہ ہو رہا ہے کہ محکمہ خوراک جو گندم ملوں کو فروخت کر رہا ہے ملیں وہ گندم مارکیٹ میں 95 روپے کے حساب سے فروخت کر رہی ہیں اور مارکیٹ سے پچاس ساٹھ روپے کے حساب سے وہی گندم خرید کر پیسی جا رہی ہے۔ اگر محکمہ ملوں کو گندم دینا بند

کر دے تو وہ مجبور ہوں گے کہ گندم کو صحیح ریٹ پر خریدیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب چودھری صاحب

وزیر زراعت: یہ بات پہلے بھی ہمارے نوٹس میں ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس بارے میں مل آنرز کو Godown سے اچھی گندم Release نہ کی جائے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تمام کی تمام گندم قابل استعمال ہے لیکن یہ بات صحیح ہے کہ اکثر گندم ایسی ہے جو چھان پھٹک کر صحیح طور پر استعمال ہو سکتی ہے۔ لیکن اسے محکمہ خوراک ذخیرہ نہیں کر سکتا' رہ گئی بات یہ کہ زمیندار کا حل کیا ہے' میں آپ کو اپنی بات بتاتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں' آپ یقین کریں مجھے سب سے زیادہ تشویش ہے کہ اگر زمیندار کی مالی حالت درست نہ کی گئی تو یہ جو خریف کی کاشت ہو رہی ہے یہ کاشت نہیں ہو سکے گی اور آئندہ آنے والی فصلوں کیلئے کاشتکار اس قابل نہیں رہے گا کہ وہ گندم خرید سکے۔ اور اس کی حالت کافی نازک ہو چکی ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ کافی علاقے میں کاشتہ کپاس ضائع ہو رہی ہے مجھے اس بارے میں تشویش ہے کہ اب ہم اس کیلئے بیج کہاں سے لائیں گے کافی ساری مشکلات درپیش ہیں اور ہم کوشش کر رہے ہیں گندم کے بیج کیلئے بھی ہم نے آرڈر دیا ہے لیکن میں نے سٹڈی کیا ہے کہ پوری دنیا میں جتنا بھی ترقی یافتہ ملک کیوں نہ ہو گورنمنٹ سو فیصد بیج دینے کے قابل نہیں ہوتی صرف بیس سے پچیس فیصد کسی بھی فصل کا بیج حکومت مہیا کر سکتی ہے اتنا سٹور ہے کہ اس کی پروسسنگ ہو ہی نہیں سکتی پرائیویٹ سیکٹر ہی ان کو فینانس کرتا ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے سامنے صرف دو ہی مسائل ہیں ایک مسئلہ تو یہ ہے....

جناب ڈپٹی سپیکر: دس منٹ کیلئے جو وقت مخصوص کیا تھا وہ ختم ہو رہا ہے۔ دس منٹ کیلئے مزید وقت بڑھایا جاتا ہے۔ جی وزیر زراعت۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ مہربانی سے مجھے پانچ منٹ دیدیں میں اس کو ختم کرتا ہوں اس کے بعد جو آپ چاہیں وہ کریں آپ کو آزادی ہو گی۔

تو اس کے بارے میں میں عرض کروں کہ ہمارے پاس دو مسائل کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے کہ ٹیوب ویلوں کے بلوں کو آئندہ فصلوں پر ڈال دیا جائے اور ان کو وصول نہ کیا جائے اور ان کو ہر چیز مہیا کی جائے۔ تب میں چاہتا ہوں کہ ان کو کچھ نہ کچھ ریلیف دینا چاہئے جس کے تحت حالت کچھ سنبھل سکے اور وہ آئندہ فصل کاشت کر سکیں اب ہمارے پاس اس کے دو طریقے تھے.....

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب سپیکر ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب وزیر موصوف ان ہی باتوں کو دھرا رہے ہیں جو وزیر مال بھی کہہ چکے ہیں اور خود بھی وہ ایک بار کہہ چکے ہیں اس لئے آپ ان سے کہیں کہ وہ مختصر کریں اور ان باتوں کو بار بار نہ دھرائیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تمام باتیں ان کے گوش گزار ہو چکی ہیں اب ان کو بات ختم کر لینے دیں ۔

وزیر زراعت : جناب والا ! اگر یہ چاہتے ہیں کہ میں بات نہ کروں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے جب میں اپنی بات کو سمیٹنے پر آتا ہوں تو میرے فاضل دوست کوئی نہ کوئی نیا نکتہ اٹھا دیتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں کہ کسی طریقے سے بات مکمل نہ ہو ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں ۔

وزیر زراعت : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے پاس صرف دو ہی طریقے رہ گئے تھے ایک تو یہ تھا کہ ہم گندم خریدیں چاہے اس کو دریا برد کریں یا سمندر میں پھینکیں ۔ دوسرا طریقہ یہ تھا کہ ان کو کسی طریقے سے Compensate کیا جائے ۔ میں عرض کرونگا کہ اس میں جتنے عوامل آئے ہیں اس سے کافی حد تک کاشتکار Compensate ہوا ہے لیکن اس کی مالی حالت ابھی تک اس قدر اچھی نہیں ہو سکی کہ وہ آئندہ سال میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے اس لئے دوسرا طریقہ یہ تھا کہ اس کو فی ایکٹر کے حساب سے جو اس کا خرچ آیا ہے اس کو دیا جائے کیونکہ اس کے بیج آئے ہیں ۔ اس کی کھاد آئی ہے اسی طرح سے اس پر اس کے بیشمار اخراجات آئے ہیں تو یہ اس سے ایک طریقہ ہزار درجہ بہتر عرض کرونگا اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ ہم نے بیس فیصد سروے کروایا ہے جو لوگ اس سے متاثر ہیں وہ کہتے ہیں کہ گندم پڑی ہوئی ہے اور پڑی ہو گی لیکن بیس فیصد سے زیادہ گندم کاشتکار کے پاس نہیں پڑی اس سے کم پڑی ہوئی ہے گندم نے جہاں پہنچنا تھا وہ پہنچ چکی ہے بہت کم گندم کاشتکاروں کے پاس پڑی ہوئی ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ تمام اربوں روپیہ آڑھتیوں کی نذر نہ کیا جائے میری تجویز یہ کہ اگر آپ چاہیں تو ایک کمیٹی بنا لیں ورنہ محکمہ زراعت نے اپنے طور پر مکمل سروے کر لیا ہے کہ کس کس علاقے کی گندم متاثر ہوئی ہے تاکہ ہم چیف منسٹر صاحب سے یہ درخواست کر سکیں کہ آپ اتنا روپیہ فیڈرل گورنمنٹ سے لیں آپ اپنے پاس رکھیں لیکن ان کو کم از کم ان کا جو خرچہ ہے وہ ہم ان کو ادا کریں۔ اور میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ حتمی فیصلہ ہوا ہے

ہم اس Process میں ہیں ہم چیف منسٹر صاحب سے درخواست کر رہے ہیں کہ ان کو کچھ Compensate ضرور کیا جائے اس کیلئے آپ چاہیں ہمارے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں اور اگر آپ چاہیں تو کمیٹی مقرر کر دیں جو اقدامات کئے گئے ہیں وہ میں نے بتا دیئے ہیں مزید کیلئے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اپنے متاثرہ کاشتکاروں کیلئے اور کیا کر سکتے ہیں ۔ وہ جب ہم کریں گے اسی وقت ہم بتائیں گے اس سے پہلے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر صاحب کی یہ تجویز میں سمجھتا ہوں کہ نہایت ہی مناسب ہے کہ اس ایوان کی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس تمام معاملے کو اچھی طرح دیکھے اور پھر سارے معاملے کو چیف منسٹر تک پہنچایا جائے اور ان سے اس مسئلے پر بات کی جائے اور جو جو متاثرہ علاقے ہیں اور ان کے جو جو مسائل ہیں ان تک پہنچائے جائیں ...

چودھری محمد عبد اللہ ورک (گوجرانوالہ): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں صرف ایک بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کچھ افواہیں گشت کر رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جب سپیکر بول رہا ہو تو آپ بولا نہیں کریں مجھے بات مکمل کر لینے دیں پھر آپ بے شک بولتے رہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ لوگوں کو اس سے اتفاق ہو تو اس ایوان کی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس ایوان کے جذبات کو جناب چیف منسٹر صاحب کو پہنچائیں اور اس معاملے کا کوئی نہ کوئی جائز اور آبرومندانہ حل نکالا جائے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! اس کمیٹی کے بنانے کا اختیار ہم آپ کو دیتے ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ جی وزیر جنگلات۔

وزیر جنگلات: جناب والا! میں یہ عرض کرونگا کہ آپ کمیٹی ضرور بنا دیں لیکن اس کا ایک وقت مقرر کر دیں تاکہ جو گندم باہر پڑی ہوئی ہے اور جو بیس فیصد ہے اس کے بارے میں جو فیصلہ ہے وہ جلد سے جلد ہو سکے تاکہ اس کے بارے میں کوئی اور مسئلہ نہ رہ جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ ٹھیک فرما رہے ہیں ۔ چودھری محمد عبداللہ ورک

چودھری عبد اللہ ورک: جناب والا! بات صرف اتنی سی تھی کہ کچھ افواہیں گشت کر رہی ہیں

کہ جو معاوضہ دیا جائے گا وہ ساڑھے بارہ ایکٹر سے کم مالکان اراضی کو دیا جائے گا۔

وزیر زراعت: جناب چودھری صاحب اس بارے میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ ان کو بھی اسی کمیٹی میں رکھ لیں تاکہ یہ بھی اپنی بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کمیٹی کا قیام صرف اسی مقصد کے لیے کیا جا رہا ہے کہ اس میں کاشتکار کے تمام مسائل پر غور ہو جائیں اور ان کا کوئی نہ کوئی حل نکالا جائے۔

جناب محمد رفیق (ٹوبہ ٹیک سنگھ): جناب وزیر مال نے جن جن اضلاع میں جن جن علاقوں کو آفت زدہ قرار دیا ہے ان میں فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے کچھ حصے ہیں۔ اور جھنگ کو بھی شامل نہیں کیا گیا۔ تو براہ مہربانی میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ سروے دوبارہ کروائیں اور فیصل آباد اور ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جہاں پر شدید برسات سے شدید نقصان ہوا ہے۔ ان کو آفت زدہ علاقہ قرار دینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! اس کے لیے وزیر مال سے آپ الگ بھی درخواست کر سکتے ہیں۔ کہ جناب فلاں فلاں علاقے متاثرہ ہے اس کو بھی آفت زدہ قرار دیا جائے۔

وزیر مال: جناب والا! میں اس سلسلے میں گزارش کرتا ہوں کہ فاضل ممبر مجھے اپنے متاثر دیہاتوں کے بارے میں لکھ کر بھیجیں ہم اس کے بارے میں تصدیق کروا لیں گے اگر وہ واقعی متاثرہ ہوئے تو میں ضرور ان کو شامل کرلونگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ جی چودھری صاحب اب اس مسئلے کو ختم کرنا چاہیے تو کمیٹی کیلئے ایک وزیر زراعت صاحب! دوسرے رانا پھول محمد خان صاحب، میاں محمد افضل حیات صاحب، میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب، چودھری محمد خان جسپال صاحب چودھری گل نواز صاحب اور ورک صاحب۔

سید اقبال احمد (سیالکوٹ): جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ جو متاثر اضلاع ہیں ان میں سے ایک ایک آدمی لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلو۔ شاہ صاحب! آپ کو شامل کر لیتے ہیں۔ سید اقبال احمد شاہ صاحب، وزیر

مال صاحب اور وزیر خوراک صاحب ۔ ذکیہ شاہنواز صاحبہ تو یہ کمیٹی کتنے دن میں جناب چیف منسٹر صاحب سے مل کر کوئی Way out نکالے ۔ آپ اس بارے میں کیا رائے دیں گے ۔

وزیر زراعت: جناب جمعرات تک ۔

قائد حزب اختلاف: جی آج اتوار ہے تو جمعرات تک رپورٹ آجانی چاہیئے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں یہ توچیف منسٹر صاحب کی مصروفیات کے پیش نظرذرا تھوڑا وقت نہ رکھاجائے۔

قائد حزب اختلاف: پہلے کمیٹی نے خود Meet کرکے اپنی رپورٹ پیش کرنی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں ۔ پہلے جناب چیف منسٹر صاحب سے مل کر اس کے بعد اپنی رپورٹ دے گی ۔

تو اس کے لیے وقت کی معیار سات دن کی رکھتے ہیں اگلے اتوار کو اس کی رپورٹ ایوان میں آجانی چاہیئے ۔

وزیر زراعت: جناب اس سے پہلے آجانی چاہیئے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اگر اس سے پہلے آجائے تو بہتر ہے بہرحال آخری دن اتوار ہو گا ۔

قائد حزب اختلاف: جناب اس میں Convener کون ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں کنوینر بنانے کی میں سمجھتا ہوں کوئی ضرورت نہیں ۔

قائد حزب اختلاف: جناب ضرورت تو ہے جی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو understood بات ہے کہ یا تو وزیر خوراک کنوینر ہونے چاہیئں یا وزیر زراعت تو وزیر زراعت کنوینر ہونگے ۔ میاں صاحب کیا آپ تجویز کرتے ہیں ۔ کہ اس کمیٹی کے وزیر زراعت کنوینر ہونے چاہیں ۔

قائد حزب اختلاف: ٹھیک ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلو ٹھیک ہے چودھری غفور صاحب اس کمیٹی کے کنوینر ہونگے ۔

وزیر کالونیز: جناب میں ایک اہم چیز کی نشاندی ہی کرونگا کہ اس میں وزر خوارک کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلے اتوار کو اس کی رپورٹ ایوان میں آنی چاہیئے۔ اگر اس سے پہلے آجائے تو بہتر ہے مگر اتوار تک لازمی آنی چاہیئے۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری: جناب والا! میں عرض کرونگا کہ ڈیرہ غازی خان سے ایک ممبر ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو یہ تو تمام اضلاع ہیں تو میرے خیال میں یہ تمام اسی طرح مطالبہ کرتے رہیں گے۔ یہ تمام لوگ زمیندار ہیں میرا خیال ہے کہ یہ زمیندار کی بہتری کے لیے اس کے بھلائی کے لیے کام کریں گے۔

اب اس اجلاس کی کارروائی کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے

(اجلاس کی کارروائی 15 جون 1987ء صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

سوموار، ۱۵ جون ۱۹۸۷ء

(دو شنبہ ۱۷ شوال ۱۴۰۷ھ)

جلد ۱۰ ..... شمارہ ۹

سرکاری رپورٹ

مندرجات

سوموار، ۱۵ جون ۱۹۸۷ء

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۴۶۱
اراکین اسمبلی کی رخصت	۴۶۲
مسئلہ استحقاق	
طلباء کی طرف سے رکن صوبائی اسمبلی کو دھمکی آمیز خطوط	۴۶۳

(جاری) .....

صوبائی اسمبلی پنجاب

..... (جاری)

قومی زبان اردو کی توہین اور آئینی تقاضوں سے انحراف ۳۶۷

مسودہ قانون (جو پیش کیا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) حصول اراضی مصدرہ 1987ء ۴۷۷

میزانیہ برائے سال 88- 1987ء پر عام بحث (جاری) ۴۷۷

قرارداد

متوازن وفاقی بجٹ 88- 1987ء پیش کرنے پر وزیر اعظم کو خراج تحسین ۵۲۳

میزانیہ برائے سال 88- 1987ء پر عام بحث (جاری) ۵۲۷

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

پیر 15 جون 1987ء

(دو شنبہ ۱۷ شوال ۱۴۰۷ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ۝
وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝
إِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَإِذَا
هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝
وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝
وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ
بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ إِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ
لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝

سورہ اعراف۔ آیات ۱۹۹-۲۰۰-۲۰۱-۲۰۴-۲۰۵-۲۰۶

اے پیغمبر! آپ عفو و درگزر اختیار کیجئے اور اچھے کام کرنے کا حکم دیجئے۔ اور جاہلوں سے کنارہ کش رہئے۔

اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی طرح کا وسوسہ پیدا ہو تو اللہ سے پناہ مانگ لیا کرو بلاشبہ وہ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

جو برائیوں سے پرہیز کرنے والے لوگ ہیں۔ جب ان کو شیطان کی طرف سے وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو چونک پڑتے ہیں اور دل کی بصیرت سے دیکھنے لگتے ہیں۔

اور جب قرآن پڑھا جائے تو پوری توجہ سے سنا کرو۔ اور بالکل خاموش رہا کرو۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور تم اپنے پروردگار کو دل ہی دل میں عاجزی اور خوف سے پست آواز سے صبح و شام یاد کرتے رہو اور دیکھنا غافل نہ ہونا۔

بلاشبہ جو لوگ تمہارے پروردگار کے قریب ہیں۔ وہ اس کی عبادت سے روگردانی نہیں کرتے اور اسی پاک ذات کو یاد کرتے اور اسی کے آگے سجدے کرتے رہتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست حاجی جلال دین ڈھکو صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گزارش ہے حاجی جلال دین ڈھکو ایم پی اے ساہیوال کی ہمشیرہ فوت ہوگئی ہے۔ اس وجہ سے موجودہ اجلاس میں از 87-6-14 تا 87-6-18 تک چھٹی دی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد صدیق صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

I have just received a message on phone that Ch. Muhammad Siddique, MPA, Fortabbas in not feeling well and is under treatment of private Doctor at Lahore. He has desired that his absence from the House for 14th and 15th June, 1987, may kindly be excused.

Submitted for the kind information of the Speaker.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کی دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

اسلام علیکم بندہ 10 اور 11 جون 1987ء کو منعقدہ اجلاس اسمبلی میں حاضر نہیں ہوسکا۔ جسکی

رخصت منظور فرمائی جاوے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

طلباء کی طرف رکن صوبائی اسمبلی کو دھمکی آمیز خطوط

جناب سپیکر: میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی پریویلج موشن نمبر 16 ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ زبجاہ و ذی وقار جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے گورنمنٹ ڈگری کالج جھنگ میں حساب' شماریات اور نفسیات کے مضامین میں گزشتہ سال پوسٹ گریجویٹ تعلیم کی اجازت دی تھی تو اس کے لیے پنجاب کے گورنر جو پنجاب یونیورسٹی کے چانسلر بھی ہیں' نے حسب ضابطہ نوٹیفیکیشن جاری کر دیا تھا۔ جس کی بنیاد پر اس کالج میں ان مضامین میں طلباء کو داخلے دے دیئے گئے تھے اور اب جبکہ یہ طلباء دو سال کی تعلیم مکمل کر لینے کے بعد امتحان کی تیاری کے آخری مرحلے میں ہیں کالج انتظامیہ کی طرف سے پنجاب یونیورسٹی کو ان مضامین میں الحاق کی منظوری کے لیے حسب ضابطہ درخواست دی گئی۔ لیکن پنجاب یونیورسٹی نے ان مضامین میں الحاق کی منظوری دینے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے اس کالج میں ایم اے کلاسز میں زیر تعلیم طلباء کا مستقبل مخدوش ہو گیا ہے۔ اور انہیں اپنی زندگی کے دو قیمتی سال ضائع ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ اس صورتحال نے طلباء میں سخت ہیجان و بے چینی پیدا کر دی ہے اور وہ کسی بھی وقت مشتعل ہو کر انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ متعدد طلباء نے مجھے بذریعہ ڈاک یہ خطوط ارسال کیے ہیں کہ اگر جھنگ کے ارکان اسمبلی نے ان مضامین کے یونیورسٹی سے الحاق میں مدد نہ کی تو وہ ارکان اسمبلی کے گھروں کا گھیراؤ کریں گے۔ طلباء کے ان دھمکی آمیز خطوط نے میں سے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں رکاوٹ محسوس کی ہے حالانکہ طلباء کے ساتھ یہ زیادتی محکمہ تعلیم کی

نااہلی، غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو مجلس قائمہ برائے استحقاق کے حوالے کیا جائے یا تاکہ تحقیق کی جا سکے کہ طلباء مجھے اور جھنگ کے دیگر ارکان اسمبلی کو ایسی دھمکیاں دینے پر کیوں مجبور ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! آج سے دو سال قبل جھنگ کے ڈگری کالج میں گورنر پنجاب کے ایک نوٹیفیکشن کے تحت ایم اے کلاسز کے اجراء کی منظوری عطا کی گئی تھی۔ اور جبکہ وہاں زیر تعلیم سینکڑوں طلباء امتحان کی تیاری کے آخری مراحل میں ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی نے ان کلاسز کا یونیورسٹی کے ساتھ الحاق کی منظوری دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کی وجہ سے طلباء نے متعدد بار جھنگ میں جلسے اور جلوس نکالے اور احتجاجی مظاہرے بھی کیے۔ ان طلباء نے جھنگ کے تمام ارکان اسمبلی کو یہ خطوط لکھے ہیں کہ اگر انہوں نے ایم اے کلاسز کی یونیورسٹی کے ساتھ الحاق کی منظوری کے سلسلے میں کوئی مدد نہ کی تو جھنگ میں تاندلیانوالہ کی تاریخ دھرائی جائے گی۔ ارکان اسمبلی کے گھروں کا گھیراؤ کیا جائے گا۔ اور میں نے وہ خطوط اپنی تحریک استحقاق کے ساتھ ثبوت کے طور لف کر دیئے ہیں۔ جن میں واضح طور پر طلباء نے جھنگ کے ارکان اسمبلی کو یہ دھمکی دی ہے کہ اگر ایم اے کلاسز کے الحاق کی منظوری یونیورسٹی نے نہ دی تو طلباء اس بات پر مجبور ہوں گے کہ وہ جھنگ کے اراکین اسمبلی کے گھروں کا گھیراؤ کریں اور تشدد آمیز مظاہرے کریں۔

جناب سپیکر! طلباء نے ہمیں جو دھمکی آمیز خطوط لکھے ہیں۔ اس میں ہمارا قطعاً کوئی قصور نہیں ہے۔ اگر طلباء کے ساتھ کوئی زیادتی ہو رہی ہے تو وہ محکمہ تعلیم کی غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ غلطی تو محکمہ تعلیم کی ہے۔ غفلت اور لاپرواہی تو محکمہ تعلیم نے کی ہے۔ اور دھمکیاں ہمیں مل رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے ہم اپنے فرائض منصبی کے راستے میں رکاوٹ محسوس کرتے ہیں۔ اس لیے یہ میری یہ گزارش ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ یہ کمیٹی ان اسباب کا جائزہ لے سکے کہ طلباء ایسے دھمکی آمیز خط لکھنے پر کیوں مجبور ہوئے

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں جناب میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کو ایک ابھرتا ہوا پارلیمنٹیرین تصور کرتا ہوں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس تحریک میں ان کا استحقاق کس طرح مجروح ہوا۔ کس آئین کے تحت، کس قاعدہ کے تحت اور کس رولز کے تحت ان کا کونسا استحقاق بنتا تھا کہ انہوں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ وہ استحقاق بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے

جو کہ آئین نے آپ کو دیا ہے جو رولز نے دیا ہے اور جو قواعد نے دیا ہے ۔۔۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ نے خود یہ کہا ہے کہ یہ معاملہ دو سال سے زیر غور چلا آرہا ہے۔ اس کے بعد میں اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سٹوڈنٹس نے ہائیکورٹ میں رٹ کی ہوئی ہے اور جو ابھی تک زیر التوا ہے ۔ اس بنا پر بھی ہم اس تحریک استحقاق کو زیر بحث نہیں لاسکتے۔ بہرحال میں اپنے فاضل ممبر جن کی میں بہت عزت کرتا ہوں جو مختصر حالات ہیں ان کو بیان کر دیتا ہوں ۔ یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم نے ایم اے اور ایم ایس سی کلاسز کا اجراء تسلیم کیا تھا اور اس سلسلے میں محکمہ تعلیم نے وہ تمام اقدامات کیے ہیں جو اس کے لیے ضروری تھے ۔بد قسمتی سے یا خوش قسمتی سے یہ الحاق پنجاب یونیورسٹی کرتی ہے۔ ہم تو صرف درخواست کرسکتے ہیں ۔ ہم نے یونیورسٹی کو درخواست کی ہے اور انہوں نے ایک تعلیمی کمیٹی مقرر کی تھی جس نے حسب ضابطہ کالج کا معائنہ کیا جس میں بعض خامیوں کی نشاندہی بھی کی گئی ان میں سے بعض کو پورا بھی کیا جاچکا ہے ۔ تاہم محکمہ تعلیم کی پر زور درخواست پر پنجاب یونیورسٹی نے مندرجہ بالا مضامین میں پوسٹ گریجوایٹ کلاسز میں زیر تعلیم طلباء کے داخلہ فارم برائے امتحانات وصول کر لیے ہیں۔ اور ان طلباء اور طالبات کو امتحان دینے میں اب کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ یونیورسٹی پہلے ہی ایم ایس سی (ریاضی) حصہ اول کے نتائج کا اعلان کر چکی ہے ۔ اور فیل ہونے والے طلباء کو دوبارہ امتحان دینے کے لے کہا گیا ہے ۔ پاس ہونے والے طلباء حصہ دوم کے امتحان کے لیے تیاری جاری رکھیں۔ لہٰذا میں یہ عرض کروں گا کہ ہماری طرف سے اور محکمہ تعلیم کی طرف سے کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں ہوئی کیونکہ الحاق کے لیے چند شرائط ہوتی ہیں کہ اچھے ٹرینڈ پروفیسرز ہوں لیکچررز ہوں لیبارٹری ہو ۔ ان کی جو چیکنگ کرنی ہے وہ یونیورسٹی کرتی ہے ۔ ہم نے درخواست کی ہے کہ جو کمی رہ گئی ہے انشاء اللہ ہمیں موقع دیں تو کسی قسم کی مشکل طلباء یا طالبات کو پیش نہیں آئے گی۔ بہت بہت شکریہ ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ : جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ قاعدہ 55 (5) میں مسئلہ استحقاق میں گورنر کے ذاتی طرز عمل میں اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ یہ گورنر صاحب کا معاملہ ہے ۔ انہوں نے ہی اجازت دی اور وہ ہی بہتر سمجھتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس دفعہ کے تحت گورنر صاحب کے طرز عمل پر اعتراض نہیں ہوسکتا۔

جناب سپیکر!: جی جنجوعہ صاحب ' آپ فرمائیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: وزیر تعلیم کی اس وضاحت کے بعد جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ امتحان دینے کی اجازت عطا کرنے کے لیے یونیورسٹی نے داخلہ فارم وصول کر لیے ہیں۔ حالانکہ طلباء کا مطالبہ تو یہ ہے کہ ان کلاسز کا یونیورسٹی سے الحاق کرکے ریگولر امتحان لیا جائے۔ ان کے داخلہ جو وصول کیے گئے ہیں۔ وہ پرائیویٹ طلباء کے طور پر وصول کیے گئے ہیں۔ اور یہی ان کا مطالبہ ہے کہ ان کی کلاسز کی جن کی گورنر پنجاب نے دو سال قبل ایک نوٹیفیکشن کے ذریعے منظوری دی تھی ان کو ریگولر کلاسز تسلیم کرتے ہوئے ان کی یونیورسٹی کے الحاق کے منظوری عطا فرمائی جائے۔ جبکہ جو داخلہ فارم ان سینکڑوں طلباء سے وصول کیے ہیں وہ پرائیویٹ طلباء کے طور پر وصول کیئے ہیں اور اسی مطالبے کے تحت انہوں نے متعدد بار وہاں پہ جلسے کیے ہیں جلوس نکالے اور ارکان اسمبلی کے گھروں کا گھیراؤ کرنے کی دھمکیاں دیں۔ جناب سپیکر! میں نے یہ جو خطوط اپنی تحریک استحقاق کے ساتھ لف کیے ہیں وہ کوئی فرضی خطوط نہیں ہیں۔ وہ اسمبلی کے پتہ پر مجھے موصول ہوئے ہیں جنہیں direct۔ re کرکے مجھے اسمبلی کے پتہ پر بھیجا گیا ہے اور ان میں طلباء نے واضح طور پر دھمکی دی ہے کہ جب کوئی آدمی کسی رکن اسمبلی کو دھمکی دیتا ہے اور وہ اپنے فرائض میں رکاوٹ محسوس کرتا ہے تو میرے خیال میں اس میں اس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ طلباء یہ دھمکی دینے میں حق بجانب ہیں جن کے زندگی کے قیمتی دو سال محکمہ تعلیم کی غفلت کی وجہ سے ضائع ہو رہے ہوں۔ اس خط میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ وہ کمیٹی جو تحقیقات کے لیے گورنمنٹ کالج جھنگ میں گئی تھی اس کے اراکین نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے خلاف بھی نازیبا زبان استعمال کی۔ اور بھی متعدد باتیں ان خطوط میں لکھی ہوئی ہیں جن کا ذکر میں نے اپنی تحریک استحقاق میں نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب! اس میں ایک پہلو تو یہ ہے کہ آپ کو طلباء نے دھمکی آمیز خطوط لکھے ہیں جن کا آپ نے ذکر کیا ہے اور جن کی کاپیاں آپ نے لف کی ہیں۔ لیکن خطوط کے لیے آپ طلباء کو سزا نہیں دینا چاہتے۔ آپ کی تحریک استحقاق میں یہ بات موجود ہے کہ آپ استحقاق کمیٹی میں لے جا کر طلباء کو سزا نہیں دینا چاہتے۔ بلکہ آپ کے خیال میں یہ جو صورت حال پیدا ہوئی ہے۔ محکمہ تعلیم کی وجہ سے ہوئی ہے۔ جس میں جناب لا منسٹر جو ایجوکیشن منسٹر بھی ہیں انہوں نے یہ کہا کہ ہم نے اس کے الحاق کے لیے یونیورسٹی کو لکھا ہے۔ اور ہم اس سلسلہ میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کر رہے۔ اورنہ ہماری طرف سے کوئی رکاوٹ ہے۔ اب ان حالات میں فرمائیے کہ

اب کیا استحقاق کے مجروح ہونے کا معاملہ باقی رہ گیا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! وزیر تعلیم یہ یقین دہانی کرا دیں کہ اس مسئلہ کو پوری سنجیدگی کے ساتھ take up کریں گے تو شائد میں اپنی تحریک استحقاق پر زور نہ دوں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ کو اس پر اعتراض ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! زیادہ سے زیادہ تحریک التواء یہ آسکتی ہے اگر انہیں زندگی کا خطرہ ہے اس سے زیادہ تو کچھ نہیں آسکتا۔ باقی میں نے پہلے عرض کردیا کہ ہم پوری سنجیدگی کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں ۔ یہ ہمارے اپنے بچے ہیں۔ ہمیں احساس ہے ۔ ہم نے ان سے وعدہ بھی کیا ہے کہ ہم انشاء اللہ وہاں ان کلاسز کا اجراء کروائیں گے اور ہماری کوشش سے ہی یونیورسٹی نے داخلہ فارم منظور کیے ہیں۔ کچھ شرائط ہوتی ہیں جن کے تابع ہمیں یہ کلاسز جاری کرنی پڑتی ہیں۔ کل کی بجائے آج ہو جائے تو ہمارے لیے باعث فخر ہے ۔ میں یقین دلاتا ہوں ہماری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوگی نہ پہلے ہوئی ہے اور نہ اب ہوگی۔

جناب سپیکر: آپ پریس نہیں کرتے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: نہیں جناب والا!

جناب سپیکر: محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر21 ہے۔

قومی زبان اردو کی توہین اور آئینی تقاضوں سے انحراف

بیگم نجمہ تابش الوری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر شکریہ!

میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین 1973ء کے آرٹیکل 251 کے تحت اردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا گیا ہے اور یہ لازم کیا گیا ہے کہ دستور کے نفاذ سے پندرہ سال کے اندر اندر ایسے انتظامات کئے جائیں گے جن کے مطابق اردو کو سرکاری اور دوسرے مقاصد کے لیے استعمال کیا جاسکے۔

آئین کے نفاذ کو تقریباً چودہ سال ہو رہے ہیں لیکن ابھی تک قومی سطح پر یا پنجاب کی سطح پر قومی زبان اردو کو دفتری و سرکاری زبان کا عملاً درجہ نہیں دیا جا سکا۔ آئین کی روح کے مطابق یہ درجہ

پندرہ سال کے اندر اندر دیئے جانے کا مقصد جلد سے جلد اس قومی فریضے کی تکمیل تھا اور اس کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ پندرہ سال بعد اس فریضے کی انجام دہی کی جائے۔

بلا شبہ صدر جنرل ضیاء الحق اور وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے ذاتی طور پر خود سفارتی تقریبات میں اردو کو ذریعہ اظہار بنا کر قابل تحسین مثال قائم کی ہے اور اعلانات کی حد تک سرکاری دفتروں میں بھی اردو کے استعمال کی ہدایات انگریزی مراسلوں کے ذریعے جاری ہوتی رہتی ہیں مگر عملاً ابھی تک بیشتر محکموں میں انگریزی زبان کی حکمرانی ہے جو صریحاً قومی زبان اردو کو توہین اور آئینی تقاضوں سے انحراف کے مترادف ہے۔ خود صوبائی اسمبلی ابھی تک مکمل طور پر اردو کو دفتری زبان کی حیثیت سے نہیں اپنا سکی۔ صوبائی حکومت کی جانب سے اس آئینی تقاضے کی عدم تکمیل سے اس ایوان کا اجتماعی و انفرادی استحقاق پامال ہوا ہے۔

جناب والا! میری تحریک استحقاق اپنی دفعہ بھی آپ ہے' خود ایک آئینہ ہے' ہم اردو کے ساتھ سوتیلا پن کر رہے ہیں۔ جبکہ قانون کو بنے ہوئے 15 سال ہو گئے ہیں' کیا وجہ ہے کہ ہم قانون پر عمل کروانے پر اتنے مجبور ہیں یا اس کے پس پردہ کوئی اور بات ہے اور اگر اس قانون پر عمل کروا دیا جاتا تو ملک میں یہ جو لسانی جھگڑے ہو رہے ہیں اور چند سال پہلے کی بات ہے روزنامہ جنگ نے ایک اخبار کا ضمیمہ کراچی سے نکالا تھا " اردو کا جنازہ ذرا دھوم سے نکلے " اگر ہم اپنے قانون پر عمل نہیں کرواسکتے۔ تو پھر ایسے قانون بنانے کا کیا فائدہ' اور قومی زبان اردو کے ساتھ یہ سوتیلا پن کر رہے ہیں' جس کی وجہ سے سندھی' بلوچی' پٹھان اور پنجابی کے جھگڑے آج پیدا ہو رہے ہیں اگر ہم ایک زبان استعمال کریں وہ پورے ملک کی زبان ہوگی پاکستانی زبان ہوگی اور اس سے کسی کو بھی نقصان نہیں ہوگا جبکہ دفتروں میں' تعلیمی اداروں میں ہم پڑھتے ہیں لیکن بیشتر ذریعہ تعلیم انگریزی میں ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کیونکہ باقی آپ کے سامنے من و عن بیان کر دیا گیا ہے اور آپ بہتر فیصلہ کرسکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون کچھ فرمانا چاہیں گے۔

جناب وزیر قانون: جناب والا! یہ تحریک استحقاق Pre - mature ہے' کیونکہ آئین کے تحت بھی 14 اگست 1987ء تک ہمیں چھوٹ دی گئی ہے اس وقت تک ہم پر لازم نہیں آتا کہ ہم اردو بولیں اور اسے دفتری زبان کے طور پر رائج کریں یہ آرٹیکل 265 ہے

" . . . . . the Constitution shall come into force on the fourteenth day of August, one thousand nine hundred and seventy-three or on such earlier day as the President may notify . . . . . ".

اس سلسلے میں کوئی President کا Notification بھی نہیں ہے اور نہ ہی ابھی کسی تحریک استحقاق کا موقع ہے تو یہ تحریک استحقاق Pre-mature ہے اور اس کے بعد انہوں نے جیسے 155 کا ذکر ہے اس میں بھی آپ دیکھ لیں' صفحہ نمبر 174 ہے

Article 251 -

" (1) The National language of Pakistan is Urdu, and arrangements shall be made for its being used for official and other purposes within fifteen years from the commencing day."

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ابھی تک وہ تاریخ نہیں آئی۔ اس کے بعد جناب والا اس کی سب کلاز (2) ہے اور اس میں بڑے واضح انداز میں کہا گیا ہے کہ :۔

" (2) Subject to clause (1), the English language may be used for official purposes until arrangements are made for its replacement by Urdu."

تو ہمیں اتنی چھوٹ دی گئی ہے کہ جب تک ہم اردو کی متبادل اصطلاحات تلاش نہیں کرتے' اس کا کوئی بندوبست نہیں کرسکتے۔ اس وقت تک ہم اردو کو بنیاد نہ بنائیں ۔ اس کے علاوہ جناب والا! آرٹیکل 254 بڑا واضح ہے کہ :۔

Article 254 -

"When any act or thing is required by the Constitution to be done within a particular period and it is not done within that period, the doing of the act or thing shall not be invalid or otherwise ineffective by reason only that it was not done within that period."

جناب والا! اس کے باوجود ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہم اپنے محکموں میں اردو کو جتنی جلدی ہوسکے رائج کریں اس میں تھوڑی سی فنی مشکلات ہیں' ایک تو ہمارے پاس مشین نہیں ہے اور ہم نے کوشش کی ہے اور وہ بہت جلد ہمارے پرنٹنگ پریس میں لگ جائے گی۔ لیکن جناب والا اس میں بجٹ کی یا دوسری مشکلات اور فنی اصطلاحات ہمارے سامنے آتی ہیں۔ ابھی تک ہمیں اس کا متبادل مواد نہیں ملا' متبادل الفاظ نہیں ملے۔ ہماری کوشش ہے اور ہم کوشش کرکے وہ الفاظ جو فنی اصلاحات کے تحت آتے ہیں ان کے ہم اردو کے متبادل الفاظ تلاش کریں۔ اور انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ

اگلا بجٹ اردو میں ہو اور یہ ہماری کوشش تھی۔ لیکن چند مشکلات کی بناء پر وہ ہم نہ کرسکے اور ہماری یہ کوشش ہوگی کہ تمام وسائل کو بروئے کار لا کر اگلا بجٹ اردو میں آئے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے تو فیڈرل گورنمنٹ کی پیروی کرنا ہوتی ہے اور فیڈرل منسٹری کے تحت ہم نے اقدام کرنے ہوتے ہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ پنجاب اردو شروع کر دے۔ اور فیڈرل گورنمنٹ اپنا دائرہ کار انگلش میں ہی رکھے۔ تو جناب والا! میں درخواست کرونگا کہ اس میں کسی قسم کا استحقاق نہیں بنتا لہٰذا اسے آؤٹ آف آرڈر قرار دیا جائے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب سپیکر! میں جناب وزیر قانون صاحب کی ممنون ہوں کہ انہوں نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ بالکل میری سمجھ میں نہیں آیا اور میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور "Within fifteen years" کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پندرہ سال گزرنے کے بعد ہی اس پر عمل کیا جائے اس دوران بھی اس عمل کیا جاسکتا تھا اور اگر ہم آہستہ آہستہ اور بتدریج اس طرف آگے بڑھتے تو عین ممکن تھا کہ پندرہ سال گزرنے سے پہلے ہی ہم اس زبان اردو کو قومی درجہ دیدیتے اور وزیر قانون راجہ خلیق اللہ صاحب کا شکریہ کہ ان کی ایک بات بھی میری سمجھ میں نہیں آئی!

وزیر قانون: جناب والا! سمجھنے کے لیے عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: یہ پریویلج موشن کے بارے میں آہستہ آہستہ اور رک رک کر وضاحت کریں تو شاید میری سمجھ میں آجائے گا اور اس کے بعد میں بتا سکوں گی۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب والا! جیسا کہ بیگم صاحبہ فرما رہی ہیں کہ ہماری سمجھ میں بھی کچھ نہیں آیا کہ راجہ صاحب نے کیا فرمایا ہے گو کہ اسمبلی کی کارروائی اردو میں ہو رہی ہے اور لازمی ہے کہ اگر کسی نے انگریزی میں تقریر کرنی ہوتی ہے تو آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ اجازت لیں تو جب یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ اردو میں بولا جائے تو جناب والا! اسی طریقے سے میں جناب والا! عرض کرونگا اس بات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہ ہماری سیٹیں جو ہیں وہ انگریزی حرف سے شروع کی گئی ہیں میں درخواست کرونگا کہ اردو حرف سے ان کو شروع کیا جائے۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب والا! میں عرض کرونگا کہ اردو کو دفتری زبان قرار دینے کے لیے کوئی عرصہ مقرر کیا جائے۔

سید اقبال احمد شاہ: جس طرح جناب آپ نے اردو کو قومی زبان کے لیے پندرہ سال مقرر کئے

ہیں اس طرح سمجھ آنے کے لیے بھی کچھ وقت مقرر کیا جانا چاہیئے۔

جناب سپیکر: جی۔ شاہ صاحب آپ نے بات میں سے خوب بات نکالی ہے یہ جو سیٹوں کی تقسیم ہے اردو زبان کے اعتبار سے ان کی تقسیم کی جائے تو ہم نے اس دفعہ بھی چاہا تھا کہ اس کو اے۔ بی۔ سی کی بجائے الف ۔ ب ۔ سے شروع کریں اس میں تھوڑی سی دشواری پیش آئی۔ انشاء اللہ تعالے اگلے سیشن میں ہم الف ۔ ب سے شروع کریں گے۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب والا! میرے گھٹنے میں درد شروع ہوگئی ہے سوا دو سال سے ہم ان ہی سیٹوں پر بیٹھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بات اب طے ہو گئی ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: میں جناب چھوٹی سی استدعا کروں کہ Chief Whip ہونے کی وجہ سے مجھے بار بار اٹھنا پڑتا ہے۔ تمام عزیز بھائیوں کے میں کپڑے بھی پھاڑتا ہوں اور میلے بھی کرتا ہوں خدا کے لیے ایک کونے میں مجھے جگہ دے دیں تاکہ میں آسانی سے اٹھ سکوں۔

جناب سپیکر: ایوان کی رائے ہے کہ آپ بار بار نہ اٹھیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! مجھے بار بار باہر بھی جانا پڑتا ہے۔ ورنہ مجھے ان سیٹوں پر کوئی شوق نہیں ہے۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب والا! جب تک گنتی نہیں ہوتی ان کو یہیں بیٹھا رہنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ ابھی دستور پاکستان کو بنے پندرہ سال نہیں گزرے ہیں پندرہ سال گزر جائیں تو بھی کوئی بات بنے گی اگر آپ دستور پاکستان کے حوالے سے بات کریں گے کہ دفتروں میں اردو زبان رائج نہیں ہوئی تو اس میں آپ کا استحقاق کیسے مجروح ہو گیا۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب یہ پوری قوم کا استحقاق مجروح ہوا ہے اسلئے کہ جب ایک قانون بن جائے تو قانون بنانے والوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس پر عملدرآمد کروائیں یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر اسکو پندرہ سال کا وقفہ دیا گیا ہے تو پندرہ سال کے بعد ہی اس قانون کو لاگو کیا جائے تو یہ تو قومی زبان کا بھی Privilege Breach ہوا ہے اردو کا بھی پریویلج Breach ہوا ہے۔ ہماری

قومی زبان اردو ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! اسمبلی میں اردو زبان ہی چلتی ہے محترمہ کہتی ہیں کہ اردو کا Privilege Breach ہوا ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! قانون صرف اسلئے بنائے جاتے ہیں کہ ان پر عملدرآمد کیا جائے۔ تو کیا یہ ضروری ہے کہ وقفہ ابھی پورا نہیں ہوا اور چودہ اگست تک ابھی وقت باقی ہے تو کیا یہ گارنٹی دیتے ہیں کہ پورے ملک میں سرکاری زبان اردو ہی ہوگی۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ اس میں آپ یہ بتائیے کہ آپ کا استحقاق کس بات سے مجروح ہوا۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! یہ میرا استحقاق ہی نہیں مجروح ہوا یہ تو پوری قوم کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں قوم کا نمائندہ ہوں۔

جناب سپیکر: اس وقت ہم قوم کے استحقاق کی بات نہیں کررہے ہیں اور ایک ممبر اسمبلی کے استحقاق کی بات کررہے ہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: دیکھیئے میں بھی قوم کی نمائندہ ہوں۔

جناب سپیکر: آپ یہاں اس ایوان کے ممبر ہونے کی حیثیت سے پریویلج موشن پیش کرسکتے ہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: بحیثیت اس ایوان کے میں عوامی نمائندہ ہوں اور میرا فرض ہے کہ میں اپنے حلقے میں اٹھنے والی آوازوں کو آپ تک پہنچاؤں اور انہوں نے میری توجہ اس طرف دلوائی ہے کہ قومی زبان اردو کو پندرہ سال پہلے 1973ء کے آئین کی آرٹیکل.....

چودھری گل نواز خان وڑائچ: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں بیگم صاحبہ سے استدعا کرتا ہوں یہ ممبران کے نمائندے ہیں عوامی نمائندے نہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: ممبران کے نمائندے تو ہیں۔ مگر ممبران کس کے نمائندے ہیں۔ ممبران تو عوام کے نمائندے ہیں تو فاضل رکن کے کہنے سے تو میرا استحقاق اور بھی زیادہ بڑھ گیا ہے۔ ہم ان کے نمائندے ہیں اور یہ عوام کے نمائندے ہیں اور ہم عوام کے نمائندے ہیں

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ Constitutional breach ہے اس لحاظ سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس ایوان کے استحقاق کے حوالے سے معزز ممبر جو اس تحریک کی محرک ہیں ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: میں میاں افضل حیات سے کہونگا کہ وہ اس پر روشنی ڈالیں کہ یہ جو پریویلج موشن ہے جس میں آئین کا حوالہ دیا گیا ہے کیا یہ کوئی Breach of Privilege ہے۔

قائد حزب اختلاف: جو بیگم صاحبہ نے پیش کی ہے۔

جناب سپیکر: جی۔ جو بیگم صاحبہ نے پیش کی ہے اوراس کی تائید محمد رفیق صاحب نے کی ہے۔

قائد حزب اختلاف: میں چودھری صاحب کی بات پوری طرح سے نہیں سن سکا۔

جناب سپیکر: رفیق صاحب آپ اپنی بات دھرائیے گا۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! چودھری صاحب کے پاس روشنی نہیں ہے۔

جناب محمد رفیق: جناب والا! اندھیرا میرے پاس بیٹھا ہے۔ اور یہ اندھیرا روشنی نہیں آنے دیتا۔

جناب سپیکر! بات جو شروع ہوئی اور جہاں تک میں نے سنی اور جس میں آئین کا حوالہ دیا گیا ہے کہ پاکستان کے آئین میں یہ درج ہے کہ پندرہ سال کے اندر قومی زبان اردو کی بتدریج ترویج کی جائے گی اور چونکہ اس پر اس حوالے سے کوئی کام یا مناسب اقدام نہیں کئے گئے ہیں اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ آئین کی خلاف ورزی ہے جب آئین کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ صوبائی اسمبلی جو صوبے کا مقتدر ادارہ ہے اور جو آئینی تحفظ کے لیے جو اقدامات کرنے چاہئیں تھے ان میں ناکامی ہوئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو معزز محرک ہیں انہوں نے آئین کے حوالے سے درست فرمایا ہے۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! ان کا مقصد یہ ہے اور یہ ٹھیک ہے کہ آئین کی خلاف ورزی 15 سال کے بعد ہوئی۔ لیکن میاں صاحب یہ نہیں کہتے کہ آئین کی خلاف ورزی اس وقت ہو اس وقت کوئی آثار نظر نہیں آرہے۔ جس سے یہ ثابت ہو کہ 15 سال تک اردو مکمل طور پر

رائج ہو جائے گی۔ کوئی اس قسم کے اقدام ہوتے نظر نہیں آرہے اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ ابھی سے کچھ ایسے اقدامات نظر آئیں یا کئے جائیں تاکہ پہلے جو خیال ہے کہ ایسا ہوجائیگا وہ کم از کم نہ ہو۔

جناب سپیکر: میاں صاحب کے نقطہ نظر سے میں ذاتی طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ جناب وائیں صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے؟ جو اس وقت Requirement ہے وہ یہ ہے کہ اس Constitutional Requirement کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں آپ کچھ بتا سکیں گے؟۔

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر! میں آپکا شکر گزار ہوں کہ اس اہم مسئلہ پر آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع دیا۔

جہاں تک اسکی آئینی صورت کا تعلق ہے جناب وزیر قانون نے اسکی وضاحت فرما دی ہے اور یہ بات درست ہے کہ 1988ء تک آئین کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ہمیں اپنی قومی زبان اردو کو مکمل طور پر پاکستان میں نافذ کرنا ہوگی۔ لیکن لیڈر آف دی آپوزیشن نے جو بات ارشاد فرمائی ہے جس پر آپ نے بھی اپنے خیال کا اظہار فرمایا یہ ضروری نہیں ہے کہ جو حتمی تاریخ ہو اس تاریخ تک ہی ہم اس بات کا انتظار کریں۔ اردو ہماری قومی زبان ہے اور ہمیں اپنی قومی زبان پر فخر ہے۔ اردو دنیا کے تمام زبانوں میں عظیم زبان ہے اور یہ دنیا کی تمام زبانوں کے معیار پر پورا اترتی ہے اس لحاظ سے علمی طور پر ہمیں اپنی قومی زبان کو اس ملک میں جلد از جلد رائج کرکے یہ ثابت کرنا ہوگا۔ کہ یہ زبان بین الاقوامی ذمہ داریوں کو بھی پورا کرنے کی بھرپور اہلیت رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں یہ درست ہے کہ Conversion کا سلسلہ بتدریج یہاں پر ہو رہا ہے۔ اور اس وقت بھی مقتدرہ زبان کا جو ارادہ ہے اس کے لیے بیش بہا خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ ٹیکنیکل اور فنی جو اصطلاحات ہیں ان کو متبادل زبان کے طور پر رائج کرنا یہ وقت کا سب سے اہم تقاضا ہے۔ میں اس احساسات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں قومی زبان اردو کو مکمل طور پر اپنے معاشرے میں رائج کرنے کے لیے اس وقت سے زیادہ تدابیر اختیار کرنی چاہیے تاکہ 1988ء تک اب بہت دور نہیں ہمیں اسے and spirit In letter رائج کرنا چاہیے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میری محترمہ بہن کے جو احساسات ہیں اس ایوان کی وساطت سے متعلقہ محکمے کو بھی پہنچیں گے اور ہم حکومت کو بھی اس بات کے لیے ترجیح بنیادوں پر اردو کو مکمل طور پر رائج کرنے کے لیے اپنے ذمہ داریاں پورا کرنے کا بھرپور احساس

دلائیں گے۔

ان حالات میں میں گزارش کروں گا کہ وہ اپنی پرویلج موشن پر زور نہ دیں کیونکہ یہ مسئلہ کوئی متنازعہ نہیں ہے۔ اس میں ہم سب شامل ہیں اور ہمیں قوم کو قومی زبان اردو کو بھرپور وقار اور مقام دلانا ہے۔ شکریہ۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! میں غلام حیدر وائیں صاحب کی بہت مشکور ہوں انہوں نے بھرپور یقین دھانی دلائی ہے۔ لیکن جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے اس کی روشنی میں جب تک وہ مکمل نہیں ہو جاتا۔ آئین کی روح مکمل نہیں ہو جاتی۔ اردو کو قومی زبان کا درجہ پوری طرح سے نہیں دیا جاسکتا اس وقت تک میری یہ تحریک استحقاق پینڈنگ کر دیں۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ کیا اس کے بعد اسی موضوع پر پرویلج موشن نہیں پیش کی جاسکے گی۔

بیگم نجمہ تابش الوری: میں اپنی جانب سے تو نہیں پیش کروں گی۔ میری طرف سے تو یہ پینڈنگ ہی رہے گی۔ کیونکہ ان کی یقین دھانی کے بعد میں مطمئن ہوگئی ہوں۔ جب یہ مکمل طور پر رائج ہو جائے گی۔ اردو کا وقار بحال کروا دیں گے۔ قانون پر عمل درآمد کروا دیں گے۔ آئینی ذمہ داریاں پوری کرلیں گے۔ اس وقت میں یہ پرویلج موشن واپس لے لوں گی۔

جناب سپیکر: اب مسئلہ پھر رہ گیا ہے کہ ہم اسکے فنی پہلوؤں پہ بات کریں کہ آپکا استحقاق بنتا ہے یا نہیں بنتا۔ اگر آپ کا استحقاق بنتا ہے تو پھر ٹھیک ہے اگر نہیں بنتا ہے تو پھر Otherwise اس پر فیصلہ ہو۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسکے فنی پہلوؤں پر بات کی جائے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: میں آپکے توسط سے ایوان سے یہ اپیل کرتی ہوں کہ اسکی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر اس پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: اس پر بحث نہ کریں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: بحث کی جائے۔ پہلے تو یہ فیصلہ ہوگا کہ فنی اعتبار سے آپ کا Breach of Privilege ہے یا نہیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: دیکھئے ہم قانون کے پابند ہیں۔ یہ 1973ء کا قانون ہے۔ اسکا ایک

آرٹیکل 251 ہے اس پر عمل درآمد نہیں ہوتا تو اس طرح قانون کا بھی استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ میں نے یہ درخواست کی ہے کہ جب تک وہ اپنی یقین دہانی کو رائج نہیں کرالیں گے پوری نہیں کروالیں گے۔ آپ میری پریویلج موشن کو پینڈنگ کردیں۔

جناب سپیکر: آئین کے کسی شق پر عملدرآمد نہ ہو تو کسی معزز رکن اسمبلی کے استحقاق کا معاملہ پیدا ہوسکتا ہے۔ اب دیکھنے کا مسئلہ یہ ہے کہ کیا اس میں قانون کی کسی شق پر عمل درآمد نہیں ہوا جس پر ہونا چاہیئے تھا۔ جو بات آپ فرما رہی ہیں اس پر 15 سال کا وقفہ ابھی پورا نہیں ہوا۔

بیگم نجمہ تابش الوری: یہ ضروری تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ہاں اس سے پہلے اقدامات کئے جاسکتے ہیں۔ اقدامات کرنے پر زور دیا جاسکتا ہے۔ لیکن جس وقت تک وہ وقفہ پورا نہیں ہو جاتا اس وقت تک یہ Breach of Privilege بننا یہ معاملہ میں سمجھتا ہوں متنازعہ ہے۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب والا! اس کو پینڈنگ رکھیں میں واپس نہیں لوں گی۔ کیونکہ یہ بہت اہم اور قومی مسئلہ ہے۔ یہ صرف میرا مسئلہ نہیں ہے یہ پوری پاکستانی قوم کا مسئلہ ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب سپیکر! اسکے فنی پہلوؤں پر بات کی جائے تو زیادہ اچھا ہے آیا یہ پریویلج بنتا ہے یا نہیں۔ اس پر بحث فرمالیں۔

میاں ممتاز احمد تھیانہ: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہماری معزز رکن بیگم صاحبہ نے خود فرمایا ہے کہ وہ اس وقت جناب غلام حیدر وائیں صاحب کے جواب سے مطمئن ہیں لیکن اس کے باوجود انہیں کچھ خدشات ہیں جن کی بنیاد پر وہ پینڈنگ کرانا چاہتی ہیں۔ پریویلج موشن پر جب وہ اپنی تسلی اور تشفی کا اظہار کر چکی ہیں تو اس موضوع کے علاوہ وہ بنتی ہے یا نہیں میری سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ اس پر کیوں بضد ہیں۔ Breach of Privilege اس وقت ہوگا جب یہ عرصہ پورا ہو جائیگا اور آئین کے تابع جتنا وقفہ حکومت کو دیا گیا ہے وہ گزر جائیگا اس وقت تک اگر قومی زبان رائج نہ ہوسکے گی تو تب جاکر کہیں کسی ممبر کا پریویلج بنتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں جس طرح انہوں نے اظہار کیا ہے کہ انکی تسلی ہوگئی ہے۔ اگر کہیں دوبارہ ضرورت پڑے تو نئے سرے سے اپنا پریویلج پیش کریں اور اسکے متعلق دوبارہ ان کی تسلی اور تشفی کے لیے حکومت اقدامات کرے گی۔ لہٰذا میں

ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنا پرویلج موشن واپس لے لیں۔ اس وقت یہ پرویلج موشن نہیں بنتا۔ اگر 15 سال کی مدت پوری ہونے تک حکومت کوئی قدم نہیں اٹھائے گی تو اسکے بعد آپ پریویلج موشن دے سکتی ہیں۔ انشاء اللہ آپ ہاؤس میں ہیں اس وقت آپ کا یہ حق فائق بنے گا۔ میں ان سے گزارش کرونگا وہ ہاؤس کا قیمتی وقت بچائیں اور بھی پریویلج موشن ہم نے لینی ہیں۔ وہ اس پر بضد نہ ہوں اور اپنا پریویلج موشن واپس لے لیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب سپیکر! میاں ممتاز احمد تیانہ صاحب کی یقین دہانی پر کہ میں دوبارہ اس پریویلج موشن کو پیش کرسکتی ہوں میں پریویلج موشن واپس تو نہیں لیتی البتہ میں اسکو پریس نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: شکریہ بیگم صاحبہ۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 28 indentical ہے۔ اسی طرح کی ہے۔ مولانا صاحب چھٹی پر ہیں۔ ان کی تحریک استحقاق پر Accordingly disposed of ہونے کا عمل لاگو نہیں ہوگا۔

مسودہ قانون (جو پیش کیا گیا)

جناب سپیکر: سرکاری بل ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم) حصول اراضی مصدرہ 1987ء

وزیر مال: جناب والا! میں مسودہ قانون (ترمیم) حصول اراضی مصدرہ 1987ء پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: مسودہ قانون (ترمیم) حصول اراضی مصدرہ 1987ء پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اس کی رپورٹ 18۔ جون تک ایوان میں پیش ہوگی۔

میزانیہ برائے سال 88۔1987ء پر عام بحث (جاری)

جناب سپیکر: بجٹ پر بحث جاری ہے اس پر جو صاحبان اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں' ان کے اسمائے گرامی میرے پاس ہیں۔ میاں غلام فرید چشتی صاحب اظہار خیال فرمائیں گے۔

میاں غلام فرید چشتی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کے ذریعے سے وزیر خزانہ کو عوامی اور فلاحی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب نے عوام کی بہتری کے لیے ترجیحات کا تعین فرمایا ہے' جیسا کہ سات مرلہ سکیم ہم مسلم لیگ کے نمائندگان نے مسلم لیگ کی

حکومت کے حکم سے اب تک تین لاکھ کے قریب پلاٹ تقسیم کر دیئے ہیں اور . . . . . انشاء اللہ یہ عمل جاری و ساری رہے گا۔ اس سے غریب عوام جن محرومیوں کا شکار ہیں ' اس سے انہیں نجات مل سکے گی۔ یہ کارنامہ صرف اور صرف مسلم لیگ ہی کا حصہ ہے ' جو اس نے سرانجام دیا ہے۔ جناب والا! پہلے بھی حکومتیں آتی رہیں لیکن وہ صرف وعدوں پر اکتفا کرتی رہیں ۔ یہ مسلم لیگ ہی کا جرات مندانہ اقدام ہے کہ جس کے تحت عوام کو اور کچی آبادیوں کے مکینوں کو حقوق ملکیت میسر آرہے ہیں ۔

جناب والا! مسلم لیگ کو میاں محمد نواز شریف جیسا ان تھک نوجوان اور ہر دل عزیز رہنما نصیب ہوا جس کے سبب آج اس ایوان میں مسلم لیگیوں کی غالب اکثریت ہے۔ ہم سب غیر جماعتی الیکشن لڑ کر اس ایوان میں پہنچے تھے۔ لیکن یہ کریڈٹ بھی میاں محمد نواز شریف صاحب کو جاتا ہے کہ انہوں نے تمام کو مسلم لیگ میں شامل کر لیا۔ جناب والا! میاں نواز شریف صاحب کی جو خصوصی توجہ دیہات کی طرف ہے اس سے میں سمجھتا ہوں کہ دیہات میں ترقی کا انقلاب آگیا ہے ۔ اس ملک میں پہلے کبھی اتنا کام نہیں ہوا تھا۔ جس قدر کہ اب ترقی ہو رہی ہے۔ جناب والا! دیہاتوں میں مارکیٹ سے فارم تک کی سڑکوں کا جال بچھ گیا ہے اور انشاء اللہ وزیر اعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کے مطابق 1990ء تک 90 فی صد دیہات میں بجلی پہنچ جائے گی۔

جناب والا! ہمارے پروگرام بہت ہی اچھے ہیں مگر ان میں بیوروکریٹک رکاوٹیں موجود ہیں ان کو رفع کرنا بھی ضروری ہے جناب والا! وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ دیہاتوں میں صنعتیں لگنی چاہیں ۔ یہ بہت ضروری ہے ۔ لگنی چاہئیں۔ اس سے عوام میں بے روزگاری کا مسئلہ ختم ہو جائے گا۔ وزیر خزانہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جھنگ اور چونیاں کو ٹیکس فری زون بنا دیا گیا ہے۔ جناب والا! اس ضمن میں میری ایک گزارش ہے کہ اگر ہر ضلع میں چھوٹے چھوٹے ٹیکس فری زون بنا دیے جائیں اور ان کی زمین کم ترقی یافتہ علاقوں سے حاصل کی جائے تو صنعتیں زیادہ لگیں گی اور لوگوں کو فائدہ پہنچے گا ۔

یہ ٹیکس فری زون ضلع کے شہر کے نزدیک نہیں ہونے چاہئیں ۔ اس سے ترقی کا عمل غیر متوازن رہے گا۔ میری یہ تجویز ہے ۔ اگر پسند ہے تو اس پر عمل فرمایا جائے۔

جناب والا! وزیر خزانہ نے سمال انڈسٹریز سے صنعتی قرضوں کے حصول کے لیے بھی بات کی ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔ مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ قرضہ حاصل کرنے کا طویل اور تھکا دینے والا عمل دیہاتی سرمایہ کار کے لیے مکمل کرنا مشکل ہے۔ وہ تو ڈائریکٹر صاحب تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ اس

ضمن میں میری ایک گزارش ہے کہ اگر ہر ضلع کی سطح پر قرضہ دینے والی کمیٹیاں اور منصوبہ بندی کرنے والی کمیٹی بنا دی جائے جس میں سمال انڈسٹریز کے افسران اور نمائندگان شامل ہوں ۔ اور ڈائریکٹر ہر ضلع میں دورے پر جائے اور وہاں پر جو درخواستیں موجود ہوں' ان کا وہیں پر فیصلہ کردے ۔ ان کا قرضہ اور منصوبہ جات ایم پی اے حضرات کی معرفت تعین میں آجائیں اور منظور ہو جائیں تو اس سے لوگوں کو یہ سہولت ہو جائے گی کہ وہ لاہور اور ملتان کے چکروں سے بچ جائیں گے۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ آسانی پیدا ہو۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ لوگوں کو عذاب دیا جائے۔ گزارش یہ ہے کہ اگر وہ وہیں پر منظوری دے دیں گے تو صنعتیں زیادہ لگیں گی اور جب صنعت زیادہ لگے گی تو آپ کے مسائل کم ہو جائیں گے ۔ جناب والا! زراعت میں بھی ہماری حکومت کے دو سال قابل ستائش ہیں ۔ مگر ایک افسوس کی بات ہے کسان کو اسکی فصل کا صحیح معاوضہ نہیں ملتا۔ جناب والا! پچھلے سال ملوں نے بہت سا منافع کمایا مگر کسان بیچارے کو وہی کپاس کا حصہ ملا جو اسکو زیر کاشت کی صورت میں حاصل ہوا وزیر خزانہ خود بھی کاشتکار ہیں میں ان سے درخواست کرتا ہوں اگر وہ اس سال کپاس کے ان کاشتکاروں کو ملوں سے کچھ حصہ دلادیں تو جو اتنا بڑا منافع کماتی ہیں۔ یہ ان پر بہت بڑا کرم ہوگا۔ جناب والا! ٹریکٹروں کھاد اور ادویات کی قیمتیں بہت بڑھ گئی ہیں۔ اور بیچارے زمیندار کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جناب سپیکر! آپ بھی زمیندار ہیں۔ اور آپ سمجھتے ہیں کہ جب تک کاشتکار کو صحیح قیمت ادا نہیں کی جائیگی ۔ کاشتکار کی حالت بہتر نہیں ہوگی ۔ جناب والا! بارشوں سے فصل تباہ ہو گئی اور چند اضلاع کو آفت زدہ بھی قرار دیا گیا ہے ۔ مگر کچھ کو نظر انداز بھی کیا گیا ہے جس میں ساہیوال اور پاکپتن شریف کی تحصیل بالخصوص ہے ۔ گزارش یہ ہے کہ ان پر بھی مہربانی فرمائی جائے اور جو مراعات آفت زدہ علاقوں کو دی گئی ہیں ۔ وہی مراعات انکو بھی دی جائیں۔ جناب والا! مشرقی پنجاب کے متعلق ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ چھوٹا سا صوبہ ہے ۔ مگر وہ تمام ہندوستان کو غلہ مہیا کرتا ہے۔ اور ہم کیوں نہیں کرتے اسکی ایک وجہ یہ ہے کہ ہم کسان کو اتنی مراعات نہیں دیتے۔ جناب والا! پچھلے دنوں بارشیں ہمارے ملک میں بھی ہوئی ہیں اور بارشیں یقیناً ادھر بھی ہوئی ہیں۔ آپ یقین مانیئے کہ ایک ماہ قبل مجھے امرتسر ٹی وی کی خبریں سننے کا اتفاق ہوا جو مراعات مشرقی پنجاب والوں نے کسان کو دی نہیں ہیں سُن کر حیران رہ گیا اور مجھے یقین ہے کہ جب میں آپکو یہ پیش کرونگا تو آپ بھی سن کو حیران ہونگے۔ مراعات یہ تھیں اگر ایک ایکڑ گندم اسکو سو فیصد تباہ ہوگئی ہے ۔ تو اسکو حکومت کی طرف سے 800 روپیہ نقد اگر نصف ہوئی ہے۔ تو 400 روپیہ نقد اور اگر چوتھائی ہوئی تو 200 روپیہ نقد ادا

کیا گیا۔ اور اسکے معاوضے کا تعین کون کریگا گاؤں کی پنچایت کریگی افسر شاہی نہیں کریگی اور پنچایت بھی 15 دن کے اندر اندر رپورٹ حکومت کو پیش کریگی اور حکومت ایک ماہ کے اندر اندر یہ نقد رقم لے کر بذریعہ پنچایت ان کسانوں تک پہنچ جائیگی انہوں نے مالیہ معاف کر دیا ہے۔ آبیانہ معاف کر دیا ہے۔ اور آئندہ چھ ماہ کیلئے بجلی کے بل معاف کردیے آپ موازنہ فرمائیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔

جناب والا! تعلیم کے لیے بہت ساری رقم اور خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ میں وزیر خزانہ اور وزیر تعلیم کی خدمت میں عرض کرتا ہوں سکول بننے بڑے ضروری ہیں۔ اور یہ وزیر اعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کا ایک حصہ ہیں۔ مگر ایک گزارش ہے انکے ساتھ عمارتیں بھی ہونی چاہیں اب نئے سکول کے ساتھ تو عمارتیں بنائی جا رہی ہیں۔ مگر پرانے سکولوں کو شیلٹرلیس کہا جاتا ہے۔ وہاں پر کوئی عمارت نہیں ہے۔ اگر عمارت ہے تو بہت خستہ حالت میں ہے۔ میری گزارش ہے کہ انکی طرف بھی دھیان دیا جائے۔ اور ان سکولوں کے لیے بھی عمارتوں کا انتظام کیا جائے۔ جو شیلٹرلیس ہیں۔ جناب والا! پاکپتن شریف میں دو سکول ہیں ایک طالبات کا ہائی سکول ہے اور دوسرا طلباء کا ہائی سکول ہے انکی عمارتیں بھی ناکافی ہیں پچھلی دفعہ بھی گزارش کی تھی کہ انکی عمارتوں میں توسیع کی جائے۔ مگر اس پر آج تک کوئی عملدرآمد نہیں ہوا میری گزارش ہے کہ اس پر بھی کچھ غور فرمایا جائے۔ جناب والا! پاکپتن شریف میں طالبات کے لیے ایک انٹر کالج ہے اسکے لئے ہوسٹل کی ضرورت ہے وزیر خزانہ نے ہوسٹل کا خود ہی فرمایا ہے کہ ہر تحصیل میں ہوسٹل ہونا چاہیے۔ اس لئے طالبات کے لئے خصوصی طور پر ہونا چاہیے۔ ایک فریدیہ ڈگری کالج پاکپتن شریف میں ہے اسکے لیے پچھلے سال 5 لاکھ سپیشل گرانٹ کے طور پر دیا تھا اور اسکے علاوہ بجٹ میں اسکے لیے 20 لاکھ روپیہ رکھا گیا تھا۔ اس حساب سے 25 لاکھ روپے بنتا ہے۔ اسکی نئی عمارت کا مسئلہ تھا کہ اسکی نئی عمارت بنائی جائے۔ اب پورا سال گزر گیا ہے سال ختم ہونے والا ہے لیکن وہاں ذرا برابر کام نہیں ہوا ہے۔ اب چھٹیوں کا موقع ہے اسکا کچھ ہونا چاہیے۔ جناب سے گزارش ہے کہ فریدیہ کالج کے عمارت بھی مناسب جگہ پر بنائی جائے۔ یہ سال تو گزر گیا ہے۔ اب نامعلوم کونسا موقع آئیگا جب وہ شروع ہو گی۔

جناب والا! پاکپتن شریف میں ایک واٹر سپلائی کی بھی ضرورت ہے۔ وہاں کی آبادی بہت بڑھ گئی ہے۔ بلدیہ نے اپنا حصہ تقریباً 12 لاکھ روپے بھی ادا کر دیا ہے۔ مگر پھر بھی وہی عرض کرتا ہوں کہ بیوروکریٹک رکاوٹیں ہیں جو اس پر عمل درآمد کرنے سے قاصر رہی ہیں۔ جناب والا! پاکپتن شریف پاکستان کی بہت بڑی تحصیل تھی مگر بدقسمتی سے اب وہ بیچاری چھوٹی سی رہ گئی ہے۔ گزارش یہ ہے کہ

اس تاریخی اہمیت کی حامل پاکپتن شریف کی تحصیل کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔ اسکو ضلع کا درجہ دینے سے بھی اس کا کمپنسیشن ہوگا اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ضلع بنانے میں کچھ دشواریاں بھی ضرور ہونگی۔ اس سے ایک بات آسان میں عرض کیے دیتا ہوں۔ وہاں پر ایڈیشنل سیشن ججوں اور سول ججوں کا ایک پینل ہے۔ ابھی حال ہی میں عارف والہ کو تحصیل کا درجہ دیا ہے۔ ابھی وہ تحصیل بنی تو نہیں لیکن تحصیل بن جائیگی۔ میری گزارش یہ ہے کہ تحصیل عارف والا پاکپتن شریف کے ایڈیشنل سیشن ججوں اور سول ججوں کے پینل کے ساتھ رہے۔ تاکہ وکلا حضرات کی معاشی حالت بدتر نہ ہو اور اسکے ساتھ یہ بھی گزارش ہے کہ ضلع جلدی بنانے کی کوشش کی جائے۔ پچھلے دنوں وہاں پر کافی گڑ بڑ رہی مگر شاید اب حالات درست ہوگئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ پاکپتن شریف کو ضلع بنایا جائے اور اسکے ساتھ ایڈیشنل ججوں کا جو بنچ ہے وہ بھی قائم رہے۔ اور عارف والا تحصیل کا الحاق پاکٹن شریف سے کر دیا جائے۔ جناب والا! ایک وہاں پر کمرشل کالج بھی ہے۔ بیچارہ کرایہ کی بلڈنگ میں چل رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہاں متروکہ وقف کی بہت سی جائیداد ہے اسکی گراؤنڈ اور بلڈنگ کے لیے متروکہ اوقاف سے حاصل کرکے دی جائے۔ جناب والا! پاکپتن شریف ویسے تو اللہ کے فضل کرم سے بڑی نام والی جگہ ہے۔ مگر کچھ مراعات کے بارہ بے نام ہوگیا ہے۔ چیچا وطنی جیسی ایک چھوٹی سی تحصیل ہے۔ ٹیلیفون ڈائریکٹ سسٹم سے منسلک ہوگئی ہے مگر پاکپتن شریف کی باری نامعلوم کس صدی میں آئیگی۔ میری گزارش ہے کہ اسکو ڈائریکٹ ڈائلنگ سسٹم سے منسلک فرمایا جائے۔ جناب والا! ان الفاظ کے ساتھ میں آپکا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: میاں محمد اسحاق

میاں محمد اسحاق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! سالانہ بجٹ 88۔1987ء پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! آپ کی وساطت سے بجٹ کے کچھ پہلوؤں پر اپنے اظہار خیال کرتے ہوئے حکومت پنجاب کی توجہ کچھ خاص محکمہ جات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ بجٹ ہر سال حکومت کی طرف سے عوامی نمائندگان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور اس کے دو پہلو رکھے جاتے ہیں۔ ایک ڈویلپمنٹ اور دوسرا نان ڈویلپمنٹ۔ میں نے جو اس سال کے بجٹ کا بغور تجزیہ کیا ہے اور اس میں باقی پچھلے سالوں کا موازنہ کرتے ہوئے Facts and figures آپکی وساطت سے پنجاب حکومت کے سامنے پیش کرونگا۔ اس سے ظاہر یہ

ہوتا ہے۔

چہ جائیکہ حکومت پنجاب اور اس سے پہلے ہم مارشل لاء کو بدنام کرتے رہتے ہیں اور اس پر تنقید بھی کرتے رہتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جمہوری اداروں کا حق مارشل لاء پر فوقیت رکھتا ہے اور یہ عوام کے نمائندے ہوتے ہیں اور ہم عوام کے سامنے جواب دہ ہیں۔ ہم نمائندگان کو عوام جب چاہے جہاں چاہے پوچھ سکتی ہے۔ اس لحاظ سے جناب سپیکر! اگر ان دو پہلوؤں کا بغور جائزہ لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو رقوم ڈویلپمنٹ اور نان ڈویلپمنٹ کے لیے رکھی گئی ہیں اس میں اتنا فرق ہے جس سے پنجاب کے عوام اس بجٹ کو دیکھ کر مایوس ہوئے ہیں۔ جناب والا! یہ 31 ارب 76 کروڑ روپے بجٹ جو کہ پنجاب حکومت کا پیش کردہ بجٹ ہے۔ اس میں 22 ارب 98 کروڑ روپیہ نان ڈویلپمنٹ پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ اور اس میں سے جو رقوم ڈویلپمنٹ کے لئے آئندہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے رکھی گئی ہے وہ صرف 8 ارب 78 کروڑ روپے رکھی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب بجٹ کا مہینہ آتا ہے تو عوام اس پر امیدیں لگائے رکھتے ہیں کہ ہمیں اس بجٹ میں کچھ نہ کچھ ڈویلپمنٹ کرنے کے لیے رقوم دی جائیں گی۔ کسی کے ہاں پانی نہیں ہے تو اسے پانی مہیا کیا جائے کسی کے ہاں سکول نہیں ہے اسے سکول مہیا کیا جائے گا۔ کسی کے ہاں کالج نہیں ہے تو اسے کالج دیا جائے گا۔ اس طرح مختلف ضروریات زندگی جو عوام کی ہیں ان کے پیش نظر وہ اس بجٹ پر نگاہیں رکھتے ہیں کہ ان کے لیے رقوم ضرور مہیا کی جائیں گے جناب والا! یہ رقم جو ڈویلپمنٹ کے لیے رکھی گئی ہے یہ بہت ناکافی ہے اور نان ڈویلپمنٹ کے لیے جو رقم رکھی گئی ہے۔ وہ دوگنی ہے۔ اب میں آپ کی توجہ پچھلے سالوں کی طرف مبذول کراتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہونگا کہ اگر ایک ایک محکمے کی طرف توجہ کی جائے اور بغور جائزہ لیا جائے۔ تو جناب والا! جب سے حکومت پنجاب نے اقتدار سنبھالا ہے تو ہر سال نان ڈویلپمنٹ بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے۔ جس سے ہمیں کوئی آمدن یا اس سے کوئی فلاح و بہبود کے پہلو عوام کے لیے نہیں نکلے ہیں۔ مثال کے طور پر میں آپ کے سامنے لینڈ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے 86-1985ء کی گرانٹ عرض کئے دیتا ہوں کہ اگر اس کا موازنہ 87-1986ء 88-1987 سے کیا جائے تو آپ اس کا بغور جائزہ لیں گے کہ جو اس میں رقوم زائد رکھی گئی ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا اس محکمے میں کچھ اتنی efficiency ہوئی ہے؟ چہ جائیکہ زیادہ رقوم رکھنے سے اس محکمے میں efficiency ہوتی بلکہ معیار اور مقام گرا ہے۔ رقوم جو اسی محکمے اور اسی عملے پر خرچ کی جا رہی ہیں وہ زائد ہیں۔ اس لیے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب جسے اس کی

کارکردگی پر فخر کرنا چاہیے تھا۔ اس کے لیے لمحہ فکریہ ہے ۔ جناب والا! یہ لینڈ ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے لیے 86۔1985ء میں 13 کروڑ 73 ہزار 4 سو روپے رکھا گیا تھا۔ اس کے بعد 87۔1986ء میں 15 کروڑ 31 ہزار اور 7 سو روپے رکھے گئے۔ اس کا فرق یہ نکلا کہ 2 کروڑ 31 ہزار روپے ان سالوں میں اسی کام کے لئے زیادہ خرچ کرنے پڑے چہ جائیکہ کفایت ہوتی ہے ۔ جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ عرض کیے جاؤں کہ ہم اپوزیشن کے ممبران آج سے دو سال پہلے انہی چیزوں کو دھراتے تھے۔ جو آج اس حکومت کو سنٹر کی مرکزی اور صوبائی حکومت کو ہماری ان باتوں پر آج عمل کرنے پر عوام نے مجبور کر دیا ہے ۔ ہم اسی پلیٹ فارم پر اور اسی ہاؤس میں عرض کرتے تھے۔ کہ جناب والا کفایت شعاری کے لیے آپ کو چھوٹی کاریں استعمال کرنا پڑیں گی۔ ورنہ عوام آپ کو پکڑیں گے اور آپ کا گریباں پکڑیں گے اور آپ کو نہیں چھوڑیں گے ۔کیونکہ عوام اب باشعور ہو چکے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے نمائندے جو ہمارے خزانے پر جاکر بیٹھے ہیں کس حد تک economically یہ ہمارے کام کر رہے ہیں۔ کس حد تک ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے۔کس حد تک ہماری فلاح و بہبود کے لیے خرچ کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا! آپ کے سامنے مثال موجود ہے کہ عوام نے اپنا حق منوایا ہے اور عوام نے یک جہتی سے اتفاق سے اتحاد سے مرکزی حکومت کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ اپنے ٹیکس واپس لیں اور بجٹ کو دوبارہ پیش کیا جائے۔ اسی طرح میں پنجاب کی حکومت کو بھی اپیل کرتا ہوں کہ اپنے اخراجات میں کفایت شعاری پیش کریں اور رضاکارانہ طور پر اپنے آپ کو کفایت میں لے آئیں ورنہ آئندہ کے لیے آنے والے سالوں میں عوام ان کو مجبور کردے گی کہ ان کو کفایت کرنی ہوگی۔ جناب والا! 88۔1987ء میں چہ جائیکہ اب اسی محکمے میں کفایت کی جاتی بلکہ اس میں 88۔1987ء کی بجائے 88۔1987ء میں جو اب مزید بڑھا کر رقوم رکھی گئی ہیں ۔ عملہ وہی ہے کام وہی ہے دفتر وہی ہے ہر چیز وہی ہے مگر آپ دیکھیں کہ رقوم کا کس حد تک اضافہ کیا گیا ہے۔ اور مجھے جناب والا! سمجھ نہیں آتی کہ یہ رقوم اس عملے پر اسی محکمے پر انہیں عمارات پر انہیں کرسیوں پر کس لیے زیادہ رکھی گئی ہے۔ اگر کوئی ڈویلپمنٹ ہوتی۔ اگر نئے پروجیکٹس ہوتے تو رقم بڑھاتے ہم بخوشی اس پر غور کرتے اور دیکھتے کہ کام تو بڑھ رہا ہے ۔ نئی ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آرہا کہ اسی عملے کے لیے ہر سال کروڑہا روپیہ بڑھایا جا رہا ہے۔ اور کیوں بڑھایا جا رہا ہے اگر ہم ان دفاتر کا بغور جائزہ لیں ۔ ان کی کارکردگی دیکھیں تو جناب والا! کام کہیں حد تک گر چکا ہے اور کام کا کوئی معیار نہیں ہے ۔

جناب والا! اس طرح سے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے محکمہ کو دیکھیں ۔ اس مد میں 86۔1985ء میں انکو ایک کروڑ 58 لاکھ 19 ہزار 300 روپے کی ضرورت تھی اب 87۔1986ء میں انہوں نے ایک کروڑ 96 لاکھ 87 ہزار درکار تھے۔ تو اسی کام کو کرنے کے لیے جو زائد رقم درکار ہوئی وہ 38 لاکھ 50 ہزار نو سو تھی اس کے بعد جناب والا! آپ 88۔1987ء میں دیکھیں کہ اسی کام کو کرنے کے لیے حکومت پنجاب نے مزید رقوم جو کہ اپنی مرضی سے بڑھائی ہیں وہ دیکھیں 16 لاکھ 83 ہزار روپے ہیں ۔ چہ جائیکہ یہ اسی کم سے کم رقم میں بھی کفایت کرتے یہ کام اسی گرانٹ کے اندر مکمل کرتے بلکہ تیسرے سال 16 لاکھ 83 ہزار روپے مزید اسی کام کی تکمیل کے لیے اسی مد میں رکھا جا رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ یہ اپنی ذہانت سے رقوم میں بچت دکھاتے تو ہم یہ سمجھتے کہ حکومت پنجاب نے اعلیٰ روایات قائم کی ہیں اس سے عوام کو خصوصاً پنجاب کی عوام کو بہت فائدہ ہوا ہے ۔ جناب والا! یہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ایک ایسا محکمہ ہے جس میں لوگوں کی رہائش گاہوں پر ٹیکس لگا کر رقوم اکٹھی کی جاتی ہیں۔ اگر کوئی بیوہ اس محکمہ میں درخواست لے کر جاتی ہے تو اسکو ٹیکس دینے پر مجبور کیا جاتا ہے ۔ اور اس کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے کہ اسکا ٹیکس معاف کیا جائے بلکہ یہ ہو رہا ہے کہ محکموں میں دھاندلیاں ہو رہی ہیں جتنا ٹیکس انہوں نے وصول کرنا ہوتا ہے وہ ان سے وصول نہیں ہو رہا ہے اس لیے گرانٹ کی رقوم کو بڑھایا جا رہا ہے ڈویلپمنٹ کاموں کی جو رقوم ہیں وہ نان ڈویلپمنٹ کاموں پر خرچ کی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی ذہانت نہیں ہے۔ یہ پنجاب حکومت کی نااہلی گردانی جائے گی کہ جناب والا! ڈویلپمنٹ کی رقوم نان ڈویلپمنٹ کاموں پر خرچ کرکے اپنی حکومت کو قائم دائم رکھنا اور چلانا جو ہے ۔ یہ نامناسب اور عوام کے ساتھ سراسر زیادتی ہے ۔

جناب والا! اسی طرح سے میں آپ کی توجہ جیل کے محکمہ کی طرف دلاتا ہوں اور اس میں جو رقوم 86۔1985ء میں رکھی گئی تھی وہ 14 کروڑ 55 لاکھ 30 ہزار 2 سو تھیں اور اس کے بعد اس محکمہ نے کہا کہ ہمارے لیے یہ رقم ناکافی ہے ۔ انہوں نے 87۔1986ء میں اسی کام کے لیے مزید رقم کا مطالبہ کیا اور اس کام کے لیے انکو 16 کروڑ 28 لاکھ 55 ہزار 7 سو روپے رکھا اور اس لئے اس میں ایک کروڑ 92 لاکھ 88 ہزار مزید اسی کام کے لیے طلب کئے گئے۔ جناب والا! محکمہ کی کارکردگی میں کوئی نمایاں فرق اگر دکھایا جائے۔ اچھا کام دکھایا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے بے شک رقم بھی بڑھائی جائے مگر کام تو اس سے گر رہا ہے ۔ جس پر ہمیں اعتراض ہے ۔ جیلوں کی

حالت اگر وہاں جا کر دیکھی جائے تو وہاں کا معیار اتنا گندہ اور وہاں اتنی رشوت چل رہی ہے اور اتنے گھناؤنے قسم کے جرائم پرورش پا رہے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی مثال نہیں ملتی ہے میں نے لاہور جیل کا جا کر معائنہ کیا وہ مجرم جو عادی مجرم ہیں۔ آپ یقین جانئے کہ رات کو اپنے اپنے گھروں میں آجاتے ہیں اور صبح جیلوں میں چلے جاتے ہیں میں نہیں سمجھتا ہوں کہ وہ عملہ جس کے لیے کروڑوں روپے کا بجٹ پہلے رکھا گیا اور عملہ کیا کر رہا ہے۔ یہ وزراء کرام کیا کر رہے ہیں۔ یہ ہماری حکومت پنجاب جو کہ پنجاب کی ایک نمائندہ حکومت ہے یہ کس کو جواب دے گی۔ کیا اس نے اللہ تعالیٰ کی ہاں پیش نہیں ہونا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر یہ چاہیں تو میں ان کی نشاندہی کر سکتا ہوں۔ کہ وہ عادی قسم کے مجرم دندناتے پھرتے ہیں قتل و غارت کرکے پھر جیل میں چلے جاتے ہیں۔ یہ کہاں جواب دیں گے۔ جب یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پیش ہوں گے تو کیا اللہ ان سے سوال کریں گے اور یہ کیا انکو جواب دیں گے۔ یہ خود ہی بہتر جانتے ہیں۔ جناب والا! بہرحال ہمارا یہ فرض ہے ہم نے یہ اپنے ذمہ لیا ہے کہ ہم یہ باتیں ان کے گوش گزار کرائیں۔ ان سوتے ہوؤں کو جگائیں۔ خدارا آپ نے یہاں پر ہمیشہ منسٹر نہیں رہنا۔ یہاں ان بینچوں پر بہت سے منسٹر رہے ہیں۔ وہ بھی چلے گئے ہیں آپ نے بھی چلے جانا ہے اور ہم نے بھی چلے جانا ہے۔ فرض منصبی میں جو کوتاہی کرے گا وہ اللہ کے ہاں بھی مجرم ہے اور عوام کا بھی مجرم ہے۔ یہ ہمارے اسلام کا آئین ہے۔ اسلام یہ فرماتا ہے کہ مسلمان حاکم عوام کا بھی جوابدہ ہے اور اللہ کے سامنے بھی جواب دہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ اچھا موقع ان کے پاس نہیں ہے کہ آج اگر یہ چاہیں تو اپنے آپ کو سدھار لیں۔ اپنے محکمہ کو سدھاریں اور اپنا فرض منصبی پوری طرح سے دیانتداری سے ادا کریں۔ اگر احساس زیاں پیدا نہ ہوا تو آئندہ کے لیے انکو کبھی بھی یہ موقع نہیں ملے گا۔ کہ یہ حکومتی بینچوں پر آکر بیٹھ سکیں۔

جناب والا! اسی طرح سے ایک اور محکمہ جو کہ سب سے زیادہ اصلاح طلب ہے اور جب تک اس محکمہ کی اصلاح نہیں کی جاتی ہے کسی اور محکمہ کے اصلاح نہیں ہو گی۔ میں وثوق سے یہ عرض کرتا ہوں اور وہ محکمہ ہے پولیس کا محکمہ۔ کوئی ایم پی اے ہو' ایم این اے ہو کسی عہدے پر ہو' ہمیشہ ہی پولیس نے انکا محاسبہ کرنا ہے۔ اگر پولیس ہی کرپٹ ہو اگر پولیس کی ہی اصلاح نہ کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ دوسروں کا محاسبہ کیسے کرے گی۔ تمام کام چھوڑ کر ہمیں اس ملک کو سدھارنے کے لیے دو کام کرنے چاہئیں' ایک ہمیں پولیس صحیح کرنی چاہیے۔ اور دوسرا آپ کی وساطت سے معزز اراکین کی خدمت میں عرض کئے دیتا ہوں کہ ہمیں محکمہ تعلیم کو صحیح کر لینا چاہیے۔ وہ بچے جنہوں

نے انہی بنچوں پر بیٹھ کر حکومت کو سنبھالنا ہے اگر انکی صحیح معنوں میں تربیت نہ ہوئی اور اگر انکو سکولوں میں ہم نے صحیح طریقہ سے تعلیم نہ دی تو آنے والی نسلوں کے ہم مجرم اور گناہ گار ہوں گے۔ ہمارے سکولوں میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ ابھی میں محکمہ پولیس کے بعد عرض کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کی اصلاح کے لئے ہم حکومت وقت کو جو تجاویز دیتے ہیں اگر انکو بغور سنیں۔ جناب والا! سننا تو کجا' آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آپ یہ دیکھیں آج کتنا اہم دن ہے بجٹ پر بحث کا' آپ نے اپوزیشن کے ممبران کا اظہار خیال کے لیے حکم دیا ہے آپ ذرا دیکھیں کہ کتنے وزراء بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور حاضری کتنی ہے ہمارا فرض ہے بجٹ پیش ہوا ہے ہم نے اپنے وسائل کے مطابق اپنی محنت کے مطابق جو کوشش کی ہے اس کا اظہار ہمارا فرض ہے۔ مگر سننا ان کا فرض ہے آپ دیکھیں کہ یہ سننے کے لیے بھی تیار نہیں۔ سوائے دو یا تین منسٹر صاحبان کے علاوہ یہاں پر کوئی موجود نہیں ہے۔ کوئی سمجھتا ہی نہیں کہ ہمیں انکو سننا بھی ہے۔ اور متعلقہ منسٹر جناب وزیر خزانہ تھے جن کی خدمت میں یہ عرض کرنا تھا وہ بھی یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ اگر یہ صاحبان توجہ فرمائیں اور یہ سمجھیں کہ ہم کوئی کام کی بات کر رہے ہیں تو آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ آپ ہی انہیں فرما دیجئے کہ یہ بجٹ سیشن ایک بڑا اہم سیشن ہوتا ہے۔ اور انکا موجود رہنا ہماری باتوں کو سننا اور ہماری اچھی باتوں پر عمل کرنا یہ انکا فرض ہے اور جو فرض منصبی پر عمل نہیں کرتے ہیں تو یہ خداوند تعالیٰ کے ہاں اور عوام کے ہاں یہ جواب دہ ہیں ہم اپنا فرض ادا کئے جاتے ہیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میاں اسحاق صاحب نے ایوان کی غیر حاضری اور وزراء کی غیر حاضری کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن پتہ نہیں شاید انکی نزدیک کی نظر کمزور ہے۔ حزب اختلاف میں بھی ایک آدمی انکی تقریر سننے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔

میاں محمد اسحاق: آپ نے ہمیں تقریر کرنے کے لیے کہا ہے۔ ہم نے تقریر کرنی ہے جن حضرات نے سننا ہے اور عمل کرنا ہے اور ان کا رہنا یہاں ضروری ہے اگر ہمیں سننے کے لیے کہا جاتا تو ہم یہاں پر ضرور سارے کے سارے موجود ہوتے۔ حزب اقتدار نے سننا ہے انہوں نے ہماری آراء پر عمل کرنا ہے ہماری تجویز کو دیکھنا ہے اور ان کو عملی جامہ پہنانا ہے۔ اگر وہ ان پر عمل درآمد کرنا مناسب سمجھتے ہیں تو ٹھیک ہے جو بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے فرمایا ہے' اس پر عمل کرتے ہیں۔ ہم تو حزب اختلاف کے کل نو ممبر ہیں۔ جناب سپیکر! پولیس کے محکمے سے متعلق میں آپ کی وساطت

سے حکومت پنجاب کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں ۔ جناب والا! اس میں جو ضروری اصلاحات ہیں وہ یہ ہیں کہ جو نچلا طبقہ ہے جن کو ہم انچارج تھانہ کہتے ہیں اس حد تک جب اصلاح نہ ہو گی اتنی دیر تک میں سمجھتا ہوں کہ جرائم میں کمی واقع نہیں ہو سکتی۔ ہمارے ملک میں یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ عہدہ جتنا بڑا ہوتا ہے کام اتنا ہی چھوٹا سپرد ہوتا ہے ۔ جتنا عہدہ چھوٹا ہوتا ہے اسی حساب سے اتنا بڑا کام سپرد ہوتا ہے ۔ اور اس کی تنخواہ بھی کم ہوتی ہے اب آپ خود دیکھیں کہ جو آدمی قتل کی تفتیش کرتا ہے اور وہ ایک تھانیدار کرتا ہے اور تھانیدار کی تنخواہ اور اس کا رہن سہن دیکھیں تو اس کی تنخواہ سے بہت زیادہ ہوتا ہے اگر اس کی مراعات اس کی آسائش اور سہولت کو مدنظر رکھیں تو وہ رشوت لینے پر مجبور ہوتا ہے ۔ یہ سب ایسی چیزیں ہیں جن کے لیے ہم اصلاحات کرنے کے لیے مجبور ہونگے ورنہ یہ سلسلے پچھلے چالیس سال سے چل رہے ہیں اور چلتے رہیں گے مگر جناب والا ہم اپنی آنکھیں زیادہ دیر تک بند نہیں رکھ سکتے ۔ اب ہم عوام کے سامنے کچھ نہ کچھ کرکے ہی سرخرو ہوسکتے ہیں ۔ ورنہ ہمارے ملک کا ایک حصہ تو جاچکا ہے اور دوسرے کے متعلق جو خدشات پائے جاتے ہیں ۔ ان کے متعلق ہمیں بغور سوچنا ہوگا ہماری سوچ تو یہ ہے اور اس بات سے وزراء کرام بھی متفق ہونگے۔ وہ یہ کہ ہم تو اپنا وقت گزار رہے ہیں یہ وقت اگر گزر جائے تو اچھا ہے کیونکہ ہمارے بس کی یہ بات نہیں ہے کہ ہم مجموعی طور پر اصلاحات کر سکیں۔ یہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ یہ اصلاحات کون آکر کرے گا ۔ یہ اصلاحات ہمیں ہی کرنی ہیں ۔ آخر کسی نہ کسی سٹیج پر اور کسی نہ کسی وقت پر ہمیں یہ مصیبت مول لینی ہو گی اور اصلاحات نافذ کرنی ہونگی اور اگر ہم نے اصلاحات نہ کیں تو یہ جرائم ہیں یہ بڑھتے رہیں گے۔ جناب والا! محکمہ پولیس کی مد میں جو رقوم رکھی گئی ہیں وہ جناب والا! حکومت نے دوگنی اور تین گنا کی ہیں ' مگر اس کے مقابلے میں اگر جرائم کا اندازہ کیا جائے تو وہ بھی اسی حساب سے بڑھے ہیں کم نہیں ہوئے بلکہ امن و عامہ اور قتل و غارت کا مسئلہ پہلے سے زیادہ خراب ہوچکا ہے ٹریفک کے مسائل اتنے بڑھ گئے ہیں کہ میرا خیال یہ ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی ۔ جناب والا! موجودہ حکومت کی اخباروں تک منصوبہ بندی تو ضرور ہے مگر دفاتر میں عملی طور پر دیکھنے میں نہیں آئی۔ ۔ کسی بھی جگہ پر عملی طور پر منصوبہ بندی نظر نہیں آئی ۔ پچھلے دنوں میں صوبہ سرحد میں گیا تھا اور وہاں پر میں نے دیکھا کہ وہاں پر ٹریفک پولیس کا آدمی نظر نہیں آیا' مگر ہمارے ہاں تو ٹریفک پولیس کے لیے جیپیں کھڑی ہوتی اور جو پولیس والے کھڑے ہوتے ہیں وہ پیسے اکٹھے کرنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور نہ کہ حادثات کو ختم کرنے کے لیے یا عوام کو سہولت بہم پہنچانے کے لیے وہ اسلئے کہ عملہ کی

تنخواہ کم ہے اور ہم تنخواہیں بڑھاتے وقت یہ کہتے ہیں کہ انہیں اور بہت سی مراعات حاصل ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم خود ان کو یہ کہتے ہیں کہ اگر آپ کی تنخواہ کم ہے تو تم تنخواہوں کا باقی حصہ رشوت میں سے پورا کر لو جب ہم نے ان کو اجازت دیتے ہیں تو وہ پھر جائز ناجائز طریقے سے اپنی تنخواہیں پوری کرتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم اس سے چشم پوشی کر رہے ہیں ہمیں اس میں اصلاحات یوں نافذ کرنا چاہیں کہ جو زیادہ سخت اور مشکل کام کرنے والا عملہ ہے اس کو زیادہ سے زیادہ مراعات ملنی چاہیں اور یہ ڈی۔ آئی۔ جی صاحبان جو کمروں میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے لیے کاریں بھی ہیں بہترین کوٹھیاں بھی ہیں اور ان کے لیے کونسا بڑا کام ہے۔ نہ تو یہ کسی قتل کے کیس کی تفتیش کرتے ہیں اور نہ ہی یہ قتل کے مجرموں کو کچہری لیکر جاتے ہیں بلکہ ان کے لیے مراعات زیادہ بڑھتی جا رہی ہیں صرف اس لئے کہ سلوٹ زیادہ کرتے ہیں اور ایک تھانیدار جس کو ہمیں مراعات دینی چاہیے تھیں جو کہ اس وقت کم ہیں مگر اس کو وہ مراعات نہیں دی جا رہی ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ اس سلسلے میں ہمیں عملی طور پر اصلاحات کرنی ہونگی ورنہ جناب والا! جرائم بڑھتے جائیں گے۔ امن و امان کا مسئلہ زیادہ خراب ہو جائے گا۔

(اس مرحلہ پر بیگم ذکیہ شاہ نواز نیازی کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر صاحبہ 86-1985ء میں پولیس کے لیے جو رقوم رکھی گئی تھی وہ ایک ارب 83 لاکھ 27 ہزار ایک سو روپے تھی ..... (قطعی کلامیاں)

محترمہ چیئرپرسن: جناب گل نواز خان وڑائچ۔

میاں محمد اسحاق: جناب میں تو ابھی اپنی تقریر کر رہا ہوں .....

محترمہ چیئرپرسن: میں نے سمجھا تھا کہ آپ بیٹھ گئے ہیں۔

میاں محمد اسحاق: میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب آپ گفتگو میں مصروف ہوں تو وہ اپنی بات جاری رکھے یا خاموش ہو جائے۔

محترمہ چیئرپرسن: آپ اپنی بات جاری رکھیں اور میری طرف اتنی توجہ نہ دیں کیونکہ میں ابھی اس کرسی پر بیٹھی ہوں اور کچھ کاغذات دیکھ رہی ہوں۔

میاں محمد اسحاق: شکریہ۔ بڑی مہربانی۔ جناب سپیکر صاحبہ اس سال کے بجٹ میں پولیس کے

لیے پچھلے سالوں کے مقابلے میں زیادہ رقم مانگی گئی ہے جو کہ 14 کروڑ 14 لاکھ 62 ہزار روپے ہے۔ آپ اندازہ کیجئے کہ تقریباً 15 کروڑ روپے پہلے سالوں کے مقابلے میں صرف محکمہ پولیس کے لیے زیادہ مانگا ہے۔ لیکن پولیس کا کام کوئی نہیں بڑھا ابھی تک وہی ہے وہی عملہ ہے اور یہ غیر ترقیاتی اخراجات کے لیے رقم مانگی جا رہی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت پنجاب ہمیں یہ یقین دلانے کے لیے تیار ہے کہ وہ محکمہ جس پر اربوں روپے خرچ کئے جائیں گے اس سے جرائم میں بھی کوئی کمی واقع ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب اس محکمے میں مکمل طور پر فیل ہو چکی ہے۔ کیونکہ ٹریفک امن وامان اور قتل و غارت کے مسئلے پر ابھی تک کوئی کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ جرائم بڑھے ہیں اور کم نہیں ہوئے جس طرح رقوم بڑھائی گئی ہیں اسی طرح سے جرائم بھی بڑھ گئے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ رقوم کہاں پر خرچ کی جا رہی ہے؟ اور کیوں خرچ کی جاری ہے اور پنجاب کے عوام پر اتنا بڑا بوجھ کیوں ڈالا جا رہا ہے۔

جناب والا! اب میں آپ کی توجہ محکمہ تعلیم کی طرف دلاتا ہوں۔ یہ نہایت اہم محکمہ ہے اور ہمیں اس کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ اس کے لیے آپ جتنی چاہیں عمارتیں تعمیر کر لیں جب تک اس محکمہ کی روح اساتذہ کرام کا تقدس، عزت و احترام ہم بحال نہیں کرتے اتنی دیر تک محکمہ تعلیم میں کوئی انقلاب نہیں آسکتا۔

جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ معزز اراکین اس بات پر غور کریں کہ جب کبھی کسی کلاس کا نتیجہ آتا ہے۔ مثال کے طور پر میٹرک ایف اے کا یا کسی اور کلاس کا آپ نے غور کیا ہوگا کہ کوئی فرسٹ، سیکنڈ اور تھرڈ آنے والے طالب علم کسی نے بھی آج تک فخر سے یہ نہیں کہا کہ میں استاد بنوں گا آخر کیوں؟ اسلئے کہ استاد بننے میں اس کے لیے کوئی کشش باقی نہیں رہی۔ کوئی احترام نہیں رہ گیا۔ اس کا معاشرے میں کوئی مقام باقی نہیں رہ گیا۔ استاد کون بنتا ہے۔ استاد وہ بنتا ہے جسے کہیں کوئی نوکری نہیں ملتی وہ استاد بنتا ہے اور جو خود اتنا اہل نہیں ہے وہ ہمارے بچوں کو کس حد تک اہل بنائے گا۔ کہاں تک اس کو تعلیم سے بہرہ ور کرے گا بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ جو ملک کی کریم ہے جو ذہین لوگ ہیں ان کو محکمہ تعلیم کی طرف راغب کیا جائے۔ ان کو اتنی سہولتیں دی جائیں کہ وہ بچوں کو پڑھانے کے لیے اس محکمہ میں آئیں اور اپنے آپ کو پیش کریں اور اس کا اتنا رتبہ ہونا چاہیے کہ وہ معاشرے میں فخر سے کہہ سکے کہ میں استاد ہوں۔ مگر چونکہ استاد بننا کوئی پسند نہیں کرتا کیونکہ ہم نے محکمہ تعلیم میں استاد کا احترام کھو دیا ہے۔ لیکن آج محکمہ تعلیم کا ڈھانچہ جو دن بدن بگڑتا جا رہا ہے

اس کی میرے خیال میں کوئی مثال نہیں ملتی باقی ممالک میں اگر آپ جائیں تو وہاں آپ دیکھیں گے کہ تعلیم و تدریس کے معاملے کو باقی سب معاملوں پر فوقیت دی جاتی ہے استاد کا اتنا وقار ہے کہ وہ اپنے معاشرے میں فخر سے کہتا ہے کہ میں استاد ہوں ہمارے ہاں ہر چیز برعکس ہے۔ میں حکومت پنجاب سے یہ عرض کرتا ہوں کہ بے شک ہماری عمارتیں کمزور ہوں۔ بے شک ہم دھوپ میں ہوں' درخت کے سائے تلے بچے بیٹھیں مگر استاد کا وقار اور اس کی معاشی حالت کو بہتر کیا جائے کہ ہر آدمی استاد بننے میں فخر محسوس کرے اور جب استاد اچھے ہوں گے تو ہماری یہ ایجوکیشن اور انسٹیٹیوشنز اللہ تعالیٰ کے فضل کرم سے بہتر ہوں گے اور ہمارے طلباء بہترین تعلیم حاصل کریں گے بلکہ آج کل دیکھنے میں آیا ہے کہ ہمارے جو سکول ہیں کالج ہیں انسٹیٹیوشن ہیں' وہاں پر کلاشنکوفیں چل رہی ہیں بلکہ وہ تو آج قتل و غارت گاہ بنے ہوئے ہیں۔ ماں باپ اپنے بچوں کو سکول بھیجتے ہوئے گھبراتے ہیں اور جب تک ان کے بچے گھروں کو واپس نہیں آجاتے وہ اس وقت تک گھبراتے رہتے ہیں کہ پتہ نہیں آج بچہ صحیح سلامت آتا ہے یا کہ اس کی لاش آتی ہے۔ تو یہ ساری چیزیں بغور جائزہ لینے کے قابل ہیں۔ جن سے ہم اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے میں محض اپنا وقت گزار رہے۔ چہ جائیکہ ہم ان پر عمل کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی اصلاحات نافذ کریں۔ جناب والا! اس دفعہ محکمہ ایجوکیشن نے آپ دیکھیں کہ تمام سکولوں کو بند کرنے کے لیے ایک نوٹس دیا تھا اس کے لیے آخری تاریخ 15 دی تھی کہ اس تاریخ کو تمام سکول چھٹیوں کے لیے بند کر دیے جائیں گے اس کے بعد ایک دم پتہ نہیں کہ کون سے ہنگامی حالات کے تحت یہ اعلان کیا گیا کہ تمام سکول 5 تاریخ کو بند کر دیئے جائیں اور اسی تاریخ کو سکول بند کرنا پڑے۔ اس میں جو پرائیویٹ سکول تھے ان کو جو نقصان ہوا' انہوں نے جو عمارتیں کرایہ پر لی ہوئی تھیں۔ اور فیسیں وصول کرنے کے بعد انہوں نے ان کا کرایہ دینا تھا ان کو اتنی مصیبتیں پڑیں کہ وہ نہ تو فیسیں لے سکے اور نہ ہی عمارتوں کا کرایہ دے سکے جن سے ان کی آپس میں ایک چپقلش چل نکلی ہے اور اس کے بعد بچوں کو جو چھٹیاں ہوتی ہیں ان کے لیے بچوں کو ہوم ورک دینا تھا۔ چھٹیوں کا کام دینا تھا۔ وہ بچے سکول کا کام بھی نہ لے سکے۔ اور ویسے ہی اپنی گھروں کو چلے گئے۔ مجھے نہیں پتہ کہ کون سے ہنگامی حالات کے تحت سکولوں کو جلدی بند کر دیا گیا۔ ایک تاریخ دی جاتی ہے کہ 15 تاریخ کو سکول بند کئے جائیں گے پھر اس کے بعد ایک دم 5 تاریخ کو سکول بند کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ محکمہ ایجوکیشن کا حال ہے کہ ان کو خود بھی پتہ نہیں کہ ہمیں کون سی تاریخ کو کیا کام کرنا ہے۔ جناب والا! پرائیویٹ سکولوں کے جو ادارے چل رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان کی حوصلہ

افزائی کرنی چاہیئے۔ بچوں کو تعلیم دینا اتنا اچھا اور نیک کام ہے کوئی برا کام نہیں ہے۔ مگر ان پر نظر رکھنی چاہیے۔ ان کی پڑتال کرنی چاہیے۔ وہ لوگ جو صرف تجارتی بنیاد پر یہ سکول کھولتے ہیں ان کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے اور جو چھوٹے چھوٹے گلی محلوں میں بنے ہوئے ہیں ان کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ بلکہ میں یہ عرض کروں گا کہ نئی روشنی سکولوں پر جو اتنی رقوم خرچ کی جا رہی ہیں۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر میں ہمیں ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ جتنے بھی سکول نیشنلائزڈ ہوئے ہیں ان کا پہلے سے معیار گرا ہے بہ نسبت اس کے ان کا معیار بڑھتا بلکہ گرا ہے۔ اس لیے حکومت خود مجبور ہو چکی ہے کہ یہ سکول واپس کئے جائیں اور پرائیویٹ سکولوں کے زیادہ کھولنے کو ترجیح دی جائے۔

بیگم شاہین منور احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ پارلیمنٹری سیکرٹری ہاؤس کے decorum کو کس طرح maintain کر رہے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن: میں ان سے درخواست کروں گی کہ آپ ہاؤس کے decorum کو ملحوظ رکھیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: میاں صاحب کی تقریر اتنی دلچسپ ہے کہ کوئی سنتا ہی نہیں۔ تو یہ بس بھی کریں خدا کے واسطے کوئی اور بھی بات کریں۔

میاں محمد اسحاق: میری تقریر آپ کو ناگوار گزر رہی ہے اس لئے آپ سنتے نہیں ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن: میری درخواست ہوگی کہ ہاؤس کو آرڈر میں رکھیں....

میاں محمد اسحاق: جناب والا! آپ کی وساطت سے میں دو تین محکموں کی نشاندہی کروں گا کہ اب بتانا تو دیواروں کو ہی ہے کیونکہ منسٹر صاحبان تو یہاں موجود نہیں ہیں۔ چودھری اقبال صاحب سن رہے ہیں ان کی وساطت سے عرض کئے جاتے ہیں شاید متعلقہ منسٹر صاحبان کو یہ ہماری باتیں پہنچا دیں۔ جناب والا! کچی آبادیوں کا جو مسئلہ ہے حکومت نے اس پر اپنا جو واویلا کیا ہے کہ ہم کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دے رہے ہیں۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے لاہور میں جتنا کچی آبادیوں کو ذلیل خوار کیا جا رہا ہے کسی اور عوام کو نہیں کیا جا رہا۔ جناب والا! آپ دیکھیں کہ مرکزی حکومت بھی مسلم لیگ کی ہے اور صوبائی حکومت بھی مسلم لیگ کی ہے ان کا آپس میں قطعاً کوئی

کوآرڈینیشن نہیں ہے۔ ریلوے والے بھی کہتے ہیں کہ ہم مالکانہ حقوق نہیں دیں گے' ہاؤسنگ اینڈ فزیکل اور ایل ڈی اے والے کہتے ہیں کہ ہم مالکانہ حقوق دیں گے۔ لوگ دفاتر کے چکر لگا لگا کر تھک رہے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ عوام کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! ان کو ڈیمانڈ نوٹس دے دیئے گئے ہیں کہ آپ بنکوں میں پیسے جمع کرائیں اور جب انہوں نے بنکوں میں پیسے جمع کرا دیئے ہیں تو انہی آبادیوں کو گرانے کے لیے ریلوے کے عملہ کا تین تین سو آدمیوں کا ٹرک بھر کر آتا ہے بلکہ اس دفعہ میرے علاقہ میں لوگوں نے عید بھی صحیح معنوں میں نہیں گزاری۔ میں آپ کو موقع پر دکھا سکتا ہوں کہ وہاں کے لوگ کو خوف ہراس میں عید گزارنی پڑی کہ چند مکان گرا دیئے گئے اور باقیوں کے لیے ہم نے محکمہ ریلوے کے منسٹر سے کہا کہ کم سے کم ان لوگوں کو عید گزارنے کے لیے تو موقع دے دیجئے۔

میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب مسلم لیگ والے اتنا فخر کرتے ہیں کہ ہم کچی آبادیوں کے لیے اتنا کام کر رہے ہیں تو پھر یہ پلاننگ اور منصوبہ بندی ان کی کہاں ہے۔ اگر انہوں نے کسی آبادی کو مالکانہ حقوق نہیں دینے تو ان سے ڈیمانڈ نوٹس کیوں لے رہے ہیں۔ ان کو پیسے جمع کرانے کے لیے کیوں کہا جا رہا ہے۔ اور اس کے بعد ایک محکمہ ان سے پیسے لے رہا ہے اور پھر دوسرا محکمہ اس کو گرانے کے لیے آرہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ منصوبہ بندی اچھی ہونے کے بجائے خراب ہو رہی ہے۔ ان کی منصوبہ بندی اور آپس میں ایک محکمے کا دوسرے محکمہ سے کوآرڈینیشن قطعاً نہیں ہے۔

یہ صرف اخباروں کی حد تک ہے کہ جو کچھ اخباروں میں بیان بازی ہو رہی ہے وہ صرف بیان بازی تک ہے۔ یقین جانئے کہ لاہور میں کچی آبادیوں پر عملدرآمد کہیں نظر نہیں آرہا تو میں حکومت سے عرض کیے جاتا ہوں کہ ان غریب عوام کو ذلیل و خوار نہ کرو۔ آپ اگر ان کو مالکانہ حقوق دینا چاہتے ہیں تو باعزت طریقے سے ان کو مالکانہ حقوق دیں اور جن کو نہیں دینا چاہتے ان کو آپ Compensate کریں اگر ان کو کوئی دوسری جگہ دینی ہے تو ایک دفعہ ہی ان کے لیے کوئی آرگنائزیشن ترتیب دیں اور انہیں دوسری جگہ پر منتقل کیا جائے نہ کہ ان میں خوف و ہراس پھیلایا جائے۔ غریب عوام نہ رات کو سو سکتے ہیں۔ اور نہ ہی دن کو آرام و چین سے بیٹھ سکتے ہیں۔ جناب والا! جس کو یہ معلوم ہو کہ میری یہ جھونپڑی کل گرا دی جائے گی تو وہ بتائیں کہ وہ اس پاکستان میں کسی حد تک محسوس کرے گا کہ میں محفوظ رہ رہا ہوں۔ چہ جائیکہ کہ اس پاکستان میں غریب عوام کے لیے جو کیا جانا چاہئے وہ دوسروں سے زیادہ ہونا چاہیئے تاکہ اس کو اگر جھونپڑی مہیا کی گئی ہے تو وہ

اس میں اپنا سر چھپا سکے ۔ بلکہ اس کو ایک محکمہ آتا ہے نوٹس دے جاتا ہے دوسرا محکمہ آجاتا ہے ۔ اور اس سے ڈیمانڈ نوٹس کے پیسے لیتا ہے تیسرا محکمہ آجاتا ہے ۔ اور وہ کہہ جاتا ہے کہ ہم اس کو کل گرا دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنی اس حکومت میں جو بے ضابطگی پائی جاتی ہے یہ اس سے پہلے کبھی نہ تھی تو میں یہ عرض کروں گا کہ کچی آبادیوں کی طرف خاص توجہ دیں اور جن آبادیوں کو بحال رکھنا ہے ان کو ایک دفعہ decide کریں' منصوبہ بندی کریں ان کی پلاننگ کریں اور ان کو مالکانہ حقوق دینے چاہئیں ۔ جناب والا! جو وزرا کرام بیٹھے ہیں میں ان کی خاص توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جو کچی آبادیوں میں تعمیری کام کئے جا رہے ہیں ۔ میں یہ ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے آج اپنا محاسبہ نہ کیا تو آپ جناب والا نوٹ فرما لیں کہ یہ حکومت پنجاب اس کے بعد آنے والی حکومت اس کو ضرور پوچھے گی ۔ جن ایم این اے کے پیسے رقوم آرہی ہیں اور ایجنسیز جو کام چلا رہی ہیں وہ صوبائی حکومت کے کام چلا رہی ہیں۔ مثال کے طور پر ایل ڈی اے اور لوکل باڈیز گورنمنٹ کے کام چلا رہی ہیں وہ محکمہ جات حکومت پنجاب کے تحت ہیں اور جو ان میں خورد برد ہو رہا ہے اور جو ان میں غبن ہو رہا ہے اس کی جناب والا! براہ راست حکومت پنجاب ذمہ دار ہے ۔

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر! مولانا صاحب ہمیں آنے والے وقت کے حال پہ چھوڑیں ۔ ہمارے ساتھ آنے والی حکومت جو کرے گی ۔ ہم دیکھ لیں گے یہ اپنا حال بتائیں ۔ ہمیں یہ نہ کہیں کہ آنے والے ہم سے پوچھیں گے ۔ ہمیں ان پہ چھوڑ دیں ۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ان کو صحیح راستہ دکھائیں ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: یہ خود کارپوریشن کے ممبر بھی ہیں اور خود ہی کارپوریشن کے خلاف بول رہے ہیں ۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! جو بھی محکمہ غلط کام کر رہا ہے اس کی نشاندہی کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں ۔ یہ کارپوریشن ہو یا کوئی اور۔ میں کارپوریشن میں ہوں یا نہیں ہوں یہ علیحدہ بات ہے۔ اگر کوئی محکمہ غلط کام کر رہا ہے دیانتداری اور ایمانداری سے اس کی نشاندہی کرنا اور حکومت پنجاب کے گوش گزار کرنا یہ میرا فرض اولین ہے۔ جناب والا! جو کچھ آبادیوں میں کام ہو رہا ہے وہ ایل ڈی اے ہو یا کوئی دوسرا محکمہ اس میں جتنی دھاندلی اور جتنا غبن پایا جاتا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر میرے علاقے میں کسی ایم این اے نے کام کرایا ہے اگر سب سے پہلے اس کی آج انکوائری کروائی جائے تو

میں وثوق سے کہتا ہوں کہ انور عزیز صاحب کا جو سکینڈل سامنے آیا تھا وہ میرے علاقے میں اس سے بھی بہت بڑا سکینڈل ہوگا۔ جس کی نشاندہی میں خود کروں گا۔ اگر صوبائی حکومت کی کمیٹی سب سے پہلے اس کی انکوائری کرے وہ میرے علاقے میں تعمیری کام ہوا ہے۔ یہ خواہ میں نے کروایا ہے یا ایم این اے صاحب نے کروایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے سامنے پڑتال کی جائے تاکہ مسلم لیگ کا آغاز چونکہ میرے علاقے سے شروع ہوتا ہے اور وہاں سے پتہ چلے کہ تعمیری کاموں میں کس حد تک ایمانداری اور دیانتداری برتی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ رقوم جو خرچ کی گئی ہیں آپ یقین جانیئے کہ اتنی دھاندلی اور اتنی خوردبرد کی گئی ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ موقع پر جو سیوریج یا تعمیرات دکھائی گئی ہیں ان کا نام نشان نہیں ہے۔ مگر ان کی وصولی ہو چکی ہے۔ نقشے بن چکے ہیں۔ ادائیگیاں ہو چکی ہیں۔ اب بتایئے یہ جو پیسہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ اس کا کون ذمہ دار ہے۔ اس کی ذمہ دار پنجاب حکومت ہے۔ جس کو مرکزی حکومت نے پیسہ ٹرانسفر کیا ہے اور ایل ڈی اے کے ذریعے کیا گیا ہے۔ میں ہزار مرتبہ عرض کر چکا ہوں کہ موقع پر کام نہیں ہوا اگر ہوا ہے تو یہ ناقص ہے۔ کام کا صحیح نہ ہونا محکمہ کی ذمہ داری ہے۔ اس کو صحیح کیا جائے۔ آپ یقین جانیئے کسی نے ان کاموں کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ اور فرض ادائیگیاں کر دی گئی ہیں۔ میں حکومت پنجاب کی اس جانب توجہ مبذول کراتا ہوں کہ برائے مہربانی یہ جو کام کئے گئے ہیں ان کی فوراً پڑتال کی جائے' انکوائری کی جائے اور عوام کو اعتماد میں لیا جائے۔

جناب والا! اب میں ٹیکسز کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ پنجاب کی حکومت نے دو قسم کے جو ٹیکس بڑھائے ہیں اس میں ایک ٹیکس جو بڑی گاڑیوں پہ ہے اس سلسلہ میں عرض کروں گا وہ گاڑیاں جو بڑی اور پرانی ہیں ان کے ساتھ نامناسب رویہ اختیار کیا گیا ہے۔ ایک آدمی نئی گاڑی لیتا ہے۔ اس پہ یہ وہی ٹیکس ہے اور ایک صاحب بیس سال سے اپنی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لیے پرانی گاڑی رکھتا ہے جس کی قیمت زیادہ سے زیادہ بیس ہزار ہوتی ہے۔ اس پر بھی وہی ٹیکس عائد ہے۔ یہ نامناسب ہے اس پر حکومت پنجاب کو غور کرنا چاہیے۔ نئی گاڑیوں پہ ٹیکس بڑھانا چاہیے۔ اور پرانی گاڑیوں پہ ٹیکس نہیں بڑھانا چاہیے۔ تاکہ وہ لوگ جو بڑی گاڑیوں میں اپنی ضروریات زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کے ساتھ یہ نامناسب رویہ نہ رکھا جائے۔

جناب سپیکر صاحب' میں اپنے حلقہ میں گڑھی شاہو پل کی بات کرتا ہوں ڈاکٹر سردار صاحب بھی بیٹھے ہیں ان کا بھی شاید تھوڑا سا تعلق ہو۔ جب سے حکومت پنجاب برسراقتدار آئی ہے۔ اس وقت

سے بجٹ میں رقم رکھی جاتی ہے بجٹ میں جو رقم رکھی جاتی ہے کیا وہ دکھاوے کے لیے رکھی جاتی ہے۔ اسے خرچ نہیں کیا جاتا۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی۔ بجٹ میں جو سکیمیں رکھی جاتی ہیں ان پر عملدرآمد کیوں نہیں کیا جاتا۔ ان پر عملدرآمد نہ ہونے کی کیا وجہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ حکومت نااہل ہے کہ ان پر عمل درآمد نہیں کر سکتی اس لیے وہ رقوم فیل ہو جاتی ہیں۔ لاہور کتنا بڑا شہر ہے مگر یہ پل تین چار سال سے بڑی گاڑیوں کے لیے بند پڑا ہے۔ کافی دور سے لوگوں کو گزرنا پڑتا ہے اور جی ٹی روڈ پر آنا پڑتا ہے۔ وہاں پر انجینئرنگ یونیورسٹی ہے باغبانپورہ کالج ہے اور دوسرے بڑے بڑے ادارے ہیں۔ اگر بڑی گاڑی یا بس وغیرہ ہو اور شالامار وغیرہ کی سیر کے لیے جانا ہو تو وہ پل کراس نہیں کر سکتا۔ میں سمجھتا ہوں چونکہ اس بجٹ میں بھی اس سکیم کے لیے رقم رکھی گئی ہے حکومت پنجاب اس پر عملدرآمد کرے۔ اگر حکومت رقم رکھتی ہے تو اس پر عملدرآمد بھی کرے۔ تاکہ منصوبہ بندی صحیح ہو۔ اگر منصوبہ بندی صحیح نہیں ہوتی تو ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت کی عملدرآمدانہ پالیسیاں فیل ہیں۔

جناب والا! میں یہ تھوڑی سی عرض کروں گا کہ محکمہ صحت کے لیے حکومت پنجاب نے ہیلتھ منسٹر چنا ہے۔ اللہ کے فضل سے بڑا تندرست ہے۔ ہمیں ان کی تندرستی میں کوئی شبہ نہیں لیکن آج تک میں نے ان کو اسمبلی میں آتے ہی نہیں دیکھا۔ وہ کبھی کبھار اسمبلی میں آتے ہیں۔ محکمہ صحت ایک بہت بڑا محکمہ ہے۔ عوام کو بنیادی سہولتیں مہیا کرنا پنجاب حکومت کا اولین فرض ہے مگر جتنی اس محکمہ میں دھاندلی پائی جاتی ہے۔ میرا خیال ہے شائد ہی کسی محکمے میں ہو' پورا ایوان اس بات کا اصرار کر چکا ہے۔ جناب ہیلتھ منسٹر صاحب ایوان میں تشریف لایا کریں۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ حکومت کوئی بیمار منسٹر لگاتی۔ جس کو بیماروں کا احساس ہوتا۔ بیمار بیمار کا احساس کر سکتا ہے۔ تندرست، بیمار کا احساس نہیں کر سکتا۔ جناب والا! اس محکمہ پہ کروڑہا بلکہ ارب ہا روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ میو ہسپتال میں نے دیکھا ہے کہ مریضوں کے بستر ہیں تو اتنے گندے ہیں کہ دیکھنے کو جی نہیں چاہتا اگر اپریشن تھیٹر ہیں تو جناب والا وہاں بھی اتنی دھاندلی ہے اور اتنا گند ہے کہ مریض داخل ہوتے ہی یہ کہتا ہے کہ میں زندہ نہیں رہوں گا۔ ہسپتالوں کی حالت جتنی ناگفتہ بہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ کونسی efficiency ہے جن کے لیے کام تو ہسپتال وہی دکھا کر رقوم نام ڈویلپمنٹ کاموں کے لیے رکھی جاتی ہے۔ کون پوچھے گا اور کون کہے گا ان سے کہ رقوم ہر سال بڑھائے جا رہے ہیں لیکن کام کی efficiency کم ہو رہی ہے۔ لہٰذا ان کو غور کرنا چاہیے انہیں ان اداروں کا خود معائنہ کرنا

چاہیے۔ ممبران کا یہ فرض ہے کہ ٹیمیں بنائیں۔ ماشا اللہ یہاں نیک اور دیانتدار معزز اراکین موجود ہیں۔ یہ ہسپتالوں اور جیلوں وغیرہ کا معائنہ کریں۔ ہم پر تو اعتماد نہیں ہے۔ مگر حکومتی پارٹی جس کے 240 ممبران ہیں۔ ان میں سے ٹیمیں بنا کر ہسپتالوں کا معائنہ کریں اور دیکھیں اور لوگوں کو کچھ نہ کچھ سہولتیں فراہم کریں۔ اگر ہم نے مارشل لاء اور عوامی دور میں کچھ نہ کچھ پہلے سے بہتری ظاہر نہ کی تو پھر جناب والا! لوگ یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ اس جمہوریت سے تو ہم ویسے ہی اچھے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم جمہوریت کا دعویٰ کرتے ہیں تو ہمیں ایمانداری اور دیانتداری سے عملی طور پر یہ ظاہر کرنا ہو گا کہ لوگ آئندہ کے لیے ہمیں خوش آمدید کہہ سکیں۔ کوئی ہو مگر جمہوریت ہونی چاہیئے۔ و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

محترمہ چیئرپرسن: جناب چودھری گل نواز خان وڑائچ صاحب

چودھری گل نواز خان وڑائچ۔ شکر الحمد اللہ۔ میاں صاحب کی تقریر سن کر میرے دماغ میں کچھ نہیں رہا۔ میں وزیر خزانہ صاحب کو چیف منسٹر صاحب کی وساطت سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ایسا بجٹ بنایا گیا ہے کہ بجٹ پر میاں صاحب نے کوئی اعتراض نہیں کیا صرف واویلا کیا ہے جس کو کوئی بھی سننے کے لیے تیار نہیں تھا اور نہ کسی نے سنا ہے اور یہ ممبر صاحبان صد ہا مبارکباد کے مستحق ہیں۔

میاں محمد اسحاق: محترم سپیکر صاحبہ! میرا بھی یہی موقف ہے کہ اپوزیشن کی کوئی بات حکومت سننے کے لیے تیار نہیں ہے جس کی تصدیق اور تائید جناب گل نواز صاحب نے خود ہی کر دی ہے۔ ہم اپوزیشن والے ابھی تک یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ ننھی منی اپوزیشن جو آپ کے سامنے اچھی تجویزیں رکھتے ہیں وہ یہ سننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ جس کی تصدیق گل نواز صاحب نے خود کی ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔ حکومت پنجاب کا ہر فرد اور کل وزرا اپنی اپوزیشن کی بات سنتے ہیں اور جائز بات کو تسلیم بھی کرتے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: میں اس حکومت کو مبارکباد دیتا ہوں کہ جس نے عوام کی بات سن کر بجٹ میں تبدیلی کی۔ حکومت مبارکباد کی مستحق ہے۔ آپ باتیں وہ کرتے ہیں جو سننے کے قابل نہیں ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن : پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ آپ ان کو بات کرنے دیجئے آپ کی بات ہو چکی ہے۔ اب ان کی باری ہے۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا آپ بیٹھیں اور ان کو اپنی تقریر کرنے دیں۔ گل نواز صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں عرض کر رہا تھا۔

چودھری محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس معزز ایوان میں ہونے والی تمام کارروائی سپیکر کے توسط سے ہوتی ہے۔ جناب گل نواز صاحب نے وزیر خزانہ صاحب کو جناب چیف منسٹر صاحب کی وساطت سے مبارکباد دی ہے جو کہ روایت کے خلاف ہے جبکہ وہ جناب سپیکر کے توسط سے ہی مبارکباد دے سکتے ہیں نہ کہ چیف منسٹر کے توسط سے دے سکتے ہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں repeat کرتا ہوں اور جناب وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ایسا بہتر چیف منسٹر ملا جس نے یہ بجٹ ان کے بل میں دکھایا اور یہ اتنا اچھا بجٹ ہے کہ اس پر حزب اختلاف میں سے بھی کوئی اعتراض نہیں کر سکا۔ میں پھر کہوں گا کہ بار بار کہوں گا یہ سارا ہاؤس بفضل خدا میری تائید کرے گا۔ میں تو میاں صاحب کی باتیں سن کر حیران ہوں' کیا پنجاب میں اس سے پہلے کبھی اتنی ڈویلپمنٹ ہوئی ہے؟

چودھری محمد رفیق: جناب والا! میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے میں آپ سے رولنگ چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں ہونے والی تمام کارروائی سپیکر کے توسط سے ہوتی ہے۔ مجھے آپ کی رولنگ چاہیے۔

محترمہ چیئرپرسن: جناب گل نواز صاحب۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: میں اس پاگل ممبر سے استدعا کرتا ہوں کہ اور دعا مانگتا ہوں کہ اس کا دماغ درست ہو جائے' میں تو ساری کارروائی ' ساری بات آپ کی وساطت سے عرض کر رہا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن: جناب گل نواز صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! وہ بار بار مداخلت کرتا ہے اس طرح میں کیسے اپنی

بات جاری رکھوں۔

محترمہ چیئرپرسن: اس کراس گفتگو کو ختم کریں اور اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں ذرا لمبی بات کروں گا۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا! میں نے مداخلت نہیں کی' بلکہ میں نے تو ایک قانونی بات کی ہے۔ یا تو آپ ہی میرے خلاف رولنگ دے دیں تو میں تسلیم کروں گا کہ میں نے واقعی مداخلت کی ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: ٹھیک ہے آپ میری معرفت بات کریں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: میں تو معزز سپیکر کی معرفت بات کر رہا ہوں میں تو سپیکر کو مخاطب کرکے بات کر رہا ہوں' یا تو انہیں نظر نہیں آتا اور دماغ بھی کام نہیں کرتا تو اب اس حالت میں میں کیا کروں۔ میں اس محب وطن حزب اختلاف کو معزز حزب اختلاف کو یہ استدعا کرتا ہوں کہ خدا کے لیے اختلافات کو چھوڑ کر اس بجٹ کی تعریف کریں۔ پنجاب میں اتنے زیادہ اخراجات ہوئے' اتنی زیادہ ڈویلپمنٹ ہوئی' لوگوں کی تنخواہیں بڑھیں' پولیس کی تنخواہ بڑھی' عوام کے علاقہ جات میں ڈویلپمنٹ ہوئی' سکول بنے' مسجدوں میں سکول بنے اور ہسپتال بنے وہی پیسے ہیں باہر سے کوئی پیسہ نہیں آیا۔ اور بجٹ میں ایک پائی بھی نہیں بڑھائی گئی یہ قابل تعریف بات ہے اور کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ بھی تو ہمارے پاکستانی بھائی ہیں ان کی تعریف کریں۔ آدمی کو وسیع دماغ کا حامل ہونا چاہیئے اور جو بہتر کام ہو اس کی تعریف کرنی چاہیئے۔ سب کچھ یہ اس حکومت کے زیر نگرانی ہوا ہے' یہ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کی زیر نگرانی ہوا' یہ پاکستان مسلم لیگ وہ مسلم لیگ ہے جس نے پاکستان کو جنم دیا تھا۔ اور ہم اللہ کے فضل و کرم سے آزادانہ طور پر ممبر منتخب ہو کر آئے ہیں' اس ملک کو بچانے کے لیے یہ تمام امور مسلم لیگ کی جھولی میں دے دیئے گئے ہیں۔ لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں اور ان کی اراکین کے ذہنوں میں اللہ تعالیٰ نے ہی یہ بات ڈالی ہے کہ صرف اور صرف ایک ہی جماعت ایسی ہے جو اس ملک پاکستان کو بچا سکتی ہے۔ اور وہ جماعت پاکستان مسلم لیگ ہے اور انہوں نے پاکستان مسلم لیگ کو لبیک کہا اور اس ملک کو بچایا۔ میں انہیں بھی دعوت دیتا ہوں کہ یہ بھی پاکستانی ہیں اس ملک کو بچانے کے لیے اس بجٹ کی تعریف کریں' اس حکومت کی تعریف کریں۔ جو نقائص ہوں وہ ہمیں بتائیں تو وہ نقائص انشاء اللہ اس ہاؤس اور ان معزز اراکین

اسمبلی کی مدد سے رفع کئے جائیں گے۔ میں قسم سے کہتا ہوں کہ اہل محلہ میں ہر گھر ہر گلی میں جو لوگ بالکل ان پڑھ ہیں ان کو اس حکومت کی تعریف کرتے ہوئے سنا ہے۔ وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ جتنے کام اس موجودہ حکومت پنجاب نے کئے ہیں اور خاص طور پر وفاقی حکومت نے کام کئے ہیں۔ اس سے پہلے کبھی اتنی ترقی نہیں ہوئی اور یہ حکومت قابل ستائش اور قابل تعریف ہے جس نے اتنے کام کئے۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر! آپ لوگ بھی کیفے ٹیریا میں چائے پیتے ہیں میں چائے نہیں پیتا۔ میں دیہاتی ہوں' دودھ پیتا ہوں' میں یہ دودھ کا نمونہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں' اس کا رنگ دیکھ لیں' پہلے یہ ہوتا تھا کہ خون سفید ہے اور اب یہ دودھ سرخ ہو گیا ہے۔ اگر یہی حال رہا تو ہماری صحتوں کا کیا بنے گا۔

39

محترمہ چیئرپرسن: چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں اور ہم اس دودھ کو چیک کروانے کے لیے لیبارٹری میں بھیج دیں گے اگر اس میں بہت پانی ملا ہوا ہے تو اس کا ازالہ کیا جائیگا۔

سید اقبال احمد شاہ: یہ ہماری صحتوں سے کھیلا جا رہا ہے۔ کیفے ٹیریا کے حالات بہت خراب ہیں۔ وزیر زراعت کل وہاں پر چائے پی رہے تھے انہوں نے کہا ہے کہ اپنے حالات صحیح کریں۔ پھر ایک چیز یہ بھی ہے کہ ہمارے وزیر اعظم کا حکم ہے کہ اشیاء صرف اور خورد و نوش کو سابقہ تین جون کی قیمتوں کے مطابق بیچا جائے۔ اب کیفے ٹیریا میں چار روپے کی بوتل بک رہی ہے۔ یہ بات تو حکومت کے کنٹرول میں ہے اور کیفے ٹیریا سپیکر کے کنٹرول میں ہے اسمبلی کے اندر میں یہ دھاندلی ہو رہی ہے تو باہر کے لوگ کیا کریں گے۔

محترمہ چیئرپرسن: اچھا کنٹین کا مسئلہ بھی حل کر لیتے ہیں اور گل نواز خان صاحب فرمائیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں اپنے بھائی رفیق سے استدعا کروں گا کہ وہ دودھ میں ملاوٹ چھوڑ دیں۔ یہ وہ آدمی ہیں جو دودھ میں ملاوٹ کرتے ہیں اور ملک کے خلاف ہیں' ہر چیز میں ملاوٹ کرتے ہیں' تقریر میں ملاوٹ کرتے ہیں اور مداخلت کرتے ہیں' اس لیے میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ یہ ملاوٹ چھوڑ دیں۔ جناب والا! وہ بار بار عورتوں کی طرح کیوں منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہیں۔

بیگم نجمہ حمید: جی انہوں نے کب دیکھا ہے کہ عورتیں منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنستی ہیں ہمیں ان کی

باتوں پر اعتراض ہے یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں اپنے الفاظ کبھی واپس نہیں لونگا عورت منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنستی ہے۔

بیگم نجمہ حمید: عورتوں کی جو بات ہے جی۔ عورت تو منہ پر ہاتھ رکھ کر نہیں ہنستی ہے۔ جن کے منہ میں دانت نہیں ہیں وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں یہ کہنا چاہونگا کہ اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب ہنس رہے ہیں ان کے بارے میں یہ کیا کہیں گے۔ وہ دیکھ لیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! منہ پر ہاتھ رکھنا حیاء کی نشانی ہے اس کے علاوہ جناب میں یہ عرض کروں آپ لاہور میں چل کر دیکھیں کہ اتنے زیادہ پارک عوام کی سہولت کے لیے بنائے گئے ہیں یہ کہاں سے پیسے آئے ہیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: محترمہ سپیکر صاحبہ! میں گل نواز صاحب کا بہت احترام کرتی ہوں یہ بات نہ کہتی لیکن اس حوالے سے ایک اور بات کہنا چاہتی ہوں انہوں نے فرمایا ہے کہ عورتوں کی طرح منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہیں ان کے زمانے میں عورتیں اس طرح سے ہنستی تھیں ہمارے زمانے میں اس طرح نہیں ہنستیں دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے گاؤں کے دولہے کو ہمیشہ اس طرح سے ہاتھ رکھتے ہوئے ہنستے دیکھا ہے۔ رومال لے کر اس طرح کرتے ہیں اور تیسری بات یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جناب فضل حسین راہی منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہیں محترمہ وہ تو اس لیئے منہ پر ہاتھ رکھتے ہیں کہ وہ جب ہنسیں تو ہم یکی دروازہ نہ دیکھ لیں (قہقہے)

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! جو کچھ میری بہن محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے اس ایوان میں فرمایا ہے اور جو اپنی تقریر کے ساتھ ماحول پیدا کیا ہے اس کے ساتھ اس ایوان میں بڑا مزاح پیدا ہوا اور میں ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ایک خوبصورت ماحول پیدا کیا ہے ورنہ ان کی تقریر کے ساتھ ماحول کسی اور طرح کا پیدا ہوا تھا۔

دوسری بات یہ ہے اور اس بات میں مجھے بہت زیادہ خوشی ہے کہ بشریٰ رحمٰن کا جو دوپٹہ ہے وہ بشریٰ رحمٰن سے زیادہ colourful ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: محترمہ سپیکر صاحبہ! ہمارے ہاں ایک طبقہ ہے تو میں اس کے بارے میں ایک لطیفہ بھی سنانا چاہتی ہوں اور یہ بھی عرض کرنا چاہتی ہوں کہ اس طبقے کی مسخریاں زیادہ تر ماؤں اور بہنوں کے ساتھ ہی ہوتی ہیں۔

اور وہ لطیفہ پنجابی میں ہے اگر آپ اجازت دیں۔

محترمہ چیئرپرسن: آپ فرمائیے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: آپ کی اجازت سے پنجابی میں عرض کرتی ہوں۔ (پنجابی) ایک سردار صاحب تھے اور شکل صورت میں اچھے نہیں تھے اور ان کو اس بات کا بڑا شوق تھا کہ ان کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی چلے لیکن شہر کی لڑکیاں ان کو دیکھ کر منہ پھیر لیتی تھیں لیکن ان کی بہن بڑی خوبصورت تھی وہ ایک دن اس کو بازار لے گیا اور اس کو گھما کر گھر واپس لے آیا۔ لڑکی نے پوچھا کہ لالہ آپ مجھے بازار کیوں لے گئے تھے کیا آپ نے دیکھا نہیں تھا کہ آدمی مجھے کس کس انداز میں دیکھ رہے تھے اور عجیب عجیب اشارے کر رہے تھے تو سردار صاحب نے کہا کہ ان کیا پتہ تھا کہ تم میری بہن ہو میری عزت بن گئی۔

جناب فضل حسین راہی: آج آپ کے منہ سے ماؤں اور بہنوں کے الفاظ کیوں نکل رہے ہیں۔

چودھری اختر علی: راہی صاحب کو واک آؤٹ کر جانا چاہیئے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ لاہور شہر میں کتنی ڈویلپمنٹ ہوئی ہے اور عوام کے لیے پارکیں بنی ہیں کھیلوں کے میدان بنے ہیں اور طلبہ کا morale بلند کیا ہے عوام کا morale بلند کیا ہے یہ اسی حکومت کے سر سہرا ہے پہلی حکومتیں آئیں جنہوں نے انسانیت کے خلاف تہذیب و تمدن اخلاق سب کچھ چھین لیا ہے اور یہ حکومت آئی جس نے شرافت' انسانیت' خلوص مساوات اور محبت پر محبت کا دور دورہ شروع کیا طرہ یہ کہ کسی سے اختلاف ہی نہیں کسی کو تکلیف نہیں دی کسی کو جیل میں نہیں بھیجا حتیٰ کہ یہ مخالفین ہیں جو ڈویلپمنٹ کے لیے پیسے دیئے گئے ہیں ان کو بھی دیئے گئے ہیں یہ پہلی مثال ہے یہ مسلم لیگ حکومت نے دی۔ ورنہ وہ وقت جانتا ہوں میں اسمبلی میں کھڑا ہوا میرے بخت جلائے گئے میرے کیمپ جلائے گئے فیصل آباد میں مجھ پر قتل کا مقدمہ بھی بنایا گیا وہ جناب پیپلز پارٹی کا وقت تھا اب شرافت کا وقت ہے شرافت کا دور دورہ

ہے میں ان بھائیوں سے استدعا کرونگا کہ خدا کے لیے اس ملک کو بہتر بنانے کے لیے اس حکومت کی امداد کریں تاکہ شرافت کا دور دورہ ہو اور جمہوریت آئے اور بدمعاش بدمعاشی کو چھوڑیں کیونکہ اسلام میں بدمعاشی جائز نہیں اب ڈکٹیٹرشپ نہیں اب ہر آدمی میں نے دیکھا ہے میں اس دور کا نام تو نہیں لیتا جب کوئی بھی آدمی منسٹر کو نہیں مل سکتا تھا اس وقت چیف منسٹر تو بہت بڑی بات تھی جب جلسے میں سوائے بڑے لیڈر کے کوئی آدمی تقریر نہیں کرسکتا تھا کبھی قران شریف کی تلاوت نہیں ہوئی تھی اب تو جناب چیف منسٹر کو بازو سے پکڑ لیتے ہیں اور منسٹر کو بھی منسٹر صاحبان بیچارے بھاگتے پھرتے ہیں یعنی شاہ صاحب وہ منسٹر ہیں جن کو کبھی غصہ آیا ہی نہیں اور ہنستے رہتے ہیں اور میرے بزرگ کہتے ہیں کہ منسٹر غائب ہے وہ منسٹر ایسا ہے کہ اس کے قلم سیاہی ایک منٹ میں ختم ہو جاتی ہے اور وہ پھر سیاہی منگواتا ہے اتنی خدمت کر رہا ہے اور یہ اس پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ہسپتالوں میں جا کر دیکھیں کوئی مریض کہے کہ اسے تکلیف ہے ہر طرح کی سہولتیں ہیں ہر کام آہستہ آہستہ ہوتا ہے ایک سیکنڈ میں انقلاب نہیں آجاتا ہسپتالوں میں داخلہ نہیں ہوتا تھا اب تو خدا کا فضل ہے تو جناب یہ وہ حکومت ہے جس نے جو وعدے کئے وہ پورے کئے۔ ایک ایسی حکومت آئی جس نے خدائی کا دعوی کیا کہ روٹی کپڑا مکان دیں گے جو میرے مولا کے ہاتھ میں ہے اور جو کوئی انسان دے نہیں سکتا ہے اور وہی مولا نے اس مسلم لیگ کو طاقت دی کہ سات مرلے کے پلاٹ کوئی ایسا ضلع نہیں جس میں کہ تقسیم نہیں ہو رہے اور گورنمنٹ خود خرید کر جگہ دے رہی ہے۔ میرے میاں صاحب فرماتے ہیں کہ کچی آبادیوں میں یہ ہو رہا ہے وہ ہو رہا ہے کچی آبادیوں کے لیے تو ہمارا چیف منسٹر رات دن گلیوں میں گھومتا پھرتا ہے خدا کے لیے آپ اور کیا چاہتے ہیں تعریف کیجئے تاکہ حوصلہ افزائی ہو اور ہمارے آدمی اور کام کریں کچی آبادیوں کو جتنا اس حکومت نے آباد کیا ہے اور حقوق دیئے ہیں کوئی اور دے نہیں سکتا تو میں استدعا کرتا ہوں کہ راہی صاحب کو کچھ اور دیدیں تاکہ اس کی زبان پھر تھوڑی سی بند ہو جائے۔

اب میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ جی موجودہ بارشوں کی وجہ سے سارے پنجاب میں نقصان ہوا ہے اور اس بارے میں اتنی زیادہ تقریریں ہو چکی ہیں جن کو میں دھرانا نہیں چاہتا ہوں میں صرف چیف منسٹر کے سامنے استدعا کرتا ہوں کہ جیسے انہوں نے پارٹی میٹنگ میں فرمایا تھا اور ان کی نیت تھی ان کی خواہش تھی ان کا دل تھا کہ تمام گندم زمینداروں سے خرید لی جائے اگر ناقص ہوئی تو سمندر میں پھینک دیں گے ایسا چیف منسٹر کبھی نہیں آسکتا جو غریب عوام کے لیے یہ کہے تو میں وہ

وعدہ یاد دلاتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ یہ احکام یہ حکم جناب فوڈ منسٹر صاحب کو بھی دیں تمام محکموں کو دیں کہ غریب عوام سے گندم خریدیں اور میرے خیال میں وہ گندم اس قابل ہے کہ وہ کام آسکے اگر کام آسکے تو بہتر ورنہ اگر سمندر میں گرانی پڑے تو اسے گرائیں اور غریب عوام' غریب کسان اور غریب کاشتکار کی امداد فرمائیں۔

اس کے آگے جناب میں عرض کروں اب میں اپنے علاقے کی طرف اپنے گھر کی طرف آتا ہوں اس کے لیے بھی میں ان سے کچھ مانگ لوں۔ جناب جلال پور جٹاں وہ شہر ہے جو آزادی سے پہلے ہندوستان کا مانچسٹر کہلواتا تھا اب اس کی حالت یہ ہے کہ سوتی دھاگے کی وجہ سے وہاں کے مزدور بے سروسامان گھوم پھر رہے ہیں میں استدعا کرونگا کہ وہاں سماں انڈسٹری اسٹیٹ بنائی جائے۔ وہاں بھی جیسے ادھر چونیاں میں کیا گیا ہے وہی سہولت دی جائے وہاں بھی سمال انڈسٹریز اسٹیٹ بنا کر ٹیکس فری زون بنایا جائے۔ تاکہ وہ غریب عوام جن کا صرف ذریعہ معاش کپڑے پر ہے۔ ٹیکسٹائل پر ہے۔ وہاں مہربانی فرما کر ایک فنشنگ پلانٹ۔ سائزنگ پلانٹ اور پرنٹنگ پلانٹ جو لوگ وہاں سے کپڑا بنا کر باہر لے جاتے ہیں وہاں گورنمنٹ لگائے اور گورنمنٹ ان سے وصولی کرے۔ یہ میں بار بار استدعا کرتا ہوں اور وہ لوگ اس کے مستحق ہیں۔

اسکے علاوہ پنجاب میں میرے خیال میں جتنے میرے زمیندار بھائی ہیں یہ تو میں نہیں کہتا جو پرانے غریب زمیندار ہیں جب کہ نہریں نہیں تھیں وہ تمام دریاؤں کے کناروں پر زندگی بسر کرتے تھے اور سیراب زمین سے آمدن پیدا کرتے تھے۔ وہ تمام زمین دریاؤں کی وجہ سے اور چند ایک اضلاع میں جہاں موسمی نالے ہیں ان موسمی نالوں کی وجہ سے ہزارہا ایکڑ زمین تباہ ہوچکی ہے تو اس زمین کو بحال کرنے کے لیے بند بنانے کے لیے سپیشل طور پر بجٹ میں پیسے رکھے جائیں اور دیکھ لیں اس کا نہ گھر ہے نہ مکان ہے نہ زمین ہے نہ کوئی ذریعہ معاش ہے اس لئے وہ سب سے زیادہ مستحق ہے۔ جو آدمی دریا کے کٹاؤ کی وجہ سے ہر چیز برباد کر چکے ہیں انکے لیے سپیشل طور پر خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے چیف منسٹر صاحب رقم رکھیں۔

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! جناب چودھری گل نواز خان وڑائچ صاحب کی تقریر میں بڑی تضاد بیانی ہے۔ ابھی چند لمحے پہلے فرما رہے تھے کہ یہاں بے گھروں کو سات مرلہ دے کر آباد کر دیا ہے ابھی فرما رہے ہیں کہ ان کا کوئی گھر ہے نہ کوئی زمین ہے نہ جگہ ہے شاید یہ بھول گئے کہ پہلے کیا کہہ چکے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ اسطرح ہے جیسے توے کے پہلے رخ کی بجائے توے کا دوسرا رخ لگ گیا ہے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: میرا مولا میرا گواہ ہے۔ یا یہ بالکل پاگل ہو جائے یا ٹھیک ہو جائے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو آدمی دریاؤں کے کٹاؤ کی وجہ سے بے گھر ہوتے ہیں دریا میں جب پانی آتا ہے طغیانی آتی ہے تب لوگ بے گھر ہوتے ہیں۔ گورنمنٹ کو کیا پتہ ہے کہ کہاں کہاں لوگ بے گھر ہوئے ہیں۔ یہ بات سمجھتے نہیں ہیں۔ میں ان کے متعلق کیا کروں۔ میں ان سے گزارش کرتا ہوں جنہوں نے ان کو ممبر بنا کر بھیجا ہے۔ میں اپنی گرہ سے انشاء اللہ ان کا علاج کراؤں گا۔

جناب والا! میری آخر میں استدعا ہے کہ بارانی علاقے میں جہاں چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں جو اپنی گرہ سے ٹیوب ویل نہیں لگا سکتے۔ گورنمنٹ وہاں ٹیوب ویل لگائے اور ان سے آبیانہ وصول کرے اس سے فصل بھی بڑھے گی اور غریب عوام انہیں دعائیں بھی دیں گے۔ اور گورنمنٹ کو آمدن بھی آبیانہ کیوجہ سے ہوگی۔

جناب والا! آخر میں میں عرض کروں گا کہ جو ممبر صاحبان جن کے حلقے میں میونسپلٹیاں ہیں کارپوریشنیں ہیں ٹاؤن کمیٹیاں ہیں ان کے لیے بھی رقم مختص کریں کیونکہ وہاں کے عوام ہم سے بار بار مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ ہم آپکے ووٹر ہیں ہمارا بھی کوئی حق ہے اس لیے میں جناب چیف منسٹر سے کیونکہ لوکل باڈیز بھی ان کے پاس ہے استدعا کروں گا ان کے لیے ہمیں سپیشل گرانٹ دیں تاکہ ہم وہاں سکول چلا سکیں۔ سیوریج بچھا سکیں۔ بچوں کے لیے گراؤنڈ مہیا کر سکیں۔ چھوٹے چھوٹے قصبوں میں پارک بنا سکیں۔ کیونکہ جس فراغ دلی اور جس محبت سے عوام کی یہ خدمت کر رہے ہیں یہ بھی ایک ثواب ہے۔

آگے ٹریفک کے متعلق میں نے عرض کرنی ہے۔ میری استدعا ہے کہ جب ایک بس اڈے سے چلے تو تمام کاغذات سواریوں کی تعداد دیکھ لی جائے۔ راستے میں روکنے سے عوام کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ وہاں زیادتیاں بھی ہوتی ہیں۔ جب سڑک میں کوئی آدمی نہ ہو جنگل میں ہو وہ سمجھتا ہے میں قانون کے دائرہ سے بالکل باہر ہوں۔ کوئی آدمی مجھے دیکھ نہیں رہا اس لیے جب ایک بس اڈے سے چلے وہاں اسکی تمام چیزیں چیک کر لی جائیں۔ سواریاں چیک کر لی جائیں پھر اگلا کوئی اور اڈہ بنا دیا جائے جہاں پھر جا کر چیک ہو راستے میں جو ٹریفک رکتی ہے۔ اس سے عوام کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

سیاحت کے متعلق میں عرض کروں گا کہ اسکے لیے بڑے پیسے رکھے ہیں یہ بہت ضروری ہے۔ اس سے ملک میں آمدن ہوتی ہے لیکن اس میں ہیڈ مرالہ جو کہ میرے حلقہ میں نہیں ہے وہ اس کے

لیے بہترین جگہ ہے۔ ہیڈ مرالہ کو بھی اس میں شامل کرلیں تاکہ وہاں بھی کوئی پارک بن جائے اور لوگ وہاں پر رہ سکیں۔

آخر میں میں سارے ہاؤس کی طرف سے استدعا کروں گا میاں صاحب یہ ہاؤس واقعی آپ سے پیار کرتا ہے۔ یہ اس لیے نہیں میں خدا کی قسم خوشامد نہیں کرتا۔ ہاؤس آپ سے اس لیے پیار کرتا ہے کہ آپ میں جوہر ہیں۔ آپ خدمت کرتے ہیں۔ اپوزیشن والوں کا تو یہ طریقہ واردات ہے کہ کام لینے کے لیے بلاوجہ شور کیا جاتا ہے۔ اس طرح کچھ نہ کچھ کام نکل آتا ہے۔ یہ کام لینے کا ایک طریقہ واردات ہے۔ شریف آدمی کا طریقہ واردات یہ ہے وہ وفادار ہوتا ہے اور ساتھ ہوتا ہے اور تعریف کرتا ہے۔ تعریف کرنے سے حوصلہ افزائی ہوتی ہے آدمی اور کام کرتا ہے۔ میں استدعا کروں گا کہ ممبر صاحبان نے آپ سے مطالبہ کیا تھا وہ مطالبات الاؤنسز کے تھے وہ پی آئی اے کے متعلق تھے۔ نیشنل اسمبلی کو جو مراعات ملی ہیں۔ ان میں سے جتنی مل سکیں ان کے لیے یہ ممبر بھی حق دار ہیں۔ یہ ممبر بڑے دیانتدار ہیں یہ پیپلز پارٹی کے ممبر نہیں جو تھانیداروں سے ایس۔ پی سے اور ڈپٹی کمشنر سے رشوت لیتے تھے وہ ممبر ہیں جو ایک خدا کے فضل سے اپنے گھر سے کھاتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید اقبال احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کیا کسی معزز ممبر کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ بیٹھے بیٹھے بات کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں حق پہنچتا۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر! طریقہ تو یہ ہے کہ جب تک آپ اجازت نہ دیں کوئی بات نہ کرے۔ یہ ٹھیک ہے۔ مذاق کچھ ہو جاتا ہے مگر یہ پنجاب اسمبلی ہے اس میں اتنا نہیں کرنا چاہیے کہ بیٹھے بیٹھے گفتگو کی جائے۔ احترام اسمبلی ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ یہ درست فرما رہے ہیں۔ معزز رکن سے میں التماس کروں گا کہ وہ آئندہ محتاط رہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! میں بجٹ پر کچھ عرض کر رہا ہوں.....

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب آپ کو پوچھنے کی ضرورت نہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: میرا خیال ہے کہ آپ نے مجھے تقریر کیلئے کہ دیا ہے۔ میں یہی سمجھا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا یہ خیال غلط ہے۔ میں نے آپ کا نام نہیں پکارا سید حسنات احمد صاحب۔

چودھری فضل حسین راہی: اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس وقت چیف منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس سے فائدہ اٹھا کر خوشامدی پہلے بولنا چاہتے ہیں۔ آپ انہیں بولنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راہی صاحب' آپ تشریف رکھیں۔

ملک طیب خان اعوان: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف سے درخواست کرتا ہوں کہ براہ کرم مہذبانہ طریقہ اختیار کریں۔ بار بار کہنا کہ فلاں بیٹھے ہیں' خوشامد کرنی ہے اور فلاں یہ ہے' یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ اس سے گریز کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب نے درست نشان دہی کی ہے۔ میں حزب اختلاف کے ممبران سے یہ التماس کروں گا کہ براہ کرم ہر ممبر کا تقدس یا احترام کو ملحوظ خاطر رکھیں۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے طیب صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اراکین حزب اختلاف ہمارے بھائی ہیں۔ وہ یہاں ایوان میں بے شک ہمارے ساتھ نہیں بیٹھتے ہیں۔ لیکن ناشتے میں ہمارے ساتھ ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیے۔ شاہ صاحب فرمائیے۔

سید حسنات احمد: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کے اجازت دی۔ سب سے پہلے میں جناب وزیر خزانہ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے ایک نہایت فاضلانہ تقریر کی اور یہاں ایک ایسا بجٹ پیش کیا' جو development oriented ہے۔ بجٹ کا زیادہ حصہ ڈویلپمنٹ سے متعلقہ ہے۔ اور ہمارے ملک کی سب سے بڑی ضرورت بھی یہی تھی۔ اس بجٹ میں زیادہ تر انحصار فیڈرل گرانٹ پر کیا گیا ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ یہی کام ہوتا ہے اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ جہاں تک ٹیکسوں کا تعلق ہے' ساری طاقت مرکز کے پاس ہے اور

صوبے کے پاس بہت سا ایسا تھوڑا حصہ رہ جاتا ہے ۔ جس میں وہ ٹیکسیشن کرسکے ۔ کم از کم میری ناقص رائے یہ ہے کہ حکومت پنجاب کو بھی ایسے ذرائع کے متعلق سوچنا چاہیے ۔ کہ جن کو جنریٹ کرکے وہ اپنا خسارہ پورا کرسکے۔ گوڈائرکٹ ٹیکشن کے میں خلاف ہوں ہر آدمی اس کے خلاف ہوتا ہے

آپ نے مرکزی حکومت کا ایک بجٹ دیکھا ہے جہاں ڈائرکٹ ٹیکسیشن ہوئی تھی۔ اور اس کا جو نتیجہ نکلا' وہ بھی آپ کے سامنے ہے ۔ یہ ہمارے پرائم منسٹر صاحب کی فراست اور statesmanship ہے کہ انہوں نے اس چیز کو سنبھال لیا۔ وگرنہ حالات اس سے بھی خراب ہوسکتے تھے ۔ میں چند ایک تجاویز پیش کرتا ہوں ۔ اگر ان کی پذیرائی ہو جائے تو شکر گزار ہوں گا ۔ معلوم نہیں ' ایوان ان کو کس حد تک مانتا ہے ۔ میں ساتھ ہی یہ بھی گزارش کردوں کہ میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ عام آدمی پر ٹیکس لگایا جائے ۔ بلکہ ٹیکس ان آدمیوں پر لگانا چاہیے جو ادا کرسکتے ہوں ۔ کاروں پر جو ٹیکس تجویز کیا گیا ہے ' سب سے پہلے میں اس پر آؤں گا ۔ یہ موٹر وہیکل ٹیکس بہت پرانے تھے ان میں وزیر خزانہ صاحب نے کسی حد تک اصلاح کی ہے ۔ حالانکہ اور بھی بہت سی گنجائش تھی ۔ سب صاحبان نے پڑھا بھی ہو گا اور سنا بھی ہوگا کہ ہمارے پرائم منسٹر صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ 1600 سی سی سے بڑی کار درآمد بھی نہیں ہو گی ۔ اور کوئی بھی آدمی چاہے وہ کتنا بڑا ہو' یا افسر ہو چاہے چیف منسٹر ہو' چاہے پرائم منسٹر ہو ' وہ اس سے بڑی گاڑی نہیں رکھ سکے گا ۔ اس لیے میری ناقص رائے میں بڑی کاروں پر جو ٹیکس تجویز کئے گئے ہیں ۔ ان کو بڑھانا چاہیے ۔ تاکہ وہ کار مال روڈ پر جو اتنی جگہ لے لیتی ہے یا اتنی ٹریفک hazzard پیدا کرتی ہے تو وہ اگر زیادہ ٹیکس دے دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ۔ میں نے اس ضمن میں تجویز پیش کی ہے ۔ بے شک آپ نے جو 1000 سی سی تک تجویز رکھی ہے' وہ ٹھیک ہے ۔ لیکن 1000 سی سی سے اوپر 1300 سی سی تک آپ نے جو ٹیکس تجویز کیا ہے اس کو دگنا کر دیا جائے ۔ 1200 سے ۔ 1600 تک چار گنا بڑھا دیا جائے ۔ اسکے بعد جو کار 1600 سی سی سے زیادہ ' اس پر ٹیکس اس کی قیمت پر لگایا جائے ۔ مثلاً ایک کار چالیس لاکھ کی ہے ۔ میں نے خود کاریں دیکھی ہیں ۔ میں ان حضرات کو جانتا ہوں جنہوں نے تیس تیس چالیس چالیس لاکھ کی کاریں رکھی ہوئی ہیں ۔ اگر وہ ہر سال ایک لاکھ یا پچاس ہزار ٹیکس میں دے دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ اس طرف ضرور دیکھنا چاہیے ۔ ایک طرف تو حکومت یہ کوشش کر رہی ہے کہ بڑی کاریں نہ رکھی جائیں ۔ جو صاحبان رکھیں گے انہیں چاہیے کہ وہ باقاعدہ اس پر ٹیکس ادا کریں ۔

اس کے بعد میری اگلی گزارش ممنوعہ اسلحہ کے متعلق ہیں ۔ ممنوعہ اسلحہ غالباً بہت تھوڑے آدمی

رکھتے ہیں ۔ عموماً لوگ اپنی ضرورت کی بنیاد پر اسلحہ رکھتے ہیں آپ نے اس پر جو ٹیکس تجویز فرمایا ہے' وہ کسی حد تک درست ہے ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ممنوعہ اسلحے کے متعلق کیا کیا جائے۔ پاکستان میں کوئی بڑی گیم نہیں' ماسوائے سور کا شکار' یہ بہت تھوڑے آدمی کرتے ہیں ۔ نہ کوئی یہاں شیر ہے' نہ کوئی یہاں ہاتھی ہے' تو ممنوعہ اسلحہ رکھنے کا مقصد کیا ہے ؟ کیا آپ اس اسلحے سے اپنے بھائیوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں ؟ حالانکہ اسلام میں کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل نہیں کرسکتا یہ گناہ کبیرہ ہے تو ممنوعہ رائفلوں اور ممنوعہ بندوقوں پر آپ نے جو ٹیکس تجویز کیا ہے۔ اس سے بہت زیادہ ٹیکس لگنا چاہیے۔ میں آپ سے گزارش کرتا چلوں کہ مجھے کئی اسلحہ کمپنیوں نے خطوط لکھے تھے کہ آپ کلاشنکوف خرید لیں' کیونکہ ہر ایم این اے اور ایم پی اے خرید سکتا ہے ۔ میں نے ان سے یہی گزارش کی تھی کہ سیلف ڈیفنس کے لیے ایک بارہ بور بندوق بھی کافی ہوتی ہے ۔ ہاں' اگر جہاد کرنا ہو ۔ ہماری حکومت کہے کہ ہندوستان میں جو مسلمان ہیں ان پر ظلم ہو رہا ہے ۔ اس کے لیے اگر جہاد ہوا تو میں انشاء اللہ تعالیٰ خود بھی کلاشنکوف لے لوں گا اور اپنے دوسرے بھائیوں سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ بھی ایک ایک خرید لیں ۔ لیکن موجودہ حالات میں اس کی بالکل ضرورت نہیں ۔ جو آدمی رکھنا چاہتا ہے ' اسے چاہیے کہ وہ اس پر ٹیکس ادا کرے ۔ اس ٹیکس کو آپ ذرا ہیوی کریں ۔

جناب والا! میں نے پچھلی دفعہ بھی یہ گزارش کی تھی کہ آپ جس بڑی سڑک پر جائیں' وہاں بڑے بڑے پلازے بن رہے ہیں ۔ میرے خیال میں وہ ایک ایک پلازہ کروڑوں روپے کا ہے ۔ جس زمین پر پلازے بنتے ہیں ۔ اس کی قیمت کروڑوں روپے ہوتی ہے ۔ جب یہ عمارت بنتی ہے تو اس پر کئی کروڑ خرچ ہوتے ہیں ۔ ایسے پلازے بنانے والے بھی کروڑ پتی ہوتے ہیں ۔ ان میں جو آدمی دکانیں یا دفاتر لیتے ہیں' وہ بھی کروڑ پتی ہوتے ہیں ' تو ان پر بھی چاہیئے کہ ٹیکس لگایا جائے ۔ اس طریقے سے آپ کا بجٹ کسی حد تک درست ہو جائے گا صحیح حد تک تو نہیں ' البتہ بہت حد تک درست ہو جائے گا ۔ آپ مہربانی کرکے ضرور اس طرف خیال کریں ۔ ان پر ٹیکس لگائیں ۔

جناب والا! آخر میں باڑہ مارکیٹوں کے متعلق میں عرض کروں گا ۔ اگر آپ وہاں تشریف لے جائیں ۔ وہاں کئی صاحبان جاتے ہوں گے ۔ تو وہاں کروڑوں روپے کا کپڑا خریدا جاتا ہے ۔ ہماری مستورات یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ سارا کپڑا باہر سے جاپان سے آیا ہے قیمت پوچھے بغیر کپڑا خرید لیتی ہیں ۔ حالانکہ یہ کپڑا 90 فیصد کراچی کی ملوں کا بنا ہوتا ہے ۔ وہاں جا کر وہ کپڑا چالیس سے ستر روپے گز

لیتی ہیں ۔ اس کپڑے کی اصل قیمت اگر تیس روپے آتی ہے ۔ اور وہ دوکان دار اس کو ساٹھ روپے میں فروخت کر دیتا ہے تو اس پر ٹیکس کیوں نہیں لگایا جائے ؟ ویسے بھی آپ کی حکومت نے منع کیا ہوا ہے کہ بیرونی کپڑا نہیں آسکتا ۔ کپڑا تو آرہا ہے ۔ روز کروڑوں روپے کا آرہا ہے ۔ چیزیں فروخت ہو رہی ہیں ۔ آپ کو چاہیئے کہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور ان چیزوں پر بھی ضرور ٹیکس لگائیں ۔

جناب سپیکر! اب میں اسکے علاوہ چند ایک ضرور امور کے متعلق عرض کرونگا۔ میں نے اس سے پہلے عرض کیا تھا ۔ یہ بجٹ ڈویلپمنٹ اورینٹڈ ہے۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہماری موجودہ حکومت ترقیاتی پروگرام کو ہر چیز پر ترجیح دے رہی ہے۔ اب جب کوئی ایسی بات کہی جائے تو سارے صاحبان کہتے ہیں کہ جو آدمی اٹھتا ہے وہ خوشامد کے لیے اٹھتا ہے ۔مجھے تو خوشامد کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جتنی ڈویلپمنٹ پچھلے دو تین سالوں میں ہوئی ہے اسکی مثال بالکل نہیں ملتی میں 30 / 37 سال تک حکومت کے ساتھ بطور ایک افسر کے کام کرتا رہا ہوں میں نے اتنے عرصے میں اتنی ڈویلپمنٹ نہیں دیکھی ۔ اور جو حکومت اس قسم کے کام کرے جو سات مرلہ سکیمیں تین مرلہ سکیمیں بنائے ۔ جو مزدوروں کے لیے کالونیاں بنائے جو سارے کام ایسے کرے جو غریب عوام کے لیے ہوں تو وہ اگر تھوڑا سا ٹیکس بھی لگالیں غریبوں پر ٹیکس نہ لگائیں بڑے آدمیوں پر ٹیکس لگا لیں ۔ تو کوئی حرج نہیں ہوگا ۔ اور کوئی آدمی اسکو برا نہیں مانے گا ۔ جناب والا! ان چیزوں کے علاوہ سب سے بڑی ضرورت محض کاروں سے یا کاروں پر ٹیکس لگانے سے یا چھوٹی کاریں استعمال کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اسکے علاوہ اور بہت سے چیزیں ایسی ہیں جن سے بچت ہوسکتی ہے ۔ اسکی طرف آپکی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اسکے لیے یہ گزارش ہے ہمارا اپنا سیکرٹریٹ ہے یا دوسرے دفاتر ہیں ۔ آپ وہاں جا کر دیکھئے میں کافی عرصہ مراکو میں رہا ہوں ابھی 20 / 30 سال کی بات ہے کہ ڈی سی کے پاس ایک جیپ ہوا کرتی تھی ۔ اسکے علاوہ کوئی کار نہیں ہوا کرتی تھی ۔ وہ جیپ میں ہی سفر کیا کرتے تھے ۔ اب مجھے چند حضرات بتا رہے تھے اب ہر ڈی سی صاحب کے پاس تین تین چار چار کاریں ہیں ۔ اور دفتر ان کے دیکھنے والے ہیں ۔ ہمیں ایئرکنڈیشن رکھنے کی بالکل اجازت نہیں تھی۔ اب سنا ہے کہ ایرکنڈیشن بھی ہیں ۔ اسی طریقے سے وہاں اب کار پیشک ہوئی ہے ۔ یہ مسئلہ صرف کاروں سے ہی حل نہیں ہوگا۔ آپ کو یہ دیکھنا پڑیگا کہ کہاں کہاں فضول اخراجات ہو رہے ہیں یہ کوئی ڈھکا چھپا نہیں آپ مہربانی کرکے کوئی ایسی کمیٹی بنائیں یا جس کو بھی آپ کہیں وہ وہاں جا کر عمیق نظر سے دیکھے اور یہ آپکو پھر پتہ لگے کہ کہاں کہاں بچت ہوسکتی ہے۔ اس کے لیے میں یہ بھی

گزارش کرونگا تمام دفاتر میں جہاں ایک افسر کی ضرورت ہے وہاں دس افسر لگے ہوئے ہیں ۔ اس چیز کو بھی دیکھنا چاہیے ۔ محض افسران کو زیادہ کرنے سے اہلیت نہیں بڑھتی آپ نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ آپ کام کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ اس میں ہماری پارٹی بھی شامل ہے ۔ جہاں جہاں وہ آدمی ہیں جو کام نہیں کرتے اور حکومت سے تنخواہ لیتے ہیں یا حکومت سے مراعات لیتے ہیں تو انکو وہاں سے ہٹا دینا چاہیے ۔ تب کہیں جا کر اس معاشرے کی اصلاح کی توقع ہو سکتی ہے ۔

اس کے بعد ایک اور بہت ضروری معاملہ ہے ۔ جس کا میرا زیادہ تر تعلق رہا ہے ۔ وہ ہے لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ۔ اسکے متعلق میں آپ سے گزارش کرونگا۔ لاء اینڈ آرڈر کے متعلق بہت سی بحثیں ہوئی ہیں ۔ اور تقریباً ہر سیشن میں اسکے متعلق بحث ہوئی ہے۔ لیکن میری گزارش یہ ہے اور جہاں تک میری ناقص رائے کا تعلق ہے ۔ اس ملک میں بہت برے حالات یہاں نہیں ہیں ۔ یہ چھوٹے موٹے کام تو ہوتے رہتے ہیں ۔ اور یہ بم مارنے کا کام جو ہے یہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ سیاسی مسئلہ ہے ۔ اسکو آپ نے سیاسی طریقے سے حل کرنا ہے ۔ اسکو لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بنا کر حل نہیں کرسکتے۔ باقی رہا ڈکیتی چوریاں قتل و غارت سرقہ بالجبر ہے اس قسم کے جو کیسز ہیں انکا حکومت کو سختی سے نوٹس لینا چاہیے ۔ اور اس میں ایک تجویز پیش کرونگا یہ میری خوش قسمتی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں ۔ مجھے امید ہے وہ اس پر کچھ نہ کچھ ضرور کریں گے یہ تمام چیزیں بڑھ رہی ہیں یہ محض اسلئے بڑھ رہی ہیں کہ جو آدمی جرم کرتا ہے اسکو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے ۔ اگر ہر آدمی کو معلوم ہو کہ میں جرم کرونگا اور اسکے بعد مجھے سزا ملے گی اور سخت سزا ملے گی ۔ تو وہ کبھی جرم نہیں کریگا۔ اگر وہ جرم کریگا بھی تو وہ سوچ سمجھ کر کریگا۔ جرم کر دیا کیس رجسٹر ہو گیا اور اسکی تفتیش 2 / 4 / 6 / 8 ماہ سال تک چلے گی اسکے بعد عدالت میں جاتے ہوئے مقدمے کو دو سال لگ جائیں گے اور اسکے بعد مجسٹریٹ صاحبان کے پاس اتنا زیادہ کام ہے ۔ وہ تین چار سال میں ایک مقدمہ کو نبٹا نہیں سکتے۔ اسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ مقدمہ کھٹائی میں پڑ جاتا ہے ۔ گواہ بھاگ جاتے ہیں یا وہ نہیں آتے یا ڈر سے بھاگ جاتے ہیں۔ مجسٹریٹ بھی تبدیل ہو جاتے ہیں پولیس آفیسرز جنکو اس میں دلچسپی ہونی چاہیے ۔ وہ بھی وہاں سے تبدیل ہو جاتے ہیں اور تمام کا تمام کام ٹھپ ہو جاتا ہے ۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ جو میں نے دو چار جرم گنوائے ہیں انکے لیے خصوصی عدالتیں قائم کی جائیں ۔ اور سپیشل جج انکے لئے مقرر کریں اور پولیس کا سپیشل سٹاف مقرر کریں۔ میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کی تقریر تھوڑی بہت پڑھی تھی ۔ اس میں انہوں نے فرمایا تھا کہ کیس کا چالان 14 دن کے

اندر پیش کیا جائے۔ اور یہ کرمنل پروسیجر کوڈ میں پہلے ہی دیا ہوا ہے ۔ یہ تو افسوس کی بات ہے کہ ہم اس پر عمل نہیں کررہے چاہیئے تو یہ کہ جب کوئی ڈکیتی کی واردات ۔ یا زنا کی واردات یا رشوت کا کیس ہو اسکی فوری طور پر انکوائری کرکے تفتیش کرکے اسکو عدالت میں پیش کر دیا جائے۔ ایسی عدالتیں مقرر کی جائیں جو محض یہی کام کریں اور اس قسم کے کیسز کو ڈے بائی ڈے لیں اگر ایک کیس شروع ہوا ہے اسکو اس وقت تک نہ چھوڑا جائے جب تک اسکا فیصلہ نہ کر لیا جائے ۔ مجھے یاد ہے میں یہاں 10 سال سٹی مجسٹریٹ یا اے ڈی ایم رہا ہوں اور یہاں پر ڈاکٹر صاحب بھی یہاں کے پرانے رہنے والے ہیں انکو بھی یاد ہوگا سارے دس سال میں صرف ایک ڈکیتی کا کیس ہوا تھا ۔ جہاں تک مجھے یاد ہے ۔ اور اب تو روزانہ ڈکیتی کیسز آتے ہیں ۔ اور اس میں بھی ہوا یہ کہ اسکو تمام ادائیگی کرنی پڑی ڈاکو بھی پکڑے گئے انکا باقاعدہ مقدمہ چلا انکو 14۔14 سال سزا ہوئی اور ہیزا سپریم کورٹ جا کر بھی بحال رہی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انکو یہ علم ہوگیا کہ جب ہم ایسا کام کریں گے تو سزا ملے گی اور سزا بحال رہے گی اور اب یہ ہو رہا ہے کہ روزانہ ایسے واقعات ہو رہے ہیں چونکہ انکو سزا ٹھیک طور پر نہیں ملتی اسلئے وہ اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں۔ میں نے پچھلے سیشن میں ایک پیپلزفورس کے متعلق عرض کیا تھا شاید میں اسکو صحیح طریقے میں سمجھا نہ سکا یا وہ سمجھی نہ گئی ہر ایک ملک میں اس وقت دس ملک بتا سکتا ہوں جہاں یہ پیپلز فورس موجود ہے۔ یہ امریکہ میں ہے کینیڈا میں ہے آسٹریلیا میں ہے ۔ انگلینڈ میں ہے اور اس قسم کے ممالک میں ہے ۔ یہ تمام ترقی یافتہ ممالک ہیں ۔ وہاں ہر جگہ پیپلزفورس موجود ہے ۔ یہ کورٹس مقدمات کو سمری طریقے سے نبٹا دیتی ہیں ۔ اور یہ سالہا سال تک غریبوں کا عدالتوں میں جانا نہیں ہوتا بلکہ چھوٹے چھوٹے مقدمات جو ہوتے ہیں جو فرسٹ کلاس کے تحت کے جو مقدمات ہیں جنکی سزا دو سال تک ہوسکتی ہے ۔ اس قسم کے تمام مقدمات سمری کورٹس بنا دیتی ہے ۔

جناب عالی! اسکے علاوہ دو تین ایسے مسئلے ہیں جو میرے حلقہ میں تعلق رکھتے ہیں۔ اور میرا فرض بنتا ہے کہ جو ترجیحات میرے علاقے میں ہو رہی ہیں کم از کم میں انکا بھی یہاں ذکر کروں سب سے پہلے جو ہمیں تکلیف ہوئی ہے وہ یہ ہے ہماری تحصیل کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایک وہ اچھا حصہ تھا جہاں پانی کی فراوانی تھی اور جب بہت اچھا علاقہ تھا وہاں میٹھا پانی تھا اسکو چکوال کے ساتھ ملا دیا گیا ہے اور جو باقی علاقہ رہ گیا ہے وہ تمام کا تمام تھور زدہ ہے ۔ وہ نمکین ہے اور نمک کی وجہ سے وہاں کا پانی بالکل پینے کے قابل نہیں ہے ۔ حکومت پنجاب کی مہربانی سے اور وزیر اعلیٰ کی

مہربانی سے میں اس سلسلے میں انکی خدمت میں حاضر بھی ہوتا رہا ہوں ہماری دو تین بڑی جگہ تھیں مثلاً پنڈرامہ ایک گاؤں سوہا ہے۔ وہاں پانی کی سکیمیں بن گئی ہیں اور پانی مل رہا ہے۔ لیکن وہ علاقہ تمام کا تمام خشک ہے۔ پانی کی ضرورت انسان کے لیے سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن اس کے بعد بھی بہت بڑا علاقہ پڑا ہے جسے تھل کا علاقہ کہتے ہیں۔ یہ بہت غریب علاقہ ہے اس میں ابھی تک پانی کی بڑی دقت ہے۔ یہ دقت صرف یہاں ہی نہیں ہے میرے خیال میں بہت سے دوسرے اضلاع میں بھی پانی کی بڑی سخت تکلیف ہے تو میری حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ وہ اس سلسلہ میں جس طرح کام چل رہا ہے اس طرح دس بیس سال لگ جائیں گے تب جا کر یہ تکلیف دور ہوگی۔ اگر وہ کوئی ایسی اتھارٹی بنادیں یا ایسی کوئی کارپوریشن بنا دیں جو محض پینے کا میٹھا پانی حاصل کرنے کے لیے ہو تو یہ آدمیوں کے لیے کافی فائدہ ہو جائے گا اور لوگوں کی جو تکالیف ہیں وہ کسی حد تک دور ہو جائیں گی۔

دوسرا مسئلہ جو آخری ہے وہ یہ ہے کہ ہماری صرف ایک بڑی سڑک ہے۔ جو پیلا سے ہیڈ رسول تک جاتی ہے۔ وہ اتنی تنگ ہے کہ وہاں ہر منٹ کے بعد دو یا تین ٹرک گزرتے ہیں۔ وہاں تین سیمنٹ کی ملیں ہیں اور ایک بہت بڑی نمک کی فیکٹری ہے۔ اس کے علاوہ پتھر نکلتا ہے۔ ہر دو دو منٹ کے بعد ٹرک جاتے ہیں اور کئی دفعہ وہاں سے گزرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ تو میں نے پچھلے دفعہ بھی گزارش کی تھی کہ برائے مہربانی اسے ترجیح دیکر بنوا دیں۔ اس سے کروڑوں روپیہ سنٹرل گورنمنٹ کو ٹیکس وصول ہوتا ہے۔ میرے خیال میں سو کروڑ ہے یا نوے کروڑ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ وصول ہوتا ہے۔ تو میں نے یہ کہا تھا کہ ایک تو یہ ہو سکتا ہے کہ ان کو استدعا کی جائے کہ وہ سڑک چوڑی ہو جائے۔ اگر یہ نہ ممکن ہو سکے اور ہمارے ذرائع پنجاب کے گورنمنٹ کے محدود ہوں تو اتنی مہربانی کیجئے۔ آدمی وہاں تیار ہیں۔ آپ وہ سڑک بنوا دیں اور اس پر ٹول ٹیکس لگا دیں۔ جس طرح دوسرے ممالک میں ہوتا ہے معلوم نہیں کہ یہاں اس چیز کو کیوں نہیں اپنایا جا رہا حالانکہ آپ کی بہت سی سڑکیں اور پلیں ٹول ٹیکس پر بن سکتی ہیں۔ آپ یورپ میں جائیے۔ ہر ایک جگہ پر ٹول ٹیکس لیتے ہیں فرق صرف یہ ہے کہ اس طرح نہیں ہوتا ہے کہ ایک دفعہ جسے راوی پر ٹول ٹیکس لگ گیا تو لگ گیا وہ یہ ہوتا ہے کہ جب ٹول ٹیکس لگتا ہے۔ اور وہ خرچ پورا ہو جائے تو اس ٹول ٹیکس کو بند کر دیتے ہیں۔ تو میری آخر میں یہ گزارش ہے کہ مہربانی کریں اور ترجیح دے کر ہماری سڑک کو ٹھیک کروا دیں۔

جناب والا! میں آخر میں جناب وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک نہایت اچھا بجٹ

پیش کیا ہے۔ بہترین سے بہترین بجٹ ہو میں آپ کو اس سے نقائص نکال دونگا ۔ میں نے سارا بجٹ پڑھا ہے ۔ اور ایک ایک گرز دیکھی ہے ۔ گرز کا حوالہ میں نے اس لئے نہیں دیا کہ وہ شروع میں جب کسی صاحب نے گرز کا حوالہ دینے کی کوشش کی تو کسی نے آواز دی کہ یہ کیا بات ہے کہ چھوڑیئے گرز کو تو سارے آدمی پڑھ لیتے ہیں۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ جس سپرٹ سے یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے اس سپرٹ سے ہمارے سارے محکمے یا implement کرنے والے حضرات ہیں وہ ان سکیموں کو صحیح طریقے سے implement کریں گے ۔ اور آخر میں میں اتنی گزارش کردوں کہ جو ہمارا طریقہ کار ہے یعنی سکیموں کے implement کرنے کا طریقہ کار ہے ۔ اس میں تھوڑا بہت دروبدل کرنے کی ضرورت ہے ۔ میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ آپ مہربانی کرکے ہر ضلع میں ایسا سیل بنانا ہے ۔ جو ساری سکیموں کو وہاں ان کی feasibility دیکھ کر سب کچھ کرکے اوپر بھیجے ۔ یا یہ ہوتا ہے کہ جو سکیمیں یہاں آتی ہیں یا اے ڈی پی سے سکیمیں ایک ایک کرکے پھر ضلع میں جاتی ہیں کوئی کام ایکس ای این کے پاس چلے جائیں گے ۔ کوئی کام کسی ڈاکٹر کے پاس چلے جائیں گے وہاں وہ feasibility رپورٹ بنا کر پھر بھیجتے ہیں پھر ان کو منظور کیا جاتا ہے یا نامنظور کیا جاتا ہے ۔ تو یہ سارا کام شروع ہی سے ضلع کی سطح پر ہو جائے اور جب سکیمیں مکمل ہو جائیں تب انہیں گورنمنٹ کے پاس بھیجا جائے تاکہ وقت ضائع نہ ہو اور یہ feasibility کا جو چکر ہے یہ بھی کم ہو جائے۔ جناب والا! آپ کا میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے ایک رائے لینا چاہتا ہوں کہ اگر ہر بولنے والے حضرات کے لیے وقت مختص کر دیا جائے تو کیا یہ مناسب نہیں ہوگا ؟ کیونکہ کئی لوگ بولنے کے حق سے محروم ہو جاتے ہیں تو آپ حضرات کی اس سلسلے میں کیا رائے ہے ؟

آوازیں: ٹھیک ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: تو ہر سپیکر کے لیے دس منٹ کا وقت مخصوص کر دیا جائے۔ آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں۔

آوازیں: دس منٹ کا وقت ٹھیک ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دس منٹ کا وقت مقرر کر لیتے ہیں ۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! آپ کے پاس کتنے نام ہیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نام تو کافی ہیں اور کوئی چھ سات آدمی ابھی ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: چھ ساتھ آدمی ہیں تو اس حساب سے آپ دیکھ لیں کہ کتنے بولنے والے ہیں۔

54

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر کسی کو کہیں آپ ختم کر دیں تو یہ مناسب نہیں لگتا

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ کہیں گے تو آپ کی بات تو مانی جائے گی۔ اگر آپ ٹائم مقرر کرنا چاہتے ہیں تو وہ آپ کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ مناسب نہیں لگتا کہ اگر ایک آدمی تقریر کر رہا ہو اور اسے کہیں کہ جناب آپ ختم کر دیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! نرسریاں تے ٹیکس لگاؤ۔ میاں صاحب تاں کروڑاں روپے کماندے نیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران یہ ذرا گوش گزار کر لیں کہ اس کے بعد جو بھی صاحب تقریر فرمائے گا اس کے لیے دس منٹ کا وقت ہوگا۔ براہ کرم اس چیز کو ضرور مدنظر رکھیں۔ جی محمد صدیق سالار صاحب!

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! میں اس بجٹ پر جس طرح ایک رسمی مبارکباد پیش کی جاتی ہے اس طرح نہیں کہونگا۔ میں واقعات سے یہ ثابت کرونگا کہ اس دفعہ 892 کروڑ روپیہ ڈویلپمنٹ کے لیے رکھا گیا ہے جو کہ پچھلے سال سے 38 فیصد زیادہ ہے۔ آپ حیران ہونگے کے جناب چیف منسٹر کے حکم سے اس بجٹ کو دیہاتوں تک لے جایا جا رہا ہے جو ہمارے ملک کی 80 فیصد سے زیادہ یا کم از کم 80 فیصد آبادی پر مشتمل ہے۔ دیہاتوں کی وہ محرومیاں جو صحت و صفائی اور تعلیم جو ان کو میسر نہیں تھی وہ اس بجٹ کے اندر نہایت محنت سے اسے پھیلانے کے کوشش کی گئی ہے اور یہ پاکستان مسلم لیگ اور پنجاب مسلم لیگ کے صدر محترم جناب میاں نواز شریف صاحب کی محنت اور مسلم لیگ پارٹی کی کاوشوں کا ایک ثمر ہے۔ اس کے ساتھ آپ دیکھیں گے کہ وہ آبادیاں جن کو کچی آبادیاں کہتے ہیں جو انسانوں کی طرح رہنے کی بجائے وہاں کیڑے مکوڑوں کی طرح رہ رہی تھیں اس حکومت نے ان کے لئے اب وہاں صحت و صفائی ' نالیاں اور دوسرے انتظامات کئے ہیں۔ اس

کے ساتھ ساتھ آپ ایجوکیشن کو دیکھیں تو میں ہی نہیں بلکہ صوبہ پنجاب اپنی حکومت کا بے حد شکرگزار ہے کہ دیہاتوں تک لڑکیوں کے کالج۔ لڑکوں کے کالج اور بہترین تعلیم انہیں بہم پہنچانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کے ساتھ آپ یہ بھی دیکھیں گے کہ وہ عمارات جو صدیوں سے غیر مسلموں کی بنی ہوئی تھیں یا اپنی بنی ہوئی تھیں تو چالیس سال سے ان کی مرمت کی طرف کسی نے توجہ نہیں دی تھی۔ یہ سال جو گزر رہا ہے اس کے بجٹ میں ان عمارات کی مرمت کے لیے ان کالجوں کی دیواروں اور چھتوں کی صفائی کے لیے بھی انتظامات کئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ بجٹ پر ایک اور نظر رکھیں تو آپ کو نئے اساتذہ جن کی تعداد بیس ہزار سے زائد ہوگی اس نئے بجٹ میں لئے جائیں گے جس سے تعلیم اور بہتر ماحول میسر ہوگا اور پنجاب سے بے کاری بھی دور ہوگی۔ اسی طرح حکومت کو ایک چیز کی طرف توجہ دلاؤنگا اور آپ کی وساطت سے جناب چیف منسٹر کی توجہ دلاؤنگا کہ سرکار کالا باغ ڈیم اور اس کی تکمیل پنجاب کی زندگی کے لیے نہایت اہم اور ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کی وساطت سے جناب چیف منسٹر کی توجہ اس طرف بھی دلاؤنگا کہ پنجاب کے اندر پاور' بجلی کی پیداوار کا ستر فیصد پنجاب میں خرچ ہوتا ہے لیکن پنجاب کے اندر اتنی بجلی پیدا نہیں ہوتی۔ کوشش کی جائے کہ آئندہ پنجاب میں بجلی کی پیداوار بڑھائی جائے تاکہ وقت ضرورت پنجاب کو محرومیوں سے ہم باہر نکال سکیں۔ ہم پنجاب کے نمائندے ہیں ہم کسی صوبے کے خلاف کوئی ایسی رائے نہیں رکھتے جس سے کہ تعصب پیدا ہو پاکستان پورا ملک ہے اور پورے ملک پر مسلم لیگ کی حکومت ہے اور اسی طرح میں جناب چیف منسٹر سے درخواست کرونگا کہ وہ اب اس طرف بھی خیال کریں۔

جناب والا! جہاں تک صحت اور صفائی کا تعلق ہے جس طرح آپ نے بھی بجٹ کے اعداد و شمار کو دیکھا ہے۔ بڑی خوشی ہوئی اس بات سے کہ دیہاتوں کی طرف ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں میں اب بستروں میں اضافے کئے جا رہے ہیں اور یہ کوشش بھی کی جا رہی ہے کہ دیہات کی زندگی شہروں کی زندگی کے برابر ہو تاکہ دیہات کی آبادی شہروں کی طرف منتقل نہ ہو بلکہ ہر انسان کی مسلم لیگ حکومت کی طرف سے اس قدر خدمت کی جائے کہ آنے والا وقت یہ ثابت کرے کہ یہ وہ بہتر جماعت تھی جس نے اپنے صوبے کو عوام کی بلا تمیز دیہات اور شہر خدمت کی۔ میں اس کے ساتھ ساتھ پھر آپ کی وساطت سے جناب چیف منسٹر کی توجہ دلاؤں گا کہ کچھ گوشے ایسے ہیں کہ جن پر ہمارے وزیر خزانہ کی نظر یا تو وسائل کی وجہ سے نہیں جا سکی ہے یا وہ سہوا رہ گئے ہیں۔ بڑے شہروں کے بائی

پاس جو ہیں ۔ آپ فیصل آباد کی طرف دیکھیں ۔ وہ پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے اور اس کو ہائی پاس کی ضرورت ہے اور اگر یہ ضرورت ہے تو اس کو دیا جائے ۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ فیصل آباد کو محروم رکھا گیا ہے ۔ فیصل آباد شہر پر بھی حکومت کی نظر ہے ۔ اس کی ترقی کے لئے جو کام حکومت کر رہی ہے وہ نہایت اعلیٰ ہے لوگ اسے پسند کرتے ہیں بلکہ عام لوگ جنہیں عرف عام میں مجھ جیسا غریب آدمی کہا جاتا تھا اگر کوئی ریڑھی بان ہے ' چھابڑی والا ہے یا کوئی چھوٹا دکاندار ہے تو وہ اس طرح سے حکومت وقت کی تعریف کرتا ہے کہ یہ حکومت کچھ کام کر رہی ہے ' ڈیولپمنٹ کر رہی ہے ' تعلیم دے رہی ہے ' صحت دے رہی ہے اور صفائی دے رہی ہے تو میں جہاں حکومت کو یہ کہہ کر مبارکباد دوں کہ آپ نے اچھا کام کیا ہے ' نہیں میں یہ کہتا ہوں کہ حکومت وقت اور حکومت پنجاب اپنے فرض کو پہچان کر رات دن محنت کر رہی ہے۔ اور آج تک ایسا کسی نے نہیں کیا ہے اور یہ حکومت وقت اس بات پر مبارکباد کی مستحق ہے ۔ ایک بات یہاں پر بہت ضروری ہے کہ جہاں آپ نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کو بڑھایا ہے اچھا کیا ہے ' مگر مجھے بجٹ کے اندر صنعتی مزدور جو کہ ملوں میں کام کرتے ہیں ان کی تنخواہوں کی بات سمجھ میں نہیں آئی ہے۔ اگر وزیر خزانہ جیسا کہ وہ کل کہہ رہے تھے کہ ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ اس کو نمایاں کرے تاکہ ہمارے صنعتی مزدور بھی اس خوشیوں میں ان کے ساتھ چلیں۔ اور اس پر مزید ایک اور بات نہایت اعلیٰ ہے پنجاب کے لئے کہ پاکستان مسلم لیگ (پنجاب) کی حکومت نے سب سے پہلے صوبہ پنجاب میں اپنے صنعتی مزدوروں کی بستیاں قائم کی ہیں اور ان کو مراعات دی ہیں ۔ اس بجٹ کے اندر کافی رقم موجود ہے جس سے بڑے شہروں کے اندر ' ملوں کے مزدوروں کے لئے نئی بستیاں تعمیر کی جائیں گی اور یہ خوش آئند بات ہے کہ ہمارے ایم پی اے حضرات جو کہ مسلم لیگ کے کارکنوں اور دوسرے حکومت کی ہدایت پر جس کا حق ہے اس کو دیا جائے گا۔ جو مراعات ہوں گی وہ اپنے ورکر کو دی جائینگی اور میں یہ درخواست کروں گا کہ حکومت اس وقت مسلم لیگ کی ہے ۔ مسلم لیگ کارکنوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جو مراعات ہوں وہ انہیں حاصل ہوں اور جو حق کی بات ہو وہ سب کے لئے یکساں ہے ۔ کسی کا حق نہیں مارا جائے گا ۔ مسلم لیگ کی حکومت شرافت کی ایک علامت ہے ۔ مسلم لیگ کی حکومت دیانتداری کی ایک دلیل ہے ۔ مسلم لیگ کی حکومت آپ کے سامنے ہے کسی کی پگڑی نہیں اچھالی جا رہی ہے ۔ کسی کو بے جا جیلوں میں نہیں ڈالا جا رہا ہے ۔ کسی عالم دین کو پکڑ کر جیل میں ڈال کر اس کے ساتھ فوٹو اتروانے کی کوشش نہیں کی جا رہی ہے ۔ کسی ایسے ساتھی کو جو ان کا ساتھی ہو ' اس پر

بھی ظلم اور تشدد نہیں کیا جا رہا ہے۔ جیساکہ سابقہ حکومتیں اپنوں کے ساتھ بھی کرتی رہیں اور غیروں کے ساتھ بھی۔ آخر میں آپ کی وساطت سے میں جناب چیف منسٹر سے درخواست کروں گا کہ ہماری عدالتوں کے اندر جتنے جرائم ہوتے ہیں اور پولیس جتنے کیسز پکڑ کر ہیروئن کا یا نشہ کی عدالتوں میں چالان بنا کر پیش کرتی ہے۔ آپ اس کی ان رپورٹس کو منگوا کر دیکھ لیں کہ ان کو عدالتیں کتنی سزا دیتی ہیں۔ پولیس ہر روز ایسے لوگوں کو گرفتار کرتی ہے' عدالت ان کی ضمانتیں لے لیتی ہے اور ان کو تین ماہ سے زیادہ سزا نہیں دیتی ہے۔ میں جناب چیف منسٹر سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ عدالتوں کے سربراہوں کو جو کہ ان کے ماتحت ہیں یا جو جناب چیف جسٹس صاحب کے ماتحت ہیں' ان سے درخواست کی جائے کہ وہ عدالتوں کو حکم دیں کہ وہ ایسے نشہ آوروں اور ایسے بڑے جرائم کرنے والوں کو سخت سے سخت سزا دی جائے۔ ایک اور بات بھی کہتا چلوں کہ صدر پاکستان کا بیان میری نظر سے گزرا ہے کہ ہمارے ہسپتالوں کے اندر کچھ ادویات خوردبرد ہوتی ہیں۔ ان پر بھی نظر رکھنا حکومت کا فرض ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی کہتا چلوں کہ ہمارا ٹرانسپورٹ سسٹم جو ہے سڑکوں پر اتنے حادثات کس وجہ سے ہوتے ہیں' ٹریفک کی وجہ سے' رش کی وجہ سے یا ڈرائیور کی غفلت کی وجہ سے؟ آپ کی وساطت سے وزیر ٹرانسپورٹ یہاں پر موجود ہیں میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اپنے سٹاف سے کہیں کہ سڑکوں یا پختہ راستوں پر لاری کھڑی نہ کریں۔ کچے راستہ پر ایک طرف گاڑی کھڑی کرکے اپنی سواری کو اتاریں تاکہ پیچھے سے آنے والی گاڑی سے اس کا ٹکراؤ نہ ہو سکے۔

آخر میں میری درخواست اپنے شہر کے لئے ہے کہ میرا شہر فیصل آباد ہے' میرے شہر کے پاس ایک چک ہے "چک جھمرہ" جو کہ لاکھوں افراد کی آبادی پر مشتمل ہے۔ اور اس کے گرد چالیس چالیس میل تک لڑکوں یا لڑکیوں کا کوئی کالج نہیں ہے۔ وہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے یا تو شاہ کوٹ جائیں یا فیصل آباد۔ ہر طرف فاصلہ تیس یا چالیس میل ہے۔ اور میں آپ کی وساطت سے جناب چیف منسٹر سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ پہلے یہ حکم دیں کہ چک جھمرہ کے دو ہائی سکول ہیں جن میں بہت بڑے بڑے کمرے ہیں اور بڑے بڑے رقبے ہیں کوئی خرچ نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ آج ہی یہاں پر اپنی تقریر میں ان دونوں ہائی سکولوں کو کالج کا درجہ دے کر وہاں کے عوام کی دعائیں لیں۔ یہ میرے شہر سے متعلق نہیں ہے۔ وہاں کی دیہی آبادی کے لوگ ہیں۔ میں دیہاتی لوگوں کی بات عرض کر رہا ہوں اور اس کے ساتھ ہی میں اپنے شہر کی بات کروں گا کہ میرا شہر جو ہے وہ میرا وطن ہے۔

نثار میں تیری گلیوں پہ اے وطن

جناب غلام حیدر خان کھچی: پوائنٹ آف آرڈر سر! جناب والا! فاضل ممبر نے ابھی چک جھمرہ کے متعلق عرض کیا ہے۔ ذرا یہ وضاحت کریں گے کہ چک جھمرہ سے ان کا تعلق کیا ہے وہ گاؤں ان کے حلقہ میں نہیں ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: میں پنجاب اسمبلی کا ممبر ہوں' اس لئے پورے پنجاب کا ممبر ہوں۔ میں پارلیمانی سیکرٹری ہوں' پورے پنجاب کا پارلیمانی سیکرٹری ہوں اور میرا نام ہے صدیق سالار' اور میں آپ کی وساطت سے اس ایوان پہ نثار' اور سب کا بیلی' سب کا یار۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ تشریف بھی رکھیں۔ تین بار تو آپ کہہ چکے ہیں آخری بات یہ ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: آخر میں ایک بات اور کہتا چلوں کہ اقرار کر لو' میرے محترم ذہین اپوزیشن کے لیڈر بھی یہ اقرار کرلیں کہ جو کام حکومت وقت کر رہی ہے آج سے 30 سال پہلے کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لو اگر کبھی اتنی ڈیولپمنٹ ہوئی ہے تو ہم آپ کے ساتھی' ورنہ آپ ہمارے ساتھی بنیں۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب محمد صفدر شاکر صاحب۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! ابھی جناب صدیق سالار صاحب بہت اچھی اور مدلل تقریر کر رہے تھے اور اپنے آپ ہی انہوں نے اپنے آپ کو سالار بھی بنا لیا ہے اور جب فاضل رکن نے ان سے پوچھا کہ چک جھمرہ سے ان کا کیا تعلق ہے؟ تو وہ تعلق واضح نہ کر سکے۔ جناب والا! اس طرح تو ہم سب کہتے ہیں کہ ہم سب پنجاب کے ہیں پنجاب ہمارا' ہم سب پاکستان کے ہیں' پاکستان ہمارا لیکن چک جھمرہ کیلئے تو اتنا ہی تعلق کافی ہے کہ اس میں لفظ جھومر آتا ہے تو ہر آدمی کا اس سے تعلق ہوتا ہے اور جناب والا! انہوں نے انہیں یہ کہہ دیا ہے کہ یہ ایوان کے شیر ہیں تو یہ سچ مچ اپنے آپ کو ایوان کے شیر سمجھنے لگے ہیں اور پنجابی زبان میں ان کی تقریر کے اختتام پر داد کچھ اس طرح سے دیتے ہیں۔

"آپے آپے میں جیوندی رواں' آپے میرے بچے جیون' آپے میں رحی بچی"

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! جمعرات کا دن آرہا ہے اور جواب میں جمعرات کو دوں

گا۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا! ایک اور بات رہ گئی ہے کہ یہ بہت محب وطن ہیں اور ہم سب ان کے پیچھے چلتے ہیں۔ سالار کارواں جو ہوئے۔ جناب والا! ان کی خدمت میں آپ کے توسط سے عرض ہے کہ جب کوئی قومی مسئلہ اور خصوصیت سے پنجاب کا مسئلہ یا المیہ پیش کیا جاتا ہے تو اس کی مخالفت اس طرح سے نہیں کرتے ہیں بلکہ اس کی موافقت اس طرح سے کرتے ہیں جیسے آج ہر بات کی موافقت کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب صفدر شاکر صاحب

جناب محمد صفدر شاکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

رشتہ مہر و وفا کا اور بھی مضبوط کرو
تاکہ انسان کسی انسان سے نفرت نہ کرے
اس کے سجدوں میں تڑپ ہو سکتی نہیں پیدا
جس کا دل جھوم کر خلق خدا سے محبت نہ کرے

واجب الاحترام جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے میرا نام کاٹ کر مجھ سے بعد میں آنے والوں کو یہاں پر بحث کرنے کی اجازت دی۔ میزانیہ 88۔1987ء جو 31 ارب 76 کروڑ روپے کا پیش کیا گیا او جس میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کیلئے 8 ارب 92 کروڑ روپے رکھے گئے اور غیر ترقیاتی اخراجات کیلئے 22 ارب 84 کروڑ 4 لاکھ روپے رکھے گئے۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

یہ بجٹ جو کہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے اور موجودہ حکومت نے یہ تاریخی بجٹ پیش کرکے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ حکومت کھوکھلے نعروں سے نہیں بلکہ عملی طور پر پنجاب کے عوام کی خدمت کر رہی ہے۔ یہ بجٹ صحیح معنوں میں پنجاب کی عوام کا آئنہ دار ہے۔ میں اس متوازن بجٹ پیش کرنے پر جناب وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد نواز شریف صاحب اور جناب وزیر خزانہ چودھری ممتاز حسین کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور میری یہ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اسی ہمت کے ساتھ اس صوبہ کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جناب والا! اس بجٹ میں سب سے زیادہ رقم تعلیم کیلئے رکھی گئی ہے۔ آپ یقین کریں کہ اڑھائی سالہ دور میں اس حکومت نے تعلیم کے

میدان میں اتنی ترقی کی ہے کہ آج وہ دیہات جہاں پر سکول نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی آج وہاں عمارتیں بن رہی ہیں ' وہ بچے جن کو تعلیم کیلئے کئی میل کا سفر طے کرکے جانا پڑتا تھا وہ فاصلے میلوں کی بجائے چند گزوں میں تبدیل ہو چکے ہیں اور اس سے انشاء اللہ حکومت کا یہ دعویٰ کہ 1990ء تک ہماری جو تعلیم کے سلسلے میں مشکلات ہیں وہ دور ہو جائیں گی ۔ تعلیم کے سلسلے میں دو چار گزارشات میں جناب صوبائی وزیر تعلیم کی خدمت میں عرض کروں گا ۔ ایک تو یہ ہے کہ دیہاتی اور شہری اساتذہ کی تنخواہوں کا جو فرق ہے اس کو بالکل ختم کیا جائے ' یہی وجہ ہے کہ شہری اساتذہ دیہاتوں میں جانا پسند نہیں کرتے۔ اس لئے اس فرق کو ختم کیا جائے ' بلکہ میری یہ تجویز ہے کہ دیہات کے اساتذہ کو زیادہ سکیل دیئے جائیں تاکہ دیہاتوں میں اساتذہ کی کمی کو فوری طور پر دور کیا جا سکے ۔ دیہاتوں میں سائنس ٹیچروں کی بہت کمی محسوس ہو رہی ہے اور یہ بہت توجہ طلب مسئلہ ہے اور اس کے علاوہ جو ایک نہایت اہم مسئلہ ہے وہ زنانہ سکول کی چاردیواریوں سے متعلق ہے ' ہمارے دیہاتوں میں بہت سے ایسے زنانہ سکول ہیں جن کی چار دیواری نہیں ہیں ' میں اس سلسلے میں بھی جناب وزیر تعلیم سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ فوری طور پر اسی سال ان سکولوں کی چاردیواری کو مکمل کروائیں تاکہ چادر اور چار دیواری کا پورا پورا تحفظ ہو سکے ۔ اس کے بعد صحت کیلئے بھی ہماری حکومت نے ایک گراں قدر بجٹ رکھا ہے اور جس سے دیہاتوں میں مزید 300 بنیادی مرکز ' اور 33 دیہی مراکز کا قیام ہے اور ان مراکز میں 20 سے 24 بستروں کا ہسپتال ہو گا اور اس کے علاوہ ایمبولینس اور ٹیلی فون کی سہولتیں بھی میسر ہوں گی۔ یہ اقدامات صحت کے میدان میں ایک عظیم کارنامہ ہے اور ہمارے دیہات کے رہنے والوں کو صحت کی سہولتوں کیلئے جہاں شہروں کی طرف رخ کرنا پڑتا تھا وہ انشاء اللہ ان کو دیہات میں ملیں گی۔

اب اس کے بعد میں زراعت کے متعلق عرض کروں گا کہ زراعت جو ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور جناب وزیراعلیٰ صاحب نے اس مسئلے پر خصوصی توجہ فرمائی ہے اس سلسلے میں بھی میری دو تین گزارشات ہیں ۔ ایک تو یہ ہے کہ ان علاقوں میں جہاں حالیہ بارشوں سے گندم کا بہت نقصان ہوا ہے اور جناب وزیراعلیٰ صاحب نے یہ وعدہ کیا تھا کہ جن لوگوں کی گندم ضائع ہوئی ہے ان کی گندم خرید کی جائے گی تو میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس مسئلے پر فوری طور پر توجہ دی جائے تاکہ ان لوگوں کا یہ مسئلہ حل ہو سکے اور ان کو اپنی فصل کی رقم مل سکے۔ تاکہ آئندہ وہ لوگ فصل کاشت کر سکیں ۔ اس کے علاوہ ایوان زراعت کو مزید موثر بنایا جائے اور اجناس کی قیمتوں

پر مزید غور کیا جائے کیونکہ جب تک کسان کو اس کی فصل کا پورا معاوضہ نہیں ملے گا وہ کیسے اس میدان میں ترقی کرے گا۔ میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ جب بھی کسی فصل کی قیمت لگائی جائے اس سے پہلے اس کی لاگت کو دیکھا جائے تاکہ اس کا صحیح معاوضہ کسان کو مل سکے۔ اس کے علاوہ مرکز سے زرعی ٹیکس کی جو خبریں ہم سن رہے ہیں ہمیں ایک قرارداد کی صورت میں یہ پاس کرنا چاہئے کہ زرعی ٹیکس کا نفاذ زراعت کیلئے تباہی کا باعث بنے گا اور یہ کسی صورت میں بھی ہمیں قابل قبول نہیں ہے۔

اس کے علاوہ حکومت کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر' پختہ کھالوں کی تعمیر اور ڈیزل ٹیوب ویلوں کی تنصیب اور کسانوں کو جدید آلات کرائے پر دینے کیلئے جو اقدامات کر رہی ہے وہ قابل تعریف ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو اسی طرح کام کرنے کی توفیق عطا کرے۔

جناب والا! آبپاشی کیلئے اس بجٹ میں بہت رقم رکھی گئی ہے اور یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے کیونکہ ہمارے دیہاتوں میں پانی کے بہت سے مسائل ہیں خود میرا حلقہ ان مشکلات سے دو چار ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ Tails کی لمبائی زیادہ ہونے کی وجہ سے پانی پورا نہیں پہنچتا اور کسان اپنی فصلیں اچھی طرح سے کاشت نہیں کر سکتے۔ میں جناب صوبائی وزیر آبپاشی سے یہ التجا کروں گا کہ وہ اس مسئلے کو نوٹ فرمائیں اور ان کے جتنے بھی محکمہ کے افسران ہیں ان کو یہ تاکید کر دیں کہ وہ دفتروں میں بیٹھ کر Estimate نہ لگائیں' بلکہ خود موقع پر جائیں اور فوری طور پر ان مسئلوں کا حل تلاش کیا جاسکے۔ اگر ان کو کوئی درخواست دی جاتی ہے اور وہ کیس منگواتے ہیں تو وہ کیس ایک سال میں آتا ہے اس وقت تک ان زمینداروں کی تباہی ہو جاتی ہے کیونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے لہٰذا میری یہ التجا ہے کہ اس مسئلہ پر فوری طور پر توجہ فرمائی جائے۔ جناب والا! سیم و تھور کیلئے بھی بڑی کثیر رقم رکھی گئی ہے' میرے فیصل آباد شہر میں ایک عرصہ دراز سے بڑی مشکل درپیش ہے۔ اس لئے میں حکومت سے یہ التماس کروں گا کہ اس مسئلہ پر فوری توجہ دی جائے اور اس کو حل کرنے کیلئے جتنے بھی ذرائع ہیں انہیں استعمال کیا جائے۔

پولیس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ وطن کی ضرورت کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم اسے ایک ایسی پولیس بنائیں جو ہمارے صوبہ میں امن و امان کی صورت کو قائم رکھے ہمیں ان کے بجٹ پر کوئی اعتراض نہیں ہے اگر اس مقصد کیلئے دوگنا بجٹ بھی کر دیا جائے تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں لیکن جتنا بجٹ ہم ان پر خرچ کریں کم از کم اس کا حق ضرور ادا ہونا چاہئے اور

پولیس کو جو جدید آلات دیئے جا رہے ہیں اس سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جانا چاہئے تاکہ امن و امان کی صورتحال بحال ہو۔ اور ان کو یہ بھی سبق دینا چاہئے کہ وہ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں اور تھانوں میں ٹاؤٹوں اور دلالوں کی بجائے شریف آدمیوں کو تحفظ دیا جائے۔ اب میں ایک دو مسئلوں کے بعد اپنی تقریر ختم کروں گا۔ قومی مالیاتی کمشن کو ہمیں قرارداد کی صورت میں یہ التجا کرنی چاہئے کہ پنجاب کے صوبے کو اس کا حق نہیں مل رہا۔ پنجاب کے صوبے میں جس لحاظ سے ایک قابل دید ترقی ہو رہی ہے لیکن اس کو اس کی ترقی کے مطابق فنڈز نہیں مل رہے تو ہمیں یہ ایک قرارداد کی صورت میں قومی مالیاتی کمیشن سے یہ التجا کرنی چاہئے کہ ہمارے حق کے مطابق ہمیں حصہ دیا جائے۔ پچھلے دنوں زراعت کانفرنس پر جناب وزیراعلیٰ صاحب نے بھی یہ بات کہی تھی کہ جو چاول کا منافع ہوا ہے ہمیں اس کا پورا حق ملنا چاہئے اور ہمیں بھی پوری عوام کو جناب وزیراعلیٰ صاحب کی آواز سے آواز ملا کر سنٹر سے یہ مطالبہ کرنا چاہئے کہ ہمیں پورا حق ملنا چاہئے۔ آخر میں میں یہ التجا کروں گا کہ ہمارے صوبے کی ترقی کے لئے بجٹ میں جو گرانٹس رکھی گئی ہیں اس کو پوری طرح استعمال کرنے کے لئے ہم آپس میں اتحاد کریں اور اتحاد اتنا مضبوط ہو کہ ہمارا ایک نیڑی پیسہ بھی ان لوگوں کے ہاتھوں میں نہ جائے۔ جن کو اس صوبہ سے کوئی محبت نہیں ہے اور ہمیں ملکر اپنے جواں سال وزیراعلیٰ کی قیادت کو مضبوط کرنا چاہئے۔ جنہوں نے اڑھائی سال کے اندر اس صوبہ کی ترقی کے لئے اپنا تن من قربان کر دیا ہے اور انہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کو اپنے گھر سے محبت نہیں ہے ان کو اگر محبت ہے تو اس صوبہ سے محبت ہے اور ہم بھی ان کو یقین دلاتے ہیں کہ انشاء اللہ ہمارا بھی دم آپ کے دم کے ساتھ ہے اور اس شعر کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

مسکراتے ہیں جو حوادث میں منزلیں ان کو راہ دیتی ہیں
اہل ہمت کے آشیانوں کو بجلیاں خود پناہ دیتی ہیں

شکریہ!

قرارداد

متوازن وفاقی بجٹ 88-1987ء پیش کرنے پر وزیراعظم کو خراج تحسین

جناب سپیکر: یہ ایک ریزولیوشن سردار نصراللہ خان دریشک صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ ریزولیوشن فیڈرل بجٹ میں جناب پرائم منسٹر کے اقدامات کے بارے میں ہے۔ اس کے لئے as a special case رولز کو suspend کرنا ہوگا' اگر اس کی اجازت آج دینی ہے تو کسی کو اس پر اعتراض ہے؟

میاں محمد افضل حیات: جناب سپیکر! بجٹ پر پہلے ہی بحث ہو رہی ہے اگر کسی نے اس پر جو کچھ کہنا ہے وہ اس کے دوران کہہ سکتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ فیڈرل بجٹ کے بارے میں ہے پراونشل بجٹ کے بارے میں نہیں ہے۔

میاں محمد افضل حیات: اس میں پنجاب کے متعلق جو بھی چیز ہے اس پر بات ہو سکتی ہے۔ یہ کوئی ایسی ضروری بات نہیں ہے کہ کارروائی کو روک کر کیا جائے .....

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس میں کوئی بات بھی ایسی نہیں ہے جو bad taste میں ہو۔ میں نے ریزولیوشن دیکھا ہے اس لئے میں رولز کو suspend کرتے ہوئے اس کی اجازت دیتا ہوں۔

وزیر قانون و تعلیم: جناب سپیکر! اس ریزولیوشن کو تمام ہاؤس کی support کرتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہاؤس approval کے بعد انہیں کوئی اعتراض ہو ....

میاں محمد افضل حیات: تمام ہاؤس تو نہیں کرتا majority کرتی ہے۔

جناب سپیکر: ابھی ریزولیشن پڑھا جانا ہے۔ میں رولز کو suspend کرتے ہوئے ریزولیوشن پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

سردار نصر اللہ دریشک:

جناب والا! پنجاب صوبائی اسمبلی کا یہ اجلاس محترم جناب محمد خان جونیجو وزیراعظم پاکستان کی

خدمت میں ان کے مدبرانہ ' دانشمندانہ اور دوراندیشانہ اعلانات دوران تقریر بابت بجٹ 88-1987ء پر ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہے۔ انہوں نے انتہائی فراست ' جرات اور بالغ نظری سے ناواجب نئے ٹیکسوں کو منسوخ کرکے نہ صرف جمہوری اقدار بلکہ عوامی امنگوں کے مطابق سربلند کیا ہے اور ان کے اعلانات و اقدامات بابت سادگی ' خودانحصاری ' خوداقتصادی اسراف سے گریز ' دیانت و امانت کے اصولوں کا فروغ اور قومی املاک و اموال کی حفاظت میں سماجی انقلاب کی ابتداء کر دی ہے جس سے پاکستان میں اسلامی فلاحی معاشرہ حقیقی معنوں میں معرض وجود میں آنے کے امکانات روشن ہو گئے ہیں ۔ پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس جناب وزیراعظم پاکستان کو پنجاب کے عوام کی طرف سے بھرپور تعاون کا یقین دلاتا ہے کہ پنجاب کے عوام ان کی مدبرانہ قیادت میں ان کے انقلابی اقدامات کو عملی اور منطقی شکل دینے کے لئے ہرممکن کوشش کرتے رہیں گے تاکہ وطن عزیز خوشحالی اور ترقی کی راہ پر صحیح معنوں میں گامزن ہو سکے ۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! میں اس کی تائید اس طرح کروں گا.....

جناب سپیکر: سالار صاحب تشریف رکھیں ۔ یہ ریزولیوشن پیش کیا گیا ہے کہ پنجاب صوبائی اسمبلی کا یہ اجلاس محترم جناب محمد خان جونیجو وزیراعظم پاکستان کی خدمت میں ان کے مدبرانہ ' دانشمندانہ اور دوراندیشانہ اعلانات دوران تقریر بابت بجٹ 88-1987ء پر ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہے۔ انہوں نے انتہائی فراست جرات اور بالغ نظری سے ناواجب نئے ٹیکسوں کو منسوخ کرکے نہ صرف جمہوری اقدار بلکہ عوامی امنگوں کے مطابق سربلند کیا ہے اور ان کے اعلانات و اقدامات بابت سادگی' خود انحصاری خود اقتصادی ' اسراف سے گریز دیانت و امانت کے اصولوں کا فروغ اور قومی املاک و اموال کی حفاظت میں سماجی انقلاب کی ابتداء کر دی ہے جس سے پاکستان میں اسلامی فلاحی معاشرہ حقیقی معنوں میں معرض وجود میں آنے کے امکانات روشن ہوگئے ہیں ۔ پنجاب اسمبلی کا یہ اجلاس جناب وزیر اعظم پاکستان کو پنجاب کے عوام کی طرف سے بھرپور تعاون کا یقین دلاتا ہے کہ پنجاب کے عوام ان کی مدبرانہ قیادت میں ان کے انقلابی اقدامات کو عملی اور منطقی شکل دینے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے رہیں گے تاکہ وطن عزیز خوشحالی اور ترقی کی راہ پر صحیح معنوں میں گامزن ہوسکے ۔

میاں محمد افضل حیات: I oppose it

چودھری گل نواز خان وڑائچ: سارا ہاؤس ہی اس کی تائید کرتا ہے اور ان کا شکر گزار ہے کہ

انہوں نے اپنی انا کا مسئلہ چھوڑ کر یہ سارے ہاؤس کی اور مسلم لیگ کی عزت بنائی ہے۔

جناب سپیکر: اب جو صاحبان اس ریزولیوشن کے حق میں ہیں .....

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! جو ریزولیوشن پیش ہوا ہے میں اس میں ترمیم کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! ہمارے پاس ترمیم کا حق موجود ہے۔ اس پر بحث ہونی چاہیے۔ اس میں اگر کوئی ترمیم ہم کرنا چاہیں تو ان کی اجازت ہونی چاہیئے۔ جناب والا! میں موو کرنا چاہتا ہوں ان کے پاس اختیار ہے یہ میری ترمیم کو رد کرسکتے ہیں۔

میاں افضل حیات: اس پر بحث ہونی چاہیے۔

جناب فضل حسین راہی: اگر ہاؤس مناسب سمجھے تو وہ میری ترمیم کو رد کرسکتا ہے ....

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیئے۔ راہی صاحب ' آپ تشریف رکھیں شاہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔

جو صاحبان اس قرارداد کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں گے اور جو اس کے خلاف ہیں وہ نہ کہیں گے۔

(قرارداد اکثریتی رائے سے منظور ہوئی)

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جب سپیکر صاحب بات کر رہے ہوں تو کوئی آدمی کھڑا ہو کر بات نہیں کرسکتا ان کے بات کرنے کے بعد کھڑا ہوا کر بات کرسکتا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: سوال یہ ہے کہ جب منظور نا منظور ہو گی تو ہم اس میں ترمیم کیسے کریں گے پھر تو بات ختم ہو گئی۔

جناب سپیکر: سوال یہ ہے کہ جو قرار داد سردار نصراللہ خاں دریشک نے پیش کی ہے۔ میں نے اس کو رولز کو معطل کرکے پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور یہ چیئر کے اختیار میں ہے کہ وہ رولز کو معطل کرتے ہوئے قرار داد کو پیش کرنے کی اجازت دے یا نہ دے اور یہ بھی چیئر کے اختیار میں ہے کہ وہ رولز کو معطل کرتے ہوئے ترمیم پیش کرنے کی اجازت دے یا نہ دے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ریزولیوشن پیش کیا گیا ہے۔ لیڈر آف اپوزیشن نے اس کی مخالفت کی ہے۔ میں نے ایک تحریک جو پیش کی گئی ہے اور جس کو اپوز کیا گیا ہے۔ میں اس پر ووٹنگ کرا رہا ہوں اس سے بہتر جمہوری انداز اور کیا اختیار کیا جاسکتا ہے۔

میاں محمد افضل حیات: گزارش ہے کہ جب بھی کوئی قرار داد پیش ہوتی ہے اس پر ووٹنگ ہونے سے پہلے بحث ہونی بہت ضروری ہوتی ہے ۔ یہی طریقہ اور یہی روایت ہے ۔ اگر کوئی قرار داد متفقہ طور پر پیش کی جائے تو پھر اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن اگر کسی رکن کی طرف سے قرارداد پیش کی جاتی ہے تو پھر اس پر بحث ہونی لازمی ہوتی ہے ۔

جناب سپیکر: بحث کے بعد کیا ہو گا ؟

جناب فضل حسین راہی: بحث کے بعد وہی کچھ ہوگا جو آپ اب کرنے لگے ہیں ۔

جناب سپیکر: بحث کے بعد اس پر ووٹنگ ہوگی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! آپ بحث کے بعد ووٹنگ کروائیں۔ کم از کم ہمارا نقطہ نظر تو سامنے آئے ۔ ایک قرارداد اسمبلی میں پیش ہوئی ہے وہ اسمبلی کی پراپرٹی ہے ۔

جناب سپیکر: راہی صاحب' آپ یہ خیال تو فرمایئے کہ آپ کے لیڈر بات کر رہے ہیں۔ میں تو آپ کا کام آسان کر رہا ہوں ۔ جو کام آپ کو کچھ دیر کے بعد کرنا ہے وہ شروع میں ہی کر دیا جائے ۔

میاں محمد افضل حیات: جناب سپیکر! آپ کو پتہ ہے کہ اکثریت کے ووٹ سے بجٹ پاس ہونا ہے اس کے باوجود اس پہ بحث ہوتی ہے ۔ جب بھی کوئی متنازعہ بات ہو اپنا اپنا نقطہ نظر بیان کرنے کی ہر ایک کو اجازت ہونی چاہیئے ۔

جناب سپیکر: پھر تو یہ ہو کہ صوبائی اسمبلی کے بجٹ پر بحث ختم ہو جائے اور فیڈرل بجٹ پر بحث شروع ہو جائے گی جس پر بحث لا حاصل ہوگی اور جس پر بحث کا کوئی نتیجہ نہ نکلے گا اور جس پر بحث کا ہمیں اختیار بھی نہیں ہے ۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر 'کیا اپوزیشن نہیں چاہتی تھی کہ جو ٹیکس لگے ہیں وہ واپس لے لیے جائیں جبکہ وزیر اعظم پاکستان نے عوام کی خواہش کے مطابق اپنی انا بھی نہیں بنائی اور عوام کے بات مانتے ہوئے سارے کے سارے ٹیکس واپس لے لئے ہیں جس پر پنجاب خوش ہے پنجاب کی حکومت خوش ہے ۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

جناب فضل حسین راہی: آپ کو خدشہ یہ ہے کہ اگر آپ زیر بحث لائیں گے تو وفاقی بجٹ پر بحث شروع ہو جائے گی۔ یہ قطعاً" نہیں ہوگا۔ صرف قرار داد پر ہی بحث ہوگی۔

مہر سعید احمد ظفر: جناب سپیکر! میں صرف اس بات کی جانب آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ آپ نے ووٹنگ کے لیے کہا اور اکثریتی جواب ہاں میں آیا ہے۔ تو میرے خیال میں ووٹنگ ہو چکی ہے۔ اب اس بات کو دوبارہ شروع کرنا قواعد انضباط کار کے خلاف ہوگا۔ تو میری استدعا ہے کہ ووٹنگ ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ اس پر ووٹنگ کا آغاز کر دیا گیا تھا میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ قرار داد اکثریتی رائے سے منظور ہوئی ہے

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے اراکین واک آؤٹ کر گئے)

وزیر صنعت: جناب والا! میرے خیال میں یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی ہے اور یہ بات ریکارڈ پر موجود نہیں ہے کہ اپوزیشن کے حضرات کیوں باہر چلے گئے ہیں یہ بات ریکارڈ پہ نہیں ہے کہ کوئی احتجاج کے طور پر ایوان سے باہر گیا ہو۔ اگر یہ لوگ باہر چلے گئے ہیں تو ویسے ہی چلے گئے ہیں جیسے آجاتے ہیں۔ ہاؤس نے یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کی ہے۔

جناب سپیکر: اس بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ جو میں نے فیصلہ کیا ہے وہ درست کیا ہے کہ یہ بھاری اکثریت سے منظور ہوئی ہے۔

ملک طیب خان اعوان: حضور والا! اپوزیشن کے تین آدمیوں نے واک آؤٹ کیا ہے۔ پریس میں یہ بھی آنا چاہیے۔ یہ نہیں آنا چاہیے کہ اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا ہے لہٰذا ان تینوں کا ہی نام ہونا چاہیے۔

میزانیہ بابت 88۔1987ء پر عام بحث (جاری)

جناب سپیکر: سید محمد عظیم شاہ بخاری

سید محمد عظیم شاہ بخاری: بسم اللہ الرحمن۔ جناب سپیکر میزانیہ 88۔1987ء کے متعلق میں گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وزیر خزانہ پنجاب نے مالی سال 88۔1987ء کا جو بجٹ ایوان میں

پیش کیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ بغیر ٹیکس عائد کرنے کے اتنا فاضل بجٹ جو ترتیب دیا گیا ہے وہ عوام کے مسائل حل ہونے کا آئینہ دار ہے۔ علاوہ ازیں یہ فاضل بجٹ ہمارے قائد ایوان کی صلاحیتوں اور روشن خیالی کا نتیجہ ہے۔ جس کا میں خیر مقدم کرتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں۔ وزیر خزانہ صاحب نے اس بجٹ کی ترتیب میں جرات مندانہ ثبوت دیا ہے۔ جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ پانچ نکاتی پروگرام کی ترجمانی کرتا ہے۔ جناب والا! جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا ہے اور مسلم لیگ کی حکومتیں بنتی رہیں مگر انہوں نے عوام کے بنیادی حقوق نہ بحال کیے نہ ہی جمہوریت کو صحیح طریقے سے رائج کیا۔اس دوران میں یہ موجودہ حکومت ایک مثالی حکومت ہے کہ جس نے عوام کے بنیادی حقوق کو بحال کیا ہے اور جمہوریت صحیح معنوں میں رائج کی اور عوامی مسائل حل کرنے کا پورا عزم کر رکھا ہے۔ یہ حکومت ہمارے لیے قابل فخر ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ یہ حکومت اور ہمارے وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم پاکستان کی قیادت ہمیں نصیب رہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر اعظم پاکستان کی قیادت نصیب ہے۔ اس کے علاوہ جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ تعلیم کے لیے ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ ہماری حکومت نے ناخواندگی کو دور کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ دیہاتوں میں پہلے تعلیم کا نشان نہیں تھا' دیہاتوں میں جو گرلز سکول کھولے گئے ہیں ان کے لیے وہاں پر خواتین اساتذہ نہیں ملتیں جو کہ ان سکولوں میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھیں۔ اس کام کے لیے زیادہ تر شہروں کی پڑھی لکھی لڑکیاں ملتی ہیں اور وہ دیہاتوں میں جانے کے لیے تیار نہیں ہوتیں کہ وہاں کے ذرائع آمدورفت ٹھیک نہیں ہیں' انہیں سواری کی کوئی سہولت میسر نہیں ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ دیہات میں جو تھوڑی بہت پڑھی لکھی لڑکیاں ہیں انہیں ان سکولوں میں تعینات کیا جائے تاکہ بعد میں کسی بھی وقفے میں ان کو پی ٹی سی کروا دی جائے تاکہ دیہاتوں میں تدریس کا کام جاری ہو سکے۔

جناب سپیکر: حزب اختلاف کو ایوان میں واپس لانے کے لیے کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔

محمد عظیم شاہ بخاری: جناب والا! دوسری گزارش یہ کرتا ہوں کہ ہمارے دیہاتوں میں جہاں جہاں پر مڈل یا پرائمری سکولوں کی عمارات نہیں ہیں عمارات تعمیر کی جائیں کیونکہ طلباء درختوں کے سائے میں بیٹھ کر اپنی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جبکہ تعلیم پر خاصی رقوم خرچ کی جانی مقصود ہے اس لیے میں کہوں گا کہ سکولوں کی عمارتیں ضرور تعمیر ہونی چاہئیں۔ اور متعلقہ ڈی ای او صاحبان کو

ہدایات جاری کی جائیں جہاں جہاں سکول کی عمارت نہیں ہے اسکے متعلق وہ اپنی رپورٹ پیش کریں تاکہ اس کے مطابق اس عمارت کی منظوری دی جاسکے۔ جناب والا! محکمہ آبپاشی کے لیے ہر سال بجٹ میں کافی رقم رکھی جاتی ہے ' پتہ نہیں محکمہ آبپاشی اتنی بڑی رقوم کس پراجیکٹ پر خرچ کرتا ہے۔ ہماری نہریں تو silt سے بھری پڑی ہیں۔ ہمارا علاقہ اور حلقہ غیر مستقل ہے وہاں کی نہریں سلٹ سے بھری پڑی ہیں وہ اپنے حق کے مطابق پانی نہیں لے سکتیں۔ اس لئے کاشتکاروں کو پانی کی کمی کی وجہ سے زراعت میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر آبپاشی سے گزارش کروں گا کہ ہماری جو نہریں سلٹ سے بھری پڑی ہیں ان کی Silt کی صفائی کروا کے انہیں مکمل کروایا جائے تاکہ وہ اپنے حق کے مطابق پانی حاصل کرسکیں۔اس کے علاوہ نہروں پر پلوں کی تعمیر کا مسئلہ جو ایک عوامی ضرورت ہے آج تک یہ مسئلہ تشنہ تکمیل ہے ' نہری غیر مستقل علاقہ میں جہاں جہاں پلوں کی ضرورت ہے وہاں کسی پل کا کوئی نشان نہیں ہے لوگوں کو اس کی سخت ضرورت ہے۔ میرے علاقے میں پنجند نہر کی آر پی نمبر 219 اور 220 کے درمیان پر محاذ موضع چودھری واقع تحصیل خانپور میں ایک نہری پل تعمیر ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ لوگوں کی صحیح آمد و رفت ہوسکے۔ کیونکہ اس علاقہ میں چار پانچ میل کے فاصلے پر پل ہے اس پل سے ان کی ذرائع آمدورفت صحیح نہیں رہ سکتی۔ لہٰذا میں آپ کی توسط سے وزیر آبپاشی کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ یہ پل بھی نوٹ فرمالیں اور مہربانی کرکے اپنی پہلی فرصت میں اس پل کی منظوری عطا کر دیں۔ علاوہ ازیں کاشتکار ہمارے ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس کی آمدنی سے ملکی خزانے معمور ہیں لیکن آج تک حکومت نے کاشتکار کو کوئی ایسی سہولت بہم نہیں پہنچائی ' کاشتکار محنت اور جفاکشی سے پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔ جب آمدنی اور خرچ کا توازن کیا جاتا ہے۔ تو خرچہ آمدنی سے بڑھ جاتا ہے اس وقت کاشتکار اپنے مسائل میں اتنا دوچار ہے کہ وہ اپنی روزی کمانے کے لیے مزید وسائل تلاش کررہا ہے۔ اگر حکومت نے کاشت کے سلسلے میں کاشتکاروں کا ہاتھ نہ بٹایا تو زراعت کی ترقی کا مسئلہ کھٹائی میں پڑ جائے گا۔ جس سے ملک کو نقصان عظیم کا اندیشہ ہے۔ جناب والا! آج کل کے دور میں زراعت کی ترقی کا انحصار مشینری پر ہے لیکن زرعی مشینری کی قیمتیں اتنی گراں ہوچکی ہیں کہ کاشتکار زرعی مشینری کی خرید کا بھی اب متحمل نہیں رہا۔ حکومت نے کاشتکاروں کی اجناس کا خاطر خواہ ریٹ نہیں بڑھایا اور نہ ہی انہیں زرعی مشینری کے حصول میں سہولت بہم پہنچائی ہے۔ اگر زراعت کو ترقی کی راہ میں گامزن کرنا مطلوب ہے تو پھر ٹریکٹر اور دیگر زرعی آلات بغیر ڈیوٹی کے کاشتکار کو مہیا

کئے جائیں تاکہ وہ پوری دلجمعی کے ساتھ اپنی فصل کی کاشت میں حصہ لے سکیں ۔ اس کے علاوہ آفات آسمانی کی وجہ سے اس سال ربیع کی فصل کے موقع پر ژالہ باری ہونے سے ہماری فصلیں گندم کو بہت نقصان ہوا ہے ۔ یہ درست ہے کہ حکومت نے چند ضلعوں اور تحصیلوں کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا' مگر ہمارے ضلع رحیم یار خاں میں بھی آفت آسمانی نازل ہوئی ہے۔ وہاں پر بھی ژالہ باری ہوئی ہے۔ وہاں پر بھی فصل گندم تباہ و برباد ہوئی ۔ اس مرتبہ جھاڑ نو یا دس من تک اتری ہے لیکن جب تک ہماری جھاڑ تیس (30) من تک نہ آئے اس وقت تک ہمارے اخراجات زرعی پورے نہیں ہوسکتے۔ لہٰذا ہم بھی اس بات کے مستحق ہیں کہ ہمیں بھی اس میں رعایت ملنی چاہیے 'کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں ژالہ باری نہ ہوئی ہو ہر جگہ کی فصلیں ژالہ باری سے متاثر ہوئی ہیں ۔ لہٰذا میں حکومت کی خدمت میں یہ اپیل کرونگا کہ ہمارے علاقے رحیم یار خاں خاص طور پر تحصیل خانپور میں بھی یہ رعایت ملنی چاہیے اور اگر ہوسکے تو کاشتکاراں کی امداد فرمائی جائے ۔ اس پر میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر: اجلاس کل صبح نو بجے تک کیلئے ملتوی ہوتا ہے ۔

(اجلاس کی کارروائی 16 جون 1987ء صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل ۱۶ جون ۱۹۸۷ء

(سہ شنبہ ۱۸ شوال ۱۴۰۷ھ)

جلد ۱۰ ..... شمارہ ۱۰

سرکاری رپورٹ

مندرجات

منگل ۱۶ جون ۱۹۸۷ء

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۵۳۱
اراکین اسمبلی کی رخصت	۵۳۲
مسئلہ استحقاق	
معلمین و معلمات کی تقرری کیلئے پنجاب اسمبلی کے اراکین کے کوٹہ میں کمی	۵۳۴
میزانیہ بابت ۸۸-۱۹۸۷ء پر عام بحث	۵۳۷

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

منگل 16 جون 1987ء

(سہ شنبہ ۱۸ شوال ۱۴۰۷ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يُّؤْمِنْ
بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○ وَاَطِيْعُوا
اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى
رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا
لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۗ وَاللّٰهُ
عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ
وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ○ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

س تغابن۔ آیات ۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۷-۱۸

کوئی مصیبت اللہ کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتی اور جو شخص اللہ پر کامل یقین رکھتا ہے تو وہ اس کو ہدایت عطا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔ اور تم لوگ اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اگر منہ موڑو گے تو ہمارے پیغمبر کے ذمے تو صرف واضح پیغام پہنچا دینا ہے۔ اللہ معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو ایمان والوں کو چاہئے کہ وہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیں۔

اے ایمان والو! تمہاری عورتوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن بھی ہیں۔ پس ان سے محتاط رہو اور اگر معاف کر دو۔ درگذر کر دو اور بخش دو تو اللہ بھی بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔ یہ کہ تمہارا مال اور اولاد ایک آزمائش ہے اور اللہ کے ہاں اچھائیوں کا بڑا اجر ہے۔ اگر تم اللہ کو اخلاص اور نیک نیتی سے قرض حسنہ دو گے تو وہ اس کا تم کو دو چند کر دے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دے گا۔ اور اللہ تو بڑا قدرشناس اور بردبار ہے پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا غالب و حکمت والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب سعید احمد قریشی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ 17-6-87 کو ایک ضروری کام کے سلسلے میں ملتان جا رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر 17 جون 1987ء کی رخصت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں ریاض حسین پیرزادہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں نے دو دن مورخہ 16 اور 17 جون کو گاؤں میں ضروری کام کیلئے جانا چاہتا ہوں۔ آپ سے استدعا ہے کہ چھٹی منظور فرمائی جائے:۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں عبدالرشید پگانوالا صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

بندہ مورخہ 10-6-87، 11-6-87 کو مصروفیت کی وجہ سے اجلاس میں شمولیت نہ کر سکا۔ براہ مہربانی مندرجہ بالا ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد افضل حیات صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

گزارش ہے کہ مورخہ 87-6-11 کو ایک نجی مصروفیت کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ اس لئے چھٹی عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری پرویز الٰہی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

میں مورخہ 87-6-11 کو بوجہ ناسازی طبیعت اجلاس میں شمولیت نہیں کر سکا۔ رخصت عنایت فرمائیں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست صاحبزادہ غلام نصیرالدین سیالوی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مودبانہ التماس ہے کہ علالت طبع کے باعث ڈاکٹر نے مجھے چند یوم آرام کا مشورہ دیا ہے۔

لہٰذا بندہ کو تین یوم مورخہ 87-6-16 تا 87-6-18 کی رخصت فرما دیں۔ عین نوازش ہوگی۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر! میں نے ایک نامنظور آواز سنی ہے۔کافی لوگوں نے کہی ہے وہ کس کی درخواست کے بارے میں تھی۔

جناب سپیکر: بھئی میں نے تو نہیں سنا..... (قہقہے)

مسئلہ استحقاق

میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے تحریک استحقاق نمبر 17 ہے۔

معلمین و معلّمات کی تقرری کیلئے پنجاب اسمبلی کے اراکین کے کوٹہ میں کمی

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: آعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ حکومت نے کمیشن برائے خواندگی و تعلیم عامہ میں معلمین و معلّمات کی تقرری کے لئے پنجاب اسمبلی کے اراکین کا 30 فیصد کوٹہ مقرر کرنے کا اعلان کیا اور اس کی وسیع پیمانے پر تشہیر کی گئی۔ اس کوٹہ کو ہر ضلع سے ارکان صوبائی اسمبلی میں برابر تقسیم کیا جانا تھا۔ ضلع جھنگ میں معلمین و معلّمات کی کل 531 اسامیاں مخصوص کی گئی تھیں۔جن کا 30 فیصد 160 آسامیاں بنتا ہے اور ضلع جھنگ سے ہر رکن صوبائی اسمبلی کے حصہ میں 16 ' 16 آسامیاں آتی ہیں ' مگر کمیشن برائے خواندگی و تعلیم عامہ کے ریذیڈنٹ ڈائریکٹر نے جھنگ کے ہر رکن اسمبلی کی سفارش پر صرف 10' 10 معلمین یا معلّمات کی تقرری کی ہے جو کہ حکومت کی طرف سے ہر رکن اسمبلی کے لئے اعلان کردہ استحقاق کی نفی ہے۔لہٰذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو مجلس قائمہ برائے استحقاق کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و تعلیم: جناب سپیکر! تحریک استحقاق اس امر کے بارے میں آ سکتی ہے۔ جو حکومت پنجاب سے تعلق رکھتا ہو یا وہ ادارہ جس پر حکومت پنجاب کا کنٹرول ہو۔ یہ تحریک فیڈرل گورنمنٹ

کے خواندگی اور تعلیم عامہ کے کمیشن کے بارے میں دی گئی ہے جو کہ حکومت پنجاب کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔جس کوٹے کا میرے معزز رکن نے ذکر کیا تھا وہ فیڈرل گورنمنٹ نے بطور الاؤنسز ہمیں دیا ہوا ہے۔کوئی پریویلج ہمیں نہیں دیا۔یہ ان کا استحقاق ہے کہ وہ اگر چاہیں تو یہ واپس بھی لے سکتے ہیں۔وہ چاہیں تو اسے بڑھا بھی سکتے ہیں اور چاہیں تو اسے کم بھی کر سکتے ہیں۔تو اس خواندگی کے کمیشن پر نہ تو ہمارا کوئی کنٹرول ہے اور نہ اس ادارے کو ہماری کوئی مالی امداد ملتی ہے تو اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق آؤٹ آف آرڈر ہے۔ اور اس سلسلے میں ہمارا حق بھی نہیں بنتا البتہ اگر معزز رکن چاہیں تو ہم اس سلسلے میں یہاں پر ان کے افسر انچارج سے بات چیت کر سکتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں اور وہ خود بھی سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک استحقاق جو انہوں نے دی ہے۔یہ صرف کچھ حاصل کرنے کے لئے دی ہے ۔ میں کوشش کروں گا کہ جو وہ چاہتے ہیں اس کے مطابق اس پر عمل ہو۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا! سب سے زیادہ تعجب تو مجھے وزیر تعلیم کی بے علمی پر ہے کہ جب میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ کو تحریک استحقاق دی تو یقیناً تعلیم عامہ کے ریزیڈنٹ ڈائریکٹر کو بھی اس کی ایک نقل ارسال کی گئی ہوگی۔ انہوں نے اس کے فوراً بعد چھ چھ نشستیں جھنگ کے ہر رکن صوبائی اسمبلی کو عطا کر دی ہیں اور انہوں نے جناب وزیر تعلیم کو شاید اتنا بھی نہیں بتایا کہ انہوں نے اب ہمارا استحقاق ہمیں لوٹا دیا ہے اور انہوں نے اس چھٹی کے ذریعے 10 کے علاوہ 6 مزید نشستیں ہمیں دے دی ہیں۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا کہ اب اس تحریک استحقاق کی کوئی ضرورت ہے۔

وزیر قانون و تعلیم : جناب سپیکر! اس سے نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ ہاؤس کا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔اگر انہیں علم تھا کہ وہ سیٹیں مل چکی ہیں تو اب ان کو چاہئے تھا کہ وہ اس تحریک استحقاق کو واپس لے لیتے۔کیونکہ وہ میرے ماتحت نہیں ہیں۔ اس لئے ضروری نہیں سمجھتے کہ وہ مجھے اطلاع دیں لیکن اگر ان کو علم ہو گیا تھا تو ان کو چاہئے تھا کہ فوری طور اس کی اطلاع دیتے اور اپنی تحریک استحقاق کو واپس لیتے ۔

ملک طیب خان اعوان : پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! اس میں جنجوعہ صاحب کی کوئی تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے کیونکہ جن لوگوں کا یہ کوٹہ تھا۔وہ آج بھی بقایا پڑا ہے۔جو جاتا ہے اسے آرڈر

مل جاتے ہیں۔اس تحریک کو دینا خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔جن حضرات نے اپنے نام نہیں دیئے۔ان کا کوٹہ آج بھی بقایا پڑا ہے۔کل میں ایک دوست کے ساتھ گیا تھا انہوں نے کہا جی آپ کے دو آدمی رہتے ہیں۔آپ دو آدمی لگوا دیں۔تحریک تو تب بنتی ہے کہ کوئی وہاں دفتر میں جائے بھی تو سہی' جاتے تو ہم نہیں اور گھر بیٹھے بٹھائے استحقاق مجروح ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب کی بات درست معلوم ہوتی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ ہمارا کام نہیں ہے کہ ہم دفاتر میں جاکر معلومات حاصل کریں کہ ہمیں حکومت نے کیا کیا مراعات دے رکھی ہیں۔ماضی میں ایک چٹھی کے ذریعے ہمیں مطلع کیا جاتا ہے کہ اتنی تعداد تک نئی روشنی کے سکولوں کے لئے ارکان اسمبلی اس میرٹ کی بنیاد پر نامزدگیاں کر دیں تو مزید اگر وہ اطلاع دے دیتے تو اس میں یہ الجھن پیدا نہ ہوتی ۔میں سمجھتا ہوں کہ تحریک استحقاق بنتی تھی مگر چونکہ اس کی اب ضرورت نہیں رہی ہے۔میں نے ملک صاحب کے جواب میں ریکارڈ کی درستگی کے لئے یہ وضاحت کی ہے۔

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر! ایسا نہیں ہے۔ اگر آپ نے سفارش کرکے اپنے کوٹے کے آدمی بھیجے اور انہیں آرڈر نہیں ملے پھر تو بات بنتی۔جب آپ نے آدمی ہی نہیں بھیجے اور درخواستوں کو recommended ہی نہیں کیا تو پھر وہ آرڈر کیسے دیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! ہمیں الہام نہیں ہوتا .....

جناب سپیکر: محترمہ نجمہ تابش الوری صاحبہ .....

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں دستخط کرنے جا رہا تھا تو مجھے وہ کہہ رہی تھیں کہ میری تحریک استحقاق آئے گی۔ پلیز اسے پینڈنگ کرنے کے لئے request کر دینا۔

جناب سپیکر: ہم جناب راہی کی بات کو درست تسلیم کرتے ہیں۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر! کیا پھولوں والا دوپٹہ مرد سر پر پہن سکتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق مؤخر کی جاتی ہے۔اب ہمارے پاس مزید کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے۔ جنجوعہ صاحب کی ہیں جو پیش نہیں ہو سکتیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں جب عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لئے گیا تھا تو وہاں سے میں نے یہ رومال دینی فرائض ادا کرنے کے لئے حاصل کیا تھا۔ یہ دوپٹہ نہیں ہے بلکہ رومال ہے۔ اگر آپ کو اعتراض ہے تو پھر میں اپنے سر پر باندھ لیتا ہوں۔

میزانیہ بابت سال 88۔1987 پر بحث

جناب سپیکر!: اب بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ جناب سردار الطاف حسین صاحب۔ اس کا آغاز کریں گے۔

سردار الطاف حسین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سال 88۔1987ء کے بجٹ کے متعلق معروضات پیش کرنے سے قبل ہاؤس سے یہ التماس کرنا چاہتا ہوں اور خاص طور پر وزرا کرام سے کہ جس وقت بجٹ کے متعلق بحث ہو رہی ہو تو اس میں اراکین نے اور ممبران اسمبلی نے بجٹ پر تبصرہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے علاقے کے مسائل بھی پیش کرنے ہوتے ہیں۔ اس میں مناسب یہ ہو گا کہ اگر متعلقہ وزیر صاحب اپنی کرسی پر تشریف رکھتے ہوں اور وہ ہماری معروضات بھی نوٹ فرما رہے ہوں تاکہ بعدازاں ان کی تلافی ہو سکے۔

جہاں تک اس بجٹ کا تعلق ہے میں فخر سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ موجودہ بجٹ پنجاب کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جانے والا بجٹ ہے۔ جس میں پہلی دفعہ دیہی آبادی کے مسائل حل کرنے کی طرف توجہ مبذول کی گئی ہے۔ ترقیاتی اخراجات کے لئے کافی رقم مخصوص کی گئی ہے۔ اگرچہ زیادہ رقم غیر ترقیاتی اخراجات پر صرف کی گئی ہے لیکن پھر بھی جناب قائد پاکستان محمد خان جونیجو صاحب کے پانچ نکات کو بجٹ میں مدنظر رکھا گیا ہے۔ دیہی آبادی میں معاشی طور پر انقلاب لانے کی مناسب سعی کی گئی ہے۔ اس سے قبل جبکہ دیہی آبادی یہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ دیہات میں پرائمری سکول ہائی سکول کالجز دیہی آبادی کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے لئے قائم کئے جائیں گے اور دیہی آبادی کو طبی امداد مہیا کرنے کے لئے ہیلتھ سنٹر اور ڈاکٹرز مہیا کئے جائیں گے اسی طرح سیوریج سکیم واٹر سپلائی سکیم ڈرینیج سکیم دیہی آبادی کے تصور میں بھی نہیں آ سکتے تھے۔ یہ صرف پنجاب کے قائد کی مسلسل مجاہدانہ سرگرمیوں اور پنجاب کے مسائل حل کرنے کی طرف پوری توجہ مبذول کرنے کا نتیجہ ہے کہ آج شہری آبادی کے لوگ بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اب دیہی آبادی میں کافی

مسائل حل کر لئے گئے ہیں۔اب ہمیں شہر میں منتقل ہونے کی بجائے دیہات میں ہی گزر اوقات کرنی چاہئے اور زندگی بسر کرنے کے لئے مکانات تعمیر کرنے چاہئیں۔ اس سے قبل دیہی آبادی کا ایک مریض ڈاکٹر تک پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ جاتا تھا اور اللہ تبارک تعالیٰ کے ہاں چلا جاتا تھا۔ طبی امداد کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ یہ اللہ تبارک تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ آج دیہی آبادی میں ہی علاج معالجہ کے لئے ڈاکٹرز مل چکے ہیں۔بنیادی ہیلتھ سنٹر قائم ہو چکے ہیں۔اس کے علاوہ سڑکوں کا جال دیہات سے منڈی تک بچھایا جا چکا ہے اور سڑکیں زیر تعمیر ہیں۔یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ بجٹ پنجاب کا منصفانہ بجٹ نہیں ہے اور پنجاب کے دیہی عوام کے مسائل حل کرنے والا بجٹ نہیں ہے تو یہ حقیقت سے انکار کرنے کے مترادف ہوگا۔

جہاں تک غیرترقیاتی اخراجات کا تعلق ہے اس میں بھی کافی رقم مخصوص کی گئی ہے۔ پنجاب پاکستان کا دل ہے اور سب سے بڑا صوبہ ہے۔اسی طرح اس کے اخراجات بھی زیادہ ہوں گے۔ لیکن میں اپنے قائد ایوان اور وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ اگر غیرترقیاتی اخراجات پر توجہ مبذول کی جائے اور ایک فیصلہ کر لیا جائے کہ ہم کرپشن والے اور اصراف بے جا والے حضرات اور غلط کار آفیسرز کے خلاف جہاد کریں گے ' جیساکہ قائد پاکستان نے فرمایا ہے کہ ایک سوڈے کی بوتل بھی خرید کرنے کے لئے سرکاری گاڑی جاتی ہے۔اس قسم کے دوسرے اخراجات پر اگر پابندی لگانا مقصود ہے تو ہمیں اس کے خلاف جہاد کرنا ہوگا اور صحابہ کرام کی زندگی کو اپنے لے مشعل راہ بنانا ہوگا۔ ہمارے سامنے مثالیں موجود ہیں۔صحابہ کرام جس وقت پبلک سے خطاب فرماتے تھے تو ایک صحابی اٹھ کے یہ کہتا تھا کہ حضرت صاحب ہم آپ کی تقریر نہیں سنیں گے کہ جس وقت تک آپ یہ وضاحت نہیں فرما دیتے کہ آپ نے یہ کپڑے کہاں سے پہنے ہیں اور کس طرح پہنے ہیں۔ جب کہ آپ کے پاس کپڑا تو اتنا نہیں تھا۔ جس سے آپ شلوار دھوتی یا قمیض سلوا سکتے تو وہ بڑے فخر سے لبیک کہتے ہوئے خلیفہ وقت اس کا جواب دیتے تھے اور اس کے بعد صحابی کی تسلی ہوتی تھی۔ تب وہ ان کی بات سنتے تھے۔ اگر ہمارے قائدین حضرات' ہمارے آفیسرز جن میں اکثر افراد اگر بدعنوان ہیں تو ان میں اچھے اور دیانتدار لوگ بھی موجود ہیں جن کی وجہ سے انتظامیہ کا یہ ڈھانچہ چل رہا ہے تو میں ان سے یہ التماس کروں گا کہ اب ہمیں یورپین ممالک کی زندگی اپنے لئے مشعل راہ نہیں بنانی چاہئے بلکہ اپنی زندگی اسلامی احکامات کی تعمیل کے لئے مخصوص کرنی چاہئے اور سیرت و کردار کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھال لینا چاہئے۔ اگر ایک پیسہ بھی ہم نے ناجائز خرچ کیا یہ ہمارے سر پر ایک بہت بڑا

بوجھ ہوگا تو ٹیکس دھندگان اللہ تبارک تعالیٰ کے نزدیک بلکہ اس دنیا میں ہی جواب طلبی کر سکیں گے اور محاسبے کر سکیں گے کیونکہ ہر جماعت کے لئے محاسبہ کا وقت ضرور آتا ہے۔اس لئے میں التماس کروں گا کہ اب یورپین ممالک کی طرف دیکھنے کی بجائے مغربی تعلیم حاصل کرنے کی بجائے ہم تاریخ اسلام کے اوراق پلٹ کر دیکھیں کہ مسلمان قوم جس نے ہمیشہ تعلیم غیر مسلم لوگوں تک پہنچائی ہے ان کی زندگی ہم نے اپنے لئے مشعل راہ کبھی نہیں بنائی۔ تو یہ تصور جو اس وقت قائم کیا جا رہا ہے کہ کس وقت اسلامی ممالک میں بھی جدید تعلیم یا موجودہ دور کی ضروریات کے مطابق تعلیم صرف امریکہ یا برطانیہ سے ہی حاصل ہو سکے گی۔ یہ ایک مفروضہ ہے اور یہ اپنی تعلیم سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ غیر ترقیاتی اخراجات میں جو ہم ایک معمولی سی بات کے لئے یہ کہتے ہیں کہ فلاں ماہر کو امریکہ بھیجیں وہاں سے تعلیم حاصل کرکے آئے تو میں ادب سے یہ التماس کروں گا کہ وہ لوگ ایک منظم سازش کے تحت اور ایک پلاننگ کے تحت اور ایک پروگرام کے تحت ترقی پذیر ممالک کو پھلتا پھولتا یا ترقی کرتا نہیں دیکھنا چاہتے۔

جو لوگ بھی وہاں تعلیم کی غرض سے جاتے ہیں ان کے ذہنوں کو وہ اپنے مخصوص سانچے ڈھال میں دیتے ہیں اور پھر وہ لوگ یہاں آکر بجائے اس کے کہ وہ اپنی زندگی قوم اور ملک کی خدمت کیلئے وقف کریں وہاں سے وہ جو کچھ بھی حاصل کرکے آتے ہیں تو پھر یہی ہوتا ہے کہ وہ یہاں پر حاکم اور محکوم کا تصور قائم کریں۔ چنانچہ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں اور میرے بزرگ اس بات کا اعتراف کریں گے کہ جو شخص بھی امریکہ یا برطانیہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد انتظامی امور کی کرسی پر ملک کے مسائل کو حل کرنے کیلئے براجمان ہوتا ہے اس کی پیشانی پر اکثر شکن ہوتے ہیں' وہ اکثر عوام سے دور رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ میں یہ التماس کروں گا کہ اب ہمیں اسلامی سانچے میں ڈھالنا ہوگا۔ اب ہمیں یہ تصور بالکل ختم کرنا ہوگا کہ ملک کے انتظامی امور کو چلانے کیلئے یہ تعلیم امریکہ یا برطانیہ سے ہی حاصل ہو سکے گی یہ بالکل غلط ہے۔ہم اگر اسلامی ممالک کا بغور مطالعہ کریں تو ان کی تباہی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اپنے مذہب کو رہنما بنانے کی کوشش نہیں کی بلکہ دوسری اقوام کی طرف ہی دیکھتے رہے' نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آج مسلمان آپس میں دست و گریباں ہیں۔ قرآن مقدس کی مختلف آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان بھائی بھائی تھے جو آپس میں بہت ہی رحم دل ہوتے تھے۔ آج ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ مسلم اقوام آپس میں دست و گریباں ہیں' آپس میں جھگڑ رہے ہیں ' آپس میں لڑائی ہو رہی ہے ' ایران ' عراق جنگ دو مسلمان ممالک کے درمیان جنگ

ہے۔میں چونکہ بجٹ کے متعلق بات کر رہا تھا' میں اپنے قائدین اور اپنی انتظامیہ کے سربراہ سے التماس کروں گا کہ خدارا اب آپ یورپین ممالک کی نقل کرنا چھوڑ دیں' اسلام کی عظمت تمام مذاہب سے زیادہ ہے' تمام ممالک سے اسلامی ممالک کی عظمت زیادہ ہے۔اس کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھال کر اس قوم کی رہنمائی کرنا ہے' قوم بڑی بے صبری سے دیکھ رہی ہے جیساکہ قائد پاکستان نے ایک انقلابی پروگرام دیہی آبادی کی اصلاح کیلئے دیا ہے۔ تو قوم منتظر ہے اور باقی صاحبان سے بھی خاص طور پر انتظامیہ کے اعلیٰ افسران سے کہ وہ اپنی زندگی دیہی آبادی کے معاشرے کے مطابق' اس کے ماحول کے مطابق ڈھالے۔ بلکہ میں تو یہ عرض کروں گا کہ سی ایس پی کلاس کیلئے جو تربیت گاہ لاہور میں قائم کی گئی ہے اگر یہ تربیت کسی گاؤں میں کسی دیہی آبادی میں قائم کر دی جائے تو یہ ملکی مفاد میں ہوگا کیونکہ وہ لوگ دیہی آبادی کے مسائل سے واقف ہوں گے۔ اب دیہی آبادی سے دور رہنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی زندگی امریکہ اور برطانیہ کی تربیت گاہوں میں گزر جاتی ہے۔ وہ لوگ دیہی آبادی کے مسائل سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں ایرکنڈیشن میں رہنے والے لوگ وہ دیہی آبادی کے مسائل سے واقف نہیں ہو سکتے۔میں خاص طور پر قائد ایوان سے عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سی ایس پی کلاس کی تربیت کیلئے' اس کی تعلیم کیلئے کسی دیہی آبادی کو منتخب کریں تاکہ یہ وہاں مطالعہ کریں اور دیہی آبادی میں جائیں۔چارج سنبھالنے سے پہلے اگر یہ ان کے مسائل سے واقف ہوں گے تو یقیناً ان کے مسائل حل کرنے کی طرف بھی وہ توجہ دے سکیں گے۔

میں عرض کر رہا تھا کہ غیرترقیاتی اخراجات کو کنٹرول کرنا اشد ضروری ہے کیونکہ بجٹ کا بہت بڑا حصہ ان اخراجات پر خرچ کیا جاتا ہے' اس کیلئے ہمیں جہاد کرنا ہوگا۔ برائی کے خلاف' کرپشن کا قلع قمع کرنے کیلئے' اسراف بے جا سے روکنے کیلئے ہمیں اس طرف اپنی پوری توجہ مبذول کرنا ہوگی۔ بلکہ جہاد کرنا ہوگا۔ جیساکہ قائد پاکستان نے اپنا پانچ نکاتی پروگرام دے کر قوم کے اندر ایک انقلابی ذہن پیدا کرنے کی کوشش کی ہے' انہیں یہ احساس دلانے کی کوشش کی ہے کہ قائداعظم اور قائد ملت کے بعد پاکستان کو ایسی قیادت ضروری میسر آگئی ہے جو ان کی ایک دیرینہ خواہش کو پورا کرے گی۔ پاکستان میں ایک معاشی انقلاب لانے کی کوشش کرے گی' اس کیلئے میں عرض کروں گا کہ خدارا ان معروضات کو کاغذ پر لکھنے تک ہی محدود نہ فرمائیں بلکہ اسے اپنے سامنے رکھیں' آئندہ پروگرام بناتے وقت خاص طور پر یہ چیزیں سرفہرست ہونی چاہئیں تاکہ ملک کے اندر ایک انقلاب برپا ہو سکے۔اب ہم

زیادہ انتظار نہیں کر سکتے کہ یہ ملک مختلف تجربوں سے ہی گزرتا رہے اور ہمیشہ ایک تجربہ گاہ ہی بنا رہے' اب تو ہمیں انقلابی اقدامات کرنے ہوں گے۔

چونکہ گھنٹی بج رہی ہے اور وقت غالباً مختصر ہے۔ اس لئے میں بجٹ کے ساتھ ساتھ یہ عرض کروں گا کہ ہر علاقہ اور معاشرہ کے اپنے اپنے مخصوص مسائل ہوتے ہیں۔ میرا علاقہ کمالیہ ہے جس نے اس ملک کے لئے زرمبادلہ کمانے میں مؤثر کردار ادا کیا ہے' قالین بافی کی صنعت ' دستی کھڈی کھدر کی شکل میں بھی ملک کی کپڑے کی اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔پاور لوم کی انڈسٹری تھی' لیکن بدقسمتی سے سابقہ حکومتوں نے پرکشش نعرے تو بہت دیئے لیکن عملی طور اس علاقہ کو ہمیشہ نظرانداز کئے رکھا میں وزیر تعلیم سے یہ التماس کروں گا کہ میرے علاقہ کے اکثر پرائمری سکول بغیر دیواروں کے ہیں اور اس میں بیت الخلاء بھی نہیں ہے۔ایک شریف لڑکی جو شہر سے باہر گاؤں میں طالبات کو پڑھانے کے لئے جاتی ہے۔جہاں اسے بیت الخلاء میسر نہ ہو ' رہنے کیلئے کوارٹر میسر نہ ہو تو وہ کس طرح دیہات میں گاؤں میں جاکر اپنی خدمات سرانجام سکے گی۔ یہ مسئلہ صرف اور صرف میرے علاقہ کا ہی نہیں ہے بلکہ پنجاب کے سارے دیہی علاقے کا یہ مسئلہ ہے کہ جس جگہ پر بھی پرائمری سکول قائم ہیں' اس جگہ پر کوارٹر اور بیت الخلاء کا قائم کیا جانا بہت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ بنیادی ہیلتھ سنٹر جو قائم کئے گئے ہیں ان میں اکثر جگہ پر میرے علاقہ میں بجلی نہیں ہے۔جس کی وجہ سے ڈاکٹر لوگ وہاں پر جانا پسند نہیں کرتے ' کسی کی وہاں پر تقرری بھی ہوتی ہے تو بجلی نہ ہونے کی وجہ سے وہ اکثر وقت شہر میں گزارتا ہے۔جہاں بھی بنیادی ہیلتھ سنٹر قائم کئے گئے ہیں۔ ان میں اکثر جگہ پر میرے علاقہ میں بجلی نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے ڈاکٹر لوگ وہاں پر جانا پسند نہیں کرتے۔ کسی کی اگر وہاں پر تقرری بھی ہوتی ہے تو بجلی نہ ہونے کی وجہ سے وہ اکثر وقت شہر میں گزارتا ہے۔جہاں بھی بنیادی ہیلتھ سنٹر قائم کیا جائے وہاں سب سے پہلے بجلی مہیا کی جائے۔علاوہ ازیں ڈاکٹر کو لاہور کی بجائے اسلام آباد کی بجائے دیہاتوں میں سپیشل الاؤنسز دیئے جائیں تاکہ وہ شہروں کی بجائے دیہات میں اپنی ملازمت کو زیادہ پرکشش پائیں۔ شہروں کی بجائے دیہاتوں میں ڈاکٹروں اور اساتذہ کو الاؤنسز کی سہولتیں مہیا کی جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ اساتذہ اور ڈاکٹرز وہاں پرجاکر اپنے فرائض انجام دے سکیں۔

اس کے علاوہ کمالیہ میں آج سے دو سال قبل ایک سیوریج سکیم شروع کی گئی تھی اس پر پندرہ (15) لاکھ روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے۔لیکن مقام افسوس ہے کہ محکمہ نے حکومت کا یہ سرمایا ضائع کر دیا لیکن اسے تکمیل تک پہنچانے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ میں التماس کروں گا کہ چیف منسٹر صاحب نے

65 لاکھ روپے کی رقم آج سے ڈیڑھ سال قبل منظور کی تھی لیکن یہ محکمہ کی غفلت اور لاپرواہی کا نتیجہ ہے کہ وہ سیوریج سکیم ابھی تک تشنہ تکمیل ہے اور حکومت کا یہ سرمایہ ضائع ہو رہا ہے۔اس کے علاوہ میں وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس وقت کمالیہ ہیروئن کا مرکز ہے ' کمالیہ میں جتنی منشیات کا استعمال ہو رہا ہے شائد ہی پنجاب کے کسی اور قصبہ میں استعمال ہو رہا ہو۔ اس کی روک تھام کیلئے میں نے وزیراعلیٰ صاحب کی خدمت میں التماس کی تھی کہ خدارا کمالیہ کے عوام کو جن کی آبادی تقریباً ایک لاکھ کے قریب ہے انہیں کھیلنے کیلئے کوئی گراؤنڈ مہیا کر دیں تاکہ شام کے وقت کھیل کود سے تفریح حاصل ہو جائے۔

ملک طیب خان اعوان: جناب والا! کل ایک تحریک استحاق انگلش کے خلاف یہاں پر پیش ہوئی تھی۔ آج پھر وہی انگریزی ہمارے سامنے آگئی ہے۔جو ہم پڑھ نہیں سکتے یا تو ہمیں ایک آدمی دیں تاکہ اسے کے ذریعے سے ہم اسے پڑھ سکیں۔ورنہ تو یہ "بھینس کے آگے بین بجانے" والا مسئلہ ہے اور کوئی بات نہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! جو اردو میں چھپ کر آتا ہے کیا یہ اسے پڑھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی قائد حزب اختلاف: جناب والا! میں ملک طیب خان اعوان صاحب کیلئے آپ سے استدعا کروں گا کہ رومن انگلش پڑھنے کیلئے ٹیچر کا بندوبست کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ!

ملک طیب خان اعوان: جناب والا! مجھے تو اردو یا عربی پڑھانے کیلئے مقرر کر دیں آپ کی مہربانی ہوگی۔

بیگم نجمہ حمید: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر ' میرے فاضل بھائی نے یہ کہا ہے کہ رومن اردو تو وہی لوگ پڑھیں یہ کوئی بیرون ملک کی زبان نہیں ہے صرف یہ اردو انگلش میں لکھی جاتی ہے۔

سردار الطاف حسین: جناب والا! میں سٹیڈیم کیلئے عرض کرونگا۔

جناب سپیکر: اب آپ ختم کیجئے۔آپ کافی وقت لے چکے ہیں۔

سردار الطاف حسین: جناب والا! سٹیڈیم کے بارے میں میں عرض کرونگا چیف منسٹر صاحب رقبہ

مخصوص کر چکے ہیں اور کمالیہ کے عوام کو منشیات سے بچانے کیلئے میری التماس ہے کہ اس بجٹ میں مطلوبہ رقم مخصوص کیجئے تاکہ اس سٹیڈیم کی تعمیر ہو سکے تاکہ کمالیہ کے مزدور شام کے وقت اپنا وقت گزار سکیں اور منشیات کے عادی لوگوں سے اپنے آپ کو بچا سکیں اور اس طرح سے ہیروئن کے عادی ہونے سے بچ سکیں۔

اس کے علاوہ جناب والا! ہمارے کمالیہ کا ایک اہم مسئلہ ہے اور یہ لیبر کالونی سے متعلقہ ہے تو اس کیلئے بجٹ میں رقم مخصوص کی جائے۔ اس کے علاوہ سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ کمالیہ پیپر ملز کے بارے میں ہمارے کمالیہ کے عوام میں بہت خوشی کی لہر دوڑی ہوئی ہے کہ اس طریقے سے بے روزگاری ختم ہو جائے گی۔ اس بارے میں مقام افسوس ہے کہ اس کیلئے جو باہر سے لوگ مقرر کئے جاتے ہیں۔وہ اپنے ساتھ اپنے ہی ملازموں کو لے آتے ہیں میں اس بارے میں مثال پیش کر سکتا ہوں اور وزیر صنعت یہاں پر موجود ہیں۔ کراچی سے نوجوان لاکر یہاں پر ملازم رکھے گئے اور کمالیہ کے نوجوانوں کو نظرانداز کیا گیا تو میں مودبانہ طور پر یہ التماس کرونگا کہ کسی علاقے کی صنعت کا اسی علاقے کے لوگوں کو فائدہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس علاقے کے لوگوں کو ترجیح دی جائے اور گریجوایٹس کو ملازمت مہیا کی جائے۔

جناب سپیکر: جناب مظہر علی گل صاحب (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)۔جناب فضل حسین راہی صاحب۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا۔میری استدعا ہے کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں پنجابی میں بات کر سکوں۔

جناب سپیکر: آپ بہت اچھی اردو بولتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: نہیں۔ جناب والا۔ میری استدعا ہے۔

جناب سپیکر: اجازت میں دے دوں گا۔ مگر آپ بہت اچھی اردو بولتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: ٹھیک ہے' جناب والا۔ میں بہت اچھی اردو بولتا ہوں سمجھتا بھی ہوں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جو باتیں میں کرنا چاہتا ہوں وہ پنجابی میں کہنا مزیدار ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے ارشاد فرمایئے۔

ایک معزز ممبر: جناب والا! اگر یہی بات ہے تو جو فاضل ممبران سرائیکی کے ہیں وہ سرائیکی میں بولنا چاہئیں گے۔ جب اردو ہماری قومی زبان ہے تو پھر ان کو اردو میں بولنا چاہئے اور وہ اردو بول بھی سکتے ہیں تو وہ اردو کیوں نہیں بولتے۔

جناب سپیکر: آپ راہی صاحب کو سمجھایئے گا۔

ایک معزز ممبر: جب آپ اجازت دیتے ہیں تو پھر آپ کو سرائیکی کی بھی اجازت دینی پڑے گی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں درخواست کرونگا کہ یہ جو میرے معزز رکن ہیں یہ میرے ساتھ علیحدہ بات کرلیں میں ان کو مطمئن کر دونگا کہ میں پنجابی کیوں بولنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اجازت دینی پڑے گی۔ یہ نامناسب بات ہے۔ یہ Discretion ہے کہ اس میں اجازت دی جا سکتی ہے تو میں نے جناب فضل حسین راہی صاحب کو اجازت دی ہے۔

بیگم شاہین منور احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسل سے فاضل ممبران کو کہنا چاہونگی کہ یہ جو رولز آف پروسیجر ہے اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ آپ اکثر اردو میں بولیں گے لیکن اگر کسی علاقائی زبان میں یا کسی اور زبان میں ممبر اسمبلی express کر سکے تو وہ آپ کی اجازت سے بول سکتے ہیں۔ یہ کوئی پابندی تو نہیں ہے نہ آپ پر لازم ہے۔ یہ تو رولز میں ہے تو یہ میرے خیال میں ممبروں نے پڑھا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ! یہ آپ کی صحیح بات ہے۔ جناب فضل حسین راہی۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! جب بھی پاکستان کے بجٹ کے بارے میں اور پنجاب کے بجٹ کے بارے میں کوئی بات ہوتی ہے وہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم ایک ایسے طیارے میں سفر کر رہے ہیں جس میں بیٹھے ہوئے ہر مسافر کو معلوم ہے کہ اس طیارے میں ایک ٹائم بم فٹ کیا ہوا ہے اور اس بم نے ٹھیک دس منٹ کے بعد پھٹ جانا ہے اور نہ ہی اس طیارے کا کچھ بچنا ہے اور نہ ہی مسافر کا۔ لیکن اس کے باوجود سارے مسافر اس قدر مطمئن ہیں کہ کال بٹن پر ہاتھ رکھ کر اور ایئر ہوسٹس کو بلا کر اس سے دریافت کر رہے ہیں کہ آج کا Menu کیا ہے۔ جناب والا! کسی آدمی کو یہ احساس نہیں ہو رہا۔

ملک طیب خان اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! خدا کرے کہ ان کا کچھ نہ بچے

طیارے کا اور ہمارا سب کچھ بچ جائے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب! آپ طیارے کو اوپر سے گزرتا دیکھا کریں اور ناچا کرو۔

جناب والا! بار بار اس ایوان میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ایک چھوٹی سی اپوزیشن ننھی منی سی اپوزیشن ہے۔ جناب والا۔ اس چھوٹی سی اپوزیشن کو دیکھ کر ننھی منی سی اپوزیشن کو دیکھ کر مجھے سعادت حسن منٹو کی ایک بات یاد آتی ہے کہ سعادت حسن منٹو چلا جا رہا تھا راستے میں ایک بہت بڑی چار دیواری بن رہی تھی اس نے وہاں پر کھڑے ہو کر پوچھا کہ یہ عمارت کس لئے بنا رہے ہو جس پر انہوں نے کہا کہ معاشرے میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو معاشرے کو خراب کرتے ہیں اور جو معاشرے کی باتوں کو سمجھتے نہیں جو پاگل ہوتے ہیں اور معاشرے میں خرابی کا باعث بنتے ہیں ہم ان پاگلوں کو معاشرے سے علیحدہ رکھنے کیلئے ایک پاگل خانہ تعمیر کر رہے ہیں۔ جس پر سعادت حسن منٹو نے کہا کہ آپ اس طرح کریں کہ اس پاگل خانے کے سائز کو بڑا کر دیں اور اس معاشرے میں جو دانشور پھیلے ہوئے ہیں اور جو ادیب اور شاعر لوگ ہیں ان کو لاکر اس پاگل خانے میں بند کر دیں اور باقی ساری دنیا کو پاگل خانہ تصور کریں۔ مجھے اس چھوٹی سی دنیا کے حوالے سے یہ بات اکثر یاد آتی ہے جو میں نے آج بیان کی ہے۔

جناب والا! بات یہ ہے۔ بجٹ حکومت کی ایک ایسی دستاویز ہوتی ہے۔ جناب والا! ہمارا معاملہ کچھ اس طرح کا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح پاکستان کے عوام کو امریکہ نے قیدی بنایا ہے اور اپنا ہی محکوم بنا کر ان ہی میں سے ایک کو سپہ سالار بنا کر ان کی نگرانی کیلئے متعین کر دیا ہو اور اس کو کہا گیا ہو کہ تم نے ان کی نگرانی کرنی ہے۔ کیونکہ ہم نے ان پر حکومت بھی کرنی ہے اور ان کو زندہ بھی رکھنا ہے اوروہ سپہ سالار سال کے بعد ایک تاوان وصول کرے جس کو سال کے بعد بجٹ کا نام دیدیا جائے اور وہ سپہ سالار اس بجٹ کا اس تاوان کا اسی فیصد حصہ اپنے اور اپنے ساتھیوں پر خرچ کرے اور باقی بیس فیصد کے ساتھ اپنی اس محکوم عوام کو سارا سال زندہ رکھنے کی کوشش کی جائے۔ جناب والا! میں نے پرانی اسمبلی کی کارروائی کا مطالعہ کیا ہے اس میں سے ایک بات بڑی واضح اور صاف ہو کر سامنے آئی ہے کہ جب سے پاکستان آباد ہوا ہے پاکستان بننے کے بعد پہلے بجٹ سے لیکر آج کے بجٹ تک وزیر خزانہ ایک تقریر کرتے چلے آرہے ہیں کہ میں نہایت متوازن بجٹ پیش کرنے لگا ہوں اور انتہائی خوبصورت بجٹ پیش کرنے لگا ہوں اور ان کے حامیوں کی باتیں بھی ایک ہی طرح کی ہیں کہ انتہائی متوازن بجٹ پیش کیا گیا اور سات سات لائنوں میں انہوں نے شکریہ کے الفاظ ادا کئے اور

جو ہمارے جیسے ممبر بجٹ پر تنقید کرتے ہیں وہ بھی وہ باتیں کرتے چلے آرہے جو پہلے دن سے مخالفین نے کی ہیں۔ ہماری باتیں کرنے کا ایک جواز جو مجھے نظر آیا ہے وہ یہ ہے کہ لوگ پانی کے مسئلہ کو پہلے بھی پیش کرتے چلے آئے ہیں تعلیم کے مسئلے پر حزب اختلاف کے لوگ پہلے بھی بہت کہتے رہے ہیں۔ زندگی گزارنے کیلئے جن بنیادی چیزوں کی ضرورت ہے ان چیزوں کی قیمتوں میں کمی کا مطالبہ پہلے بھی اپوزیشن کے لوگ کرتے رہے ہیں ٹیکسوں کو واپس لینے کا مطالبہ پہلے بھی اپوزیشن کے لوگ کرتے رہے ہیں لیکن چونکہ یہ مسائل آج بھی اپنی اصل شکل میں موجود ہیں اور اس ملک کے عوام اس صوبے کے عوام خوراک' رہائش ' روزگار' مہنگائی ' علاج معالجہ ' تعلیم جیسے بنیادی مسئلوں کا شکار آج بھی ہیں نئی روشنی کے پروگرام شروع کرنے کے باوجود آج بھی بچے ہوٹلوں پر کام کرتے نظر آرہے ہیں۔ اس کے باوجود کہ آپ ان کیلئے نئے تعلیمی ادارے کھولتے ہیں آج بھی بچے ورکشاپوں میں ' سینماؤں میں چیزیں بیچتے نظر آرہے ہیں آج بھی بچے قالین بافی کرتے نظر آرہے ہیں اور یہ اقوام متحدہ کے چارٹر کی خلاف ورزی ہے۔ یہ بین الاقوامی طور پر خلاف ورزی ہے کہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں سے جن کو اس وقت تعلیم حاصل کرنی چاہئے ان کو ہم لومز پر کھڑے کریں۔ ہم ان سے قالین بافی کروائیں اور ان سے ورکشاپوں میں کام لیں ہم ان سے ہوٹلوں پر کام لیں ہم جس وقت تک ان بچوں کو ان کے صحیح مقام پر نہیں لے آتے کوئی بھی حکومت کسی بھی کریڈٹ کی مستحق نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی حکومت کا پیش کردہ بجٹ فیل ہو جاتے مسترد ہو جائے تو اس حکومت کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلا واقعہ ہے کہ اس حکومت نے بجٹ پیش کیا اور اس بجٹ کو پوری عوام نے پوری طاقت کے ساتھ اور تمام اداروں کی طاقت کے ساتھ تمام منتخب لوگوں کی طاقت کے ساتھ اس کی مخالفت کی اور منظم مخالفت کی اور حکومت کو مجبور کیا کہ وہ اپنا بجٹ واپس لے۔

MINISTER FOR AGRICULTURE : Point of order -- How this Budget is being discussed here. None has rejected any budget presented before the National Assembly. It is yet being debated and now which budget is being referred before this Assembly.

جناب فضل حسین راہی : میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ آپ بیٹھ جائیں۔

وزیر زراعت : جناب والا! میرا خیال ہے کہ یہ انتہائی غیرذمہ دارانہ الفاظ ہیں۔ ابھی نہ تو کسی

طور پر کوئی صوبائی بجٹ نامنظور ہوا نہ پاس ہوا ہے۔ ابھی تک ہر جگہ بحث ہو رہی ہے۔ یہ کہنا کہ کوئی بجٹ نامنظور ہو گیا ہے میرا خیال ہے یہ الفاظ اس ہاؤس سے متعلق نہیں ہیں اور نہ اس بحث کے دوران متعلق ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں یہ غیر ضروری ہیں ان کو خارج کیا جائے۔

جناب فضل حسین راہی: میں نے پنجاب کا ذکر نہیں کیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے کہ یہاں پنجاب کا بجٹ زیر بحث ہے۔ فیڈرل بجٹ زیر بحث نہیں ہے۔

وزیر زراعت: جناب والا! بجٹ کے متعلق یہ کہنا کہ نامنظور ہوا ہے۔ ابھی تو اسمبلی میں اس پر بحث ہو رہی ہے۔ اسمبلی ہی کسی بجٹ کو نامنظور کرتی ہے اسمبلی ہی کسی بجٹ کو پاس کرتی ہے۔ اس لئے اس دوران یہ بات کہنا انتہائی غیر ذمہ داری ہے۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب فضل حسین راہی: حضور والا! یہ بات میں کر رہا ہوں آپ نہیں کر رہے۔ اس لئے یہ بات صحیح ہے۔ اگر آپ کرتے تو غلط ہوتی۔

جناب والا! بات یہ ہے کہ جو ایک پارلیمانی اصول ہے جو جمہوری اصول ہے اس کو مدنظر رکھ کر یہ بات کرتا ہوں۔ مرکزی بجٹ کے ساتھ ہمارا اتنا تعلق ضرور ہے کہ جو خسارا ہے وہ ہم نے مرکزی گرانٹ سے پورا کرنا ہے۔ یہ بات میں بعد میں کرتا ہوں لیکن جناب سپیکر مہذب حکومت کوئی بھی ہو جب اس کا بجٹ فیل ہو جائے مسترد ہو جائے عوام اس کے خلاف باہر نکل آئیں پھر اس حکومت کا حق بنتا ہے کہ وہ استعفے دے دے۔ اس کے بعد دوسری حکومت کے لئے عوام کو اختیار دیا جائے کہ وہ چن کر حکومت کو قائم کرے۔

چودھری محمد صدیق: جناب والا! جب راہی صاحب کا گھر میں جھگڑا ہو جاتا ہے۔ کیا ان کو گھر والے گھر سے نکال دیتے ہیں۔ بجٹ کے اوپر بحث ہو رہی ہے۔ کیا حکومت کا حق نہیں۔ جناب والا! یہ مجھ سے بات کریں اگر گھر والے آپ کو نکال دیتے ہیں تو پھر ہم حکومت بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ افسوس کی بات ہے۔

جناب فضل حسین راہی: پاکستان میں ایک شور یہ مچا ہوا ہے۔ شور مچا ہوا ہے کہ بڑی گاڑیوں کی بجائے چھوٹی گاڑیاں کر دی گئی ہیں۔ اس کو ایک اچھا قدم سمجھتے ہوئے ہمارے پنجاب اسمبلی کے

ممبران نے کچھ نئی روایت بھی قائم کرنے کی کوشش کی۔ گھر سے سائیکل لیا اس کے اوپر چڑھ کر فوٹو کھنچوائی اتر کر مرسیڈیز میں بیٹھ گئے۔ مرسیڈیز لاکر آگے کھڑی کرلی پھر نوکر سے سائیکل منگوا لیا۔ اندر سے پریس کے فوٹو گرافروں کو خود باہر لے گئے وہ سائیکل پکڑ کر فوٹو کھنچوائی کہ اسمبلی میں سائیکل پر تشریف لا رہے ہیں۔

جناب والا! ایک نئی روایت اس طرح کی بھی قائم ہوئی کہ محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے رکشا کے ساتھ فوٹو کھنچوائی کہ رکشے میں بیٹھ کر تشریف لائی ہیں۔ ہم تو ہر روز رکشے میں آتے ہیں ہم کوئی کریڈٹ نہیں چاہتے ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ دکھاوے کی چیزوں کو بند کریں۔ یہ جو سیاسی ڈرامے ہیں ان کو بند کریں۔ اصل جس طریقے سے لوگوں کی بھلائی ہو سکتی ہے جس طریقے سے کفایت شعاری ہو سکتی ہے۔ اس کے متعلق طریقہ میں بتا دیتا ہوں۔ عمل آپ کرلیں کفایت شعاری ثابت کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: خان گل حمید خان صاحب آپ ذاتی نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب گل حمید خان روکڑی: جناب والا! جناب راہی صاحب جو مرضی آتی ہے کہہ دیتے ہیں۔ میں نے کوئی مثال قائم کرکے کوئی انعام نہیں لینا تھا۔ میرے پاس اپنی ذاتی گاڑیاں وہ ہیں جو 800سی سی کے اوپر کی ہیں۔ میں اس پہ نہیں آنا چاہتا تھا۔ لہٰذا جو سرکاری گاڑی تھی وہ میں نے جمع کرا دی۔ میرے پاس سائیکل تھی۔ میں سائیکل پہ گھر سے آیا اور گھر چلا گیا۔ آج میں نے سوزوکی کار خرید لی ہے۔ اس پر آتا ہوں لہٰذا مجھے کوئی نمبر بنانے کی ضرورت نہیں تھی۔

جناب راہی سے میں التجا کروں گا کہ سائیکل بھی ہماری سواری کا ایک حصہ ہے۔ ہم لوگ عوام کے نمائندے ہیں۔ عوام کے ساتھ چلتے ہیں ہم عوام میں سائیکل پر بھی جاتے ہیں۔ کاروں پر بھی جائیں گے ایسی کوئی بات نہیں۔ لہٰذا آپ مہربانی کرکے جب بات کرتے ہیں اس وقت دوسرے کے متعلق تھوڑا سا سوچ لیا کریں۔

جناب طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں جناب گل حمید روکڑی کو ان کے سائیکل پر سوار ہو کر اسمبلی میں تشریف لانے پر خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں مگر ان سے آپ کی وساطت سے یہ استفسار کروں گا کہ ایک مرتبہ سائیکل پر سوار ہو کر آنا کہیں اسی طریقے سے تو نہیں ہے جس طریقے سے ایک مرتبہ .....

وہ بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں ایک مثال دینا چاہتا تھا۔ بہرکیف میں توقع رکھوں گا کہ گل حمید روکڑی صاحب آئندہ بھی اپنی ایک اچھی روایت کو قائم رکھتے ہوئے سائیکل پر ہی تشریف لایا کریں گے۔

جناب گل حمید خان روکڑی : جناب سپیکر! جو مسئلہ انہوں نے چھیڑا ہے اسے پورا ہونے دیں۔

جناب سپیکر : خان صاحب' اس میں اب کسی اور بات کی ضرورت ہے۔

جناب گل حمید خان روکڑی : جناب والا! ضرورت اس بات کی نہیں۔ میں صرف طاہر احمد شاہ صاحب کے نوٹس میں یہ چیز لانا چاہتا ہوں کہ سائیکل پر بیٹھنے سے یہ ہوتا ہے کہ ہم لوگ سائیکل پر بیٹھنے کو عیب نہیں سمجھتے۔ دوسری بات یہ ہوتی ہے کہ ہم لوگ تھوڑے تھوڑے علاقے کے نمائندے ہیں جو سادگی کا ایک پروگرام دیا گیا ہے ہم اس میں شمولیت کرتے ہیں اور اس کے مطابق ہم انشاء اللہ چلیں گے۔ جب ہمارے پاس سوزوکی گاڑی نہیں ہوگی پھر ہم سائیکل پر بھی چلیں گے۔

جناب فضل حسین راہی : اچھی بات ہے جناب! لیکن جناب سپیکر بات یہ ہے کہ ان کے سائیکل چلانے پر مجھے ایک پرانا وقت یاد آگیا ہے۔ ہمارے اس ملک کے سربراہ صدر مملکت پاکستان جناب ضیاء الحق صاحب نے بھی ایک دفعہ سائیکل چلایا تھا۔ اپنے گھر سے لیکر اپنے دفتر گئے تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں نے کفایت شعاری اختیار کی ہے۔ لیکن جناب والا اس کفایت شعاری کی تفصیل بڑی مزے دار ہے۔ وہ سننے والی ہے۔ ایک سائیکل جس میں پٹرول نہیں ڈلوایا گیا۔ بغیر پٹرول کے جو سائیکل دفتر پہنچایا گیا اس کو چیک کرنے کیلئے 33 جیپیں سی آئی ڈی کی ملٹری انٹیلی جنس کی سائیکل کو چیک کرنے کیلئے پیچھے پیچھے لگی رہیں۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا! میں آپکی وساطت سے معزز ممبر سے استدعا کروں گا وہ صدر ہمارے ملک کے ہیں۔ اسمبلی میں ہم انہیں زیربحث نہیں لا سکتے۔ للہ کسی قاعدہ اور قانون کے تحت بات کریں۔

جناب سپیکر: آپ کا مقصد یہ ہے کہ ان کے پرسنل کنڈیکٹ کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔

جناب فضل حسین راہی : پرسنل کنڈیکٹ کو ہم زیر بحث نہیں لا سکتے۔ جناب سپیکر! انہوں نے ایک مہم شروع کی ہے۔ اس کا جو انہوں نے آغاز اس کفایت شعاری کے متعلق میں بتا رہا ہوں۔ اس سائیکل کو چیک کرنے کیلئے 33 جیپیں سی آئی ڈی کی ساتھ ساتھ چلتی رہیں۔ اس سائیکل کی گھر

سے لیکر دفتر تک کی ٹی وی کی ریل بنی۔ اس ٹی وی کی ریل کو باہر پہنچا کر کئی کروڑ روپیہ ایک سائیکل کا دفتر تک جانے کا بوجھ اس قوم کے اوپر پڑ گیا۔ میں روکڑی صاحب کو کہنا چاہتا ہوں کہ ہم اس طرح کی کفایت شعاری نہیں چاہتے۔ خدا کیلئے آپ بھی اس طرح کا سلسلہ اختیار نہ کریں۔ آپ کی اس ملک میں پندرہ سو فلائنگ کوچیں چل رہی ہیں۔ آپ کو یہ ڈراما کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ڈرامہ تو ہمارے جیسے لوگ کریں جن کے پاس نہ فلائنگ کوچ ہے نہ کوئی سوزوکی اور نہ کوئی اور چیز ہے۔

جناب سپیکر! باقی بات یہ ہے کہ یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ خسارے کا بجٹ ہے۔ اس بجٹ کے اندر ایک تہائی خسارا ہے۔ اگر 31 ارب کا کل بجٹ پیش کیا گیا ہے تو اس میں 10 ارب سے زائد خسارے کا قرار دیا گیا ہے اور ساتھ یہ کہا گیا کہ ہم اس خسارے کو میچنگ گرانٹ کے ساتھ پورا کریں گے۔ وفاقی حکومت کی امداد کے ساتھ پورا کریں گے۔ جبکہ وفاقی حکومت نے جو بجٹ 4 جون کو پیش کیا وہ پہلے ہی خسارے کا بجٹ ہے۔ مزید ٹیکس کو واپس لینے کے بعد اور خسارے کا بجٹ ہو گیا۔ یہ ہمیں کوئی سمجھ نہیں آتی کہ مرکزی حکومت پنجاب کے ایک تہائی خسارے کو کس طرح پورا کر دے گی۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ یہ نہ ہو آج وزیر خزانہ یہ وعدہ کریں کہ ہم مرکزی حکومت سے پیسے لیں گے۔ کل وہ آہستہ آہستہ قیمتیں بڑھا کر چھوٹے چھوٹے ٹیکس لگا کر ڈیپارٹمنٹل ٹیکس لگا کر وہ وصولیاں اس عوام سے کرنی شروع کر دے۔

جناب والا! ٹیکس دیکھیں۔ اس ملک کے عوام کو کتنے ٹیکس دینے پڑتے ہیں؟ اگر آدمی ٹیکس دینے شروع کر دے تو آخری ٹیکس دیتے دیتے آدمی ملک بھر کو پاگل لگنے لگ پڑتا ہے۔ جناب والا! کسٹم ڈیوٹی، ایکسائز ڈیوٹی، سیلز ٹیکس، محصول چونگی، ٹول ٹیکس، انکم ٹیکس، سپر ٹیکس، سٹیمپ ڈیوٹی، دولت ٹیکس، آبکاری ٹیکس، شعبہ جاتی ٹیکس، تفریحی ٹیکس، پراپرٹی ٹیکس، موٹر وہیکل ٹیکس، واپڈا سرچارج، اقراء سرچارج، اور اس کے بعد ایک ڈیفنس ٹیکس لگانے کی کوشش کی گئی۔ باوجود اس کہ کہ یہ قوم ٹیکس ٹیکس کرتی پاگل دکھائی دیتی ہے، اس پر ڈیفنس ٹیکس لگانے کی کوشش کی گئی، جس کو ایک منظم احتجاج اور ایک منظم طاقت کے ساتھ روکا گیا۔ لیکن ان تمام ٹیکسوں کے ساتھ ایک اور ٹیکس "غنڈہ ٹیکس" بھی اس قوم کو دینا پڑتا ہے۔ پنجاب کے عوام کو دینا پڑتا ہے۔ وہ اس شکل میں کہ کسی وقت وزیراعظم صاحب کا جی جلسہ کرنے کو چاہتا ہے۔ تو ڈیوٹی لگ جاتی ہے۔ کہ تمام گاڑیاں چلانے والے آدمیوں کی گاڑیاں پکڑ لو۔ انہیں کمائی بھی نہیں کرنے دیتے۔

ملک طیب خان اعوان: یہ "غنڈہ ٹیکس" راہی صاحب وصول کرتے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ یہ غنڈہ ٹیکس وصول کرتے ہیں آپ کے ڈپٹی کمشنر صاحبان۔ وہ اس طرح کہ ہندوستان اور پاکستان کا میچ آ گیا۔ یا انگلستان اور پاکستان کا میچ آ گیا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب ٹیکسی والوں کو کہہ دیتے ہیں کہ میں نے تم لوگوں کو ایک لاکھ روپے کی ٹکٹیں جاری کر دی ہیں۔ چاہے ان کے ملازموں کو کہیں کہ فرسٹ کلاس میں بیٹھیں' انہیں اندر گھسنے کوئی نہیں دیتا کہ یہ انکلوژر تو ان لوگوں کے لئے ہے جن کے کپڑے صاف ستھرے ہوتے ہیں۔ انہیں اندر بھی نہیں جانے دیتے اسی طرح بڑے دکانداروں اور بڑی ایجنسیوں سے لیتے ہیں۔ یہ غنڈہ ٹیکس ہے۔ جو کہ مقامی انتظامیہ کسی نہ کسی شکل میں حاصل کرتی رہتی ہے۔ جناب سپیکر! دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ایکسپورٹ پراسیس زون قائم کئے گئے۔ پنجاب نے بھی قائم کیا اور حکومت سندھ نے بھی۔ لیکن حکومت سندھ نے جو قائم کیا اس میں ایکسائز ڈیوٹی بھی معاف کر دی گئی اور کسٹم ڈیوٹی بھی معاف کر دی گئی۔ اور ایک نیا ڈھانچہ بھی بنا کر انہیں دے دیا گیا۔ لیکن جو یہاں بنایا گیا اس میں اگر کسٹم معاف کرتے ہیں تو ایکسائز معاف نہیں کرتے۔ یا اگر ایکسائز معاف کرتے ہیں تو کسٹم معاف نہیں کرتے۔ یہ مصیبت صرف پنجاب کے ساتھ ہے ۔ یہ زیادتیاں صرف پنجاب کے ساتھ ہیں۔ باقی صوبوں کے ساتھ نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ پنجاب میں ایک بھی طاقت ایسی نہیں جو پنجاب کے وسائل کا تحفظ کر سکے اور پنجاب کے وسائل کو پنجاب کے عوام پر خرچ کر سکے۔ انہوں نے ایسی پالیسیاں بنانی شروع کر دی ہیں کہ جن لوگوں کے پاس پہلے ہی پیسے ہیں' ان کے پیسے بڑھتے بڑھتے کہیں کے کہیں چلے جاتے ہیں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ایسے ممبران آپ کو مل جائیں گے' چاہے وہ وزیراعلیٰ کی شکل میں ہوں ' چاہے منسٹر کی شکل میں ہوں' چاہے ممبروں کی شکل میں ہوں کہ پہلے جن کی چھوٹی چھوٹی فاؤنڈریاں تھیں اور آج ان کے ٹیکسٹائل کے لائسنس بنے ہوئے ہیں۔ آج ان کے شوگر ملوں کے لائسنس چلتے ہیں۔ ہونڈا سوک اسمبل کرنے کے لائسنس چلتے ہیں۔ اس ملک میں سیمنٹ کے لائسنس چلتے ہیں۔ یہ ساری رعایتیں ان غریب لوگوں کا پیٹ کاٹ کے حاصل کی جاتیں ہیں۔ جو کچی آبادیوں میں بسنے والے لوگ ہیں۔ جن کے بچے ہوٹلوں پر کام کرنے پر مجبور ہیں۔ جن کے بچے شدید گرمی کی لو میں کھڑے ہو کر اپنے گھر کے مسائل حل کرنے پر مجبور ہیں ' جناب سپیکر! آج کا دور تو وہ دور ہے کہ ایک غریب آدمی اپنی بہن کے دوپٹے کے حصول کے لئے اوور ٹائم لگانے پر مجبور ہے۔ جبکہ آج کا سرمایہ دار' آج کا صنعتکار اس صوبے کے وسائل کو لوٹنے میں مصروف ہے۔ اس جاگیردار اور سرمایہ دار کے لئے حکومت ایسا ماحول پیدا کرتی ہے کہ وہ

معصوم عوام کا تمام سرمایہ ٹیکسوں اور انہیں بچانے کی شکل میں لوٹ کر چلے جائیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ لوگ کفایت شعاریوں پر آنا چاہتے ہیں تو اپنے بائیس گریڈ ختم کریں۔ آپ کو چاہئے کہ یہاں ایک تین کی شرح سے گریڈ ہونی چاہئیں۔ کسی مزدور کی ' کسی ملازم کی کم سے کم تنخواہ اسلامی اصول کے مطابق ہونی چاہئے وہ ایک اشرفی کے برابر ہونی چاہئے۔ وہ ایک تولہ سونے کے برابر ہونی چاہئے۔ زیادہ سے زیادہ تنخواہ تین تولے سونے کے برابر ہونی چاہئے۔ اس ملک کے عوام میں اتنا بڑا فرق تضاد پیدا کرتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تضاد آگ کی صورت اختیار کرکے تمام ملک کو جلا کر رکھ دے۔ ہم کہتے ہیں کہ اس فرق کو دور کرنے کے لئے جدوجہد کریں۔ اگر آپ کہیں کہ ہم اسلام کی خدمت کرتے ہیں تو اس طرح آپ کی طرف سے اسلام نہیں مانا جا سکتا۔ اسلام تو حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا مانا جائے اور ان کا ارشاد گرامی ہے کہ جو لوگ کسی کا حق اپنے پاس لے جائیں گے ' اور ان سے بھی ہم باز پرس کریں گے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک امتیازی مکان بنا ہوا پسند نہ تھا۔ انہوں نے صحابی کا مکان گروا دیا تھا۔ اس لئے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ تم امت رسول میں تضاد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ تم امتیازی حیثیت اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ انہوں نے برابری کی بنیاد پر سلوک کروایا تھا۔ اگر ہم مثالیں لینی شروع کر دیں تو حضرت علی کے قول ہمیں ملیں گے۔ حضرت رسول اکرم ؐ کے ارشادات ہمیں ملیں گے۔ قرآن حکیم کی آیات ملیں گی۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے کہ جب میں ایک آدمی کو پیدا کرتا ہوں تو ساتھ ہی اس کا رزق پیدا کر دیتا ہوں۔ لیکن زمینوں پر قبضے جاگیرداروں کے ہیں۔ ان کی زمین میں ہمارے حصے کا رزق جاتا ہے۔ جسے وہ اپنا حق قرار دے کر اپنے گھر لے جاتے ہیں۔ جو ہمیں واپس نہیں بھیجتے۔ حضرت علی ؓ کا فرمان یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس دو جوڑے جوتوں کے ہیں تو ایک ایسے آدمی کو تلاش کریں جو پیروں سے ننگا ہے۔ جناب روکڑی صاحب! آپ نے کفایت شعاری کرنی ہے تو اس طرح کریں۔ ننگے پیر والوں کو جوتے لے کر دیں۔ انہیں اپنے برابر لے کر آئیں۔ جب تک ایسا نہیں کرتے ' ہم یہ سمجھتے ہیں کہ امریکہ بھی لوٹنے والوں کے ساتھ ہے۔ جرنیل بھی لوٹنے والوں کے ساتھ ہیں اور آپ بھی لوٹنے والوں کے ساتھ ہیں۔ ان غریب اور محکوم عوام کو لٹتے دیکھ کر ہمارے دل ضرور تڑپتے ہیں۔ ہم اس لئے کہتے ہیں کہ بے کاری کو ختم کرو۔ لوگوں کو روزگار دو۔

سید اقبال احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! دس منٹ کا وقت مقرر ہے لیکن انہیں آدھا

جناب سپیکر: یہ درست بات ہے۔

جناب فضل حسین راہی: ایک چھوٹی سی بات کرنی ہے صرف تین منٹ دے دیں۔ گھڑی دیکھ کے دے دیں۔

سید اقبال احمد: جناب سپیکر! ایک قول ہے کہ کوڑے وہ مارے جو خود جرم نہ کرے۔ راہی صاحب سے میں عرض کروں گا کہ بات وہ کریں جس پر خود عمل کریں۔

جناب فضل حسین راہی: میرا گھر تو آپ کے ملازمین سے بھی چھوٹا ہے۔ آپ کہاں پھر رہے ہیں۔ آکے دیکھ لیں۔ میں عمل کرتا ہوں۔ میرے پاس گاڑی کوئی نہیں اور نہ میں رکشے پر آتا ہوں۔ میں فوٹو بھی کوئی نہیں کھنچواتا۔

جناب والا! اب میں پانی کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ ہمارے پنجاب کے عوام میں سے صرف بیس فی صد کو پینے کا صاف پانی ملتا ہے۔ میں آپ کو کم از کم 80 فیصد ایسے لوگ اپنی ماؤں' بہنوں اور بزرگوں کی صورت میں دکھا سکتا ہوں جو ایک گھڑا اپنے سر پر اور ایک گھڑا پانی بغل میں لے کر سات سات میل دور سے پانی لاتے ہیں اور وہ پانی گندا ہوتا ہے' پینے کے قابل نہیں ہوتا جو وہ اپنے گھروں میں لے کر آتے ہیں۔ وہ اس پانی کو چار چار دن بچا کر پیتے ہیں۔ یہاں ہم نے سرمایہ داروں کی ایسی عادتیں دیکھی ہیں کہ اپنا چھوڑا ہوا پانی ایک منٹ کے بعد نہیں پیتے۔ ہم انہیں یہاں ایسا ماحول دیتے ہیں۔ حکمرانوں کا یہ حال ہے کہ اپنا چھوڑا ہوا پانی ایک منٹ کے بعد کہتے ہیں کہ اسے گرا کر اور لے آؤ۔ لیکن اپنی قوم کو' جس پر حکومت کرتے ہیں۔ سات سات دن کا گندا اور باسی پانی پینے پر مجبور کرتے ہیں۔ میں آپ کے سامنے اپنے فیصل آباد کی مثال دیتا ہوں۔ فیصل آباد میں جب پیٹ کی بیماریاں پیدا ہونی شروع ہوتی ہیں تو ڈاکٹر صاحبان چیخنے لگتے ہیں کہ فیصل آباد کے شہریو' پانی ابال کر پیو۔ بغیر ابالنے کے پانی نہ پیو۔ اس لئے کہ پیٹ کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ ہم وہ پانی صاف نہیں کر سکے۔ ان جگہوں پر پانی پہنچا نہیں سکے اور اپنا پانی ایک منٹ کے بعد گرا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! اب ایک نئی چیز آئی ہے۔ سات مرلہ سکیم۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کی خدمت ضرور کریں لیکن ان کی کہ جو مستحق ہیں۔ پلاٹ ان لوگوں تک پہنچائیں جن کے پاس پلاٹ نہیں ہیں۔ ان تک نہ پہنچائیں جو رشتہ دار ہوں۔ جو دوست ہوں۔ جو ساتھی ہوں۔ جنہوں نے آپ کے لئے لڑائی کی ہو۔ انہیں نہ دیں۔ دیں انہیں جن کے پاس کوئی نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں انصاف

کرنے کے لئے مقرر کیا ہے تو اس طرح انصاف کرو کہ لوگوں کے گھروں سے آپ کے لئے دعائیں نکلیں۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ اسمبلی کا ممبر سات مرلے تقسیم نہیں کرے گا' مسلم لیگ پرائمری یونٹ کا صدر کرے گا۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔ اگر اسمبلی کے ممبر کی بات ہوتی تو پھر فضل حسین راہی بھی کسی غریب کا بھلا کر سکتا تھا۔ لیکن چونکہ اسمبلی کے ممبر کی بات نہیں ہے۔ یہ بات اب پرائمری یونٹ مسلم لیگ کے صدر کی بات ہے جس کو وہ اپنا دشمن سمجھے اس کو نہ دے گا جس کو وہ اپنا دوست سمجھے اس کو دے دے۔ اس ملک میں ماضی میں بھی ایسا ہوتا رہا ہے جب یہاں لوگ مہاجر ہو کر آئے۔ اس وقت نئے نئے مسلم لیگ کے لیڈروں نے ان کو 10 کمرے کے مکان سے باہر نکال کر ایک کمرے کے مکان میں منتقل کر دیا اور 9 کمرے اپنے کسی رشتہ دار کو لے کر دے دیئے۔ اس طرح اس وقت بھی ہوا ہے۔

سید اقبال احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے پہلے بھی کہا تھا وہ بات کریں جو صحیح ہو کسی پرائمری یونٹ کو یہ اختیار نہیں ہے یہ اختیارات صوبے کے ممبر کو ہیں تو میں راہی سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ بات کریں جس پر آپ عمل کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: میں جناب صوبائی اسمبلی کا ممبر ہوں ....

بیگم نجمہ حمید: — یہ وزیراعظم صاحب جو صدر پاکستان مسلم لیگ ہیں کی واضح ہدایات ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ مسلم لیگی ہو جو بھی مستحق ہو اس کو 7 مرلہ 3 مرلہ سکیم کے تحت پلاٹ دئے جائیں۔ یہ بالکل غلط کہہ رہے ہیں۔ یہ ماضی کی بات بھی غلط کر رہے ہیں اور اب کی بات بھی غلط کر رہے ہیں۔ میں اس پر احتجاج کرتی ہوں اور انہوں نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ غلط کہا ہے۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب سپیکر: اس کا وزیر خزانہ اپنی اختتامی تقریر میں جواب دیں گے۔

بیگم نجمہ حمید : — یہ 7 مرلہ سکیم کے متعلق تو غلط کہہ رہے ہیں۔ اس کے متعلق آپ ان کو کہہ سکتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ غلط کہا ہے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ جو منسٹر فنانس اپنی اختتامی تقریر کریں گے اس میں جو غلط بات کہی گئی ہے اس کا اس میں وہ خود جواب دیں گے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! یہ مجھے اپنی تقریر نہیں کرنے دیتے اور پوائنٹ آف آرڈر بہت اٹھاتے ہیں۔

جناب سپیکر: بات دراصل یہ ہے کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر کرکے راہی صاحب کو تازہ دم کر دیتے ہیں۔ راہی صاحب آپکا وقت ختم ہو رہا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! جو آج کل ٹیکسیشن کا نظام چل رہا ہے اس میں سوائے سرکاری ملازمین کے کوئی پورا ٹیکس ادا نہیں کرتا صرف ایک سرکاری ملازموں کا ایک ایسا طبقہ ہے جو پورا ٹیکس ادا کرتے ہیں اور اس میں بالکل کوئی بے ایمانی نہیں کرتا اور نہ ہی وہ ٹیکسوں کو روکتا ہے اور شعوری طور پر ٹیکس ادا کرتا ہے لیکن صنعت کار اور جاگیردار پورا ٹیکس نہیں دیتا اور مزے کی بات یہ ہے کہ زرعی صنعت کو باقاعدہ صنعت کا درجہ نہیں دیا جا رہا ہے اور ہماری ضرورت یہ ہے کہ کم از کم ایک مربع کے اوپر ہم ضروری زرعی ٹیکس عائد کریں اور 25 ایکڑ سے کم پر ہم یہ ٹیکس چھوڑ دیں۔

وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ (بیگم ساجدہ نیرہ عابدی): جناب والا! انہوں نے جاگیرداروں اور زمینداروں کے متعلق بات کی ہے۔ میرے خیال میں یہ بھول گئے ہیں کہ زمیندار طبقہ وہ طبقہ ہے جو ساری عمر سے ایک ایسا ٹیکس مالیے کی صورت میں ادا کرتا ہے۔ اس پر مزید ٹیکس لگانے کی کبھی ضرورت نہیں آئی اور اس ملک کی 70٪ آبادی کے متعلق راہی صاحب یہ بھول گئے جس کی وہ نمائندگی کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کے متعلق بات کر رہے ہیں جو اس ملک کا غریب ترین طبقہ ہے۔ بارہ ایکڑ یا ایک مربع اراضی رکھنے والوں کی آج کیا آمدنی ہے کیا راہی صاحب یہ بھول گئے کہ اس ملک کو زرعی ملک کہا جاتا ہے اور اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی زراعت ہے۔ کیا راہی صاحب یہ بھول گئے اگر زراعت پیشہ لوگوں پر ٹیکس لگایا جائیگا تو باقی کیا رہ جائیگا۔ جبکہ زراعت پیشہ لوگ مالیہ ادا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب کو اپنی بات مکمل کرنے دیجئے۔

سید طاہر احمد شاہ: نکتہ وضاحت۔ جناب سپیکر! محترمہ وزیر صاحبہ نے ہمارے ایک فاضل رکن کی تقریر پر اعتراض کیا ہے میں اس کی وضاحت ان کی اطلاع کے لئے کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! یہ وضاحت در وضاحت کا سلسلہ چل نکلا تو یہ کبھی بھی ختم نہیں ہوگا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب وضاحت در وضاحت نہیں ہے۔ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ ازراہ کرم! مجھے اجازت دیجئے۔ اگر آپ نہیں دیں گے تو میں نہیں کرونگا۔ اگر آپ اجازت دے دیں گے تو ممکن ہے جو بات ہم کہنا چاہتے ہیں وہ معزز اراکین اسمبلی کی سمجھ میں یہ بات آجائے۔

جناب سپیکر: فرمایئے

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! جہاں تک کاشتکاروں کا تعلق' جہاں تک چھوٹے زمینداروں کا تعلق ہے۔ ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں اگر ان پر زرعی ٹیکس لگایا جائے ان کی معیشت متحمل نہیں ہو سکتی' مگر زمینداری اور کاشتکاری کے نام پر ہمارے ملک کا بڑا صنعتکار جو ہے وہ ٹیکس evasion کے لئے پانچ پانچ ہزار ایکڑ کا ایک ایک یونٹ رکھے ہوئے ہے۔ ہم اس کی باقاعدہ طور پر نشاندھی کر سکتے ہیں۔ انہوں نے زرعی زمینیں حاصل کر رکھی ہیں اور وہ صرف اس لئے زمینداری کرتے ہیں کہ وہ تجارت اور صنعت سے درپردہ جو بلیک منی کماتے ہیں اس کو وائٹ منی کرنے کے لئے چونکہ زراعت پر کوئی ٹیکس نہیں ہے اس لئے وہ کروڑوں بلکہ اربوں روپوں کو زرعی انکم یا فوڈ کی سکیمیں ہیں یا پولٹری کی سکیمیں ہیں وہاں اس کو دکھا کر اور بلیک مارکیٹ سے کمائی ہوئی دولت کو وائٹ منی دکھانا چاہتے ہیں۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہمارے ملک میں جو ٹیکس کی evasion ہوتی ہے جس سے ہماری معیشت بحران کا شکار ہے اس کو ختم کرنے کے لئے ایسے طبقات پر لاکھوں ہزاروں ایکڑ کاشت کر رہے ہیں ان پر ٹیکس ہماری معیشت کے لئے بہتر ہے۔

جناب سپیکر: میں ایک چیز واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ دوران تقریر اگر کوئی بات ہمارے خیال کے مطابق ٹھیک نہیں کہی جا رہی ہے تو آپ کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ آپ اس کی بات کو ٹوک دیں۔ یہ کسی بھی تقریر پر اگر آپکا نقطہ نظر اس سے اختلاف کرتا ہے۔ آپ اس سے اتفاق نہیں ہے تو آپ کو ہرگز پارلیمانی پریکٹس میں یہ حق نہیں ہے۔ آپ اس کی بات ٹوک کر تقریر کرنا شروع کر دیں۔ میں کسی کو بھی اس کی اجازت نہیں دونگا۔ جناب انصاری پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب محمد صدیق انصاری: پوائنٹ آف آرڈر کا تعلق جناب سپیکر اور ممبر پوائنٹ آف آرڈر

کرنے والے سے ہوتا ہے۔ شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کی وضاحت مجھے سمجھ میں نہیں آئی۔ میں جناب سپیکر سے عرض کرونگا کہ شاہ صاحب سے یہ رول پوچھا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس کی ضرورت نہیں تھی۔ جناب راہی صاحب اپنی بات ختم کیجئے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! ہم محکموں کو چلانے کے لئے جو پیسے دیتے ہیں اور جو پنجاب اسمبلی میں بجٹ پیش کیا جاتا ہے اس میں ہر محکمے کی allocation کی جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ قواعد و ضوابط کی کاپی دیتے ہیں کہ اس کے مطابق تم نے عمل کرنا ہے۔ اس کے مطابق تم نے چلنا ہے لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے چاہے محکمہ پولیس ہو یا جیل کا محکمہ ہو یا جوڈیشل محکمہ ہو یا کوئی بھی محکمہ ہو ہم بجٹ دیتے وقت یہ کہتے کہ ان محکموں کو سب کچھ دے دو لیکن ہم نے کبھی یہ ان سے نہیں پوچھا کہ جو قواعد و ضوابط ہم نے ان کو دیئے ہیں کیا وہ ان پر پابندی کرتے ہیں اور جو ناانصافیاں ہوتی ہیں یا نہیں ہوتی ہیں۔ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ یہ اپنے اختیارات سے تجاوز کرکے لوگوں کے ساتھ ظلم و تشدد کیا جاتا ہے۔ اس کو بھی روکنے کی کوشش کیجئے۔ جناب کچھ لوگ یہ سمجھتے تھے ہمارے صدر محترم جناب ضیاء الحق صاحب نے عوام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اسلام دیا جائیگا۔ ایک دانشور نے یہ کہا تھا کہ انہوں نے اسلام نہیں کہا تھا بلکہ اسلحہ دینے کو کہا تھا اسلحہ عام دیں گے۔ اسلحہ ہر آدمی کے پاس ہوگا۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ سڑکوں پر حادثات ہوتے ہیں اور ہمیں ضرورت اس بات کی ہے ان حادثات کو ختم کرنے کے لئے جو کم از کم بڑی سڑکیں ہیں۔ مثلاً شاہ کوٹ شیخوپورہ والی اس کو ڈبل کیا جائے لیکن محکمہ تعمیرات اپنے اپنے معاملات میں مصروف ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پنجاب کی تمام سڑکوں جو انٹر ڈویژن سڑکیں ہیں ان تمام سڑکوں کو ڈبل کیا جائے تاکہ آئندہ مصروف ترین زندگی کے پیش نظر ہمارا وقت بھی بچ سکے اور سڑکوں کے حادثات بھی ختم ہو سکیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہمیں پرائیویٹ ڈرائیورز کی تربیت کے لئے ایسے ادارے بنانے چاہئے جیسے ریلوے نے اپنے ڈرائیوروں کی تربیت کے لئے ادارے بنائے ہوئے ہیں۔ ہم بغیر کسی تربیت گاہ کے ان لوگوں کو لائسنس دیتے ہیں اور ہم ان کو اجازت دیتے ہیں کہ یہ اپنی گاڑیاں سڑکوں پر لے آئیں جبکہ ضرورت یہ ہے کہ پرائیویٹ سطح پر ان کے اخلاق کو ان کی تربیت کرنے کے لئے ان کے لئے کوئی انسٹیٹیوشن قائم کریں جہاں یہ تربیت حاصل کر سکیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر!: میاں محمد فاروق صاحب (فیصل آباد) (معزز ممبر موجود نہیں تھے) چودھری حاکم علی صاحب (قصور) (معزز رکن موجود نہیں تھے)

مہر مقبول احمد فتیانہ صاحب!

مہر مقبول احمد فتیانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کے لئے وقت عطا فرمایا۔ (1988-1987) کا بجٹ ایک متوازن بجٹ ہے جس میں کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا۔ اس پر میں جناب وزیراعلیٰ پنجاب اور جناب وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جن مدات پر اس بجٹ میں رقوم رکھی گئی ہیں وہ جائز اور مناسب رکھی گئی ہیں۔ اس میں زیادہ رقم محکمہ تعلیم کے لئے رکھی گئی ہے۔ جن میں سے دیہات پر صحیح رقم خرچ کی گئی ہے۔ دیہات میں سکولوں کا اجراء۔ نئے پرائمری سکول کھولنا۔ سکولوں کا اپ گریڈ کرنا۔ ہائر سکنڈری سکول بنانا اور اس کے ساتھ ساتھ میری یہ گزارش ہے کہ جس طرح بڑے شہروں میں لیبر کے بچوں کے لئے ماڈل سکول بنائے گئے ہیں دیہات میں بھی اسی طرح کے سکول ہر مرکز میں کم از کم ایک ایک سکول ہونا مناسب ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ صحت کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے وہ بھی مناسب اور صحیح ہے۔ اس میں جو Basic ہیلتھ یونٹ کو Grade۔ UP کیا گیا ہے۔ دیہاتوں میں تقریباً" ہر مرکز میں ہر یونین کونسل میں ایک بیسک ہیلتھ یونٹ بنایا گیا ہے۔ اس میں ایم بی بی ایس ڈاکٹر بھی تعینات کر دیئے گئے ہیں لیکن چونکہ دیہات میں ابھی سڑکوں کی کمی ہے۔ ہر بیسک ہیلتھ یونٹ میں سڑک کا ہونا اور بجلی کا ہونا لازمی ہے۔ اس لئے کہ وہاں کے ڈاکٹر کی Satisfaction ہو اور اس کے آنے جانے کے لئے سہولت ہو اور وہ آرام سے شہر کی آسائشات کو چھوڑ کر دیہات میں بھی زندگی بسر کرنے کے طرف توجہ دے۔ اور اس کے ساتھ دیہات میں کام کرنے والے ڈاکٹر کا سکیل بہ نسبت شہر زیادہ ہونا چاہئے تاکہ وہ دلجمعی سے دیہات میں کام کر سکیں۔ دیہات میں خاص کر جو ہسپتالوں کو فنڈز دیئے جاتے ہیں ان کے لئے اکثر یہ شکایات آتی ہیں کہ وہ ڈاکٹر فنڈز کا اور دوائیوں کا صحیح استعمال نہیں کرتے۔ میں جناب وزیر صحت صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کراؤنگا کہ اس کے لئے بھی کوئی خاص انتظام ہونا چاہئے کہ جو ڈاکٹر بدعنوانی کرتا ہے اس کے خلاف سخت احتجاج اور سخت کارروائی ہونی چاہئے۔ اور اسے فوری طور پر معطل کیا جائے۔ اور سخت ایکشن لیا جائے۔ تاکہ غریب عوام کو جو سہولیات میسر ہوتی ہیں وہ انہیں صحیح طور پر مل سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جو پرانی

ڈسپنسریاں ہیں ان کو بھی اپ گریڈ کیا جائے۔ اسی طرح میرے قصبہ گڑھ میں ایک بہت پرانی ڈسپنسری ہے جو کہ اسی حالت میں شروع سے چلی آ رہی ہے چونکہ میرا قصبہ گڑھ ایک مرکز کی حیثیت رکھتا ہے اور اس میں پرائمری ہیلتھ سنٹر بنا ہوا ہے جو کہ کنجوانی میں ہے لیکن وہ ہم سے تقریباً" سات آٹھ میل دور ہے۔ چونکہ مرکز میں ایک پرائمری ہیلتھ سنٹر بن گیا ہے اگر دوسرے کی گنجائش نہیں ہے۔ وہ پہلا ہیلتھ سنٹر جو ہے اس کی کوئی افادیت نہیں ہے۔ نہ ہی ڈاکٹر صحیح طور پر کام کر سکتا ہے اور نہ ہی سیاسی آدمی اس کے رہنے کے لئے اجازت دیتے ہیں۔ اکثر تبادلے ہوتے رہتے ہیں۔ کوئی ڈاکٹر وہاں صحیح طور پر کام کرنے کے لئے اور وہاں جانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس پر مجھے اعتراض ہے کہ یا تو وہی ہیلتھ سنٹر موضع گڑھ میں منتقل کیا جائے جہاں پر اس کی پوری افادیت ہوگی۔ یہ حکومت کی اپنی صوابدید ہے کہ دوسرا پرائمری ہیلتھ سنٹر موضع گڑھ میں ہو کہ فوکل پوائنٹ بنا کر دیتی ہے یا وہی کیونکہ یہاں پر اشد ضرورت ہے اور اس سے کم از کم دس پندرہ ہزار کی آبادی مستفید ہو سکتی ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر صحت سے التماس کرونگا کہ موضع گڑھ کے عوام کے لئے کم از کم پرائمری ہیلتھ سنٹر کا ہونا اشد ضروری ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ زراعت کے لئے بھی کافی رقم رکھی گئی ہے۔ زراعت چونکہ پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے تو پاکستان میں اس سال آفات کی وجہ سے جن اضلاع میں گندم کو نقصان پہنچا ہے اس کے متعلق جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا تھا کہ ہر زمیندار سے وہ گندم خرید کی جائے گی خواہ وہ کسی بھی حالت میں ہو۔ لیکن ابھی تک اس کا نوٹیفیکیشن نہیں ہوا۔ پچھلے اجلاس میں یہ طے ہوا تھا کہ ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ مسئلہ التوا میں پڑ جائے اور اس پر عملدرآمد نہ ہو سکے۔ تقریباً" ہر ضلع کی گندم کے سلسلہ میں زمینداروں کو نقصان پہنچا ہے۔ تو کم از کم محکمہ فوڈ یا چیف منسٹر صاحب کی طرف سے نوٹیفیکیشن ہونا چاہئے کہ کم از کم ہر زمیندار کی بارش سے متاثرہ گندم ضرور خرید کی جائے خواہ وہ سمندر میں پھینکی جائے لیکن زمیندار کو معاوضہ ملنا چاہئے۔ تاکہ آئندہ زمیندار اس سے بددل نہ ہوں۔ جناب والا! جو کواپریٹو سوسائٹیز کے ذریعے انہیں قرضہ دیا جاتا ہے وہ نقدی کی شکل میں نہیں دیا جاتا۔ وہ کھاد کی شکل میں دیا جاتا ہے اور ڈپوؤں پر اکثر پرانی کھاد پڑی ہوئی ہوتی ہے جس کے ملنے سے زمیندار کو نقصان ہوتا ہے اور فائدہ نہیں پہنچتا۔ وہ نقدی کی شکل میں ہونا چاہئے تاکہ زمیندار اور چھوٹا کسان جو قرضہ لے اس میں سے وہ بیج بھی خرید سکے۔ کھاد بھی خرید سکے اور پانی پر بھی وہ قرضہ خرچ کر سکے اور ڈیزل بھی خرید سکے۔ اسی طرح محکمہ آبپاشی کے

لئے بھی بجٹ میں کافی رقم رکھی گئی ہے۔ محکمہ آبپاشی کے لئے میں وزیر موصوف سے استدعا کرونگا کہ پانی کی تقسیم مساویانہ نہیں ہے۔ ہم لوگ اور ہمارے آباؤ اجداد جو جنگ آزادی میں حصہ لینے والے ہیں اور جنہوں نے لارڈ برکلے کو قتل کیا اور اس کے خلاف جہاد کیا تو ہمارے موضع جات کا پانی اسی وقت سے کم کیا ہوا ہے اور دوسرے موضع جات کو بھی مساویانہ نہری پانی مہیا ہونا چاہیے اور دوسرے موضع جات کے برابر ان قوموں کو نہری پانی میسر نہیں آ رہا۔ میری یہ اپیل ہے کہ ہمارے موضع جات کے برابر میسر آنا چاہئے

اس کے ساتھ میں اپنے علاقائی مسائل کی طرف جناب کی توجہ مبذول کروانگا۔ میرے علاقے میں بہت سے ایسے مسائل ہیں جو ابھی تک معرض التواء میں پڑے ہوئے ہیں۔ میرے علاقہ میں بہت ایسی سڑکیں ہیں جو کہ فصلات کی آمدورفت کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ خاص کر گنا لانے کے لئے منڈی تک یعنی کھیت سے جو گنا آتا ہے وہ کچی سڑکوں کے ذریعے آتا ہے۔ اگر کم بارش ہو جاتی ہے تو گنے سے بھری ہوئی ٹرالیاں اور ٹرک چار چار دن رکے رہتے ہیں۔ ان کے آنے جانے کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ اس طرح بھی زمینداروں کو بے حد نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے کم از کم کسی نہ کسی فنڈ سے ہماری وہ سڑکیں پختہ ہونی چاہئیں۔ اسی طرح سے ایسے گاؤں جن کا تھوڑا سا حصہ بجلی سے مستفید ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ ملحقہ باقی پندرہ یا بیس اضافی آبادیاں ہیں ' ان کو بجلی مہیا کرنا لازمی ہے کیونکہ ایک چوتھائی گاؤں میں جب بجلی پہنچ جاتی ہے تو پھر کہتے ہیں کہ اس گاؤں میں بجلی پہنچ گئی ہے۔ اسی طرح میرے قصبہ کی شہری آبادی میں تو بجلی لگی ہوئی ہے لیکن اس کے ساتھ 17 ر 18 آبادیاں ایسی ہیں جو کہ بے چراغ ہیں۔ میں اکثر یہ اپیل کرتا رہا ہوں بلکہ اپنی کمیٹی کی میٹنگ میں بھی اپیل کرتا رہا ہوں کہ ایک ممبر کو ایک اضافی آبادی دی جاتی ہے جو کہ ناکافی ہوتی ہے۔ سب سے پہلی میری یہ گزارش ہے کہ اضافی آبادیوں کا کوٹہ بڑھا دینا چاہئے تاکہ جس گاؤں کو بھی بجلی مہیا ہو اس کی تمام اضافی آبادیوں کو بھی بجلی مہیا کرنا نہایت ضروری ہے۔

آخر میں میں وزیراعلیٰ کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اس مسلم لیگ حکومت کے لئے بے پناہ محنت ' انتھک کوشش اور دیانتداری سے کام کیا ہے اگر ہم بھی اس مسلم لیگ حکومت کے لئے ان کے شانہ بشانہ چلیں اور مکمل تعاون کریں اور ان کا ساتھ دیں تو انشاء اللہ یہ مسلم لیگ کی حکومت جو کہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہوئی ہے ہمیشہ کے لئے کامیاب اور کامران رہے گی اور میری آخر میں یہی دعا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف کا دل سے ممنون ہوں کہ انہوں

نے میرے حلقہ تاندلیانوالہ کو سب تحصیل کا درجہ دیا اور اس سلسلہ میں میری تاندلیانوالہ کے لوگوں سے بھی یہ اپیل ہو گی کہ جس طرح مسلم لیگ کی حکومت نے انہیں بے پناہ نوازشات سے نوازا ہے ان کو بھی ہماری مسلم لیگ حکومت کے ساتھ اپنے مکمل تعاون کا یقین دلانا چاہئے آپ کا بہت شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جناب سید اصغر علی شاہ صاحب۔

سید محمد اصغر علی شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم جناب سپیکر! آج بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دے کر آپ نے مہربانی کی اور میں آپ کا بے حد ممنون ہوں۔ جناب والا! پیشتر اس کے میں بجٹ پر اظہار خیال کروں۔ میں جناب سے یہ گزارش کروں گا کہ کچھ ممبران کو سال میں ایک مرتبہ موقع ملتا ہے اور اس کے لئے یہ دس منٹ کا وقت بہت تھوڑا ہے۔ مگر چونکہ یہ ایک ڈسپلن ہے اور اس ڈسپلن کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے میں اپنے خیالات کو محدود کروں گا۔ جناب والا ' ملک اور ریاستیں جغرافیائی حدود کے ساتھ قائم ہوتی ہیں۔ اور ریاست میں سب سے اولیت نظم و ضبط کو دی جاتی ہے۔ نظم و ضبط کی ضرورت سب سے پہلے اس وقت محسوس ہوئی جس وقت اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم کی اور شیطان نے اس کی نافرمانی کی اور اس نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو راندہ درگاہ کر دیا۔ اور نظم و ضبط کی نافرمانی سب سے پہلے شیطان نے کی۔ تو نظم و ضبط کو قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کرہ ارض کے لئے قوانین انبیاء کے ذریعہ سے ہم تک پہنچائے۔

(اس مرحلہ پر مسز ذکیہ شاہنواز نیازی کرسی صدارت پر تشریف لائیں)

جناب والا! یہ ملک پاکستان اس لئے قائم ہوا تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ان قوانین پر عمل کر کے اپنی ریاستوں کو قائم کریں۔ جناب والا۔ ہمارا ملک ایک نظریاتی ملک تھا جس میں نظم و ضبط اسلامی جمہوریہ حکومت کی وجہ سے اس کی حدود قائم ہوئیں اگر نظم و ضبط نہ ہو تو ریاستوں کی حدود ختم ہو جاتی ہیں ۔ جو ملک جہاں تک نظم و ضبط قائم کر سکتے ہیں وہاں تک ان کی حدود ہوتی ہیں۔ اگر نظم و ضبط ختم ہو جائے تو ان کی حدود جغرافیائی ختم ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ ہمارے ساتھ اس سے پہلے مسئلہ پیش ہوا ہے کہ ہم اپنے ایک بازو سے محروم ہوئے ہیں۔ وہ نظم و ضبط میں کمی تھی تو سب سے پہلا اور اہم مسئلہ نظم و ضبط کا ہے۔ اس وقت ہمارے ملک میں جو صورت حال ہے وہ اس قسم کی ہے کہ کچھ تخریب کار اس ملک میں داخل ہو چکے ہیں اور آئے دن دھماکے ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے سب

سے پہلے ہمیں اپنے گھر کی طرف توجہ دینی چاہئے اور اپنے گھر کو محفوظ رکھنا چاہئے ' اگر گھر محفوظ نہیں ہے تو تمام ڈیولپمنٹ بے کار ہیں۔ اس لئے اس وقت میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اس ملک میں جو آئے دن دھماکے ہو رہے ہیں ان کے سدباب کے لئے ہمیں اپنے ملک ' صوبہ ' ضلع ' تحصیل اور محلہ کی سطح پر محلہ محافظ فورس قائم کرنی پڑے گی تاکہ تخریب کار لوگ محلوں میں یا ہمارے گھروں میں گھس کر تخریب کاری نہ کریں ' اس سے پہلے ایک نظام تھا اور اس میں ہمارے محلہ محافظ ہوتے تھے جسے " محلہ دار " کہا جاتا تھا۔ محلہ دار جو تھا ' اسے محلہ میں یہ علم ہوتا تھا کہ کوئی اجنبی یا کون یہاں محلہ میں آکر آباد ہوا ہے۔ اور اس پر کڑی نگاہ رکھی جاتی تھی کہ یہ کس قسم کا آدمی ہے ' اور اس کا معاشرتی معیار کیا ہے اور محلہ میں یہ بات مشہور ہوجاتی تھی کہ ایک آدمی جو کہ کل غریب تھا آج امیر ہو گیا ہے۔ کیا اس نے ڈاکہ تو نہیں ڈالا ہے۔ اس طرح سے وہ محلے کنٹرول ہوا کرتے تھے۔ اب یہ صورت حال نہیں ہے کہ جہاں کوئی آباد ہو ' کسی کو کوئی علم نہیں ہوتا ہے کہ کون آیا ہے ' کون گیا ہے ' جس سے تخریب کاری کا تحفظ نہیں ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ " محلہ محافظ " کا سسٹم رائج کیا جائے اور محلہ محافظ کا درجہ کم از کم پولیس کے حوالدار کے برابر ہونا چاہئے اور اسے یہ اختیار ہونا چاہئے کہ وہ اس محلہ میں کوئی اجنبی یا کسی بھی دیگر نئی صورت حال کی اطلاع وہ پولیس اسٹیشن تک یا حکام بالا تک پہنچا سکے وہ محلہ دار اس محلہ کے عوام میں سے ہونا چاہئے اور باقاعدہ تنخواہ دار ہو اور یہ چیز کئی ملکوں میں رائج ہے کہ ان کو تنخواہ دی جاتی ہے اور وہ محلہ دار اسی محلہ کے مکینوں سے ہی تنخواہ حاصل کرے تاکہ حکومت پر بوجھ نہ ہو اور اس محلہ دار کے جو فرائض ہوں ' اس میں یہ ہے کہ اس محلہ کے اندر جو بیمار ہوں یا جو بچے سکولوں میں جائیں اور جو دیگر ان کی ضروریات ہوں وہ ان کی پوری کرے یہ ایک سسٹم ہے جو کہ تخریب کاری کو روکنے کے لئے جاری کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب اسمبلی کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں ایک یہ خاصیت تھی جس کیلئے وزیر خزانہ خراج تحسین کے مستحق ہیں کہ انہوں نے pre-Budget Meeting بلا کر عوامی نمائندوں سے ان کے خیالات سنے اور ان کے مسائل ہر ڈویژن سے دریافت کئے جس کی وجہ سے ہم اپنے خیالات جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں پیش کر سکے۔ یہ بات قابل تحسین ہے یہی وجہ ہے کہ یہ بجٹ اتنا متوازن بنا ہے ' اس لئے میں خصوصی طور پر وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس صوبہ کی ایک بنیادی ضرورت جو کہ پینے کے پانی کی ہے ' اس پر خاص توجہ دی۔ محترمہ سپیکر صاحبہ! اگر آپ ہمارے پہاڑی علاقہ میں تشریف لے جائیں تو آپ

محسوس کریں گی کہ وہاں پر مستورات 6 میل سے دو دو گھڑے اٹھا کر آ رہی ہوتی ہیں۔ وہ بیچاریاں کبھی یہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھیں کہ کبھی زندگی میں ان گھڑوں کا بوجھ ان کے سروں سے ختم ہو جائے گا' مگر اس وقت موجودہ حکومت نے یہ بنیادی قدم اٹھا کر ان کے سروں سے یہ گھڑے اتروانے کی کوشش کی ہے اور اب جب ان کے سروں سے گھڑوں کا بوجھ ختم ہو گا تو یہ ان کی دعائیں حاصل کریں گے۔ اس وقت 100 کروڑ 8 لاکھ روپے پینے کے پانی کیلئے مختص کر کے حکومت نے ایک احسن قدم اٹھایا ہے۔ ہم ان کے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے پانی کا بنیادی مسئلہ حل کرنے کیلئے اتنی محنت کی ہے۔ اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ میں ایک بارانی علاقے سے تعلق رکھتا ہوں' بارانی علاقے کے بڑے گھمبیر مسائل ہیں ان میں سب سے زیادہ پینے کا پانی تھا اب موجودہ بجٹ میں اس کیلئے کافی رقم مختص کی گئی ہے۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ رقم اگر ایمانداری سے وہاں پر خرچ کی جائے تو ہمارا یہ بنیادی مسئلہ حل ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ ہمارے علاقے میں معدنیات ہیں' ان معدنیات سے استفادہ حاصل کرنا چاہئے۔ اس وقت energy crisis بہت زیادہ ہے اسی کو دور کرنے کیلئے تھرمل پاور سٹیشن لگائے جا سکتے ہیں جو کہ کوئلہ کے ذریعے بجلی پیدا کرتے ہیں' اگر ملکوں میں پہلے ہی یہ سسٹم رائج ہے اور energy crisis کو دور کرنے کیلئے یہ سسٹم رائج کیا جا سکتا ہے اور اس طرح ہم بجلی کی لوڈشیڈنگ سے بھی بچ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سی معدنیات ہیں جن سے استفادہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ پانی کے ضمن میں میں نے ایک دو گزارشات کرنی تھیں' صاحب اختیار تو اس وقت موجود نہیں ہیں بہرحال میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس وقت بجٹ میں 100 کروڑ 8 لاکھ روپے کی جو رقم مختص کی گئی ہے پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے سے جو واٹر سپلائی سکیمیں بنائی گئی ہیں ان پر مکمل طور پر عمل درآمد نہیں ہو سکتا' اس کیلئے ضروری ہے کہ ایک واٹر رورل ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنائی جائے' جو کہ پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ماتحت کام کرے تاکہ یہ رقم اچھے طریقے سے خرچ ہو سکے اور دیہاتوں کے دور دراز علاقوں تک واٹر سپلائی سکیم پہنچائی جا سکیں آجکل یونین کونسلیں واٹر سپلائی سکیمیں چلا رہی ہیں اور میرے بارانی علاقے میں یہ تمام واٹر سپلائی سکیمیں فیل ہو چکی ہیں اور ان پر لاکھوں روپے خرچ ہو چکا ہے۔ اس کے فیل ہونے کی وجہ یہی ہے کہ یونین کونسل کے چیئرمین یا یونین کونسلوں کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے کہ وہ اس سلسلے میں مشینری مہیا کر سکیں یا بروقت اس کا انتظام کر سکیں۔ اس لئے میں حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ صوبہ پنجاب کے اندر اور خاص طور پر بارانی علاقہ کے اندر

رورل ڈویلپمنٹ اتھارٹی برائے واٹر سپلائی بنائی جائے۔

محترمہ چیئرپرسن: آپ ایک منٹ کیلئے رکئے میں ایوان سے یہ گزارش کروں گی کہ خاموشی سے معزز رکن کی تقریر سنئے اور ایوان میں بدنظمی نہ پیدا کریں۔ شکریہ!

سید محمد اصغر علی شاہ: جناب سپیکر! میں یہی گزارش کر رہا تھا کہ یہ ایک بڑا اہم مسئلہ ہے کہ واٹر سپلائی سکیمیں جو کافی تعداد میں بن گئی ہیں۔ مثال کے طور پر میری ایک واٹر سپلائی سکیم ہے جس پر 70 لاکھ روپے خرچ ہو چکا ہے لیکن ابھی تک اس سے کسی گاؤں کو پانی نہیں ملا' اس کی وجہ یہ ہے کہ بار بار ان کی سکیم بدلتی رہتی ہے اور یونین کونسل اس کو نہیں چلا سکی اور اس کی وجہ سے 10 گاؤں پانی سے محروم چلے آرہے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ حکومت اس پالیسی پر غور کرے تاکہ ہم صحیح طور پر واٹر سپلائی سکیموں پر عمل درآمد کر سکیں۔ اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ .....

محترمہ چیئرپرسن: میں معزز رکن سے یہ گزارش کروں گی کہ وہ وقت کا خیال رکھیں' اس لئے اب آپ اسے Wind up کیجئے۔

سید اصغر علی شاہ: اس کے بعد بارانی علاقے کا جو سب سے اہم مسئلہ ہے وہ سمال ڈیم کا ہے کیونکہ پانی کی کمی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ وہاں پر سمال ڈیمز بنائے جائیں پانی کی کمی کو پورا کیا جائے۔ شکریہ!

جناب چیئرپرسن: جناب ملک غلام رسول شادی خیل۔

(تشریف نہیں رکھتے)

جناب ملک غلام شبیر جوئیہ

(تشریف نہیں رکھتے)

سید طاہر احمد شاہ: جناب چیئرمین صاحبہ آپ آج مجھے تقریر کیلئے وقت دیں گی یا کل؟

محترمہ چیئرپرسن: تقریر کیلئے کہہ رہے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ مجھے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع آج ملے

محترمہ چیئرپرسن: میں نے دو معزز اراکین کا نام پکارا ہے اور وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں اس لئے آپ آج ہی تقریر کر لیجئے۔ میں آپ کو تقریر کی اجازت دیتی ہوں لہٰذا آپ اپنی تقریر شروع کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: محترمہ شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر عام بحث میں اپنے خیالات کا.....

محترمہ چیئرپرسن: میں آپ سے تقریر شروع کرنے سے پہلے یہ گزارش کروں گی کہ وقت کا خیال رکھئے' ہر معزز رکن کے لئے دس منٹ مقرر ہیں تاکہ مجھے آپ کو دوبارہ یاد نہ دلانا پڑے' اس لئے اپنی تقریر کو دس منٹ میں ختم کیجئے کیونکہ میرے پاس کافی ممبران کے نام ہیں اس لئے ان کو بھی موقع دینا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب گزارش یہ ہے کہ میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ آپ اس معزز ایوان میں اراکین کی بحث میں دلچسپی کا مظاہرہ خود اپنی آنکھوں سے کر سکتی ہیں۔ دیکھئے کہ کتنے اراکین ہیں ؟ حزب اقتدار کی سیٹوں پر بیٹھنے والے لوگ کتنے ہیں اور حزب اختلاف کی طرف بیٹھنے والے اراکین کتنے ہیں' اگر آپ ان کے برابر ہمیں.....

محترمہ چیئرپرسن: ٹھیک ہے' آپ تقریر تو شروع کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: دیکھیں عام بحث میں ہم حصہ لے رہے ہیں' دس منٹ میں تو میرے لئے یہ ممکن نہیں کہ میں اپنے آپ کو اس طریقے سے اور اپنے خیالات کو اس طریقے سے مجتمع کر سکوں میں صحیح معنوں میں پنجاب کے عوام کی ترجمانی کا فریضہ ادا کر سکوں۔

محترمہ چیئرپرسن: آپ اپنی تقریر شروع کریں۔ میں آپ کو وقت زیادہ دے دوں گی۔

بیگم نجمہ تابش الوری: جناب سپیکر! میں اپنی تقریر کا حق بھی شاہ صاحب کو دیتی ہوں میرا ٹائم بھی ان کو دے دیا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ: میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! آج تیسرا روز ہے اور اس صوبائی بجٹ پر اس ایوان میں عام بحث شروع ہے سب سے پیشتر تو صوبہ پنجاب میں اسلحہ لائسنس رکھنے والے شہریوں پر' اسلحہ لائسنس کی فیس بڑھا دی

گئی ہے اس کے بارے میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ ہمارے صوبہ میں امن عامہ کی صورتحال بہت ابتر ہو چکی ہے۔ کوئی شہری بھی اپنی جان مال' عزت آبرو کو محفوظ محسوس نہیں کرتا ہے اس لئے لوگوں نے اور شہریوں نے اپنے دفاع کے لئے یہ ضروری سمجھا کہ ان کے پاس قانونی طور پر اسلحہ لائسنس ہونے چاہیں اور موجودہ حکومت نے ماضی میں فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی جائز ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بیشمار اسلحہ لائسنس جو ہیں وہ عوام کو جاری کئے تھے۔ اب ٹیکسز کی ماضی میں روایت یہ رہی ہے کہ جب بھی ٹیکسز میں اضافہ کیا جاتا ہے تو اس میں بتدریج کچھ فیصد اضافہ کیا جاتا ہے تاکہ عوام پر اور مخصوص طبقہ پر مالی طور پر زیادہ بوجھ نہ پڑ سکے۔ اب کئی گناہ فیس کی شکل میں ٹیکس بڑھا دیا گیا ہے جس سے میں اس خدشے کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت پنجاب فیس میں اضافہ پر نظرثانی نہیں کرتی تو اس صورت میں چونکہ عام شہری جو ہے پہلے ہی direct یا indirect ٹیکسز کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے مزید ان میں استطاعت نہیں ہے کہ کسی بھی صورت میں ان کے ذاتی مالی بجٹ پر بوجھ پڑ سکے۔ اس سے میں اس خدشے کا اظہار کرتا ہوں کہ جس طریقے سے متمول طبقہ' سماج دشمن عناصر' بااثر افراد ناجائز طور پر بغیر کسی قانونی جواز کے' بغیر کسی لائسنس کے وہ آٹومیٹک کلاشنکوف جیسے مہلک ہتھیار جو ہیں بغیر لائسنس کے رکھتے ہیں جس سے صوبہ کے عوام میں اپنے جان و مال کے تحفظ کی خاطر ناجائز اسلحہ رکھنے کا رجحان بڑھ جائے گا۔

اب میں دوسری طرف آتا ہوں چونکہ حکومت پنجاب کی طرف سے کاروں پر اور کاروں کی مختلف اقسام پر روڈ ٹیکس یا جسے عرف عام میں ٹوکن ٹیکس کہا جاتا ہے' میں سالانہ بہت زیادہ اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جہاں تک 1000 سی سی تک انجن پاور کی گاڑیوں کا مسئلہ ہے وہاں پر تو انہوں نے موجودہ جو ٹیکس کی شرح ہے وہ رائج کر دی ہے اب 1300 سی سی پر 500 روپیہ سالانہ ٹیکس کر دیا ہے اور 1300 سی سی سے اوپر کی گاڑیاں جو ہیں ان پر ایک دم 384 کی بجائے 1000 روپے ٹیکس کے نافذ کرنے کا اعلان کیا گیا ہے اور اب کوئی بھی اس معزز ایوان کا ذی شعور شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا ہے کہ بہت چند ایسے لوگ ہیں جو کہ نئی گاڑیاں جو کہ 1300 سی سی سے زائد انجن کے پاور کی ہیں وہ رکھتے ہیں' بلاشبہ 5 لاکھ' 6 لاکھ' 10 لاکھ' 15 لاکھ' 20 لاکھ' 25 لاکھ کی گاڑیاں بھی متمول افراد کے پاس موجود ہیں۔ اگر ان کی اقسام پر یہ ٹیکس لگا دیا جاتا تو ہمیں اس میں کوئی حیرانی نہ ہوتی' مگر حکومت پنجاب نے اس حقیقت کو فراموش کر دیا ہے کہ ہمارے سرکاری ملازمین میں سے ایسے طبقے بھی ہیں اور عوام میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے ذرائع آمدن

محدود ہیں مگر وہ اپنے ذاتی ضروریات کے لئے 1300 سی سی سے زائد انجن کے پاور کی گاڑیاں جو کہ پرانی گاڑیاں ہیں مثلاً ٹیوٹا کی گاڑیاں ہیں ' 1974ء میں درآمد شدہ ہیں ' 1970ء میں ہیں ' 1967ء کی ہیں۔ 1500 سی سی ہیں ' 1600 سی سی ہیں اور 2000 سی سی کی ہیں اور اس میں لوگوں نے بڑی گاڑیاں جو کہ آج کل اکنامیکل نہیں ہیں بہت سستی ملتی ہیں اور تھوڑی آمدن رکھنے والے لوگوں نے وہ پرانی گاڑیاں خرید کر ان میں ڈیزل انجن جو ہیں وہ رکھ لئے ہیں۔ اب جس گاڑی کی قیمت ایک طرف تو 1000 سی سی کی گاڑی جو کہ نسان ہے یا سوارو ہے یا اس قسم کی دوسری گاڑیاں ہیں آج اگر نئی گاڑی 1000 سی سی کی نسان خریدتے ہیں تو اس کی قیمت مارکیٹ میں تقریباً سوا دو لاکھ روپے کے برابر ہے اگر سوارو خریدتے ہیں تو اس کی قیمت پونے دو لاکھ یا دو لاکھ کے قریب ہے۔ حتیٰ کہ اگر پاکستان میں سی کے ڈی فام میں جو گاڑی 800 سی سی سوزوکی اسمبل ہوتی ہے اس کی قیمت بھی ایک لاکھ روپے سے زائد ہے۔ ایسے لوگ جن کی آمدن کم ہے اپنے بچوں کو جوں توں کرکے تعلیم دلانے کے لئے بچوں کو سفر کرانے کے لئے ' اپنی سفری ضروریات محدود آمدن ہونے کے باوجود پوری کرنے کے لئے ان کی گاڑیوں کی قیمت تو 50 ہزار روپیہ ہے بلکہ 50 ہزار روپے سے بھی کم ہے ایسی بڑی گاڑیاں جو پرانی ہیں جن کی انجن پاور تو 1300 سی سی سے زائد ہے مگر آپ کو 15 ہزار میں بھی ایسی گاڑیاں مارکیٹ میں چلتی ہوئی نظر آئیں گی تو یہ ان لوگوں کے ساتھ بہت ہی ناانصافی اور زیادتی ہے کہ ایسے طبقے پر بھی بلاامتیاز ان کو ٹیکس زد میں لایا جائے۔ ان کی آمدن مزید اخراجات کی متحمل نہیں ہو سکتی ہے۔ پھر اس سے ایک اور بھی خدشہ ہے کہ یہ جو بڑے باوسائل لوگ ہیں جن سے ایک ہزار روپیہ روڈ ٹیکس کی شکل میں سالانہ لیا جاتا ہے ان کی اکثر و بیشتر گاڑیاں دوسرے صوبوں کی رجسٹریشن شدہ ہیں اور پھر وہ کیا کریں گے اس ٹیکس کو evade کرنے کے لئے دوسروں صوبوں میں وہاں پر ان کی روڈ ٹیکس کی ادائیگی کریں گے اور اس طریقے سے پنجاب کے مالی خزانہ میں بہتری ہونے کی بجائے الٹا پنجاب کو نقصان ہونے کا احتمال ہے تو میں جناب چیئرمین صاحب! آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ ایسے طبقات پر جنکی آمدنی کم ہے جن کی گاڑیاں کم قیمت کی ہیں جو پرانے ماڈل کی ہیں جن پر maintenance کے اخراجات بھی بہت زیادہ ہیں ان کو ان ٹیکسوں سے مستثنیٰ قرار دیا جانا چاہئے اور میں آپ کی وساطت سے معزز اراکین اسمبلی سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ میری ان گزارشات پر سنجیدگی کے ساتھ غور کریں اور اگر میری گزارشات درست ہیں تو عوام کے مفاد کے لئے چھوٹے اور درمیانے طبقے کے مفاد کے لئے میری ان

گزارشات پر غور کرنا چاہئے اور ان ٹیکسز میں کمی کرنی چاہئے۔ اب محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! بجٹ پنجاب کی حکومت نے پیش کیا ہے۔ ہماری طرف سے جائز تنقید کی جا رہی ہے اور سرکاری بینچز کے ارکان کی طرف سے ملے جلے ردعمل کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے جو ارکان اسمبلی اس وقت ایوان میں موجود ہیں اور ان کی وساطت سے جو ارکان اسمبلی اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں میں ان کی توجہ آئین پاکستان کے آرٹیکل نمبر 160 کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور میں اس کو verbatim پڑھ کر سناتا ہوں۔ یہ آئین کے آرٹیکل 160 کا پیرا نمبر 1 ہے۔ 107

Article 160.

(1) Within six months of the commencing day and thereafter at intervals not exceeding five years, the President shall constitute a National Finance Commission consisting of the Minister of Finance of the Federal Government, the Ministers of Finance of the Provincial Government, and such other persons as may be appointed by the President after consultation with the Governors of the Provinces.

(2) It shall be the duty of the National Finance Commission to make recommendations to the President as to :-

(a) the distribution between the Federation and the Provinces of the net proceeds of the taxes mentioned in clause (3);

(b) the making of grants-in-aid by the Federal Government to the Provincial Governments;

(c) the exercise by the Federal Government and the Provincial Governments of the borrowing powers conferred by the Constitution; and

(d) any other matter relating to finance referred to the Commission by the President.

(3) The taxes referred to in paragraph (a) of clause (2) are the following taxes raised under the authority of (Majlis-e-Shoora) Parliament, namely :-

(i) taxes on income, including corporation tax, but not including taxes on income consisting of remuneration paid out of the Federal Consolidated Fund;

(ii) taxes on the sales and purchases of goods imported, exported, produced, manufactured or consumed;

(iii) export duties on cotton, and such other export duties as may be specified by the President;

(iv) such duties of exercise as may be specified by the President; and

(v) such other taxes as may be specified by the President.

108

(4) As soon as may be after receiving the recommendations of the National Finance Commission, the President shall, by Order, specify, in accordance with the recommendations of the Commission under paragraph (a) of clause (2), the share of the net proceeds of the taxes mentioned in clause (3) which is to be allocated to each Province, and that share shall be paid to the Government of the Province concerned, and, notwithstanding the provision of Article 78 shall not form part of the Federal Consolidated Fund.

(5) The recommendations of the National Finance Commission, together with an explanatory memorandum as to the action taken thereon, shall be laid before both Houses and the Provincial Assemblies.

(6) At any time before an Order under clause (4) is made, the President may, by Order, make such amendments or modifications in the law relating to the distribution of revenues between the Federal Government and the Provincial Governments as he may deem necessary or expedient.

(7) The President may, by Order, make grant-in-aid of the revenues of the Provinces in need of assistance and such grants shall be charged upon the Federal Consolidated Fund."

اب چیئرمین صاحبہ ' جو 1974ء میں آخری نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ دیا گیا تھا۔ 1974ء میں اس کے مطابق صوبہ بلوچستان اور صوبہ سرحد کو deficit province show کیا گیا تھا۔ اور ان کو خسارہ میں ہونے کی وجہ سے 5 کروڑ روپیہ صوبہ بلوچستان اور 10 کروڑ روپیہ صوبہ سرحد کو دینے کی قومی مالیاتی کمیشن نے سفارش کی تھی۔ اب 1978ء میں پانچ سال کے عرصہ کے بعد کے نیشنل فنانس کمشن پھر ترتیب دیا جانا تھا اس نے پانچ سال کے لئے 1978ء میں قومی مالیاتی کمشن جو تشکیل دیا گیا اس نے کوئی ایوارڈ نہیں دیا۔ اب 85۔ 1984ء میں نیشنل فنانس کمشن کو پھر ترتیب دیا گیا' مگر اس نے ابھی تک اپنا کوئی ایوارڈ صوبوں اور مرکز میں محاصل کی تقسیم کے بارے میں ایوارڈ کی سفارشات نہیں کی ہیں۔ اس لئے اب صوبہ بلوچستان کی طرح ' صوبہ سرحد کی طرح ' پنجاب اور سندھ کی جو صوبہ جات ہیں وہ بھی خسارے کا بجٹ پیش کر رہے ہیں اور انہیں خسارے کا سامنا ہے۔ اب میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ حکومت پنجاب نے آئین کے آرٹیکل نمبر 160 کے تحت جو مالی حقوق ہمارے صوبہ کو دیئے تھے وہ اب تک حاصل کرنے میں حکومت پنجاب ناکام کیوں رہی ہے۔ ان سفارشات کے موجود نہ ہونے کی وجہ سے میں یہ کہتا ہوں کہ اور شائد آپ کو اس بات پر تعجب ہوگا کہ حکومت پنجاب نے جو خسارے کا بجٹ پنجاب اسمبلی میں پیش کیا ہے نہ تو ارکان اسمبلی نے ' ارکان اسمبلی سے میری مراد قوم کے منتخب نمائندوں کی ہے حالانکہ ٹیکسیشن کا مسلمہ اصول ہے کہ No taxation without recommendation لیکن یہاں ہماری تو بات ہی اور ہے۔ ہمیں تو اس میں شامل ہی نہیں کیا گیا' مگر میں اس بات کو ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ جو صوبائی حکومت نے بجٹ پیش کیا ہے یہ ہمارے صوبے کی نوکر شاہی یا افسر شاہی یا بااختیار افسران کی ٹیم نے مرتب نہیں کیا ہے۔ یہ جو بجٹ ہے یہ مرکزی حکومت نے تیار کرکے صوبائی حکومت کے ذریعے اس ایوان میں پیش کیا ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بجٹ ایوان میں ہمارے سامنے پیش نہیں کیا گیا بلکہ اس بجٹ کے سامنے ' جو کہ مرکز سے نازل کیا گیا ہے اور جو مرکز نے ترتیب دیا ہے ہمیں اس کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے کہ ہم میں سے کچھ اس کی حمایت میں تقاریر کریں اور کچھ مخالفت کریں۔ اس وجہ سے ہمارے صوبے کی مالی خودمختاری متاثر ہو گئی ہے۔ جب مالی طور پر کوئی صوبہ خود مختار نہیں ہو گا خود مختاری سے بجٹ سازی نہیں کر سکے گا وہ اپنے عوام کی بہتری کے لئے کچھ نہیں کر سکتا ہے چونکہ اب محترم قائد ایوان جناب میاں محمد نواز شریف بھی اتفاق سے دوران

تقریر تشریف لا چکے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے نہایت ادب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ ازراہ کرم اس معزز ایوان کے ارکان کو اس بات کی وضاحت کریں کہ صوبائی حکومت آئین کے آرٹیکل نمبر 160 کے تحت اپنے مالیاتی حقوق اور محاصل کا تحفظ کرنے میں اس وقت تک کیوں ناکام رہی ہے۔ اگر ہماری حکومت آئین کے اس آرٹیکل کے تحت اپنے مالیاتی حقوق کا تحفظ کرتی تو ہمیں خسارے کا بجٹ پیش کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اب جناب چیئرمین صاحبہ ....

محترمہ چیئرپرسن: اب آپ تھوڑے وقت میں تقریر ختم کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: دیکھیئے چیئرمین صاحبہ! میں نے تو کبھی چیئر کی حکم عدولی نہیں کی ہے، مگر میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ اگر میری باتیں عوام کے مفاد میں ہیں اگر صحیح چیزوں کی ہم لوگ نشاندہی کرتے ہیں تو ہماری حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔ میرے پاس بہت سے پوائنٹس ہیں اور وہ بھی چند پوائنٹس ہیں وگرنہ یہ ہے کہ اگر میں تمام پوائنٹس پر تفصیل سے گفتگو کرتا چلوں تو میرا خیال ہے کہ نہ صرف اس اسمبلی کے اوقات کار ختم ہو جائیں گے بلکہ شاید پوری رات بھی بیت جائے گی مگر میرے دلائل ختم نہیں ہوں گے۔ میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ آپ نے مجھے حکم دیا ہے اور اجازت دی ہے۔ اب بھی مجھے اجازت دیجئے کہ میں مختصر ترین الفاظ میں اپنے پوائنٹس بیان کروں۔ ممکن ہے، میں ایک بات اپنی دیگر گزارشات سے ہٹ کر کہنا چاہتا ہوں۔ جناب محترم قائد ایوان جناب میاں محمد نواز شریف سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پہلی مرتبہ میاں محمد نواز شریف صاحب فیصل آباد میں ایک جلسہ عام میں تقریر کرنے کی غرض سے وہاں پر گئے تھے تو اب تقریباً ڈیڑھ سال کے بعد حکومت پنجاب نے اور پاکستان کے وزیراعظم نے کاروں کے سلسلے میں ہدایات جاری کی ہیں۔

جناب والا! پاکستان کے وزیراعظم نے کاروں کے سلسلے میں جو ہدایات جاری کی ہیں اور ٹرانسپورٹ کی سرکاری سطح پر پالیسی کا اعلان کیا ہے۔ اگر ریکارڈ اٹھا کر دیکھا جائے تو پنجاب میں سے سب سے پہلے میں نے اس بات کا مطالبہ کیا تھا اور وزیراعلیٰ صاحب کی توجہ اس کی طرف مبذول کروائی تھی۔ اب چند دن پہلے کی بات ہے جب مجھے ضمنی بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع دیا گیا۔ اس وقت بھی میں نے بڑی اور لمبی کاروں کی درآمد اور پھر چھوٹی کاروں کے استعمال اور ان کے فوائد کے بارے میں اس ایوان میں بات کی تھی مجھے خوشی ہے کہ چند دن کے بعد اس پر عمل درآمد کیا گیا ہے۔

میری طرف سے دو مرتبہ عوام کے مفاد میں حکومت کے مفاد میں ' ملک کے مفاد میں جو تجویز پیش ہوئی تھی اس پر عمل درآمد کیا گیا ہے۔ ہمیں تقریریں کرنے کا شوق نہیں ہے ' ہم تقریریں بہت کرتے ہیں ' مگر ہم یہاں پر ایسی باتیں ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں جو کہ ہماری حزب اختلاف کے ارکان کی ذمہ داری ہوتی ہے ' ہم یہاں پر پوری ذمہ داری سے بات کرنا چاہتے ہیں شخص عقل کل نہیں ہوتا' انسان پھر انسان ہے ' انسان سے غلطی ہو سکتی ہے ' انگریزی میں کہتے ہیں کہ To err is human ہو سکتا ہے کہ حکومت نادانستہ طور پر ' دانستہ طور پر کے الفاظ میں چھوڑ دیتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن: آپ اصل بات کی طرف آئیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! آپ ذرا مائیک میں بات کریں آپ کی بات کی بالکل سمجھ نہیں آرہی۔

محترمہ چیئرپرسن: راہی صاحب! میں آپ کی بات سنتی ہوں اور میں اب مائیک میں بات کروں گی۔ میں شاہ صاحب سے یہ کہہ رہی تھی وہ to the piont بات کریں اور اپنی تقریر کو ختم کریں کیونکہ میں نے کافی ٹائم ان کو دے دیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: دیکھیں جی اگر آپ مجھ پر مہربانی نہیں کرسکتیں تو نہ کیجئے۔ میں اس ایوان کے قواعد و ضوابط سے اور روایات سے بخوبی واقف ہوں ماضی میں یہ ہوتا رہا ہے کہ حزب اختلاف کے اراکین کو نسبتاً" زیادہ وقت دیا جاتا رہا ہے۔ اگر آپ یا اس معزز ایوان کے اراکین یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ میں نے ایک محدود وقت میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا ہے تو پھر محترمہ میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن: میں آپ کو اپنی بات مکمل کرنے کے لیے دس منٹ مزید دیتی ہوں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! اکٹھے ہی دس منٹ دے دیئے۔

جناب چیئرمین: مداخلت نہ کریں۔ اور شاہ صاحب اپنی بات مکمل کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: چیئرمین صاحب میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھ پر شفقت فرمائی ہے' اب جب بھی آپ مجھے نوٹس دیں گی میں اپنی بات کو ختم کروں گا۔ یہ بڑی کاروں پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ اب چونکہ یہاں پر ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب موجود ہیں' میں آپ کی وساطت سے ان سے

پھر ایک عرض کرنا چاہتا ہوں' اب پھر ان کاروں کو dispose off کیا جائیگا۔ کسی اور طریقے سے نیلام کیا جائے گا اور پھر نئی کاروں کی خریداری شروع ہو گی۔ اب میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں اور اس پر پورے دلائل دے سکتا ہوں مگر وقت کی کمی کے باعث اتنا ہی عرض کروں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو میری اس گزارش پر غور کرنا چاہیے۔ اور اگر مناسب ہو تو اس پر عملدرآمد بھی کروا دینا چاہیے۔ کہ کاروں کی خریداری میں وہ چند کاروں کو منظور کر لیں میری مراد made سے ہے اور اس کو standardise کر لیں اور اس کی اقسام کی بھی منظوری دے دی جائے تاکہ ہمارے ملک میں ان کاروں کی ایک لمبی فہرست نہ دوڑتی پھرے۔ کیونکہ اس کے آگے جو نقصانات ہوں گے ان پر میں اس لئے بحث نہیں کرسکتا یا اپنے دلائل نہیں دے سکتا کہ وقت کی کمی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں دوچار حقائق پیش کرنا چاہتا ہوں۔ بلاشبہ طول پر کوئی بھی حکومت میاں محمد نواز شریف صاحب ہوں یا ان کے predecessors ہوں یا ان کے successors ہوں کوئی بھی حکومت یہ چاہتی ہے کہ وہ عوام کی بھلائی کے لیے کام کرے۔ ہاں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ ہر حکمران اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے اور اسے طول دینے کی جدوجہد کرتا ہے یہ ہماری فطرت ہے مگر یہ حکومت چاہتی ہے کہ وہ عوام کے فائدے کی باتیں کرے۔ بعض اوقات حکمرانوں تک عوام کے مسائل نہیں پہنچ پاتے' میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے بڑے شہروں میں یا چھوٹے شہروں میں جو محصول چنگی کا نظام ٹھیکیداری کے ذریعے رائج ہے یہ ٹھیک ہے کہ ایک مقررہ رقم کارپوریشنوں یا کمیٹیوں کے خزانہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ مگر جو بھی ٹھیکیدار ہیں' اور پہلے سے منظور کئے گئے مرتب شدہ شیڈول ریٹس ہیں ان کے اپنے by laws کے مطابق ان پر صحیح معنوں میں عمل درآمد نہیں ہوتا' اور شہریوں سے ان کے مال پر وزن زیادہ شو کرکے چارج کیا جاتا ہے' شیڈول کسی کو نہیں دکھایا جاتا' شیڈول کے کم نرخوں کی بجائے شیڈول کے زیادہ نرخ اس سے چارج کئے جاتے ہیں' میں اس ضمن میں ایک بہت بڑی مثال پیش کرنا چاہتا ہوں' کہ فیصل آباد کے ترقیاتی ادارے نے ماضی میں کروڑوں روپے کے ٹیکسٹائل آئرن پائپ درآمد کئے تھے اور آئرن پائپ پر شیڈول میں چھ (6) پیسہ فی کلوگرام کے حساب سے ڈیوٹی تھی مگر اس پر واسا ایف۔ ڈی۔ اے کے منیجنگ ڈائریکٹر اور اس وقت کے میئر میونسپل کارپوریشن اور ٹھیکیدار کی ملی بھگت سے ٹیکسٹائل آئرن پائپ کو نان شیڈول آئٹم شو کرکے اٹھارہ (18) پیسے فی کلوگرام کے حساب سے زائد رقم جو کہ اٹھائیس - /28,00,000 لاکھ روپے بنتی تھی چارج کئے گئے' اور اس پر کسی نے بھی دھیان نہیں دیا۔ یہ میں ایک سرکاری ادارے

کے لاکھوں روپے کی مگرز پیش کرتا ہوں' اگر وزیر اعلیٰ مناسب سمجھیں اور اپنی طرف سے کوئی ایسی معائنہ ٹیم مقرر کریں۔ جو وہاں جا کر حالات کا جائزہ لے' جو وہاں پر روزمرہ کا غنڈہ ٹیکس لیتے ہیں' ایک ٹیکس کا تو ان کو اختیار ہے مگر وہ زائد رقم کی شکل میں شیڈول کی خلاف ورزی کی شکل میں ان شہریوں سے غنڈہ ٹیکس وصول کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ضلع کونسلوں میں جو برآمدگی ٹیکس کے ٹھیکے دے رکھے ہیں' کیونکہ ان کی حدود شہر سے چند میل کے باہر ہوتی ہے وہاں پر انہوں نے بڑے بڑے غنڈے پال رکھے ہیں اور شیڈول آئٹم جو ایک شہر سے دوسرے شہر میں جاتی ہے جسے ضلع ٹیکس کے قواعد اور ضوابط میں ٹیکس لینے کا اختیار نہیں دیا ہے' جو اشیاء بیرون ممالک سے درآمد ہو کر ایک شہر میں آتی ہیں اور وہ تجارتی طور پر ایک شہر سے دوسرے شہر میں جاتی ہیں تو اس پر ناجائز طور پر ٹیکس حاصل کرتے ہیں اور اس ٹیکس کو میں ہائی وے رہزنی کے مترادف قرار دیتا ہوں' یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اس طریقے سے کارپوریشنوں' میونسپل کمیٹیوں اور ضلع کونسلوں کے ارباب اختیار سے مل کر چونگی وصول کرنے والے ٹھیکیدار اور بلا ٹیکس چونگی وصول کرنے والے ٹھیکیدار دن دھاڑے ڈکیتیاں کرتے ہیں۔ اور حکومت کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ فوری طور اس کی تحقیقات کروائی جائے اور میں دعویٰ کرتا ہوں کہ میں یہ الزامات ثابت کرسکتا ہوں اگر میرے الزامات ثابت ہو جائیں تو ان کے خلاف باقاعدہ ڈکیتی کی بناء پر دھوکہ دہی کی بناء پر مقدمات قائم کرکے انہیں قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ عوام پر ناجائز بوجھ نہ پڑے اور اشیاء مہنگی نہ ہوں۔

اب میں یہ عرض کرنا چاہونگا جہاں پر چھوٹی کاروں کے ذریعے قوم کو اچھا incentive دیا گیا ہے وہاں میں آپ کی وساطت سے یہ مطالبہ کرنے میں بھی حق بجانب ہوں کہ حکومت پنجاب کے افسران کے جو ٹیلیفون بلز ہیں ان کے گھریلو ٹیلیفون کنکشنوں کے اور ان کے سرکاری دفاتر کے ذرا وہ مجموعی طور پر جو ہمیں انہوں نے مختلف محکموں کی صورت میں بجٹ کی دستاویزات میں personal explanation کے تحت مختلف صورتوں میں ہمارے ساتھ پیش کئے ہیں ذرا وزیر خزانہ اپنی اختتامی تقریر میں یہ بتا دیں کہ اس میں ٹوٹل کتنے اخراجات ہیں کتنے انہوں نے کام کئے۔ جب ہم ارکان اسمبلی ہیں ہمیں عوام نے منتخب کیا ہے اور عوام کی نمائندگی کا اعزاز کوئی چھوٹا اعزاز نہیں ہے ہم عوام کے نمائندے ہیں اور پبلک سرونٹس عوام کے خادم ہیں ان کے لامحدود اختیارات ہیں ان کے ٹیلیفون کھلے ہوئے ہیں جب صاحب بہادر دفتروں میں نہیں ہوتے اور آج جبکہ ہمارے ملک میں

ہمارے صوبے میں بجلی کا بحران ہے بجلی کی کمی ہے کسی بھی دفتر کا آپ معائنہ کرکے دیکھ لیں آپ کو آئر کیڈیشنرز چلتے ہوئے نظر آئیں گے اور ایک آئر کنڈیشنر ایک منٹ میں کتنی بجلی خرچ کرتا ہے اس سے ایک گھرانے کی کم از کم بجلی مہیا کی جاسکتی ہے تو میں اس طریقے سے یہ عرض کرتا ہوں کہ اس اقدام پر پوری طرح سے عملدرآمد ہو میں یہ بات بھی ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے بھی یہ کہنا چاہتا ہوں اور میں وزیر اعظم پاکستان سے بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اے وزیر اعلیٰ ہوشیار' اے وزیر اعظم ہوشیار' کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ نے مجھے پنجابی میں کہنے دیجئے' دھموڑیوں (بھڑوں) کے چھتے میں ہاتھ ڈال دیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ساری دھموڑیوں (بھڑیں) آپ پر حملہ کردیں آپ کے خلاف سازش کردیں اور یہ جو جمہوری نظام ہے اس حساب سے یہ بات منچ نہ ہو۔

محترمہ چیئرپرسن: اب آپ اپنی تقریر کو وائنڈ اپ کیجئے۔ اب کافی وقت ہو گیا ہے۔ لہٰذا اب اسے ختم کرنے کی کوشش کیجئے۔

سید طاہر احمد شاہ: اگر اجازت دیں تو میں ایک بات کہہ دیتا ہوں اگر نہیں تو میں اپنی تقریر کو ختم کردیتا ہوں میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

محترمہ چیئرپرسن: ٹھیک ہے آپ ایک بات اور کہہ دیجئے مگر اس کے بعد آپ اپنی تقریر کو ختم کردیجئے۔

سید طاہر احمد شاہ: جی۔ میں اس کے بعد ختم کردونگا۔

محترمہ چیئرپرسن ہمارے قائد ایوان وزیر اعلیٰ یہاں پر موجود ہیں اور وہ قانون کے مطابق ہمارے صوبے میں جتنے بھی ترقیاتی ادارے ہیں ان کے چیئرمین کی حیثیت رکھتے ہیں تو میں ان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ چاہے ایل۔ ڈی۔ اے ہو ایم۔ ڈی۔ اے ہو یا ایف۔ ڈی۔ اے ہو وہاں پر جو پرائیویٹ ڈویلپرز ہیں وہ اپنی کالونیز کو شعبہ پلاننگ سے پاس کروانے کے لیے چھوٹی کالونی کے لیے پچاس ہزار روپے ان کو رشوت کے طور پر دیتے ہیں اور بڑی کالونی کے لیے ان کو ایک لاکھ روپیہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کے عوض میں کیا ہوتا ہے اب قوانین میں تو یہ ہے کہ جو تیس فیصد پبلک یوٹیلٹی کے پلاٹس ہیں ان کو انہیں Mortgage کرنا پڑتا ہے مگر وہ اس کے عوض کرتے ہیں کہ ایک کاغذ سا pledge کے نام پر اس سے لکھوا لیتے ہیں اور جب وہ پوری آبادی کے پلاٹس فروخت کر دیتے ہیں تو ان کی ملی بھگت سے وہ جو پبلک purpose کے لیے ریزرو شدہ پلاٹس ہیں جو کہ اس

آبادی کے مکینوں کی قانونی طور پر ملکیت ہو جاتے ہیں وہ ان سے مل کر بعد میں چونکہ ان کی Mutation ان کے نام پر ہوتی ہے ان کو mortgage صحیح طور پر نہیں کیا جاتا وہ اس کو بیچ کر کروڑوں روپے کا فائدہ اٹھا لیتے ہیں اور اس طریقے سے ہماری شہری آبادیوں میں ہسپتالوں کے لیے اسکولوں کے لیے کالجز کے لیے پبلک پارکس کے لیے گرین بیلٹس کے لیے جو مختص شدہ زمینیں ہوتی ہیں وہ ناجائز طور پر ان کی ملی بھگت سے غائب ہو جاتی ہیں تو میں اس بات پر اپنی تقریر کو ختم کر دیتا ہوں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ چاہے وہ ایل۔ ڈی۔ اے ہو' چاہیے وہ ایف۔ ڈی۔ اے ہو' چاہے وہ ایم۔ ڈی۔ اے ہو' ان میں پرائیویٹ سیکٹر نے کالونیز پاس کروائی ہیں اس بارے میں اس بات کی تحقیقات ہونی چاہیے پبلک purpose کے لیے کتنے پلاٹس انہوں نے بیچ کھائے ہیں اور وہاں پر اسکولوں کے لیے کالجز کے لیے ڈسپنسریوں کے لیے' پبلک پارکس کے لئے بچوں کے لئے کوئی جگہ وہاں پر موجود نہیں ہے۔ محترمہ چیئرپرسن آپ کا بہت بہت شکریہ

محترمہ چیئرپرسن: جناب غلام رسول خاں۔

جناب غلام رسول خان: محترمہ چیئرپرسن آج بجٹ پر جو تقریریں ہو رہی ہیں وہ کافی دلچسپ ہیں میں ایک عرض کرونگا کہ بے حد اچھا بجٹ بنا ہے۔ اور ہماری توقعات سے بھی کہیں بڑھ کر بجٹ بنا ہے میں آپ کی وساطت سے صرف بارانی ایریا کی طرف سے عرض کرونگا کہ آبادی اور رقبہ کے لحاظ سے چالیس فیصد لوگ بارانی ایریا میں رہتے ہیں۔ وہاں حکومت کی طرف سے آبپاشی کا کوئی نظام نہیں ہے لوگ بارش سے یا اپنے ٹیوب ویل لگا کر روزی کماتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ میں سب سے زیادہ اس پر زور دینا چاہیے تاکہ وہ لوگ بے روزگار نہ ہوں اور ان کے لیے آبپاشی کا کوئی طریقہ کیا جائے۔ حالانکہ پنجاب حکومت نے ایک محکمہ آباد(ABAD) کھولا ہے۔ میں بارانی ایریا کی وجہ سے اس کا ممبر بھی ہوں' اور اس ایوان میں میرے کئی دوست بیٹھے ہیں جو اس کے ممبر ہیں' دو اڑھائی سال ہوئے ہم نے سکیمیں دیں اور ہماری ایک سکیم پر بھی عمل نہیں ہوا اس کے لیے اتنے بڑے دفتر کھلے ہیں آپ ان کی گاڑیاں دیکھیں آپ ان کا انتظام دیکھیں آپ حیران ہونگے کہ یہ محکمہ کیا کر رہا ہے لیکن دو سال سے محکمہ آباد نے ہمارے بارانی ایریا میں کوئی کام نہیں کیا تو میں اس کیلئے یہ التجا کرونگا کہ بارانی ایریا میں ٹیوب ویل لگانے کیلئے خصوصی فنڈز رکھے جائیں۔ تاکہ بارانی ایریا کے چھوٹے چھوٹے زمیندار اس سے استفادہ کر سکیں۔ حالانکہ زیر زمین پانی میٹھا ہے۔ بجلی بھی نزدیک

ہے ۔ اس سلسلہ میں میری عرض ہے کہ حکومت خود ٹیوب ویل لگائے اور جیسے نہر پر آبیانہ وصول کرتے ہیں اسی صورت میں ان لوگوں سے آبیانہ وصول کیا جائے تاکہ ان لوگوں کو اپنے ہی گھروں میں روزگار میسر ہو۔ ابھی آپ کے سامنے بارشوں کی وجہ سے تباہی ہوئی ۔ بارانی ایریا میں تو فصلوں کا کچھ بھی نہیں ملا اور وہ ایک ایک دانے کیلئے بھی ترس رہے ہیں ۔ اس کیلئے میں استدعا کرتا ہوں کہ ان لوگوں کی زیادہ سے زیادہ امداد کی جائے تاکہ وہ لوگ اپنے گھر چھوڑ کر نہ جائیں اگر خدانخواستہ اس چالیس فیصد آبادی کو اپنے گھر چھوڑنے پڑے اور ان کو کوئی کاروبار میسر نہ ہوا تو وہ لوگ کہاں جائیں گے اور یہ حکومت کیلئے بہت بڑا مسئلہ بن جائے گا جہاں وہ لوگ اپنی مدد کے تحت کام کر رہے ہیں مثلاً کوئی ٹیوب ویل لگا سکتا ہے اور کوئی نہیں لگا سکتا تو میری استدعا ہے کہ حکومت مہربانی کرے ان بارانی ایریاز میں زیادہ سے زیادہ ٹیوب ویل لگائے تاکہ وہ لوگ اپنے ہی گھر میں روزی کما سکیں اور اپنا پیٹ پال سکیں جیسے کہ میں نے عرض کی کہ محکمہ آباد کا آپ حال دیکھیں ہمارے سامنے تو وہ کہتے ہیں کہ ہر سکیم چیئرمین پی اینڈ ڈی کو برائے منظور جاتی ہے لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ ہماری طرف سے جو سکیمیں گئی ہیں محکمہ آباد نے ان میں سے ایک پر بھی عملدرآمد نہیں کیا ۔ نہ ان کا انچارج چیئرمین پی اینڈ ڈی ہے اور نہ ان کا کوئی علیحدہ کوئی محکمہ ہے تو وہاں پر اتنی بڑی بلڈنگیں بنانے اور ہمیں ان کا ممبر بنانے کا کوئی مقصد ہی نہیں اگر وہ محکمہ اس طرح ناکارہ ہے تو پھر اسے کھولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس پر کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں وہاں پر اتنی بڑی گاڑیاں ہیں کہ اگر کوئی صاحب ملاحظہ کرے ان کی گاڑیاں دیکھے اور ان کی دیکھ بھال پٹرول کا خرچ اور ان کی Output دیکھے کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور وہ محکمہ کھلا ہے وہ کیا کر رہا ہے تو میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ بارانی ایریاز کیلئے حکومت نے تو محکمہ کھول دیا ہے لیکن جب اس کے پاس فنڈز نہیں ہیں اور اس اجلاس میں جاکر ہم کوئی کام ہی نہیں کر سکتے تو اس محکمہ کو کھولنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے تو اسے بند کردینا چاہئے یا پھر اسے فنڈز مہیا کئے جائیں اور جو ممبران کہیں اس پر عمل ہو آپ خود اندازہ لگائیں ہمارے کئی لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں پورے دو سال میں محکمہ آباد والوں نے ہماری ایک بھی سکیم پر کوئی عمل نہیں کیا۔

جناب فضل حسین راہی : پوائنٹ آف آرڈر۔ محترمہ صاحبہ میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے ان کو بولنے کی اجازت دی ہوئی ہے۔ کیا آپ نے تقریر کیلئے ان کا نام لیا تھا؟

محترمہ چیئرپرسن : جی! میں نے ان کا نام لیا تھا۔

جناب فضل حسین راہی ۔: میرے خیال میں ان کا نام تو کسی نے بھی نہیں سنا۔ ہم تو یہ سمجھ رہے ہیں کہ شاید وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں ۔

محترمہ چیئرپرسن : نہیں جی ! وہ اپنی تقریر کر رہے ہیں ۔ راہی صاحب آپ اس وقت اپنے خیال میں بیٹھے تھے اور آپ نے سنا نہیں ۔

جناب غلام رسول خان : جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ بارانی ایریا کیلئے گورنمنٹ پنجاب خصوصی فنڈ مہیا کرے تاکہ جو 40 فیصد آبادی ہے اس کا کچھ نہ کچھ ذریعہ معاش کا مسئلہ حل ہو جائے ۔ آپ سات سات مرلے سکیم کیلئے کر رہے ہیں کہ اس 40٪ کیلئے آپ کہاں سے زمین پیدا کریں گے ۔ ان شہروں میں کہ آپ کر یہاں مزدوری کریں ۔ خدانخواستہ اگر گورنمنٹ نے اس کی طرف توجہ نہ دی تو پھر یہ مسئلہ ہماری حکومت کیلئے سنبھالنا ہی مشکل ہو جائیگا ۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ خصوصیت سے اس کی طرف توجہ دی جائے اور اس کیلئے فنڈز دیئے جائیں ۔

جناب والا! تعلیم کے مسئلہ کے متعلق عرض کروں گا کہ میری اپنی تحصیل عیسیٰ خیل میں جس سے آپ بھی بخوبی واقف ہیں کہ جتنے بھی ہمارے ہائی سکولز ہیں سوائے ایک دو کے علاوہ باقی تمام میں تین سال سے کوئی ہیڈماسٹر نہیں ہے ۔ سٹاف کی حالت دیکھیں دو یا چار کے علاوہ مجھے کوئی نظر نہیں آیا اور نہ کوئی سہولت ہے ۔ اس تعلیم سے تو بہتر ہے کہ وہ بھیڑ بکریاں چرائیں ۔ جب گورنمنٹ تعلیم دیتی ہے تو اس کا صحیح انتظام ہونا چاہئے کہ سٹاف پورا ہو ہر سہولت مہیا ہو۔ جب ہمارا بچہ داخلے کیلئے آتا ہے تو اس وقت میرٹ کیلئے کہتے ہیں کہ اس کو داخلہ نہیں ملتا۔ وہاں کوئی ہیڈماسٹر نہیں ہے کوئی ماسٹر نہیں ہے تو ہمارے بچے میرٹ پر کیسے آئیں گے۔ اس کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ سٹاف پورا کیا جائے تاکہ بچے تعلیم لے سکیں پھر وہ میرٹ پر آئیں گے ۔ جب امتحان کی باری آتی ہے تو ہم میرٹ پر آتے ہیں جب ہم ماسٹر مانگتے ہیں تو وہاں کوئی ماسٹر نہیں جاتا اور جواب ملتا ہے کہ وہاں کوئی جانے کو تیار نہیں ۔ اگر وہاں آپ کا سٹاف نہیں جاتا تو خدا کیلئے ہمیں یہاں پلاٹ دے دیں تاکہ ہم بھی لوگوں کو یہاں لے آئیں ۔ شہروں میں آکر آباد ہوں تاکہ وہ یہاں تعلیم حاصل کریں ۔ جہاں سرکاری ملازم گورنمنٹ کے خزانے سے تنخواہ لیتا ہے اور تعلیم پر آپ دیکھیں اربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں جب اتنی بے بسی ہے کہ وہاں پر کوئی سٹاف نہیں بھیج سکتے تو کم از کم ان بچوں کو تو یہاں داخلہ مل جائے ۔ جب داخلے کیلئے آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ میرٹ پر نہیں آئے ۔ یہ ہمارے لئے

بہت بڑا مسئلہ بن گیا ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ مہربانی فرما کر اس طرف توجہ فرمائی جائے ۔

جناب سعید اکبر خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ محترمہ چیئرپرسن صاحبہ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ شادی خیل کے آدمی نے کل بھی بجٹ پر تقریر کی ہے ۔

جناب غلام رسول خان : جناب والا! میرے دوست کبھی کبھی حاضری لگانے آتے ہیں ۔ آپ کو مغالطہ ہے بجٹ پر کوئی تقریر نہیں کی ۔ آپ لوگ حاضری لگانے آتے ہیں ۔ کسی کا قصور نہیں ہے ۔

محترمہ چیئرپرسن : سعید صاحب ان کو تقریر کرنے دیجئے۔

جناب غلام رسول خان : جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ تعلیم کے معاملے میں ہمارے دیہات کی حالت اتنی خستہ ہے کہ دن بدن بجائے اچھی ہونے کے خراب ہو رہی ہے کیونکہ دیہاتوں میں آپ کا کوئی استاد نہیں جاتا۔ میرے پانچ ہائی سکول ایسے ہیں جن میں تین سال سے کوئی ہیڈ ماسٹر نہیں ہے۔ اس طرح ایک سال ہوا کرموشانی میں ہائی سکول کو اَپ گریڈ کیا اور ہائر سیکنڈری کا درجہ دیا۔ جناب قائد ایوان نے مہربانی کی اور انہوں نے اس کی منظوری دی ۔ ایک سال سے وہاں کوئی پرنسپل نہیں ہے ۔ وہاں اس طرح اس کو کھولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ اس سے تو بہتر ہے یا ہمیں سٹاف پورا کیا جائے یا ان سکولوں کو بند کیا جائے ۔

جناب والا! اس طرح میں صحت کے بارے میں عرض کروں گا کہ اتنا بڑا بجٹ صحت کا آپ کے سامنے ہے ۔ خدا کا فضل ہے کہ گورنمنٹ صحت پر اتنا خرچ کر رہی ہے ۔ تو مجھے یہ اندازہ نہیں کہ ہمیں روتے روتے اڑھائی سال ہو گئے ہیں پوری تحصیل عیسیٰ خیل میں کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے ۔ ہمیں یہ بھی پتہ نہیں کہ ہم کہاں کی مخلوقات ہیں۔ پوری تحصیل کیلئے اڑھائی سال سے رو رو کر جناب وزیر صحت کو کہا چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں عرض کی' سیکرٹری صاحب کو کہا لیکن یہ بے بسی کا اظہار کر رہے ہیں کہ وہاں کوئی جاتا نہیں ۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ ایک ملازم جو ان کی مرضی سے نہیں جاتا پھر وہ لوگ کہاں جائیں یا ہمیں کوئی رستہ بتائیں کہ ان لوگوں کو یہاں لے آؤ۔ تو ہسپتالوں کیلئے وہ لوگ یہاں آجائیں۔ پوری تحصیل سے آپ بخوبی واقف ہیں کہ اڑھائی سال سے کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے ۔ جہاں چار پانچ ہسپتال ہیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جہاں آپ اتنا بڑا بجٹ بناتے ہیں خدا کیلئے جو 40 فیصد آبادی ہے آپ اس کو بھی مدنظر رکھیں ۔ آپ اس طرف نہ جائیں کہ ہم شہر میں بیمار کو لے کر آئیں۔ 300 میل سے بیمار کیسے شہر میں آئے گا ۔ یہ مقصد نہیں کہ وہاں لیڈی

ڈاکٹر نہیں جاتی ۔ یہ گورنمنٹ کا کام ہے ۔ یہ چاہے جو مرضی آئے کرے یا ان لوگوں کو شہر میں لے آئیں یا وہاں لیڈی ڈاکٹر تعینات ہوں ۔ ان کو آرڈر کریں ۔ یہ تو کوئی جواز نہیں کہ وہاں کوئی جاتا نہیں ۔ جواب ملتا ہے آپ پتہ کریں کہ لیڈی ڈاکٹر کہاں رہتی ہے یہ میرا کام نہیں کہ میں لیڈی ڈاکٹر پیدا کروں میں اس کے لئے یہی عرض کروں گا کہ باربار یہاں رونے کا مقصد یہ نہیں کہ تقریر ہو گئی۔ ووٹر نے سن لیا کہ فلاں نے بات کر لی اس پر عمل ہونا چاہئے اور موجودہ دور میں مسلم لیگ کی حکومت جہاں اتنے دیہات میں سب کچھ کر رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں جہاں ہمارے لئے واٹر سپلائی ہے خدا کا فضل ہے کہ موجودہ مسلم لیگ نے ہماری توقع سے بھی زیادہ لوگوں کی خدمت کی ہے ۔ اس بجٹ میں پیسے بھی دیئے اور وہاں کام بھی شروع ہوا ۔ جہاں عمارتیں بنائی ہیں وہ بالکل بیکار پڑی ہیں ۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ مہربانی فرما کر اس پر فوری عمل کیا جائے۔

چودھری محمد صدیق سالار : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! انہوں نے اپنی تقریر میں جتنی مشکلات بیان کی ہیں وہ میں نے دیکھی ہیں ۔ واقعی درست ہیں ۔ مگر میں ایک بات چونکہ وزیر خزانہ یہاں موجود ہیں میں ان سے درخواست کروں گا کہ شیخوپورہ سے لیکر فیصل آباد تک مرنے والوں کی تعداد بھی گن لیں اس کیلئے سڑک کو ڈبل کیوں نہیں بنایا جاتا۔

محترمہ چیئرپرسن : جناب غلام رسول صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں اور اس بات کا بھی خیال کیجئے کہ آپ کا وقت ختم ہونے والا ہے ۔ آپ اپنی تقریر کو ختم کیجئے ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب چیئرمین چودھری صدیق سالار صاحب نے بات تو بہت اچھی کی ہے مگر یہ پوائنٹ آف آرڈر تھا یا تجویز تھی ۔

محترمہ چیئرپرسن : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔

چودھری محمد صدیق سالار : میں سمجھتا ہوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا اور اس بات کی خوشخبری فیصل آباد والوں کو دیتا ہوں کہ بجٹ میں یہ سڑک موجود ہے ۔

محترمہ چیئرپرسن : میں آپ سے درخواست کروں گی کہ غیر ضروری مداخلت ہاؤس میں مت کریں۔ اور آپ جناب غلام رسول صاحب کو تقریر ختم کرنے دیں ۔ آپ اپنی تقریر کو ختم کریں ۔

جناب غلام رسول خان : محترمہ چیئرپرسن صاحبہ ہمارے ہاؤس میں تو ایک روایت ہو گئی ہے کہ

مخصوص ہمارے ممبر صاحب آتے ہیں اور وہ خواہ مخواہ مداخلت کرتے ہیں ۔ شکر ہے کہ اخبار والے ہمارے فوٹو نہیں کھینچ رہے ہیں ۔ یہ بھی اچھی بات ہے کہ اخبار والے بلاوجہ فوٹو نہیں کھینچ رہے۔ ورنہ کئی ہمارے دوستوں کو عادت ہے کہ انہوں نے مداخلت کرنی ہوتی ہے ۔

جناب والا ! میں اسی بات پر پھر عرض کروں گا اور بارانی ایریا کی طرف پھر آتا ہوں ۔ جناب والا! سب سے پہلے انسان کیلئے روٹی کا مسئلہ ہے ۔ جب ان لوگوں کے پاس روٹی کمانے کیلئے کوئی ذریعہ نہیں ہوگا تو ہسپتال اور سکول یہ بعد کا مسئلہ ہے ۔ سب سے پہلا مسئلہ ہمارا روٹی کمانے کا ہے ۔ آباد کیلئے جہاں اتنا بڑا محکمہ کھولا ہے یا تو اس کو بند کیا جائے یا جو ہمارے لئے محکمہ کھولا گیا ہے اس کو فنڈز مہیا کئے جائیں۔ اس کا علیحدہ بجٹ بارانی کا ہونا چاہئے کہ یہ محکمہ آباد کے فنڈز اور فلاں فلاں سکیمیں آئی ہیں یا تو اس محکمہ کو بند کریں تاکہ ان سے ہم کوئی اور ذریعہ مانگیں ۔ مثلاً 60٪ کیلئے آپ کروڑوں اربوں روپیہ نہروں پر لگاتے ہیں نی ایکڑ جو نہر پر خرچ آتا ہے ہمیں ٹیوب ویل کیلئے پیسے دیں تاکہ ہم اپنے ٹیوب ویل لگائیں اس کیلئے سہولت ہمیں دی جائے۔

محترمہ چیئرپرسن : آپ اپنی تقریر جلد ختم کریں ۔

جناب غلام رسول خان : میں جلدی اپنی بات ختم کر رہا ہوں ۔ جناب والا! اسی صوبہ کے ہم باشندے ہیں ۔ یہاں نہروں پہ آپ اربوں روپیہ لگاتے ہیں جو نی ایکڑ خرچ نہر کا آتا ہے گورنمنٹ اس نی ایکڑ کے حساب سے زمیندار کو ٹیوب ویل کیلئے پیسے دیں اور وہ اپنا ٹیوب ویل لگائے ۔ وہ سہولت ہمیں برابر ملنی چاہئے جو پورے پنجاب میں پورے صوبے میں دیتے ہیں ۔ ہم اپنے ٹیوب ویل لگائیں گے ۔ گورنمنٹ ہماری امداد کرے ۔ ہمیں بلاسود قرضہ دے اور آسان قسطوں میں وصول کرے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ چیئرپرسن: راہی صاحب ' ان کی بات ختم ہو گئی ہے ۔ آپ رہنے دیجئے ۔

جناب غلام رسول خان : انشاء اللہ ہم یہاں ہیں ۔ آپ پھر آئیں ۔ بلکہ حزب اختلاف کے لئے تو خدا کا فضل ہے ' ایک ایک گھنٹہ ملتا ہے ۔ آپ اپنا کام تو کریں ۔ میں اسی پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مہربانی کی اور مجھے وقت دیا ۔ ایوان نے میری چند باتیں سنیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ' میں توقع رکھتا ہوں کہ اس پر کچھ نہ کچھ عمل درآمد ہوگا۔ سابقہ تجربہ یہی ہے کہ ہم دو سال سے رو رہے ہیں ۔ ہماری کسی نے نہیں سنی ۔ خدا کرے !کہ آج کا رونا کارآمد ثابت ہو۔ شکریہ ۔

محترمہ چیئرپرسن: نوابزادہ مظفر علی صاحب

نواب زادہ مظفر علی: محترمہ سپیکر صاحبہ' کچھ شخصیات ایسی باصلاحیت ہوتی ہیں کہ زندگی کے ہر شعبے میں ان کی کارکردگی نمایاں ہوتی ہے۔ یہاں پر میری مراد پنجاب کے وزیر خزانہ سے ہے کہ تعلیم کے میدان میں اپنے جوہر دکھانے کے بعد انہوں نے خزانے کے شعبے میں بھی اپنی صلاحیتوں کو منوایا اور ایک ایسا مثالی اور ریکارڈ بجٹ پیش کیا ہے جو قابل مبارکباد ہے۔ اس کے ساتھ میں جناب وزیراعلیٰ کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جن کی رہنمائی میں ایک ایسا بجٹ پیش کیا گیا جس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا اور ہماری ترقیاتی سکیموں پر اور رفاہی اور فلاحی کاموں پر توجہ دی گئی۔ خاص طور پر وزیراعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کی روشنی میں جو ترقیاتی منصوبہ جات مختلف شعبوں میں مرتب کئے گئے ہیں .....

سید طاہر احمد شاہ: محترمہ چیئرپرسن' اگر یہ پانچ نکات کی ایک دو تین چار گن کر وضاحت کر دیں تو بڑی اچھی بات ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: آپ اپنی تقریر جاری رکھئے۔

نواب زادہ مظفر علی: میں آپ کی وساطت سے شاہ صاحب کو عرض کروں گا کہ میری بات تو ابھی جاری ہے۔ اس میں شاید انہیں پانچ نکات کے متعلق بھی معلوم ہو جائے۔ ابھی انہوں نے بڑی جلدی کی ہے۔ تو میں پانچ نکات کی بات کر رہا ہوں۔ تو ان میں سے تعلیم' صحت' بجلی' سڑکیں اور صاف پینے کے پانی کی فراہمی کے لئے جو منصوبہ جات دیئے گئے ہیں اور میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے اپوزیشن کے اراکین بھی اس کو محسوس کرتے ہیں لیکن چونکہ یہاں بیٹھ کر ان کے فرائض میں تنقید شامل ہے اس لئے انہیں تنقید ہی کرنی چاہئے۔ پانچ نکاتی پروگرام کے تحت خاص طور پر' چونکہ میں دیہات کا نمائندہ ہوں اور میں جانتا ہوں' ہمارے دیہات کی کایا پلٹ رہی ہے اور یہ بات بالکل' سب پر اظہر من الشمس ہے کہ جو ترقی ان دو سالوں میں دیہات میں ہوئی ہے وہ پچھلے چالیس سالوں میں ملا کر بھی اس کے برابر نہیں بنتی۔ یہاں ایک عام طور پر اعتراض کیا گیا ہے کہ بجٹ میں ترقیاتی اور غیر ترقیاتی کا تناسب ٹھیک نہیں۔ اگر ہم اس کو Strict Sense میں دیکھیں تو واقعی غیر ترقیاتی بجٹ میں جو رقوم مختص کی گئی ہیں وہ زیادہ ہیں لیکن ان میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کو غیر ترقیاتی ہوتے ہوئے بھی میں ترقیاتی سمجھتا ہوں۔

مثلاً جب سکولوں کا اجراء ہوگا ' سکولوں کا درجہ بڑھایا جائے گا ' صحت کے مراکز قائم کئے جائیں گے تو اس کے لئے اساتذہ ' ڈاکٹر اور ضروری عملہ آپ رکھیں گے تو لازمی طور پر غیر ترقیاتی اخراجات ان معنوں میں بڑھیں گے لیکن اصل میں اگر دیکھا جائے تو وہ بھی ترقیاتی اخراجات ہی ہیں ۔ اسی طرح زراعت کے شعبے کے لئے ایک خاطر خواہ رقم رکھی گئی ہے جس میں سیم اور تھور کا انسداد ' آب پاشی اور فارم ٹو مارکیٹ روڈز کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں ۔ یہاں پر میں اپنی طرف سے تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ کل بھی کچھ ممبران نے اس سلسلے میں تجاویز دی تھیں کہ ہمارے اضلاع میں دریاؤں اور برساتی ندی نالوں کی وجہ سے زمین بہہ رہی ہے اور ہزاروں ایکڑ زمین دریاؤں اور نالوں کی بردگی کا شکار ہو گئی ہے ۔ اس کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ جب بجٹ بنایا جائے تو Soil Conservation کے لئے زیادہ سے زیادہ رقوم رکھی جائیں ۔ دوسرے ابھی محترم بھائی صاحب بارانی علاقوں کی بات کر رہے تھے ۔ میرا تعلق بھی چونکہ بارانی علاقے سے ہے ۔ بارانی علاقے کی ڈویلپمنٹ کے لئے ایک ادارہ "آباد" کافی عرصے سے کام کر رہا ہے لیکن میں افسوس سے کہوں گا کہ ہمیں عملی طور پر کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی جس سے ہم سمجھیں کہ بارانی علاقوں کی ڈویلپمنٹ کے لئے کچھ ہوا ہے۔ تو اس محکمے کو فعال بنایا جائے اور اس کے لئے مزید فنڈ مختص کئے جائیں۔ ہمارے بعض بارانی علاقوں کی زمینیں ایسی ہیں کہ اگر ان زمینوں کو ہموار کر دیا جائے ' ان کو ڈویلپ کیا جائے ' وہاں پانی مہیا کر دیا جائے تو بعض نہری زمینوں سے وہ زیادہ زرخیز ہو سکتی ہیں اور زیادہ پیداوار دے سکتی ہیں ۔ میچنگ گرانٹ کے سلسلے میں لوکل باڈی کے ڈیپارٹمنٹ رورل ڈویلپمنٹ میں کافی رقم مختص کی گئی ہے ۔ اس کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ ان رقوم کو براہ راست یونین کونسلوں کو Small Village Level سکیم کے لئے دے دیا جائے ۔ یہ مراکز کونسلوں کے Through جانی چاہئیں۔ اور یونین کونسلوں کو برادری اور آبادی کی بنیاد پر ملنی چاہئیں ۔ یہاں میں جب مرکز کی بات کرتا ہوں تو میرے خیال میں کئی حضرات میری اس بات کی تائید کریں گے کہ مرکز ایک ایسا ادارہ اس سارے سیٹ اپ میں ہے جس کو بہتر کرنے کی کوشش کی بات بھی ہوتی رہی ۔ لیکن اس کی بہتری کی کوئی شکل نہ بنی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ادارہ اس وقت تک محض بے کار ہے۔ اور مراکز میں جو پراجیکٹ منیجر ہیں ' جن کی حیثیت ایک سیکرٹری کی ہونی چاہئے اور میرے خیال میں ہے بھی یہی ' لیکن عملی طور پر چونکہ ہمارے مراکز کے چیئرمین کی اکثریت زیادہ پڑھی لکھی نہیں اور وہ پراجیکٹ منیجر وہاں کے حکمران ہیں ' مرکز کے چیئرمینوں کے بھی اور یونین کونسلوں کے بھی۔ تو میں حکومت کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اپنے

آپ کو گریڈ 17 کا سمجھتے ہیں تو بے شک ان کے ذمے اور کام لگا دیا جائے ' بلکہ میری تجویز تو یہ ہے کہ پراجیکٹ منیجر ایگریکلچر کے کوالیفائیڈ ہیں ۔ ان کو اس شعبے میں بھیجا جائے تاکہ وہ بہتر خدمات وہاں پر سرانجام دے سکیں۔ اور یہاں پر ایسے لوگوں کو لگایا جائے جو چیئرمینوں کے ساتھ ' منتخب نمائندوں کے ساتھ مل کر کام کریں ۔ وہ اپنے آپ کو حاکم نہ سمجھیں بلکہ ان کے ساتھ تعاون کرکے وہاں کام کریں ۔ میں بارانی علاقے کی بات کر رہا تھا تو ایک بات رہ گئی ۔ ہمارے اضلاع میں ٹیوب ویلوں کے لئے سبسڈی دی جاتی ہے ۔ تو اس میں سارے ضلع کے لئے درخواستیں لی جاتی ہیں اور اکثر اوقات قرعہ اندازی سے اس کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے ضروری نہیں کہ بارانی علاقہ کے لوگوں کو بھی حصہ ملے ۔ بعض اوقات Irrigated areas کے لوگوں کو ہی وہ چلا جاتا ہے تو اس کے لئے میری یہ تجویز ہے جو فنڈز اضلاع میں جاتے ہیں وہ بارانی ایریا کے تناسب سے ان کی تقسیم کر دی جائے اتنی تعداد ٹیوب ویلز کی بارانی ایریا کو دی جائے اور اتنی Irrigated کو ۔ اس کی تقسیم کے لئے جو مناسب طریقہ کار ہے وہ اختیار کر لیا جائے۔

جناب والا! پولیس کا محکمہ جس کے لئے ہم بھی مختلف فورمز پر یہ بات کرتے رہے کہ پولیس محکمہ کو مزید فعال بنانے کے لئے موجودہ حالات کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اس کی تنظیم نو کی جائے اور زیادہ ان کو ساز و سامان دیا جائے تاکہ وہ بدلتے ہوئے حالات کا مقابلہ کر سکیں ۔ اس سلسلہ میں رواں بجٹ میں اور ضمنی بجٹ میں اور یہ بجٹ جو زیر بحث ہے اس میں پولیس کی تنظیم نو کرنے کے لئے ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے اور عملی طور پر ہم بھی دیکھتے ہیں کہ ان کو کافی ایسی موٹر و ہیکلز دی گئی ہیں اور دیگر سازو سامان دیا گیا ہے ۔ لیکن میں یہ افسوس سے کہونگا جتنی حکومت اس سلسلہ میں کوشش کر رہی ہے عملی طور پر اگر پولیس کی کارکردگی دیکھی جائے تو میرے خیال میں پہلے سے بھی کم ہو رہی ہے ۔ جوں جوں مراعات زیادہ دی گئی ہیں خیال تو یہ تھا کہ کارکردگی میں اضافہ ہوگا ۔ جرائم پر قابو پایا جائیگا لیکن یہ سب حضرات جانتے ہیں کہ جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے میں اس کی وجہ یہ سمجھتا ہوں کہ جب کوئی جرم کرتا ہے تو مجرموں کے ساتھ رعایت کی جاتی ہے خواہ اس کی وجہ سفارش ہو خواہ اس کی وجہ رشوت ہو یا کوئی اور ہو جب ایک مجرم کو قرار واقعی سزا نہیں ملتی جب وہ کسی حیلے بہانے سے یا کوئی طریقہ اختیار کرکے جب وہ بچ جاتا ہے تو دوسرے مجرموں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اگر اس نے قتل کیا ہے اگر اس نے ڈاکہ ڈالا ہے تو وہ کل پھر دندناتا پھر رہا ہے تو آئندہ کے لئے ایسے لوگوں کو عبرت نہیں ہوتی ۔ جرائم میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے ۔ اس سلسلہ میں میں

اپنی حلقہ کی مثال پیش کرتا ہوں کہ ایک ہفتہ کے اندر میرے حلقہ میں دو قتل ہوئے اور گزشتہ دو تین مہینے میں تین چار قتل کی وارداتیں ہو چکی ہیں اور میرے خیال میں اس کی یہی وجہ ہے۔ جب پہلے لوگ ایسے جرائم میں سے نکل جاتے ہیں تو دوسروں کی اس طرح حوصلہ افزائی ہوتی ہے کہ فلاں نے یہ کام کیا تھا اس کی کونسی پکڑ دھکڑ ہوئی ہے تو ہمیں بھی کوئی کچھ نہیں کہے گا میں اس کے لئے یہ سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ میں ہمیں تبدیلی کرنا ہے اور پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانا ہے ہم یہ چاہتے ہیں اور ہماری موجودہ حکومت میں یہ شروع ہو گیا ہے کہ دیانتدار لوگ آگے آئیں تاکہ رشوت کو اور اس قسم کی چیزوں کو ختم کیا جائے تو میں سمجھتا کہ ہمارے اس شعبہ میں بھی اس قسم کی کوشش ہونی چاہئے۔

ایک بات جو میرے اکثر بھائیوں نے کی ہے اور میں خود بھی اس کا شکار ہوں اور میں کاشتکاروں کا نمائندہ بھی ہوں وہ یہ ہے کہ حالیہ بارشوں کی وجہ سے گندم کو نقصان پہنچا ہے۔ یہاں اس وقت وزیر خوراک موجود نہیں ہیں لیکن یہ بات ریکارڈ پر آجانی چاہئے کہ وزیراعلیٰ کی واضح ہدایت کے باوجود جو انہوں نے یہ فرمایا تھا گندم خواہ کسی قسم کی ہو اسے خرید لیا جائے۔ خواہ ہمیں اسے سمندر میں غرق کرنا پڑے لیکن جب ہم یہاں سے یہ مژدہ سنکر ہم اپنے دیہات میں جاتے ہیں۔ تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ابھی تک ایک دانہ گندم کا خرید نہیں کیا گیا۔ میں یہ حکومت سے پوچھونگا کہ جب آپ ان علاقوں کو آفت زدہ قرار دے رہے ہو انکے لئے مراعات دے رہے ہیں۔ آفت زدہ بہت بڑا لفظ ہے۔ کہ آفت زدہ علاقہ ہے اس کے لئے آپ مالیہ کی رعایت دے رہے ہیں۔ آبیانہ کی رعایت دے رہے ہیں اور قرضوں کو مؤخر کر رہے ہیں۔ مالیہ کو دیکھئے کہ کتنے لوگوں پر مالیہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ آپکو معلوم ہے کہ چھوٹے کاشتکار پہلے ہی مالیہ ادا نہیں کرتے۔ قرضوں کو مؤخر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ زمیندار یا کاشتکار کی فصل ہی نہیں ہوئی اگر وہ قرضے کو مؤخر کرکے اگلے سال دگنا کرکے کبھی بھی نہیں دے سکتا۔ میں یہاں ان کاشتکاروں کی طرف سے مطالبہ کرتا ہوں جب سرمایہ داروں کو کارخانہ داروں کو کروڑوں روپے کے قرضے معاف کر دیئے گئے ہیں جو انہوں نے اسی نیت سے حاصل کئے تھے کہ اس سے کارخانے قائم کرو منافع کماؤ اور کچھ عرصہ کے بعد ہم ان کو معاف کرالیں گے۔ کاشتکار اور زمینداروں کے کھاد کے بیج کے قرضے مؤخر نہ کئے جائیں بلکہ وہ معاف کئے جائیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت اس سلسلے میں ہماری کیا مدد کریگی۔ جب ہماری بچی کچی 20% 30% گندم بچی ہے جب وہ خریدنے کے لئے تیار نہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلی مدد ہماری یہ ہے کہ ہماری

اس گندم کو خرید لیا جائے ۔ زرعی ٹیکس کی بات چل رہی ہے بہت سے بھائیوں نے بغیر سوچے سمجھے یہ تجویز پیش کر دی ہے کہ زمینداروں اور کاشتکاروں پر زرعی ٹیکس عائد کر دیا جائے ۔ زمیندار اور کاشتکار پہلے ہی کئی قسم کے ٹیکس دے رہے ہیں ۔ پھر ان کی آمدنی کا حال یہ ہے کہ جو آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے ۔ پہلے تو ان کی فصل ہوئی ہی نہیں اگر ہوئی ہے تو وہ کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہوئی ہے اور اس کو کوئی خریدنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

جو صاحبان یہ تجویز کرتے ہیں کہ زرعی ٹیکس لگایا جائے میں سمجھتا ہوں کہ کاشتکار اور کسان اگر سویا ہوا ہے تو اسے مت جگائیں اگر زرعی ٹیکس کی تجویز ہوتی ہے۔ یا کاشتکار سے ٹیکس لینے کی تجویز ہوتی ہے تو اس کی شاید یہ وجہ ہے کہ وہ ہڑتال نہیں کرتا زمیندار جلوس نہیں نکالتا وہ گھیراؤ اور جلاؤ نہیں کرتا اگرچہ وہ اسی طرح کا مزدور ہے جس طرح کا مزدور کارخانہ میں کام کرتا ہے اسی طرح کا مزدور ہے وہ صرف کھیت مزدور ہے وہ کارخانہ والا مزدور ہے۔ لیکن اگر کسی کارخانے کا مزدور کوئی اپنا مطالبہ کرتا ہے تو اس کے لئے ساری حکومت ساری مشینری متحرک ہو جاتی ہے ۔ اور آپ ان کو مراعات دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ لیکن کاشتکار کے لئے جب وہ اپنی بے بسی اور بے حالی کا رونا روتا ہے تو اس کو ایک اور ٹیکس دکھاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹیکس بالکل اگر دانشمندانہ سوچ ہو تو یہ عائد ہی نہیں کیا جائے گا اور اگر خدانخواستہ یہ عائد کر دیا گیا تو اس ٹیکس کو کوئی کاشتکار چونکہ وہ اسے ادا کرنے کے قابل ہی نہیں ہے اس لئے بالکل زرعی ٹیکس کی ادائیگی نہیں کرے گا۔

میں اپنا حلقہ انتخاب کے لئے ایک دو پوائنٹس نوٹ کرانا چاہتا ہوں ایک تو یہ ہے کہ دریا اور برساتی نالوں کی وجہ سے وہاں زمین کی بردگی ہو رہی ہے۔ لوگ بے گھر ہو رہے ہیں ہزاروں ایکڑ زمین فصلوں سمیت بہہ جاتی ہے اس سلسلے میں کوئی منصوبہ جات بنانے چاہئے میرے حلقہ انتخاب میں بجلی کی سہولت نہ ہونے کے برابر ہے صرف چند دیہات میں بجلی مہیا کی گئی ہے۔ تو اس کے لئے میں یہ عرض کرونگا کہ بجلی کے شعبہ میں اس علاقہ کو ترجیح دی جائے جو بہت پیچھے ہے ۔ یہاں پر میں مرکزی بجٹ کے متعلق بھی عرض کرونگا کہ ہمارے وزیراعظم صاحب نے یہ دیکھتے ہوئے کہ بجٹ میں کچھ ایسی تجویز آگئی ہیں جو مناسب نہیں ہیں اور جس سے عوام پر بوجھ پڑے گا۔ انہوں نے ان کو بلا تامل واپس لے لیا ہے ۔ اس کے لئے ہم انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور ان کے فیصلہ کا خیرمقدم کرتے ہیں ۔ اس کے علاوہ جو حکومت نے ' وزراء نے اپنی طرف سے یہ کیا ہے کہ سادگی کو اختیار کیا جائے ۔ چھوٹی کاریں انہوں نے منسٹرز کے لئے اور چیف منسٹر کے لئے تجویز کی ہیں یہ بھی ایک بہت مستحسن

اقدام ہے ۔ اس کے لئے سادگی نہ صرف وزراء تک محدود رہے گی یا ہمارے افسران تک رہے گی بلکہ لوگ بھی اس کی تقلید کریں گے ۔ آخر میں پھر ایک دفعہ وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اس عملے کو ان لوگوں کو جنہوں نے یہ بجٹ مرتب کیا ہے اور اس کے ساتھ میں یہ بھی کہونگا کہ جیساکہ اس کی پہلے مثال ہے کہ بجٹ اجلاس میں ہمارا جو اسمبلی کا عملہ ہے جو دن رات سیشن کے دوران مصروف رہتا ہے تو ان کو حسب سابق ایک مہینہ کی تنخواہ جو بطور انعام دی جاتی ہے اس کا اعلان اس دفعہ بھی کیا جائے گا اور اس میں میں ایک گزارش کرونگا کہ جو فنانس ڈیپارٹمنٹ ہے وہ اس میں بے جا رکاوٹ پیدا نہیں کرے گا کیونکہ پچھلی دفعہ بھی ان کو بڑی مشکل سے ادائیگی ہوئی تھی۔ شکریہ۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! میرا دل تاں نئیں کردا کہ میں تہاڈی صدارت دے وچ کورم تو پوائنٹ آؤٹ کراں لیکن مینوں چودھری اقبال صاحب اشارے کر رہے ہیں کہ کورم دا پوائنٹ کر۔ میں انہاں دے کہن تے کورم دا پوائنٹ آؤٹ کرناں کہ کورم نئیں ہے جی ۔

محترمہ چیئرپرسن : گنتی کریں ۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی) گھنٹی بجائی جائے تاکہ کورم پورا ہو۔
(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)
کورم پورا ہو گیا ہے ۔ ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب! آپ اپنی تقریر جاری کریں ۔

ملک غلام شبیر جوئیہ : جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے 88۔ 1987ء کے بجٹ کے موقع پر بولنے کی اجازت دی ۔ جناب والا! 88۔ 1987ء کا جو بجٹ تیار کیا گیا ہے اسے دیکھ کر ہم نے بڑا محسوس کیا ہے کہ اتنی حکمت عملی کے ساتھ یہ بجٹ تیار کیا گیا ہے کہ ہر پہلو پر بڑے اچھے طریقے سے دیہاتوں کے لوگوں کا ہر طریقہ سے ان لوگوں نے خیال کیا ہے اور انہوں نے بڑا اچھا بجٹ تیار کیا ہے ۔ میں ان کی تعریف کرتا ہوں اور موجودہ حکومت نے جو بجٹ تیار کیا ہے اس کے لئے میں مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔

جناب والا! سب سے پہلے تعلیم کے معاملے میں گزارش کرونگا کہ تعلیم پر ہمارا کافی خرچ ہو رہا ہے۔ لیکن تعلیم کے نتائج ہمارے دیہاتوں میں اتنے اچھے یا بہتر محسوس نہیں ہو رہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے جتنے سکول ماسٹر لگے ہوئے تھے وہ سفارشی تھے ۔ اب جو حکومت نے اقدام کیا ہے وہ یہ کہ میرٹ کے مطابق استاد مقرر کئے گئے ہیں ۔ اس میں سب سے زیادہ سکولوں میں حاضری اساتذہ کی

نہیں رہتی ۔ دیہاتوں میں بچوں کو صحیح تعلیم نہیں دی جاتی تو میں عرض کرونگا کہ اس حساب سے ہماری یونین کونسل کی سطح پر ایسے ماڈل سکول تیار کئے جائیں تاکہ دوسرے سکول ان سکولوں کو دیکھ کر یعنی ان کی پڑھائی کا طریقہ یا نصاب کو دیکھ کر یہ خیال آئے کہ ماڈل سکول میں اتنی تعلیم بہتر ہے تاکہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں ۔ اس کے بعد میں یہ بھی عرض کرونگا کہ ٹیکنیکل سکولوں کو عام کیا جائے جس طرح ٹیکنیکل سکولوں پر حکومت نے اس دفعہ غور کیا ہے ۔ ٹیکنیکل سکولوں کا اجراء ہر مرکز لیول پر ہونا چاہئے کیونکہ اتنی تعلیم کے بعد لوگوں کو روزگار نہیں ملتا اور ملازمتیں نہیں ملتیں تو اس حساب سے بے روزگاری اور بڑھتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں اگر ٹیکنیکل ہائی سکول ہر مرکز پر اور پولی ٹیکنکل کالج ضلع میں مقرر کئے جائیں تو لوگ کم از کم ہنرمند ہو کر اپنا خود بھی کاروبار کر سکیں گے اور حکومت پر ان کا بوجھ بھی کم ہوگا ۔ اس کے بعد تبادلوں والی جو بات ہے اس میں بھی کم از کم خیال رکھنا چاہئے کہ کم از کم ماسٹر کا ایک سال تک تبادلہ نہ کیا جائے ۔ حکومت نے میرٹ کے حساب سے جو داخلہ شروع کیا ہے یہ ایک اچھا قدم ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ سفارشی ملازمتیں بند کی جائیں کیونکہ وہ بچے جو پڑھتے ہیں ان کا خیال یہ ہوتا ہے ان کا ٹارگٹ یہ ہوتا ہے کہ ہم اچھے پڑھیں گے اور ہمیں اچھی ملازمت ملے گی۔ تو اس حساب سے اگر ہم اپنے سفارشی ملازم کرلیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جو پڑھنے والے لوگ ہیں جو محنتی لوگ ہیں انہیں اگر پھل نہ ملے تو اس حساب سے جو بچے ہونگے وہ محنت نہیں کریں گے کیونکہ وہ کہیں گے کہ ہم سارا سال پڑھتے ہیں او محنت کرتے ہیں تو دوسرے جو سفارشی لوگ ہیں وہ ملازمتیں لے جاتے ہیں تو ہمارے پڑھنے کا کیا مقصد ۔ تو اس حساب سے جو انہوں نے اس وقت اقدام کیا ہے اسے برقرار رہنا چاہئے۔

طبی سہولیات کے متعلق حکومت نے بڑا اچھا انتظام کیا ہے کہ ہر یونین کونسل کے لئے لیکن ہمارے دور دراز علاقہ جات میں ' دیہات میں جو ہیلتھ یونٹ ہیں وہاں پر نہ تو کوئی ڈاکٹر جاتا ہے اور نہ ہی لیڈی ڈاکٹر جاتی ہے۔ ان کو یا تو کوئی ایسی مراعات دینی چاہئیں تاکہ وہ لوگ وہاں جا کر کام کریں کیونکہ وہاں ہسپتال بنے ہوئے ہیں ۔ سب کچھ بنا ہوا ہے لیکن ڈاکٹر دور دراز علاقوں میں کام نہیں کرتے ہیں۔ ان کو کوئی فنڈز الاؤنس یا کوئی ایسی مراعات دی جائیں تاکہ وہ دور دراز علاقہ میں جاکر لوگوں کا صحیح علاج معالجہ کر سکیں ۔

گندم کے متعلق یہاں پر بھی سنا اور پہلے اخبارات میں بھی آیا ہے کہ چار اضلاع کو آفت زدہ قرار دیا گیا ہے ۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ پنجاب لیول پر تقریباً کافی اضلاع ہیں جیسے میانوالی ' بھکر '

تقریباً سارے اضلاع میں بارشوں سے ایسا نقصان ہوا ہے جو کہ ان چار اضلاع میں ہوا ہے تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہاں کا ایک دائرہ کار جو کہ لاہور کے نزدیک کا بنا ہوا ہے کہ چار اضلاع کو آفت زدہ قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ہمارے دور دراز علاقوں میں جو ہماری فصلیں ہیں وہ بھی تباہ ہو گئی ہیں۔ ہمارے علاقہ کی ایک بارانی فصل ہے نخود ' پچھلے سالوں میں تو نخود کی بڑی کافی ضرورت تھی اور گورنمنٹ اس نخود کے متعلق کافی سوچ رہی تھی کہ ہمارے ہاں دال نہیں ملتی ہمارے علاقہ میں نخود کا فصل ہے۔ میانوالی' بھکر اور خوشاب وہاں پر نخود ایک ایسا فصل ہے' جہاں بارش اگر ہو جائے تو اس کا فصل بالکل ہی تباہ ہو جاتا ہے۔ اور ہمارے علاقہ میں نخود کے فصل لوگوں نے کاٹے ہیں اور حالیہ بارشوں کے بعد نخود کی قسم ہے وہ بالکل ہی ختم ہو گئی ہے اور اس علاقہ کو آفت زدہ قرار دے کر ان لوگوں کو بھی مراعات دینی چاہیں ' جن کی نخود کی فصل خراب ہو گئی ہے۔ اور حکومت کا جو ایک اقدام ہے کہ ان کی گندم یا جتنی ساری ایسی فصلات وہ خریدی جائیں۔ اس وقت ہمارے ڈپوؤں پر یہ حالت ہو رہی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ آپ کی گندم ناقص ہے۔ آپ اس کو واپس لے جائیں تو اس لئے زمیندار دوبارہ پریشان ہوتے ہیں۔ پھر وہ جاکر اپنی گندم آڑھتیوں کو سستے داموں فروخت کرتے ہیں تو اس حساب سے ان کا کافی نقصان ہو رہا ہے۔ باقی دوسرے لوگوں نے قرضے بھی لئے ہوئے ہیں۔ قرضے بھی ان سے طلب کئے جا رہے ہیں۔ تو حکومت نے جو انتظام کیا ہے ' جو یہاں پر بتایا گیا ہے اس پر عمل درآمد بھی ہونا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ ان لوگوں کا جو قرضہ ہے اس کو بغیر سود کے معاف کرنا چاہئے تاکہ آئندہ کے لئے لوگ اپنی کاشت کر سکیں۔ صنعتی ترقی کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ چونیاں اور جھنگ میں بہت سے پلاٹ رکھے گئے ہیں۔ تو میں یہ کہوں گا کہ بے روزگاری کا یہ عالم ہے کہ کسی کو نوکری ملتی نہیں ہے۔ میرے تمام بھائی بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہر ایک آدمی کو سب سے زیادہ پریشانی روزگار کی یا نوکری کی ہے۔ تو اس میں صنعتی یونٹ ہر مرکز لیول پر چھوٹے چھوٹے صنعتی یونٹ بنائیں تاکہ لوگ چھوٹی صنعتیں لگا کر اپنا کوئی روزگار یا کوئی کام کر سکیں۔ یا اس میں کوئی کاروبار کر سکے۔ اتنے بڑے وسیع پلاٹ صرف لاہور کے نزدیک بنانے یا بڑے شہروں کے نزدیک بنانے درست نہ ہیں۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ دیہاتوں کے لوگ شہروں کی طرف آرہے ہیں۔ تو کم از کم آپ کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ جن لوگوں کو شہروں سے دیہاتوں میں واپس کرنا ہے۔ تو دیہات میں مرکز لیول پر صنعتی پلاٹ بنائے جائیں تاکہ لوگ کچھ قرضہ وغیرہ لے کر چھوٹی موٹی صنعتیں بنائیں تاکہ وہاں کے لوگ باروزگار ہو سکیں۔ تو اس صنعتی یونٹ کے لئے سارے صوبہ میں پلاٹوں کے مسئلہ

کو پھیلانا چاہئے تاکہ ہر جگہ چھوٹے چھوٹے پلاٹ بنا کر لوگ اپنے اپنے علاقوں میں اپنے گھروں میں کام کر سکیں۔ اس لئے ایک جگہ پر صنعتی پلاٹ بنانا' میں سمجھتا ہوں کہ اتنا مناسب نہیں ہے۔ زراعت کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ اس کے متعلق ہر ایک آدمی جانتا ہے کہ حقیقت میں جو ایک ریڑھی والا آدمی ہے وہ ایک اچھے بھلے زراعت پیشہ آدمی سے اس کی آمدن بہت زیادہ ہوتی ہے اور یہ دیکھنے میں آیا ہے بلکہ یہ اظہر من الشمس ہے کہ ہر چھوٹا موٹا کاروبار کرنے والا تھوڑے دنوں میں اچھے بھلے کاروبار والا بن جاتا ہے۔ مگر جو بھی زراعت پیشہ ہے چاہے چھوٹا ہے یا بڑا ہے۔ اس کے قرضے کی بات ہو رہی ہے کہ مہربانی کرکے ہمارا قرضہ معاف کیا جائے۔ ہر آدمی بڑے سے بڑا زراعت پیشہ جو ہے جس کا صرف معاش زراعت پر ہے وہ مقروض ہے یہ تو سامنے کی بات ہے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے زراعت پیشہ لوگ ویسے نہیں کہہ رہے ہیں کہ ہماری آمدنی نہیں ہے یا یہ کہ ہمارا خرچ بہت زیادہ ہے۔ آمدنی نہیں بنتی ہے۔ آپ یہ دیکھیں کہ کوئی بھی آدمی اپنی زمین رہن نہیں رکھتا ہے۔ اگر اس کے پاس رقم ہو یا معقول آمدنی ہو تو وہ اپنی زمین بعوض قرضہ گورنمنٹ کے ہاں رہن نہیں رکھتا ہے تو اس حساب سے میں سمجھتا ہوں کہ جو 80٪ زمیندار پیشہ جو لوگ ہیں صرف زمیندار پیشہ کی یہ حالت ہے کہ ان کے رقبہ جات گورنمنٹ کے ہاں رہن رکھے ہوئے ہیں وہ اگر ٹریکٹر لیتا ہے۔ تو قرض سے لیتا ہے اگر کھاد یا بیج لیتا ہے تو اس کے لئے بھی قرضہ لیتا ہے۔ اس میں کم از کم حکومت کو انصاف کرنا چاہئے وہ یہ دیکھے کہ زمیندار کو 75٪ تصور کیا گیا ہے اور انہیں ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے۔ یہ کیا ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس وقت ریڑھ کی وہ ہڈی ٹوٹ رہی ہے اور ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ پورے سال کی گزر اوقات وہ لوگ اچھی طرح سے نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم یہ حکومت ان بنیادی لوگوں کو جو کہ زراعت کے پیشہ سے منسلک ہیں اور 75٪ یا 80٪ آبادی پر مشتمل ہیں۔ ان کو اگر یہ مضبوط کریں گے تو اس سے آپ کے جملہ کاروبار' مثلاً کارخانے یا انڈسٹری آپ کی چلتی ہے تو وہ زراعت پیشہ کی وجہ سے چلتے ہیں' اگر یہ خوشحال ہوں گے تو آپ کے تمام کارخانے اچھی طرح سے چلیں گے۔ اور ساری معاشی حالت صرف زراعت پیشہ طبقہ کو خوشحال کرنے سے سدھرے گی۔ یہ حقیقت ہے کہ زراعت پیشہ کی اب کوئی حالت نہیں ہے۔ جتنا بھی ہو وہ غریب خرچ کرتے ہیں یا تو آڑھتی لے جاتے ہیں یا پھر بنکوں والے ان کو کم از کم دس دس دن پندرہ پندرہ دن حوالاتوں میں دھکیل دیتے ہیں اور بعد میں اپنے قرضے وصول کرتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ زراعت پیشہ پر خرچ ہو رہا ہے لیکن اس خرچے کو کسی طریقہ سے کیا جائے ایک تو

ہمارے ہاں نئی جنسیں آتی ہیں اور ہمارا جو ان پڑھ زمیندار ہے۔ اس غریب کو پتا نہیں چلتا ہے کہ کون سا بیج آیا ہے اور اس کے لگانے کا اس کے طریق کاشت کا اس کو پتہ نہیں ہوتا جو بھی چیز یا بیج زراعت پیشہ کے پاس آئے تو اس کو ہر یونین کونسل میں 8,8 یا 10,10 پلاٹ لگانے چاہئیں ربیع کے بھی اور خریف کے بھی تاکہ لوگ ان پلاٹوں کو دیکھ کر اسی طریقہ سے کاشت کریں اور جس حساب سے اس کو کھاد دینی ہے یا پانی دینا ہے' اس کے مطابق کریں تاکہ ان کی پھر آمدن بڑھے۔ گورنمنٹ نے زراعت کے جو ماڈل فارم بنائے ہیں' یہ وہاں اپنی ریسرچ کرتے ہیں' کاشت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بیج ٹھیک ہے۔ یہ درست ہے کہ بیج پہنچتا ہے لیکن زمینداروں کو اس کا طریق کاشت کا پتہ نہیں ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں چھوٹے زمیندار کے پاس زرعی آلات نہیں ہیں۔ ہر یونین کونسل پر آلات ہونے چاہئیں تاکہ زمیندار جو کاشت کرے اس کو تبدیل کرنے کے روڈہ لیٹر چاہئے یا ہیرو چاہئے یا اسی قسم کا کوئی ہل چاہئے تو وہ کرایہ ادا کرکے وہ زمیندار اپنی زمین کو دوبارہ درست کرنے کے لئے قابل کاشت بناتا ہے۔ اس لئے وہ اتنے بڑے زرعی آلات جو ہیں' وہ چھوٹا غریب زمیندار نہیں خرید سکتا ہے اور ان کی فصلیں وقت پر کاشت نہیں ہوتی ہیں۔ کوآپریٹو سوسائٹی کے جو قرضے ہیں یہ بالکل عین کاشت کے وقت قرضے دیتے ہیں' یا بعض اوقات کاشت کے بعد قرضہ ملتا ہے تو جو زمیندار اس قرضہ سے کھاد یا بیج خریدنا چاہتا ہے وہ اتنا لیٹ ہوتا ہے کہ اس کی فصل کی کاشت کافی لیٹ ہو جاتی ہے۔ اس لئے قرضے اور بیج کوآپریٹو سوسائٹی کو وقت سے پہلے ملنا چاہئے تاکہ وہ اپنی زمین تیار کرکے صحیح طریقہ سے کاشت کر سکے۔

بجلی کے متعلق عرض یہ ہے گورنمنٹ نے بہت زیادہ مہربانی کی ہے اور وزیراعظم کے اعلان کے مطابق فاصلہ کی حد ختم کی گئی ہے اور موضع جات کی آبادی کی شرط بھی ختم کی گئی ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ بجلی والے جب لگانے آتے ہیں تو ایک موضع میں اگر دس آبادیاں ہیں تو اس میں سے 7.6 کو بجلی دیتے ہیں اور باقی چھوڑ دیتے ہیں۔ اس طرح سے ان آبادیوں کو اتنی پریشانی ہوتی ہے۔ ان کے لئے دوبارہ درخواست دینا مسئلہ بن جاتا ہے۔ ایک تو census بک میں آجاتا ہے کہ فلاں موضع میں بجلی لگ چکی ہے لیکن وہ دیہات جو بقایا رہ جاتے ہیں ان کے لئے دوبارہ بجلی لینا یا مانگنا وہ ایک قسم کی دوہری تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ ان کو ہدایت کی جائے کہ جس موضع میں بجلی لگائیں اس کو مکمل کریں۔

جناب والا! سڑکوں کے متعلق میں عرض کروں گا کہ اس وقت ہمارے ملک میں بڑی بھاری

ٹرانسپورٹ چل رہی ہے ۔ ایک دفعہ پیسہ لگانا چاہئے اور صحیح طریقے سے لگانا چاہئے ۔ اس سے میرے خیال میں بہت فائدہ ہوگا کیونکہ جو سڑک معیار کے مطابق نہیں بنتی اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ سڑک بننے کے تھوڑے عرصہ کے بعد اس سڑک کا ستیا ناس ہو جاتا ہے ۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت کو ٹریفک کے مطابق معیاری سڑک بنانی چاہئے تاکہ اس سڑک کی جتنی میعاد ہو ایک سال' دو سال جتنی بھی میعاد وہ اس مدت تک وہ سڑک ٹھیک طرح سے قائم رہے ۔ ہم سب لوگ یہ دیکھتے ہیں کہ ایک نئی سڑک بنتی ہے تو اسے ایک سال بھی نہیں گزرا ہوتا ہے کہ وہ ٹوٹنا شروع ہو جاتی ہے یا اس میں Bump آنا شروع ہو جاتے ہیں یا پھر Patches لگنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لئے سڑکوں کو ٹریفک کے مطابق بنایا جائے ۔

اس وقت ہمارے وزیر جنگلات صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں تو میں اپنے علاقے کے متعلق سردار صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے علاقہ میانوالی میں آپ کے جنگلات ہزاروں ھا ایکڑ میں ہیں ' اگر آپ اس کی آمدن اور خرچ کا حساب کریں۔ اور میں اس کے متعلق اس لئے بھی تفصیل سے جانتا ہوں کہ یہ ہمارے بالکل پڑوس میں ہے ' اس میں ہم نے یہ دیکھا ہے کہ یا تو آپ کے محکمے کے گارڈ ٹھیک ٹھاک امیر ہو گئے ہیں اور محکمہ جنگلات کے افسران تو بالکل امیر ہیں لیکن آپ کا محکمہ جنگلات بالک بھوکا ہے ۔ ان جنگلات میں آپ کی جتنی لکڑی ہے ' اگر آپ کبھی ساتھ سے گزریں تو آپ دیکھیں گے کہ میلوں تک آپ کے درخت یا تو سوکھ گئے ہیں یا ختم ہو گئے ہیں یا پھر بالکل ہی ختم ہو گئے ہیں ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اتنا بڑا علاقہ جس میں جنگلات ہوں اور اس کی آمدن نہ ہو ' خرچہ اور آمدن برابر ہوں تو اس سلسلے میں ' میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس علاقے میں نہروں کے ذریعے سے جنگلات کو پانی دیا جاتا ہے ۔ اس علاقے میں ہمارے تھل میں جو زمیندار ہیں انہوں نے شیشم کے درخت لگائے ہوئے ہیں ' شیشم کا درخت وہاں پر بڑا کامیاب ہے ' زمیندار اس سے لاکھوں روپے کما رہے ہیں ۔ اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس رقبے کا آمدن اور خرچ دیکھ کر یا اس کو ساڑھے بارہ ایکڑ کے حساب سے زمین لوگوں کو دے دیں ' جس طرح سے پہلے زمانے میں بھی ہوتا تھا ' جیسے گھوڑی پال سکیم وغیرہ کے تحت مربعے دیئے جاتے تھے۔ اگر آپ ان کو ساڑھے بارہ ایکڑ رقبہ دیکر اور سات سو یا آٹھ سو کی حد مقرر کرکے پلاٹ لوگوں کو دیں اور آٹھ آٹھ سو درخت زمیندار سے حاصل کریں۔ کیونکہ آپ دیکھیں کہ زمینداروں کے درخت بڑے فرسٹ کلاس ہیں اور لوگ اس سے بڑی آمدن حاصل کرتے ہیں لیکن آپ کے جنگلات کے

بارے میں تو میں یہی عرض کروں گا کہ یہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اس لئے میری آپ کے سامنے ایک چھوٹی سی تجویز ہے اس پر آپ مہربانی کرکے غور فرمائیں۔ جناب والا! دریائے سندھ پر چشمہ ہیڈ اور تربیلا ڈیم کے بننے کے ساتھ چوڑائی بارہ چودہ میل ہو گئی تھی' اس وقت پانی تربیلا ڈیم میں اکٹھا ہو جاتا ہے اور پھر چشمہ ہیڈ میں آجاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ کا کافی رقبہ بچا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر آپ جنگلات کی تجویز بنا دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ بغیر پانی کے آپ کے یہ جنگلات پھلیں پھولیں گے اور آپ کو صرف دیکھ بھال کرنی پڑے گی۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ دریا کے کنارے پر اگر درخت لگائے جائیں تو اس سے آپ کو خاصی آمدنی ہوگی۔

دوسرا جناب پہاڑی علاقوں میں آب نوشی کا کافی مسئلہ ہے' کیونکہ یہاں پر پانی کافی گہرا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں بھی میں ایک چھوٹی سی تجویز پیش کرتا ہوں کہ میں پچھلے دنوں بلوچستان گیا تھا وہاں جاکر میں نے دیکھا ہے کہ جہاں پر پانی بہت نیچے ہے تو وہاں کے لوگ ایسا کرتے ہیں کہ جہاں پر پانی بہت نیچے ہے وہاں پر پہاڑوں کے دامن کے ساتھ ساتھ پانی کا ڈیم بنا دیتے ہیں۔ پہاڑوں پر جب بارش ہوتی ہے تو اس سے جو پانی جمع ہوتا ہے تو اس سے زیرزمین پانی کا لیول اونچا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارے علاقہ میں خاص طور پر موسیٰ خیل تھانہ چترالہ ایسی جگہ ہیں کہ باقی بھی پنجاب میں ایسے بہت سے اضلاع ہیں جہاں پر پانی ہزاروں فٹ کھدائی کے بعد حاصل ہوتا ہے اور لوگوں کی نگاہیں پانی حاصل کرنے کیلئے اسی ٹیوب ویل پر ہوتی ہیں۔ اگر ان پہاڑوں کے دامن کے ساتھ ساتھ ڈیم بنائے جائیں تو اس ڈیم میں جو پانی اکٹھا ہو گا۔ اس ڈیم کے پانی سے آس پاس کے جو علاقے ہیں وہاں پر پانی کا واٹر لیول اونچا ہو جائے گا اور وہ لوگ اپنے ذریعے سے بھی پانی نکال کر کاشت کیلئے اور اگر کاشت کیلئے نہیں تو کم از کم پینے کے پانی کی جو قلت ہے اس کو دور کر سکیں گے۔ اور میں یہ بھی تجویز پیش کرتا ہوں کہ وہاں پر جو پانی ڈیم میں اکٹھا ہو جائے تو نیچے والے چار فٹ پانی کو چھوڑ کر اس کے اوپر والے پانی کو آبپاشی کیلئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور اس نیچے والے چار فٹ میں آپ مچھلی بھی پال سکتے ہیں۔ وہ چار فٹ پانی جو نیچے رہے گا ایک تو واٹر لیول کا کام دے گا اور دوسرا اس کے ساتھ ساتھ مچھلی کا جو سلسلہ وہ جاری رہ سکے گا اور اسے اگر بڑے سکیل پر کام کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے آپ کی کروڑوں روپے تک کی آمدنی ہو سکتی ہے۔

اس کے علاوہ جناب والا چشمہ رائٹ کینال جو کہ میرے علاقے سے نکلتی ہے' چشمہ رائٹ کینال کی وجہ سے وہاں پر کافی سیم ہو چکا ہے اور سیم سے دور دراز تک کا علاقہ خراب ہو چکا ہے بلکہ بھکر

تک کا علاقہ اس کی وجہ سے سیم کی زد میں آرہا ہے ۔ جس کی وجہ سے وہاں پر کاشت نہ ہونے کے برابر رہ گئی ہے ۔ اس لئے یا تو اس حساب سے سیم نالہ کھودا جائے ویسے سیم نالہ تو وہاں پر کامیاب نہیں ہوگا کیونکہ وہ تھل کا علاقہ ہے اور زمین ریتلی ہے تو اس لئے وہاں پر ٹیوب ویل لگا کر پانی کی نکاسی کی جائے کیونکہ ہزاروں ایکڑ اراضی وہاں پر برباد ہو رہی ہے ۔

اس کے علاوہ جناب والا ہمارے ہاں تھل کینال ہے جب حکومت نے اس کو بنایا تھا تو اس میں سے چھ ہزار کیوسک پانی 16 لاکھ ایکڑ کیلئے وہاں اس نہر کو مقرر کیا گیا تھا۔ لیکن بعد میں جب مارشل لاء لگا اور جنرل محمد ایوب خان کی حکومت آئی تو جنرل حق نواز صاحب نے پانچ لاکھ ایکڑ اراضی ٹیوب ویل سکیم پر رقبے دیئے تھے ' دریا خان لیہ کے علاقے میں پانچ لاکھ ایکڑ رقبہ ٹیوب ویل سکیم کے تحت دیا تھا لیکن بعد میں وہ پانچ لاکھ ایکڑ بھی اسی نہر میں شامل کر دیا گیا ۔ اس طرح یہ رقبہ 21 لاکھ ایکڑ ہو گیا۔ حالانکہ اس کا ڈیزائن 16 لاکھ ایکڑ اراضی کیلئے منظور ہے اور اس کے پانی کی نکاسی 6 ہزار کیوسک ہے تو اس حساب سے اس کا متبادل انتظام نہیں کیا گیا ۔ ہمارے دریائے سندھ میں جب سیلاب آتا ہے تو اس وقت کم از کم اس کا ڈسچارج 5 لاکھ یا ساڑھے پانچ لاکھ کیوسک تک پہنچ جاتا ہے۔ ہمارے ہاں پانی کی تقسیم صحیح طریقے سے نہیں کی گئی ۔ اس حساب سے ہمارے راجباہوں میں تقریباً سارا سال وارہ بندی رہتی ہے ۔ ہمارے جتنے راجباہ ہیں ان کا Rotational Programme بنا ہوا ہے کہ تین ہفتے فلاں نہر بند ہو گی ' تین ہفتے فلاں نہر چلے گی ' کوئی نہر ایک ہفتہ چلتی ہے اور دو ہفتے بند ہو جاتی ہے ۔ اس حساب سے میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے تھل کا علاقہ ایک تو ویسے ہی خشک ہے ' دوسرا ان کو وقت کے مطابق پانی نہ ملنا ہمارے لئے باعث تکلیف ہے ۔ اس سے ہماری جتنی کھاد ہوتی ہے ' محنت ہوتی ہے ' دوسرے پانی کے آنے تک ہماری فصل مرجھا جاتی ہے ۔ اس حساب سے یا تو 21 لاکھ ایکڑ اراضی کے حساب سے پانی کیلئے ڈیزائن تبدیل کیا جائے۔ تاکہ لوگوں کو صحیح وقت پر پانی مل سکے ۔ تیسری ظلم کی بات یہ ہے کہ ہمارے تھل میں پانی 3.18 کیوسک پانی فی ہزار ایکڑ دیا جاتا ہے حالانکہ جو پکی زمینیں ہیں اور اچھی زمینیں ہیں ' وتر رکھنے والی زمینیں ہیں ان کا پانی تو 5.00 فی ہزار ایکڑ ہے اور ہمارے نزدیک ضلع مظفرگڑھ ہے ۔ 7.00 فی ہزار ایکڑ ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے علاقہ تھل میں ایک تو پانی کی ویسے بھی بڑی ضرورت رہتی ہے کیونکہ وہاں پر پانی بہت کم ہے ' دوسرا ظلم یہ ہے کہ وہاں پر پانچ لاکھ ایکڑ اور شامل کر دیئے ہیں ۔ تیسرا ظلم یہ ہے کہ وہاں پر سارا سال وارہ بندی رہتی ہے ۔ اس لئے زمینداروں کی اجناس پانی نہ ملنے

کی وجہ سے نصف رہ جاتی ہے ' بلکہ ختم ہو جاتی ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ محکمہ آب پاشی کیلئے کافی پانی رکھا گیا ہے ' اس لئے وہاں پر کوئی انتظام کیا جائے۔

جناب والا! اس کے بعد میں ٹریفک کے حادثات کے متعلق عرض کروں گا کہ آئے دن ہم اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ دس دس آدمی ' چودہ چودہ آدمی ہر روز ٹریفک کے حادث میں ختم ہو جاتے ہیں۔ اس وقت ہمارے ٹرانسپورٹ کے وزیر بھی بن چکے ہیں اور ان کو محکمہ پولیس بھی مل چکا ہے تو ٹرانسپورٹ کے اڈے سے جو نکاسی ہے ان کا کوئی ٹائم ہونا چاہئے اور جب ایک گاڑی ایک اڈے سے روانہ ہو کر دوسرے اڈے میں پہنچتی ہے تو وہ وہاں پر اپنے پہنچنے کے ٹائم کو نوٹ کرے تو اس طرح یہ پتہ چل سکے گا کہ یہ گاڑی پندرہ منٹ یا گھنٹہ گھنٹہ پہلی گاڑی کے چلنے سے پیچھے چلی ہے تو یہ اس سے پہلے کس طریقے سے پہنچ گئی ہے۔ ان کی سپیڈ کی حد کو کم از کم مقرر ہونا چاہئے تاکہ وہ اپنی سپیڈ کے ساتھ جائے۔ یہ سارے حادثات اور کئی کئی جانیں جو ضائع ہو رہی ہیں یہ صرف اوورٹیک کی وجہ سے ہو رہی ہیں تو کم از کم حکومت اس چیز کا ضرور خیال رکھے اور دوسرا ہر ضلع میں چونکہ ٹرانسپورٹ بہت بڑھ گئی ہے اس لئے ہر ضلع میں ڈرائیوروں کی ٹریننگ کے سکول ہونے چاہئیں تاکہ جو بھی ڈرائیور ہو وہ ٹرینڈ ہو یہ لوگ جاتے ہیں اور پولیس والوں کو پانچ سو یا ایک ہزار روپے دے کر فوراً لائسنس لے لیتے ہیں۔ اس طرح بھی دیکھا گیا ہے کہ اگر ایک شخص لاہور میں بیٹھا ہے اور میانوالی کہتا ہے کہ میرا لائسنس بنا کر بھیج دیں وہاں وہ پولیس والوں کو پیسے دیتے ہیں اور وہ لائسنس بنا کر بھیج دیتے ہیں۔ باہر کے ایک ملک کے متعلق میں نے سنا ہے ' میں کوئی اتنا باہر جانے والا آدمی نہیں ہوں لیکن امریکہ کے ایک دو ساتھی ہمیں ملے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں خاص طور پر ڈرائیور کے لئے اتنا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے کہ ڈرائیور لائسنس جو ہیں وہ اس آدمی کو دیں کہ جو ڈرائیونگ میں صحیح طریقے سے ٹرینڈ ہو۔ وہاں لائسنس کو حاصل کرنے میں بہت ہی مشکل ہوتی ہے اور وہ اس آدمی کو لائسنس جاری ہوتا ہے جو کہ ڈرائیونگ میں بہت ماہر ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں جو آدمی غیرحاضر ہوتا ہے اس کو بھی لائسنس مل جاتا ہے تو کم از کم لوگوں کی جانوں کا خیال کریں۔ لوگوں کے پیارے بچے اور غریب خاندانوں کے خاندان ختم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے حکومت اس پر خاص طور سے توجہ فرمائے۔

پولیس کے معاملے میں نوابزادہ صاحب ابھی بات کر رہے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے ضلع میں ایک ماہ میں چار یا پانچ قتل ہوئے ہیں۔ اگر میانوالی کا تناسب کیا جائے تو یہ آٹے میں نمک کے

برابر ہے اور میانوالی میں آپ جا کر دیکھیں کہ ہر ماہ میں تھانہ پپلاں کی میں بات کرتا ہوں دس قتل ہوئے ہیں ۔ ایک ماہ میں دس قتل ہوئے ہیں اور باقی ضلع کا کوئی حساب کتاب نہیں ہے ۔ دوسرے وہاں کے جو مفرور ہیں تو وہ آپ دیکھیں کہ ان کی تعداد ہی نہیں گنی جاتی کہ 45 ہیں یا 50 ہیں ۔ کوئی اگر ملزم اس کی مرضی چاہے تو وہ پولیس والوں کو کہے کہ ٹھیک ہے بھئی میں ادھر ادھر نہیں پھرتا میں پیش ہو جاتا ہوں ورنہ پولیس نے آج تک کسی ملزم کو نہیں پکڑا۔ وہ امیرا جس کی پچھلے بجٹ میں آپ نے بڑی تعریف کی تھی تو وہ ایک مجاور تھا اس نے اسے پکڑا تھا۔

میاں ممتاز احمد قیانہ : پوائنٹ آف آرڈر ' جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ صدیق سالار صاحب کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ وہ کس خوشی میں آج لیڈیز سیٹس پر لیٹ گئے ہیں ' وہ اپنی سیٹ پر تشریف لے آئیں.....

چودھری محمد صدیق سالار : جناب ! یہ کوئی اعتراض والی بات نہیں ہے میں اپنی سیٹ پر آجاتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر صاحب ان کا بنچ تبدیل کرنے کا تھوڑا سا ارادہ ہو رہا ہے اس لئے وہ ہمارے قریب آرہے ہیں بلکہ ابھی عنقریب ادھر آجائیں گے۔

جناب اختر رسول (وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن) : وہ آپ کو لینے آرہے ہیں ..... (قہقہے)

ملک غلام شبیر جوئیہ : جناب سپیکر! پولیس پر ہم بہت زیادہ خرچ کر رہے ہیں اور اتنا زیادہ خرچ کر رہے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ کبھی بھی کسی گورنمنٹ نے نہیں کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم جتنا ان کو وائرلیس سیٹ دے رہے ہیں یا جیپیں دے رہے ہیں اتنا ہی یہ جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ کہیں زیادہ میل جول تو نہیں کریں گے ؟ پہلے تو پیدل جا کر جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ میل جول کرتے تھے کہ آپ آج جوا نہ کھیلیں پولیس چھاپہ مار رہی اور جوا کھیلنے والوں کے ساتھ ملی بھگت کرتے ہیں اور جتنے وہ ہیروئن والے یا دوسرے تیسرے ہیں ان کے ساتھ ان کا باقاعدہ حصہ ہے ۔ اگر کوئی ایک پولیس افسر صحیح نیت سے کام کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی آپ ان کی تعداد کم کر دیں تو وہ حقیقت میں پورا کنٹرول کرے گا ۔ ان کی وساطت سے تمام جرائم ہوتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں ان کو جو گاڑیاں دی گئی ہیں اور وائرلیس سیٹ دیئے گئے ہیں تو اس سے جرائم دوگنا ہوں گے۔ یہ لوگ حقیقت میں اس قابل نہیں ہیں کہ یہ لوگوں کو صحیح طریقے سے انصاف دلا سکیں۔

حالانکہ یہ لوگوں کو بنیادی انصاف دلا سکتے ہیں ۔ ان ہی کی وجہ سے عدالتوں میں انصاف ختم ہو جاتا ہے ۔ تو یہ جو پولیس کی کارکردگی ہے اس کو صحیح طریقے سے دیکھیں اور ان سے منت سماجت سے کام نہ لیں ۔ ان لوگوں پر کم از کم کنٹرول کریں اور دیکھیں کہ ان کی تعداد بڑھنے سے جرائم بھی بڑھ رہے ہیں یا کہ کم ہو رہے ہیں۔ ان کا کوئی حساب کتاب چیک کرنے والا ہو کہ پچھلے سال جرائم کتنے تھے اور اس سال کتنے ہیں ۔ کتنی آپ کو مراعات دی گئی ہیں اور آپ کتنا آگے جا رہے ہیں تو اس کا کوئی حساب کتاب ہونا چاہئے یہ نہیں کہ ٹھیک ہے بھئی جرائم بڑھ رہے ہیں اور ان کو کہتے ہیں کہ آپ کو وائرلیس سیٹ دیتے ہیں ' کاریں دیتے ہیں ' فلاں چیز دیتے ہیں اس طرف تو ہم دھیان کرتے ہیں لیکن یہ بھی دیکھیں کہ ان کا نتیجہ کیا ہے تو کم از کم ان کا نتیجہ دیکھنا چاہئے اور پولیس پر کڑی نظر ہونی چاہئے۔ اس وقت آپ کے جتنے کام ہو رہے ہیں ' سڑکیں ' سکول ' بجلی ' سب چیزیں یہ میں سمجھتا ہوں کہ بالکل بیکار ہے اس لئے کہ یہ ساری چیزیں لوگوں کو دے کر بھی لوگوں کو امن نہ ملے یا ایک شریف آدمی کو اپنے گھر بیٹھنے میں جگہ نہ ملے یا شریف آدمی اپنا اچھے طریقے سے کاروبار نہ کر سکے تو کیا سکول کا فائدہ ہے ' کیا بجلی کا فائدہ ہے اور کیا سڑکوں کا فائدہ ہے ' سڑکیں تو اس لئے ہیں کہ لوگ امن کے ساتھ اپنے گھروں کو جائیں ' اپنا کاروبار کریں اور سکولوں میں جا کر پڑھیں ۔ یہ امن عامہ پر جتنا خرچ کیا جا رہا ہے اس کو صحیح معنوں میں کنٹرول کریں تو آپ کی پولیس پر اس سے کم خرچ ہو سکتا ہے ۔ ان لوگوں نے قانون کو اتنا کمزور کر دیا ہے کہ اگر میں ایک بدمعاش ہوں تو ایک بدمعاش کو یہ نہیں پوچھتے اور شریف آدمی کو فوراً پکڑ لیتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر سر! میں ان کی بات کو کاٹنا تو نہیں چاہتا تھا وہ ماشاء اللہ معزز رکن ہیں ۔ اگر وہ مثال ہی دینا چاہتے ہیں تو کسی اور کو بدمعاش کہہ لیں اپنے آپ کو بدمعاش کے لفظ سے منسوب نہ کریں۔

ملک غلام شبیر جوئیہ : بدمعاش کا میں نے کسی کی طرف اشارہ تو نہیں کیا میں تو ویسے عام پبلک کی بات کر رہا ہوں اگر آپ کو ہاؤس میں اپنے حساب سے جانتے ہیں تو وہ آپ کی مرضی ....

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! آپ ٹیپ سن لیں انہوں نے کہا ہے کہ اگر میں بدمعاش ہوں ...

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! اگر یہ سچ بولتے ہیں تو طاہر شاہ صاحب کو کیا اعتراض ہے ..... (قہقہے) میرے دوست یہ اپنا اعتراض واپس لیتے ہیں۔

ملک غلام شبیر جوئیہ: بہرحال مفروروں کی بات ہو رہی تھی تو اس کے لئے حکومت کو پولیس کا پورا خیال رکھنا چاہئے تاکہ یہ جو اتنا پیسہ خرچ ہو رہا ہے اس کے مطابق اس کا نتیجہ بھی نکلنا چاہئے۔

محترمہ چیئرپرسن (محترمہ ذکیہ شاہنواز): اب آپ اپنی تقریر کو وائینڈ اَپ کیجئے....

ملک غلام شبیر جوئیہ: جناب! میرے علاقے کی ایک چھوٹی سی تکلیف ہے اس کے متعلق آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ہمارے علاقے میں چشمہ ہیڈ بنا ہوا ہے اس میں پانی کا پریشر اتنا زیادہ ہے کہ جب پانی نکاس ہوتا ہے تو اس کے آس پاس کے زمینداروں کے رقبے خراب ہوتے ہیں۔ کافی لوگوں کے زرعی ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بھی اکثر ٹیوب ویل ختم ہو چکے ہیں تو اس حساب سے ان لوگوں کی زمینوں کے تحفظ کے لئے بند بنایا جائے تاکہ ان لوگوں کی زمینیں جو ہیں وہ بچ سکیں تو اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہتا ہوں۔

میاں محمد افضل حیات: پوائنٹ آف آرڈر! آج میں ایک بڑے سنگین مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہیں کہ سندھ میں ہمارے پنجاب کے جو لوگ مقیم ہیں ان کا ایک وفد آیا ہوا ہے اور ان کی ایک بڑی جائز شکایت ہے جو وہ اسمبلی میں پیش کرنا چاہتے تھے کہ ان کو جو ادھر تکالیف آجکل ایک نئے سندھی کی حیثیت سے پیش آرہی ہیں۔ پنجابیوں کو ان کو جو ادھر نیا سندھی کہا جاتا ہے۔ نہ ان کے بچوں کو ادھر تعلیم کے لئے داخلے ملتے ہیں۔ وہ بہت ہی کم رقم پر اپنی زمینیں بیچ کر ہزارہا کی تعداد میں پنجاب میں منتقل ہو رہے ہیں۔ میں اس سلسلہ میں پنجاب گورنمنٹ سے پرزور سفارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے لئے خاص طور پر ہماری گورنمنٹ اور خاص طور پر پنجاب کی گورنمنٹ سندھ کی حکومت سے رابطہ قائم کرے اور ان کے تحفظ کا پورا پورا انتظام کیا جائے۔ کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جب کہیں دوسرے صوبے میں تکلیف ہوتی ہے تو وہ صوبہ پورا تحفظ دیتا ہے لیکن یہ جو سندھ میں لوگ آباد ہیں ان کو پنجاب کی طرف سے کسی قسم کا تحفظ یا حمایت نہیں دی جاتی اور میری خاص طور پر یہ گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں کسی دن یا کسی وقت اسمبلی میں ڈیبیٹ ہونی چاہئے تاکہ ان کی مدد کے لئے کچھ کر سکیں۔

وزیر آبپاشی: جناب چیئرمین ' پوائنٹ آف آرڈر ' میں آپ کی وساطت سے جناب لیڈر آف اپوزیشن سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ مسئلہ پوائنٹ آف آرڈر پہ اٹھایا جا سکتا ہے یا اس کے لئے کوئی اور تحریک پیش کی جا سکتی ہے۔ اس کی میں وضاحت چاہوں گا۔

محترمہ چیئرپرسن: انہوں نے جو بات کی ہے ان کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تھا لیکن یہ ایک اہم معاملہ ہے۔ اگر اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں اس کے لئے ہم سوچ کر وقت مقرر کر سکتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب چیئرمین صاحب! چونکہ لیڈر آف اپوزیشن نے تجویز دی ہے Order of precedience لیڈر آف اپوزیشن کا صوبے میں نمبر2 پہ مقام آتا ہے۔ یہ بڑا اہم اور نازک مسئلہ ہے۔ اس پہ ارکان سے آپ رائے لے لیں کیونکہ ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں پہ اگر کوئی ظلم ہوتا ہے تو پورے ملک میں شوروغوغا اور احتجاج کیا جاتا ہے۔ ہمارے اپنے ہی وطن میں ' دوسرے صوبے میں ایک صوبے سے تعلق رکھنے والے لوگوں پہ ظلم ہوتا ہے ' قتل و غارت ہوتی ہے ' انہیں دھمکیاں دی جاتی ہیں' ان کے بچوں کو داخلہ نہیں ملتا' ان کے بچوں کو ملازمتیں نہیں ملتیں ' انہیں دوبارہ اپنی جائدادوں کو اونے پونے فروخت کرکے اپنے پہلے صوبے میں نقل مکانی پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اگر کراچی میں پٹھانوں کے خلاف ظلم ہوتا ہے تو پوری پنجاب اسمبلی سراپا احتجاج بن جاتی ہے اور اگر پنجابیوں کے خلاف جوکہ نئے سندھی ہیں ان پہ مظالم ڈھائے جاتے ہیں تو یہاں کے سب سے مقتدر ادارے میں آواز اٹھائی جاتی۔ چیئرمین صاحب! یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ اس پہ رائے شماری کی جائے اس پہ پنجاب اسمبلی میں پوری ڈیبیٹ ہونی چاہئے اور یہاں پہ ایک قرارداد پاس کی جانی چاہئے کہ حکومت سندھ کو مجبور کیا جائے کہ وہاں کے بسنے والے پنجابیوں کے جان و مال ' عزت و آبرو اور آئینی حقوق کا تحفظ دیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن: میں ٹریژری بنچز سے کہوں گی کہ اگر وہ کچھ کہنا چاہیں تو کہیں۔

میاں ممتاز احمد خان تمیانہ: محترمہ چیئرپرسن صاحبہ ' اس بات سے کسی کو بھی اختلاف نہیں لیکن اس کے لئے باقاعدہ طور پر یا تو کوئی تحریک التوائے کار دیں یا کوئی قرارداد ایوان میں پیش کریں ویسے ہی اٹھ کر ایوان سے رائے معلوم کرنا یا کسی بحث کے لئے التجا کرنا کوئی قانونی جواز نہیں ہے۔ اس کے لئے میں لیڈر آف اپوزیشن اور جناب طاہر احمد شاہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ کوئی تحریک التوائے کار یا کوئی قرارداد اسمبلی میں پیش کریں جس کا کوئی قانونی جواز ہو۔ اس پر ہم بحث کریں گے۔

محترمہ چیئرپرسن: میں آپ سے گزارش کروں گی کہ آپ اس کے لئے تحریک التوائے کار لائیں ' پھر اس کے اوپر بحث ہو جائے گی۔

میاں محمد افضل حیات: محترمہ چیئرپرسن! اس وقت بجٹ کے اوپر چونکہ بحث ہو رہی اس لئے تحریک التواء آ نہیں سکتی۔

محترمہ چیئرپرسن: آپ ریزولیوشن بنا کر لے آئیں۔ پھر اس کے اوپر بات ہو جائے گی۔

چودھری محمد صدیق سالار: میں آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ ہمیں اس ہاؤس کے اندر کوئی بات نہیں کہنی چاہئے جو ملک کے اندر وبا کی شکل اختیار کر جائے۔ اگر خدشات ہیں ' زیادتیاں ہو رہی ہیں تو ان کے لئے ہم اپنی پرائیویٹ میٹنگ میں بیٹھ کر جناب چیف منسٹر پنجاب سے درخواست کریں کہ وہ ہماری مدد کریں۔ ہمیں اسمبلی کے اندر اور اپنے ملک کے اندر صوبائی منافرت میں اضافہ نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی آپ کو اس کی اجازت دینی چاہئے۔ صوبائی منافرت پیدا کرکے ہم ان کی کیا خدمت کر رہے ہیں۔ ہم یہاں بیٹھ کر ریزولیوشن پاس کرتے ہیں اور ان کے حق میں تقریریں کرتے ہیں تو کیا ہم ان کے لئے کلاشنکوف لے کر جا رہے ہیں۔ اس طرح ہم ان کی مصیبتوں میں اور اضافہ کریں گے۔ وہاں سندھ میں سارے لوگ خراب نہیں ہیں۔ بہت اچھے دیندار پاکستانی ہیں۔ جو ہماری مدد بھی کرتے ہیں۔ میں یہ کبھی نہیں مانتا کہ وہ لوگ ہمارے لوگوں کو تکلیف دے رہے ہیں۔ میں درخواست کروں گا کہ اسی بحث کی اجازت نہ دیں۔

محترمہ چیئرپرسن: تو میں ہاؤس سے پوچھوں گی کہ اگر وہ کارروائی کو معطل کرکے اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ اس موضوع پہ بات ہو۔

وزیر آبپاشی: پوائنٹ آف آرڈر! محترمہ چیئرپرسن! اس ہاؤس کی جو بھی کارروائی ہے وہ قوانین و ضوابط کے تابع ہوتی ہے جو کہ لیڈر آف اپوزیشن نے پوائنٹ اٹھایا ہے وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ ان کی تحریک قواعد و ضوابط نہیں ہے۔ جس پہ کوئی کارروائی بھی نہیں ہو سکتی۔ میں ان سے عرض کروں گا کہ وہ جو بھی نکتہ اٹھانا چاہیں ' چاہیں قواعد و ضوابط کے مطابق اٹھائیں اس پہ کوئی کارروائی ہو سکتی ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: شاہ صاحب! میرا خیال ہے کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

سید طاہر احمد شاہ: ذاتی وضاحت کا تو مجھے حق ہے۔ اس کا تو مجھے آپ حق دے دیجئے۔

محترمہ چیئرپرسن: میرا خیال ہے کہ اس وقت بجٹ پر بحث کا وقت ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ

اس کو رہنے دیجئے۔

سید طاہر احمد شاہ: دیکھئے جی! میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں مگر جو فاضل رکن صدیق سالار صاحب نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں ان کے خیالات کے احتجاج کے طور پر نہ صرف میں بلکہ ہم ' چونکہ ہمارے پنجابیوں کے ساتھ صوبہ سندھ میں ظلم ہو رہا ہے احتجاج کے طور پر ہم واک آؤٹ کرتے ہیں۔

محترمہ چیئرپرسن: میں محمد یوسف صاحب سے گزارش کروں گی کہ وہ اگر بحث کرنا چاہیں۔

ایک معزز ممبر: محترمہ چیئرپرسن! کورم پورا نہیں ہے کارروائی کو ختم ہی کر دیں۔

محترمہ چیئرپرسن: اجلاس کی کارروائی کل مورخہ 17 جون 1987ء صبح 9.00 بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس 17 جون 1987ء 9.00 بجے تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ ۱۷ جون ۱۹۸۷ء

(چہارشنبہ ۱۹ شوال ۱۴۰۷ھ)

جلد ۱۰ ..... شمارہ ۱۱

سرکاری رپورٹ

مندرجات

بدھ ۱۷ جون ۱۹۸۷ء

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۶۰۳
مسئلہ استحقاق	
اسمبلی کی گیلریوں میں پولیس اہلکاران کی آزادانہ آمدورفت	۶۰۴
میزانیہ بابت 88-1987ء پر بحث	۶۱۰

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

بدھ 17 جون 1987ء

(چار شنبہ ۱۸ شوال ۱۴۰۷ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ
الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا
وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ
فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ○
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ○ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ○

س بقرہ آیت ۲۷۵-۲۷۶-۲۷۸-۲۷۹

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (دوسری بار) اس طرح حواس باختہ ہو کر اٹھیں گے جیسے کسی کو شیطان نے چھو کر دیوانہ بنا دیا ہو۔ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو نفع کے لحاظ سے ویسا ہی ہے جیسے سود لینا۔ حالانکہ سودے سے منافع کو اللہ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ تو جس شخص کے پاس اللہ کی نصیحت پہنچ گئی اور وہ سود لینے سے باز آگیا تو جو پہلے ہو چکا اس کا معاملہ خدا کے سپرد اور جو پھر سود لینے لگا تو ایسے لوگ جہنمی ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ سود کو نیست و نابود کرتا ہے اور صدقات کی برکات کو بڑھاتا ہے۔ اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو۔ اور اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کو تیار ہوتے ہو۔ ہاں اگر توبہ کر لو گے اور سود چھوڑ دو گے تو تم کو اصلی رقم لینے کا پورا حق ہے۔ جس میں اوروں کا نقصان ہو اور نہ تمہارا نقصان۔ وما علینا الا البلاغ

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر : تحریک استحقاق نمبر 18 میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔

اسمبلی کی گیلریوں میں پولیس اہلکاران کی آزادانہ آمدورفت

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور مخصوص معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ہماری پولیس اور خفیہ ایجنسیوں کے ایجنٹ جو کہ صوبہ میں امن قائم رکھنے' تخریب کاروں کو تلاش کرنے' دھماکہ خیز مواد کا پتہ چلانے اور قتل و غارت گری کے انسداد کرنے میں ہر طرح ناکام ہو چکے ہیں۔ اسمبلی کے اجلاس کے دوران ایوان کی گیلریوں اور لابیوں میں گھس کر نہ جانے کن تخریب کاروں اور مہلک بموں کو تلاش کرنے آتے ہیں۔ ارکان اسمبلی جو کہ محب وطن اور امن پسند لوگ ہیں۔ ایوان کے اندر انکی تقریروں کی رپورٹنگ کرنا' انکی حرکات و سکنات اور میل جول پر کڑی نگاہ رکھنا' ارکان اسمبلی کو ہراساں کرنے کے مترادف ہے۔ جس کی وجہ سے اکارن اسمبلی آزادانہ اظہار خیال جو کہ ان کا آئینی حق ہے' کی راہ میں رکاوٹ محسوس کرتے ہیں اور اکثر اوقات مسلح اور باوردی پولیس افسران بھی اسمبلی کی گیلریوں میں نظر آتے ہیں۔ جبکہ سابقہ ادوار کی روایات کے مطابق پولیس کا کوئی باوردی آفیسر اسمبلی ہال کے صدر دروازے کے اندر قدم رکھنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ اسمبلی ہال کے اندر باوردی پولیس افسران کا داخلہ' گیلریوں کے اندر بیٹھ کر خفیہ ایجنٹوں کی طرف سے ارکان کی تقریروں کی رپورٹنگ' اسمبلی ہال کی حدود میں ان خفیہ ایجنٹوں کی آزادانہ آمد ورفت سے ارکان اسمبلی ہال کی حدود میں ان خفیہ ایجنٹوں کی آزادانہ آمدورفت سے ارکان اسمبلی کا آئینی استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ جمہوری روایات سے ہٹ کر موجودہ دور میں ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ اس کا جائزہ لینے کے لئے میری تحریک استحقاق کو منظور کرکے تحقیقات کے لیے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری یہ تحریک استحقاق میرے اس آئینی حق کی آئینہ دار ہے۔ جس کے تحت میں اظہار کی آزادی کا حق رکھتا ہوں اور اس ایوان کے اندر میں جو کچھ بھی کہتا ہوں' اس کے خلاف نہ تو کوئی کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اور نہ ہی وہ کسی عدالت میں قابل مواخذہ ہے۔ سابقہ دور میں یہ روایت رہی ہے اور دنیا کے تمام جمہوری معاشروں کی یہ کنونشن رہی ہیں کہ جمہوری اداروں کی

Premises کے اندر کوئی باوردی پولیس آفیسر داخل تک نہیں ہوسکتا۔ ہمارے ملک کے اندر بھی اور اس ایوان کی بھی یہ روایات رہی ہیں کہ ماضی میں کبھی کوئی پولیس آفیسر جو باوردی ہوتا ہے اس ایوان کے اندر داخل نہیں ہوا کرتا تھا حتیٰ کہ سارجنٹ ایٹ آرمز بھی بغیر وردی کے اس ایوان کے اندر داخل ہوتا تھا۔ مگر موجودہ دور میں جو نئی باتیں سامنے آئی ہیں اور جن نئی روایات کو جنم دیا جا رہا ہے۔ ان میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس ایوان کے اندر سارجنٹ ایٹ آرمز بھی باوردی داخل ہوتا ہے اور پولیس کی جمعیت کے وہ ارکان جو کہ صوبہ کے اعلیٰ انتظامی سربراہوں کے ساتھ ان کو Escort کرنے کے لیے ہوتے ہیں وہ مسلح اس ایوان کے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان روایات جو کہ صدیوں کے تجربہ کے بعد ہم کو ورثہ میں ملی ہیں ان کی شدید خلاف ورزی ہے۔ اس کے علاوہ خفیہ ایجنسیوں کے ایجنٹ ' سی۔ آئی۔ ڈی کے ورکر اور کارکن' پریس گیلری اور دوسری گیلریوں میں داخل ہو کر ارکان کی حرکات و سکنات پر نگاہ رکھتے ہیں۔ ان کی تقریروں کی رپورٹنگ کرتے ہیں اور ان کے میل جول پر بھی کڑی نگاہ رکھی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! میں پوری ایمانداری کے ساتھ محسوس کرتا ہوں کہ یہ تمام باتیں جمہوری روایات کی خلاف ورزی ہیں اور اس طریقے سے اس معزز ایوان کے اراکین کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ اس لئے میری آپ سے یہ پرزور استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو تحقیقات کے لیے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس امر کا جائزہ لیا جاسکے کہ موجودہ دور میں ان نئی باتوں کو ان نئی روایات کو کس لئے تخلیق کیا جا رہا ہے۔ شکریہ۔

وزیر قانون : جناب والا! میرا خیال ہے کہ اس بات کو مزید واضح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ خود اسمبلی اور ہاؤس کے انتظامات سے واقف ہیں۔ جناب والا! جہاں تک مجھے علم ہے میں یہی عرض کروں گا کہ ماسوائے حفاظتی انتظامات کے جو کہ اسمبلی کے ممبران کے لیے ضروری ہیں' اسمبلی کی عمارت کے اردگرد یہاں کی ضرورت کے مطابق' ممبران کی حفاظت کے لیے انتظامات کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مزید کوئی عملہ کسی کارروائی کے لیے یہاں تعینات نہیں کیا گیا۔ اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہے تو جناب والا کے خود علم میں ہو گا لیکن ہمارے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ نہ تو کسی عملے کو حرکات و سکنات نوٹ کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے۔ میرے خیال میں یہ بڑی پرانی روایات ہیں کہ اسمبلی کے ممبران کے تحفظ کے لیے' سیکورٹی تحفظ کے لیے' یہاں پر عملہ تعینات کیا جاتا ہے۔ سیکورٹی کا عملہ ہے یا یہاں پر جو Serving عملہ ہے وہ بھی اسمبلی ممبران کی

سہولت کے لیے تعینات کیا گیا ہے۔ اس بات پر یہ کہنا کہ اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ یا یہ عملہ اسلئے تعینات کیا گیا ہے کہ اراکین اسمبلی کی حرکات و سکنات نوٹ کی جائیں' میرے خیال میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ نہ ہی اس سے کوئی استحقاق مجروح ہونے کا خدشہ ہے اور نہ ہی کوئی استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ یہ تمام باتیں جو یہاں پر کی گئیں ہیں ان کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ تمام باتیں بے بنیاد ہیں۔ جناب والا! کے علم میں اگر کوئی ایسی مزید بات ہے تو جناب والا! خود ہی اس کا نوٹس لے سکتے ہیں۔ ہماری طرف سے ایسی کوئی ہدایات نہیں ہیں اور نہ ہی اس سے کوئی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اسمبلی کے انتظام و انصرام جناب والا ! کے خود علم میں ہیں اور آپ خود اس سے واقف ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق اسمبلی کے Precincts کے اندر حفاظتی اقدامات کے بارے میں ہے یا بقول محرک کے خفیہ پولیس کے اہل کاروں کی وجہ سے یہ تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے۔ اس میں جناب ریاض حشمت جنجوعہ نے سارجنٹ ایٹ آرمز کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہ یہاں پر یونیفارم میں آتے ہیں۔ میں ان اراکین اسمبلی سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں جو یہاں اس اسمبلی میں اس سے پہلے بھی اس ایوان کے رکن رہے ہیں کہ سارجنٹ ایٹ آرمز کے متعلق کیا روایات رہی ہیں ؟ آیا سارجنٹ ایٹ آرمز یونیفارم میں موجود ہوتے تھے یا بغیر یونیفارم کے موجود ہوتے تھے ؟ جناب میاں محمد افضل حیات صاحب کیا آپ اس بارے میں کچھ بتا سکیں گے ؟

میاں محمد افضل حیات (قائد حزب اختلاف) : جناب سپیکر! جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ سارجنٹ ایٹ آرمز بغیر وردی کے ' سادہ کپڑوں میں' سویلین ڈریس میں یہاں پر تشریف لاتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اس پر آپ پہلے اچھی طرح سے غور کر لیں کیونکہ یہ معاملہ جلدی میں طے کرنے کا نہیں ہے۔ جو صاحبان یہاں اس اسمبلی میں رہے ہیں۔ وہ اس پر اچھی طرح سے غور کر لیں کیونکہ ہمیں سارجنٹ ایٹ آرمز کو یونیفارم میں یہاں بیٹھانے کا کوئی اتنا شوق نہیں ہے۔ ہمیں اس معزز ایوان کی روایات کا زیادہ احترام ہے۔ ان کا تقدس ہمیں ملحوظ ہے۔ اس بارے میں مزید غور کر لیتے ہیں۔ میں بھی اس کو دیکھ لیتا ہوں۔ آپ بھی اس کو دیکھ لیجئے۔ آپ بھی اس کی تصدیق کر لیجئے۔

چودھری فیض احمد : (پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ) : جناب سپیکر! میں اس اسمبلی کا رکن تو

نہیں رہا۔ لیکن میری ڈیوٹی اسمبلی میں رہی ہے۔ میں نے آج تک یہ نہیں دیکھا کہ سارجنٹ ایٹ آرمز یہاں پر وردی کے بغیر ہو۔ میاں صاحب مجھے ایک بھی مثال دے دیں کہ سارجنٹ ایٹ آرمز یہاں پر بغیر وردی کے رہا ہو۔

جناب سپیکر: خیر اس بارے میں ابھی یہی بہتر ہے اور یہی طے کرتے ہیں کہ اس پر مزید غور کیا جاسکتا ہے۔ ' اور اس کو مزید دیکھیں گے کہ سارجنٹ ایٹ آرمز وردی کے بغیر یہاں پر بیٹھتے رہے ہیں یا یونیفارم میں بیٹھتے رہے ہیں۔ تو ایک تو یہ بات طے ہو گئی ہے .....

میاں محمد افضل حیات: جناب سپیکر! اس کی تو تصدیق ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: ہاں اس کی تصدیق کی جاسکتی ہے۔ ایک تو جناب جنجوعہ صاحب کی یہ بات طے ہوگئی باقی آپ کی یہ بات ابھی فیصلہ طلب ہے کہ سارجنٹ ایٹ آرمز یہاں پر یونیفارم میں بیٹھتے رہے ہیں یا یونیفارم کے بغیر بیٹھتے رہے ہیں۔ تو یہ بات آپ کی سروسٹ رول آؤٹ کی جاتی ہے۔ اور جو باقی معاملات ہیں ان کے بارے میں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں گورنمنٹ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسمبلی کے انتظامات کا تعلق اسمبلی سیکرٹریٹ سے ہے۔ بہتر تو یہ ہوتا کہ آپ کو اگر کوئی شکایت ہوتی تو آپ ہم سے رابطہ کرتے۔ کیونکہ ہمارے اسمبلی سیکرٹریٹ کا جو معاملہ ہے اس میں کوئی معزز رکن کی رائے کا احترام اس کی تجاویز کا احترام اس کو اہمیت دینا یہ ہمارے فرائض منصبی میں شامل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی بھی معزز رکن کی طرف سے اسمبلی سیکرٹریٹ کو کوئی معقول تجویز ملے جس میں ہمارے اس معزز ایوان کی روایات کا احترام کرنے کی بات ہو تو ہم اس کو اپنے سر آنکھوں پر لیں گے۔ اور اس کا احترام کریں گے۔ اور اس پر عمل بھی کریں گے بہتر تو یہ تھا کہ آپ ہمیں اپنے طور پر بتاتے۔ لیکن اب آپ یہ تحریک استحقاق لے آئے ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس دفعہ یہاں پر کوئی سیکورٹی کے انتظامات کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا ہے۔ جس کے بارے میں خود میں نے بھی اس معزز ایوان کو اعتماد میں لینے کی کوشش کی اور پہلے روز ہی کوشش کی۔ گورنمنٹ کی طرف سے بھی اس سلسلے میں اقدامات کئے گئے ہیں لیکن اسمبلی کے Precincts کے باہر اور دروازے کے باہر یہ اقدامات کئے گئے۔ دروازے کے اندر کا معاملہ ہمارا معاملہ ہے اگر جناب ریاض حشمت جنجوعہ کو اسمبلی کے دروازے کے اندر ان کے فرائض منصبی میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ پیدا ہوئی ہے یا ان کو کسی نے روکا ہے یا ان کی کسی بات کو کسی نے نوٹ کیا ہے تو آپ میرے نوٹس میں لائیں تو ہم فوری

طور پر اس پر ایکشن لیں گے۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اسمبلی کے دروازے کے اندر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی پولیس کا اہل کار یا خفیہ پولیس کا اہل کار ہمارے معزز اراکین کے معاملات میں کسی قسم کی مداخلت کرے اس کی ہم قطعاً اجازت نہیں دے سکتے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہماری حفاظت یا اس معزز ایوان کی حفاظت کی خاطر پولیس کی جمعیت کو یہاں متعین کیا گیا ہے تو جناب سپیکر یہ بات بھی یہاں طے ہو جانی چاہیے کہ سابقہ روایات کیا رہی ہیں کیا باوردی اور مسلح پولیس افسران اس ایوان کے اندر داخل ہو سکتے ہیں یا نہیں ؟ میں اس بارے میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر : میرے علم میں نہیں ہے کہ یونیفارم میں پولیس آفیسرز اسمبلی بلڈنگ کے اندر داخل ہوئے ہوں میرے علم میں یہ بات نہیں ہے۔ اگر آپ کے علم میں کوئی Specific Instance ہے تو آپ مجھے بتائیے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا! میں اس بات کو سوئے ادب سمجھتا ہوں۔ اگر آپ خود نہیں' آپ کسی اپنے معتمد آدمی کو میرے ساتھ بھیج دیں تو اس وقت بھی متعدد مسلح پولیس آفسران کو میں اس اسمبلی بلڈنگ کے اندر کھڑے ہوئے دکھا سکتا ہوں۔ خاص کر جس وقت ہمارے صوبہ کے انتظامی سربراہ اسمبلی بلڈنگ کے اندر داخل ہوتے ہیں۔ تو ان کے تمام باڈی گارڈ وغیرہ جو مسلح ہوتے ہیں وہ پورے کے پورے اسمبلی بلڈنگ کے اندر داخل ہو جاتے ہیں۔ اور ہماری لابی کے باہر کھڑے رہتے ہیں۔ جناب والا ! میں اس بارے میں آپ کا فیصلہ چاہتا ہوں جبکہ سابق روایات یہ رہی ہیں۔ سابق ادوار جن پر ہم بڑے تند و تیز انداز میں تنقید کرتے ہیں۔ ان کی بھی یہ روایات رہی ہیں کہ اسمبلی ہال کے صدر دروازے کے اندر کوئی مسلح پولیس آفیسر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس بارے میں جناب والا میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : یہ معاملہ چونکہ گورنمنٹ کے بارے میں آپ نے کہا ہے اس لئے میں گورنمنٹ کا نقطہ نظر معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون : جناب والا! میں اس بارے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ جس علاقے میں واقعہ ہے اور جس ادارے کے ذمے اس کی حفاظت کا انتظام و انصرام موجود ہے۔ یہ ایریا جو ہے یہ کینٹ ایریا میں Fall کرتا ہے۔ ایس پی کینٹ اس کی حفاظت کے اپنے طور پر ذمہ دار ہیں اور ایس

پی کینٹ اپنے طور پر اس اسمبلی کے ارد گرد ضروری عملہ تعینات رکھتے ہیں۔ اسمبلی گیٹ کے سامنے بھی وہ عملہ کو تعینات رکھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک میرے فاضل دوست کے استحقاق کا سوال پیدا ہوتا ہے تو روایات یہ رہی ہیں کہ اس اسمبلی بلڈنگ کے اجلاس میں یہ جو آپ کو دیوار نظر آرہی ہے اور اس ہال کے اندر داخل ہونے کا استحقاق آپ کی اجازت کے بغیر ماسوائے ممبران اسمبلی کے کسی کو نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اسمبلی کے ممبران کی سروس کے لیے یہ ہمارے انڈنٹس ہیں جو Serve کر رہے ہیں یہ ان کی سہولت کے لیے یا ڈاک کی تقسیم کے لیے یا اور ضروری بات کے لئے اس کے اندر داخل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ رولز میں بھی موجود ہے۔ کہ اس میں داخل نہیں ہوا جاسکتا لیکن جہاں تک مین گیٹ کا تعلق ہے اس کا انچارج ایس پی یا کوئی اور عملہ کسی ایسے مقصد کے لیے کہ اس کے حفاظتی انتظامات کے تحت اندر داخل ہوں تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ روایات کے خلاف ہے یا کسی ممبر کا استحقاق اس بات سے مجروح ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے۔ جس طرح کہ آپ نے درست فرمایا کہ رولز میں بھی یہ بات ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے انتظام و انصرام کے متعلق اگر کسی ممبر کو کوئی شکایت ہو تو بجائے اس کے کہ اس کی کوئی تحریک یہاں لائی جائے یہ اس کے لئے لازم ہے کہ وہ جناب کے پاس چیمبر میں بیٹھے اور یہ معاملہ طے کرے۔ یہ بات بھی اس میں آتی ہے اس لئے اگر جناب والا! مناسب سمجھتے ہیں تو ان تمام باتوں کو وہاں بیٹھ کر ہم طے کر سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی ایسی خلاف واقعہ' خلاف روایت بات ہوئی تو اس پر عملدرآمد حکومت کی ذمہ داری ہوگی۔ مناسب یہی ہے کہ آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر ان تمام باتوں کو دیکھ لیا جائے۔ یہاں یہ معاملہ رولز کے تحت اٹھایا نہیں جاسکتا۔ یہاں سیکرٹریٹ کے معاملات کا تعلق ہے اور اس کے اندرونی معاملات کا تعلق ہے۔ یہ چونکہ آپکی اپنی ذمہ داری ہے اس لئے اس کو آپ کے چیمبر میں طے کیا جانا چاہیے اور ہم اس بات کو دیکھ لیں گے کہ کوئی واقعہ خلاف روایت اسمبلی میں نہ ہونے پائے۔

جناب سپیکر: جی کیا ارشاد ہے جناب جنجوعہ .....

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں نے یہ گزارش کی تھی کہ سابقہ روایات یہ رہی ہیں کہ کوئی بادردی پولیس آفیسر اس اسمبلی بلڈنگ کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: جنجوعہ صاحب کیا میری آپ رولنگ چاہتے ہیں .....

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جی اس پر میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں اس مسئلے پر کہ اسمبلی کے مین گیٹ کے اندر کوئی باوردی پولیس آفیسر داخل ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا یا اس بارے میں روایات کیا رہی ہیں؟ میں اس پر اپنی رولنگ محفوظ رکھتا ہوں۔ اور میں آئندہ اس پر اپنی رولنگ دوں گا۔ اب اس پریویلج موشن کے باقی معاملات کے بارے میں آپکی کیا رائے ہے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! میں صرف آپکی رولنگ ہی چاہتا تھا اور جب آپ اس پر رولنگ دیں گے۔ تو اس وقت باقی پریویلج موشن کو بھی آپ Decide کر دیجئے گا۔ خصوصاً سیشن کے دوران میں کسی پولیس افسر کے اس بلڈنگ کے اندر داخل ہونے کے بارے میں میری یہ تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: جی وہ تو میں نے عرض کر دیا ہے۔ اس پر میں اپنی رولنگ دوں گا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: تو جناب والا! آپ میری اس پوری تحریک استحقاق کو بھی اس رولنگ میں نمٹا دیجئے گا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: نہیں' رولنگ تو میں آج نہیں دے رہا' پریویلج موشن کو تو آج Dispose of ہو جانا چاہیئے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! اس وقت تک اسے ملتوی رکھ دیجئے۔

جناب سپیکر: نہیں' میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی پریویلج موشن اسمبلی سیکرٹریٹ کے معاملات کے بارے میں ہے تو اسے آپ پریس کرتے ہیں یا نہیں؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جیسے آپ پسند فرمائیں۔

جناب سپیکر: تو اس پر آپ اسے پریس نہیں کرتے ہیں۔

میزانیہ بابت 88-1987 پر بحث

جناب سپیکر: اب بجٹ پر بحث کا آغاز ہوتا ہے۔ ہمارے پاس کافی نام آگئے ہیں۔ شروع میں تو بہت

کم نام تھے لیکن اب کافی نام آگئے ان صاحبان کے جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ اس لئے اب ہمیں سختی سے اس بات کی پابندی کرنا ہوگی۔ کہ دس منٹ سے زیادہ کسی صاحب کو نہ دیئے جائیں ورنہ اس بحث میں سب صاحبان حصہ نہیں لے سکیں گے تو اس بات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے کہ دس منٹ سے متجاوز نہ کیا جائے تو ہم شروع کرتے ہیں۔ جناب نوابزادہ مظفر علی صاحب .....

آوازیں: نوابزادہ صاحب کل تقریر کر بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: نوابزادہ صاحب تقریر کر چکے ہیں۔ چودھری عبدالرشید صاحب بھی تقریر کر چکے ہیں ؟ چودھری عبدالرشید صاحب کیا آپ تقریر کر چکے ہیں ؟

چودھری عبدالرشید: نہیں جناب۔

جناب سپیکر: بسم اللہ کیجئے۔

چودھری عبدالرشید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے میری اس گزارش کو شرف پذیرائی بخشا اور مجھے بجٹ پر کچھ کہنے کی اجازت دی۔ جناب والا! کسی اچھے معاملے پر مبارکباد پیش کرنا ایک روایتی چیز ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ جس انداز میں اور جن حالات میں جناب وزیر خزانہ چودھری ممتاز حسین صاحب نے موجودہ بجٹ پیش کیا ہے۔ وہ واقعی قابل تحسین ' قابل تعریف اور قابل مبارکباد ہے۔ انہوں نے یہ بجٹ انتہائی جانفشانی' انتہائی لگن اور قومی جذبے سے سرشار ہو کر پیش کیا ہے۔ میں انہیں اور ان کی اس ٹیم کو جو اس بجٹ کی تیاری میں ان کے ہمراہ رہی ہے' ان سب کو مبارکباد کے قابل سمجھتا ہوں اور ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! پنجاب کی نوجوانوں قیادت پر وزارت اعلیٰ کے انتخاب کے وقت کئی ایک شبہات کئے گئے تھے۔ جس پر وزارت اعلیٰ کے انتخاب کے وقت کئی ایک شبہات ظاہر کے گئے تھے۔ جن میں شبہ اول یہ تھا کہ وہ شہری ہونے کے ناطے دیہات کی زندگی کو نہیں سمجھتے' دیہات کے مسائل سے نابلد ہیں' دیہات کے مسائل کو نہیں جانتے ہیں ان پر شبہ تھا کہ وہ اپنی تمام تر توجہ شہر پر مرکوز رکھیں گے۔ لیکن انہوں نے اپنے انتخاب کے بعد اپنے شہری حلقہ انتخاب کے ساتھ جس قدر انصاف کیا۔ اس سے کہیں بڑھ اپنے دیہاتی حلقہ انتخاب کے ساتھ انصاف کیا اس پر میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ان تمام شبہات کے دور کرنے میں اور ہمارے ذہنوں کو صاف کرنے میں مدد دی اس کے علاوہ دوسرا شبہ ان کی ذات پر تھا کہ شاید وہ سرمایہ دار ہونے کی وجہ سے خود سر ہوں' غیر

جمہوری انداز فکر اختیار کریں لیکن یہ بات بھی ان کے مزاج کی انکساری نے ثابت کر دی کہ جمہوری روایات کو قائم کرنے میں ان کا انداز فکر بہت بہتر اور کہیں بہتر رہا ہے۔

جناب والا ! جناب میاں نواز شریف صاحب نے بھی دیہی عوام کی فلاح و ترقی اور بہبود کو اپنا مقصد حیات سمجھا ہے۔ میں اپنی جانب سے اور دیہی عوام کی جانب سے ان کی خدمت میں ہدیہ تحسین پیش کرتا ہوں۔ اور ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے دیہاتی عوام کی ضروریات کو ملحوظ خاطر رکھا اور دیہات کی ترقی کی طرف بھرپور توجہ دی اور ان کی ترقی میں بھرپور دلچسپی کا عملی مظاہر کیا۔

جناب والا! موجودہ بجٹ پر اراکین اسمبلی کا اظہار اطمینان دراصل ان کے وزیر خزانہ اور ان کی ذات پر مکمل اعتماد کا اظہار ہے۔ اس سے قبل بھی اراکین اسمبلی نہ صرف ایک مرتبہ بلکہ ایک سے زیادہ مرتبہ اظہار اعتماد کر چکے ہیں اور یہ یقیناً ان کے حسن فکر، حسن کارکردگی اور حسن اخلاق کا نتیجہ ہے اور ان روایات کا نتیجہ ہے جو صحت مند جمہوری روایات قائم کرنے میں انہوں نے روا رکھی ہیں یہی وجہ ہے کہ ان پر ایک دفعہ نہیں بلکہ ایک سے زیادہ مرتبہ اظہار اعتماد کیا جا چکا ہے۔ جناب والا ! اگر مالی سال 88۔ 1987ء کے بجٹ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بجٹ کسی ایک شعبہ زندگی یا کسی ایک پہلو کا احاطہ نہیں کرتا بلکہ یہ بجٹ ریکارڈ ترقیاتی بجٹ ہے اور ہمہ گیر ترقی کا ضامن بجٹ ہے۔ اس میں کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا۔ اس میں کوئی ایسا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا جو عام آدمی کی زندگی پر براہ راست اثر انداز ہو اس لئے اس بجٹ کو یقینی طور پر عوامی اور فلاحی بجٹ قرار دیا جاسکتا ہے۔

جناب والا ! اس بجٹ میں تعلیم، صحت، دیہی سڑکیں، آبنوشی کے منصوبہ جات، دیہات میں بجلی پہنچانے اور افرادی قوت کی منصوبہ بندی کے لیے خطیر رقوم رکھی گئی ہیں۔ مجھے اس بات کی قوی امید ہے کہ انشاء اللہ اس بات کا بھی اہتمام کر لیا جائے گا کہ وہ ایجنسیز جن کے ذریعے یہ رقوم فلاح کی صورت میں، تعمیر و ترقی کی صورت میں عوام کی ترقی کے لیے ان تک پہنچائیں گے۔ ان رقوم کا اس خطیر انداز میں مہیا کیا جانا دیہات دوستی کا ایک ٹھوس ثبوت ہے جو کہ غریب دیہاتی کے معاشی استحصال کو ختم کرنے کے لیے ایک مثبت قدم ہے اور اس بات سے ماضی کے ایسے اقدام جو وسائل کی فراہمی کے لیے ناانصافی پر مشتمل تھے، ان کا بھی خاتمہ ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ اور جناب چیف منسٹر مبارکباد کے لائق ہیں کہ انہوں نے ان وسائل کو جن کی پیداوار میں

دیہاتی عوام کا 70 فیصد حصہ ہے' 70 فیصد کردار ہے اور 70 فیصد Contribution ہے۔ ان کو اسی انداز میں اسی شرح کے حساب سے واپس ان کی طرف لوٹایا جا رہا ہے۔ جو کہ ماضی میں کبھی نہیں ہو سکا۔ پچھلے مالی سال میں اس کا رخ متعین کیا گیا تھا اور اس مرتبہ اس رخ کو بھرپور انداز میں عوام کی طرف منعکس کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ میں اپنے صوبے کے منتظم اعلیٰ اور وزراء حضرات کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ بجٹ کو ترتیب دے لینا اور بجٹ پیش کر دینا اگرچہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن اس سے کہیں بڑھ کر اس بجٹ پر عمل پیرا ہونا اور اس کو عملی جامہ پہنانا بذات خود۔ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس بات کا انتظامیہ یقینی طور پر اہتمام کرے گی کہ یہ تمام بجٹ صحیح حالت میں ان مقاصد کے لیے استعمال ہوگا جن کے لیے یہ رقوم مہیا کی گئی ہیں۔ جناب والا! اس بات سے بھی انکار ممکن نہیں کہ ہمارے بجٹ کا بہت سا حصہ leak کر جاتا ہے۔ کرپشن کی وجہ سے یہ عوام تک صحیح معنوں میں پہنچ نہیں پاتا۔ اس میں بہت سی ایجنسیاں involve ہوتی ہیں۔ اس لیے بطور خاص یہ التماس ہے کہ جناب وزیر خزانہ اس بات کا اہتمام فرمائیں اور کرپشن کی طرف بھرپور توجہ دیں کہ اس کو کس انداز سے ختم کیا جاسکتا ہے۔ جناب والا! جہاں ہماری موجودہ حکومت نے یعنی پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے عوام کی فلاح و بہبود کی طرف توجہ دی ہے اور ان کی حالت بہتر کرنے کے لیے ان کی بنیادی ضروریات ان کے دروازوں تک پہنچانے کے لیے بھرپور کوششیں کیں۔ میں ان کی توجہ روز بروز ہونے والی کرپشن اور بڑھتی ہوئی رشوت کی طرف بھی مبذول کرانا چاہوں گا اور اسی بات پہ اکتفا کروں گا کہ کہ میرا اشارہ ایسا نہیں ہے کہ جو ان سے مخفی ہو۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم کرپشن کی طرف یا ہماری حکومت کرپشن میں کمی نہ کروا سکی' اس کو روک نہ سکی' تو مجھے یہ یقین ہے کہ ہم بجٹ کی صورت میں خطیر رقوم جو مہیا کرتے ہیں اس صورت میں لوگوں تک پہنچائی ہوئی ترقی بے معنی ہو کر رہ جائے گی اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ کرپشن کی طرف بطور خاص توجہ دینی چاہیے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ ہی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ملک طیب خان اعوان۔

ملک طیب خان اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موجودہ بجٹ پر اظہار خیال کرنے کی اجازت فرمائی۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے اس بجٹ کے متعلق جو ان مشکل حالات میں اپنے ایک اعلان کے بعد دوبارہ قوم کی خواہشات کی مطابق ڈھالا ہے۔ آج تک پاکستان میں تو یہی ہوتا رہا ہے کہ برسراقتدار حکومت جو اعلان کرتی ہے۔ اسی پر قدم جمائے رہتی ہے۔ اس احتجاج میں لوگوں کی جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ خون' خرابے بھی ہوتے ہیں مگر صاحب اقتدار اپنے کیے پر ڈٹے رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں حکومت کو اور مسلم لیگ کی موجودہ حکومت کو اس بات پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے عوام کی خواہشات کے مطابق بجٹ میں اصلاح فرمائی۔

جناب والا! میرے دوستوں نے یہاں پر کالا باغ ڈیم کے متعلق بھی اظہار خیال کیا' کالا باغ ڈیم پاکستان کا ایک اہم کام ہے۔ جس سے صرف پنجاب کو نہیں' سندھ کو نہیں بلکہ سارے پاکستان کو فائدہ ہوگا۔ ہمارا جو پانی ضائع ہو کر سمندر میں چلا جاتا ہے وہ ذخیرہ کی شکل میں ہمارے کھیتوں کے لئے ہماری زمینوں کے لیے استعمال ہوسکے گا' اس منصوبہ کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچانا اس ملک کی خوش قسمتی اور خوش نصیبی کا ایک حصہ ہوگا۔

جناب والا! موجودہ حکومت نے محکمہ تعلیم کے لیے جو کثیر رقوم رکھی ہے اس کو میں غریب عوام تک تعلیم کے پہنچانے کو سراہوں گا' لیکن جب تک ان سکولوں میں سکول کے سربراہ نہ ہوں سکولوں کے ہیڈ ماسٹر نہ ہوں اس وقت تک صحیح تعلیم عوام تک نہیں پہنچ سکے گی۔ اس بات کی طرف محکمہ تعلیم کو خاص توجہ دینی درکار ہے اگر میں بھول میں نہیں تو غالباً ضلع ملتان میں 90 سکول ہیڈ ماسٹروں کے بغیر چل رہے ہیں۔ جہاں ہیڈ ماسٹر نہ ہوں وہاں پر تعلیم کا ستیاناس نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا؟ محض تنخواہیں بڑھانے اور نئے سکول کھولنے سے کام نہیں چلتا جب تک ان میں ہیڈ ماسٹر موجود نہ ہوں۔ اس لیے میں محکمہ تعلیم سے استدعا کروں گا کہ جہاں آپ یہ رقم لگا رہے ہیں وہاں پر اپنے تمام سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کا بندوبست فرمائیں تاکہ خدا کرے اس قوم کو' اس عوام کو اس ملک کو غریبوں کے بچوں کو صحیح تعلیم مل سکے۔ ہیڈ ماسٹر نہ ہونے کی باعث کسی بھی سکول کا نتیجہ صفر ہے۔ میرے بھی حلقہ میں کافی سکول ایسے ہیں جن کے نتیجے صفر آئے ہیں۔ جن اساتذہ صاحبان کے نتیجے خراب ہوتے ہیں۔ ان پر نظر رکھنا بھی ہماری موجودہ حکومت کے فرائض میں شامل ہے تاکہ یہ روپیہ ضائع نہ ہو اور اس ملک کے غریب عوام کے بچوں کی قسمت اچھی بن سکے اور پیسہ خرچ کرنے سے انہیں صحیح تعلیم میسر آسکے۔

جناب والا! موجودہ حکومت' مسلم لیگ اور وزیر اعظم محمد خان جونیجو صاحب نے صحت کے لیے

جتنا روپیہ رکھا ہے میں اسے قابل داد سمجھتا ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ میں نے پچھلے سال بھی عرض کیا تھا کہ صد افسوس ہے کہ ہسپتالوں کی عمارتیں موجود ہیں۔ چار چار سال سے ہسپتال خالی پڑے ہیں' پانچ پانچ چھ چھ لاکھ روپے ان کی عمارتوں پر خرچ ہو چکے ہیں۔ لیکن وہاں پر کوئی ڈاکٹر موجود نہیں ہے۔ ان عمارتوں کو دیکھنے کے لیے کوئی چوکیدار موجود نہیں ہے وہاں ہسپتالوں میں عوام کی بھیڑ بکریاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ میرے خیال میں یہ روپیہ ضائع ہونے کے مترادف ہے۔ اس لیے کہ جو بھی ہسپتال بنائے جاتے ہیں ان میں فوری طور پر عملے کا ہونا بہت ضروری ہے جس سے غریب عوام کو فائدہ ہوگا۔ انہیں علاج میسر ہوگا' محض ایک مکان بنا کر کھڑا کر دینے سے غریب عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا۔ میں محکمہ صحت کی توجہ اس طرف بھی دلاتا ہوں کہ جہاں پر ہسپتال تعمیر ہیں وہاں پر ڈاکٹر' لیڈی ڈاکٹر' کمپاؤڈر اور دیگر عملہ جلد از جلد تعینات فرمایا جائے تاکہ کثیر روپیہ خرچ ہونے کے بعد وہاں کے غریب عوام کو فائدہ پہنچ سکے۔

جناب والا! ہماری حزب مخالف نے اسلحہ لائسنس اور گاڑیوں کی فیس بڑھانے پر بھی اظہار خیال کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دو ٹیکس جو بڑھائے گئے ہیں یہ اچھا اقدام ہے جو آدمی اپنی جان کی حفاظت کے لیے دس بیس یا پچاس روپے اسلحہ کی فیس برداشت نہیں کرسکتا یا ایک کار والا اپنے لائسنس کی دس بیس روپے زائد فیس ادا نہیں کرسکتا تو پھر وہ اسلحہ اور گاڑی چھوڑ دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بھی آمدنی ہوگی اور یہ آمدنی غریبوں کے بچوں پر خرچ ہوگی۔

جناب والا! اخباروں میں یہاں بھی میرے کئی دوستوں نے زرعی ٹیکس کے متعلق اظہار خیال فرمایا ہے۔ جناب والا ! زرعی ٹیکس زمیندار پر' غریب کاشتکار پر ایک بوجھ اور زیادتی ہے' ہماری حکومت نے زمینداروں کی تمام اجناس کو تو پابند کر رکھا ہے کپاس کی قیمت مقرر ہے' گندم کی قیمت مقرر ہے' دھان کی قیمت مقرر ہے' اور گنے کی قیمت مقرر ہے۔ اگر ہم اپنے ان زمینداروں پر' کاشتکاروں پر کوئی اور زرعی ٹیکس لگائیں گے تو ان کے پاس کوئی اور ذریعہ نہیں کہ وہ اپنے خرچ میں اسے کہیں سما سکیں۔ زمیندار پہلے ہی ان اخراجات میں پس رہا ہے۔ وہ اپنے بچوں کو روزی بھی بمشکل پیدا کرکے دیتا ہے۔ اس لئے یہ ملک میں کوئی مزید ٹیکس' زرعی ٹیکس' اور باغات ٹیکس برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے۔ لہٰذا اس صوبے میں زرعی ٹیکس نہ لگایا جائے ہم اسے برداشت نہیں کرسکتے یہ ہمارے بس سے باہر ہے۔ جناب والا ! اس کے علاوہ نام تو یہ لیا گیا ہے کہ یہ ٹیکس سود پر لگایا گیا ہے لیکن ۔ 500 روپے فی من کے حساب سے روئی خریدنے والے کاروباری حضرات روئی کو ایک ہزار

۔/1000 روپے فی من کے ریٹ پر فروخت کر رہے ہیں اب یہ ٹیکس بھی سیدھا زمیندار پر اثر انداز ہوگا۔ جو روئی انہوں نے سستے داموں خریدی ہے اس پر تو کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ اب جبکہ دو ماہ بعد یہی فصل آنے والی ہے یہ ٹیکس بھی اب سیدھا زمیندار کے سر پڑے گا۔ کاروباری حضرات سستی روئی خرید کر بغیر ٹیکس کے دگنے داموں فروخت کرکے موج اڑائیں گے اور غیر ممالک کو دھاگہ فروخت کرکے خوب پیسہ کمائیں گے لیکن یہ ٹیکس سیدھا زمیندار پر اثر انداز ہوگا۔

جناب والا! ہمارا ایک محکمہ اصلاح آبپاشی بھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت دیانت دار اور محنت سے اگر صحیح طریقے سے روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔ تو وہ اصلاح آبپاشی پر خرچ ہو رہا ہے۔ جس کا براہ راست ملک کو ' زمیندار کو اور صوبے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ جہاں پر ہمارا یہ پانی ایک گھنٹہ میں یا دو گھنٹہ میں ایک ایکڑ پر سیراب ہوتا تھا۔ کھالا ہونے کی وجہ سے وہی پانی اب ڈیوڑھا ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس منصوبہ کے لیے جتنی زیادہ سے زیادہ رقم بھی رکھی جائیگی اس میں زمیندار کا ' قوم کا اور ملک کا فائدہ ہوگا اور پانی کا ضیاع ختم ہو جائیگا۔ تمام پانی زمیندار کے مصرف میں صحیح طور پر آجائے گا۔ جناب والا ایک چھوٹی سی بات اور بھی ہے۔ جہاں ہائی وے پر سے ہم غریبوں کے کھالے گزرتے ہیں وہاں ہائی وے والے کیا کرتے ہیں کہ جس کھالے پر جمپ ہوتا ہے اس کے اوپر وہ آکر روڑی اور بجری ڈال دیتے ہیں جس کی وجہ سے کھال بند ہو جاتے ہیں۔ اوران غریب کسانوں کی اتنی رسائی نہیں ہوتی کہ وہ کھال کو دوبارہ بنوا سکیں۔ لہٰذا میں وزیر موصوف سے درخواست کروں گا کہ جس کھال پر جمپ ہوں اسے دوبارہ بنوایا جائے اس کے اوپر بجری ڈال کر اس کو بند نہ کیا جائے۔ مجھے پچھلی دفعہ اپنے گھر جانے کا اتفاق ہوا تھا تو میرے ہی حلقے سے دو کھالے گزرتے ہیں اور وہاں کے لوگ پریشان تھے کہ کھالوں سے پانی نہیں گزر سکتا تو ہائی وے کے جمپ جو نہر پر سے گزرتے ہیں جب ان کے جمپ بنیں تو انہیں اکھیڑ کر بنایا جائے اسی کے اوپر مٹی نہ ڈال دی جائے۔

جناب سپیکر! بارش کی وجہ سے موجودہ فصل ربیع بھی اتنی خراب ہوئی ہے کہ اس کے متعلق تمام دوست اظہار خیال کرچکے ہیں۔ ان دنوں جو بارشیں ہو رہی ہیں اس سے ربیع تو ربیع خریف کی فصل ختم ہو چکی ہے اور جو تھوڑی بہت بچی ہے اللہ اس میں برکت ڈالے۔ میری رائے ہے کہ آئندہ سپرے کے لیے حکومت کو کوئی نہ کوئی سبسڈی کی شکل میں ان زمینداروں کی امداد کرنا لازمی ہے کیونکہ اس کی اگتی ہوئی کپاس پر بارش کی وجہ سے پانی پھر گیا ہے اور اسے دوبارہ سہ بارہ کاشت کرنی پڑی ہے وہ اتنا خرچ کر چکا ہے کہ اب وہ پریشان حال ہے کیونکہ گندم کی آمدن بالکل قلیل تھی اور گندم کے

دانے کھانے کے لیے بمشکل ملے تھے اس نے تھوڑے بہت فروخت کئے ہیں اور اب وہ آئندہ اپنی جیب سے سپرے نہیں کرسکے گا اس وجہ سے اس کی فصل کے خراب ہونے کا بھی خدشہ ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ ادویات پر سبسڈی دے کر اس زمیندار کی فصل کو بچایا جائے۔

اس کے علاوہ ضلع ملتان میں تحصیل لودھراں ایک پسماندہ تحصیل ہے۔ لہٰذا میں استدعا کروں گا کہ جس طرح آپ باقی تحصیلوں میں فراخدلی سے کام کر رہے ہیں اس تحصیل کو بھی اسی فراخدلی سے کام لیتے ہوئے زون فری قرار دیا جائے تاکہ وہاں پر کوئی نہ کوئی صنعتی مل یا کارخانہ لگ سکے وہاں کے غریب عوام کو روزگار میسر ہوسکے۔ اب میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں مختار احمد شیخ

میاں مختار احمد شیخ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس بجٹ پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا۔ اس سے قبل کہ میں بجٹ کے بارے میں اظہار خیال کروں میں جناب وزیر اعلیٰ میاں محمد نواز شریف اور جناب وزیر خزانہ چودھری ممتاز حسین صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس سال جو بجٹ پیش کیا وہ ایک ایسا شاندار بجٹ ہے کہ جس میں کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا ماسوائے معمولی ٹیکسز جو گاڑیوں کے بارے میں تھے وہ کوئی اتنی زیادہ رقومات کے نہیں تھے جو لگائے گئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہماری آمدن میں معمولی سا اضافہ ہوگا اور وہ کوئی ایسے قابل ذکر ٹیکسز نہیں ہیں۔

جناب والا! سب سے پہلے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم ممبران سے تین سالہ ترقیاتی منصوبے لئے گئے تھے اور خیال یہی تھا کہ وہ منصوبے ہمارے اس بجٹ کی زینت بنیں گے۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے ابھی ابھی چودھری غلام رسول صاحب کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ ہمارے وزیر محنت جناب عبدالقیوم خان صاحب 1300 سی سی کار میں پھنس گئے اور ان کو بڑی مشکل سے نکالا گیا چونکہ وہ وزیر محنت تھے اپنی محنت سے نکل آئے اگر ان سے کوئی اور بھاری وزیر پھنس گئے تو ان کے لیے کرین منگوانی پڑے گی۔

جناب سپیکر: میاں مختار احمد شیخ

میاں مختار احمد شیخ: جناب سپیکر! ہم سب ممبران سے پورے صوبے کا تین سالہ ترقیاتی پروگرام طے کیا گیا تھا خیال تو یہی تھا کہ یہ اس بجٹ کی زینت بنے گا لیکن جب بجٹ کی پوری چھان بین کی گئی

تو وہاں پر ممبران کے ترقیاتی منصوبوں کا کہیں بھی ذکر نہ تھا۔ جبکہ ہم سے ترقیاتی منصوبوں کے بارے میں رپورٹ کروائی گئی تھی۔ لیکن اس کا بجٹ میں کہیں بھی ذکر نہ تھا۔ اس کے بعد سب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے وفاقی وزیر جناب ڈاکٹر محبوب الحق صاحب نے کالا باغ ڈیم کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ تین سال میں ہم سترہ ارب روپے کا نقصان کر چکے ہیں اگر یہ منصوبہ مزید اسی طرح التوا میں رکھا گیا تو اس سے ہمارے پنجاب کی زرعی اور صنعتی ترقی کا استحصال بڑھتا چلا جائے گا جس سے ہم زراعت اور صنعت میں کسی قسم کی بھی ترقی نہیں کر پائیں گے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو فوری طور پر شروع کروایا جائے اور وہ لوگ جو پہلے ہی پاکستان کے دشمن ہیں جو کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے خلاف باتیں کر رہے ہیں ان کی مزید باتیں نہ سنی جائیں اور اس کالا باغ ڈیم کی تعمیر کو فی الفور شروع کروایا جائے۔

جناب والا! اس کے بعد ملتان کے سلسلے میں عرض کرونگا کہ وہاں پر تھرمل بجلی گھر کے لیے روس کی امداد سے ایک سکیم جاری کی گئی تھی لیکن تھرمل پاور سٹیشن کو ملتان سے شفٹ کر دیا گیا اور اس کی جو وجوہات تھیں اس میں محکمہ مال بورڈ آف ریونیو اور واپڈا والوں نے جو Bungling کی اور ڈپٹی کمشنر ملتان نے اس کی مالیت ایک لاکھ سترہ ہزار روپے فی ایکڑ لگائی' بورڈ آف ریونیو نے دو لاکھ 78 ہزار روپے لگائی اس سلسلے میں ان افسران نے تو کوئی کام نہ کیا اور ان کو کوئی سزا نہ ملی لیکن ہم ملتان والوں کو اس تھرمل بجلی گھر سے محروم کر دیا گیا اور ہمیں سزا دے دی گئی۔ تو میں حکومت پنجاب سے یہ استدعا کرونگا کہ وہ تھرمل پاور سٹیشن جو ہمیں 1982ء میں دیا گیا تھا وہ ہمیں واپس دیا جائے اور اس کی تعمیر ملتان میں کی جائے۔

جناب والا! اس کے بعد میں یہ عرض کرونگا کہ حکومت پنجاب نے سات مرلہ سکیم اور کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کے سلسلے میں جو شاندار اقدامات کئے ہیں وہ ایک ایسا فخریہ کارنامہ ہے جو حکومت کے لئے قابل ستائش ہے۔ اس کی تکمیل اب شروع ہو چکی ہے اور حکومت پنجاب ایک بہت بڑا کریڈیٹ اختیار کر چکی ہے لیکن اس کے بارے میں چند مشکلات ہیں اگر ہم ان کو موقع پر دیکھیں تو وہ ہماری حکومت کے لیے زیادہ بہتر اور زیادہ احسن ہونگی۔ ہم نے بعض لوگوں کو پرانی نہروں پر زمینیں دی ہیں اور وہ زمینیں ٹیلوں کی شکل میں موجود ہیں جب ہم سات مرلہ سکیم کے تحت ان لوگوں کو مالکانہ حقوق دیں تو ہم ان ٹیلوں کو ہموار کریں اور ہم لوگوں کو صاف ستھری زمین مہیا کریں جو انہوں نے کہا ہے کہ ہم ان جناح آبادیوں کو بجلی' سڑکیں اور پانی مہیا کریں گے تو ان

جناح آبادیوں کے لے بجٹ میں جو رقم ہے اس کو ہم صحیح طریقے پر استعمال کریں۔ اگر ہم نے اس کا پورا کریڈٹ لینا ہے' اگر ہم نے اس سے پورا فائدہ اٹھانا ہے اور غریب لوگوں کو اس میں آباد کرنا ہے تو لازمی ہے کہ ہم ان کو صاف ستھری اور اچھی جگہ مہیا کریں۔

جہاں تک کچی آبادیوں کا مسئلہ ہے۔ کچی آبادیوں کے سلسلے میں یہ عرض کرونگا کہ اس میں بہت سے محکمے شامل ہیں محکمہ اوقاف ' ریلوے اور دوسرے محکمے جو ہیں اس میں شامل ہیں اور بیشمار ایسی زمینیں ابھی تک کچی آبادیوں کے مکینوں کے مسائل میں الجھی پڑی ہیں۔ اور ان کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کے لیے ہمیں جلد ازجلد اقدامات کرنے چاہئیں کیونکہ ہمارے بلدیاتی انتخاب بالکل نزدیک ہیں اسلئے اس سلسلے میں ہم بہتر سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کریں۔

تعلیم کے سلسلے میں بجٹ میں سب سے زیادہ رقم رکھی گئی ہے۔ جب وزیر خزانہ ملتان تشریف لائے تھے میں نے عرض کی تھی کہ کے بوائے پرائمری سکولز کے لئے 88 ہزار روپیہ ہم نے رکھا ہے اور لڑکیوں کے سکولز کے لیے ہم نے ایک لاکھ 18 ہزار روپے رکھے ہیں۔ ہماری وفاقی حکومت نے پرائمری سکولز کے لئے 2 لاکھ 78 ہزار روپے رکھے ہیں اور اس 88 ہزار کی رقم میں صرف دو کمرے تعمیر ہوتے ہیں۔ جبکہ زمین کی جو قیمت ہے اور زمین جو ہم نے مفت مہیا کی ہے اور گفٹ کے طور پر ہم نے لوگوں سے لی ہے اس کی قیمت بھی اس رقم سے زیادہ بنتی ہے۔ اگر ہم ایسی سکیمیں جو سیلف سکیمیں ہوتی ہیں جو اپنی مدد آپ کی بنیادوں پر آتی ہیں وہاں بھی گورنمنٹ کی نصف کی امداد ہوتی ہے۔ زمین کی قیمت جو ہم نے مہیا کی ہے وہ اس 88 ہزار کی رقم سے کہیں زیادہ ہے۔ اگر اس بنیاد پر بھی ہم دیکھیں تو یہ رقم ایک بڑی معمولی رقم ہے۔ میں وزیر خزانہ سے استدعا کروں گا۔ یہ رقم جس طرح وفاقی حکومت نے پرائمری سکولوں کے لیے 2 لاکھ 70 ہزار روپے رکھے ہیں یہ بھی 2 لاکھ 70 ہزار روپے کی رقم ہونی چاہیے تاکہ ہم پرائمری سکول کے بچوں کو کمرے مہیا کرسکیں۔ دو کمروں میں پرائمری سکول کی پانچ کلاسیں نہیں پڑھائی جاسکتیں۔

جناب والا! اسکے بعد میں عرض کروں گا کہ گورنمنٹ وومن کالج ملتان کے لئے کوئی رقم اس بجٹ میں مختص نہیں کی گئی۔ اسی طرح گرلز کالج کے لیے میں نے تجویز دی تھی کہ اسے بڑھا کر ڈگری کا درجہ دے دیا جائے لیکن اس کے لیے بھی کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ ملت انٹر کالج ممتاز آباد کو بھی ڈگری کالج کا درجہ دے دیا جائے اس کے لیے بھی کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔

انجنیئرنگ تک لے جاسکتے ہیں۔ اگر ہمیں اس کے لیے معمولی سی رقم پچاس ساٹھ لاکھ روپے دے دی جائے تو وہاں بی ایس سی انجنیئرنگ کی کلاسوں کا بھی اجرا کیا جاسکتا ہے۔

جناب والا! اسی طرح ملتان میں کامرس کالج موجود ہے۔ اگر وہاں صرف 50 ٹائپ مشینیں بڑھا دی جائیں یہ تقریباً اڑھائی لاکھ روپے کا خرچہ ہے اور اس وقت ساڑھے سات سو لڑکا وہاں داخل ہوا ہے۔ اگر صرف اڑھائی لاکھ روپیہ لگا دیا جائے تو 1500 لڑکوں کا داخلہ کیا جاسکتا ہے۔ یعنی داخلے کو ہم ڈبل کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ پنجاب میں شہروں کے جتنے سکولز تھے وہ ڈسٹرکٹ کونسلوں کے ماتحت تھے۔ 1947ء سے لیکر آج تک ان شہری سکولوں کے لیے کہیں کسی بجٹ میں کوئی پیسہ مہیا نہیں کیا گیا۔ نہ اس بجٹ میں اور نہ اس سے پہلے۔ 37 سال گزر گئے ہیں لیکن ہم نے ان سکولوں کے لیے کوئی پیسہ مہیا نہیں کیا ہے۔ نہ ڈسٹرکٹ کونسل نے اور نہ ہماری حکومت پنجاب نے ان سکولوں کے لیے کوئی پیسہ مہیا کیا ہے۔ اس میں سرفہرست جو ہمارے سکولز ہیں وہ مسلم ہائی سکول ملتان۔ پائلٹ ہائی سکول ملتان۔ عطا ہائی سکول۔ سی بی ایم بوائے سکول اور گرلز سکول اور ہائی سکول رنگین۔ جو میرے علاقے میں واقع ہیں۔ جو سکول 1973ء میں نیشنلائزڈ تھے۔ ان کو اور جو 1947ء کو سکول موجود تھے ڈسٹرکٹ کونسلوں نے بھی شہروں میں انہیں روپیہ مہیا نہ کیا اور نہ ہماری پنجاب کی حکومت نے ان سکولوں کے لیے ان 40 برسوں میں کوئی پیسہ دیا۔ میں استدعا کروں گا کہ ان کے لیے روپیہ رکھا جائے۔

جناب والا! ہم نے لکھنے کو تو اپنے بجٹ میں لکھ دیا اور اپنی تقریر میں بھی کہہ دیا کہ چونیاں اور جھنگ کے لیے انڈسٹریل سٹیٹ بنائی جائیں گی۔ لیکن جب بجٹ کو ہم نے دیکھا تو چونیاں کی انڈسٹریل اسٹیٹ کے لیے اور جھنگ کی انڈسٹریل اسٹیٹ کے لیے کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ انڈسٹریل اسٹیٹ ہونگی اور وہاں انڈسٹری لگائی جائیں گی تو ان انڈسٹریل اسٹیٹ کے لیے نہ جھنگ کے لیے نہ ہی چونیاں کے لیے بجٹ میں کوئی پیسہ مہیا کیا۔ جب ہم آبادی کا رونا روتے ہیں شاید دیہاتوں کی آبادی شہروں کی طرف منتقل ہو رہی ہے۔ تو اس سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ ہر تحصیل لیول پر ایک ہزار ایکڑ تک انڈسٹریل اسٹیٹ کا قیام عمل میں لایا جائے۔ تاکہ دیہات میں جو ترقی کے مواقع میسر نہیں آرہے ان لوگوں کو جو دیہات میں بستے ہیں اور بے روزگار

جائیں اور ان کو وہاں آباد کرنے کے لیے بجٹ میں گنجائش رکھی جائے۔

جناب والا! اسی طرح سے میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے ہاں سمال انڈسٹریز کارپوریشن بنائی گئی ہیں۔ سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے بجٹ پر جب بغور مطالعہ کیا تو لاکھوں کروڑوں کے اسکے اخراجات اپنے آپ پر ہیں اور جو قرضہ جات کی رقم ہے وہ صرف 40 لاکھ روپیہ ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ہم نے سمال انڈسٹریل یونٹ کو امداد دینی ہے ' اگر ہم نے دیہات میں رورل ڈویلپمنٹ کرنی ہے تو اس کے لیے کم از کم 50 کروڑ روپے مہیا کئے جائیں تاکہ وہاں پر جو رورل ڈویلپمنٹ میں انڈسٹری لگانا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے رقومات فراہم ہو سکیں۔ اس 40 لاکھ روپے میں تو کچھ بھی نہیں بنے گا۔

جناب والا ! اسی طرح سے ہمارے ملک کے پارچہ باف میں سے صرف پنجاب میں ایک کروڑ کے قریب آباد ہیں اور حکومت پاکستان نے ان کی بہبود کے لیے جو اقدامات کئے ہیں وہ آپکے سامنے ہیں۔ جو ڈیفنس ٹیکس لگایا گیا تھا جس سے سوت کا بحران پیدا ہوا تھا اور اس پر ایکسپورٹ ڈیوٹی پانچ روپے فی کلو لگائی گئی ہے۔ ان کے مفادات کے لیے مرکز میں کافی اقدامات کئے گئے ہیں۔ لیکن ہمارے یہاں پارچہ بافوں کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا گیا کہ ان چار پاورز رکھنے والوں کے لیے حکومت پنجاب کو حکومت پاکستان سے استدعا کرنی چاہیے کہ چار پاورز لومز والوں کو ٹیکس سے مکمل طور پر مستثنےٰ قرار دیا جائے اور ان کو آسان شرائط پر قرضے بھی مہیا کئے جائیں۔

جناب والا ! اسی طرح زمینداروں کے متعلق ہم نے کہنے کو تو کہہ دیا کہ اگر وہ صنعتیں لگانا چاہیں تو ان کی زمینوں پر مارکیٹ ریٹ پر قرضے مہیا کئے جائیں گے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ زمینداروں کو صنعتیں لگانے کے لیے جو روپیہ فراہم کیا جائے۔ حکومت پاکستان سے استدعا کی جائے کی انہیں بھی اس روپے پر 3 فیصد سود لگایا جائے۔ انہیں 11 فیصد یا 14 فیصد سود نہ لگایا جائے تاکہ ہمارے زمیندار بھائی زیادہ سے زیادہ صنعتیں لگا کر اس میدان میں آئیں۔

جناب والا ! اب میں جو ممبران اسمبلی کے ترقیاتی منصوبے ہیں میں اس طرف آؤں گا۔ ان کے لیے بجٹ میں کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ اور میں یہ استدعا کروں گا کہ 50 لاکھ روپیہ جس طرح ایک ایم این اے استعمال کرتا ہے اسی طرح سے یہ رقم بجٹ میں مہیا کی جائی اور ہمیں اپنی مرضی سے منصوبے بنانے کی اجازت دی جائے۔ پھر اس وقت سال کا اختتام ہے اور ہمارے جو منصوبے ہیں وہ زیر تکمیل ہیں اور ہمیں بتایا جا رہا ہے کہ وہ Lapseable Amount ہے۔ 30 جون آرہا ہے۔ اور وہ روپیہ ختم ہو جائیگا۔ میں اپنے سلسلے میں عرض کروں گا کہ میرے حلقے میں ابھی تک جو

1985-86 کے منصوبے تھے وہ مکمل نہیں ہوئے۔ 1986-87 کے جو منصوبے ہیں وہ بھی ادھورے پڑے ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ جو ممبران اسمبلی کے منصوبے ہیں ان کی رقومات جو مختص کی ہوئی ہیں وہ Non Lapseable قرار دی جائیں۔ تاکہ 30 جون کے بعد ہم ان محرومیوں کا شکار نہ ہو جائیں کہ ہمارے منصوبے زیر تکمیل ہی رہ جائیں' ادھورے ہی رہ جائیں اور ان کے روپے ختم ہو جائیں۔ میں وزیر خزانہ سے عرض کروں گا کہ ان منصوبوں کی جو رقومات مختص ہیں جو سکولز اور ڈرینج سکیمیں ہیں وہ Non Lapseable قرار دی جائیں تاکہ منصوبے جو ہمارے حصے کے ہیں وہ تکمیل پا سکیں۔ اسی طرح سے میں اپنے حلقے کے منصوبوں کے بارے میں خاص طور پر استدعا کروں گا کہ انہیں آج تک شروع نہیں کیا گیا۔ وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے میں عرض کروں گا کہ مہربانی کرکے میرے منصوبوں کو تکمیل کی شکل دی جائے۔ اور وہ Lapseable نہ ہوں۔

جناب والا ! اب میں کپاس کی فصل پر آؤں گا۔ کپاس کی فصل بارشوں کی وجہ سے بے حد Damage ہو چکی ہے۔ اور ہم زمیندار مجبور ہیں کہ ہم اس کو تیسری دفعہ کاشت کیے جا رہے ہیں۔ تیزاب کا ریٹ پونے چار روپے تھا۔ اس وقت وہ تیزاب دستیاب نہیں ہے۔ جو دوکاندار Pesticides بیچتے ہیں۔ انہوں نے اس کا ریٹ بیس پچیس روپے کر دیا ہے۔ میں وزیر زراعت سے عرض کروں گا کہ ہمیں تیزاب مہیا کریں تاکہ ہم تیسری دفعہ کپاس کاشت کر سکیں۔ ہم دو دفعہ کاشت کر چکے ہیں۔ کپاس Damage ہو چکی ہے۔ ہم اس کی تیسری کاشت کر رہے ہیں اور تیزاب نہیں ملتا۔ ہمیں فوری طور پر پونے چار روپے کی شرح سے تیزاب مہیا کیا جائے۔ تاکہ ہم اس نقصان سے بچ سکیں' کیونکہ کپاس ہماری سب سے بڑی فصل ہے جو لاکھوں گانٹھوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ہم تیزاب کی وجہ کاشت کرنے سے معذرور ہیں۔ ہمیں وہ تیزاب پونے چار روپے کی شرح سے مہیا کیا جائے۔

جناب والا! اب میں ایک سب سے بڑی بات پر آتا ہوں۔ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ قومی اسمبلی کے ممبران نے تین صوبوں کا مطالبہ کیا ہے۔ میں حکومت پنجاب سے عرض کروں گا کہ صوبائیت اور علاقائی عصبیت کو روکنے کے لیے آبادی کی بنیاد کو ترقیاتی منصوبوں میں جگہ دی جائے۔ اگر آپ ملازمتوں اور ترقیاتی منصوبوں میں آبادی کو بنیاد رکھیں گے تو ہم صوبائیت کی لعنت سے نجات پا سکیں گے۔ وگرنہ اس نفرت کو دن بدن بڑھایا جا رہا ہے۔ کیونکہ آبادی کی بنیاد پر ملازمتیں اور ترقیاتی منصوبے ہمیں نہیں مل رہے ہیں۔ اگر ہمیں صوبائیت کا قلع قمع کرنا ہے' اگر ہمیں علاقائیت کی نفرت

دور کرنا ہے تو ضروری ہے کہ ہم آبادی کی بنیاد کو تناسب بنائیں اور آبادی کے حساب سے لوگوں کو ملازمتیں دیں' ترقیاتی منصوبے دیں اور ان کی سکیموں کو تکمیل دیں۔

جناب والا! اب میں اس طرف آؤں گا کہ ہمیں یہ کہا گیا تھا کہ پرانی شجاع آباد روڈ کو ہائی وے میں لے جایا گیا ہے لیکن بجٹ میں اس کو بنانے کے لیے کوئی تجویز نہیں ہے۔ اسی طرح ہمیں بتایا گیا تھا کہ شجاع آباد کو خان گڑھ کے ساتھ ملانے کے لیے دریائے چناب پر پل بنایا جائے گا۔ اس کے لیے بھی بجٹ میں کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ میں استدعا کروں گا کہ رقومات بجٹ میں مہیا کی جائیں۔

اسی طرح سے ہمیں بتایا جا رہا ہے کہ پولیس کمشنری سٹیشن بنائی جا رہی ہیں۔ میں اس کی زبردست مخالفت کروں گا۔ ہمارے یہاں تو پولیس سٹیٹ پہلے ہی قائم ہے۔ پولیس سے ہم پہلے ہی نالاں ہیں۔ اگر یہ پولیس کمشنری کی سٹیشن بنا دی گئیں تو ہم تو پولیس کے پہلے ہی نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ پہلے ہی غریب لوگ پولیس کے ہاتھوں مجبور اور بے بس کر دیے گئے ہیں۔ اپنی مرضی سے کسی کا پرچہ کیا جاتا ہے اور کسی کا نہیں کیا جاتا۔ براہ مہربانی پولیس کمشنریوں اور پولیس سٹیٹ کو مزید استحکام نہ بخشا جائے۔

آخر میں لیبر کے سلسلے میں کچھ عرض کروں گا۔ لیبر کے سلسلے میں تین تین چار چار محکمے بنائے ہوئے ہیں۔ سوشل سیکیورٹی انسٹی ٹیوشنز' اولڈ ایج بینیفٹس' ایجوکیشن سیس۔ اس قسم کے بے شمار اداروں کو لیبر پر بھی حاوی کیا گیا ہے اور صنعتکاروں اور تاجروں پر بھی ان تین چار محکموں کو چڑھایا ہوا ہے۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ ان تمام محکموں کو ایک ہی محکمے میں مدغم کر دیا جائے۔ آخر میں آپ کا اپنے بھائیوں کا میں بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے موقع دیا کہ میں اپنی گزارشات پیش کر سکوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جناب کرنل محمد یامین صاحب

کرنل محمد یامین : نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب والا ! میں بھی روایتی طور پر پنجاب کی حکومت اور پنجاب کے محنتی ' لائق اور دیانت دار وزیر خزانہ کو ایک مناسب اور تسلی بخش بجٹ پیش کرنے پر ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں جناب وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں ایک خوبصورت بجٹ تقریر' جس میں ادبی رنگ زیادہ اور بجٹ کے تلخ اور خشک حقائق کم تھے' کرنے پر دوبارہ ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! میں اپنے پیش رو مقررین

سے' جنھوں نے بجٹ کے محاسن اور خوبیوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے ' عمومی طور پر اتفاق کرتے ہوئے۔ بجٹ پر اپنی Observations جو میری ذاتی ہیں۔ ان تک اپنے خیالات کے اظہار کو محدود رکھوں گا۔ جناب والا! یہ حکومت پنجاب کا بڑا ہی مستحسن اقدام ہے۔ کہ انہوں نے ٹیکسوں کے حوالے سے صرف دو پہلے سے عائد ٹیکسوں میں اضافے کا اعلان کیا ہے۔ میں ان ٹیکسوں کے حوالے سے چند ایک تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر وزیر خزانہ صاحب ان پر غور فرمائیں اور مناسب ترامیم کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بجٹ کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہوگا۔

جناب والا! کاروں' پر جس ٹیکس کے اضافے کا اعلان کیا گیا ہے ' اسکو میں مناسب سمجھتا ہوں' کیونکہ یہ ٹیکس کاروں کی Categorization کے حساب سے کیا گیا ہے۔ چھوٹی کاروں پر کم اور بڑی کاروں پر زیادہ کیا گیا ہے۔ لیکن اس ضمن میں ایک مزید تجویز جو میں دینا چاہتا ہوں اور جو پہلے بھی کسی فاضل رکن نے پیش کی ہے ' وہ یہ ہے۔ ایک خدشہ ہے کہ بڑی کاروں پر جو اضافہ کیا گیا ہے ' تو بڑی کاروں کے زمرے میں ایسی کاریں بھی آتی ہیں۔ جو کافی پرانی ہیں اور سستے داموں بکتی ہیں۔ عام طور پر ان کاروں کو متوسط یا اس سے بھی کم درجے کے لوگ سستے داموں خرید کر مرمت وغیرہ کروا کے زیر استعمال لاتے ہیں۔ اگر وہ کاریں بھی اس اضافے کے زمرے میں آگئیں تو میرے خیال میں یہ ایک بے جا بوجھ ہوگا۔ اس لیے وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں میری یہ گزراش ہے کہ اگر وہ بڑی کاروں کے سلسلے میں تھوڑا سا یہ اضافہ کر لیں کہ دس سال پرانے ماڈل کی بڑی کاریں بھی اس اضافے سے مستثنیٰ ہوں گی اور ان سے چھوٹی کاروں کے برابر ٹیکس لیا جائے۔ تو میرے خیال میں یہ ایک مناسب ترمیم ہوگی اور حکومت کی طرف سے ایک مناسب قدم ہوگا۔

جناب والا ! اسلحے کے سلسلے میں میں اپنی گزارشات ذرا تفصیل سے آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ اسلحے پر ٹیکس کے اضافے سے عام لوگوں پر اس کے اثرات مرتب نہیں ہوں گے۔ جناب والا! اسلحہ یافتہ لوگوں کو اگر مختلف کیٹیگریوں میں تقسیم کیا جائے تو وہ کچھ اس طرح بنتی ہیں۔ کچھ حضرات ایسے ہیں جو اسلحہ اٹھا کر چلنے کو ایک عزت کا نشان سمجھتے ہیں۔ عزت کے نشان کے طور اسلحہ خریدتے ہیں۔ اس قسم کے حضرات عام طور پر صاحب حیثیت ہوتے ہیں ۔ مادی لحاظ سے ان کے وسائل میں وسعت ہوتی ہے۔ وہ عام طور پر ایک سے زیادہ ہتھیار رکھنے کے شوقین ہوتے ہیں اور وہ ہتھیار لے کر چلنے میں اپنی عزت سمجھتے ہیں۔ دوسری کیٹیگری ان حضرات کی ہے جو شکار کے شوقین ہیں۔ جن میں سرفہرست سردار عارف

رشید صاحب بھی آسکتے ہیں۔ وہ بھی اکثر ایک سے زیادہ ہتھیار رکھتے ہیں۔ وہ اپنے شوق کو پورا کرنے جنگلی جانوروں اور جنگلی پرندوں کی نسل کشی کے لیے ایک سے زیادہ اچھے اور قیمتی ہتھیار رکھتے ہیں یہ اسلحہ یافتگان کی دوسری کیٹیگری ہے۔ ہتھیار رکھنے والوں کی ایک تیسری کیٹیگری بھی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خالص ضرورت کے نظریہ کے تحت ہتھیار رکھتے ہیں۔ ان میں چھوٹے زمیندار اور وہ لوگ جو دور افتادہ بستیوں میں بستے ہیں شامل ہیں۔ وہ خالصتاً" اس لحاظ سے ایک آدھ ہتھیار کے لیے لائسنس رکھتے ہیں کہ اپنی فصلوں اور پھل دار درختوں کو جنگلی جانوروں سے بچا سکیں۔ وہ صرف ضرورت کے تحت ایک آدھ ہتھیار رکھتے ہیں۔ اگر ان پر بھی یہ اضافہ لاگو ہو جو بعض حالات میں چار گنا اور چھ گنا عائد کر دیا گیا ہے۔ تو میرے خیال میں حکومت کی طرف سے یہ ایک نامناسب قدم ہوگا۔ اس لیے اس سلسلے میں میری تجویز یہ ہے کہ میں نے جو آخری کیٹیگری کا ذکر کیا ہے' یہ عام طور پر وہ لوگ ہیں جو بارہ بور کی ایک آدھ بندوق خریدتے ہیں تو اس وقت بارہ بور پر پچھتر روپے سالانہ فیس عائد ہے۔ جس میں تین چار گنا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ اگر اس پر نظرثانی کی جائے اوراس کیٹیگری کے لیے ان چھوٹے زمینداروں کے لیے جو اضافہ تجویز کیا گیا ہے۔ اس کی بجائے اگر اسکو دگنا کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے یہ ایک مناسب کارروائی ہوگی۔ جناب والا! وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے اخراجات کم کرنے کے لیے ایک تاریخی قدم اٹھایا ہے' اس پر میں حکومتوں کے سربراہوں اور حکومتوں کی پوری مشینری کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے چند ایک گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یقیناً یہ ایک بڑا مستحسن قدم ہے۔ جب اوپر سے کوئی قدم اٹھایا جائے تو اس کے اثرات عوام میں زیادہ جلدی سے پھیلتے ہیں اور ان پر عمل کیا جاتا ہے۔ جناب والا! چھوٹی اور بڑی کاروں کے حوالے سے حکومت نے جو قدم اٹھایا ہے' وہ یقیناً بڑا ہی مستحسن قدم ہے۔ اس پر جتنی تعریف کی جائے' کم ہے' آنے والا مورخ جب تاریخ لکھے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے اس کارنامے کو وہ یقیناً سنہری الفاظ میں رقم کرے گا۔ لیکن جناب والا! جو پالیسی بھی وضع کی جاتی ہے۔ اگر اس پر عملدرآمد درست طریقے پر نہ کیا جائے تو اس سے متوقع نتائج معاشرہ پر مرتب نہیں ہوتے۔ اس ضمن میں میری گزارشات یہ ہیں۔ اور میں یہ ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ حکومت نے جب یہ فیصلہ کیا ہے تو اس فیصلے پر عمل درآمد کرنے کے لیے حکومت کے پاس دو راستے ہیں۔ ایک یہ کہ موجودہ کاریں جو مختلف سرکاری افسروں اور وزراء کرام کے زیر تصرف ہیں انکا مقرر شدہ

کاروں سے تبدیل کیا جائے۔ ایک صورت حال یہ ہو سکتی ہے۔ لیکن اس پالیسی میں جو بنیادی خطرہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ اسطرح حکومت کے ان اعلانات پر عمل درآمد کرنے میں یقیناً تاخیر ہو جائیگی۔ اور حکومت جو متوقع impact عوام پر ڈالنا چاہتی ہے وہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ معاشرہ میں سوچنے والے لوگ کم ہوتے ہیں۔ اور جذباتی زیادہ ہوتے ہیں۔ اسلئے ممکن ہے اگر حکومت اپنی اس پالیسی پر اس طریقے سے عمل درآمد کرائے تو عوام پر وہ متوقع نتائج مرتب نہ ہوں اسلئے حکومت کے پاس جو ایک دوسرا راستہ ہے وہ یہ ہے کہ ان تمام بڑی گاڑیوں کو نیلام کر دیا جائے۔ اور اس سے حاصل ہونے والی رقم سے چھوٹی گاڑیاں خرید لی جائیں۔ اور متعلقہ افسران اور وزراء کرام کو دے دی جائیں۔ لیکن نیلام کے سلسلے میں چند ایک گزارشات کرنا چاہتا ہوں اگر حکومت اس طریقہ پر عمل کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت فائدہ ہوگا۔ نیلامی کے سلسلے میں اکثر دیکھتے ہیں کہ اور یہ بات ہمارے مشاہدے میں آئی ہے کہ جب سرکاری گاڑیاں مقررہ mileage پورا کرنے کے بعد نیلامی کے لیے کھڑی کی جاتی ہیں۔ تو انکے ساتھ جو حشر ہوتا ہے۔ وہ آپ سب کے مشاہدہ میں ہے اور میرے مشاہدے میں بھی ہے۔ وہ چلتی پھرتی گاڑیاں جونہی کھڑی کی جاتی ہیں اگر ان کو نیلام کرنے میں ہفتے یا مہینے یا سال گزر جاتے ہیں تو اسطرح ان کی حالت ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے۔ اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں لیکن یہ ایک حقیقت ہے اور مشاہدہ کی بات ہے۔ کہ جب نیلامی کے لیے چلتی پھرتی گاڑیاں کھڑی کی جاتی ہیں۔ تو یہ ہفتے مہینے کے بعد کباڑیوں کا Junk بن کر رہ جاتی ہیں۔ اور اسی اعتبار سے انکی قیمت کم ہو جاتی ہے۔ اگر ان گاڑیوں کے متعلق بھی یہی پالیسی اختیار کی گئی اور انکی نیلامی میں زیادہ مدت لگ گئی ہے۔ تو ان سے وہ متوقع آمدنی نہیں ہوگی اسطرح حکومت جو غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کرنے کے لیے کوشش کر رہی ہے اس سے وہ متوقع فائدہ نہیں ہوگا۔ میری یہ گزارش ہے کہ ان گاڑیوں کو اگر دوسرے طریقے سے ڈسپوز آف کرنا ہے۔ تو انکی نیلامی جلد از جلد کی جائے تاکہ انکی صحیح قیمت مل سکے۔ اور اس رقم سے زیادہ سے زیادہ چھوٹی گاڑیاں خرید کی جاسکیں۔

جناب والا! بجٹ کے حوالے سے ایک اور گزارش ہے۔ یہ بجٹ خسارے کا بجٹ ہے اور اس میں خسارے کی سرمایہ کاری کرنے کا ایک طریقہ اختیار کرنا پڑیگا۔ مجھے اس بات کا پورا اعتراف ہے اور ہم بالکل اس بات کے قائل ہیں کہ موجودہ حکومت نے ترقیاتی کاموں کے حوالے سے بے پناہ رقوم

لیکن جناب والا یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ کہ خسارہ کی سرمایہ کاری اور خسارے کا بجٹ اگر ہم Make Shift کے ذریعے ہر سال پیش کرتے رہے۔ تو پھر ایک وقت آجائیگا کہ صورت حال صوبے کے لیے صحت مند ثابت نہیں ہوگی۔ شنید ہے کہ پنجاب واحد صوبہ تھا جو آج سے چند برس قبل ہمیشہ سرپلس بجٹ پیش کیا کرتا تھا۔ میں پورے وثوق کے ساتھ یہ امید کرتا ہوں کہ ہمارے موجودہ وزیر خزانہ صاحب نہایت سنجیدگی سے سوچیں گے اور وہ وجوہات یا اقدامات جو خسارے کا بجٹ پیش کرنے کے لئے حکومت کو مجبور کرتے ہیں۔ انکا سنجیدگی سے نوٹس لیتے ہوئے ان کا تدارک کرنے کی کوشش کریں گے جناب والا! بڑی گاڑیوں کو چھوٹی کاروں میں بدل دینے سے اخراجات میں یقیناً کمی آئیگی۔ لیکن اس میں ایک شرط کا اضافہ کیا جائے تو میرے خیال میں غیر ترقیاتی اخراجات میں مزید کمی ہوگی۔ جن حضرات کے زیر تصرف یہ گاڑیاں ہیں یا تو انکے لیے پٹرول کی مقدار مقرر کر دی جائے۔ کہ اتنا پٹرول ایک ماہ میں استعمال کرسکتے ہیں۔ یا۔ mileage کا تعین کر دیا جائے۔ کہ ایک مہینے میں جو گاڑیاں سرکاری افسروں کے پاس ہیں وہ اتنا پٹرول استعمال کرسکتے ہیں۔ تو اس سے اور بہتری ہوگی اور سرکاری اخراجات میں کمی ہو گی۔ اسی ضمن میں ایک اور گزارش ہے۔ جسکی طرف کل کسی صاحب نے اشارہ کیا تھا کہ سرکاری ٹیلیفون کے استعمال پر بھی بھاری اخراجات ہوتے ہیں۔ اور میرے ذاتی مشاہدہ میں یہ بات ہے کہ سرکاری ٹیلیفونوں کا بل 32 / 30 ہزار روپے ماہانہ تک بھی ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں بھی اگر حکومت غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کرنا چاہتی ہے تو ایک رقم کا تعین کر دیا جائے جن حضرات کے پاس سرکاری ٹیلیفون ہیں ان کا بل اس حد تک حکومت ادا کریگی اور اگر اس سے تجاوز کیا گیا تو وہ متعلقہ افسر اپنی جیب خاص سے ادا کریگا۔

جناب ان مختصر سی گزارشات کے بعد میں اب اپنے حلقہ نیابت کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہونگا۔ جیسا کہ بہت سے حضرات جانتے ہیں کہ میرا حلقہ نیابت پی پی 9 راولپنڈی ہے اور اس حلقہ نیابت کے کچھ جغرافیائی خدو خال اسطرح سے ہیں کہ اکثر علاقہ پہاڑی ہے جنگلات اور ندی نالوں والا ہے۔ کافی مشکل اور انتہائی پسماندہ ہے اس پورے حلقے میں اگر کوئی آدمی ایک سرے سے دوسرے تک جانا چاہیئے تو اس کے لیے ہفتے نہیں مہینے درکار ہوتے ہیں۔ یہ علاقہ انتہائی پسماندہ ہے نہ اس میں سڑکیں ہیں نہ اس میں بجلی ہے نہ ہی اس میں دوسری سہولتیں ہیں۔ اس ضمن میں ' میں حکومت پنجاب اور خاص طور پنجاب کے سربراہ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے اس انتہائی پسماندہ علاقہ کی طرف خصوصی توجہ دی اور بڑے اہم فیصلے کئے۔ لیکن جناب والا! یہ فیصلے اور

منظوریاں کاغذوں کی حد تک تو درست ہیں لیکن مجھے یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ان پر عملدرآمد میں متعلقہ محکموں نے آج تک انتہائی تساہل اور غفلت کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں سب سے پہلے بجلی کی طرف آؤنگا کہ پچھلے سال پنجاب کی حکومت نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہر صوبائی ممبر کے حلقے میں چار گاؤں کو بجلی مہیا کی جائیگی۔ جناب والا! مالی سال کے ختم ہونے پر صرف دو ہفتے رہ گئے ہیں۔ اور میں پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ 4 گاؤں میرے حلقے میں ہیں ان میں ایک کھمبا تک نصب نہیں کیا گیا۔ متعلقہ وزارت کے سربراہ اور متعلقہ وزارت کے سیکرٹری کی خدمت میں جب یہ عرض کی گئی تو انہوں نے کچھ اسطرح سے کہا کہ چونکہ آپکے حلقے میں اخراجات زیادہ آتے ہیں اس لئے آپکے علاقے میں بجلی نہیں لگ سکتی۔ جناب والا اگر وہاں بجلی نہیں لگ سکتی۔ تو مجھے یہ حضرات لکھ کر دے دیں کہ اس علاقہ کے اخراجات میدانی علاقے کی نسبت زیادہ اٹھتے ہیں اور وہاں کسی صورت میں بجلی نہیں پہنچائی جا سکتی تو میں ان کا یہ پیغام اپنے ان بھائیوں کو جو صدیوں سے تاریکی میں رہ رہے ہیں پہنچا دوں گا کہ تاریکی میں رہنا آپ کا مقدر ہے اگر آپ روشنیوں کی طرف منتقل ہونا چاہتے ہیں تو وہ علیحدہ بات ہے۔ ورنہ یہاں روشنی آپ کے پاس نہیں آ سکتی اس طرح کم از کم میں اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو جاؤں گا۔ میری نہایت ادب سے گذارش ہے کہ متعلقہ وزارتیں اور ان کے سربراہ جنہیں اللہ پاک نے وزارت کی کرسی پر متمکن کیا اور وزارت کی کرسی پر متمکن ہونے کے بعد ان کی ذمہ داری صرف ان کا اپنا حلقہ نہیں ہوتا بلکہ پورا پنجاب ہوتا ہے۔ میری انکی خدمت میں انتہائی انکساری کے ساتھ گذارش ہے کہ اب جبکہ ان پر پورے پنجاب کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اپنے حلقہ نیابت سے نکل کر دوسرے حلقوں کی طرف بھی دیکھیں کہ جو کچھ حکومت کی طے شدہ پالیسی کے تحت کسی حلقہ کو ملتا ہے اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے یا نہیں؟ جناب والا! میں مواصلات کی وزارت کے سلسلے میں پہلے عرض کر چکا ہوں کیونکہ میرا ایریا انتہائی مشکل گذار ہے۔ جناب وزیراعلیٰ صاحب نے اس علاقہ پر خصوصی مہربانی کرتے ہوئے کئی سکیموں کی منظوری دی تھی چنانچہ دو سڑکیں زیر تعمیر ہیں ایک سڑک کو تعمیر ہوتے ہوئے 8 سال ہو چکے اور میرے بھائی وزیر مواصلات جو بہت ہی سنجیدہ ہیں وہ ان سڑکوں کو دیکھ بھی آئے ہیں 8 سال گذرنے کے بعد ایک سڑک مکمل نہیں ہوئی اور دو سال گذرنے کے بعد ایک سڑک صرف ایک میل تک بن سکی ہے۔ دو سڑکیں جن کے ٹینڈر ہو چکے ہیں اور چھ مہینے گزر چکے ہیں۔ ان پر کام شروع نہیں کیا گیا۔ جناب والا! میں آپ کے توسط سے جناب وزیر مواصلات سے پھر وہی گزارش کروں گا کہ ازراہ کرم جو

already sanctioned approved اور funded سڑکیں ہیں ان کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ جیسے آپ جانتے ہیں کہ یہ صوبائی اسمبلی پنجاب' پنجاب کا سب سے مقتدر ادارہ ہے اور اس کا ایک تقدس ہے جسے ملحوظ خاطر رکھنا ہر شخص کا فرض ہے۔ اخبارات میں اس کی رپورٹنگ غلط ہو گئی ہے۔ ہماری کارروائی کو غلط انداز میں پیش کیا جا رہا ہے۔ مثال کے طور پر میں نے کل تقریر کی ہے لیکن کوئی ایسے الفاظ نہیں کہے۔ یہ اخبار میں لکھا ہوا ہے کہ "فضل حسین راہی نے سالانہ بجٹ کو ایک عوامی اور متوازن بجٹ قرار دیا ہے۔ جس میں تاریخ پاکستان میں پہلی بار دیہی علاقوں کی ترقی کے لیے کثیر رقم مختص کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا دیہی آبادیاں تصور نہیں کرسکتی تھیں کہ ان علاقوں میں بنیادی سہولتیں فراہم کر دی جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعلیٰ کی قیادت میں دیہی علاقوں میں ترقیاتی کاموں کا انقلاب آچکا ہے" یہ کیسی فضول بات ہے۔ میں نے کوئی بات ایسی کہی ہے جو اس مشرق اخبار میں شائع ہوئی ہے۔ یہ آج کا مشرق اخبار ہے اور یہ سرکاری اخبار ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ سرکار کے ہی اشارے سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ میں یہ تو کہہ سکتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کی قیادت میں پنجاب کے وسائل کو لوٹا جا رہے۔ میں یہ تو کہہ سکتا ہوں کہ اور میں نے یہ کہا بھی ہے لیکن یہ رپورٹنگ نہیں ہوئی۔ میں تو ایسی بات ہی نہیں کرسکتا۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو تصور نہیں کر سکتا وہ اخبار میں لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: سردار عارف رشید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

وزیر جنگلات و سیاحت (سردار عارف رشید): جناب سپیکر! یہ غلط رپورٹنگ کا ذکر جو راہی صاحب کر رہے ہیں تو یہاں ہاؤس میں اگر کوئی ایسی بات یہ لانا چاہتے ہیں تو تحریک استحقاق پیش کر دیں اور اس کے بعد بات کر لیں۔ یہاں اخبار والوں کے ساتھ کوئی بات کریں یا ان کے خلاف بات کریں یا دعویٰ کریں پھر تو بات بنتی ہے۔ یہاں کھڑے ہو کر ایسی باتیں کر دینا مناسب نہیں ہے۔ رولز کے تحت بات کریں۔ اگر اخبار والوں نے غلط رپورٹنگ کی ہے تو اخبار کے خلاف دعویٰ کریں اور اگر یہ اخبار والوں نے ان کے متعلق غلط بات کی ہے تو یہ چیف منسٹر صاحب کے متعلق غلط رپورٹنگ کی

ہے تو اخبار کے خلاف دعویٰ کریں اور اگر یہ اخبار والوں نے ان کے متعلق غلط بات کیسے کر دیتے ہیں۔ یہ غلط بات ہے۔ یہاں بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ بیچ میں مداخلت کرکے ایک اخباری خبر پر شور مچانا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ اسمبلی کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ابھی بجٹ تقاریر ہونی ہیں اور یہ سارا وقت ضائع کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ تو میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ اگر رپورٹنگ غلط ہوئی ہے تو یہ اخبار کے خلاف دعویٰ کریں۔ اسمبلی میں جو بات کر رہے ہیں۔ یہ جائز نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! اسمبلی میں ایک ہدایت جاری کروانے کے لئے میں نے یہ کام کیا ہے اور آپ کے نوٹس میں لایا ہوں کہ یہ آپ کا ادارہ ہے۔ آپ اس کے کسٹوڈین ہیں۔ اس کی رپورٹنگ غلط ہوگی تو اس کا جو impact بنے گا وہ غلط بنے گا۔ سردار عارف رشید صاحب تو ایسے ہی تکلیف میں آگئے ہیں۔ میں تو آپ سے ایک simple ہدایت جاری کروانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : سردار عارف رشید صاحب! فضل حسین راہی صاحب نے ایک چیز پوائنٹ آؤٹ کی ہے کہ اخبار مشرق میں ان کی تقریر کے حوالے سے غلط رپورٹنگ ہوئی ہے۔ میں اپنے ذرائع ابلاغ سے توقع کرتا ہوں کہ وہ اسمبلی کی رپورٹنگ درست کریں گے اور اگر کسی وجہ سے کسی اخبار میں رپورٹنگ غلط ہوئی ہے تو میں توقع کرتا ہوں کہ وہ اخبار اپنی تصحیح کرے گا۔ اور آئندہ اس سلسلے میں احتیاط سے کام لیا جائیگا۔

جناب فضل حسین راہی : شکریہ

جناب سپیکر : ملک غلام حیدر تھنڈ صاحب!

محترمہ شاہین منور احمد : جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ یہ جو پنسلیں ہمیں دی جاتی ہیں ان سے لکھا نہیں جاسکتا ہم بار بار ان کو کہتے ہیں۔ کیونکہ یہاں اگر ہم کوئی کام کریں گے تو ظاہر ہے کہ ان پنسلوں سے ہی لکھیں گے۔ یہ اسی چیز کے لیے ہیں۔ یا ان کی کوالٹی بہت خراب ہے۔ براہ مہربانی ذرا آپ اسے دیکھ لیجئے۔

جناب سپیکر : بیگم صاحبہ! آپ کی شکایت درست ہے۔ یہ میرے پاس جو پنسل ہے اس سے بھی نہیں لکھا جاسکتا۔

حاجی جمشید عباس تھہیم : جناب والا! آپ بال پوائنٹ یا سیاہی والے پین کا اہتمام کردیں۔ اگر

پنسلوں سے نہیں لکھا جاتا تو اس پر فضول وقت کیوں ضائع کرنا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے سیکرٹری اسمبلی نے بتایا ہے کہ ہمارے لئے یہ لازم ہے کہ ہم یہ سٹیشنری آئیٹم' پنجاب سٹیشنری سے خریدیں۔ تو میں نے انہیں کہا ہے کہ آپ اس پر غور کریں کہ کیا ہم اس مجبوری سے چھٹکارا حاصل کرسکتے ہیں۔ کہ وہیں سے خریدیں اور نکمی چیزیں خریدیں ؟ اس پر ہم غور کریں گے۔

ملک غلام حیدر تھنڈ: جناب سپیکر و معزز ارکان اسمبلی ! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کئی روز سے موجودہ بجٹ پر ارکان اسمبلی اظہار خیال کر رہے ہیں۔ اسی ضمن میں جناب سپیکر کی طرف سے مجھے بھی آج وقت عنایت کیا گیا ہے۔ جس کے لیے میں جناب سپیکر کا بے حد ممنون ہوں۔ جناب والا! آپکی وساطت سے میں جناب وزیر خزانہ کو پنجاب کی تاریخ میں سب سے بڑا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اسی تاریخی بجٹ میں 892 کروڑ روپیہ ترقیاتی سکیموں کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ مزید برآں چونکہ پنجاب کی آبادی کا بیشتر حصہ دیہاتوں پر مشتمل ہے۔ اس لئے دیہاتوں کی محرومیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بجٹ میں ترجیحات کو اسی پیرائے سے مقرر کیا گیا ہے۔ جناب والا! میں Over all اس بجٹ کو ایک عوامی اور ایک فلاحی بجٹ کہتا ہوں۔ جناب والا! اس بجٹ میں تعلیم کی مد میں بہت زیادہ رقم رکھ کر ہماری حکومت نے کوشش کی ہے کہ تعلیم کو گھر گھر اور عام بنایا جائے۔ جناب والا! یہ سب کمال ہماری اس حکومت کا ہے۔ مسلم لیگ جماعت کا ہے۔ حضور والا! ہر حکومت ڈویلپمینٹ کرتی ہے۔ لیکن جو ڈویلپمینٹ ہماری اس حکومت کے دور میں ہوئی ہے اس کا سہرا یقیناً ہمارے وزیر اعلیٰ جناب میاں نواز شریف صاحب کے سر ہے۔ بلکہ یہ ان کی کوششوں' کاوشوں اور انتھک محنت کا نتیجہ ہے کہ جس کی بدولت ہم آج یہ دیکھتے ہیں کہ تقریباً ہر چک میں بجلی پہنچی ہے ہر جگہ پر نہ صرف پرائمری مڈل بلکہ دیہاتوں میں ہائی سکول کھلے ہوئے ہیں۔ اسی طرح صحت کی جانب بھی بڑی عمدہ پیش رفت ہوئی ہے اور قابل ذکر پیش رفت ہوئی ہے۔ ہر یونین کونسل میں ہمیں ایک بنیادی ہیلتھ یونٹ دیا گیا ہے۔ اسی طرح سے گلیاں اور نالیاں ہر چک میں مہیا کی گئی ہیں۔ سڑکوں کا جال بچھا دیا گیا ہے۔

حضور والا! ایک اور بات میں گزارش کروں گا کہ ہماری جماعت' ہماری حکومت سابقہ حکومتوں کی طرح کھوکھلے نعروں پر یقین نہیں رکھتی ہے۔ بلکہ ان کے کئے ہوئے وعدے یہ حکومت نبھا رہی

ہے۔ بلکہ یہ کام کرکے دکھانے پر یقین رکھتی ہے۔ جیسا کہ تین لاکھ پلاٹ آج تک تقسیم ہو چکے ہیں۔ اور اس کا کام بھی زور و شور سے جاری ہے۔ حضور والا! میں آپ کی وساطت سے چند ایک باتیں اپنی حکومت کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ ہیں کہ جہاں ہماری حکومت بے انتہا سکول دے رہی ہے اور حکومت کی یہ کوشش ہے کہ تعلیم کو عام کر دیا جائے۔ وہاں پر میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ معیار تعلیم جوکہ روزبروز گر رہا ہے۔ اس معیار تعلیم پر بھی انکو توجہ دینی چاہیئے۔ جب تک معیار تعلیم کی طرف توجہ نہ دی جائے گی۔ تب تک وہ نتائج جو کہ ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ حاصل نہیں کر پائیں گے۔ حضور والا! میرے علم میں یہ آیا ہے کہ پنجاب میں زرعی ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔ اور باغوں پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔ آپ کی وساطت سے میں یہ اپنی حکومت پنجاب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور کسی صورت میں یہ انڈسٹریل ملک نہ ہے جیسا کہ زراعت اور زمیندار ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر ان کی حوصلہ افزائی نہ کی گئی اور ان کے مسائل کی طرف توجہ نہ دی گئی تو یہ ملک کسی صورت میں بھی ترقی نہیں کرسکے گا۔ حضور والا ! میں اگر اس ملک میں چار طبقات کا ذکر کروں' زمیندار' مزدور ' صنعت کار اور کاروباری حضرات دکاندار ان میں زمینداروں اور مزدور کلاس جو ہے یہ ایسی ہے کہ جس طرف حکومت کو ضرور توجہ دینی چاہیے۔

اس کے علاوہ حضور والا ! میں آپ کی وساطت سے عشرو زکوٰۃ کے نظام کی طرف حکومت کی توجہ دلاؤں گا۔ کیوں کہ آج تک جتنا عشر زکوٰۃ تقسیم ہوا ہے یا جتنی اس کی وصولی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا خاطر خواہ اور بہتر نظام نہیں ہے۔ اس نظام کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طریقہ کار سے نہ تو عشر زکوٰۃ کی بہتر طور پر وصولی ہوئی ہے اور جہاں تک اس کی تقسیم کا طریق کار ہے وہ انتہائی ناقص ہے۔ مرضی کے مطابق چیئرمین حضرات لوگوں کو رقوم تقسیم کرتے ہیں اور ان لوگوں پر کوئی نگرانی نہیں ہے۔ جتنے بھی لوگوں نے بددیانت چیئرمین عشرو زکوٰۃ کے متعلق شکایات کی ہیں' ان پر کوئی کان نہیں دھرا گیا اور نہ ہی ان کی کوئی بازپرس کی گئی ہے۔

میں اس کے بعد اپنے علاقے کے چند مسائل بیان کروں گا۔ حضور والا! میرا علاقہ ضلع لیہ ہے۔ یہ ایک پسماندہ ضلع ہے۔ جہاں پر بے روزگاری بے انتہا ہے اور اس کو میں سمجھتا ہوں کہ پرائیویٹ سیکٹر سے ہی اس مسئلہ کو حل کیا جاسکتا ہے۔ حضور والا! میرے ساتھ کے اضلاع بھکر' مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان اور دوسرے جتنے بھی اضلاع ہیں۔ ان کو ٹیکس فری زون قرار دیا جاچکا ہے۔ مجھے اس

بات کی سمجھ نہیں آتی کہ میرے ضلع کو کیوں چھوڑ دیا گیا ہے۔ میں اپنی حکومت پنجاب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس ضمن میں سفارشات وفاقی حکومت کو بھجوائے۔ حضور والا! اس کے علاوہ میرے علاقہ کا سب سے اہم مسئلہ پانی کی کمی کا مسئلہ ہے۔ تھل پراجیکٹ نہر جو کہ ہماری تھل کی آبادکاری کی سکیم کے تحت بنائی گئی تھی۔ اور ایک مخصوص ایکڑیج کے لیے اور ایک مخصوص کیوسک کے تحت اور اس کا ایک مخصوص کوٹہ مقرر کیا گیا تھا۔ اس مطلب کے لیے اس نہر کو کھودا گیا۔ گزارش یہ ہے کہ ایکٹریج تو بڑھا دی گئی۔ تقریباً 8 لاکھ ایکڑ رقبہ اس میں زائد شامل کر دیا گیا۔ لیکن جس قدر اس کے لیے پانی مختص کیا گیا تھا۔ پانی میں کمی کر دی گئی ہے مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی ہے۔

(اس مرحلہ پر ملک ممتاز احمد بھچر کرسی صدارت پر تشریف لائے)

جناب چیئرمین: ملک صاحب آپ ختم کرنے کی کوشش کریں۔

ملک غلام حیدر تھنڈ: ۔۔۔۔ جناب والا! ابھی تو میرے دس منٹ پورے نہیں ہوئے ہیں اور آپ نے دوسری گھنٹی بھی بجا دی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ دوسرے اضلاع کی نسبت پانی کی جو شرح ہے وہ ضلع لیہ میں کم ہے۔ ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ میرے ساتھ کا ضلع مظفر گڑھ ہے وہاں پر جسقدر پانی کی شرح ہے۔ ہماری شرح اس سے چار گنا کیوں کم ہے؟ اس کے علاوہ میں اسی ضمن میں ایک اور بات میں کہوں گا کہ جب ہمیں پانی پورا نہیں دیا جاتا اور اس کو بائی روٹیشن کر دیا جاتا ہے۔ تو ہم سے پھر آبیانہ کیوں پورا لیا جاتا ہے؟ جسقدر ہمارا پانی کم ہوا ہے یا ہمیں روٹیشن سے کم ملا ہے۔ اسی شرح سے ہمارے اوپر آبیانہ بھی کم لگانا چاہیے اور کم وصول کرنا چاہیے۔ جناب والا! میرے ضلع کی ایک اہم ضرورت ڈائرکٹ ڈائیلنگ کی ہے' دیگر تمام اضلاع جن کو ضلع کا درجہ دیا گیا ہے۔ انکو ڈائرکٹ ڈائیلنگ سے منسلک کیا گیا ہے۔ میں حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ اس بارے میں وفاقی حکومت کو تحریر فرمائیں۔ علاوہ ازیں میونسپل کمیٹی لیہ کے متعلق یہ گزارش کروں گا کہ اس کے لئے کوئی مخصوص فنڈ رکھے جائیں کیوں کہ اس کا اپنا بجٹ جو ہے وہ اسقدر متحمل نہیں ہے کہ اس سے اس کے اخراجات پورے ہوسکیں۔ اس کے علاوہ دریائے سندھ پر ایک کشتیوں کے پل کے بارے میں گزارش کروں گا کہ دریائے سندھ ضلع لیہ کے مغربی جانب اس ضلع کے شمالاً جنوباً گزرتا ہے۔ جس میں اس کے دوسری جانب جو باشندے ہیں ان کو اپنی زرعی اغراض کے لیے جانا پڑتا ہے۔ اگر لیہ کے بالمقابل کشتیوں کا پل بنایا جائے تو اس سلسلہ میں یہ کہوں گا کہ ضلع کے

عوام پر آپ کا احسان ہوگا۔

سردار نذر محمد خان: جناب والا! معزز رکن تقریر کر رہے ہیں۔ اور وزراء صاحبان کے پاس لوگوں کا ایک ہجوم ہے۔ کچھ سمجھ نہیں آرہی ہے۔ ایک شور برپا ہے۔ آپ اس ایوان کو کنٹرول کریں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! فاضل رکن نے جو پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروائی ہے کہ وزراء صاحبان کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ ہمارے ایک معزز رکن بجٹ کے متعلق تعریفی کلمات ادا کر رہے ہیں۔ اور آپ سنتے نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! آپ کا اتنا وجود ہے آپ کی تھوڑی سی دہشت ہونی چاہیے۔ آپ کا اتنا وجود ہے۔ اور یہ آپ سے ڈرتے نہیں ہیں۔ کیوں ایسا ہو رہا ہے؟

جناب گل حمید خان روکڑی: جناب والا! یہ منسٹر صاحبان کی بڑی اچھی عادت ہے کہ وہ کام کر رہے ہیں۔ نکمے تو نہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: اور کورم بھی اسی وجہ سے پورا ہے۔ آپ راہی صاحب تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! اسمبلی میں بیٹھ کر کام نہیں ہوسکتا ہے۔ آپ دیکھیں صدیق سالار صاحب گھوم پھر کر کام ہی کرواتے رہتے ہیں۔ وہ اپنی سیٹ پر ٹک کر ٹھیک طرح سے نہیں بیٹھ سکتے ہیں۔ آپ مہربانی کرکے ایوان کو کنٹرول کریں۔ ان کو پتہ ہے کہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ اپنا اپنا کام کر رہے ہیں۔ اگر یہ اپنا رویہ نہیں بدل سکتے ہیں۔ تو ایوان سے باہر چلے جائیں۔ قصور ممبروں کا بھی نہیں ہے۔ ہمارے وزیر صحت آج پہلی مرتبہ اس ایوان میں تشریف لائے ہیں۔ "ورنہ ا۔نہاں دی پارلیمانی سیکرٹری بچاری مصیبت وچ پھس رہیندی اے"

وزیر صحت: کیا بات ہے۔ میرے متعلق کچھ کہہ رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: آج آپ پہلی مرتبہ تشریف لائے ہیں۔ اس وجہ سے آپ کے پاس کام کا رش بہت ہے۔

وزیر صحت: میں پہلی مرتبہ آیا ہوں۔ اپنی آنکھوں کا علاج کروائیں۔ اگر آپ نہیں کرواسکتے۔ تو میں مفت کروا سکتا ہوں۔ اپنے آپ وچ رہیں۔

جناب فضل حسین راہی: اپنے آپ وچ کداں جی؟ اے منسٹر مینوں دھمکیاں لان ڈھے نہیں۔

آپنے آپ وچ کی۔ میں اپنی جگہ تے بیٹھا واں۔

جناب چیئرمین: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں اور اخلاقیات والی بات کریں۔ جناب صدیق سالار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار (پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر یہ کہنا کہ وزیر صحت اس ایوان میں پہلی دفعہ آئے ہیں .....

جناب چیئرمین: جناب صدیق سالار صاحب اب بات ختم ہوگئی ہے۔ .....

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: فرمائیے۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! یہ کہنا کہ وزیر صحت صاحب پہلی دفعہ اس ایوان میں تشریف لائے ہیں' غلط ہے۔ وزیر صحت صاحب عوامی وزیر ہیں اور ہر ممبر کا کام کرتے ہیں۔ جب بھی کوئی ممبران سے کسی کام کے سلسلے میں ملتا ہے تو اس کا کام کرتے ہیں اور کارروائی میں بھی شامل رہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! انہاں نے کوئی تازہ تازہ کم کروایا اے۔

جناب چیئرمین: جناب راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ فرمائیں۔

ملک غلام حیدر تھنڈ: جناب سپیکر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ .....

جناب چیئرمین: اب آپ تقریر ختم کرنے کی کوشش کریں' کیونکہ ٹائم بہت زیادہ ہو گیا ہے۔

ملک غلام حیدر تھنڈ: جناب سپیکر! میری آخری گزارش یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ لیہ میں ژالہ باری ہوئی ہے جس سے تقریباً تمام ضلع متاثر ہوا ہے۔ اس لیے میں حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ دوسرے اضلاع کی طرح ہمارے ضلع کے کاشت کاروں کے قرضے بھی معاف فرمائے جائیں اور اگر ان کے قرضے معاف نہیں کئے جاسکتے تو کم از کم ان کو اگلے سال تک کے لیے ملتوی کر دیا جائے۔ علاوہ ازیں جن غریب لوگوں کی فصلیں بالکل ختم ہوگئی ہیں ان کو مالی امداد بھی دی جائے۔

جناب چیئرمین: بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن : جناب سپیکر! میں تقریر سے پہلے ایک درخواست کرنا چاہتی ہوں میری ایک چھوٹی سی عرض تھی جب میں بجٹ پر تقریر کروں تو جناب وزیر یہاں پر موجود ہوں لیکن اتفاق کی بات ہے کہ وہ یہاں پر موجود نہیں ہیں ' مجھے معلوم نہیں کہ اپنے کسی سسٹم کے ذریعے وہ میری بات سن رہے ہیں یا نہیں۔ اگر وہ سن رہے ہیں تو وہ تشریف لے آئیں ان کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ لیکن اگر آپ مجھے کوئی ایسا موقع دیں کہ جب وہ تشریف رکھتے ہوں اور میں تقریر کروں تو پھر آپ کی نوازش ہو گی۔

جناب چیئرمین : بیگم صاحبہ ٹھیک ہے جب وہ تشریف لے آئیں آپ اس وقت تقریر کرلیں۔ چودھری محمد اکرم صاحب

چودھری محمد اکرم (بہاولنگر) : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

چودھری خادم حسین : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری محترم بہن بیگم بشریٰ رحمٰن نے بجٹ پر تقریر کرنی ہے یا چودھری ممتاز پر تقریر کرنی ہے۔ اگر تو چودھری ممتاز صاحب پر تقریر کرنی ہے پھر تو ٹھیک ہے ان کا یہاں ہونا لازمی ہے لیکن اگر انہوں نے بجٹ پر تقریر کرنی ہے تو پھر میرے خیال میں ان کا یہاں پر ہونا ضروری نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں چودھری صاحب اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ چودھری اکرم صاحب آپ اپنی بات کریں۔

چودھری محمد اکرم : جناب سپیکر! 88-1987ء کا موجودہ بجٹ مسلم لیگ کی حکومت کا تیسرا بجٹ ہے .....

بیگم شاہین منور احمد : جناب آپ نے رولنگ نہیں دی۔

جناب چیئرمین : بیگم صاحبہ آپ کیا فرما رہی ہیں ؟

بیگم شاہین منور احمد : جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ چودھری خادم حسین صاحب نے آپ کے سامنے ایک پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا' آپ نے اس پر کیا رولنگ دی ہے۔ کیونکہ وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تھا' لیکن انہوں نے آپ کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے اس پر رولنگ کیا دی ہے ؟

جناب چیئرمین: وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

بیگم شاہین منور احمد: یہی میں پوچھنا چاہتی تھی۔

جناب چیئرمین: آپ مجھے Direct کرنے کی کوشش نہ کریں۔

بیگم شاہین منور احمد: ہم تو سن رہے تھے ہم آپ کو Direct تو نہیں کرسکتے۔

چودھری محمد اکرم: جناب سپیکر! موجودہ سال 88۔1987 کا بجٹ پنجاب مسلم لیگ کی حکومت کی طرف سے تیسرا بڑا بجٹ پیش کیا گیا ہے جس میں گزشتہ دو سالوں کی نسبت ترقیاتی رقوم بہت زیادہ رکھی گئی ہیں۔ موجودہ بجٹ میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جناب وزیر خزانہ صاحب نے روایتی اعداد و شمار سے ہٹ کر' صوبے کے مختلف طبقہ سے تعلق رکھنے والے حضرات کے مسائل سے آگاہ کیا ہے اور حکومت کی طرف سے ان مسائل کے ازالے کی کوشش کی گئی ہے۔ جناب وزیر خزانہ صاحب کی بجٹ تقریر سے جس میں انہوں نے اکثریتی دیہاتی طبقہ کاشتکار کے متعلق اظہار خیال کیا ہے یقیناً اپنے دیہاتی بھائیوں اور کاشتکاروں کے جذبات کی ترجمانی کی ہے۔

جناب سپیکر! موجودہ بجٹ میں جو ترقیاتی رقوم رکھی گئی ہیں' اس سے قبل جو ہمارے پہلے دو سال گزرے ہیں اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ان دو سالوں میں جتنی ترقی ہوئی ہے' قیام پاکستان کے بعد یہ پہلا دور ہے کہ دو سالوں میں اتنی ترقی ہوئی ہو۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح موجودہ مسلم لیگ کو یہ اعزاز حاصل ہوا تھا کہ اس نے پاکستان حاصل کرکے دیا' اسی طرح موجودہ مسلم لیگ کی حکومت کو بھی یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ صرف دو سالوں میں اتنی زیادہ ترقی ہوئی ہے۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! فیر اوہی کم ہور یا جے' منسٹر صاحب کم کرن توں نہیں ٹلدے۔ یا تے مینوں حکم دیو کہ میں پنج منٹ واسطے احتجاجاً باہر بہہ جاواں یا ایتھاں دا رویہ درست کرن.....

جناب چیئرمین: مناسب یہی رہے گا۔ آپ بار بار ایوان کو Disturb کر رہے ہیں ....

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں کیسے Disturb کر رہا ہوں۔ میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایوان In order نہیں ہے۔ آپ اسے In order رکھیں۔ میں تو صرف یہ پوائنٹ آؤٹ کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: کیا In order کروں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! آخر ایوان کا کوئی Decorum ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ فرض کریں کہ ..... (قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی: آپ خود دیکھیں کہ چار منسٹر پہلی قطار میں بیٹھے ہیں اور کام کروانے والے کتنے بیٹھے ہیں۔ ..... آپ گن کر دیکھ لیں کہ کیا ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: راہی صاحب' آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا آپ انہیں بتائیں کہ یہ کام عوام کے ہو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: راہی صاحب یہ کوئی طریقہ نہیں ہے' آپ کسی طریقہ سے بات کریں یہ نہیں کہ آپ کسی معزز رکن کی تقریر کو بار بار Interrupt کریں۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں تو Interrupt نہیں کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ یہ چاہتے ہیں کہ کسی کا کام نہ ہو۔

سید افتخار الحسن شاہ: جناب والا! جناب فضل حسین راہی صاحب اور کسی سے چپ نہیں ہونگے' میں بیگم بشریٰ رحمٰن سے درخواست کروں گا کہ وہ انہیں ذرا بٹھائیں۔

چودھری محمد اکرم: جناب سپیکر! موجودہ بجٹ میں سب سے زیادہ رقم جو فراہم کی گئی ہے وہ زراعت کے شعبے کے لیے ہے یہ صحیح ہے کہ ہمارے ملک کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے ..... (قطع کلامیاں) .....

جناب سپیکر یا تو انہیں خاموش کروا دیں یا پھر مجھے بیٹھنے کی اجازت دے دیں .....

جناب گل حمید خان روکڑی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ایک تو اس معزز ایوان میں ہر رکن آرام سے بات کرے' اس کے علاوہ بات کرنے سے پہلے آپ سے اجازت لے' جو صاحبان سیٹ پر بیٹھے بیٹھے بولنا شروع کر دیتے ہیں اور پھر جب بولنا شروع کرتے ہیں تو بولتے ہی رہتے ہیں یہ بات ایوان کے Decorum کے خلاف ہے۔ مہربانی کرکے اس چیز

پر کنٹرول کیا جائے۔

جناب چیئرمین: یہ ایوان آپ کا ایوان ہے اور اس کا تقدس بھی آپ نے بحال رکھنا ہے اگر آپ اسطرح کی باتیں کریں گے تو عوام اس کے متعلق کیا سوچے گی کہ حزب اختلاف یا حزب اقتدار کے ارکان کیا کر رہے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی: خدا دا واسطہ جے توجہ فرماؤ.....

جناب چیئرمین: راہی صاحب آپ حد سے بڑھتے جا رہے ہیں میں آپ کو Warn کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی: تہاڈی مرضی اے جی جداں مرضی ہاؤس نوں چلاؤ.....

MR CHAIRMAN: Take your seat please.

جناب فضل حسین راہی: سانوں پتہ اے کہ تہانوں انگریزی وی آوندی اے۔

جناب چیئرمین: ہاں مجھے انگریزی بھی آتی ہے۔ مگر آپ کو ایوان کے Decorum کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور اس کرسی پر جو بھی بیٹھتا ہے۔ آپ کو اس کرسی کا احساس کرنا چاہیئے۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب فضل حسین راہی سے یہ اپیل کروں گا کہ وہ ہمارے ساتھ جیسا بھی سلوک کریں ہمیں گوارا ہے مگر Chair کو اس طرح سے مخاطب کرنا مناسب نہیں اور اگر یہ وہ کامیڈین کا پارٹ ادا کرنے میں مخلص ہوں تو جناب والا! ہم انہیں روزانہ ایک گھنٹے کے لیے ٹائم دے سکتے ہیں، لیکن اس کے لیے یہ کہیں باہر جگہ منتخب کر لیں جہاں ہم روزانہ ان کی باتیں سننے کے لیے تیار ہیں۔

چودھری محمد اکرم: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ امر باعث اطمینان ہے کہ موجودہ بجٹ میں سب سے زیادہ رقم زراعت کے شعبے کے لیے مختص کی گئی ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے ملک کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے۔ ہمارے ملک کی زمین جو کہ سونا اگلتی ہے، لیکن آج وہ زمین سیم و تھور کی وجہ سے برباد ہو رہی ہے۔ گو کہ سیم تھور کے لیے کافی رقم رکھی گئی ہے۔ مگر میں اس کے ساتھ ساتھ یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھوں گا کہ ہمارے ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی

کے پیش نظر صرف زراعت پر انحصار کرنا ہی کافی نہیں ہے۔ اس کی مثال ترقی یافتہ ممالک میں آپ دیکھ لیں۔ وقت اور حالات کے تحت یہ بات ضروری ہے کہ ہم اپنے ملک میں زیادہ سے زیادہ صنعتیں لگائیں۔ اور ہماری جو چھوٹی صنعتیں ہیں 'گھریلو صنعتیں ہیں ان کو فروغ دیں اور مزید صنعتیں لگانے کے لیے منصوبہ بندی کریں' کیونکہ صرف مختلف محکمہ جات میں نئی آسامیاں پیدا کرنے سے ہی ہمارے ملک میں بے روزگاری ختم نہیں ہوسکتی۔ جب تک ہم اپنے ملک میں زراعت کے علاوہ صنعتیں لگانے کے لیے نہیں سوچیں گے اسوقت تک ملک سے بے روزگاری ختم نہیں ہوسکتی۔ تو میں یہ امید کرتا ہوں کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے۔

جناب سپیکر! زراعت کے بعد دوسرے نمبر پر جو سب سے زیادہ رقم رکھی گئی ہے' وہ محکمہ تعلیم کے لیے ہے' اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پچھلے دو سال میں محکمہ تعلیم میں جو کام ہوئے ہیں۔ جگہ جگہ جو سکول کھلے ہیں یا جو سکول اپ گریڈ ہوئے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ مگر ایک بات جس کی میں نشاندہی کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہماری بچیوں کے لیے کھلنے والے نئے سکولوں کی عمارات اور چار دیواری کا تو انتظام کر لیا گیا ہے۔ مگر جو سکول پرائمری سے مڈل یا مڈل سے ہائی اپ گریڈ ہوتے ہیں۔ تو ان میں چاردیواری نہیں بنائی جاتی جو چادر اور چار دیواری کے تحفظ کے لے نہایت ضروری ہے۔ تو میری طرف سے یہ تجویز ہے کہ جو رقم سکولوں کی عمارات کے لئے فراہم کی جاتی ہے.....

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے رول نمبر 197 کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اراکین کے رویہ کے بارے میں قواعد کو دیکھیں کہ وہ کیا ہیں۔ انہیں پڑھتا ہوں آپ توجہ فرمایئے پھر اس کے مطابق ہاؤس کے decorum اور اس کے وقار کو بحال کیجئے۔۔۔ ہمیں جو شرائط دی گئی ہیں۔ ان کی تعمیل کرنا ہے۔ عوام ہماری اس کارروائی کو جب اخباروں میں دیکھتے ہیں تو یہ آتا ہے کہ وزرا کرام یا ممبران یہاں پر ہاؤس کا وقار بحال نہیں رکھتے تو اس ضمن میں جناب والا! یہ اسمبلی ایک مذاق بن کر رہ گئی ہے تو میں آپ کے سامنے یہ پڑھتا ہوں تو اس پر جناب والا! میری آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ آپ اس پر عملدرآمد کرانے میں اپنی پوری کوشش کیجئے اور اس ہاؤس کا وقار بحال کیجئے۔ یہ 197 کا نمبر 1 ہے۔

Rule 197. Whilst sitting in the House a member :--

(i) shall not read any book, newspaper or letter except in connection with the business of the House;

جناب والا! اگر کوئی منسٹر یا ممبر یہاں پر ہاؤس میں کوئی کام کرنا چاہئے تو اسے آپ اس رولز کے تحت اجازت دے سکتے ہیں مگر یہ جو دفاتر یہاں پر ایوان کے اندر کھلے ہوئے ہیں اسکی آپ کو ممانعت کرنا چاہیے اگر کسی وزیر صاحب نے کام کرنا ہے تو وہ اپنے دفتر میں بیٹھے ' اگر کبھی کبھار کوئی وزیر اس اسمبلی میں آجاتا ہے۔ تو مقصد یہ نہیں کہ باقی ساری کارروائی interpret کی جائے۔ روک دی جائے۔ جو معزز ممبر تقریر کر رہا ہوتا ہے اس کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہوتی بلکہ جو وزیر صاحب بیٹھے ہوتے ہیں ان کے پاس جو کام ہو رہے ہوتے ہیں۔ اور جن درخواستوں پر دستخط ہو رہے ہوتے ہیں۔ ان کی طرف سب کی توجہ ہوتی ہے۔ اب آپ ہی فرمایئے کہ جو حکومت پنجاب کے وزرا کرام ہیں اگر وہ ان رولز کو Follow نہیں کرتے تو پھر اپوزیشن والوں پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ یہ جناب ہم آپ کو Interpret کرتے ہیں' ہم کارروائی کو نہیں سنتے۔ جب وزراء کرام ہی ان رولز اینڈ ریگولیشنز کو Follow نہیں کرتے تو جناب والا ! کون کرے گا۔ اس کے بعد جناب والا ! میں نمبر 2 پڑھتا ہوں کہ.....

(ii) shall not interrupt any member by disorderly expressions or notices or in any other disorderly manner;

نمبر 3 ہے

(iii) shall not pass between the Chair and any member who is speaking;

جناب والا! یہ ساری Violation آپ کے سامنے ہو رہی ہیں۔ آپ ان کو خود ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ نمبر 4 ہے۔

(iv) shall not leave the House when the Speaker is addressing the House.

(v) shall always address the Chair;

(vi) shall keep to his seat while addressing the House;

(vii) shall maintain silence when not speaking in the House;

(viii) shall not obstruct proceedings, or interrupt and shall avoid making running commentaries when speeches are being made in the House; and

(ix) shall not, while speaking, make any reference to the strangers in any of the galleries.

جناب! یہ کافی حد تک ان کی Violation ہو رہی ہے۔ میں مودبانہ گزارش کرتا ہوں کہ جناب والا! آپ decorum کو مدِنظر رکھتے ہوئے اس ہاؤس کا وقار قائم رکھنے میں اس ہاؤس کی مدد فرمائیں کیونکہ آپ کا یہ فرض ہے۔ اخبارات میں ہماری یہ جو سرخیاں جمتی ہیں کہ کوئی کچھ کام کر رہا ہے اور کوئی کچھ کام کر رہا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ جو کوئی معزز ممبر یہاں پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہے ' ہمارا سب کا فرض ہے کہ ہم اس کو بغور سنیں اور اس کے لیے ہماری توجہ صرف اس تقریر کی طرف ہونی چاہیے۔ نہ کہ درخواستوں پر جو دستخط ہو رہے ہیں۔ ان کی طرف ہونی چاہیئے۔ شکریہ۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب سپیکر! کسی رکن کو اسکی تقریر کے دوران بے ربط فقروں سے اپنا تبصرہ کرنے کے لیے روک دیا جائے۔ چونکہ اپوزیشن پارٹی کے رکن کسی کی تقریر کے دوران بے ربط فقرے استعمال کرتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کوئی ممبر کتاب' اخبار یا خط نہیں پڑھے گا' یہ کہیں نہیں لکھا کہ کوئی منسٹر کسی درخواست کو نہیں پڑھے گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ درخواست اسی اسمبلی سے ہی تعلق رکھتی ہو۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! آپ ایک رولنگ دے دیں کہ وزرا کرام اسمبلی میں بیٹھ کر درخواستوں پر دستخط کرسکتے ہیں۔ اور اپنے دفتر کی کارروائی یہاں کرسکتے ہیں۔ تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ آپ رولنگ دے دیجئے۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب یہ جو آپ نے رولز پڑھے ہیں ان کا اطلاق سب پر ہوتا ہے۔ میں اپوزیشن والوں سے بھی اور دوسرے صاحبان سے بھی یہ توقع کروں گا کہ سبھی اِن پر عمل کریں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! ہمارا تعاون آپکے ساتھ ہے۔ ہماری ایک درخواست ہے جو ابھی تک آپ زیرِ غور نہیں لائے کہ وزرا کرام جو یہاں پر تشریف فرما ہیں ' جو یہاں معزز اراکین تقریریں کر رہے ہیں۔ ان کا فرض ہے کہ وہ ان کو سنیں کیونکہ وہ تقریریں ان کے محکمہ سے متعلقہ ہوتی ہیں۔ ہماری صرف یہ گزارش ہے کہ وزراء کرام تو یہاں پر درخواستوں پر دستخط کر رہے ہیں۔ درخواستوں پر دستخط کرنے کے لیے سپیکر صاحب نے بہت دفعہ یہ فرمایا ہے کہ اپنے دفاتر میں ممبران کو کچھ وقت دیں اور وہاں پر ان کا کام کیا جائے۔

جناب چیئرمین: میں ممبر صاحبان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

عبدالحق بھٹی صاحب لغاری صاحب اور تمام حضرات سے میں گزارش کروں گا کہ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

وزیر قانون: محکمے کے آفیسرز یہاں موجود ہوتے ہیں اور جو اعتراضات کوئی ممبر بھی بجٹ پر کرتا ہے تو وہ اسے نوٹ کرتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ وزراء یہاں موجود ہوں کیونکہ جو افیسرز متعلقہ ہیں وہ یہاں موجود ہیں اور جو اعتراضات یہ نوٹ کر رہے ہیں وہ باقاعدہ نوٹ ہو رہے ہیں اور ان کا جواب انشاء اللہ بجٹ کی بحث کے بعد آپ کو مل جائے گا۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ اس میں اب مزید کچھ کہنے کی گنجائش نہیں ہے۔

چودھری محمد اکرم: جناب سپیکر! میں محکمہ تعلیم کے متعلق عرض کر رہا تھا کہ محکمہ تعلیم کے لیے جو رقم رکھی گئی ہے وہ ایک خاص رقم ہے لیکن اس میں جو کمی محسوس کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے طالبات کے لیے جو پرائمری سے مڈل یا مڈل سے ہائی سکول ہیں ان کے لیے چار دیواری کے لیے رقوم نہیں رکھی گئیں تو یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ جب عمارتوں کے لیے رقم مختص کی جاتی ہیں تو اس کا کچھ حصہ چار دیواری کے لیے بھی مختص کر دیا جائے یا پھر اس رقم کو بڑھا کر اس میں چار دیواری شامل کرکے اس کا تخمینہ بنایا جائے۔

اس کے بعد میں پینے کے صاف پانی کے متعلق عرض کروں گا کہ یہ حقیقت ہے کہ موجودہ بجٹ میں جو واٹر سپلائی سکیم یا رورل واٹر سپلائی سکیم ہے اسکے لیے خاصی رقم رکھی گئی ہے مگر ہمارے پنجاب میں بہت سے علاقے ایسے ہیں جہاں کہ ابھی تک بالخصوص گرمیوں کے موسم میں جب پانی میں کمی آجاتی ہے تو کئی کئی دن ان علاقوں میں پانی نہیں پہنچتا اور پھر ہمارے دیہاتی بھائیوں کو یا ہماری بہنوں کو مجبوراً دو تین یا چار میل سے پانی حاصل کرکے لانا پڑتا ہے۔ تو اس ضمن میں ' میں عرض کروں گا جیسا کہ اس سے قبل پچھلے سال بھی میں گزارش کر چکا ہوں کہ ایسے علاقوں میں پانی حاصل کرنے کے لیے پختہ ڈگیوں کا انتظام کیا جانا نہایت ضروری ہے تاکہ ہمارے وہ دیہاتی بھائی جن کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں یا زیر زمین پانی کڑوا ہے وہ پانی حاصل کرکے کم از کم دو یا تین ہفتے تک جمع کر سکیں۔

اس موقعہ پر میں یہ بھی عرض کرنا ضروری خیال کروں گا کہ ملکی ترقی کے لیے جس طرح ہم مرد کوشش کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہماری عورتوں کا خاص مقام ہے۔ ملکی ترقی میں جب تک ہم عورتوں کو اپنے شانہ بشانہ لیکر نہیں چلیں گے ہم اپنی منزل حاصل نہیں کرسکتے تو ہمارے پاس اس وقت اس

ونگ میں ایک بھی ڈیپارٹمنٹ سوشل ویلفیئر ہے جس کے ذریعے ہمارے دیہات میں بالخصوص عورتوں میں سوجھ بوجھ یا سماجی کارکن بننے کا جذبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ نہایت قابل فخر بات ہے کہ موجودہ دور میں ہماری موجودہ منسٹر بہن شاہین عتیق الرحمٰن صاحبہ نے ہمارے کم ترقی یافتہ علاقوں جس میں ڈی جی خان، بہاولپور ڈویژن آتے ہیں ان میں دور دراز علاقوں میں دورے کرکے ہمارے عوام میں اس محکمے کی طرف آنے کی توجہ دلائی ہے۔ اور سماجی کارکن پیدا کئے ہیں۔ کارکن ایک ایسی شخصیت ہوتی ہے جو بے لوث رضاکارانہ طور پر معاشرے کی خدمت کرتا ہے۔ تو اس محکمے میں جو فنڈز رکھے گئے ہیں وہ میں سمجھتا ہوں نہایت کم ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے دیہات میں یہ تنظیمیں قائم ہوں تاکہ ہماری دیہاتی بچیاں روزمرہ ضرورت کی کڑھائی یا دوسری چیزیں بنانا سیکھ سکیں تو میں عرض کروں گا کہ اس محکمے کو مزید فعال اور مضبوط بنانے کے لئے زیادہ فنڈز مختص کئے جائیں۔

اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کروں گا کہ عشر کی رقم جو ایک یونٹ میں یا دیہات میں لاکھوں کے حساب سے جمع ہے اس کے مصرف کا کوئی صحیح فارمولا تیار نہیں کیا گیا۔ اگر یہ ممکن ہو تو میری طرف سے یہ تجویز ہے کہ ہمارے مکتب سکول کھلتے ہیں جن کے لئے حکومت عمارت فراہم نہیں کرتی اگر اس رقم سے مکتب سکولوں کی عمارتیں بنائی جائیں تو نہایت موزوں بات ہو گی۔ اور اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کروں گا کہ چونکہ یہ مرکز سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اس کی صحیح منصوبہ بندی کے لئے علمائے کرام سے مشاورت کے ساتھ اس کے انتظام کو پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہئے۔

وقت کی کمی کے باعث، میرا زیادہ وقت تو جناب راہی صاحب کی نذر ہو گیا، میں مختصراً آپ کی توجہ اپنے علاقے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جناب والا! بہاولپور ڈویژن ایک پسماندہ علاقہ ہے اور بالخصوص ضلع بہاولنگر جس میں وہ علاقہ جو چولستان کے کچھ حصہ پر مشتمل ہے وہاں آمد و رفت کے وسائل میسر نہیں ہیں۔ آٹھ دس سال قبل اس علاقے میں ایک سڑک شروع ہوئی تھی جو ڈھرانوالہ R۔ 209 مراد تک کا روٹ تھا۔ وہ اللہ کے فضل و کرم سے دس بارہ سال میں دس میل کا ایک ٹکڑا بن گیا ہے مگر اس روٹ کو بڑھا کر R/433۔ 6 تک کر دیا جائے۔ یہ وہ سڑک ہے جو تحصیل ہارون آباد، فورٹ عباس اور چشتیاں کو آپس میں ملاتی ہے، اس سڑک کو بڑھایا جانا نہایت ضروری ہے اور اسی طرح چشتیاں ہارون آباد جو ایک ہائی وے سڑک چل رہی ہے اس کو کشادہ کرنے کے لئے بار بار کوشش کی گئی مگر ابھی تک کوئی خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آئے۔ میں عرض کروں گا کہ اس سڑک کو ڈبل کیا جائے اور میرے حلقہ میں ایک بہت بڑا قصبہ عثمن خاں جو ایک شہر کی مانند ہے وہاں پر ایک

گرلز ہائی سکول اور ایک بوائز ہائی سکول ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس گرلز ہائی سکول کو اپ گریڈ کرکے ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا جائے تاکہ میرے علاقے کی دیہاتی بچیاں' جنہیں کم از کم بیس پچیس میل سفر کرکے ہارون آباد' حاصل پور یا چشتیاں جانا پڑتا ہے اگر یہ ہائر سیکنڈری سکول ہو جائے تو وہ وہاں تعلیم حاصل کر سکتی ہیں۔ میں اس کے ساتھ ہی آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے مزید وقت دیا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : مہر محمد فاروق صاحب

میاں محمد فاروق : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم : میں جناب سپیکر کی وساطت سے وزیر خزانہ جناب چودھری ممتاز حسین صاحب اور نوجوان قیادت ' شیر پنجاب میاں نواز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے بجٹ ایسی دانشمندی اور تدبر سے تیار کیا ہے جس کو ہر خاص و عام نے سراہا ہے اور خوشدلی کے ساتھ قبول کیا ہے۔ بلاشبہ یہ بجٹ عوام کی امنگوں کے عین مطابق ہے۔ جناب والا! میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ بجٹ کے دوران وہ ہاؤس میں تشریف رکھیں۔

بیگم شاہین منور احمد : جناب چیئرمین ! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں صرف آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ہمیں پڑھنے کی اجازت ہے یا نوٹس کو دیکھنے کی اجازت ہے۔

جناب چیئرمین : وہ پوائنٹس پڑھ رہے ہیں۔

میاں محمد فاروق : بیگم صاحبہ دیکھ لیں۔ میں پوائنٹس پڑھ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین : آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

میاں محمد فاروق : جناب چیئرمین صاحب ! میاں نواز شریف نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ گندم جو خراب ہو چکی ہو حکومت اسے پورے نرخوں پر خریدے گی۔ لیکن جناب والا! ضلع فیصل آباد میں جہاں اتنی گندم خراب ہوئی تھی وہاں محکمہ خوراک نے چار سیرنی بوری کی کاٹ کرکے گندم خریدی تھی اور اب خریداری مکمل طور پر بند کر دی گئی ہے۔ جتنی زائد رقم بنتی تھی وہ محکمہ خوراک والوں نے اپنی جیب میں ڈالی ہے اور انہوں نے اپنی اجارہ داری بنائی ہوئی ہے۔ ہمارے کاشتکاروں کے ساتھ انہوں نے کافی ظلم کیا ہے۔ اگر ایسا ہی رہا تو میرا خیال ہے کہ آئندہ ہمارے ضلع فیصل آباد میں گندم کی فصل بہت کم بوئی جائے گی۔

جناب والا! ہمارے وزیر خوراک نہایت شریف آدمی ہیں۔ میں نے پہلے بھی ایک دو دفعہ ان کو یہ بتایا ہے کہ ڈی ایف سی فوڈ بہت ہیرا پھیری کرتا ہے اور لاکھوں روپیہ مہینے کا اپنی جیب میں ڈالتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس کا کوئی حساب کتاب کیا جائے۔

جناب فضل حسین راہی : جناب چیئرمین! میں پوائنٹ آف انفرمیشن پر یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیر پنجاب میاں نواز شریف ' میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ شیر پنجاب بلحاظ عہدہ ہیں ' جیسے کہ سارے چیف منسٹر شیر پنجاب رہے ہیں یا کوئی خصوصی طور پر کہا جا رہا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار : آپ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئے گی۔

چودھری محمد صدیق : شیر پنجاب کوئی کوئی ہوندا اے۔ ہمارے چیف منسٹر انشاء اللہ شیر پنجاب ای رہن گے۔

جناب چیئرمین : میاں صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ اپنا وقت مت ضائع کریں۔

میاں محمد فاروق : جناب والا! راہی صاحب دوبارہ آگئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ راہی صاحب کی اور صدیق صاحب کی آپس میں دو منٹ بات کرا دیں۔ پھر یہ مداخلت بند ہو جائے گی۔ جناب والا! اس بجٹ میں تعلیم کے لئے 55 کروڑ 80 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں میری ایک درخواست ہے کہ جتنے بھی بچیوں کے سکول ہیں ان کی چاردیواری کے لئے اس میں رقم ضرور رکھی جائے۔ سڑکوں کے بارے میں 35 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ جناب والا! شیخوپورہ سے فیصل آباد تک سڑک کو ڈبل بنایا جائے تاکہ روزانہ کے حادثات کی روک تھام ہو سکے۔ شہری دفاع کے لئے پچاس کروڑ اور تین لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ فیصل آباد میں بائی پاس بنایا جائے۔ فیصل آباد میں چھوٹی ٹریفک گدھا گاڑی بہت زیادہ ہو چکی ہے اس لئے گزرنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔

جناب والا! میرے چک نمبر 232 آر بی میں ایک دفعہ میں مسلم لیگ کے دفتر کے سلسلہ میں گیا تھا۔ وہاں یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ ہم 12 کنال رقبہ آپ کو دے دیتے ہیں۔ جس کے لئے وہاں پر ہیلتھ سنٹر قائم کیا جائے۔ جناب والا! انہوں نے چار لاکھ روپے کا رقبہ دے دیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ وہاں ہیلتھ سنٹر منظور کر دیا جائے۔

جناب والا! میرا خیال ہے کہ وزیر خزانہ صاحب نے بہت محنت سے یہ بجٹ بنایا ہے ان کی

پروموشن کر دی جائے اور ان کو ایک اور عہدہ دے دیا جائے۔ میں ان الفاظ پر ہی اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ

بیگم بشریٰ رحمٰن : جناب سپیکر! میں آپ کی بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ جناب والا! میں آپ کے توسط سے محترم صدیق سالار صاحب کی خدمت میں عرض کروں گی کہ وہ حسب عادت، حسب معمول اور حسب سابق میری بات نہ سننے کا ارادہ نہ کریں۔ جناب والا! 8 جون کو ہماری صوبائی اسمبلی میں یہ بجٹ پیش کیا گیا اور اس بجٹ کی تحریر میں، میں نے کچھ خاص باتیں نوٹ کیں جن کو میں اس وقت عرض کرنا چاہتی ہوں، اس روز جس روز بجٹ پیش کیا گیا۔ جناب والا! قاری صاحب نے یہ تلاوت کلام پاک فرمائی اس میں انہوں نے ایک آیت کریمہ پڑھی وہ اس طرح سے تھی " **انما اموالکم واولاد کم فتنہ** " میرا خیال ہے کہ جس کا مطلب میرے معزز اراکین اسمبلی کو اچھی طرح سے آتا ہوگا کہ " بیشک تمہارا یہ تمام مال دولت جس کو اکٹھا کرنے کیلئے تم شب و روز لگے رہتے ہو، دھاندلی سے ہر طریقے سے تم اس کو جمع کرتے ہو، یہ کس کے کام آنے والا ہے۔ " **اموالکم و اولاد کم فتنہ** " جو ہے، یہ سب کچھ جو ہے یہ تمہارے کام نہیں آنے والا تم اس کو اپنی اولادوں کیلئے چھوڑ کر چلے جاؤ گے اور تم اپنی اولادوں کیلئے زندگی بھر جھوٹ بولتے رہو گے گھپلے کرتے رہو گے اور لوٹ کھسوٹ کرتے رہو گے لیکن یہی اولاد اور یہی مال آئندہ جب تم اللہ کے پاس جاؤ گے تو تمہارے لئے موجب ایک فتنہ کے ہوگا اور وہاں پر تمہارے لئے یہ ایک عذاب ہو گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس روز کی خوبصورت بات یہ تھی کہ اس آیت کریمہ کو پڑھا گیا، دوسری بات جو اس بجٹ میں خوبصورت تھی وہ یہ تھی کہ جناب والا! اس کے آخری صفحہ میں جناب وزیر خزانہ نے خطبہ حجتہ الوداع کی خوبصورت لائنیں یہاں پر پڑھیں، میں ان کو دوبارہ پڑھنا چاہتی ہوں کہ " اے لوگوں جو میں نے تم سے کہا اسے غور سے سنو، اپنے دل میں یہ بات بٹھا لو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، تم سب برابر ہو اور برابر کے حقوق و فرائض رکھتے ہو، تم ایک ہی برادری کے افراد ہو اس لئے تمہارے لئے یہ ممنوع ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی ایسی چیز حاصل کرو جو وہ اپنی آزاد مرضی سے تمہیں نہ دینا چاہیئے۔ جناب والا! یہ عظیم قول ہمارے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اگرچہ یہ بھی ہر مسلمان جانتا ہے میرا خیال ہے کہ اس کو بجٹ میں شامل

کرنے کی بجائے لکھ کر اسمبلی کی دیواروں پر لٹکا دینا چاہیئے۔

جناب والا! تیسری بات جو اس بجٹ میں الگ تھی وہ یہ ہے کہ وزیر خزانہ نے بابائے قوم حضرت قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے خطاب کی چند لائنیں بھی اس میں درج کیں۔

" میرے عزیز ہم وطنو یہ پاک سر زمین تمام دنیاوی نعمتوں سے مالا مال ہے لیکن اسے مسلمان قوم کے شایان شان بنانے کے لیے ہم سب کو اس ملک کی تعمیر و ترقی میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ آپ سب دل کی گہرائیوں سے اس جدوجہد میں شریک ہوں گے"

جناب والا! یہ تین باتیں تو اس بجٹ میں خصوصیت سے الگ نظر آئیں۔ اس کے علاوہ اس میں جو چوتھی بات نظر آئی وہ اس کی زبان و بیان سے میں خاص طور پر پہلے چار پیراگرافوں کا ذکر کروں گی۔ مجھ پر کئی دفعہ یہ الزام لگا ہے کہ میں شاعرانہ زبان بولتی ہوں اور افسانوی انداز میں بات کرتی ہوں' جناب والا یہ پہلے چار پیراگراف بھی کسی افسانے سے کم نہیں ہیں اور اس کے لیے میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کرتی ہوں کہ

"تیرا افسانہ اے افسانہ خواں رنگیں سہی لیکن
مجھے روداد عشرت سن کے رو دینے کی عادت ہے"

لیکن کیا کیجئے ہم سخن فہم بھی اور غالب کے طرفدار بھی ہیں اس لئے اس بجٹ کے اوپر بات کرنے سے پہلے میں عرض کروں گی' ان کی تقریر میرے سامنے ہے اور کچھ خوبصورت الفاظ اور فقرے میری تقریر کا موضوع بنیں گے۔ اس لئے جناب والا! میں نے یہ تقریر اپنے سامنے رکھی ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے پیراگراف پانچ 5 میں یہ کہا ہے کہ شہروں کو بستے ' پھلتے پھولتے دیکھ کر ہم خوش ہوتے رہے لیکن ہم نے یہ مڑ کر نہیں دیکھا کہ ہمارے دیہات ویران ہو رہے ہیں۔ جناب والا! یہاں پر عام طور پر نمائندگی زیادہ تر ہمارے دیہات کے لوگوں کی ہوتی رہی۔ اس لئے ہم اس کا الزام کسی پر نہیں دھر سکتے۔ اپنے ہی گھر سے نکلے ہوئے لوگوں نے اگر اپنے گھر کو مڑ کر نہ دیکھا تو اس میں قصور کس کا ہے؟ یہ درست ہے کہ بہت سی تجاویز پیش کی گئیں اور اس حکومت نے بہت سے ترقیاتی منصوبے بنائے ' بہت سے اچھے اچھے کام ہوئے اور جتنے اچھے کام اس حکومت نے دو سال کے اندر کئے ہیں ان پر یہ حاصل بحث ہو چکی ہے اور وہ بار بار دھرائے جا چکے ہیں۔ ان کو میں تسلیم بھی کرتی ہوں لیکن میں ان کو دوبارہ دھرانا نہیں چاہتی۔ جناب والا! جہاں پر تھوڑ تھوڑا ستم رہ گیا ہے میں صرف وہ عرض کرنا

چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ دیہاتوں اور قصبوں میں طبی سہولیات پہنچا دی گئی ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ حکومت نے اپنی طرف سے تو بہت کوشش کی ہے کہ ہیلتھ یونٹ بنائے جائیں اور وہاں پر طبی سہولیات پہنچائی جائیں لیکن اب ڈاکٹروں کا کیا فرض بنتا ہے۔ جناب والا! ہمارے ہاں کے زیادہ تر ڈاکٹر جو ہیں وہ دیہاتوں اور قصبوں میں جانے کیلئے تیار نہیں ہیں اگر تیار نہیں ہیں تو آپ اس کا جائزہ لیں اور ان کو وہاں جانے کیلئے زیادہ الاؤنسز' زیادہ آسائشیں اور سہولتیں دیں' آپ نے فرمایا ہے کہ ڈاکٹر یا استاد یا تو شہر میں پیدا ہوتے ہیں یا شہر میں تربیت پاتے ہیں۔ جناب والا! میں یہ نہیں مانتی کہ ڈاکٹر یا استاد یا تمام بڑے لوگ شہروں میں پیدا ہوتے ہیں' میں یہ کہتی ہوں کہ وہ ہر جگہ پیدا ہوتے ہیں بلکہ ہمارے ملک میں زیادہ تر لوگ قصبوں اور دیہاتوں میں پیدا ہوتے ہیں' یہ اور بات ہے کہ ان کی تربیت شہروں میں ہوتی ہے اور ان کو شہروں میں کھپایا جاتا ہے یا پھر وہ آکر شہروں کی آبرو کو سنبھال لیتے ہیں۔

جناب والا! اب میں تعلیم کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گی۔ آپ نے نئی روشنی سکولوں کے بارے میں فرمایا ہے پھر آپ نے یہ بھی کہا ہے اور لائحہ عمل بھی دیا ہے اور نوعمر بچوں کی تعلیم کے بارے میں بھی کہا ہے اور دیہی بنیادوں پر جو کچھ آپ نے کیا ہے یعنی 20 ہزار اساتذہ کی جو آسامیاں آپ نے پر کی ہیں۔ یہاں پر میں تھوڑا سا نئی روشنی سکولوں کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گی کیونکہ یہ ہمارے ترقیاتی پروگراموں میں وزیراعظم کی پانچ نکاتی پروگرام میں شق اول پر ہے اور اس پر بہت رقم خرچ کی جا رہی ہے۔ بہت بڑا بجٹ رکھا جا رہا اور بہت محنت کی جا رہی ہے اور آپ بھی یہی سمجھئے کہ یہ ایک ایسی گاڑی ہے جس کے آگے پیچھے گھوڑے لاد دیئے گئے ہیں۔ محض اسے تیز بھگانے کیلئے کہ تین سال میں یہ ٹارگٹ پورا کرنا ہے۔ ہم تمام لوگ اپنی تمام تر توانائیاں' ذہنی' لغوی اور زبانی اس کے اوپر لگا رہے ہیں اور اپنا بجٹ بھی لگا رہے ہیں تو اس پر میں جناب والا وزیر خزانہ کی خدمت میں اور جناب وزیر تعلیم کی خدمت میں بھی یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ یہ نئی روشنی سکولوں کا کام تو بہت جلدی ہوا اس میں آسامیاں بھی بہت جلدی لگا دی گئیں لیکن جناب والا ابھی تک اس پر کوئی لائحہ عمل مکمل طور پر نہیں بن سکا۔ جناب والا! یہ کام ایک دم سے ہو رہا ہے اور میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ سکول کھول دینے کے باوجود آسامیاں پر کر لینے کے باوجود ابھی تک باقاعدہ کوئی منصوبہ بندی نہیں ہوئی' باقاعدہ لائحہ عمل نہیں بنا' بعض جگہوں پر میں نے سنا ہے' دروغ برگردن راوی۔

جناب والا! میں نے صرف سنا ہے کہ نئی روشنی سکولوں میں بھی بچوں کو نوکریاں دلانے کیلئے لوگوں نے دو دو ہزار روپے رشوت لی ہے یا کچھ اس سے کم یا کچھ اس سے زیادہ میں نے کہا ہے کہ دروغ برگردن راوی۔ جناب والا! اس ضمن میں بھی جہاں وزیراعظم یہ کوشش کر رہے ہیں اور جہاں وزیراعلیٰ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ پنجاب میں کوئی آدمی بے روزگار نہ رہے اگر ان غریبوں سے جن کی تنخواہ ساتھ ' آٹھ سو روپے مقرر کی جا رہی ہے دو ' دو ' چار ' چار ہزار روپے رشوت لیں گے تو یہ بہت بری بات ہو گی اس لئے اگر ایسے سکولوں کی کوئی منصوبہ بندی نہ کی گئی اور کوئی باقاعدہ لائحہ عمل تیار کرکے چھٹیوں کے بعد اس پر عمل نہ کیا گیا تو اس رقم کے ضائع ہو جانے کا اندیشہ ہو گا۔

جناب چیئرمین! آپ کی نوازش سے میں نے پہلی گھنٹی سن لی ہے اور آپ کو بتایا گیا ہے کہ میرا وقت ختم ہونے والا ہے۔ جناب والا! خواتین میں سے میں پہلی خاتون ہوں جو تقریر کیلئے اٹھی ہوں اور حضور والا! ابھی تیرہ چودہ خواتین نے تقاریر کرنی ہیں ' اگر میں ان سے پانچ پانچ منٹ ادھار لے لوں تو میرے 65 یا 75 منٹ تو بن ہی جائیں گے۔ اس لئے آپ خود ہی مجھے تھوڑا سا اور وقت دے دیجئے ' میں نے ابھی خواتین کے منصوبوں کے اوپر بات کرنی ہے اور یہ آپ کی عنایت ہوگی مجھے تھوڑا سا وقت دے دیں۔

جناب چیئرمین : ذرا جلدی ختم کرنے کی کوشش کریں اور اپنی تقریر جاری رکھیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن : جناب والا! اٹھارہ سو صفحوں کا بجٹ ہے تو اس کیلئے اٹھارہ منٹ تو بولنے کیلئے دیجئے۔ آپ فرما رہے ہیں کہ اس کو ختم کر دیجئے۔

جناب والا! اس بجٹ میں جناب وزیر خزانہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے تعلیمی اداروں میں میرٹ کو داخلوں کا معیار مقرر کیا ہے۔ میں یہ بات مانتی ہوں کہ اس دفعہ پنجاب میں یہ پہلی بات ہوئی ہے کہ میرٹ پر داخلے دیئے گئے ہیں لیکن اب وزیر خزانہ وزیر تعلیم نہیں ہیں۔ اس لئے میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گی کہ وہ اس لائحہ عمل کو اسی طرح سے رہنے دیں کم از کم تین سال تک یہ کام چلتا رہے کہ میرٹ کی بنیاد پر داخلے ہوتے رہیں تو بہت سی برائیاں اس طریقے سے ہمارے معاشرے سے رخصت ہو جائیں گی۔ پھر آپ نے فرمایا ہے کہ ہم امتحانات میں بدعنوانیوں کی روک تھام میں بھی کامیاب ہوئے ہیں۔ جناب والا! معذرت کے ساتھ عرض کرتی ہوں کہ اس میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ یہ میں اپنی قرارداد میں بھی پیش کر چکی ہوں اور دوبارہ بھی اسی روز عرض کر دوں گی

کہ اس کے اعداد و شمار کیا ہیں لیکن اس میں ہمیں بہت زیادہ پیش رفت کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! انہوں نے کچی آبادیوں اور دور دراز علاقوں میں پانی پہنچانے کے بارے میں کہا ہے لیکن ہم نے اپنے ترقیاتی پروگراموں میں چولستان کے بعض علاقوں میں جہاں کہ لوگ پانی کے قطرے قطرے کیلئے ترس رہے ہیں وہاں کیلئے سکیمیں بھیجی تھیں۔ لیکن انہوں نے ہماری سکیمیں اس لئے واپس کر دیں کہ وہ ان چھپے ہوئے فارموں کے مطابق نہ تھیں۔ جناب والا! زندگی کسی چھپے ہوئے فارم کے مطابق نہیں گزر سکتی۔ زندگی ضروریات کے مطابق گزرتی ہے۔ چولستان کے علاقے کو جس کو ہمیں پیاسا علاقہ کہنا چاہئے' پیاسا صحرا کہنا چاہئے اس پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! آپ نے فرمایا ہے کہ کسانوں کو بہت سہولیات دی ہیں۔ جناب والا! یہ سب کچھ درست ہے لیکن ہمارے کسان کو ابھی عزت نفس کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا ہے کہ پولیس کی تنظیم نو کو زیادہ فعال بنانے کیلئے تقریباً نو کروڑ روپے دیئے گئے ہیں۔ جناب والا! ہماری یہ عادت ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں یا اپنے گھروں میں ہم اپنے امیر رشتہ داروں کی بہت نقل کرتے ہیں جو کچھ ہم ان کے گھروں میں دیکھ لیتے ہیں وہی اپنے گھروں میں لانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کا معیار زندگی اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جناب والا! یہاں پر مجھے یہ کہنے پر فخر محسوس ہوتا ہے کہ سعودی عرب کے ساتھ ہمارے جو تعلقات ہیں وہ بالکل اسی طرح کے تعلقات ہیں جیسے وہ ہمارے امیر رشتہ دار ہیں اور ہم ان کے غریب رشتہ دار ہیں۔ جناب والا! اگر آپ نے پولیس سسٹم میں کوئی تبدیلی لانی ہے یا اس سسٹم کو بدلنا چاہتے ہیں یا اس کو بہتر کرنا چاہتے ہیں تو ذرا سعودی عرب کے پولیس سسٹم پر نظر ڈالیں وہاں پر جناب والا! ایک عام سپاہی کی تنخواہ اتنی زیادہ ہے گو مجھے صحیح معلوم نہیں ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ چھ ہزار ریال سے شروع ہوتی ہے اور اتنی زیادہ تنخواہ لینے والا سبز کپڑوں میں ملبوس سپاہی ایک چوراہے پر کھڑا ہوتا ہے۔ اگر بادشاہ غلط طرف چلا جاتا ہے تو وہ ہاتھ دے کر اس کو روک لیتا ہے اور وہ بادشاہ کو روک سکتا ہے۔ ایک معمولی سپاہی ایک بادشاہ کو یا شہزادے کو اس لئے روک سکتا ہے کہ وہ پیٹ بھر کر روٹی کھاتا ہے اور وہ آسائشوں کے ساتھ رہتا ہے اس کو رشوت لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جناب والا! پولیس کو جب آسائش ہی نہیں ہے اسے پیٹ بھر کر روٹی ہی نہیں ملے گی اور اس کی تنخواہ پوری نہیں ہو گی اور اس کے تن کی وردی اس آدمی سے بہت گھٹیا ہے جو ٹریفک کا قانون توڑ کر ادھر ادھر جا رہا ہے اگر اس نے اس سے گھٹیا وردی پہن

رکھی ہے تو کس طرح ایک بہت بڑی موٹر والے کو ایک شاندار لباس والے کو روک سکتا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اسلئے اس بات کا آپ جائزہ لیجئے کہ پولیس پر یہ تمام اخراجات کرنے کے باوجود' سیمینار کرنے کے باوجود ان کی حالت ٹھیک بنانے کے باوجود اس کے Status کا کیا ہوگا ان کو وہ Status دیں کہ خواہ اِس ملک کا وزیر بھی ہو خواہ ایم۔ این اے ہو خواہ ایم ۔ پی اے ہو کوئی بھی بڑا آدمی ہو اگر وہ غلط حرکت کرے تو پولیس والا اس کو روک سکے لیکن ہم آئے دن سنتے رہتے ہیں کہ غلط حرکت کرنے پر پولیس والا کسی ایم۔ پی اے کو وزیر کو مشیر کو یا کسی بڑے آدمی کو نہیں روک سکتا ایک تو غریب ہوتا ہے اور یہ اس کی وردی سے نظر آتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کے خلاف تحریک پیش ہو جاتی ہے اور ہم سب متفق ہو جاتے ہیں۔ جناب والا! یہ بڑا بدنام محکمہ ہے میں جانتی ہوں کہ اس میں بے تحاشہ برائیاں ہیں بدنامیاں ہیں کوتاھیاں ہیں قباحتیں ہیں لیکن اس کے باوجود ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ پولیس کے سارے آدمی برے ہوتے ہیں اور تمام کے تمام بے ضمیر ہوتے ہیں اور تمام کے تمام راشی ہوتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ان میں جو اچھے لوگ ہیں ان کی نشاندہی کیجئے ان کو ترقیاں دیجئے اور ان کو وہ تمام تر سہولیات دیجئے کہ ہماری پولیس ایک مجرم کے سامنے وہ چاہے بادشاہ ہی کیوں نہ ہو اس کے سامنے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ سکے مگر جناب یہاں پولیس مجرم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہیں دیکھ سکتی کیونکہ اس سے پہلے اس کے ہاتھوں میں نوٹ چلے جاتے ہیں اور نوٹوں کی اس کو اشد ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اس کی بھی کچھ مجبوریاں ہوتی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا ہے کہ ٹریفک کا انتظام بہتر کریں گے یہ میرے خیال میں ایک بہت اچھا اقدام ہے کہ آپ نے یہ سوچا ہے کہ ٹریفک کا انتظام بیحد اچھا کریں گے کیونکہ آپ کسی بھی ملک کی زمین پر جا کر اتریں تو وہاں پر پہلی بات جو آپ کو اس ملک کے بارے میں جو متاثر کرتی ہے وہ وہاں کی تنظیم ہے' ٹریفک ہے۔ آپ آئرپورٹ پر اتریں اور دیکھیں کہ اس ملک کے لوگوں نے لائنیں بنائی ہیں اور وہ قطار بندی کے ذریعے جا رہے ہیں اور آپ کو پتہ چل جاتا ہے کہ یہ ترقی پسند ملک ہے لیکن اگر ہمارے ملک کی طرح وہاں انتشار ہو کسی کو کہنی لگ رہی ہو کسی کو صندوق کسی کو کچھ تو محسوس ہوتا ہے کہ کہ یہ ابھی ترقی پذیر قوم ہے اس نے کوئی ترقی نہیں کی۔ جناب والا! آپ نے تجاویز مانگی ہیں کہ ٹریفک اور قطار بندی کے سسٹم کو بہتر بنانے کے لیئے ہمیں وہ تجاویز دے دیجئے جناب والا! یہاں پر اتنا وقت نہیں ہے کہ میں آپ کو

تجاویز دوں لیکن جناب سپیکر میں آپ کے توسل سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ٹریفک اور قطار بندی کے سسٹم کو بہتر کرنے کے لیے میں نے بہت مطالعہ کیا ہے اور میرے پاس اس بارے میں تجاویز ہیں اگر وزیر خزانہ چاہیں گے تو میں یہ انہیں ایک کتابچہ کی صورت میں پیش کر دونگی۔ لیکن جناب والا ! اسے پرائمری سکولوں کے سسٹم سے شروع کرنا پڑے گا اس سسٹم کو شروع کرنے کے لیے پہلے ٹریفک کے سسٹم کو شروع کرنا پڑے گا اور اس کو بچپن سے ٹھیک کرنا پڑے گا۔ پرائمری سکولوں سے قطار بندی کے سسٹم کو لاگو کرنا پڑے گا اس کے اوپر سیمینار کرنے پڑیں گے۔ کتابچے چھاپنے پڑیں گے اس کے بعد آپ کو اپنے شہریوں کو یہ بتانا پڑے گا کہ ان شہریوں کے کیا حقوق ہیں۔ جناب والا ! آپ سارا دن یہ کہتے رہتے ہیں کہ شہریوں کا یہ فرض ہے پاکستانیوں کا یہ فرض ہے مسلمانوں کا یہ فرض ہے انسانوں کا یہ فرض ہے لیکن جناب والا! آپ نے یہ کبھی بھی نہیں کہا کہ شہریوں کے یہ بھی حقوق ہیں پاکستانیوں کے یہ حقوق ہیں' مسلمانوں کے یہ حقوق ہیں' انسانوں کے یہ حقوق ہیں۔ جب تک آپ انہیں ان کے حقوق سے آگہی نہیں دے سکتے وہ اپنے فرائض کو کس طرح سے ادا کرسکتے ہیں۔ جس طرح امریکہ میں کسی کے گھر کے باہر برف جمی ہوئی ہو تو انہوں نے ان کو آگاہ کیا ہے کہ تم نے اس برف کو خود اکھیڑنا ہے تم شہری ہے۔ کیونکہ اگر یہاں کسی کو حادثہ پیش آگیا ہے۔ تو اس کے ذمہ دار تم ہوگے اسی طرح ہر ملک نے اپنے شہریوں کو بہت خوبصورت اور بہت زیادہ اچھے حقوق دیئے ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر محکمہ اطلاعات و نشریات کو کہیئے کہ چھوٹے چھوٹے کتابچے چھاپے اور جس وقت آپ لوگوں کو شناختی کارڈز دیتے ہیں یا راشن کارڈز دیتے ہیں یا پاسپورٹ دیتے ہیں تو اس کے ساتھ ان کو ایک چھوٹا سا کتابچہ دے دیں جس کے اوپر درج ہو کہ جناب آپ پاکستان کے خوش قسمت شہری ہیں اور آپ کے یہ حقوق ہیں۔ حقوق العباد ایک صفحے پر لکھیئے اور آپ یہ فرض ادا کیجئے میرا خیال ہے اس سے ان کی تربیت نفس بہت زیادہ ہو جائے گی۔

جناب والا! میں ایک اور بات خواتین کے بارے میں کہنا چاہتی ہوں آپ نے اپنے بجٹ میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے بہت زور دیا ہے۔ اور کہا ہے مجھے اصل میں اسی بات پر بولنا چاہیئے تھا کیونکہ تمام لوگ اپنی اپنی فلاح و بہبود پر بات کر رہے تھے اور مجھے اسی پر بات کرنا چاہیے تھی پہلی بات تو یہ ہے کہ میں جناب وزیر خزانہ سے پوچھنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: اس کا مطلب تو یہ ہے کہ اصل تقریر تو اب شروع ہو رہی ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا

وہ سمجھ لیتے ہیں اپنے طور پر ناصر
اثر رکھتی ہے ناصر کی غزل مجذوب کی بڑکا

جناب والا! میں یہ عرض کر رہی تھی کہ خواتین کی تعلیم کے لئے بہت پیسے رکھے گئے ہیں آپ نے فرمایا ہے کہ حکومت تعلیم اور صحت جیسے سماجی بہبود کے شعبوں میں سرمایہ کاری کرنے کا عزم رکھے ہوئے ہیں۔ جناب والا! باقی تو سب ٹھیک ہے حکومت صحت میں' تعلیم میں' اور سماجی بہبود میں سب ٹھیک ٹھاک کام کر رہی ہے لیکن بعض محکموں میں جو سرکاری محکمہ جات ہیں اس میں خواتین کے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہو رہا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ تعلیم میں ہم نے ان کے ساتھ امتیازی سلوک رکھا ہے۔ لیکن آپ نے خواتین کے بعض محکموں میں جا کر دیکھا ہے کہ خواتین کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ جناب والا! اس کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ نیک نام جو خواتین ہیں ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہو رہا۔ ان کے ساتھ انتقامی کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ اگر دفتروں میں خواتین کو تحفظ نہیں ملے گا۔ عزت نفس نہیں ملے گی۔ ان کو ٹھیک ٹھاک رکھا نہیں جائیگا۔ وہ سکون و اطمینان سے نہیں ہوں گی تو پھر اس معاشرے کا کچھ نہیں بنے گا۔

جناب گھنٹی بار بار بج رہی ہے۔ پھر میں کیا کروں۔ میں پھر کسی اپنی بہن سے التجا کرتی ہوں کہ تھوڑا سا وقت مجھے اور دے دیں۔ میں اپنی کسی بہن کی طرف سے بول لیتی ہوں۔

جناب سپیکر: لیکن آپکے نام کی چٹیں تو میرے پاس نہیں ہیں۔ جو نہیں بولنا چاہتے وہ اپنا وقت محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ کو دے دیں۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب والا! میری بھی آپ سے درخواست ہوگی کہ بیگم صاحبہ کو وقت دیں۔ انہوں نے بہت تیاری کی ہے۔ جس انسان نے تیاری کی ہو اگر اسے وقت نہ ملے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ کم وقت ملنے کی وجہ سے بیگم صاحبہ کا دل ٹوٹ جائیگا اور پھر آپ کا کورم ٹوٹ جائیگا۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر! یہ دنیا ہے یہاں دل ٹوٹنے کا کون خیال رکھتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں ہمارا بھرم نہ ٹوٹے پہلے ہی اس کا دل ٹوٹ جائے۔

جناب سپیکر: دو منٹ میں آپ اپنی بات ختم کر لیجئے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب والا! یہاں سیاحت کے فروغ کے لیے وزیر اعلیٰ نے ایک کمیٹی بنائی ہے۔

یہ بہت خوش آئندہ بات ہے۔ اس کے لیے میں یہ کہوں گی کہ جہاں انہوں نے تاریخی مقامات کے لیے ہم سے تفاصیل مانگی ہیں وہاں ثقافتی۔ مذہبی اور روحانی مراکز کی بھی ان کو تفاصیل مانگنی چاہئیں۔

جناب والا! میں نہیں چاہتی کہ آپکو ایک بار پھر اس بات کی یاد دھانی کرانی پڑے لیکن تقریر کا جو سب سے اہم نکتہ تھا ظاہر ہے جس طرح وزیر خزانہ نے سب سے آخر میں ایک نکتہ یہ رکھا تھا میرا بھی یہ نکتہ سب سے آخر میں تھا۔ لیکن میں مختصر الفاظ میں بیان کرتی ہوں کہ وفاقی بجٹ میں انہوں نے دانشوروں کے لیے فنڈ مخصوص کیا ہے۔ ہم نے بہت عرصہ پہلے ان سے ایک درخواست کی تھی۔ ایک قرار داد منظور کروائی تھی۔ انہوں نے ہر طبقہ فکر کے لوگوں کا خیال رکھا۔ انہوں نے مردوں کا خیال رکھا۔ انہوں نے عورتوں کا خیال رکھا۔ دیہاتوں کا خیال رکھا۔ قصبوں کا خیال رکھا۔ شہروں کا خیال رکھا۔ ڈاکٹروں کا خیال رکھا۔ ہر طبقہ فکر کا خیال رکھا لیکن جناب والا! انہوں نے دانشوروں کا خیال نہیں رکھا۔ مجھے ان سے گلہ ہے۔ اگرچہ ہم نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہوئی تھی لیکن حکومت پنجاب کو بھی دانشوروں کے لے ایک فنڈ رکھنا چاہئے تھا جو آڑے وقت میں ان کے کام آتا۔

جناب والا! اس کے بعد ہمارے ملک میں ایک اور طبقہ ہے جس کو درخور اعتنا تو نہیں سمجھتے لیکن آج میں سمجھتی ہوں وہ بھی ایک اہم طبقہ ہے اور فلم انڈسٹری ہے۔ ہماری فلم انڈسٹری بہت بحران کا شکار ہے۔ اس پر بحث کرنے کا یہ وقت نہیں ہے۔ لیکن میں صرف وزیر خزانہ کی خدمت میں آپکے توسط سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ان کے تفریحی ٹیکس میں کمی کر دیں۔ ویڈیو کے اوپر جو انہوں نے قانون نہیں بنایا وہ بنا دیں۔ یہ ویڈیو کیسٹ اور وی سی آر ان کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ میں وی سی آر کی مخالفت نہیں کر رہی لیکن کسی قانون کے تحت کسی ضابطے کے تحت یہ کام کریں تاکہ ان کو نقصان نہ ہو اور وہ معیاری فلمیں بنا سکیں۔ اور جو اچھی فلمیں ہیں ان پر تفریحی ٹیکس کم کر دیں کیونکہ ہمارے عوام کے پاس صرف اور صرف تفریح کا ایک ہی دروازہ ہے جہاں سے تازہ جھونکا اندر آتا ہے۔ اس لئے خدا کے واسطے اس کے اوپر بھی سوچیں یعنی ان دونوں باتوں کے کے بارے میں سوچیں۔

جناب والا! میں سب سے آخر میں آپکے شکریہ کے ساتھ میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ پوری تقریر پڑھنے کے بعد میرے دل میں ایک خیال آیا کہ انہوں نے یہ مالی بجٹ 88۔ 1987 پیش کیا ہے۔ میری طرف سے جناب والا! ایک پیش کش ہے کہ ہر سال ایک اخلاقی بجٹ بھی پیش کیا کریں۔ جس میں گوشوارے یہاں ایوان میں پیش کر دیا کریں۔ کہ ہماری قوم

کے اخلاق میں کتنا انحطاط ہوا۔ کتنی ترقی ہوئی اور ہم نے کتنی اخلاق سوز حرکتیں کیں۔ ہم نے لوگوں کی کتنی کردار کشی کی کتنے لوگوں کو ہم نے آسمان اور سر پر بٹھایا۔ جناب والا! اس کے لئے یہ فرمائیں گے کہ اس کے لیے ایک وزیر اخلاق کی بھی ضرورت ہو گی تو وہ کہاں سے ڈھونڈنے جائیں گے۔

جناب والا! وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ ہم ایسے کاموں کے لیے ایک محاسبہ کمیٹی بنائیں گے جو بدعنوان لوگوں کی وزراء کرام اور مشیروں کا سب کا محاسبہ کرے گی تو جناب والا! یہ اخلاقی بجٹ اس محاسبہ کمیٹی کے سپرد کر دیں جو وہ اور نہیں سارے ملک کا نہیں سارے پنجاب کا نہیں تو سارے ایوان کے بارے میں عوامی نمائندوں کے بارے میں ایک نہ ایک اخلاقی بجٹ پیش کیا کریں کہ کس حد تک کس نے اخلاقی طور پر ذہنی طور پر روحانی طور پر نقصان پہنچایا اور کس حد تک اس نے اپنے بارے میں اچھے کام کئے۔ بہت بہت شکریہ۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! مجھے ایک بات یاد آگئی کہ مس بشریٰ رحمٰن نے اپنی تقریر سے پہلے .....

بیگم بشریٰ رحمٰن: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں مس نہیں ہوں۔

چودھری محمد صدیق سالار: جناب والا! انہوں نے یہ الزام لگایا تھا .....

جناب سپیکر: چودھری صاحب تقریر پر تبصرہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار: میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کس چیز کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد صدیق سالار: ایک الزام تھا اسکی میں آپکے سامنے وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پر الزام تھا؟

چودھری محمد صدیق سالار: مجھ پر۔ انہوں نے کہا تھا کہ صدیق سالار میری تقریر نہیں سُنیں گے اور اپنی عادت کے مطابق وہ میری تقریر میں مداخلت کریں گے۔ میں آپکی وساطت سے ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ میں نے آپکی تقریر بڑے غور سے نہیں سنی۔ اب بھی آپکو کوئی اعتراض ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر! میں آپکی وساطت سے جناب صدیق سالار صاحب کا بے حد شکریہ

ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے انتہائی انہماک کے ساتھ میری تقریر سنی ہے لیکن میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہا کچھ تھا اور انہوں نے سمجھا کچھ اور ہے۔

جناب سپیکر: چودھری مظہر علی گل صاحب

چودھری مظہر علی گل (فیصل آباد۔ 17): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○! جناب سپیکر میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے 88۔ 1987 کے میزانیہ پر تقریر کرنے کا موقع فراہم کیا۔ موجودہ حکومت نے اس بجٹ میں محکمہ تعلیم کے لیے سب سے زیادہ رقم رکھی ہے اس میں تقریباً 5 ارب 58 کروڑ روپے کی رقم محکمہ تعلیم کے لیے رکھی گئی ہے۔ اور یہ حکومت کا ایک بہت اہم کارنامہ ہے کہ اس نے تعلیم کے لیے اس بجٹ میں سب سے زیادہ رقم مختص کی ہے۔

جناب والا! اینٹوں کی دیواریں چننے سے تعلیم کے مسائل یا تعلیم کے مفاد حاصل نہیں ہوسکتے۔ اس سلسلے ہمیں لازمی تعلیم کے طرف توجہ دینی پڑے گی کہ قوم کے ہر فرد کے لیے ہر بچے کے لیے ہمیں پرائمری تعلیم کو لازمی قرار دینا پڑے گا۔ اس سلسلے میں ہمیں سخت سے سخت سزا کو بھی تجویز کرنا ہوگا تاکہ تعلیم کا رجحان لوگوں میں رائج کیا جاسکے۔

دوسرے جناب والا! فنی تعلیم کی طرف بھی ہمیں آنا پڑے گا۔ موجودہ نظام تعلیم میں ہم صرف پڑھے لکھے بے روزگاروں کی تعداد میں دن بدن اضافہ کر رہے ہیں لیکن میرے خیال میں اگر فنی ادارے اس ملک میں زیادہ تعداد میں کھولے جائیں تو اس کی وجہ سے لوگوں کو اپنے ہاتھ سے کام کرنے کے مواقع ملیں گے اور باہر بھی کہیں جا کر یا اپنے ہی ملک میں جن کا اپنا ہنر ہے اس کے مطابق کام کریں گے اور ان کو فائدہ حاصل ہوگا اور اس سے بے روزگاری کو بھی ختم کیا جاسکتا ہے۔ جناب والا! میری یہ استدعا ہے کہ اس ملک میں سب سے زیادہ توجہ فنی اداروں کی طرف دینے کی ضرورت ہے۔ موجودہ بجٹ میں تین چار یا پانچ شہروں کا نام لیا گیا ہے۔ کہ وہاں فنی ادارے کھولے جا رہے ہیں۔ میرے خیال میں ہر ضلع میں اور ہر ضلع میں ہٹ کر سب تحصیلوں میں فنی ادارے قائم کرنے چاہئیں تاکہ لوگوں کو زیادہ روزگار کے مواقع اپنے فن کی وجہ سے حاصل ہوسکیں۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ اور خاص طور پر وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ پرانے تعلیمی اداروں کی عمارات کا یہ حال ہے کہ کوئی استاد وہاں بچوں کو بٹھانا مناسب نہیں سمجھتا۔ ہر عمارت پر " خطرناک " کا لفظ لکھا ہوا ہے۔ لیکن ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی۔ میں سمجھتا ہوں کہ نئے

پرائمری سکول کھولنے کی بجائے پرانے سکولوں کی مرمت نہایت ضروری ہے۔

جناب عالی' ہم نے دیہاتوں میں اکثر مڈل اور ہائی سکولوں کو دیکھا ہے۔ میں خاص طور پر اپنے ضلع اور اس سے آگے اپنی تحصیل کی بات کرتا ہوں۔ وہاں جتنے بھی گرلز مڈل سکول ہیں' وہاں اساتذہ کی انتہائی کمی ہے۔ دو چار سکولوں کے علاوہ تقریباً سب سکول ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹریس کے بغیر چل رہے ہیں۔ میں اپنے تجربے کی بات کرتا ہوں کہ میرے گاؤں میں آج سے سات سال پہلے حکومت نے ہائی سکول کا قیام عمل میں لایا تھا۔ لیکن حکومت کی بار بار توجہ دلانے کے باوجود آج تک وہاں سٹاف کا انتظام نہیں کیا گیا' بلکہ ہیڈ مسٹریس تو سات سال سے وہاں موجود ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! زراعت کی ترقی کے لئے حکومت نے 144 کروڑ 86 لاکھ روپے کی رقم رکھی ہے۔ ہماری معیشت میں زراعت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ حکومت نے اس بجٹ میں فارم ٹو مارکیٹ روڈز کے لئے بہت زیادہ رقم رکھی ہے۔ لیکن اس رقم میں سڑکیں بنانے کے سلسلے میں ایک شرط بھی لاگو کر رکھی ہے کہ وہ پانچ میل لمبی سڑک بنا سکتے ہیں یا دونوں سڑکوں کا درمیانی فاصلہ پانچ میل ہونا چاہئے۔ اس قانون کی وجہ سے سڑکیں بنانے میں کافی رکاوٹ پیش آ رہی ہے۔ میرے خیال میں پانچ میل لمبائی والی حد اور پانچ میل درمیانی فاصلے والی شرط ختم کر دی جائے تو اس سے اکثر دیہات استفادہ کر سکیں گے جنہیں اب تک سڑکوں کی سہولت میسر نہیں۔ جناب سپیکر' ہماری تحصیل میں خاص طور پر پختہ سڑکوں کی بہت کمی ہے۔ زراعت کے میدان میں ہماری تحصیل تقریباً سب سے آگے ہے۔ لہٰذا میری یہ گزارش ہو گی کہ ان سڑکوں کے لئے یہ شرطیں ختم کی جائیں۔

زراعت کی ترقی کے سلسلے میں کھالوں کی اصلاح کے لئے حکومت نے بجٹ میں جو رقم رکھی ہے یہ حکومت کا بہت ہی اہم کارنامہ ہے۔ اس سے کسانوں اور زمینداروں کو بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس بجٹ میں کھالوں کی اصلاح کے لئے اس سے بھی زیادہ رقم رکھی جائے تو یہ بہت ہی اچھی چیز ہو گی۔ کیونکہ اس سے پہلے ہمیں تجربہ ہوا ہے کہ جب کھالے وغیرہ پختہ نہ تھے تو اس وقت پانی کا بہت زیادہ ضیاع ہو جاتا تھا۔ لیکن اب ہماری زراعت میں ان کھالوں کی وجہ سے بھی خاصا انقلاب آیا ہے۔ میں حکومت سے گزارش کروں گا کہ وہ اس بجٹ میں اس کے لئے مزید رقم شامل کرے۔

حکومت نے صحت کی ترقی کے لئے اس بجٹ میں تقریباً 172 کروڑ روپے رکھے ہیں۔ یہ حکومت کا نہایت ہی اچھا قدم ہے کہ انہوں نے ہر یونین کونسل میں ایک بیسک ہیلتھ سنٹر کا قیام لازمی قرار

دیا ہے۔ اس سے لوگوں کو صحت کی سہولتیں زیادہ طور پر میسر آئی ہیں۔ لیکن ڈاکٹروں کا یہ حال ہے کہ ہمارے علاقے میں جو بیسک ہیلتھ سنٹر ہیں' جب ہم وہاں جاتے ہیں تو ہم نہیں دیکھتے کہ کوئی ڈاکٹر وہاں موجود ہوتا ہو۔ کاغذی طور پر تو اس کا تقرر اس بیسک ہیلتھ سنٹر میں موجود ہوتا ہے۔ لیکن عملی طور پر اس نے شہر میں اپنا کوئی کلینک کھول رکھا ہوتا ہے اور وہیں کام کرتا ہے۔ ان ہسپتالوں میں زچہ بچہ کی سہولت کے لئے کوئی بھی بندوبست نہیں۔ اس وجہ سے دیہاتی علاقوں میں بہت سی اموات واقع ہو جاتی ہیں۔ اس لئے میرے خیال میں ہر بیسک ہیلتھ سنٹر میں ایک زچہ بچہ کا سنٹر کھولنا حکومت کے لئے لازمی ہو گا۔

آب پاشی کے نظام کو ترقی دینے کے لئے حکومت نے بہت زیادہ رقم رکھی ہے۔ اس سلسلے میں میری تجاویز ہیں کہ اگر حکومت چھوٹی چھوٹی نہروں کو پختہ کر دے تو اس سے ایک تو پانی کا ضیاع ختم ہو جائے گا اور دوسرے زراعت کو بھی کافی ترقی ملے گی۔

جناب والا! گاؤں کو بجلی پہنچانے کے لئے اضافی آبادیوں کے لئے بہت زیادہ رقم رکھی گئی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں بھی ہم پر ایک شرط لاگو کی گئی ہے کہ آدھ میل سے زیادہ فاصلے پر واقع آبادی کو بجلی نہیں دے سکتے۔ اس شرط کو بھی ختم کیا جائے تاکہ ان لوگوں کو بھی بجلی کی سہولتیں میسر آسکیں جو ابھی تک اس سے محروم ہیں۔

پولیس کے سلسلے میں گزارش ہے کہ عوام کی جان و مال کی حفاظت حکومت کا بنیادی فریضہ ہے۔ چنانچہ پولیس کی ترقی اور فلاح کے لئے موجودہ حکومت نے بہت زیادہ رقم رکھی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کو گاڑیاں دینی چاہئیں۔ کیونکہ مجرموں کے پاس تیز رفتار گاڑیاں ہوتی ہیں اور پولیس کے پاس کوئی بھی گاڑی نہیں ہوتی۔ جس کی وجہ سے مجرموں کو پکڑنے میں بہت دشواری لاحق ہوتی ہے۔ اگر ان کو وائرلیس سیٹ اور گاڑیاں مہیا کی جائیں تو اس سے پولیس اپنی کارکردگی کو مزید بہتر کر سکے گی۔ ٹریفک پولیس کے بارے میں گزارش ہے کہ ہمارے ملک میں جو ٹریفک کا نظام رائج ہے' اس دفعہ لاہور میں ہم نے جو دیکھا ہے اس سے پہلے تو یہ رواج نہ تھا۔ اب ٹریفک کے عام سپاہی کو بھی چالان کرنے کے اختیارات دے دیئے گئے ہیں اور ہر ایک پر یہ شرط لاگو کی گئی ہے کہ آپ نے ایک دن میں کم از کم ایک ہزار چالان کرنے ہیں۔ اس سے لاہور میں ویگن' رکشہ ڈرائیور اور چھوٹی گاڑیوں کے مالکان کو سخت پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ ہم نے اکثر یہ دیکھا ہے کہ جن لوگوں کے کاغذات صحیح بھی ہوتے ہیں تو انہیں چھڑی یا کسی دوسرے طریقے سے بھی سزا دی جاتی ہے جس سے لوگوں کو

بہت زیادہ پریشانی ہے۔ اگر سپاہی کے عہدے سے چالان کرنے کے اختیارات واپس لے لئے جائیں اور اس کی بجائے کسی ذمہ دار افسر کو یہ ذمہ داری سونپی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹریفک کے مفاد میں ہو گا۔

جناب سپیکر : شکریہ چودھری صاحب

چودھری مظہر علی گل : جناب والا! تھوڑا سا رہ گیا ہے۔ واٹر سپلائی کا مسئلہ ہے جو نہایت ہی ضروری ہے۔

جناب سپیکر : آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

چودھری مظہر علی گل : میں ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : ایک منٹ میں ختم کریں۔

چودھری مظہر علی گل : واٹر سپلائی کا مسئلہ ہے۔ اس کے لئے حکومت نے بہت زیادہ رقم رکھی ہے۔ لیکن جہاں یہ رقم صرف کی جاتی ہے وہاں اس کے فوائد حاصل نہیں ہوتے۔ حکومت نے یہ شرط رکھی ہوئی ہے کہ آپ اپنے گاؤں میں پانچ ہزار کی آبادی پر اونچی ٹینکی بنا سکتے ہیں۔ لیکن اگر آبادی کم ہو تو چھوٹے چھوٹے واٹر ٹینک بنا دیئے جائیں۔ پی اینڈ ڈی نے یہ شرط رکھی ہے حالانکہ چھوٹے چھوٹے واٹر ٹینک کی بجائے ایک ٹینکی بنا دی جائے تو اس میں خرچہ بھی کم ہو گا اور اس کی گاؤں والوں کو براہ راست سپلائی بھی ملے گی۔ اس طرح محکمے کو بل بھی ملے گا جس سے اس ٹینکی کی مرمت کے اخراجات بھی پورے ہو سکیں گے۔ لیکن اگر لوگ ٹینکوں سے اپنے گھڑے بھر کر لائیں گے تو اس میں وہ کوئی بل ادا نہیں کریں گے جس سے اس کی مرمت پر اٹھنے والا خرچ محکمے پر رہے گا اور محکمہ اس کی طرف توجہ نہیں دے گا کیونکہ اس کو اس سکیم سے آمدنی نہیں ہو گی۔ تو اس سے حکومت کا مقصد حاصل نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کی اجازت دی ہے اور میں خاص طور پر وزیراعلیٰ پنجاب کا بھی انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ کے بنانے میں وزیر خزانہ کی بہت زیادہ معاونت فرمائی ہے اور وزیر خزانہ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت سے عوام کے لئے یہ بجٹ تیار کیا ہے۔ شکریہ

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اسکی اجازت مرحمت فرمائیں اور اسکے ساتھ میری شرط یہ ہے کہ آپ اس سوال کا جواب ایمانداری سے

دیں گے۔ ایمانداری کا مطلب یہ نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ آپ اس کا جواب ضرور دیں۔ (قطع کلامیاں) میں اپنے تمام الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر : جناب فضل حسین راہی نے اپنے الفاظ واپس لے لئے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی : کیا مجھے سوال کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن اب اتنا شور ہوگیا تھا اب سوال کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر : واقعی راہی صاحب اس سوال کو کسی اور موقع پر اٹھا رکھئے۔ خان احمد خان بلوچ صاحب

جناب احمد خان بلوچ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں جناب کا شکرگزار ہوں کہ جناب مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں وزیر خزانہ صاحب کو ایک اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں اور جناب وزیر اعلیٰ صاحب جن کی قیادت میں یہ بجٹ بنایا گیا ہے۔ ہم ان کے شکرگزار ہیں اس بجٹ میں دیہات کے مسائل کا خیال رکھا گیا ہے اور دیہاتی لوگوں کی آبادی کے مطابق بجٹ دیا گیا ہے۔ جناب والا! سابقہ حکومتوں میں یہ ہوتا تھا کہ شہروں کو تو سجایا جاتا تھا۔لیکن دیہاتوں کو انکی ضروریات زندگی سے محروم رکھا جاتا تھا۔ 25 ٪ تقریباً دیہاتوں کو دیا جاتا تھا اور 75 ٪ شہروں پر خرچ کیا جاتا تھا یہ ہمارے وزیراعلیٰ کی سوچ اور انکی محنت ہے جنہوں نے دیہات کی آبادی کو مدنظر رکھا کیونکہ یہ زرعی ملک ہے اور اس میں کاشتکاروں کا خیال رکھنا چاہئے۔ انہوں نے اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بجٹ کو آبادی کے لحاظ سے تقسیم کیا۔ دیہات کو تقریباً 75 ٪ اور شہروں کو انکی آبادی کے مطابق بجٹ دیا گیا ہے۔ میں ان کا شکرگزار ہوں۔ جناب والا! سابقہ حکومتوں نے نعرے تو خوب لگائے تھے لیکن عملی طور پر کچھ نہیں دیا تھا۔ یہ مسلم لیگی حکومت اور وزیراعلیٰ کی قیادت میں جو نعرے سابقہ حکومتوں نے لگائے تھے موجودہ حکومت نے ان پر عمل کرکے دکھایا ہے۔

چودھری حاکم علی : جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مس شاہین عتیق الرحمٰن' اور چودھری ارشاد کا مجھے آج تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ شاہین صاحبہ کی سیٹ کونسی ہے۔ اور یہ دونوں انسان کتنے شفیق دل کے ہیں اور یہ دونوں کیسے بیٹھے ہیں۔ آپ خود دیکھ رہے ہوں گے لیکن ابھی تقریباً دو منٹ پہلے ہمارے معزز رکن کی بات نہیں سن رہے تھے جو وہ بجٹ پر بحث کر رہے تھے۔ یہ میں آپ سے التماس کروں گا کہ ایک تو مس شاہین صاحبہ اپنی سیٹ پر چلی جائیں اور اپنے ضلع کے

ممبر صاحبان کو جو کہ ضلع کونسل کے ممبر بھی ہیں اس وقت بھی آپ کے اندر تھے اور ممبر صوبائی اسمبلی بھی۔ یہ میں آپ سے التماس کروں گا اور چیمہ صاحب جو ہمارے سیکرٹری بھی ہیں اور وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر، جس طرح کل یا پرسوں بشریٰ رحمان نے کہا تھا' وہ ہنس رہے ہیں یہ آپ مہربانی کریں اور مس شاہین عتیق الرحمٰن سے کہیں کہ اپنی سیٹ پر چلی جائیں اور اپنے ضلع کے ممبر صاحبان کو یہ ہدایت کر دیں کہ یہ اس طرح آج کے بعد نہ کریں۔

چودھری ارشاد علی : جناب والا! میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ انہیں یہ کسر نفسی کب سے ہو گئی ہے۔ اور انہوں نے کب سے اس بات پر غور کرنا شروع کر دیا ہے۔ جہاں تک سیٹوں کا تعلق ہے یہ ضروری ہے جب کوئی سپیکر بولے یا بات کرے تو وہ اپنی سیٹ سے بولے گا۔ چودھری صاحب کسی کو کی کی سیٹ پر بیٹھنے سے منع نہیں کر سکتے۔ چودھری صاحب کو چاہئے کہ وہ رول کو پڑھیں اگر نہیں پڑھ سکتے تو مجھے اجازت دیں تو میں کسی وقت انکو ایک گھنٹہ صرف کر کے ان کو سب کچھ بتا دوں گا۔

جناب جمشید عباس تھیم : جناب سپیکر چودھری صاحب بھی دو چار روز سے اکیلے اکیلے سے نظر آ رہے ہیں اور بڑے پریشان ہیں ان سے یہ بھی پوچھا جائے آج کل یہ اس طرح پریشان کیوں ہیں۔

چودھری حاکم علی : جناب والا! میں اکیلا ہی آیا ہوں اور جاتا بھی اکیلا ہی ہوں اور آخر میں بھی اکیلے ہی جانا ہے۔ تو میرے معزز رکن کو پتہ نہیں کیوں شک گذرا ہے لیکن ایسا کوئی واقعہ نہیں ہے کہ میں کبھی بھی پریشان ہوا ہوں لیکن چودھری ارشاد صاحب کو جناب والا! وہ بات جس کے متعلق آپ نے حکم فرمانا تھا۔ وہ فرمائی نہیں ہے کہ مس شاہین عتیق الرحمان وہاں کیوں بیٹھیں پھر وہ میرے معزز رکن کی تقریر نہیں سن سکیں گے۔

جناب سپیکر : چودھری صاحب تشریف رکھئے گا۔ اگر آپ اس کو پسند کرتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن میں تو یہ کہتا ہوں کہ مس شاہین عتیق الرحمان اپنی سیٹ پر تو بیٹھ نہیں سکتی اگر یہ پابندی لگا دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے لئے وبال جان بن جائے گی۔ میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہیں کہ اکثر تمام اراکین ایوان میں مختلف سیٹوں پر تشریف لے جاتے ہیں آپ کو اوکاڑہ کے ممبران کے ساتھ بیٹھنے میں کیا اعتراض ہے۔ جی خان صاحب

جناب احمد خان بلوچ : جناب والا! اس تھوڑے سے عرصہ میں جو دیہاتوں کے مسائل حل ہوئے

ہیں ان کے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر قصبہ میں پرائمری سے مڈل سکول پہنچے ہیں ہائی بن گئے ہیں وہاں سڑکیں بن گئی ہیں بجلی پہنچ گئی ہے اس دو سال کے عرصے میں جو وعدے کئے تھے وہ پورے ہو کر سامنے آ گئے ہیں۔ جناب والا! اس بجٹ میں تعلیم کے لئے پانچ کروڑ 98 لاکھ روپے رکھے گئے پچھلے سال سے تقریباً اناسی کروڑ روپے زیادہ رکھے گئے ہیں اس سے بہت خوشی ہوئی ہے کہ دیہاتوں میں جو ترقی تعلیم کے میدان میں ہو رہی ہے۔ اس سے اور بھی زیادہ ہو گی کیونکہ تعلیم پانچ نکاتی پروگرام میں نمبر ایک پر رکھی گئی ہے۔ اس سے انشاء اللہ ہمارے وزیر اعظم صاحب کا وہ مشن بھی پورا ہو گا۔ جناب والا! میں صرف تعلیم کے معاملہ میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سکول بن گئے ہیں۔ عمارات بھی بن رہی ہیں لیکن وہاں پر اساتذہ نہیں جاتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو اچھے اساتذہ ہیں وہ شہروں میں رہتے ہیں۔ شہروں میں انہیں ٹیوشنیں ملتی ہیں۔ دیہات میں وہ ٹیوشن نہیں پڑھا سکتے۔ وہاں نہیں جاتے۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ جو تنخواہیں شہروں میں اساتذہ کو ملتی ہیں وہی تنخواہیں دیہات میں ملتی ہیں بلکہ تھوڑی ملتی ہیں۔ اور شہری اساتذہ کو رہائشی الاؤنس ملتے ہیں اور دیہاتوں میں نہیں ملتے۔ بجائے اس کے کہ دیہات میں جو اساتذہ جاتے ہیں ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں کیونکہ شہروں میں وہ ٹیوشنیں بھی پڑھاتے ہیں۔ لیکن دیہات میں ٹیوشنیں نہیں ملتیں۔ ان کی تنخواہیں شہری اساتذہ سے کم ہیں۔ جیسے ان کو رہائشی الاؤنس دیئے جاتے ہیں ویسے دیہاتی اساتذہ کو آمدورفت کے الاؤنس دیئے جائیں۔ کیونکہ آمدروفت کے لئے انہیں دشواری ہوتی ہے۔ اس الاؤنس کے لحاظ سے اگر یہ الاؤنس بڑھا دیا جائے تو ان کی تنخواہ بڑھ جائے گی۔ اور جب تک ان اساتذہ کی تنخواہیں نہیں بڑھائی جائیں گی جو دیہاتوں میں جاتے ہیں تو اچھے اساتذہ دیہاتوں میں میسر نہیں آ سکیں گے۔

جناب والا! صحت کے شعبہ میں بھی 30 کروڑ روپے پچھلے سال سے زائد رکھے گئے ہیں۔ یہ بھی بہت اچھا ہے کہ جب صحت نہیں ہے تو کچھ نہیں ہے۔ دیہاتوں میں بنیادی مرکز نہیں تھے۔ ہسپتال نہیں تھے۔ دیہات کے لوگ علاج نہیں کرا سکتے تھے۔ ان کے نوجوان لڑکے ان کے سامنے تڑپتے رہتے تھے لیکن وہ اچھے ڈاکٹر تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے قصبات میں بنیادی مرکز بن گئے ہیں۔ رورل ہیلتھ سنٹر بن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے جناب والا! موت اور زندگی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لیکن کسی انسان کو یہ حسرت نہیں رہتی کہ میں اپنی اولاد یا اپنے رشتے دار کا علاج بھی نہیں کرا سکا۔ لیکن اس میں میں صرف تھوڑی سی تجویز دیتا ہوں کہ جناب والا! یہاں پر بنیادی مرکز صحت بنائے جا رہے ہیں۔ ان کے لئے بجٹ رکھا جا رہا ہے لیکن اس میں تھوڑی سی کمی

یہ رکھ دی جاتی ہے کہ وہاں بجلی نہیں پہنچائی جاتی اور ان کی چار دیواری کے لئے بھی بجٹ نہیں دیا جاتا۔ جہاں پر اتنا پیسہ خرچ کیا جاتا ہے اگر بنیادی مرکز کی عمارت کے ساتھ چار دیواری کا بجٹ بھی دے دیا جائے تو وہ ہسپتال ہر طرح سے محفوظ ہو جاتا ہے ورنہ جہاں پر یہ ہسپتال بنایا جاتا ہے اس میں درخت نہیں لگائے جا سکتے۔ پلاٹ بندی نہیں کی جا سکتی۔ تو وہ ہر طرح سے یعنی آمدورفت کے لحاظ سے بھی ایک راستہ مقرر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میری تجویز ہے جہاں پر عمارت کے لئے پیسے دیئے جائیں وہاں چار دیواری کے لئے بھی پیسے دیئے جائیں۔ اور ساتھ ہی بجلی بھی منظور فرمائی جائے۔ کیونکہ جب تک ہسپتال میں بجلی نہیں ہو گی اس وقت تک اچھا ڈاکٹر یا ایم بی بی ایس ڈاکٹر وہاں نہیں جائے گا۔ دو چیزیں یعنی جب تک سڑک اور بجلی ہسپتال تک نہیں ہو گی ڈاکٹر وہاں نہیں جائیں گے۔ ہمارے وزیراعلیٰ صاحب یا ہمارے وزیر اعظم صاحب کا جو مشن ہے وہ پورا نہیں ہو سکے گا۔ جناب والا! ڈاکٹروں کے آرڈر دکھا دیئے جاتے ہیں لیکن وہ اس لئے نہیں جاتے کہ وہاں بجلی نہیں ہوتی اور آمدورفت کے ذرائع نہیں ہوتے۔ اگر جہاں پر ہسپتال منظور کیا جاتا ہے وہاں بجلی بھی ساتھ ہی بجٹ میں رکھی جائے اور چار دیواری کے پیسے بھی دیئے جائیں تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے!

جناب والا! واٹر سپلائی سکیم کے لئے بھی کافی بجٹ رکھا گیا ہے۔ کیونکہ دیہاتوں میں ایسا ہوتا ہے کہ پینے کے لئے پانی بھی نہیں ہوتا۔ دور دور سے پانی لانا پڑتا ہے۔ اور جو پانی وہاں قصبات میں ہوتا ہے وہ ڈاکٹروں نے لیبارٹری سے ٹیسٹ کر کے بتا دیا ہے کہ یہ انسانی زندگی کے لئے ٹھیک نہیں ہے۔ جناب! جب پانی ہی صحیح نہیں ملتا تو اور کیا چیز صحیح ملے گی۔ تو ہماری حکومت اس چیز پر بہت زور دے رہی ہے کہ پانی جو ملتا ہے وہ قصبات تک پہنچے۔ لیکن اس میں صرف یہ ہو رہا ہے کہ جس قصبے کی واٹر سپلائی سکیم منظور ہوتی ہے اس میں بجٹ مقرر کر دیا جاتا ہے جو بجٹ ایک قصبے کی واٹر سپلائی سکیم کے لئے دیا جاتا ہے اس سے وہ واٹر سپلائی سکیم مکمل نہیں ہو سکتی۔ پانی بہت دور سے لانا پڑتا ہے۔ تو ہوتا یہ ہے کہ آدھی آبادی میٹھا پانی پی رہی ہے اور آدھی آبادی کڑوا پانی پی رہی ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر گیلے وال میں جو واٹر سپلائی سکیم بنائی گئی ہے اس کی نصف آبادی میٹھا پانی پی رہی ہے اور نصف کو اس لئے پانی نہیں دیا جا رہا کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس بجٹ ہی اتنا تھا جو کہ ہم نے خرچ کر دیا ہے۔ جناب والا! یہ بہت زیادتی ہے کہ آدھی آبادی میٹھا پانی پئے اور آدھی آبادی میٹھے پانی سے بھی محروم رہے۔

جناب والا! پولیس کے لئے جو بجٹ رکھا گیا ہے یہ بہت اچھا ہے۔ ٹرانسپورٹ ہر پولیس سٹیشن پر

ضروری ہے۔ لیکن میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ جہاں پر انہیں ٹرانسپورٹ دی جا رہی ہے وہاں انہیں یہ ہدایت بھی کر دیں کہ ٹرانسپورٹ تو حکومت نے بھیج دی ہے لیکن اس کا پٹرول غریب کاشتکاروں اور کسانوں سے نہ لیا جائے بلکہ حکومت خود پٹرول ڈالے۔ یہ نہ ہو کہ پولیس والوں کی جیپ ہر میل پر ٹینکی خالی کر دے اور انہیں کہا جائے کہ اور پیسے دیں اس میں پٹرول ڈالنا ہے۔ اس چیز کی زیادتی سے کاشتکاروں کو یا عوام کو بچایا جائے۔

جناب والا! اب میں زراعت کے معاملے پر تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک زیادتی ہو رہی ہے ہمارے کاشتکار کے ساتھ کہ کمرشل بینک بغیر سود کے کاشتکار کو قرضہ دے رہے ہیں لیکن جس بینک کا نام زرعی بینک ہے جو زراعت کے لئے بنایا گیا ہے کاشتکار کے لئے بنایا گیا ہے وہ بغیر سود کے کاشتکاروں کو قرضہ نہیں دے رہا۔ ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی رکھنے والے جو لوگ ہیں ان سے بھی تیرہ فیصد اور چودہ فیصد وہ سود لے رہے ہیں۔ کمرشل بینک بغیر سود کے قرضے دے رہے ہیں۔ وہ بینک جس کا نام زرعی بینک ہے جس نے کاشتکاروں کی زیادہ حفاظت کرنی ہے وہ تیرہ فیصد سود لے رہا ہے۔ یہ کاشتکاروں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ جس طریقے سے کمرشل بینک دس ہزار یا بارہ ہزار روپے کھاد اور بیج کے لئے دیتے ہیں اسی طرح زرعی بینک بھی اتنی ہی رقم بغیر سود کے دے۔ اس پر تو کم از کم سود نہ لے۔ اس پر بھی زرعی بینک تیرہ فیصد سود لیتا ہے۔ چاہے اسے مقررہ میعاد کے اندر کیوں نہ واپس کر دیا جائے پھر ان سے سود لیا جاتا ہے۔ جناب والا! اگر زرعی بینک سود لے گا تو کمرشل بینک پر تو ہمارا گلہ ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ ضروری ہے کہ زرعی بینک کو روکا جائے کہ وہ جو ساڑھے بارہ ایکڑ کے مالکان ہیں جو کھاد اور بیج کے لئے قرضہ لیتے ہیں کم از کم ان سے تو سود نہ لیا جائے۔

جناب والا! سات سالہ پروگرام جو بنایا گیا ہے یہ ایک بہت اچھا پروگرام ہے لیکن میں اس میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ جو یہ سکیمیں بن رہی ہیں ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر ممبر کو اس سے مساوی بجٹ تقسیم ہو۔ یہ نہ ہو کہ کسی ممبر کے علاقے میں دس دس میل سڑکیں بن رہی ہوں۔ بجلی پہنچ رہی ہو اور کسی ممبر کے علاقے میں ایک میل سڑک بھی نہ بنائی جائے۔ اس لئے جو بھی بجٹ یہ سات سالہ سکیم میں پہلے سال تقسیم کیا جائے وہ بھی ہر ممبر کو مدنظر رکھ کر کیا جائے اور ہر ممبر کے حلقے میں وہ سکیمیں شروع ہوں تاکہ وہ بھی اپنے عوام کو کہہ سکے کہ آپ کو بھی اپنے حق سے محروم نہیں رکھا گیا۔

جناب والا! یہ سات سالہ سکیم انشاء اللہ بڑی کامیابی سے چل رہی ہے اس میں تھوڑی سی میری

تجویز ہے کہ جہاں پر غریب لوگ پچاس گھر بنائے بیٹھے ہیں جو غیر مالکان ہیں۔ بے زمین ہیں وہ جس جگہ پر بنائے بیٹھے ہیں چاہے وہ کسی مالک کا رقبہ ہے یا سرکاری رقبہ ہے اگر وہ وہاں پر بیٹھنا چاہتے ہیں اور سات مرلے وہاں پر لینا چاہتے ہیں تو ان آبادیوں کو بے گھر کر کے دوسری جگہ پر انہیں آباد کرنا بہت مشکل کام ہے۔ کم سے کم یہ پچاس گھر والے لوگ جس مالک کے رقبے میں بیٹھے ہیں اس رقبے کو acquire کر لیا جائے۔ اگر اس موضع میں سرکاری رقبہ نہیں ہے تو دوسرا رقبہ acquire کرنے کی بجائے اس رقبے کو acquire کر لیں۔ تاکہ وہ بے گھر نہ ہوں۔ انہیں دوسری جگہ جانے سے وہاں پر اگر پلاٹ بندی ہو جائے اور وہاں پر ملکیت کے کاغذات مل جائیں تو انہیں زیادہ خوشی ہو گی۔

بجلی کے معاملہ میں صرف ایک تجویز ہے کہ جہاں پر نہری نظام نہیں ہے۔ وہاں بجلی کو فوری طور پر پہنچایا جائے اور یہ ہو رہا ہے کہ جہاں پر سالانہ نہریں بھی ہیں وہاں پر بجلی پہنچ رہی ہے۔ جہاں پر ایسی زمین ہیں۔ جیسے میرے حلقہ میں کسی زمانے میں دریائے ستلج چلتا تھا۔ اب وہ ختم ہو گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ ملحقہ رقبہ جات والے زمیندار تھے۔ وہاں پر نہری نظام اس لئے نہیں بنایا گیا تھا کہ وہاں پر سیلاب آتا تھا۔ تو اب دریائے ستلج تو کم از کم پندرہ سال سے ختم ہو گیا ہے۔ اور وہاں پر آج تک نہری نظام بھی نہیں ہے اور بجلی بھی نہیں ہے اور وہ لوگ بیچارے کاشت کرنے کے لئے بہت تنگ ہیں اور ڈیزل انہیں دور سے لانا پڑتا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ جہاں پر نہری نظام نہیں ہے کم سے کم فوری طور پر وہاں پر بجلی پہنچائی جائے اور بجلی کے ٹیوب ویل لگائے جائیں تاکہ وہ کاشتکار صحیح معنوں میں کاشت کر سکیں اور اپنے رقبہ سے ملک اور قوم کو فائدہ پہنچا سکیں۔

جناب سپیکر : خان صاحب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

سید اقبال احمد شاہ (سیالکوٹ) : جناب سپیکر۔ جو ایجنڈا پہلے دیا گیا تھا اس میں 20 تاریخ کو اجلاس نہیں تھا۔ مگر آج جو ایجنڈا دیا گیا ہے۔ اس میں 20 تاریخ کو اجلاس طلب کیا گیا ہے۔ جناب والا! ہفتہ کو 20 تاریخ ہے اس دن کافی میٹنگز رکھی ہوئی ہیں۔ اس دن ہم وہاں کافی مصروف ہوتے ہیں کیونکہ ہم لوگ جمعہ کو گھر جاتے ہیں۔ وہاں پر ہمارا کافی کام ہوتا ہے۔ 7 مرلہ سکیم کا کام ہے۔ اگر آپ نے اس دن اجلاس کرنا ہی ہے تو آپ چھ بجے شام کو کر لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ گورنر سرحد سیالکوٹ تشریف لا رہے ہیں اور وہاں پر ایم پی ایز کا ہونا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے شاہ صاحب یہ گورنمنٹ بزنس ہے۔ ہفتہ کو کٹ موشن پیش ہوں گی۔ تو ہم

اسے بعد دوپہر رکھ لیں گے پانچ بجے شام آپ بے شک چھ بجے تک آ جائیں۔ پانچ بجے مناسب رہے گا۔

سید اقبال احمد شاہ : جناب والا! پانچ بجے تک نہیں آ سکیں گے۔ کیونکہ وہاں سے چلنا پڑے گا۔ آپ چھ بجے کر لیں۔ جناب والا! میں تو وقت پر اجلاس میں آتا ہوں میں تو ایک منٹ بھی لیٹ نہیں ہوتا ہوں۔

جناب گل نواز خان وڑائچ : جناب والا! ہفتہ کو ہم نے گوشوارے داخل کرنے ہیں۔ جن کے لئے ایک تاریخ مقرر ہے اور یہ اسی دن اجلاس بھی ہے۔ اس لئے سارے ایوان کی استدعا ہے کہ ہم سب مسلم لیگی ہیں ہماری استدعا ہے۔

جناب سپیکر : یہ گورنمنٹ بزنس ہے اس میں تبدیلی گورنمنٹ کی منشاء سے ہو سکتی ہے۔ آپ لاء منسٹر سے بات کیجئے پھر میرے ساتھ بات کیجئے۔

سید اقبال احمد شاہ : جناب سپیکر۔ یا پھر اتوار کو دو اجلاس کر لئے جائیں۔ ایک سیشن صبح کے وقت اور ایک سیشن شام کے وقت اور ہفتہ کو چھٹی کر لیں ہفتہ کو پوری چھٹی کر لیں اس طرح سے دونوں کام ہو جائیں گے ہمارا بھی کام بن جائے گا اور یہ اسمبلی کا کام بھی چل جائے گا۔ آپ با اختیار ہیں۔

جناب سپیکر : میں نے کہا ہے آپ لا منسٹر سے بات کیجئے۔

سید اقبال احمد شاہ : جناب والا! آپ کے کہنے سے تو ہو سکتا ہے۔ ہمارے کہنے سے شاید نہ ہو سکے۔

بیگم نجمہ حمید : جناب والا! تقریباً سارا ہاؤس ہفتہ کے بعد گھر جاتا ہے دو دن تو وہاں کے لئے ہونے چاہئیں۔ مسلم لیگ کا کام بھی ہے۔ تو اگر آپ نے سیشن رکھنا بھی ہے تو آپ اتوار کو دو سیشن رکھ دیں۔ صبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے لاء منسٹر صاحب سے بات کرتے ہیں۔ تشریف رکھیں۔ جناب شیخ محمد یوسف۔

شیخ محمد یوسف (جھنگ) : جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے

کی اجازت دی۔ سب سے پہلے میں جناب وزیر خزانہ کو اس بات پر مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے عوام پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا ہے۔ اور میں یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی اختتامی تقریر میں اس بات کی بھی یقین دہانی کروائیں کہ پورے سال میں عوام پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا جائے گا۔

جناب والا! میں چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ میں سڑکوں اور پلوں کے لئے جو تقسیم کی گئی ہے۔ لاہور ڈویژن کے لئے 719 ملین ' ملتان ڈویژن کے لئے 645 ملین' اور فیصل آباد ڈویژن کے لئے 317 ملین' رکھے گئے ہیں لیکن اس میں ہمارے ضلع جھنگ کو صرف 20 ملین دیئے گئے ہیں جو کہ سراسر زیادتی ہے۔ میں اپیل کرتا ہوں کہ جھنگ کو پورا حصہ جھنگ کو دیا جائے۔ کیونکہ کسی وقت فیصل آباد بھی جھنگ کی تحصیل تھی لیکن اب فیصل آباد ڈویژن ہے اس کے جتنے اضلاع ہیں۔ ان کے مطابق ضلع کا پورا حصہ جھنگ کو ملنا چاہئے۔ کم آمدنی والے لوگوں کے لئے ہاؤسنگ سکیم کے ضمن میں جو تقسیم ہوئی۔ فیصل آباد ڈویژن کے لئے 38 ملین ملتان کے 32 ملین اور لاہور کے لئے 45 ملین رکھے گئے ہیں۔ لیکن اس میں جھنگ کو کوئی حصہ نہیں دیا گیا ہے۔ بالکل نہیں ہے۔ مہربانی کر کے جھنگ کو پورا حصہ جو بنتا ہے وہ ضرور دیا جائے۔ اس سلسلہ میں میں ضروری گزارش کروں گا کہ ٹیکسز کی وصولی کو زیادہ بہتر بنایا جائے اور اخراجات میں کمی کی جائے۔ آبیانہ کی وصولی کو موثر بنائیں۔ پراپرٹی ٹیکس کی تشخیص کے نظام کو اس طرح بنایا جائے جس طرح گین ٹیکس کے لئے علاقہ وار آپ نے قیمت مقرر کی ہے اور اس قیمت کو مدنظر رکھ کر آپ گین ٹیکس کی تشخیص کرتے ہیں۔ اس طرح سے اگر پراپرٹی ٹیکس کی تشخیص کی جائے تو میرا اندازہ ہے کہ اس کی آمدنی تین سے چار گنا بڑھ سکتی ہے۔ موٹر ٹیکس کی وصولی رجسٹریشن کے وقت ہی کی جائے۔ اس سے ٹوکن کی چوری بالکل بند ہو سکتی ہے۔ تیسری اور ضروری بات یہ ہے کہ کاروں پر جو آپ نے ٹیکس بڑھایا ہے وہ ٹھیک ہے' بڑھنا چاہئے۔ لیکن اس کو دوسرے صوبوں کے مطابق ہونا چاہئے ورنہ اس بات کا خدشہ ہے کہ بڑی گاڑیوں کا ٹیکس دوسرے صوبوں میں ادا ہو گا اور ایک سال تک حکومت ان سے کچھ وصول نہیں کر سکے گی۔ کیونکہ ہمارا ٹیکس دوسرے صوبوں سے اڑھائی گنا زیادہ ہے۔ اس لئے گزارش ہے کہ ہمارا ٹیکس دوسرے صوبوں کے برابر ہو۔ جہاں ترقیاتی اخراجات کی زیادتی ہوتی ہے وہاں کارکردگی پر بھی نظر رکھنا چاہئے۔ جہاں ترقیاتی اخراجات زیادہ کئے گئے ہیں۔ کارکردگی وہاں ضرور ملاحظہ کرنی چاہئے انصاف کو عوام کے لئے سستا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ایم پی اے اور ایم این کو صوبائی اور مرکزی دائرہ کار میں محتسب کا درجہ دینا چاہئے۔ مجھے یقین ہے کہ اس سے ملک میں ہونے

والی ناانصافیاں ختم ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب کوئی ایم پی اے کسی سرکاری افسر کی شکایت کرتا ہے اور جب وہ یہ یقین کر لیتا ہے کہ اس نے یہ بددیانتی کی ہے تو اس سرکاری آفیسر کو فوری طور پر وہاں سے ٹرانسفر کر کے تحقیق بعد میں کی جائے۔ کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ پہلے تحقیقات کی جائے گی تو کوئی بھی ایم پی اے جو شکایت کرتا ہے اس کے جائز کام بھی رک جاتے ہیں۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک ایم پی اے جو کہ دو لاکھ افراد کا نمائندہ ہے وہ جب تسلی کر لیتا ہے کہ کسی افسر نے بددیانتی کی ہے تو اس آفیسر کو لازمی طور پر اس کی شکایت پر تبدیل کر دینا چاہئے اور اس کے بعد اس کی انکوائری ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح تعلیم میں اہلیت کی بنیاد پر داخلوں کی شرط رکھی گئی ہے اور وہ بہت کامیاب رہی ہے تو اسی طرح تبادلے کی جو بنیاد ہے وہ بھی میرٹ کی بنیاد پر کی جائے۔ اس سے ہمارے ایم پی ایز کا کافی وقت اور ہمارے وزراء کا کافی وقت بچ سکتا ہے۔ تین سال کا عرصہ جو کہ قانون میں بھی دیا گیا ہے کہ تین سال تک سرکاری ملازم کو تبدیل نہ کیا جائے جب تک کہ اس کے خلاف کوئی ایسی شکایت نہیں ہوتی لیکن بعض سرکاری افسروں کو تو ایک ایک مہینے کے بعد بھی تبدیل کر دیا جاتا ہے اور بعض پانچ پانچ سال تک اپنی کرسی پر رہتے ہیں جس سے ایم پی ایز کیلئے یہ دشواری پیش آتی ہے کہ وہ پھر تبادلوں کا کیس لے کر چل پڑتے ہیں۔ اس لئے میں حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ جس طرح داخلوں کا میرٹ کی بنیاد پر فیصلہ کیا گیا ہے اور وہ کامیاب رہا ہے۔ اسی طرح تبادلوں کیلئے بھی یہ حکم دیا جائے کہ تین سال سے کم عرصہ میں کسی کا بھی کسی کے کہنے پر تبادلہ نہیں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیراعظم کو اس بات کی بھی مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ وفاقی بجٹ میں غریب عوام پر براہ راست جو ٹیکس لگائے گئے تھے وہ واپس لے لئے گئے ہیں' اس لئے میں پوری اسمبلی کی طرف سے اور اپنی طرف سے ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ حکومت کی سات مرلہ سکیم' تین مرلہ سکیم اور کچی آبادیوں کی ڈویلپمنٹ اور حقوق ملکیت دینے کی پالیسی پر بھی میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ سلسلہ اسی طرح سے جاری رہے اور غریبوں کو ان کا حق ملتا رہے۔

جناب والا! ٹیکس چوری کے متعلق میں یہ بھی عرض کروں گا جیسے کسٹم' ریلوے اور دوسری

صنعتیں جو نقصان میں جا رہی ہیں۔ کسٹم کے سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح محصول چونگی کو ٹھیکے پر دیا جاتا ہے اور جناب سپیکر آپ دیکھیں کہ پانچ سال کے اندر محصول چونگی کی آمدنی .....

بیگم شیلا بی چارلس : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے بھائی کسٹم کی جو بات کہہ رہے ہیں

That is a Federal problem. This is not the Punjab problem and this is not the subject of the Punjab Assembly.

شیخ محمد یوسف : جناب سپیکر! میں اپنے جذبات آپ کی وساطت سے مرکز تک بھی پہنچانے کا حق رکھتا ہوں۔ جناب والا! محصول چونگی کے اگر آپ نتائج دیکھیں تو پنجاب کے اندر اس کی آمدنی پانچ گنا زیادہ ہو گئی ہے۔ اگر کسٹم کا نظام بھی اسی طرح کر دیا جائے تو میں اپنے تجربہ کی بنیاد پر دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس کی آمدنی کم از کم تین گنا بڑھ سکتی ہے جس سے ہمارے ملک کو کروڑوں روپے کا ہی نہیں بلکہ اربوں روپے کا فائدہ ہو سکتا ہے۔

اسی طرح ریلوے کا نظام بھی فائدے میں جا سکتا ہے اور اس کو بھی اگر ٹھیکہ پر دے دیا جائے تو ملک میں ایسی پارٹیاں موجود ہیں جو ریلوے کو ٹھیکہ پر چلانے کیلئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر : ویسے شیخ صاحب ڈاکٹر صاحبہ کی بات جائز ہے۔ اگر آپ اس وقت اپنے بجٹ پر بات کریں تو زیادہ مناسب ہو گا۔

شیخ محمد یوسف : جناب والا! اس کیلئے میں پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہماری جتنی بھی صنعتیں ہیں وہ ساری نقصان میں گئی ہیں۔ لیکن اس کے مقابلے میں جو پرائیویٹ فیکٹریاں ہیں وہ کافی منافع میں گئی ہیں۔ جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کو پرائیویٹ سیکٹر کے حوالے کر دیا جائے تاکہ کروڑوں روپے کے نقصان سے ہماری حکومت بچ سکے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیراعلیٰ صاحب اور جناب وزیر خزانہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع جھنگ میں By pass نہیں ہے' جبکہ تمام اضلاع کو Bypass کی سہولت دی گئی ہے بلکہ بعض تحصیلوں کو بھی Bypass کی سہولت دی گئی ہے۔ اس کیلئے جھنگ سے ہماری سکیم آئی تھی لیکن وہ سکیم منظور نہیں ہوئی' اس لئے میں یہ گزارش کروں گا

کہ ضلع جھنگ میں Bypass سکیم کو منظور کیا جائے۔ یہ ہمارا حق بنتا ہے اور ضلع جھنگ بہت بڑا ضلع ہے۔ مہربانی فرما کر Bypass منظور کی جائے۔

جناب سپیکر۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور میری تجاویز کو سنا بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر : جناب چودھری نواز الحق چوہان

چودھری نواز الحق چوہان (راولپنڈی) : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کیلئے وقت دیا ہے' اس کے ساتھ ہی ساتھ میں وزیر خزانہ صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے ایک ایسا متوازن بجٹ پیش کیا ہے جس میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ میں راولپنڈی سے تعلق رکھتا ہوں اور اپنے حلقہ نیابت کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ راولپنڈی شہر کی سڑکوں کی حالت اتنی ناگفتہ بہ تھی کہ اس کیلئے میاں نواز شریف صاحب وزیراعلیٰ پنجاب نے جو 3 کروڑ روپے کی گرانٹ دی ہے۔ میں ان کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ راولپنڈی شہر میں ایک مری روڈ سڑک ہے جو کہ اسلام آباد کو ملاتی ہے اس پر ٹریفک کا بہت دباؤ ہوتا ہے اس کیلئے ایک متبادل سڑک ہونی چاہئے یا پھر مری چوک سے چاندنی چوک تک ایک اوور ہیڈ برج ہونا چاہئے تاکہ ٹریفک کا دباؤ کم ہو سکے۔ اس کے علاوہ سکولوں کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ جو سکول شہروں کو دیئے جاتے ہیں اور سکول منظور کئے جاتے ہیں لیکن اس کیلئے زمین نہیں ہوتی جہاں پر سکول بنایا جاتا ہے' دیہاتوں میں تو سکولوں کیلئے زمین سرکاری ہوتی ہے یا کوئی زمیندار سکول کیلئے زمین مہیا کر دیتا ہے۔ یہاں پر میری تجویز ہے کہ جب شہر کیلئے سکول منظور کیا جائے اس کیلئے کثیر رقم بھی منظور کی جائے اور اس رقم سے یا تو زمین خریدی جائے یا پھر اس سے کوئی بلڈنگ خریدی جائے تاکہ وہ سکول باقاعدگی سے کام کر سکیں۔ جو عمارتیں کرایہ پر ہوتی ہیں ان میں بعض اوقات مالک اور سکول کی انتظامیہ کے درمیان جھگڑا ہو جاتا ہے اور مالک سول کورٹ میں چلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ سکول کی عمارت خالی ہو جاتی ہے' اس طرح سے عوام کو تعلیم حاصل کرنے کیلئے بہت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ اس لئے میں وزیر خزانہ سے جو کہ وزیر تعلیم بھی ہیں ان سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ غیر ترقیاتی اخراجات میں سے سکولوں کی عمارت خریدنے کیلئے یا زمین خریدنے کیلئے رقم مختص کی جائے۔ جناب والا! راولپنڈی شہر میں صرف ایک لڑکیوں کا کالج ہے اس کے علاوہ وہاں پر کوئی کالج نہیں ہے۔

اور اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہے کہ مری روڈ پر محکمہ زراعت کا رقبہ پڑا ہوا ہے وہاں پر ایک لڑکیوں کا کالج تعمیر کیا جائے یا پھر مری روڈ پر کالج کی جو سابقہ بلڈنگ تھی اس کو خالی کروایا جائے اور وہاں پر کالج بنایا جائے۔

جناب والا! ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ نے ایک ہاؤسنگ سکیم بنا رکھی ہے جس کا نام خیابان سرسید ہے وہاں پر بھی ان کے پلان میں کالج کیلئے پلاٹ موجود ہے وہاں پر بھی لڑکیوں کا کالج تعمیر ہو سکتا ہے۔ اور وہاں پر ایک پلاٹ بھی ان کے نقشے میں موجود ہے جہاں پر ڈسپنسری بنائی جا سکتی ہے۔ خیابان سرسید میں ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ والوں نے جن پرانی آبادیوں کو Exempt کیا ہوا ہے ان کو جب پانی کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو وہ نلکے کے لیے درخواست دیتے ہیں تو پرانی آبادی والوں سے 5 ہزار روپیہ نلکے کے لیے ڈیمانڈ کی جاتی ہے جبکہ نئی کوٹھیوں والوں سے ڈیڑھ سو روپیہ پانی کے لیے ڈیمانڈ کی جاتی ہے۔ یہ عوام کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ محکمہ ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ والے عوام کے ساتھ پینے کے پانی کے لیے وہاں بہت زیادتی کر رہے ہیں۔ پانی کی قلت راولپنڈی شہر میں بہت زیادہ ہے۔ جب گرمیوں کا موسم شروع ہوتا ہے تو پانی کے لے مرد' عورتیں اور بچے سب ہی پانی کی تلاش میں سرگرداں ہوتے ہیں۔ مسلم ٹاؤن کا علاقہ جو پہلے ضلع کونسل کا علاقہ تھا بعد ازاں وہ علاقہ کنٹونمنٹ میں آیا اور اب وہ میونسپل کارپوریشن میں ہے اور یہاں بھی پانی کی اس قدر قلت ہے کہ جس کا کوئی حساب ہی نہیں۔ میں راولپنڈی پورے شہر کی بات کرتا ہوں کہ پانی کی خاصی قلت ہے اور چند آبادیاں ایسی ہیں جہاں پانی کے لیے عوام ترستے ہیں مثلاً مسلم ٹاؤن کا علاقہ' صادق آباد کا علاقہ ڈھوک کھبہ' ڈھوک الٰہی بخش' کمیٹی محلہ' فضل آباد' ڈھوک فرمان علی' قاسم آباد اور اس کے علاوہ شہر کے بے شمار علاقے ہیں۔ میں یہاں پر تجویز پیش کرتا ہوں کہ جب پانی کے لیے دیہاتوں کے لیے بھی رقمیں مختص کی جاتی ہیں تو راولپنڈی کے لئے ایک خصوصی فنڈ ٹیوب ویلوں کے لیے دیا جائے تاکہ وہاں پانی کی قلت جو ہے اس کو دور کیا جاسکے۔ راولپنڈی میں محکمہ امپرومنٹ ٹرسٹ نے ایک مرغزار کالونی بنا رکھی ہے جس میں 80 فیصد آبادی متاثرین اسلام آباد کی ہے۔ اور 10 فیصد رقبہ محکمہ اوقاف کا ہے۔ میری یہاں ایک تجویز ہے کہ 10 فیصد رقبہ جو بچتا ہے اس کے اوپر وہ کیا امپرومنٹ ٹرسٹ والے کالونی بنائیں گے؟ بہتر تو یہی ہے کہ جو پہلے اسلام آباد کے متاثرین بن کر یہاں آئے ہیں اب دوبارہ ان کو متاثرین نہ بنایا جائے۔ مرغزار کالونی سکیم کو ختم کیا جائے اور اسی طرح امپرومنٹ ٹرسٹ والوں نے راولپنڈی شہر میں ایک ظفرالحق سکیم تیار کی ہوئی ہے جس کو ان کے کاغذات میں

400 کنال رقبہ دکھایا گیا ہے مگر موقع کے اوپر رقبہ جو ہے وہ بہت کم ہے اس سکیم کو بھی ختم کیا جائے۔ جہاں تک پراپرٹی ٹیکس کا تعلق ہے۔ جس شخص کا اپنا ذاتی مکان یا اس کی اپنی ذاتی کوٹھی ہو' بشرطیکہ اس نے کوئی حصہ کرایہ پر نہ اٹھایا ہو اس کو ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جانا چاہیئے۔ جہاں تک موٹر گاڑیوں پر ٹیکس کا تعلق ہے آپ نے جو فیس بڑھائی ہے اس میں ماڈل کے حساب سے ٹیکس جو ہے وہ لگانا چاہیئے۔ 1600 سی سی گاڑیاں جو 1970ء سے لیکر 1980 تک کے درمیان عرصہ میں درآمد ہوتی تھیں۔ ان کو اس ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جانا چاہیئے۔ جو ترقیاتی پروگرام بنایا ہوا ہے' تین سال کے لیے جو ہمارے دوستوں اور بھائیوں نے سکیمیں دے رکھی ہیں' اس میں دیہاتوں کے لیے زیادہ رقمیں مختص کی گئیں ہوئی ہیں شہر والوں کو کوئی رقم مختص نہیں کی گئی میری یہاں پر تجویز ہے' ٹھیک ہے وہ بھی ہمارے بھائی ہیں ان کی بھی زیادہ ہم سے ڈیمانڈز ہیں مگر کم از کم شہر والوں کا بھی کچھ نہ کچھ حصہ ہونا چاہیئے۔ ابھی میرے راولپنڈی حلقہ میں دو سکولوں کی منظوری ہوئی تھی اس کے اوپر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا اب جون ختم ہونے والا ہے میری استدعا ہے کہ وہ رقم جو ہونا چاہیئے۔ وہ Lapse نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ اس کے اوپر عمل درآمد ہونا چاہیئے۔ شکریہ۔

چودھری عبدالمجید (بہاولپور) : جناب سپیکر! ایک نکتہ وضاحت ہے۔ کیا کوئی ممبر اسمبلی آنے والے دنوں کے لیے جب کہ اس نے اسمبلی میں حاضر نہ ہونا ہو یا غیر حاضر ہونا ہو تو رجسٹر حاضری پر آئندہ کی تاریخ میں اپنے دستخط کر سکتا ہے۔ کیا یہ بے قاعدگی ہے یا نہیں ؟

جناب سپیکر: یہ نامناسب ہے

چودھری عبدالمجید : اگر معمولی وظیفہ حاصل کرنے کے لیے ایک معزز ممبر ایسی بے قاعدگی کرتا ہے۔ تو کیا آپ اس سے کسی اچھائی کی امید رکھ سکتے ہیں۔ آپ رجسٹر دیکھیں کہ ایک معزز ممبر جو کہ پارلیمانی سیکرٹری بھی ہیں انہوں نے آئندہ کی تاریخ میں اپنے دستخط بھی کر رکھے ہیں اور آج سے غیر حاضر ہیں۔ تو ایسے ممبر سے جو کہ مفاد حاصل کرنے کے لیے اتنی اتنی بے قاعدگیاں کرتے ہیں۔ تو آپ اس سے کیا توقع رکھتے ہیں۔ آپ رجسٹر اٹھالیں اور اس پر دیکھ لیں اور یہاں پر وہ اپنے آپ کو بڑے معزز بتاتے ہیں۔ اسی چھوٹی سی بات سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ وہ کون ہیں اور کیا ہیں

چودھری حاکم علی : ان سے آپ کی لگتی ہے ؟

(بہاولپور) : میرے ساتھ ان کی لگتی ہے یا نہیں لگتی آپ دیکھ

غلط ہے۔ صحیح ہے یا غلط۔ یہ بات دیکھ لیں کہ میں نے غلط بات کی ہے۔ میری ان سے لگتی ہے یا نہیں لگتی آپ بات دیکھیں جو میں نے بات کی ہے وہ غلط ہے یا صحیح ہے۔ صاحبزادہ فاروق انور عباسی' پارلیمانی سیکرٹری کا نام دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ تشریف رکھیے۔ اگر آپ کو اس قسم کی کوئی شکایت ہے تو آپ لکھ کر ہمارے پاس بھجوا دیجئے۔

چودھری عبدالمجید: جناب ابھی آپ رجسٹر منگوا سکتے ہیں۔ ریکارڈ میں موجود ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ایسا کیجئے کہ بجائے زبانی کہنے کے' آپ لکھ کر دیجئے۔

چودھری عبدالمجید: جناب میری چیز سب ریکارڈ ہو رہی ہے۔ بات ہو رہی ہے ایک اتنے بڑے ہاؤس کے اور سپیکر کے سامنے میں عرض کر رہا ہوں کہ رجسٹر موجود پڑا ہے کوئی دور جانے کی بات نہیں ہے۔ آپ اٹھا کر دیکھ لیں۔ اب علیحدہ اس کے لیے لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایک چیز موجود ہے اور میں ایوان میں کھڑا ہو کر کہہ رہا ہوں۔ ابھی اٹھا کر دیکھ لیں....

جناب سپیکر: یہ درست بات ہے۔ آپ نے فرما دیا ہے ہم اس کا نوٹس لیں گے ابھی ہمارے پاس تین چار منٹ ہیں۔ تین چار منٹ میں بیگم صاحبہ آپ اپنی بات ختم کر لیں گی....

بیگم ذکیہ شاہنواز نیازی: ابھی آپ پانچ منٹ کی توسیع کر لیں تو پھر میں اپنی بات ختم کر لوں گی۔ آپ مہربانی کریں کیونکہ بہت سارے لوگ بولنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: ہمارے پاس ابھی کل کا دن بھی ہے پھر کل آپ تقریر کر لیں....

بیگم ذکیہ شاہنواز نیازی: آپ پانچ منٹ کی توسیع کر لیجئے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ آپ پانچ میں منٹ میں ختم کر لیں گی؟

ذکیہ شاہنواز نیازی: میں کوشش کروں گی کہ پانچ منٹ میں ختم کر لوں اور اگر ایسا نہ ہوا تو ... بڑھا سکتے ہیں۔

کر: بیگم شاہنواز نیازی صاحبہ....

بیگم ذکیہ شاہنواز نیازی: شکریہ جناب..... (قطع کلامیاں)

چودھری عبدالمجید: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ سیکرٹری صاحب کو بھیجیں اور دیکھیں.....

جناب سپیکر: چودھری صاحب تشریف رکھیں....

چودھری عبدالمجید: یعنی ایک آدمی ایک برائی کی نشاندہی کرتا ہے' کسی بے قاعدگی کی نشاندہی کرتا ہے اور اس کو آپ نوٹس میں نہیں لیتے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب تشریف رکھیے گا....

چودھری عبدالمجید: تو ضرور اس پر کارروائی ہونی چاہیئے خواہ کوئی بھی ہو میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ فعل درست ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ تشریف رکھیے گا آپ نے بات کرلی ہے جی بیگم صاحبہ.....

بیگم ذکیہ شاہنواز نیازی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! جناب سپیکر! انسان کی تاریخ میں ترقی کی علامت یہ ہوتی ہے کہ ہر نئے دور میں نظام کا مقصد یہ ہو کہ وہ عوام کی فلاح اور بہبود کے لیے بہتر سے بہتر کام کرے اور اس نکتہ کو ہر نظام کا مقصد ہونا چاہیئے۔ اور حکومت جب نیا بجٹ تیار کرتی ہے۔ تو اس بنیادی نکتہ کو نظر میں رکھنا چاہیے۔ جو نظام اس نکتہ کو نظر میں نہیں رکھتا وہ ناکام ہو جاتا ہے۔ اس کا حکومت کرنے کا حق بھی ختم ہو جاتا ہے تو میں اس دفعہ وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کروں گی کہ انہوں نے ایسا بجٹ، پیش کیا ہے جس سے عوام کے اوپر بوجھ نہیں پڑا اور انہوں نے اس میں ایسے بھی کوئی نئے ٹیکسز نہیں تجویز کئے جو کہ عوام برداشت نہ کرسکیں تو ان کی کوشش اور محنت کے ساتھ یہ بجٹ تیار ہوا ہے یہ ایسا مثالی بجٹ ہے جو کہ پنجاب میں یاد رہے گا دوسرا میں یہ کہوں گی کہ سب سے کمال کی بات تو یہ ہے کہ ایسے نئے ٹیکس بھی نہیں لگائے گئے جو عوام کے لئے زیادہ پریشانی کی باعث ہوں۔ ہمارے معاشرے کا سب سے جو دردناک پہلو ہے وہ بیروزگاری ہے اور اس کے لیے اس میں انتظام کیا گیا ہے۔ جو بھی ممبرز اسمبلی ہم اپنے علاقوں میں جاتے ہیں تو سب سے زیادہ جو دباؤ ہم پر ہوتا ہے وہ نوکریوں کے لیئے ہوتا ہے تو اس بجٹ میں تعلیم کی مد میں لیکچررز اور پرائمری سکول ٹیچرز کے لیے کافی نئی آسامیاں تجویز کی گئی ہیں اس طرح جو ہمارا

سکول ٹیچرز کے لیے کافی آسامیاں تجویز کی گئی ہیں اس طرح جو ہمارا نوجوان طبقہ ہے وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس بجٹ میں تین ہزار دو سو ستر نئے سکولوں کی تجویز رکھی گئی ہے۔ اور 5100 نئی عمارتیں بنائی جائیں گی۔ اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ ہم صحیح رخ کی طرف جا رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اگر ہم اسی طرح چلتے گئے تو اور اسی طرح ہم انتظام کرتے گئے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ وقت بہت جلد آجائے گا جب پنجاب میں ناخواندگی ختم ہو جائے گی۔ دوسری میں ایک اور بات کہنا چاہتی تھی کہ میری تھوڑی سی بات چیت استانیوں کے ساتھ ہوئی تھی اور وہ کہہ رہی تھیں کہ ان کو جو بجٹ فرنیچر بنانے کے لیے پیسے دیے جاتے ہیں کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وقت کم ہوتا ہے جس کی وجہ وہ 30 جون تک اپنا پیسہ صحیح طور پر استعمال نہیں کرسکتیں۔ ان کے لیے میں یہ گزارش کروں گی کہ ان کو وقت پر پیسہ دیا جائے تاکہ وہ اپنے سکول کا سامان وقت پر خرید سکیں۔

جناب سپیکر! معاشرے میں انسانی صحت بھی بہت ضروری ہے۔ جب تک انسان صحتمند نہ ہو بہتر کام نہیں کرسکتا۔ اس حکومت نے دو ہزار ریسک ہیلتھ یونٹ تجویز کیے ہیں اور رول ہیلتھ سینٹرز میں ایکسرے اور دانتوں کا سامان بھی مہیا کرنے کی تجویز ہے۔ پچھلے سال ان سکیموں کا دیہات میں بہت اچھا اثر پڑا ہے اور اب بھی دیہات کے عوام یہ محسوس کرتے ہیں کہ حکومت ان کا خیال رکھتی ہے۔ اور اس حکومت کی کوشش ہے کہ ہر کونے میں ہیلتھ سنٹر ریسک ہیلتھ یونٹ قائم کر دیے جائیں تاکہ عوام کا علاج صحیح معنوں میں ہوسکے۔ اس کے علاوہ 4005 نئے ڈاکٹر اور 5250 ملازمین محکمہ ہیلتھ میں بھرتی کیے جائیں گے۔ اس میں عورتوں کا بھی کافی حصہ ہے۔ کل بھرتی 65500 ہوگی۔ یہ ایک ریکارڈ ہے۔ دیہات کے لوگوں میں پہلے سخت احساس محرومی تھا۔ دیہات کی آبادی 70 فیصد ہے مگر اس بجٹ میں 71 فیصد رقم دیہات کو دیا گیا ہے۔ اور اس سے بہت اچھا اثر دیہات میں ہوگا۔ جس سے ان کا احساس محرومی جلد ختم ہوجائے گا۔ جب ہم اے ڈی پی پر نظر رکھتے ہیں تو جو ترجیحات دی گئی ہیں وہ پانی کی ہیں۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ' وقت اب ختم ہو رہا ہے۔

بیگم ذکیہ شاہنواز نیازی: آپ ٹائم بڑھا دیجئے۔

جناب سپیکر: دس منٹ کے لیے وقت بڑھایا جاتا ہے۔

بیگم ذکیہ شاہنواز نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس مہربانی پر میں آپکی تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

دیہاتوں میں پانی کی نئی اور پرانی 600 سکیموں کی تجویز دی گئی ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی ہمارا پانی کا یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ کھیت تا منڈی سڑکوں کا جال بچھایا جائے گا جس سے مارکیٹ تک فصلیں آسانی سے لائی جاسکتی ہیں۔ 2450 کلو میٹر سڑکوں پر تقریباً ایک سو کروڑ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔

میں بارانی علاقوں سے ہوں اور مجھے ان علاقوں کے متعلق کافی پتہ ہے اس بجٹ میں بارانی علاقے کی ترقی کے لیے 101 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ اس نیک کام کا بہت اچھا اثر پڑے گا۔ نان ڈویلپمنٹ اور ڈویلپمنٹ کے اخراجات میں کافی توازن پیدا کیا گیا ہے۔ اور وزیر اعظم کی تقریر کے بعد جس میں انہوں نے کفایت شعاری پر زور دیا ہے۔ اس سے غیر ضروری خرچے کم ہو جائیں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اگر ہمارا رجحان کفایت شعاری کی طرف جاری رہا تو غیر ضروری اخراجات پر ہم جلد قابو پاسکیں گے۔

میرے دوسری گزارش یہ ہے کہ جو بجٹ ہر محکمے کو دیا جاتا ہے کہ وہ اپنا سارا بجٹ استعمال نہیں کرتے۔ اس پر سختی سے کارروائی ہونی چاہیئے۔ اس میں حکومت کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ ہر محکمے کو چاہیے کہ وہ اپنا بجٹ وقت پر خرچ کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وزیر خزانہ نے ہمیں بتایا ہے کہ نیشنل فنانس کمشن نے پچھلے کافی سالوں سے اپنا ایوارڈ نہیں دیا۔ پنجاب کی آبادی 55 فیصد بنتی ہے۔ اس طرح پنجاب کا کافی حصہ بنتا ہے۔ تو میں یہ کہوں گی کہ پنجاب سے ایک اعلیٰ سطح کا وفد جائے۔ ہمیں اپنا حق لینا چاہیئے۔ ہماری حق تلفی نہیں ہونی چاہیئے۔ نیشنل فنانس کمشن کو پنجاب کو ایوارڈ دینا چاہیے۔ اسے روکنا نہیں چاہیئے۔

اس کے علاوہ میں یہ کہوں گی کہ جو میرٹ سسٹم رائج کیا گیا ہے اس کے لیے میں وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کو اور وزیر اعظم کو مبارکباد دوں گی۔ اس سے ہمارے تعلیمی نظام پر کافی اچھا اثر پڑے گا۔ کیونکہ آئندہ نسلیں جب تک میرٹ پر نہیں آئیں گی تو ملک اور قوم کی ترقی کیسے ہوگی۔

اس بجٹ میں کاٹیج انڈسٹری کے لیے بھی کچھ رقم دی گئی ہے' وومن ورکنگ ہوسٹل کے لیئے' ایجوکیشن کے لیئے اور انکم جنریٹنگ کے واسطے بھی ان کو پیسہ دیا گیا ہے تاکہ عورتیں اس کا صحیح استعمال کرسکیں۔ اور ان کو فائدہ حاصل ہوسکے۔ میری حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان سے بھی یہ گزارش ہوگی کہ ہمارے ملک میں صحیح طور پر عزت نہیں دی جا رہی۔ جب تک عورت کو عزت نہیں دی جائے گی اس کو برابری کے حقوق نہیں دیے جائیں گے تو ہمارا ملک کس طرح ترقی کی طرف جائے گا۔ ایک ماں جو اپنے بچے کو گود سے لے کر بڑے ہونے تک تربیت دیتی ہے اس کو جب تک آپ عزت

کی نگاہ سے نہیں دیکھیں گے' اس کو برابری کے حقوق نہیں ملیں گے اور اس کو ایسی facilities نہیں دی جائیں گی کہ وہ بھی اپنے ملک کی ترقی میں اپنا حصہ ادا کر سکیں۔ تو میں سمجھتی ہوں تب تک ہم پسماندہ رہیں گے۔ اور ہمارے ملک کی ترقی صحیح معنوں میں نہیں ہو سکتی۔ تو میری یہ گزارش ہوگی اور یہ شریعت کے مطابق بھی ہے کہ جب تک عورت کو اس کے صحیح حقوق نہیں ملیں گے ہم ترقی کے جانب نہیں بڑھ سکتے۔

میں نے جیلوں کے کافی دورے کیے ہیں اور وہاں میں نے دیکھا کہ بہت ساری بہاری عورتیں ہیں جو جیل میں پڑی ہیں۔ ان کا قصور یہ ہے کہ وہ سرحد پار کر کے آئے ہیں۔ تو میں یہ حکومت پنجاب سے کہوں گی کہ اگرچہ یہ وفاقی مسئلہ ہے مگر پنجاب حکومت کو یہ مسئلہ وفاقی حکومت کو پیش کرنا چاہیئے کہ یہ بہاری عورتیں آٹھ آٹھ دس دس سالوں سے وہاں پڑی ہیں۔ ان کا کوئی بندوبست کیا جائے اور بھی ایسی عورتیں جو ایسے مقدمات میں پڑی ہیں ان کو جیلوں میں کوئی defend کرنے والا نہیں ہے۔ ان کی آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ وہ خود اپنا وکیل کر سکیں۔ اور اپنے آپ کو defend کروا سکیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سالہا سال گزر جاتے ہیں اور ان کے اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں نکالا جاتا۔

اور جو سیم کے لیے پیسہ دیا گیا ہے اس کے بارے میں میں یہ کہوں گی کہ پنجاب میں سب سے اہم مسئلہ سیم کا ہے جس کی وجہ سے ہماری بہت ساری زمین بیکار پڑی ہے۔ اس لیے دیکھا جائے کہ اس پیسے کا صحیح استعمال ہو اور سیم سے ہماری نجات ہو۔

اس کے علاوہ میں کہنا چاہوں گی کہ ہمارا بجٹ خسارے کا بجٹ ہے جس کے لیے ہم کفایت شعاری کی طرف آتے ہیں اس بارے میں میں ہمیشہ کہتی آئی ہوں اور کہتی رہوں گی اور جب تک مجھ میں دم ہے کہتی رہوں گی۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم نے بدعنوانی کو ختم کرنا ہے۔ بدعنوانی اب اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ یہ کینسر کی طرح ہمارے جسم میں کیا پورے ملک میں پھیل گئی ہے۔ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ڈاکٹر آپریشن کہاں سے شروع کرے گا اور کہاں پر ختم کرے گا۔ کیونکہ یہ ہر طرف اتنی زیادہ پھیل گئی ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہم زندہ کیسے ہیں۔ ہمیں ایسے اقدام کرنے پڑیں گے کہ اعلیٰ سطح کی کمیٹیاں بنیں اور ایسی مثالیں قائم کریں تاکہ لوگوں کو یقین دلا سکیں کہ ہم اس معاملہ میں بہت سنجیدہ ہیں اور ہم اس کو کس طریقے سے حل کریں۔ ایک دن میں تو یہ ہوگا نہیں ہوگا تو لمبے عرصے میں مگر ایک دن تو بسم اللہ کرنی ہوگی اور میں کہتی ہوں کہ اسے ہمیں شروع کرنا چاہیئے۔ اور پنجاب میں

چونکہ سات مرلہ سکیمیں بہت آگئی ہیں تو میں کہوں گی کہ اس بدعنوانی کو بھی ختم کرنے کے لیے پنجاب پہل کرے۔ اور آخر میں پھر وزیر خزانہ کو مبارکباد دوں گی کہ انہوں نے اتنی سوچ اور سمجھ کے ساتھ بجٹ تیار کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت لوں گی اور آپ کا شکریہ ادا کروں گی۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! کیا میرا نام آپ کے پاس ہے' اگر ہے تو آپ ترتیب سے نام بلا رہے ہیں یا اپنی مرضی سے بلا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: ترتیب سے بھی بلا رہا ہوں اور اپنی مرضی سے بھی بلا رہا ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر: تو اس کا مطلب ہے کہ میں پچھلے دو تین منٹ سے دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کرنے کا موقع نہیں دیا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ .....

جناب سپیکر: میں ایک منٹ میں بات ختم کر دیتا ہوں۔ آپ کو کل موقع ملے گا۔

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر!

چودھری عبدالمجید: جناب سپیکر! حضور میری ایک عرض سن لیں کارروائی کریں یا نہ کریں یہ آپ کا کام ہے کم از کم یہ ضرور دیکھ لیں کہ میں نے جو یہاں عرض کیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط ہے۔ اس پر کارروائی کرنا آپ کا کام ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو یہ کیسے خیال گزرا ہے۔ کہ ہم اس پر کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتے ہمارے نوٹس میں یہ بات آگئی ہے لیکن آپ اس کو جو اتنا پرسنل بنا رہے ہیں یہ نامناسب بات ہے۔

چودھری عبدالمجید: یہ پرسنل بات نہیں ہے۔ چھوٹی چھوٹی غلطیاں بڑی بن جاتی ہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

تمس کو باغ میں جانے نہ دیجیو
کہ ناحق خون پروانے کا ہوگا

چھوٹی چھوٹی باتوں سے بڑی غلطیاں بن جاتی ہیں۔ پتہ چل جاتا ہے۔ کہ ایک معمولی مناصب کے لیے آدمی ایسی بے قاعدگی کرتا ہے۔ اس سے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ کتنی کتنی بڑی بے قاعدگیاں ہو رہی ہیں۔ آپ کو پہلے سے ایسی بے قاعدگیوں کو روکنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب، ٹھیک ہے آپ تشریف رکھیں۔

چودھری حاکم علی: میں نے فیروز پور روڈ پر آپریشن دیکھا ہے۔ ایک انسپکٹر نے ویگن والے سے کہا کہ آپ آگے نکل چلیں تو ویگن والے نے وہیل پانے نکال لیے جتنے ویگنوں والے آئے انہوں نے اکٹھے ہو کے انسپکٹر کا ہاتھ توڑ دیا۔ ایک محاسبہ کمیٹی پولیس والوں کی بنائی جائے۔ میں نے آج دیکھا ہے کہ وہ پولیس والے کس طرح بھاگ رہے تھے۔

جناب سپیکر: اجلاس کل صبح 9.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی 18 جون 1987ء 9.00 بجے صبح تک کے لیئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات ۱۸ جون ۱۹۸۷ء

(پنج شنبہ ۲۰ شوال ۱۴۰۷ھ)

جلد ۱۰..... شمارہ ۱۲

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات، ۱۸ جون ۱۹۸۷ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۶۸۱
میزانیہ بابت 88- 1987ء پر بحث (جاری)	۶۸۲
مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹیں پیش کرنے کی مدت میں توسیع کی تحریک	۷۲۰
میزانیہ بابت 88- 1987ء پر بحث (جاری)	۷۲۱

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

جمعرات 18 جون 1987ء

(بتاریخ شنبہ ۲۰ شوال ۱۴۰۷ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي
الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ
وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا
وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ وَلَا
تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا تَتَّخِذُوْنَ
اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ اِنَّمَا يَبْلُوْكُمُ
اللّٰهُ بِهٖ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ
تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ
وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ

سورہ النحل ۱۶۔ آیات ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ س آل عمران آیت ۱۰۸

بے شک اللہ تم کو انصاف کرنے احسان کرنے اور رشتہ داروں کو مالی مدد دینے کا حکم دیتا ہے۔ اور فحش کاموں، نامعقول باتوں اور بغاوت و سرکشی سے منع کرتا ہے اور نصیحت کرتا تم کو کہ تم یاد رکھو۔ اور جب اللہ کے سامنے پختہ عہد کر لو تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو ان کو مت توڑو کیونکہ تم اللہ کو اپنا ضامن مقرر کر چکے ہوتے ہو۔ اور بے شک اللہ تمہارے تمام کاموں سے باخبر ہے۔ اور تم اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے بڑی محنت سے سوت کاتا پھر اس کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کہ تم آپس میں اس بات کا ذریعہ بنانے لگو کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے غالب رہے۔ بات یہ ہے کہ اللہ تم کو اس کے ذریعے آزماتا ہے اور جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو۔ قیامت کے دن اس کی حقیقت تم پر ظاہر کر دے گا۔

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو صحت کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں اور اللہ تو اہل عالم پر ذرا بھی ظلم نہیں کرنا چاہتا۔

وما علینا الا البلاغ

میزانیہ بابت 88-1987 پر بحث (جاری)

جناب سپیکر: آج ہمارے پاس کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے۔ بجٹ پر بحث آج بھی جاری رہے گی اور ہفتہ کے روز کے بارے میں کل یہاں پر بات ہوئی تھی۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم ہفتہ کو آف ڈے کر سکتے ہیں۔ لیکن اس صورت میں آج اس بجٹ پر بحث کا آخری دن ہوگا۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہفتہ آف ڈے ہو تو پھر آج بحث کا آخری دن ہوگا۔ اور اس میں جتنے زیادہ سے زیادہ مقرر حضرات حصہ لے سکیں گے' زیادہ سے زیادہ تعداد میں انکو اظہار خیال کا موقع دیا جائے گا۔ ایک صورت اس میں یہ بھی ہو سکتی ہے کہ جو صاحبان بات کرنا چاہتے ہوں اور یہ محسوس ہو کہ وقت ختم ہو رہا ہے۔ تو ہم آج کے سیشن کو بڑھا بھی سکتے ہیں۔ 2 بجے تک اڑھائی بجے تک تین بجے تک اور اگر آپ چاہیں تو آج شام کے لئے بھی اجلاس طلب کیا جاسکتا ہے۔ یہ سب آپ کی سہولت کے لیئے ہے اور یہ اس جذبے کے تحت ہے کہ آپ میں سے جو صاحبان اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اظہار خیال نہ کرسکیں' تو طے یہ ہوا کہ ہفتہ آف ڈے ہوگا اور اتوار کو انشاء اللہ پانچ بجے شام اجلاس ہوگا اور آج ہم کوشش کریں گے کہ زیادہ سے زیادہ صاحبان کو اظہار خیال کی دعوت دیں۔ میرے خیال میں پانچ پانچ منٹ کافی رہیں گے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں حصہ لے سکیں۔

جناب فاروق انور عباسی (پارلیمانی سیکرٹری برائے زکوٰۃ و عشر): جناب سپیکر! میں ذاتی نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! کل میری غیر موجودگی میں میرے فاضل دوست اور معزز رکن جناب چودھری عبدالمجید صاحب نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا' کہ میں اپنی حاضری لگا کر یہاں سے چلا گیا ہوں - جناب سپیکر! کل 18 جون کی تاریخ میں غلطی سے میری حاضری مجھ سے ہی لگی اور 17 تاریخ کو 18 تاریخ میں حاضر ہوں اور کل بھی میں حاضر تھا اسلئے مجھے یہ بات سن کر انتہائی دکھ ہوا ہے کہ انہوں نے میرے متعلق یہ الفاظ استعمال کئے کہ وہ قتل کرکے آجائیں تو پھر کیا ہوگا۔ آپ اس ایوان میں ہمارے استحقاق' ہماری عزت اور وقار کے محافظ ہیں' Custodian ہیں۔ جناب والا! مجھے اس بات سے انتہائی دکھ ہوا ہے میں ہمیشہ Discipline کی پابندی کرتا ہوں اور میری خاندانی روایات نے بھی مجھے یہی سکھایا ہے۔ میں نے آج تک کسی معزز رکن پر اس ایوان میں کیچڑ اچھالنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ میں آج بھی اس معزز ایوان میں اپنے تمام معزز اراکین کی عزت و احترام میں نہ کبھی کمی آنے دوں گا اور نہ ہی میں کبھی یہ سوچ سکتا ہوں۔ ہماری نظروں کے سامنے بھی بہت سے واقعات ہوتے ہیں تو

Discipline کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ معاملہ آپ کے توسط سے جناب وزیر اعلیٰ تک پہنچاؤں گا اور وہ اس کا خود فیصلہ کریں گے کہ غلطی کس کی ہے ؟

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے آپ تشریف رکھیں۔

میاں عبدالمجید (بہاولپور): جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو.....

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں میں اس پر بحث کا اجازت نہیں دوں گا۔ یہ معاملہ ہمارے نوٹس میں آیا ہے ہم بھی اس بات کا نوٹس لے رہے ہیں اور مناسب وقت پر ہم اس کے متعلق اظہار خیال کریں گے کہ اس میں اصل صورت کیا تھی۔ آپ یقین کیجئے کہ آپ کا مقام' آپ کا احترام' ہمیں ہر لحاظ سے ' ہر وقت ملحوظ خاطر ہے اور ہم اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے کہ آپ کی عزت' آپ کی شان' اور آپ کے مقام پر کوئی بھی حرف آئے۔

وزیر محنت: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں بھی کوئی ذاتی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔

وزیر محنت: جناب سپیکر! کل ایک اخبار نے میرے بارے میں ایک خبر چھاپی تھی۔ اس بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا تھا۔

جناب والا! کل رانا پھول خان صاحب نے مذاق میں ایک بات کہی تھی اور اخبار نے یہ خبر لگا دی کہ وزیر محنت 1300 سی سی گاڑی میں پھنس گئے اور بڑی مشکل سے نکلے۔ جناب والا! میرے لئے مصیبت یہ بنی کہ آج صبح سے تقریباً کوئی پانچ سو ٹیلیفون آچکے ہیں۔ حالانکہ وہ ایک مزاحیہ انداز میں بات ہوئی تھی۔ اب سب لوگ ٹیلیفون پر پوچھتے ہیں کہ جی وہ کیا ہوا ؟ اس حد تک ہمارے بھائی جو کہ ڈی آئی جی ہیں۔ گوجرانوالہ کے انہوں نے مجھے خاص طور پر کال کی بھائی میں بڑا پریشان ہوں کہ کیا ہوا۔ جناب سپیکر میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارا بھی کوئی استحقاق ہے۔

میاں محمد افضل حیات (قائد حزب اختلاف): جناب والا! ویسے بھی ان کا یہ استحقاق کسی ممبر نے مجروح نہیں کیا۔ اگر استحقاق مجروح کیا ہے تو 1300 سی سی نے کیا ہے۔

وزیر محنت: جناب والا! میرے پاس 1300 سی سی کی ہنڈا سوک گاڑی ہے جو کہ بہت بڑی گاڑی ہے جو کہ مجھے دوسرے دن ہی اپنے محکمے کی طرف سے مل گئی تھی۔ اس میں تو پھنسنے کا سوال ہی پیدا نہیں

ہوتا؟ ویسے بھی ہم سمارٹ لوگ ہیں۔ اور پھر میرا کتنا کوئی بھاری جسم بھی نہیں .....

وزیر آب کاری و محصولات: جناب سپیکر! وزیر محنت نے جو یہ کہا ہے کہ ہم سمارٹ لوگ ہیں' جناب والا! اس کا فیصلہ آپ خود کر دیں۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر! کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ وزیر محنت اپنا وزن کم کر لیں۔

وزیر محنت: جناب سپیکر! میرا وزن تو ویسے ہی بڑا کم ہے۔

جناب سپیکر: اور مجھے یہ امید ہے کہ عزت مآب وزیر محنت کے اس بیان کے بعد اس معزز ایوان کی تسلی ہو چکی ہوگی۔ جناب راجہ محمد خالد خان صاحب۔

راجہ محمد خالد خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میزانیہ 88- 1987 پیش ہو چکا اور اس پر آج بحث کا پانچواں اور آخری روز ہے اس پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے مجھ جیسے مقرر کے لیے کچھ باقی نہیں رہا کہ جس پر بحث کر سکوں۔ بہرحال کوشش کروں گا کہ چند ایک حقائق اور اعداد و شمار اس معزز ایوان کے سامنے پیش کر سکوں۔ جناب والا! تعلیمی میدان میں اچھی خاصی پیش رفت ہوئی ہے' پیشتر اس کے کہ میں اس کی تعریف یا مخالفت میں چلا جاؤں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ نئے سکولوں کا اجراء کالجوں کا قیام' پرانے سکولوں کی اپ گریڈیشن' پرانے سکولوں کی جگہ نئی عمارات یہ سب مستحسن اقدامات ہیں۔ صحت کے میدان میں بھی ایک اچھی خاصی تبدیلی نظر آتی ہے۔ بنیادی مراکز سے رورل ہیلتھ سنٹر' تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال' اور ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں بھی بہتری کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں۔ رورل واٹر سپلائی اور اربن واٹر سپلائی پر کام ہو رہا ہے اور یہ بھی پایہ تکمیل کو پہنچنے والے ہیں اور ان میں سے کچھ پر کام شروع ہونے والا ہے۔ ذرائع مواصلات میں بھی ایک تبدیلی نظر آتی ہے۔ دیہاتوں میں سڑکوں پر کام ہو رہا ہے' ٹرانسپورٹ کے محکمے کے لیے بسیں درآمد کی گئی ہیں اور سڑکوں پر رواں دواں ہیں۔ بجلی کی سپلائی کا ہدف بھی امید واثق ہے کہ 1990ء تک وزیر اعظم کے اعلان کے مطابق کسی حد تک پورا کر لیا جائے گا۔ لیکن جناب والا! ہمارا ملک 40 سال گزرنے کے باوجود معاشی اور اقتصادی طور پر بڑا پسماندہ ہے۔ ساڑھے نو کروڑ کی آبادی ہے۔ 71 فیصد دیہی اور 29 فیصد شہری آبادی ہے۔ صرف 29 فیصد آبادی کو پینے کا صاف ستھرا پانی مہیا کیا جا سکتا ہے۔ 3480 افراد کے لیے ایک ڈاکٹر دستیاب ہے۔ تعلیمی میدان میں ہمارا ملک اس وقت دنیا کے ممالک میں ایک سو سولہویں نمبر پر ہے۔ 56 فیصد بچے سکول جاتے ہیں۔ 10 فیصد بچے ثانوی تعلیم تک اور 2 فیصد بچے اعلیٰ

تعلیم کے لیے رہ جاتے ہیں۔ 127 بچوں کے لیے ایک استاد مہیا کیا جاتا ہے۔ قومی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے غیر ملکی قرضوں کے بوجھ میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ فی کس قرضے کا بوجھ 1400 روپے ہے۔ جناب والا! اگر ہم اسے گھٹا کر 700 روپے تک لے آئیں پھر تو یہ کامیاب بجٹ ہے۔ لیکن اگر اسے بڑھا کر ہم 2000 تک لے گئے تو پھر ہم ناکام رہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ چیزیں ہمیں ورثہ میں ملی ہیں۔ مگر جناب والا! ہم نے عوام سے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ ہم ان زیادتیوں کا ازالہ کریں گے۔ دولت کی غیر مساویانہ اور غیر منصفانہ تقسیم نے بھی متعدد معاشی مسائل پیدا کر رکھے ہیں۔ آج ہم کو احساس محرومی جیسے نعرے سننے میں ملتے ہیں۔ یہ اسی تقسیم کا ہی نتیجہ ہے کہ آج ہمارا معاشرہ عملاً دو طبقوں میں بٹ کر رہ گیا ہے۔ ایک تو طبقہ جاگیرداروں کا ہے۔ جس میں بڑے بڑے زمیندار' صنعت کار اور تاجر وغیرہ شامل ہیں اور یہ کل آبادی کا 15 فیصد ہیں اور قومی دولت کا بڑا حصہ اسی طبقہ کے قبضہ میں ہے' اسی طبقہ کے تصرف میں ہے دوسرا طبقہ وہ ہے جو آبادی کا 85% ہے اور وہ غریب کسان' مزارعین' مزدور' ملازم پیشہ اور چھوٹے دوکاندار پر مشتمل ہے۔ جناب والا! یہ طبقہ اس قدر غریب ہے کہ ان کو اپنی بنیادی ضروریات زندگی کے حصول کے لیے شب روز سخت محنت و مشقت کرنا پڑتی ہے۔ متوسط طبقہ جو معاشرہ میں ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ عملاً ختم ہو چکا ہے کہ یا یوں کہہ لیجئے کہ ناپید ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جناب والا! اس صورت حال سے معاشی ترقی و خوشحالی کسی طور پر بھی سودمند نہ ہوگی۔ اس سے سب سے بڑا کر نقصان یہ ہے کہ ہم اپنی قومی دولت اور وسائل سے استفادہ نہیں کر رہے اور اس قومی وسائل سے استفادہ نہ کرنے کی سب سے بڑی وجہ سرمائے کی کمی ہے۔ اپنی معیشت کو بہتر بنانے کے لیے ہمیں غیر ممالک کی طرف' بڑے ممالک کی طرف دیکھنا پڑتا ہے۔ یہ سرمایہ دار بڑے ممالک ہمیں اپنی شرائط پر قرض لینے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں فنی ماہرین کی بے انتہا کمی ہے جس کی وجہ سے ملکی پیداواری وسائل سے فائدہ اٹھانا ممکن نہیں' چند ایک فنی تعلیم و تربیت کے معیاری ادارے قائم ہیں جنکی کارکردگی قابل تعریف ہے۔ مگر یہ چند ادارے صرف محدود تعداد میں فنی ماہرین تیار کرتے ہیں۔ اور یہ محدود تعداد تیار ہونے کے بعد اپنے بہتر مستقبل کی تلاش میں بیرون ملک چلی جاتی ہے۔ جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی ملک کی معاشی ترقی وخوشحالی میں اس کی معدنیات کا بہت بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ لیکن جب ہم جاپان جیسے ترقی یافتہ ملک کا مشاہدہ کرتے ہیں تو یہ بات باطل نظر آتی ہے۔ جناب والا! جاپان کی اقتصادی ترقی جدید تاریخ میں ایک روشن باب ہے جس کے قومی وسائل کا تو یکسر فقدان ہے'

جس میں معدنیات کے ذخائر ناپید ہیں، جس کی اراضی 15% قابل کاشت ہے اس نے کسی طرح صنعتی دنیا میں اس قدر بلند مقام حاصل کر لیا۔ بلاشبہ یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ جاپان کی صنعتی اور اقتصادی ترقی ہمیں دعوت فکر دیتی ہے کہ ہم اپنی اقتصادی ترقی اور صنعتی ترقی کے لئے فوری اور دور رس اقدامات کریں اور آزاد صنعتی پالیسی اپنائیں۔

ہماری قومی زندگی میں بدعنوانی اور بددیانتی اس قدر سرایت کر چکی ہے کہ اب اسے تصور میں لانا بھی ممکن نہیں۔ پچھلے سال ڈاکٹر محبوب الحق صاحب کے اس بیان سے، اس انکشاف سے کہ آج تک 40 بلین روپے کی خورد برد کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کچھ اندازہ لگانا ممکن نظر آتا جناب والا! محکمہ پولیس کو لے لیجئے۔ ٹریفک پولیس کو ہی لے لیں یہ سڑکوں پر دندناتے پھرتے ہیں، بلا خوف و خطر ماہانہ ٹیکس وصول کرتے ہیں۔ جناب والا! میری ایک ناقص تجویز ہے کہ اس محکمہ کو سکیٹر وائز ٹھیکے پر دے دیا جائے تاکہ کچھ آمدنی میں اضافہ ہوسکے۔ آخر میں، میں گزارش کروں گا کہ کسی بھی ملک یا قوم کی ترقی، میں ایک بات کا ذکر کرتا چلوں کہ کوئی بھی قوم یا ملک اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتا جب تک اس کے رہنے والوں میں یہ احساس پیدا نہ کر دیا جائے یا یہ احساس پیدا نہ ہو جائے کہ ہم غریب ہیں اور اپنی غربت اور وسائل کے مطابق اپنا میزانیہ تیار کریں۔ جناب والا! چونکہ مجھے ایک شعر کی فرمائش ہوئی ہے۔ اس لئے آخر میں، میں عرض کرتا چلوں، چونکہ گھنٹی اب فائنل بجنے والی ہے.....

اک طرز تغافل ہے سو ہو ان کو مبارک
اک عرض تمنا ہے وہ ہم کرتے رہیں گے

و آخر دعونا ان الحمد اللہ رب العالمین ○

جناب سپیکر: جناب چودھری اصغر علی گجر صاحب.... 5 منٹ کا خیال رکھیے گا۔

چودھری اصغر علی گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ شکریہ جناب سپیکر! اس سال اسمبلی میں جو بجٹ وزیر خزانہ کی طرف سے پیش کیا گیا ہے یہ بجٹ بھی میرے خیال میں اس سے پیشتر جو بجٹ اسمبلی میں پیش کئے جاتے رہے ہیں انہی کی طرف گھسا پٹا بجٹ تھا۔ رقم کی کمی بیشی ایک الگ بات ہے لیکن جہاں تک بجٹ کا معاملہ ہے وہ ایک الگ بات ہے۔ میرے نزدیک ایک بہترین بجٹ وہ بجٹ ہوتا ہے جس میں ایک عام شہری کی تکالیف کو مدنظر رکھا جائے۔ موجودہ بجٹ میں جہاں ایک ایسے قصبے کو ترقیاتی سہولتیں دی گئی ہیں۔ جس کو آج سے سو سال پیشتر بھی یہ سہولتیں میسر تھیں اور وہاں پر ایک

ایسے قصبے کو اتنا پیسہ دیا گیا ہے جس کو آج تک وہ سہولتیں میسر نہیں ہوئیں۔ مثلاً ایک قصبہ ہے اس میں پہلے سے آٹھ سکول ہیں، ایک کالج ہے اور دو تین ہائی سکول اس کو بھی اتنا ہی بجٹ دیا گیا ہے اور ایک قصبہ ہے اس میں کوئی ہائی سکول نہیں ہے' اس میں کوئی کالج نہیں ہے' اس میں کوئی مڈل سکول نہیں ہے' اس کو بھی اتنا ہی بجٹ دیا گیا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بجٹ جو ہے' عوام کے وسائل کو یا عوام کی سہولت کو مدنظر رکھ کر نہیں بنایا گیا بلکہ اس بجٹ کو جمہوری بجٹ تو کہا جاسکتا ہے۔ عوامی بجٹ نہیں کہا جاسکتا۔ جمہوری بجٹ میں ایسا ہوتا ہے کہ ہر چیز کو برابر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ چاہے وہ امیر ہو' چاہے وہ غریب ہو' چاہے کوئی اچھا ہو' چاہے بُرا ہو' لیکن بجٹ میں یہ اصول استعمال نہیں ہوسکتا۔ اس میں پیسے کو استعمال کرتے وقت انسان کی جو بنیادی ضرورت ہے اس کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ تو اس بجٹ میں انسان کی جو بنیادی ضرورت ہے اس کو قطعی مدنظر نہیں رکھا گیا۔ ہوا یہ ہے کہ مثلاً ایک مثال پیش کرتا ہوں میرا حلقہ 70 میل لمبا اور 50 میل چوڑا ہے اس میں 70 میل لمبے حلقے میں صرف 8 سکول ہیں' صرف 8 مڈل سکول ہیں کتنی حیرت کی بات ہے اور اس حلقے کو بھی اتنا بجٹ دیا گیا ہے اور جس حلقے میں کم از کم میرا خیال ہے سو یا پچاس سکول ہیں اس کو بھی اتنا بجٹ دیا گیا ہے تو وہ لوگ جو تعلیم کے لئے سالہا سال سے ترس رہے ہیں اور کئی صدیوں سے' وہ سرمایہ دار لوگوں کے' جاگیردار لوگوں کے پنجے کے نیچے پھنسے ہوئے ہیں۔ اور ان کو آج تک تعلیم میسر نہیں ہے۔ ان کو بیس بیس میل دور جا کر تعلیم حاصل کرنے کے لیے پرائمری سکولوں میں داخل ہونا پڑتا ہے۔ اور ان کے لیے بھی اتنا ہی بجٹ رکھا گیا ہے اور جو ایک شہر یا قصبہ اچھا ترقی یافتہ ہے اس کے لئے بھی یہی بجٹ رکھا گیا ہے تو اس بجٹ میں بنیادی خامی یہ ہے کہ لوگوں کی بنیادی سہولت کو یا ان کے جو بنیادی ضروریات ہیں۔ ان کو مدنظر نہیں رکھا گیا اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اب بھی لوگوں کی ان بنیادی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بجٹ میں تبدیلیاں کرنی چاہیں۔

میں یہ مانتا ہوں کہ حکومت کو ٹیکس لینے چاہئیں اور عوام کو ٹیکس دینے چاہئیں۔ حکومتیں ٹیکسز اس لئے لیا کرتی ہیں کہ جہاں وہ ترقیاتی کاموں پر خرچ کرتی ہیں وہاں پر عوام کی عزت و جان و مال کی حفاظت کیا کرتی ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ٹیکسز وصول کرنے کے بعد کیا عوام کو ان کا جو حق ہے وہ مل رہا ہے یا نہیں اگر تو عوام کے جان و مال کی حفاظت ہو رہی ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان پر ٹیکسز جائز ہیں اگر ان کی جان عزت اور مال کی حفاظت نہیں ہو رہی تو یہ ٹیکس نہیں ہے۔ بلکہ اس کو پھر دوسرے لفظوں میں غنڈہ ٹیکس کہا جاسکتا ہے۔ جس طرح کہ ایک بدمعاش آدمی کسی بکر منڈی میں آکر

دوکاندار سے پیسے وصول کرتا ہے اپنی طاقت اور رعب کے بل بوتے پر' اور اس کے عوض انہیں کچھ نہیں دیتا' اسی طرح اگر ہماری حکومت عوام کی جان و مال کی حفاظت کرنے میں ناکام رہی ہے تو حکومت کے لیے یہ ٹیکس جائز نہ ہوگا۔ آپ دیکھ رہے ہیں اخباروں میں پڑھ رہے ہیں آئے دن چوریاں اور ڈکیتیاں ہو رہی ہیں۔ چوریوں کا یہ سلسلہ ہے کہ جس شخص کی چوری ہو جاتی ہے وہ برآمد نہیں ہوتی۔ ایک غریب شخص اپنی زندگی کی پونجی سے اپنی بچی کے لیے جہیز تیار کرتا ہے اور ایک ہی رات میں وہ چوری ہو جاتا ہے اور پھر کبھی اس کو وہ واپس نہیں ملتا پھر ہوتا یہ ہے کہ جو مدعی ہوتے ہیں جو مظلوم لوگ ہوتے ہیں وہ چوروں کے ساتھ بات کرتے ہیں۔ ان کے جو ٹھیکے دار چور ہوتے ہیں ان کے ساتھ ملتے ہیں انہیں چونگا دیتے ہیں۔ چونگا دینے کے بعد وہ چوری کا مال واپس لیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پولیس جو ہے وہ چوری کا مال دلوانے میں ناکام رہی ہے اور چوروں کے جو ٹھیکیدار ہیں وہ چونگا لے کر مسروقہ مال گھوڑی ہو' بھینس ہو' بکری ہو' بیل ہو وہ واپس کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس ملک میں پولیس پر جو اتنا روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ ان کو وائرلیس سیٹ دیئے جا رہے ہیں ان کو گاڑیاں دی جا رہی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ضرور دیں اس سے زیادہ دیں لیکن اس سے کچھ حاصل ہونا چاہیے۔ عوام کو اس کی سہولت ہونی چاہیے۔ لیکن ایسا ملک میں نہیں ہے۔ اب بھی یہ بات ملک میں موجود ہے کہ چوری ہونے کے بعد مال چوری کے ٹھیکیداروں کے ذریعے واپس ہوتا ہے۔ نہ کہ تھانیداروں کے ذریعے سے یہ بات ہمارے اور حکومت کے لیے انتہائی قابل شرم ہے۔ اس پر غور کرنا چاہیے اور ذمہ دار افسران اور اہل حکومت کو یہ بات غور سے سوچنی چاہیے کہ آج کے اس جدید دور میں اگر کوئی شخص اپنا مال لینے کے لیے کسی چوروں کے گروہ کے سردار کو کہتا ہے تو پھر چوری کا مال ملتا ہے۔ اور تھانیدار اس میں ناکام رہتا ہے تو کتنے تعجب کی بات ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ جیسے پاکستان میں ڈاکو انسانوں کو اغوا کرکے لے جاتے ہیں۔ اور اغوا کے بعد وہ جی ایم سید کو کہتے ہیں کسی آئی جی کو نہیں کہتے وہ پیر پگاڑا کو کہتے ہیں' کسی ڈی آئی جی کو نہیں کہتے اور پھر وہ لوگ جا کر ان سے بات کرتے ہیں ان کو پیسہ دیتے ہیں یا ان پر اپنا اثر رسوخ استعمال کرتے ہیں اور اس کے بعد انسان ڈاکوؤں سے چھڑا کر واپس کیے جاتے ہیں۔ یہ کتنی شرمناک بات ہے ہمارے ملک کے لئے' ہماری انتظامیہ کے لئے اور ہماری پولیس کے لیے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ آئے دن پولیس والے اپنی کارروائی کے لیے گولیاں چلاتے رہتے ہیں اور اپنے پیٹ کے لیے وہ طرح طرح کے غلط کام کرتے رہتے ہیں۔ اس وقت بھی پنجاب میں ایسے ڈی آئی جی موجود ہیں جو مرغیوں تک کی رشوت لیتے

ہیں۔ میں ڈی آئی جی کی بات کرتا ہوں کسی کم عہدے کی بات نہیں کرتا۔ ایسے ڈی آئی جی ہیں جو اپنے سپاہیوں سے مرغیوں تک کی رشوت لیتے ہیں۔ آئی جی صاحبان ایسے ہیں کہ جیسے کاغذ کا پتلا بنا کر کسی نے کرسی پر رکھ دیا ہو۔ بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ میں اس کا کیا کروں۔ ایس پی سے بات کرو یا ڈی ایس پی سے بات کرو۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آئی جی صاحبان تو اس لئے ہیں کہ ہماری باتیں سنیں۔ عوام کی شکایات سنیں اس لئے نہیں ہیں کہ ہم ان سے ہدایت لیں کہ ایس پی صاحب کے پاس جائیں یا ڈی آئی جی کے پاس جائیں۔ میں نے ان کے پاس ایک شکایت کی کہ ایک ڈی ایس پی نے 16 ہزار روپے رشوت لی اور اس نے میرے سامنے یہ چیز تسلیم کی کہ میں دو دن تک یہ رقم آپ تک پہنچا دوں گا - یہی بات میں نے آئی جی صاحب سے کی۔ آئی جی صاحب نے کہا آدمی تو بہت اچھا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص 16 ہزار روپے رشوت لینے کے بعد ایک ایم پی اے کے سامنے اقرار کرتا ہے کہ میں یہ پیسہ واپس کر دوں گا اور آئی جی صاحب کے ریمارکس یہ ہیں کہ وہ آدمی بہت اچھا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس پولیس کا کیا کرنا ہے اور اس پولیس کا کیا فائدہ ہے اور ہم ان کو گاڑیاں اور وائرلیس سیٹ دے کر کیا لیں گے۔ اور کروڑہا روپیہ ان پر خرچ کر کے کیا کریں گے۔ پیسہ ضرور خرچ کریں۔ خدارا میں انتظامیہ سے اور اہل حکومت سے اور بااقتدار لوگوں سے گزارش کروں گا کہ تمام مراعات ان کو دیں لیکن ان سے Response ضرور لیں۔ Out put کچھ نہ کچھ ضرور نکلنا چاہیئے۔

اب میں تعلیم کی طرف آتا ہوں کہ ملک کا بے تحاشا پیسہ تعلیم پر خرچ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب' آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: لیکن جو لوگ بات کرنے سے رہ گئے اس کی ذمہ داری کون قبول کرے گا وہ تو پھر مجھے کہیں گے کہ آپ نے ہمیں وقت نہیں دیا۔

چودھری اصغر علی گجر: صرف دو منٹ دے دیں اس سے زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

جناب سپیکر: لیکن آپ کو بیٹھنا پڑے گا جب تک سیشن ختم نہ ہو جائے۔ اور جو صاحبان پہلے بات کر لیں گے ان پر یہ اخلاقی ذمہ داری ہے کہ جس وقت تک آخری مقرر تقریر نہیں کر لیتا وہ ہاؤس چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ جو صاحبان پہلے بات کریں گے وہ اس بات کو Commit کریں گے کہ وہ

بیٹھے رہیں گے۔

چودھری اصغر علی گجر: میں حکومت کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ 28 اکتوبر 1986ء کو دو نوجوان طلباء کو شاہین فورس نے قتل کر دیا تھا اور اس پر وزیر اعلیٰ نے ہائیکورٹ کا ایک جج مقرر کیا تھا کہ اس کی انکوائری کی جائے۔ پولیس والوں کو معطل کیا جائے۔ وہ انکوائری ہو چکی ہے۔ اس کے بعد میں اہل حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس چیز کا نوٹس لیں اور جو انکوائری ہوئی ہے اس کو برسرعام لائیں اور جو کچھ سفارشات کی گئی ہیں ان پر عمل کیا جائے۔ تاکہ انجینئرنگ یونیورسٹی کے ان جوانوں کے قتل کا حساب لیا جاسکے۔

میں یہ گزارش کروں گا کہ تعلیم پر بے تحاشا پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ ایسا ہونا چاہیے کیوں کہ ہمارا تعلیمی معیار گر رہا ہے۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ تعلیم پر پیسہ خرچ کرنے کے بعد جب لوگ پڑھ لکھ جاتے ہیں پڑھنے کے بعد جب لوگ سی ایس پی، پی سی ایس بن جاتے ہیں، تھانیدار بن جاتے ہیں تحصیل دار بن جاتے ہیں اے سی بن جاتے ہیں تو ان کے خلاف پبلک کو شکایات کیوں ہوتی ہیں۔ ایک شخص پڑھا لکھا ہونے کے باوجود، جب کہ ہم اس کی تعلیم کا بندوبست کرتے ہیں اور تعلیم پر کروڑوں روپیہ خرچ کرتے ہیں اور پڑھانے کے بعد ان کو اے سی بنا دیتے ہیں اور جب وہ اے سی بن جاتا ہے تو اس کی گردن میں لکڑی اٹک جاتی ہے اور اس کی گردن اس طرف نہیں مڑتی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ دراصل بنیادی طور پر ہماری تعلیم میں نقص ہے۔ تعلیم حاصل کر لینے کے بعد کوئی شخص بہترین شخص نہیں بن سکتا تا آنکہ اس شخص کی تربیت درست نہ ہو جائے۔ ہمیں تعلیم کے طریق کار کو تبدیل کرنا پڑے گا۔ اس کو ہم اس طریقے سے اپنائیں تاکہ ہمارے افسران یا ہمارے بھائی جو پڑھ کر آگے آتے ہیں وہ عوام کے حاکم نہ بنیں بلکہ ان کے خادم بنیں۔ لوگوں کو ان کے پاس آنے سے فرحت محسوس ہو اور ان کو یہ محسوس ہو کہ ہمارے کام ہو رہے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بنیادی طور پر ہماری تعلیم میں نقص ہے۔ ہمیں اس نقص کو دور کرنا چاہیے۔ نظام تعلیم کو تبدیل کرنا چاہیے اور ہمیں نظام میں بنیادی تبدیلیاں لانی چاہئیں۔ تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے یہ سوچ بچار کرنی چاہیئے کہ اس نظام تعلیم میں کون سی بنیادی تبدیلیاں کی جائیں کہ ہمارے بچے ڈکیت نہ بنیں۔ چور نہ بنیں تاکہ ہمارے پولیس والے لوگوں کو قتل نہ کرتے پھریں جب ہم تعلیم کے اس معیار کو تبدیل کریں گے تو انشاء اللہ آئندہ جو بچے پڑھ کر آئیں گے وہ بہترین پولیس افسر ہوں گے وہ بہترین سی ایس پی افسر ہوں گے اور وہ بہترین حاکم ہوں گے۔

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر! ہر کسی کا حق لینا بھی غلطی ہے۔ معزز رکن دوسروں کا حق لے رہے ہیں۔ یہ بھی غلطی ہے۔

جناب سپیکر: جناب غلام صابر انصاری

(حاجی غلام صابر انصاری ہاؤس میں موجود نہیں تھے)

جناب سپیکر: جناب چودھری غلام رسول صاحب

(چودھری غلام رسول صاحب ایوان میں حاضر نہیں تھے)

جناب سپیکر: محترمہ ڈاکٹر شیلا بی چارلس

DR. SHELA B. CHARLES: Sir, may I have the leave of the house to speak in English. I would express my feelings better in English than in Urdu.

جناب سپیکر: مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن معزز اراکین سنجیدہ نہیں رہ سکیں گے۔ آپ ٹھیک اردو بول سکتی ہیں۔

بیگم ذکیہ شاہنواز: جناب سپیکر! ان کو انگریزی میں بات کرنے دیجئے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ قومی اسمبلی میں انگریزی میں بھی بات ہوتی ہے اردو میں بھی۔

جناب سپیکر: تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ارشاد فرمایئے۔

DR. SHELA B. CHARLES: Thank you, Mr. Speaker, I may congratulate you for giving me a chance to speak in English. I congratulate also Chaudhri Mumtaz Hussain, the Finance Minister for giving such a balanced budget for 1987-88 in such a difficult time. The sentiments show that he had a lot of regards for the poor and the needy and Mr. Speaker, in this whole affair the main hand is of our Chief Minister, Mian Muhammad Nawaz Sharif, who is a very talented, genius and has a lot of energy to help us in our difficulties. He has allocated a lot of

funds under supervision for the Development Programme of 1987-88. Mr. Speaker, I would say that due to the Finance Minister we are going to have a lot of roads constructed in the villages and the Basic Health Units for the rural areas. Those were very much neglected. At the same time the industries in the Punjab, they are the doing of the Chief Minister and also it is the doing of the present Muslim League Government. I would say, in the previous Government the Prime Minister, the Government itself had said that they have given a lot of things to the poor people like ROTI-KAPRA-MAK'AAN, but I think the implementation is done by the present Muslim League Government.

Mr. Speaker, now I come to the budget for 1987-88. the total amount allocated for education, health, rural development, construction of roads in villages and village electrification is rupees 4,60,000,00,00/-.

So far as education is concerned, the government has allocated a sum of Rs. 5,58,000,00,00/- which is a substantial amount and is a paramount need of the country. Sir, the government has also created 20,000 posts for the teachers in Punjab. I would request that there should be a special quota for the minorities out of these 20,000 posts because the minorities have a large representation in Punjab. I would further request that the teachers should be selected districtwise quota system, reserved for the minorities, by the selection Committees.

Now, I come to Maktab Schools. The Finance Minister has declared in his speech that there should be 1,462 new Maktab Schools. My request is that there should be Church Schools in Punjab for the minorities so that their children have also a chance to get Religious education and training. Mr. Speaker, I feel that the schools which have been nationalised should be de-nationalised. We do agree that the government should nationalise schools but, I think, the private properties of these schools should be returned to their owners so that they can open new schools because the previous government has ruined the standard of education by nationalising those schools as also their discipline.

The Prime MInister, Mr. Muhammad Khan Junejo on the 5th of December, 1986, had announced in a big gathering of the minorities that all the nationalised schools of the minorities should be de-nationalised but uptil now there has been no implementation of this kind gesture. So, I would once again appeal to the Punjab Government to de-nationalise these schools and return the property to the owners.

In the field of health, I am glad to say, that the Finance Minister has allocated a large amount specially for the Basic Health Units which are being constructed in the rural areas. This is a fact that these Centres were a necessity for the poor people living in the villages. My submission is that the government should fix a quota for the minority. Nurses in the Hospitals so that there is no unemployment amongst the minorities. Besides, I would stress upon it Mr. Speaker, there should be 5% quota for the minorities in the Medical Colleges, medical technicians, dental technicians and dispensaries according to their population.

Coming to the women, I would say that the present Muslim League Government has done a creditable job by giving special attention to women problems. This is the only government which has given special attention towards the welfare of women and has allocated a subtantial amount of Rs. 6,65,000,00,00/- for the training of women in polytechnic, handcraft, computer, poultry, cooking and gardening. It is my request that some of these institutes should be constructed in the villages where Christian population is of the maximum so that the women.belonging to the minority community can have their benefit.

Then, coming to Agriculture, I would say that the Punjab Government has given a lot of compensation to the Districts of Gujranwala,Sheikhupura and Sialkot where the wheat crops have been ruined by the recent rains. I would like to bring to the notice of the Government that there are two Cristian Villages in Sheikhupura Disctict, namely, Yanchana Abad and Martinpur. which suffered very heavily does to the past rains. I request that these two villages should be given compensation euqal to that which has been given to other affected districts.

Now, I come to the Developmet Fund. Sir, the Development Fund is given to every Member for development in his constituency but in Punjab the minorities have been given development fund without any constituency and as such, they represent the whole of Punjab. I would request that the minority Members should be allowed to use the development funds in the whole of Punjab accordng to their choice.

Coming to the Housing Schemes, I would request that the Government should give seven and three-marla schemes to the minorities also. Wherever the minorities are sitting at present,they should be alloted those places.

Finally I come to the Police Department. I am grateful to the present Governement that they have given quota system to the minorites in the Police but this quota is meant only for the low ranking police officials. I would request that for the high ranks Police Officers of minorities also, the government should reserve at least 5% quota.

MR. SPEAKER: Doctor Sabiba please take notice of your time. It is almost finished.

DR. SHELLA B.CHARLES: Only two minutes more, Sir.

Mr. Speaker, the Federal Government had allocated two crores of rupees, during the last year, for the minorities which they could utilize for orphans, widows and the disabled. But, in Punjab, no such fund has been allocated for the minorities. This year also, the Federal Government has allocated five crore of rupees for the minority fund. I would request the Government that, considering the difficulties and hardships of the minorities in Punjab, they should also allocate special fund for the minorities so that they could help their orphans, widows and the disabled.

In the end, Mr. Speaker, I would like to thank you for having given me time. Thank you very much.

جناب سپیکر: جناب ممتاز احمد قیانہ صاحب' جناب نعیم حسین چٹھہ صاحب۔

چودھری نعیم حسین چٹھہ: جناب والا! کافی دنوں سے پنجاب کے میزانیہ 88- 1987ء پر بحث چل رہی ہے جس میں حزب اختلاف کے چند ممبران نے اسے خسارے کا بجٹ کہہ کر اس کا نمایاں طور ذکر کیا ہے۔ میں سب سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میری دانست میں ترقی پذیر ملک میں خسارے کا بجٹ یقیناً خوش آئند ہوا کرتا ہے۔ اس سے حکومت کی نیت اور ارادے کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ عوام کی خوشحالی اور علاقہ کی ترقی کے لیئے کیا کچھ کرنا چاہتی ہے۔ اس لحاظ سے یقیناً ڈویلپمنٹ زیادہ ہوتی ہیں جس پر اخراجات زیادہ ہوتے ہیں اور آمدنی تھوڑی ہوتی ہے۔ اس طرح آمدنی تھوڑی اور خرچے کی زیادتی کے درمیان جو فرق ہے وہ خسارہ کہلاتا ہے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ خسارے کا بجٹ ہونا کوئی بری بات نہیں ہے بلکہ نہایت مستحسن اور اچھی بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے پاکستان کے سارے صوبوں نے تقریباً خسارے کے بجٹ کا اعلان کیا ہے اور سب نے اس خسارے کو پورا کرنے کے لیے مرکزی حکومت کی طرف رجوع کیا ہے اور مرکز نے اس خسارے کو یا ڈویلپمنٹ فنڈز کو اکٹھا کرنے کے لیے ٹیکس لگائے گئے جس کا ردعمل عوام میں اور عوامی نمائندوں میں ہوا' یقیناً کچھ ٹیکس غلط چیزوں پر لگے' کچھ غلط شرح کے ساتھ لگے جو کہ جناب محمد خان جونیجو صاحب نے جمہوری اقدار کی پاسبانی کرتے ہوئے اور ان کی روایات میں ایک درخشاں باب کا اضافہ کرتے ہوئے اسے انا کا مسئلہ نہیں بنایا اور اسے عوامی نمائندوں اور عوام کی خواہشات کے مطابق واپس لے لیا اور اس میں کافی حد تک ٹیکس واپس لے لئے اور کافی ٹیکسوں کی شرح میں کمی کر دی گئی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت ہی احسن اور مستحسن بات ہے کہ انہوں نے عوام کے جمہوری نمائندہ ہونے کی وجہ سے عوام کی خواہشات کا احترام کیا ہے اور میں یقیناً انہیں بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ اس کے بعد پنجاب حکومت نے ان کے کہے ہوئے سادگی اور کفایت شعاری کے درس پر جس طرح فوری طور پر ردعمل کیا اور عمل شروع کیا اس کے لیے یہ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس کے علاوہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری جو ذمہ داریاں ہیں تو حقوق مانگنے کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ ذمہ داریاں بھی پوری کرنا ہونگی لوگ اپنے لئے اگر اور مراعات اور سہولیات چاہتے ہیں تو اس کے لیے ان کو کچھ ٹیکس بھی دینا ہونگے اور ٹیکسوں کی ادائیگی اور ان کی Levy کے لیے ایک خاص حکمت عملی کو اپنانا ہوگا اس میں یقیناً یہ بات ہے کہ غریب عوام کو اس میں بالکل محفوظ رکھا گیا کہ اس پر کوئی مزید بوجھ نہ ڈالا جائے اور غریب متوسط طبقہ کو مضبوط بنانا دراصل پاکستان کو مضبوط بنانا ہے۔ اور ہمیں ان پر اس

قسم کے ٹیکس لگانے چاہییں جس سے غریب طبقے پر بوجھ نہ پڑے اور اس کی مثال پنجاب حکومت نے نہایت اچھے طریقے سے دی ہے کہ انہوں نے ٹوکن فیس اور اسلحہ فیس میں اضافہ کیا ہے اور یقیناً یہ چیزیں کسی لحاظ سے بھی بنیادی ضروریات میں شامل نہیں ہوتیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اسی پالیسی کو اپناتے ہوئے تعیشات اور فضولیات جیسی اشیاء پر ٹیکس لگانا چاہیئے نہ صرف کہ ان کو مستثنیٰ رکھا جانا چاہیے تو اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ جناب والا! معاشیات کے اصول کے مطابق ہمیں چاہیئے کہ ان اصولوں پر کاربند رہتے ہوئے ہماری جو موجودہ اور محدود قسم کی آمدنی ہے اس کی نگرانی صحیح کی جائے اور اس کا مصرف صحیح کیا جائے اور جب ٹیکس evasion ہوتا ہے اس وقت پروسیجر اس طرح کا اختیار کیا جائے کہ آئندہ ٹیکس evasion نہ ہو اور ٹیکس چور چوری نہ کرسکے اور جو ہم ٹیکس وصول کر لیتے ہیں ان کا مصرف بہترین طریقہ پر ہو اور اس سے جس چیز کی ہم ڈویلپمنٹ کرتے ہیں وہ صحیح طریقے سے کی جائے اور جس چیز پر ہم آج ٹیکس لگاتے ہیں اس پر ہمیں دوبارہ ٹیکس نہ لگانا پڑے تو اس سے ہماری بچت ہوگی۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ نیشن بلڈنگ ڈیپارٹمنٹس جن میں رشوت خوری' بددیانتی اور نااہلی ہے اس میں بھی خاص طور پر نگرانی کرتے ہوئے وہاں رشوت اور بددیانتی کو روکنا چاہیے اور اس میں معیار کو زیادہ سے زیادہ بہتر کرنا چاہیئے اور ہمیں ایک ہی چیز پر بار بار ٹیکس نہیں لگانے چاہییں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ کارپوریشنیں اور وہ ادارے جو خسارے میں چل رہے ہیں وہ یقیناً عوام پر بوجھ ہے انہیں فوری طور پر بند کر دینا چاہیے وہ یقیناً سفید ہاتھی ہیں اور وہ عوام کا خون چوس رہے ہیں اس لیے انہیں فوری طور بند کر دینا چاہیے۔ جناب والا! ہمارے ہاں رشوت کا جو بازار گرم ہے اگر ہم اسے بھی روک دیں تو اس سے غریب عوام کے پیسے بچیں گے اور یہ پیسے ان کے لیے خوشحالی کا باعث بنیں گے اور یہ لعنت بھی یقیناً ختم ہو جائے گی۔

میں کچھ اور تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ اس سے عوام کی خوشحالی میں اضافہ ہوگا اور ملک بھی ترقی کرے گا اور ایک تو یہ ہے کہ جناب والا! ہمیں خسارے والی چیز سے پرہیز کرنا ہوگا ایک چیز جو میں محسوس کرتا ہوں کہ مڈل مین پرافٹ Profit جو ہر شعبے میں ہے اور وہ ہے Growers اور Consumers کے درمیان کیونکہ Consumer تو بہت کچھ ادا کرتا ہے مگر Grower کو کچھ نہیں ملتا اور درمیان میں ایک آدمی بیوپاری کے نام سے ہوتا ہے کہ جب Grower ایک چیز کو دس روپے میں بیچتا ہے تو بیوپاری اسے لے کر جب Retailer کی صورت میں Consumers کو دیتا ہے تو وہ اسی دس روپے میں لی ہوئی چیز کو پچاس ' ساٹھ' روپے میں فروخت کرتا ہے اسطرح سے Consumer کو بھی

بوجھ اٹھانا پڑتا ہے اور Growers کو کچھ نہیں ملتا لہٰذا ہمیں اس طریق کار کو آسان بناتے ہوئے اس پر خاص خیال رکھنا ہوگا کہ ہم مڈل مین کو اس میں سے نکال سکیں تاکہ وہ کسی قسم کی بھی کوئی بدعنوانی نہ کرسکے۔ تو جناب والا! غیر ترقیاتی اخراجات کو فوری طور ختم کر دینا چاہیے اور ہمارے جو پہلے ٹیکس لگے ہوئے ہیں ان کی وصولی اور ان کے مصرف پر بہتر اصلاح کرنی چاہیے۔

اس کے ساتھ میں جناب والا! آپ کے توسط سے اپنے علاقے کے متعلق چند تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ اس کے متعلق ایک تو یہ ہے کہ میرے ضلع کے متعلق تو نہیں ہے۔ بیگم کوٹ موڑ پر دو' تین شاہراہیں ملتی ہیں جو سرگودھا' جھنگ اور فیصل آباد کو جاتی ہیں وہاں پر اتنی ٹریفک ہے کہ وہاں پر ٹریفک جام ہونا شروع ہو جاتی ہے تو اس بارے میں میری یہ تجویز ہے کہ جو کھجوروں والی سڑک ہے اس کے سامنے دریا راوی پر ایک پل بنایا جائے تاکہ لوگوں کو آمدورفت میں سہولت ہو اور ٹریفک کا پریشر جو پہلے پل پر ہے اسے کم کیا جاسکے۔ اس کے ساتھ ہی بیگم کوٹ موڑ اور شاہدرہ موڑ کے درمیان جو سنگل روڈ ہے حالانکہ ان کے آس پاس ان کو ملانے والی دونوں طرف ڈبل سڑک بھی ہے لیکن ان کے درمیان ایک دو میل کا جو ٹکڑا ہے یہ سنگل ہے وہاں پر بھی ٹریفک کو بہت تکلیف ہوتی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اسے بھی فوری طور پر ڈبل کیا جانا چاہیئے۔

اس کے علاوہ ایک اور بات میں جناب وزیر خزانہ اور وزیر منصوبہ بندی کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ میں چالیس ہزار افراد پر مشتمل نو' دس گاؤں ہیں۔ جناب وزیر آبپاشی پنجاب موقع پر ملاحظہ کرچکے ہیں کہ وہاں پر ایک راجباہ کے پانی کا لیول گر گیا ہے اور اس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو نہری پانی میسر نہیں ہوتا تو لہٰذا اس کے ہیڈ بدلنے کا کیس ہے۔ جسے محکمہ انہار کے انجینئر صاحبان اور وزیر آبپاشی نے خود ملاحظہ کرکے کیس بنا کر بھیجا ہے جس کے لیے 28' 30 لاکھ روپے کی رقم درکار ہے وہ چیئرمین پی اینڈ ڈی کے پاس پڑا ہے۔ جس سے چالیس ہزار افراد کو فائدہ پہنچے گا تو میں وزیر خزانہ اور وزیر منصوبہ بندی سے یہ التماس کرونگا کہ وہ چیئرمین پی اینڈ ڈی کو ہدایت کریں کہ ہمارے اس راجباہ کو جس کا کیس چیئرمین پی اینڈ ڈی کے پاس پڑا ہے اسے اے۔ڈی۔پی میں شامل کیا جائے اور ان چالیس ہزار افراد کی محرومیوں سے نجات دلائی جائے اور ان سے دعائیں لی جائیں۔ اس کے ساتھ جناب والا! ایک قادر آباد بلوکی لنک روڈ ہے جو کہ بڑی اہم ہے یہ اس اے ڈی پی میں آئی ہے لیکن اس کے لیے بہت کم فنڈز دیئے گئے ہیں اور اس سڑک کی توسیع کرکے اسے مانوالہ روڈ سے لاہور روڈ تک ختم کیا گیا ہے اس کے لیئے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں شرق پور اور جڑانوالہ روڈ تک

توسیع کی جانی بہت ضروری ہے اور اس کے لیے مزید رقم فراہم کی جائے یہ بھی مفاد عامہ کے لیے بہت مفید ہوگا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: میاں ریاض حسین پیرزادہ

میاں ریاض حسین پیرزادہ (بہاولپور-6) : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! روایتاً" اس سال بھی 88-1987ء کے بجٹ پر تنقید و تعریف ہوتی رہی اور مختلف اراکین اسمبلی نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جناب والا! میں ان تعریف و تنقید پر تو نہیں جانا چاہتا وقت کی کمی کی وجہ سے چند Technicalities پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ 88-1987ء کا بجٹ اس لئے مستحسن اور قابل ستائش ہے کہ یہ جناب وزیر اعظم کے پانچ نکاتی پروگرام کی روشنی میں بنایا گیا ہے اور یقیناً وزیر خزانہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جناب والا! سب سے پہلی جو چیز میں آپ کے سامنے پیش کرونگا وہ اس بجٹ کا پیش کرنا ہے جو پاکستان میں پہلے مارچ میں پیش ہوا کرتا تھا ہندوستان میں بھی مارچ میں پیش ہوتا ہے بنگلہ دیش میں بھی مارچ میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور امریکہ میں جون میں اس لیے پیش کیا جاتا ہے کہ Agricultural Output یا فصل کی کاشت کے بعد حسابات جب مکمل ہوجاتے ہیں اور ایگریکلچر سے منسلک ممالک میں سب سے زیادہ اہمیت کی بات یہی ہے کہ یہ بجٹ پاکستان میں اسلئے مارچ میں آنا چاہیے کہ ہماری کاٹن کی فصل اور گندم کی فصل کی tentative yield کا پتہ لگنا شروع ہو جاتا ہے کہ ہماری کتنی Output ہوگی اور چاول کی فصل ہم برداشت کرچکے ہوتے ہیں۔ صدر ایوب خان صاحب کے وقت میں جب بجٹ پیش ہوا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم اس وقت کاٹن یارن امپورٹ کرتے تھے گندم امپورٹ کرتے تھے اسلئے غیر ملکی کرنسی کا توازن برقرار رکھنے کے لیئے اور ان کی ادائیگیوں کے لے یہ بجٹ جون میں پیش کیا جانا شروع ہوا اور اس کی یہ وجہ بھی تھی کہ اس وقت چونکہ فصل خراب ہونی شروع ہوئی اسلئے اس بجٹ کو تیس جون کو پیش کرنا پڑا تھا لیکن آج پاکستان میں جبکہ فصلیں اپنی Peak پر جا رہی ہیں اور زمیندار ترقی کر رہے ہیں اسلئے ضروری ہے کہ یہ بجٹ مارچ میں پیش کیا جانا چاہیے کیونکہ زمیندار جس کو ہمیشہ تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ جناب والا! زمیندار تو وہ طبقہ ہے جس کی فصل چرند، پرند، کیڑے مکوڑے انسان اور حیوانات سب کھاتے ہیں اور تاجر طبقہ کے متعلق مشہور ہے کہ تاجر کے سر پر تاج یہ جناب والا پرانی کہاوت ہے بجٹ جب جون میں پیش ہوتا ہے تو اس وقت زمیندار گندم کی کٹائی کے بعد کاٹن کی بجائی اور چاول کی بجائی میں مصروف ہوتا ہے تو وہ

کھاد، بیج، تیل غرضیکہ وہ چیزیں جن پر بجٹ میں ٹیکس لگتا ہوتا، اور جن کو چھوٹ ملنی ہوتی ہے وہ سب منگی فروخت کی جاتی ہیں تو زمیندار کو اس کا بڑا نقصان ہوتا ہے جناب یہ 85 فیصد کا مسئلہ ہے جناب والا! یہ وقت آگیا ہے کہ اگر آپ نے زمیندار کی امداد کرنی ہے یا زمیندار کا خیال رکھنا ہے تو حکومت کو یہ بجٹ مارچ میں پیش کرنا چاہیے۔ اور میں آپ کے توسل سے یہ عرض کرونگا کہ زمیندار کو استحصال سے بچانے کے لیے اور زمینداروں کی تکالیف کو دور کرنے کے لیے اور ان کو بنکوں کے قرضوں سے نجات دلانے کے لیے آپ کو یہ بجٹ مارچ میں پیش کرنا چاہیے۔

جناب والا! وزیر اعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو نے یہ پہلی مرتبہ انقلابی اقدام کیا ہے کہ انہوں نے عوام کی خواہشات کے مطابق بجٹ میں ترمیم کی اور اس میں سب سے زیادہ زور جو دیا کفایت شعاری کی مہم پر دیا۔ اس کا اصل مقصد Minimum honest expenditure and maximum out put ہے۔ جناب والا! جب کفایت شعاری کی بات ہوئی ہے تو اس کے لیے یہ لازمی ہے کہ جو مراعات کسی کو حکومت دیتی ہے یا جو جس چیز کا مستحق ہے تو وہ اس کا اتنا ہی پابند رہے جہاں افسران کی کاروں پر پابندی لگی وہاں پر دفتروں میں بھی یہ چیک کرنا چاہیے جس طرح مرکز میں ایک احتساب کمیٹی قائم ہے اسی طرح پنجاب میں بھی ایک احتساب کمیٹی ہونی چاہیئے جو دفتروں میں جا کر دیکھے کہ آیا ناجائز ایئرکنڈیشنر تو نہیں چل رہے۔ جو افسر Authorised ہے اسی کو وہ سہولت ملنی چاہیے۔ جو اس کا Authorised نہیں ان سے یہ سہولت واپس لینی چاہیے۔ میں اس لئے نہیں کہہ رہا کہ میں کسی طبقے کی مخالفت کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! میں تو یہ کہوں گا کہ آپ تنخواہ دار طبقہ کو مراعات دیتے ہیں وہاں پر ان کو انکم ٹیکس کی بھی چھوٹ دی جائے۔ اگر بنگلہ دیش جیسا ملک یہ دنیا کی واحد مثال ہے کہ بنگلہ دیش ہی وہ واحد ملک ہے جہاں انکم ٹیکس تنخواہ دار طبقہ پر نہیں لگتا۔ میں یہ کہوں گا کہ افسران پر اتنی کڑی نظر رکھیں ان کے کام کو دیکھیں اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے یہ ٹھیک ہے کہ عوامی نمائندے کا احتساب ہر پانچ سال کے بعد عوام خود کرتی ہے اور عوامی نمائندے کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ گورنمنٹ کے تمام محکموں پر کڑی نظر رکھے لیکن جہاں ان کے حقوق کا مسئلہ ہے وہاں ان کا تحفظ کرنا چاہیے جناب والا! سب سے پہلے احتساب عوامی نمائندوں کا بھی ہونا چاہیے کہ کیا ہم بھی اپنے فرائض منصبی نباہ رہے ہیں یا نہیں۔ لیکن اسکے ساتھ سب سے بڑی قدر سب سے بڑی چیز انسان کا عمل اور کردار ہے۔ انسان یا کوئی ملک یا قومی لیڈر جس کا عمل اور کردار نیک ہوگا وہی نیک نام ہوگا۔ دنیا میں بڑے سے بڑے

لوگ پیر فقیر پیدا ہوئے اس ہاؤس میں آج بھی ان کی اولاد صرف اپنے بزرگوں کے کچھ نیک عمل اور نیک کردار کی بنیاد پر منتخب ہوتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ہمارے وزیر صحت ہم سب ان کے ممنون ہیں کہ وہ ہمیں ملتے نہیں لیکن وہ بھی پیر خاندان سے ہیں۔ میاں صاحب اویسی صاحب بھی اس ہاؤس میں موجود ہیں جو ایک پیر خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ان کے بزرگوں کے نیک عمل اور کردار کی وجہ سے یہ لوگ آج اس ہاؤس میں موجود ہیں۔

جناب والا! میں آپکی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ عمل اور کردار پر زیادہ زور میں اس لیئے دینا چاہتا ہوں کہ ابھی حال میں وزیر اعظم نے جب کفایت شعاری کی مہم کا اعلان کیا کچھ ہمارے مشیر وزراء سائیکلوں پر آئے۔ کچھ رکشاؤں پر آئے اس کا یہ حشر نہ ہو کہ جس طرح پہلی حکومت میں کچھ انقلابی اقدام اٹھائے گئے مگر اس پر پابندی نہ کی گئی۔ جناب والا! میں آپکو ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ افسران کو جہاں ان کو اتنی مراعات ملتی ہیں وہاں پر ان کا احتساب بھی مکمل ہونا چاہیئے۔ اس سے پہلے کہ میں کسی کا ذکر کروں سب سے پہلے انٹی کرپشن کمیٹیاں جو صوبہ میں بنائی گئیں جن کا آج تک کوئی ردعمل محسوس نہیں ہوا۔ جب تک ہم ضابطہ فوجداری کی دفعہ 197 کی ترمیم نہیں کریں گے اس وقت تک ہم احتساب کے عمل کو آگے نہیں بڑھا سکتے۔ جب بھی کسی افسر کے خلاف کوئی کیس یا شکایت آتی ہے تو اسکو دفعہ 197 ضابطہ فوجداری کے تحت یہ پروویژن ہے کہ اس کے لیے حکومت سے اجازت لینی پڑتی ہے۔ اس وقت تک اسکے خلاف کارروائی نہیں ہوسکتی۔ اس لیے عوامی نمائندوں کو جہاں اختیار ہے کہ وہ چیک کریں اسی طرح عوام کو یہ اختیار دینا چاہیے۔ یہ پابندی ہٹالی جائے۔ عوام خود ہی ان کا احتساب کریں کیونکہ عوامی نمائندوں کا احتساب جو عوام کرتی ہے تو عوام کو یہ حق ہونا چاہیے کہ وہ اپنے افسران کا بھی احتساب کرسکیں۔

جناب والا! اگر وقت کی قلت نہ ہوتی تو میں یہ سیکشن آپکو پڑھ کر سناتا لیکن افسوس وقت کی قلت کی وجہ سے میں اسے نہیں پڑھ سکتا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: چودھری ارشاد علی صاحب

چودھری ارشاد علی (اوکاڑہ۔ 4) : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں اور میرے ساتھی آپکے بے حد ممنون ہیں کہ آپ نے طبیعت کی ناسازی کے باوجود اسمبلی کی کارروائی کو زیادہ سے زیادہ وقت دیکر احسن طریقہ سے انجام دیا ہے۔ نہ صرف آپ کا یہ جذبہ فرض شناسی ہے بلکہ میں یہ سمجھتا

ہوں کہ یہ آپکا گہرا دلی لگاؤ ہے جو آپ اراکین اور اسمبلی کے معاملات کے ساتھ رکھتے ہیں۔

جناب والا! میں اپنے خوبصورت اور خوب سیرت وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جن کی سرکردگی میں ہمارے وزیر خزانہ جناب چودھری ممتاز حسین صاحب نے پنجاب کی جناب سے بہترین بجٹ پیش کیا۔ وہ یقیناً ان تھک جوان ہمت اور محنتی ہیں اور یہ بجٹ انکی ان صفات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب والا! اسی موقع پر اگر میں سید ذوالفقار علی شاہ صاحب سیکرٹری فنانس اور ان کے ماتحت عملہ کو خراج تحسین پیش نہ کروں تو یہ زیادتی ہوگی جنہوں نے ہمارے وزیر خزانہ کی معاونت فرمائی۔

جناب والا! اس بجٹ میں اگر نظر دوڑائی جائے تو یہ نظر آتا ہے کہ اس میں ایک بہت بڑا حصہ تعمیر و ترقی کے لے مختص کیا گیا ہے۔ لیکن میں معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں جب ہم مشاہدہ کرتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ جتنا بجٹ ہے اس کا نصف حصہ ہمارے حق میں آتا ہے۔ اس کی نشاندہی میں واضح الفاظ میں کمشن کی لعنت کی طرف کرتا ہوں۔ جناب والا! یہ کمشن کی لعنت ایسی ہے جس کو ہر شخص جانتا ہے۔ جب ہم نجی محفلوں میں یا اجتماعات میں جاتے ہیں تو ہمیں یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کیا آپ لوگ یہ نہیں جانتے ؟ کیا آپ کو یہ نہیں علم ؟ کہ کمشن کتنا وصول کیا جاتا ہے۔ اگر ہم انکار کرتے ہیں تو ہمیں یہ خوف ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور بھی ہمیں پیش ہونا ہوتا ہے۔ اگر ہم اس کا اقرار کرتے ہیں تو پھر اپنی خامیوں کی طرف نظر دوڑانا پڑتی ہے۔

جناب والا! گزشتہ دو سال کا اگر مشاہدہ کیا جائے تو اس سے ہمیں بہت مایوسی ہے کہ کمشن کی شرح آج تک کم نہیں ہوسکی بلکہ اس میں اضافہ ہوا ہے۔ جناب والا! میں اگر مختلف محکموں کا ذکر کروں تو شاید اس میں زیادتی ہوگی اور وقت بھی بہت کم ہے لیکن میں ایک چھوٹے سے محکمے کا ذکر کروں گا یہی دیہی ترقی کا محکمہ ہے اس میں ہماری اس سال کی ایم پی اے صاحبان کی خصوصی جو گرانٹ تھی وہ پانچ لاکھ تھی اور اسی طرح ایم این اے کی جو خصوصی گرانٹ جو گزشتہ سال کی بھی تھی وہ اسی سال میں خرچ ہوئی اس طرح ان سب کا اگر آپ تجزیہ کریں اور اس میں یہ دیکھیں تو میرے جیسے علم میں لایا گیا ہے اس کا دو فیصد ٹینڈر کا ہے۔ دو فیصد فائنل بل کرنے کا ہے۔ 6 فیصد ایک شخص اس کا وصول کرتا ہے۔ اس کا حساب لگائیں تو 30 لاکھ کے قریب صرف اوکاڑہ ضلع کا کمشن بنتا ہے۔ اور اسی طرح ڈیڑھ فیصد آڈیٹر صاحب کا۔ ڈیڑھ فیصد اکاؤنٹنٹ صاحب کا۔ ایک فیصد ہیڈ کلرک صاحب کا اور مختلف جو دوسرے صاحبان ہیں اگر ان کا حساب لگایا جائے تو یہ میں 20 فیصد

سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ جب ٹھیکے دار کا حساب لگائیں تو 25 فیصد وہ اپنا رکھتا ہے۔ اس طرح 50 فیصد ہمارا تعمیر و ترقی کا بجٹ ان لوگوں کی نذر ہو جاتا ہے اور بمشکل ہمارے ہاتھ 50 فیصد آتا ہے۔

جناب والا ! آپکی وساطت سے میری یہ التماس ہے کہ اس پر غور کیا جائے اور اس لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ہمیں سخت کارروائی کرنی چاہیئے۔

جناب والا! میں اپنے گاؤں کے ایک چھوٹے سے مسئلے کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ وہاں پینے کے پانی کی سکیم دی گئی ہے۔ لیکن وہاں کی آبادی انہوں نے 1986ء کے تحت 4968 بتائی ہے۔ جبکہ ٹیکی بنانے کے لیے پانچ ہزار کی حد رکھی گئی ہے۔ وہ آبادی کی ہے اور اس میں صرف بتیس نفوس کم ہیں۔ نہ معلوم' انہیں کسی نے بتا دیا ہے کہ 86 کے بعد 87 تک وہاں بتیس افراد کا بھی اضافہ نہیں ہوا۔ شاید یہ ٹیکی 86 یا 87 کے لیے بنے گی اور آئندہ سالوں میں یہ استعمال نہیں ہوگی۔ حضور والا! صرف بتیس نفوس کی کمی کی وجہ سے وہ منصوبہ ترک کیا جا رہا ہے۔ میری التماس ہے کہ اس پر غور کیا جائے۔ یہ منصوبے تو کئی سالوں کے لیے ہوتے ہیں۔ صرف بتیس نفوس کی کمی وجہ سے اس کو ترک نہ کیا جائے۔

جناب والا! کچھ دیگر اخراجات ہیں جو ہمارے خزانے پر بوجھ ہیں۔ اس میں ایک دفتروں کی تجدید و آرائش کا مسئلہ ہے۔ جو صاحب آتے ہیں۔ وہ اپنی مرضی کے مطابق اس کی تجدید و آرائش کرواتے ہیں۔ تیسرے ماہ بعد جب نئے صاحب آتے ہیں تو پہلے کا تمام سازو سامان اور فرنیچر تبدیل کر دیتے ہیں اور اس طرح سے لاکھوں روپیہ ضائع ہو رہا ہے۔ اسی طرح ٹیلی فون کا مسئلہ اور دوسرے اخراجات ہیں جن کی نشان دہی یہاں میرے دوسرے دوستوں نے کی ہے۔ خزانے پر ان کا بھی بہت بوجھ ہے۔ اور اس سے ملک اور قوم کو کچھ حاصل نہیں ہو رہا۔

جناب والا! اپنے حلقے کے ایک اور مسئلے کو یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں جو اس سے تعلق رکھتا ہے وہاں شیر گڑھ فارم ہے۔ کچھ فوجی حضرات اس کا رقبہ حاصل کرنے کے درپے ہیں۔ حالانکہ فوجی صاحبان کے لیے رقبہ مخصوص ہے اور انہیں بارڈر ایریا میں رقبہ دیا جانا چاہیے۔ لیکن ان مزارعین کو بے دخل کرکے کھڑی فصلات پر قبضہ کر لیتے ہیں اور نا معلوم' راتوں رات انہیں یہ رقبے کس طرح الاٹ ہو رہے ہیں۔ میری التماس ہے کہ اس پر غور کیا جائے اور اس علاقے کے غرباء مزارعین کو اس سے بچایا جائے۔ سات مرلہ کا مسئلہ بھی اسی طرح ہے کہ وہاں جتنے فارم ہیں' ان کو نہ تو سابقہ حکومتوں نے پانچ مرلہ میں شامل کیا اور نہ ہی موجودہ حکومت ان کو شامل کر رہی ہے۔ حالانکہ وہ

مزارعین ہیں، بے گھر ہیں، بے زمین ہیں اور وہ سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ ان کو اس میں شامل کیا جانا چاہیئے تھا، لیکن ان کو اس میں شامل نہیں کیا گیا۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب ریاض حشمت جنجوعہ

میاں ریاض حشمت جنجوعہ (جھنگ-6): اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ عزت ماب عالی مرتبت جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ اپنی بات مکمل کرنے کے لیے مجھے چند لمحات کی خیرات دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ عطا کیجئے گا۔

31 ارب 66 کروڑ 6 لاکھ اور 22 ہزار روپے پر مشتمل یہ سالانہ بجٹ جس کو جناب وزیر خزانہ نے 8 جون کو اس ایوان کے سامنے پیش کیا اور جس پر صوبہ پنجاب کے منتخب نمائندے گزشتہ چار پانچ یوم سے بحث کر رہے ہیں۔ زیادہ تر لوگ جناب وزیر خزانہ کے لیے داد و تحسین کی بارش کر رہے ہیں۔ کبھی کبھی ہلکی پھلکی تنقید کی ایک نحیف سی آواز ایوان کے اس گوشے سے اٹھتی ہے تو وہ مبارک سلامت کے شور میں دب کر رہ جاتی ہے۔ جناب سپیکر! پنجاب کا یہ روایتی بجٹ وزارت خزانہ کے افسران نے مرتب کیا اور مطبوعہ شکل میں جناب وزیر خزانہ نے بڑے ادب کے ساتھ بڑے احترام کے ساتھ، بڑی انکساری کے ساتھ اور بڑی کریم النفسی کے ساتھ پیش کیا۔ بجٹ کو پڑھتے وقت ان کے گرنے اور سنبھلنے کا انداز بڑا ہی قابل رحم تھا۔ جناب سپیکر! اپنی بجٹ تقریر میں جناب وزیر خزانہ نے پنجاب کے مقہور و مجبور طبقات، یعنی دہقانوں کا ذکر بڑے دردناک الفاظ میں کیا ہے۔ لیکن ہزارہا صفحات پر مشتمل بجٹ کے اعداد و شمار میں سے وہ ایک صفحہ بھی ایسا پیش نہیں کر سکتے۔ جس میں ان دہقانوں کے حقیقی معاشی مسائل کی نشان دہی کی گئی ہو، یا ان کو حل کرنے کی کوئی کوشش کی گئی ہو۔

جناب سپیکر! میں بھوک اور افلاس کے قیدی ان دہقانوں کا ایک نمائندہ ہونے کی حیثیت سے بغیر کسی ذہنی تحفظ کے یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ موجودہ بجٹ مزدوروں، غریبوں، کسانوں کا بجٹ نہیں، بلکہ یہ مراعات یافتہ طبقوں کی مراعات کو تحفظ عطا کرتا ہے۔ جناب سپیکر! آج سب سے زیادہ مظلوم کاشتکار ہے۔ جو صبح سے لے کر شام تک اپنے بیوی بچوں سمیت کھیتوں میں کام کرتا ہے۔ لیکن کھیت سے اسے اس قدر آمدنی بھی نہیں ہوتی کہ وہ اپنے شب و روز باعزت طریقے سے گزار سکے۔ جناب والا! آپ حیران ہوں گے کہ ایک اپاہج گداگر، جس کے ہاتھ اور پاؤں بھی نہیں ہوتے۔ اگر دن میں دو

چار گھنٹے بھیک مانگے تو وہ سو دو سو روپے بڑی آسانی سے جمع کر لیتا ہے۔ لیکن ایک پورا کاشتکار کنبہ جو صبح سے لے کر شام تک کھیتوں میں مشقت کے دکھ جھیلتا ہے' وہ دس روپے یومیہ بھی نہیں کما پاتا اور جناب سپیکر! یہی حال شہروں کے تنخواہ دار طبقے کا ہے آج سے بیس سال قبل جب سونے کی قیمت 120 روپے تولہ تھی تو اس وقت گزٹیڈ سرکاری افسر کی تنخواہ -/350 روپے تھی جو تین تولے سونے کے برابر تھی اور آج جب کہ سونے کی قیمت ساڑھے تین ہزار روپے فی تولہ ہے۔ گزٹیڈ سرکاری افسر کی تنخواہ ساڑھے سترہ سو روپے ہے۔ یعنی نصف تولہ سونے کے برابر۔ جناب والا! جب ہم سرکاری ملازمین کو بے پناہ اختیارات عطا کرتے ہیں اور اختیارات کے مقابلے میں ان کی تنخواہیں انتہائی قلیل ہوتی ہیں تو یہ لوگ معاشرے میں اپنے رتبہ کو برقرار رکھنے کے لیے اپنے اختیارات کا سودا کرتے ہیں۔ اس لیئے میں یہ گزارش کروں گا کہ تنخواہ دار طبقہ کو تنخواہوں کی ضروریات زندگی کی قیمتوں کے ساتھ منسلک کر دیا جائے اور ضروریات زندگی کی قیمتوں میں' ان کے انڈیکس آف پرائسز میں جس رفتار سے اضافہ ہو' سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں بھی اسی رفتار سے اسی حساب سے اضافہ ہونا چاہیئے۔

جناب والا! اب میں اس بجٹ کے ترقیاتی پہلوؤں کی طرف آنا چاہوں گا۔ زیر بحث بجٹ میں 892 کروڑ روپے کی رقم ترقیاتی مقاصد کے لیے مختص کی گئی ہے۔ یہ کل بجٹ کا صرف 28 فیصد ہے اور باقی 72 فیصد رقوم جو کہ 22 ارب 69 کروڑ 4 لاکھ اور 98 ہزار روپے پر مشتمل ہیں' غیر ترقیاتی اور غیر پیداواری اخراجات کی بھینٹ چڑھا دی گئی ہیں جو کہ صوبے میں ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات کے درمیان پائی جانے والی دوریوں کی ایک انتہائی کریہہ المنظر تفصیل پیش کرتی ہے۔ جناب سپیکر! 892 کروڑ روپے کا ترقیاتی بجٹ اس میں سے 400 کروڑ روپے سرکاری عمارات دفاتر اور رہائش گاہوں کی تعمیر پر خرچ ہونگے اور باقی 500 کروڑ روپیہ صوبہ کی عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ ہونگے جس میں تعلیم۔ صحت زراعت۔ صنعت۔ بجلی۔ پانی رہائش۔ سڑکیں ٹرانسپورٹ وغیرہ شامل ہیں۔ اس پانچ سو کروڑ روپے کی رقم کو اگر پنجاب کے دیہات اور شہر کے رہنے والوں کی برابر کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے۔ تو جناب سپیکر! 1981 کی مردم شماری کے مطابق 4 کروڑ 73 لاکھ انسانی آبادی کے صوبہ پنجاب کے ہر شہری کے حصہ میں صرف سو روپے آتے ہیں جو کہ حکومت اور وزیر خزانہ کے لیے کوئی قابل فخر بات نہیں ہے۔ جناب والا! ہماری حکومت نے ترقیاتی مقاصد کے لیے اپنے وسائل پر انحصار کرنے کی بجائے وفاقی حکومت کی مالی امداد اور اسکے قرضے جات پر انحصار کرنے کی کوشش کی ہے۔ چاہیئے تو

یہ تھا کہ حکومت وفاقی حکومت سے محاصل کی آمدنی میں سے اپنا حصہ طلب کرتی اور اس سلسلہ میں وفاقی مالیاتی کمشن سے کوئی ایوارڈ حاصل کرنے کی کوشش کرتی لیکن یہ بات بڑے افسوس کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ ہماری حکومت وفاقی مالیاتی کمشن کے سامنے صوبہ کی مالی ضروریات کا مقدمہ بری طرح ہار گئی ہے اور صوبائی حکومت کی اس غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے آج صوبہ کے عوام کے توقعات اور امنگوں کو بڑا سخت دھچکا پہنچا ہے۔ جناب سپیکر! خدانخواستہ وفاقی حکومت جسے اپنی مالی ضروریات پورا کرنے کے لیے نوٹ چھاپنے والی مشینیوں کی رفتار کو اور زیادہ تیز کرنا ہوگا۔ اور اس میں ہماری مالی امداد اور ہمارے قرضہ جات میں کمی کر دی تو پھر ہمارے یہ ترقیاتی منصوبے اندھے کا خواب ثابت ہونگے۔ جناب سپیکر! صوبائی حکومت کے مختلف اداروں اور اسکے محکمہ جات کے لیے غیر ترقیاتی محکمے 22 ارب 69 کروڑ 4 لاکھ 79 ہزار روپے کی جو رقم درکار ہے۔ اس میں سے صوبائی محاصل کی آمدنی میں سے 12 ارب 90 کروڑ اور 3 لاکھ روپے پورے کئے جائیں گے اور باقی 9 ارب 93 کروڑ اور 95 لاکھ روپے کا ناقابل برداشت خسارہ صوبائی حکومت کو اٹھانا پڑیگا۔ اگر صوبائی محاصل کے نبض ہیرا پھیری پر کڑی نظر رکھی جائے۔ اور سیاسی طور پر با اثر افراد بد دیانت سرکاری ملازمین کو سیاسی پناہ عطا نہ کریں تو میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ صرف صوبائی محاصل سے اسقدر آمدنی ہوسکتی ہے۔ اپنے خسارے کو تو ایک طرف ہم فاضل آمدنی اپنے ترقیاتی منصوبوں کے لیے حاصل کرسکتے ہیں۔ مگر جناب سپیکر! "ایں خیال است و محال است" کے مصداق خسروالے اقتدار کو رموز سلطنت کو دیکھنے کی فرصت کہاں کہ وہ اپنے منصب کے فرائض سے انصاف کرسکیں۔

جناب سپیکر! اب میں محکمہ زراعت کی مد میں رکھے گئے ترقیاتی فنڈز کا ذکر کرونگا چونکہ ایک ارب 69 کروڑ 18 لاکھ 99 ہزار روپے پر مشتمل ہے۔ یہ رقم سرکاری عمارات۔ سڑکوں اور پلوں کی تعمیر۔ زرعی تحقیق اور دیگر ترقیاتی سرگرمیوں پر صرف کی جائیگی۔ محکمہ زراعت کی مد میں رکھی گئی رقوم میں محکمہ جنگلات۔ مچھلی۔ بجلی اور خوراک وغیرہ کے محکمے بھی شامل ہیں۔ شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ بھلے وقتوں میں تمام محکمے یکجا تھے اور صرف ایک وزارت زراعت کے ماتحت تھے۔ اور انکی باگ دوڑ ایک وزیر سنبھالے رکھتا تھا۔ لیکن والیاں اقتدار سیاسی مجبوریوں اور انقلابات زمانہ صرف محکمہ زراعت کی کوکھ سے چھ الگ الگ وزارتوں نے جنم لیا ہے۔ اور ان وزارتوں پر اٹھنے والے اخراجات ہم کفایت شعاری اور بچت کی پالیسیوں پر عملدرآمد کرتے ہوئے اخراجات کرتے چلے جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! ہمارے صوبہ میں 72.4 % لوگ دیہات میں بستے ہیں۔ جنکے وسائل رزق زراعت کے ساتھ منسلک

ہیں۔ ہمارے صوبہ میں کل رقبہ ایک کروڑ 69 لاکھ ہیکڑ ہیں جس میں سے ایک کروڑ 15 لاکھ ہیکٹر قابل کاشت ہے۔ 4 کروڑ ہیکٹر سے جنگلات صاف کئے گئے ہیں اور اس وقت ہمارے صوبہ میں 21 لاکھ ہیکٹر رقبہ ایسا موجود ہے جبکہ اگر ہم محنت کریں۔ جس کے لیے ہم اپنے ترقیاتی بجٹ میں فنڈز مختص کریں۔ اس 21 لاکھ رقبہ کو قابل کاشت بنایا جاسکتا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! افسوس ہے۔ کہ ہمارا موجودہ بجٹ ان اوصاف سے یکسر بے نیاز ہے۔ موجودہ بجٹ میں 9 کروڑ 38 لاکھ 61 ہزار روپے محکمہ پرورش حیوانات کی ترقیاتی سرگرمیوں کے لے رکھے گئے ہیں - یہ محکمہ صوبے میں دودھ اور گوشت کی پیداوار کے لیے جانوروں کی افزائش نسل مرغبانی کے فروغ کے لیے کام کرتا ہے۔ اگر ہم دودھ اور گوشت کی پیداوار میں خود کفیل ہو جائیں ہم کروڑ روپے کے وہ اخراجات جو زرمبادلہ کی شکل میں دودھ درآمد کرنے پر خرچ کرتے ہیں۔ انکو جناب سپیکر! بچایا جاسکتا ہے۔ اور صوبہ دودھ اور گوشت کی کمی کو پورا کرنے کے لیے یہ بے حد ضروری ہے کہ پرائیویٹ بریڈرز کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ لیکن یہ افسوس کا مقام ہے کہ ہماری حکومت اپنی سیاسی مصلحتوں کے تحت پرائیویٹ بریڈرز کے پٹے اور لیزز منسوخ کرتی چلی جا رہی ہے۔ اور اب صورت حال یہ ہے کہ جو انتہائی افسوس ناک ہے۔ اس وقت ہمیں 90 کروڑ روپے کا دودھ غیر ممالک سے درآمد کرنا پڑتا ہے۔ جناب سپیکر! اگر اصلاح احوال کی طرف توجہ نہ دی گئی تو وہ وقت دور نہیں ہے جب ہمیں اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے گوشت بھی درآمد کرنا پڑیگا۔ پھر ایک مسلمان ہونے کے ناتے یہ بات ہماری حمیت اور غیرت کے بھی خلاف ہے کہ ہم غیر مسلم ممالک سے گوشت درآمد کریں۔ جناب والا! یہ امر حیران کن ہے موجود بجٹ میں کچی آبادیوں اور رورل ہاؤسنگ کے لیے کوئی رقم مختص نہ کی گئی ہے۔

جناب پیٹر گل : جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ بار بار انکو وقت دے رہے ہیں اگر اس طرح وقت دیتے رہے تو بہت سارے لوگ رہ جائیں گے اور آپ بار بار یاددہانی کرواتے ہیں۔ لیکن ان پر اسکا اثر نہیں ہوتا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا ! البتہ 24 کروڑ 45 لاکھ 50 ہزار روپے کی رقم دیہی ترقی کے پروگرام کے لیے رکھی گئی ہے۔ جس میں سے نصف رقم زیر تکمیل منصوبوں پر خرچ ہوگی۔ اور باقی نصف رقم میچنگ گرانٹس کے فنڈز میں رکھی گئی ہے۔ جس میں سے نصف رقم حکومت مہیا کریگی اور نصف رقم مقامی آبادی اپنے وسائل سے مہیا کریگی۔ جناب سپیکر! وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں

کاشتکاروں کی معاشی بدحالی انکی معاشی پسماندگی کا متعدد بار ذکر کیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ شہری علاقوں کے مقابلہ میں وہ دیہاتی علاقوں سے نصف ترقی دیہی رقم ترقی کے لیے اپنے وسائل سے مہیا کرنے کے لیے بار بار کیوں کہتے ہیں۔ جناب سپیکر! دیہاتی علاقوں کے ساتھ یہ امتیازی سلوک اب ختم ہونا چاہیے۔ جناب والا! میں اب پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کی نئی ترقیاتی سکیموں اور low income سکیموں کی طرف جناب والا! کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ کی توجہ مبذول کروانگا۔ ان نئی سکیموں میں جو مقام مجھے بار بار نظر آتا ہے۔ اسکا نام میاں چنوں ہے۔ مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسا کہ میاں چنوں کو پنجاب کے منی کیپٹل Mini Capital کا درجہ دیا جا رہا ہے۔ مجھے یہاں وزیر خزانہ کی تقریر کے وہ جذباتی الفاظ یاد آرہے ہیں۔ جو انہوں نے فنڈز کے ناجائز اور بیجا استعمال کے بارے میں کہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک ایک پیسہ کا حساب اپنے ٹیکس دھندگان کو دینا ہوگا۔ جو اپنی شب و روز محنت شاقہ سے سرکاری خزانہ کے لیے سرمایہ مہیا کرتے ہیں۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ان وسائل کے استعمال اور اخراجات میں دیانتداری اور نیک نیتی کا دامن نہ چھوڑیں۔ جناب سپیکر! کیا میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے یہ دریافت کرسکتا ہوں میاں چنوں اور لاہور کے حلقہ نیابت پر خرچ ہونے والی کروڑوں روپوں کے اخراجات کے لیے کیا وہ عوام کے سامنے جواب دہ ہیں یا نہیں جہاں تک میرے عقیدے کا تعلق ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ وہ شخص جو اپنے اور دوسرے کے درمیان انصاف قائم نہیں کرتا وہ نہ صرف عوام کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے۔ بلکہ وہ خدا کے سامنے بھی جوابدہ ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! اسوقت انکی رہائش گاہوں لوگوں کی ذاتی رہائش گاہوں کے ارد گرد پھیلے ہوئے وسیع سبزہ زار.....

چودھری محمد صدیق سالار : میرے فاضل دوست کو کسی حلقے کا نام لئے بغیر یہ کہنا چاہیے کہ جھنگ پر خرچ کیا جائے اور فیصل آباد میں بھی خرچ کیا جائے لیکن یہ جہاں ہوچکا ہے وہ درست ہے کسی کا تو کام ہوا عوام کا کام ہوا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ والیان اقتدار کی رہائش گاہوں کے اردگرد پھیلے ہوئے وسیع سبزہ زار' جدید سہولتوں سے مزین پارک' یہ آسمان کی وسعتوں کو چھوتے ہوئے فوارے' یہ کارپیٹڈ آرموی سڑکیں اور ان پر اٹھنے والے کروڑوں روپے کے اخراجات کے لئے کیا وزیر خزانہ اس ایوان کے سامنے جوابدہ ہیں یا کوئی اور ہے؟ میں ان سے یہ

دریافت کرتا ہوں کہ وہ وقت دور نہیں ہے جب ان کروڑوں روپے کے اخراجات کا حساب مانگنے والے عوام کا ایک جم غفیر اس ایوان کے باہر کھڑا ہو گا اور اس وقت بقول فیض

اٹھے گا جب جم سرفروشاں
پڑیں گے دارورسن کے لالے
کوئی نہ ہو گا کہ جو بچا لے
سزا جزا سب یہیں پر ہوگی
یہیں عذاب و ثواب ہوگا
یہیں سے اٹھے گا شور محشر
یہیں پہ روز حساب ہوگا

جناب سپیکر! میں آپ کی بے قراری اور بے چینی کو محسوس کرتے ہوئے اپنی تقریر کو سمیٹنے کے لئے چند لمحات آپ سے اور لینا چاہتا ہوں۔ ابھی میں نے بہت سی باتیں کہنی ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بہت ٹائم ہو گیا ہے اب آپ کو اپنی تقریر ختم کرنا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میری بہت سی گزارشات بھی بقایا ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں آپ نے اپنی کٹ موشن پر بھی بات کرنی ہے اور آپ کے پاس بہت ٹائم ہوگا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! صرف دو پوائنٹ ہیں جو دو منٹ میں ختم کرونگا۔

جناب سپیکر: ایک منٹ میں بات ختم کیجئے

میاں ریاض حشمت جنوعہ: جناب سپیکر! یہاں پر حال ہی میں کاروں کے استعمال پر جو پابندی لگائی گئی ہے اسے بے حد سراہا جا رہا ہے، مگر میں خود جو پیدل چلتا ہوں اور میرے پاس ذاتی بائیسائیکل بھی موجود نہیں ہے۔ میں اس فیصلے کی اس وقت تک تعریف نہیں کر سکتا جب تک کہ ہر فرد بشر کے لئے جناب سپیکر بڑی کاروں کی درآمد اور ان کے استعمال پر پابندی نہیں لگائی جاتی۔ جناب سپیکر! جب ہم معاشرہ میں دھرے سماجی معیار مقرر کر دیں گے تو پھر ہم معاشرے سے مایوسی کو دور کرنے میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ اس سلسلہ میں، میں جناب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے ایک مثال پیش کرنا چاہونگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابیوں کے ہمراہ ایک بار ایک بستی سے

گزر رہے تھے۔ آپ نے دیکھا کہ وہاں دو منزلہ مکان تعمیر ہو رہا ہے۔ آپ وہاں پر رک گئے اور آپ نے دریافت کیا کہ یہ مکان کس کا ہے۔ دوسرے روز جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے تو اس مکان کا مالک ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا، مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نفرت سے اپنا رخ دوسری طرف پھیر لیا۔ اس شخص نے یہ سمجھتے ہوئے کہ شائد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سلام کرتے ہوئے نہیں دیکھا دوسری طرف جا کر سلام کیا۔ آپ نے اپنا رخ دوسری طرف تبدیل کیا اس وقت اس شخص کو احساس ہوا کہ رسول خدا مجھ سے ناراض ہیں۔ اس شخص نے آپ سے ناراضگی کی وجہ دریافت کی اور دست بستہ یہ گزارش کی کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھ سے ناراض کیوں ہیں۔ تو جناب والا! یہ روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس پر، نبوت کے چہرے پر جلال کے آثار نمودار ہوئے اور آپ نے اس شخص سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم ایک ایسی بستی میں ہو جہاں کوئی بھی مکان دو منزلہ نہیں ہے اور تمام مکانات یک منزلہ ہیں، دو منزلہ مکان تعمیر کرکے اس بستی میں سماجی معیار کو تہہ و بالا کر رہے ہو۔ جناب سپیکر! چنانچہ اس شخص نے واپس جا کر اپنے مکان کی دوسری منزل کو اکھاڑ کر پھینک دیا۔

جناب سپیکر! یہ ہے اسلام کا سماجی معیار، جب اس معاشرے میں ایسے لوگ موجود ہونگے جن کے پاس بہت بڑی لمبی لمبی کاریں ہونگی جو اپنے ذاتی استعمال کے لئے ان لوگوں نے اپنی جیب سے خرید رکھی ہونگی لیکن جب معاشرہ میں دوسرے لوگ ہونگے جو سماجی رتبہ میں ان لوگوں سے کم نہیں ہیں۔ جب ان کے پاس چھوٹی کاریں ہونگی تو اس وقت معاشرے میں مایوسی پھیلے گی۔ اس لئے میں پر زور مطالبہ کرتا ہوں کہ تمام لوگوں کے لئے بڑی کاروں کی درآمد اور ان کے استعمال پر پابندی لگا دی جائے۔ جناب والا! آخر میں، میں یہ گزارش کرنا چاہونگا کہ آجکل چار سوئے عالم بچت اور کفایت شعاری کا بے پناہ پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ بچت اور کفایت شعاری ایک پسندیدہ فعل ہے اور اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے، مگر میں یہ بات پوری دیانتداری سے پوچھنا چاہونگا کہ اس وقت ہمارا جذبہ کفایت شعاری کہاں سو رہا تھا جس وقت ہم نے برطانیہ کے دورہ پر چھ کروڑ روپے کی خطیر رقم خرچ کی۔ کیا عوام کا حافظہ اتنا کمزور ہے کہ ان کو سال ہی میں کروڑوں روپے سے خریدے جانے والے فالکن طیارے کا سودا یاد نہیں۔ جناب والا! کیا جھنگ کی جلسہ گاہ میں صرف چند کرسیاں اور قالین بچھانے پر 11 لاکھ روپے کا خرچہ یہ ہماری جذبہ کفایت شعاری کی تسکین کے لئے فیصلہ کیا گیا

تھا ؟ جناب سپیکر! جبکہ مبینہ طور پر پندرہ بیس لاکھ روپے میونسپل کمیٹی جھنگ کے خرچ سے اس جلسہ گاہ کی زیبائش پر خرچ کئے گئے۔ جناب سپیکر! میں بیسیوں ایسی مثالیں پیش کر سکتا ہوں جنہیں شہادت کے طور پر اس ایوان میں پیش کر سکتا ہوں کہ پنجاب کی حکومت نے حال ہی میں ایک کروڑ روپے کی لاگت سے تین مرسڈیز کاریں خریدی ہیں۔ کیا یہ کام بھی بچت کے نقطہ نظر سے کیا گیا ہے۔ جناب والا! گزشتہ سال پنجاب کے وزیراعلیٰ کے لئے چار کروڑ روپے کا ایئر کرافٹ خریدا گیا تھا۔ کیا اس ایئر کرافٹ کو بھی اب بڑی کاروں کے ہمراہ نیلام کر دیا جائے گا ؟ جناب سپیکر! ہمارے حکمران آئینی سربراہ سارے ملک اور صوبوں کے انتظامی سربراہ جب لوگوں کی شادی کی تقاریب میں خرچ کرتے ہیں تو ان کا نجی معاملہ ہوتا ہے لیکن اس پر کروڑوں روپے جو میرے وطن عزیز کے خزانہ عامرہ سے خرچ کئے جاتے ہیں۔ جناب والا! وہ حکمران جو نام تو اسلام کا لیتے ہیں لیکن کیا ان کی حرکات سے ان خلفاء راشدین کی روحوں کو ان کی آخری آرام گاہوں میں تڑپایا تو نہیں جا رہا جو اپنی نجی مصروفیات کے شروع ہوتے ہی دیئے کی لو کو بجھا دیا کرتے تھے تاکہ بیت المال سے آنے والے تیل کی ایک بوند بھی غلط استعمال نہ ہونے پائے۔ جناب سپیکر! ان حکمرانوں کی خدمت میں جو نام تو اسلام کا لیتے ہیں لیکن ان کے قول و فعل میں اس قدر تضاد ہے کہ وہ اسلام کا نام لینے کے اہل بھی نہیں ہیں ان سے مخاطب ہو کر کہتا ہوں کہ تمہارے اعمال گواہ ہیں کہ تمہارا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرونگا۔

دورنگی چھوڑ یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

جناب والا! شکریہ۔

چودھری محمد صدیق سالار : جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ انہوں نے بے جا اعتراض کیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر! انہاں نوں پوائنٹ آف آرڈر دی اجازت دتی جائے لیکن انہاں نوں خوشامدی پوائنٹ آف آرڈر دی اجازت نہ دیا کروں تہاڈی جناب بڑی مہربانی۔

چودھری محمد صدیق سالار : جناب والا! یہ کیسے ممکن ہے کہ چیف منسٹر پنجاب ایک دن میں تین شہروں میں جائیں۔

جناب سپیکر: پیر احمد شاہ کھگہ صاحب۔

پیر احمد شاہ کھگہ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ' والحمد للہ رب العلمین ○

جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی ' آپ نے مجھے بھی وقت دیا ہے تو میرے فاضل بھائی جناب جنجوعہ صاحب نے جو تقریر کی ہے اس میں یہ بات تو صحیح ہے کہ بے جا تصرف نہیں ہونا چاہئے اور بے جا خرچے عوام کے لئے تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ آجکل کا دور جو اس وقت چل رہا ہے یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔ اس میں جہاز اور کاریں اور دوسری چیزیں جو وزراء صاحبان کو میسر ہیں تو انہوں نے ایک دن عیاشی کے متعلق فرمایا تھا وہ ان کا معاملہ صحیح ہے کیونکہ سامان تعیش کے متعلق جو خرچ اخراجات ہمارے ہو رہے ہیں وہ فضول ہیں۔ اس کی ضرور نگرانی ہونی چاہئے کیونکہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جہاز اور کاریں تو نہیں تھیں لیکن گھوڑے 'گدھے اور اونٹ تو تھے۔ ان کے خیال میں یہ نہ آیا کہ میں اپنے بڑے بڑے شہروں میں جو دورے کرتا ہوں تو ایک غریب کو آٹا کی ضرورت تھی تو اس کے لئے ایک گدھا منگوا لیا جائے اور اس گدھے پر وہ سامان لاد کر اس کے گھر پہنچا دیا جائے لیکن انہوں نے اس فضول خرچی اور زیادہ اجتماعی صورت میں کوئی آدمی بلاتے اور ان کو وہ کہتے کہ فلاح جگہ فلاں چیز لاؤ نہیں بلکہ انہوں نے مناسب سمجھا کہ اپنے کندھوں پر بوری یا تھیلا آٹے کا اٹھا کر اس غریب کے گھر پہنچا دیا آخر یہ چیزیں بھی ثابت ہوتی ہیں کہ بے جا تصرف نہیں ہونا چاہئے۔ جناب والا! یہ بجٹ وزیر خزانہ صاحب اور وزیراعلیٰ صاحب کے غور اور کوششوں سے خوبصورت بنایا گیا ہے اور نہایت اعلیٰ بنایا گیا ہے جس کے لئے یہ مبارکباد کے حق دار ہیں لیکن ان کے بجٹ میں وہ انسانی بجٹ کا نکتہ ہوتے ہوئے جیسے باوا آدم علیہ السلام بہشت میں غلطی کر گئے تھے تو اس بجٹ میں ایک کمی رہ گئی ہے جس کے متعلق انہوں نے یہ نہیں سوچا۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کا کاشتکار اور زمیندار معصوم اور مظلوم ہے۔ ہمارا کاشتکار اور زمیندار جو ہے یہ ملک کا خادم ہے ۔ کیونکہ گندم پیدا کرنے کا مسئلہ اس کے ذمہ ہے۔ اگر کوئی چینی پیدا کرنا چاہے تو وہ کماد کی فصل کاشت کرکے کارخانہ کو پہنچا کر چینی مہیا کرنے کا کام اس کے ذمہ ہے ' اگر کوئی گوشت کا مسئلہ ہے تو وہ بھی ریوڑ پال کر مہیا کرنا یہ بھی اس کے ذمہ ہے شہریوں اور دیہاتی لوگوں کے لئے جو توں کا بندوبست کرنا بھی اس کے ذمہ ہے۔ کیونکہ مویشی پال کر ان کی کھال سے جوتے بنائے جاتے ہیں اور اگر کپڑے کی ملیں چلانے کا کام ہے تو وہ بھی ذمہ داری اس کی ہے تو اس زمیندار کے متعلق کچھ

نہیں کیا گیا ہے۔ جس طرح سے گریڈ نمبر1 کا ملازم ایک ہزار یا سات سو روپے یا پانچ سو روپے تنخواہ لیتا ہے اور ریٹائر ہونے کے بعد پنشن لیتا ہے اور اگر اس کی فوتیدگی ہو جاتی ہے تو اس کی بیوی بھی پنشن کی حقدار ہے اور اس کے علاوہ ریٹائرمنٹ کے وقت اس کو گریجویٹی بھی ملتی ہے تاکہ ریٹائر ہونے کے قوت وہ کوئی کاروبار دکان وغیرہ بنا لے اور اس کے علاوہ ہر ماہ اس کو پنشن بھی ملتی رہے گی۔ اگر زمیندار رجسٹر پر نہیں لکھا گیا ہے جیساکہ ملازم لکھا جاتا ہے۔ رجسٹر پر ان کی فہرست نہیں بنائی گئی کہ فلاں گاؤں میں اتنے زمیندار ہیں اور فلاں حصہ میں اتنے زمیندار ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر وہ ایک انسان کی بغیر دریافت کے خدمت کر سکتا ہے۔ بغیر اس کے کہنے کے وہاں سے دودھ شہروں کو سپلائی کر سکتا ہے تو یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ اس کا نام رجسٹروں میں درج ہو۔ ان کی ایک علیحدہ فہرست ہو۔ اس حکومت کو چاہئے کہ جس طرح سے ریلوے کا ایک علیحدہ بجٹ بنتا ہے۔ اس طرح سے زمیندار کے متعلق بھی ایک علیحدہ بجٹ بنایا جائے۔ جو زمیندار کو صنعتیں فراہم کرے اور فری صنعتیں فراہم کرے تاکہ جو ان کو فصلوں میں نقصان ہو رہا ہے وہ یا جو ان کی کمی ہو گئی ہے۔ یا ان کو تکالیف ہو رہی ہیں۔ اس کمی کو پورا کیا جائے اور زمیندار آسودہ حال ہو جائے تو اس سلسلہ میں، میں آپ کی توجہ قرآنی ہدایت کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ پاک نے فرمایا کہ اے فرشتو! تم ہاتھ اٹھائے رکھو، جب تک یہ کاشتکار زمین میں ہل چلاتا رہے کیونکہ میری روزی رسانی میں، کیونکہ میں نے جو مخلوق کے ساتھ روزی کا وعدہ کیا تھا، اس وعدہ میں یہ شامل ہے تو اس لئے اس وقت تک ہاتھ اٹھائے رکھو جب تک کہ کاشتکار ہل زمین میں چلاتا رہے۔ تو جب یہ ارشاد ربانی ہے تو ہمارے اس بجٹ میں جو کہ ملک کے لئے بڑے کتابچے کی صورت میں شائع ہوتا ہے۔ اس میں کاشتکار کے لئے علیحدہ بجٹ کوئی نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کاشتکاروں نے یہ سمجھ لیا کہ ہمارے ساتھ انصاف نہیں ہوگا کیونکہ آج میں نے اخبار میں یہ پڑھا ہے، بنگلہ دیش کا ایک مسئلہ ہے کہ لڑکوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ نقل مارنا جائز قرار دیا جائے۔ تو مطلب یہ ہے کہ حقوق مانگنے کا اس حد تک لوگوں میں جذبہ پیدا ہو گیا ہے کہ انہوں نے یہ کہا کہ جب ہم نقل ماریں گے تو اسمیں بھی ہمیں رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے۔ تو جناب والا! یہ ایوان بڑا لائق ایوان ہے اس میں ممبران بڑے لائق ہیں، اس میں پنجاب کی کریم آتی ہے، چاہے آپ مانیں یا نہ مانیں، میں مانتا ہوں کہ تھوڑے بہت ہمارے جیسے بھی غلط آدمی آگئے ہوں گے یہ ضروری نہیں ہے۔ لیکن یہ پنجاب کی کریم اکٹھی ہو کر آگئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) لیکن میں یہ افسوس کے ساتھ عرض کروں گا کہ انہوں نے اس کاشتکار کے لئے جو اس ملک 80 فیصد

آبادی ہے اور جن کے 80 فیصد ووٹ ہیں جو 80% ووٹ دے کر حکومت بنائی ہے اس کا بجٹ میں خیال ہی نہیں رکھا گیا ہے۔ تو جناب والا! اور مسئلہ کی طرف آپ کی طبیعت مقدر کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمارے بجٹ میں اب دیہاتوں کے لئے کچھ منصوبہ جات رکھے گئے ہیں اور ان کے لئے ترقی کے منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے اور یہ واقعی قابل تعریف قدم ہے کہ اس سے قبل ہمارے دیہات کو اتنا یاد نہیں رکھا گیا تھا لیکن اب ان کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے کیونکہ وزیراعلیٰ صاحب مدبر اور مخیر ہیں' خدا خوف ہیں۔ انہوں نے مسجدیں بنائی ہیں ' جہاں بڑے بڑے علمائے دین تعینات کرا کر ان سے تعلیم دین انہوں نے حاصل کی ہے تو ان کا خیال بھی دین کی طرف ہونا ضروری ہے لیکن انہوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ جس وقت ایک سڑک کا چار پانچ میل کا منصوبہ شروع ہوتا ہے تو انجینئر صاحبان کو ایک زیرو میٹر کار پیش کر دی جاتی ہے کہ آپ یہ لے لیں اور یہ سڑک میں غلط خط مٹی اور الٹا سیدھا مسالہ شامل کرکے یہ سڑک بناؤں گا تو آپ اس کا اعتراض نہ کریں۔ آپ کے منصوبہ جات کی کل رقم میں سے 50% سے زیادہ یہ انجینئر لوگ کھا جاتے ہیں۔ یہ اس ملک کے غدار ہیں۔ حقیقت میں وہ غدار ہیں۔ اس لئے ان کا احتساب کریں اور ان کو سزائیں دلوائیں۔ ان کے لئے سزا غور و فکر سے تجویز کریں۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ ہمارے علاقہ میں ایک چکوک میں ایک بڑا ہسپتال منظور ہوا تھا۔ اس ہسپتال کے متعلق انجینئر صاحب نے یہ رپورٹ دی کہ اس کی نچلی زمین سیم زدہ ہے اور 14 فٹ تک سیم ہے۔ اس لئے یہاں پر ہسپتال نہیں بن سکتا ہے۔ تو اس کے متعلق میں نے درخواست جناب چیف منسٹر کو پیش کی۔ انہوں نے اس کا سائٹ تبدیل کرکے ایک 5/55- ایل اس یونین کونسل کا ایک گاؤں ہے اس میں انہوں نے اس ہسپتال کا آرڈر دے دیا اور میں نے بھی انہیں یہ عرض کیا۔ لیکن ہمارے ایک چیف انجینئر صاحب ' جن کا نام سلیم بھلی صاحب ہے جن کا چک 5/56-ایل تھا۔ پہلے جہاں کے لئے یہ ہسپتال منظور ہوا تھا وہ یہی چک 5/56-ایل تھا جو کہ سیم زدہ علاقہ تھا لیکن چیف انجینئر کی برادری کے کچھ لوگ 5/56-ایل میں آباد ہیں اور انہوں نے ان کو یہ آرڈر دے دیا کہ تم سیم زدہ جگہ پر ہی ہسپتال قائم کرو۔ اسی طرح سے ایک ہسپتال بہاولپور کے علاقہ میں بنایا گیا تھا جس کے متعلق لیبارٹری والوں نے رپورٹ دی تھی کہ یہاں پر ہسپتال نہیں بن سکتا ہے لیکن جیلانی صاحب نے وہاں پر ہسپتال بنوا دیا تھا اور تمام کا تمام کریک ہو گیا اور اس کی عمارت خراب ہو گئی جس کے متعلق ہماری موجودہ حکومت نے انکوائری کرائی ہے اور اس انجینئر کو معطل کرایا ہے۔ اس طرح سے وہ بھی ہو جاتا ' لیکن وہ جو سلیم بھلی صاحب ہیں

ان کے متعلق میں نے درخواست بھی بھجوائی ہے۔ ٹھیکیداروں نے مجھے بتایا کہ وہ جب بھی ساہیوال جاتے ہیں تو ہر ٹھیکیدار کو بلا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے پانچ پانچ ہزار روپے کی ضرورت ہے اور وہ ہر ٹھیکیدار سے رقم لے لیتے ہیں۔ انکی مدت ملازمت میں بھی شاید دو ماہ باقی ہیں۔ انہیں اپنی ملازمت کا بھی خیال نہیں ہے۔ ان کا کوئی احتساب کرایا جائے اور ان کے خلاف انکوائری کرا کر ان کو قرار واقعی ایسی سزا دی جائے جس سے ہمارے تمام انجینئر صاحبان عبرت حاصل کر سکیں۔ جناب والا! میرے ایک دو اور چھوٹے چھوٹے مسائل ہیں۔ میں کبھی اتنا وقت ہی نہیں لیا میں نے جناب سے سارا سال وقت نہیں لیا ہے۔ مجھے ایک دو منٹ اور دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ بس ایک منٹ میں ختم کریں۔

پیر احمد شاہ کھگہ: جناب والا! لوڈشیڈنگ کے متعلق آپ کو علم ہے کہ اس سے ہماری دیہاتی معیشت اور شہروں میں کارخانہ داروں کو بہت تکلیف ہو رہی ہے، اس کو کسی شکل سے درست کیا جائے اور بجلی کی قلت کو پورا کر کے اس لوڈشیڈنگ کو ختم کریں۔ اگلے روز چشتی صاحب نے فرمایا کہ مشرقی پنجاب میں حکومت نے کافی رعایات کاشتکاروں کو دی ہیں لیکن وہ یہ بھول گئے کہ وہاں پر بجلی کاشتکار کے 13 پیسے فی یونٹ دی جاتی ہے اور ہمارے ہاں 60/50 پیسے فی یونٹ ریٹ ہے۔ زمینداروں کا کچھ خیال نہیں رکھا جاتا اور بجلی کے ریٹ بھی بڑھا دیئے جاتے ہیں۔ یہ بے انصافی ہے۔ پولیس کے متعلق میں چھوٹی سی عرض کروں گا وہ یہ ہے کہ پولیس کے متعلق اس بجٹ میں کافی رقم رکھی گئی ہے اور رکھی جانی چاہئے، کیونکہ ان کا انتظام بہت اہم ہے اور اس پر خرچ ہونا چاہئے لیکن پولیس کے ایس آئی کی ذمہ داری ہو کہ وہ اس تھانہ کے چالان کا ذمہ دار ہو گا اور ان کی لاپرواہی اور بددیانتی کا ایس پی ذمہ دار ہوگا اور اگر کوئی رشوت میں پکڑا جائے تو ایس پی ذمہ دار ہوگا اور بتائے گا کہ ان آدمیوں نے رشوت کیوں لی ہے۔ رشوت کا بازار اتنا گرم ہے کہ اگر آج کل اس رشوت کا سدباب تلاش کیا جائے تو پورے پنجاب میں شاید ایک دو آدمی مل جائیں جو رشوت سے مبرا ہوں، ورنہ رشوت اتنی زیادہ ہو گئی ہے کہ شاید اگلے بجٹ میں لوگ آپ سے یہ درخواست کریں کہ اس رشوت کو جائز قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شاہ صاحب! جناب رانا شمیم احمد خان صاحب

رانا شمیم احمد خان: جناب سپیکر! سیالکوٹ شہر میں ریلوے لائن پر اوور ہیڈ برج کو ترجیحات میں نہ

رکھ کر سیالکوٹ کے ساتھ سخت زیادتی ہوئی ہے۔ سیالکوٹ ہر سال اربوں روپے کا زرمبادلہ کما کر پاکستان میں لاتا ہے۔ سنا ہے کہ مغربی ممالک میں بھرپور جوانی کا دور 35 اور 45 سال کی عمر کا ہوتا ہے۔ اور انسان اپنی زندگی کا صحیح لطف اٹھاتے ہیں اور اس کی لذتوں سے محظوظ ہوتے ہیں، شاید پاکستانی افراد پر تو یہ بات صادر نہ آتی ہو کیونکہ یہاں پر تو اوسط عمر ہی بہت کم ہے، لیکن ہمارے محکموں پر یہ بات پوری طرح سے صادق آتی ہے کہ ہمارے تمام محکمے انہیں بری نظر نہ لگے بھرپور جوانی کے دور سے گزر رہے ہیں، یہ 38 یا 39 سال کی عمر پا چکے ہیں۔ جوانی کے نشہ میں بدمست ہیں، وسیع تر ملکی مفادات ہو رہے ہیں، ان محکموں کی کارکردگی کے بارے میں اب تو بات کرنا بھی عاصیانہ معلوم ہوتا ہے، رشوت اور بددیانتی میں ہر محکمہ دوسرے محکمہ سے آگے بڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔ محکمہ خوراک کی صورتحال نہایت ناگفتہ بہ ہے۔ جناب والا! بدقسمتی سے اس سال گندم کی فصل بری طرح تباہ ہو چکی ہے۔ ان حالات میں میں وزیر خوراک کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ایک ایکڑ یا سو مربع کا مالک زمیندار اپنی خوراک رکھنے سے پہلے وہ اپنے بیج کا بجائی کے لئے انتظام کرتا ہے۔ ان حالات میں یہ خصوصی توجہ دیں کہ بیج کے سلسلے میں ہمیں جو ضرورت پڑے گی یا خوراک کا جو انحصار ہو گا وہ گوداموں میں جو گندم پڑی ہے اس پر ہے۔ اگر وزیر خوراک کبھی کسی ضلع کے گندم کے گودام کو دیکھیں تو وہ یہ محسوس فرمائیں گے کہ یہ کتنی بے احتیاطی سے گندم کا برا حال کیا ہے۔ دوسرا اس کے علاوہ میں زراعت کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں، اس کے بارے میں مجھے زیادہ بولنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس ایوان کے تمام اراکین اس سے بخوبی واقف ہیں۔ محکمہ زراعت میں کیڑے پڑے ہوئے نظر آتے ہیں، فصلات کی سونڈیوں اور کیڑوں کیلئے ہمارے پاس موجود ہیں لیکن جو کیڑے ہمارے محکموں کی جڑوں کو چاٹ رہے ہیں ان کیلئے ابھی تک ایجاد نہیں ہوئی ہے۔

جناب والا! محکمہ لوکل گورنمنٹ اور تعمیرات کے متعلق میں تھوڑا سا عرض کروں گا کہ محکموں کے متعلق اس معزز ایوان کے تمام اراکین بخوبی واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ عمارات، سڑکوں اور پلوں کی تعمیر میں ان محکموں کے لوگ کیا گل کھلاتے ہیں۔ سنا ہے کہ انگریز کے دور میں بھی ان محکموں کے افسران اور اہل کار کمشن وغیرہ لیا کرتے تھے لیکن اس کمشن کا فلسفہ مختلف تھا۔ انگریز اور اس کے اہل کار صحیح کام کو صحیح کہنے کیلئے کمشن یا رشوت وغیرہ لیا کرتے تھے لیکن ہم نے اس میں اضافہ یہ کیا ہے کہ غلط کام کو صحیح کہنے کیلئے بڑھی ہوئی شرح فیصد سے رشوت لیتے ہیں۔ جناب سپیکر! اگر ہم اس رشوت کی لعنت کو ختم نہیں کر سکتے تو براہ مہربانی انگریز کے فلسفہ کو ہی اپنا لیا جائے۔

اس کے علاوہ میں اوکاڑہ اوور ہیڈ برج کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اسے تقریباً چھ ماہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے بننا چاہئے تھی لیکن ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔ اس کی وجہ پوچھنا چاہوں گا۔ لاہور شیخوپورہ روڈ وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت کے باوجود ابھی تک نہ بن سکی ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے ؟ ان سڑکوں پر حادثات میں مرنے والوں کے ورثاء کی طرف سے سیکرٹری ہائی وے کے خلاف کیس رجسٹرڈ ہونے چاہئیں ' کیونکہ ان کی غفلت کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ اس کے بعد جناب والا! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ساؤتھ ڈویژن میں کروڑوں روپے واپس ہو رہے ہیں جو کہ اس سال میں خرچ ہونے تھے ' ان کی سستی اور غفلت کی وجہ سے وہ خرچ نہ ہو سکے ' آئندہ سال جب وہی پیسے جب خرچ ہونگے تو تناسب میں بہت فرق پڑے گا اور وہ زیادہ خرچ ہونگے - جناب والا! سواں راولپنڈی کا کام ٹنڈر ہونے کے باوجود شروع نہیں کیا گیا۔ اس کی بھی وجہ بتائی جائے اتنا اہم پل جو سرحد اور کراچی کے سفر کے دوران 100 میل کی بچت کرتا ہے۔ عوام کا اتنا نقصان ہو رہا ہے اور اس نقصان کا ذمہ دار یہی محکمہ ہے۔ میری اطلاع کے مطابق سیکرٹری ہائی وے ساری سروس میں ایک میل سڑک بھی نہ بنائی ہے۔ پھر ان کو اس محکمے کا سربراہ کیوں بنایا گیا ہے۔ انہوں نے ساری سروس ڈیزائن آفس میں گزاری ہے اور انہیں فیلڈ کا تجربہ نہیں ہے۔

جناب والا! محکمہ صحت کی کہانی بھی المناک ہے۔ ہسپتالوں کی صورت حال سے تو اس ایوان کے تمام معزز اراکین پوری طرح آگاہ ہیں۔ بستروں کی کمی' ادویات کی چوری' ادویات کی عدم دستیابی تو اس محکمہ کی تاریخ کے پرانے تاریک ابواب ہیں۔ ان میں ایک نئے باب کا پچھلے سال سے اضافہ ہوا ہے اور اس کا عنوان ہے بستر فیس کا اجراء - جناب والا! میں نے بہت سے بیماروں کو ہسپتالوں کے صحنوں' برآمدوں میں پریشانی کی حالت میں دیکھا ہے ' ان بیماروں سے میری مراد وہ لوگ ہیں جو بستر فیس ادا نہیں کر سکتے۔ جناب والا! بعض مریض ایسے ہوتے ہیں جو دو روپے بھی ادا نہیں کر سکتے۔ دس روپے گورنمنٹ نے جو فیس رکھی ہے وہ تو بڑی بات ہے بظاہر یہ بات تو بڑی وزنی سی دکھائی دیتی ہوگی لیکن میں ذاتی مشاہدہ کی بناء پر یہ بات اس معزز ایوان میں کر رہا ہوں کہ بستر فیس کا اجراء غیر منصفانہ' غیر دانشمندانہ اور جابرانہ فیصلہ ہے۔ اسے فی الفور واپس لے لینا چاہئے۔ جناب سپیکر! ہم خواب تو دیکھتے ہیں فلاحی مملکت کے اور اس کیلئے دعوے بھی کرتے رہتے ہیں۔ کیا یہ مجوزہ فلاحی مملکت اتنی ہی بے بس اور مفلس ہے کہ بستر فیس کے اجراء کے بغیر ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں مرنے یا جینے کا موقع بھی فراہم نہیں کر سکتی۔ جناب سپیکر! 6 ماہ کے فنڈز جو گلبرگ کی سڑکوں کی تعمیر اور مرمت وغیرہ کیلئے

ہیں ان کو محکمہ صحت کے حوالے کر دیا جائے تو یہ فنڈز یا یہ رقم پنجاب سے تمام جمع شدہ بسترفیس سے زائد ہو جائے گی۔ لوگ کہتے ہیں کہ امیروں کے علاقوں کی سڑکوں کی تعمیر اور مرمت وغیرہ کو ٹالا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ یہ ٹیکس دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہر پاکستانی ٹیکس دیتا ہے۔ کوئی بلاواسطہ ٹیکس دیتا ہے کہ اس کا مقدر اس پر مہربان ہے اور کوئی بالواسطہ ٹیکس ادا کرتا کہ اس کا مقدر اس سے روٹھا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! بات دراصل ترجیحات کی ہے اور ہماری قوم تاریخ سے پھسلتی رہی ہے کہ ہم نے اپنی ترجیحات کو انسانی ہمدردی' اکثریت کی فلاح اور وسیع تر ملکی مفاد کی خاطر کبھی مرتب نہیں کیا۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کیلئے موقع عنایت فرمایا۔

جناب سپیکر: چودھری غلام رسول صاحب۔

چودھری غلام رسول: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت شکرگزار ہوں کہ مجھے آپ نے وقت عطا فرمایا ہے کیونکہ پہلے جب میرا نام پکارا گیا تھا اس وقت میں حاضر نہیں تھا کیونکہ وقت کی کمی ہے میں روایتی باتیں کرنے کی بجائے چند گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ جہاں تک محکمہ تعلیم کا تعلق ہے سب سے پہلے میں محکمہ تعلیم کے تین کیڈروں کے متعلق عرض کروں گا' صوبائی کیڈر' نیشنلائزڈ کیڈر اور جنرل کیڈر' ان تینوں کیڈروں کو ایک کیڈر میں ضم کیا جانا نہایت ضروری ہے۔ چونکہ اس کی وجہ سے تمام اساتذہ میں بڑی بے چینی پائی جاتی ہے اور وہ اس کی وجہ سے تعلیم کا کام صحیح طریقے سے سرانجام نہیں دے سکتے۔ اس کے علاوہ تمام ایڈہاک لیکچراروں کے متعلق میں عرض کروں گا کہ ان کو مستقل کیا جانا بھی بڑا ضروری ہے۔ مزید برآں دیہی علاقوں میں پروفیشنل انسٹیٹیوٹ کھولے جانے بھی نہایت ضروری ہیں کیونکہ ہمارے ملک کی 80% آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے اور تمام پروفیشنل کالجز شہری علاقوں میں واقع ہیں' جہاں ان کو داخلے کیلئے اور رہائش کیلئے بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ شہروں میں تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ مثال کے طور پر قیام پاکستان سے پہلے' انگریزوں کے دور میں رسول میں ایک انجینئرنگ کالج دیہی علاقوں کیلئے کھولا گیا تھا جو کہ بہت کامیابی سے آج تک چل رہا ہے۔ اور انجینئرنگ فیلڈ میں اس نے بہت سارے انجینئر پیدا کئے ہیں اور اسی بنیاد پر میں جناب کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ دیہی علاقوں میں پروفیشنل انسٹی ٹیوٹ کھولے جائیں' میڈیکل کالجز وغیرہ' ٹیکنیکل کالجز وغیرہ کھولے جائیں تاکہ دیہی علاقوں میں بھی تعلیم کا مسئلہ حل ہو سکے۔ جناب سپیکر! اس کے علاوہ دیہی علاقوں میں نئے سکول کافی کھولے گئے ہیں۔ لیکن پرانے سکولوں کی کافی عمارات کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اس کے مرمت کا بندوبست فوری طور پر کیا جائے۔

دیہی علاقوں میں بہت سارے ہائی سکول بغیر ہیڈماسٹر کے چل رہے ہیں۔ کئی کئی سالوں سے وہاں پر ہیڈماسٹر نہیں ہیں۔ اس لئے ان کا انتظام صحیح نہیں چل رہا ہے۔

جہاں تک صحت کے محکمہ کا تعلق ہے تو اس میں ہر یونین کونسل میں بنیادی ہیلتھ یونٹ تعمیر کئے جا چکے ہیں لیکن ابھی تک وہاں عملہ تعینات نہیں ہو سکا ہے اور کافی عمارتیں ایسے ہی پڑی ہیں جس طرح میرے پہلے فاضل دوست نے بھی کہا ہے۔ ادویات کی فراہمی تسلی بخش نہ ہے۔ عام مریضوں کو تقریباً تمام ادویات خود خریدنا پڑتی ہیں، ان کو یہ عام شکایت ہے، اس کے علاوہ عملہ کے تبادلے، عرصہ تعیناتی پورا ہونے سے پہلے ہی بہت زیادہ کئے جاتے ہیں، جس سے بے چینی پائی جاتی ہے۔ جہاں تک کاشتکاروں اور زمینداروں کے مسائل ہیں اس کے لئے میں گزارش کروں گا کہ سکارپ ایریا ٹیوب ویل عام طور پر خراب پڑے رہتے ہیں، مگر کاغذات میں چلتے دکھائی دیئے جاتے ہیں۔ پرائیویٹ ٹیوب ویلوں کے بل اس قدر غلط مرتب کئے جاتے ہیں کہ تمام زمیندار ٹیوب ویلوں کو چلا ہی نہیں سکتے ہیں۔ غلط بلوں کی درستگی کروانے کے لئے چکر کاٹنے پڑتے ہیں اور آخر کار بوجہ عدم ادائیگی بل، کنکشن کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ فکس ریٹ بھی ہو چکے ہیں لیکن فکس ریٹ ہیں وہاں بجلی 24 گھنٹوں میں بمشکل 4 یا 5 گھنٹے فراہم کی جاتی ہے اور اگر ٹیوب ویل نہ بھی چلیں تو پھر فکس ریٹ ان کو دینے پڑتے ہیں۔ جس سے وہ خسارے میں جاتے ہیں۔ جہاں پر پرائیویٹ ٹیوب ویل ہیں وہاں پر نہری آبیانہ کا ریٹ زمیندار سے وصول کیا جائے اور ٹیوب ویل پر کوئی بل نہ لگایا جائے۔ جس طرح کینال ایریگیٹڈ ایریا سے فی ایکڑ آبیانہ وصول کیا جاتا ہے، اس طرح جہاں سکارپ ایریا کے ٹیوب ویل ہیں یا پرائیویٹ ٹیوب ویل ہیں ان سے بل نہ لیا جائے ان سے نہری آبیانہ ریٹ کے مطابق وصول کیا جائے۔ تمام سکارپ ایریا کے ٹیوب ویل جو نہروں اور موگا جات کے ساتھ لگے ہوئے ہیں ان کا پانی بجائے ڈائریکٹ کھالوں میں جانے کے راجباہ میں گرایا جائے اور پھر اس کو موگا جات کے ذریعہ مکس کرکے زمینداروں کو پانی تقسیم کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں جناب کی وساطت سے ایک نہایت اہم بات کرنا چاہتا ہوں کہ ٹریکٹروں پر تمام ڈیوٹی ختم کی جائے اور تمام زمینداروں کو ڈیوٹی فری ٹریکٹر مہیا کئے جائیں تاکہ یہ جو ہمارا زمینداروں کا مسئلہ ہے وہ حل ہو جائے کیونکہ ایک ٹریکٹر باہر کے ملک سے 35 یا 40 ہزار روپیہ میں آتا ہے اور زمیندار کو ڈیڑھ لاکھ روپے میں دیا جاتا ہے کیونکہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اس کے لئے جب تک ہم زرعی نقطہ نظر سے محکمہ زراعت اور کسانوں کی پشت پناہی نہیں کریں گے اس

وقت تک یہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر! رشوت کی لعنت اس قدر بڑھ چکی ہے کہ اس کو کنٹرول کرنا صرف اور صرف گورنمنٹ کے بس میں نہیں ہے۔ میں کہوں گا کہ جس طرح ہمارے صدر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ عوامی نمائندوں کو براہ راست چھاپہ مارنے کی اجازت دی جائے۔ اس کے بغیر کبھی بھی یہ رشوت کی لعنت ختم نہیں ہو سکتی۔ اگر قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے نمائندوں کو یہ اختیارات دیئے جائیں کہ جہاں کہیں بھی یہ مسئلہ ہو وہ وہاں براہ راست چھاپہ مار کے ان کو پکڑ سکیں اور ان کا محاسبہ کر سکیں تب یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! عشر و زکوٰۃ کا جو مسئلہ ہے اس میں بہت خرابی ہے۔ عشر کے تعین کا طریقہ ایسا غلط ہے کہ مثلاً ایک زمیندار اگر پانچ ایکڑ کا مالک ہے تو اسے 600 روپے عشر لگایا جاتا ہے اور اگر ایک زمیندار دو مربع کا مالک ہے تو اسے 100 روپے عشر لگایا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں اس کا جو سسٹم ہے وہ بڑا پریشان کن ہے۔ اس کے علاوہ زکوٰۃ کی تقسیم کے سلسلہ میں کہتا ہوں کہ اگر صحیح معنوں میں زکوٰۃ وصول کی جائے اور تقسیم کی جائے تو خلفائے راشدین کے زمانے کی طرح زکوٰۃ دینے والے لوگ تلاش کرتے پھریں لیکن زکوٰۃ لینے والا انہیں کوئی نہ ملے۔ اس قدر ہمارے ملک میں دولت ہے کہ اگر زکوٰۃ کی صحیح وصولی اور اس کی صحیح تقسیم کی جائے تو اسی زمانہ کی طرح یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ عشر کی رقم رولز کے مطابق جس گاؤں یا جس آبادی سے وصول کی جائے اس کا 1/3 حصہ اس گاؤں کی آبادی کے فلاحی کاموں میں صرف کرنے کا رول موجود ہے، مگر اس دو سال کے عرصہ میں ابھی تک کسی گاؤں میں بھی کسی راستہ کی تعمیر کے لئے، کسی فلاحی کام کے لئے ایک پیسہ تک خرچ نہیں کیا گیا اور وہ ساری رقم بالکل ایک جگہ جمع ہو رہی ہے اور اس سلسلہ میں صریحاً رولز کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور اس طرح عشر کی رقم اس گاؤں کی فلاحی و بہبود پر خرچ نہیں ہو رہی ہے۔

اس کے علاوہ جناب سپیکر! بیروزگاری پر قابو پانے کے لئے دیہی علاقوں میں سرکاری و نجی صنعتیں قائم کی جائیں کیونکہ دیہی مزدور بہت مشکل سے دن گزار رہا ہے۔ بیروزگاری اس قدر بڑھ چکی ہے کہ کوئی کام ان کو نہیں ملتا اس لئے constituency کی بنیاد پر ہر حلقہ میں ہر ممبر کے علاقہ میں کم از کم ایک صنعت قائم کی جائے مثلاً جس طرح کا وہ علاقہ ہے اس میں اس طرح کی صنعت کا لگایا جانا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ سات مرلہ سکیم کی رفتار قدرے سست ہے۔ بہت سارے گاؤں میں جہاں

سرکاری اراضی نہیں ہے وہاں جناب ابھی تک لوگ ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور ان کے لئے ابھی تک نہ تو زمین حاصل کی جا سکی ہے اور نہ ہی وہاں پر پلاٹ تقسیم کئے جا سکے ہیں۔ اخبارات میں چھاپ دیا جاتا ہے کہ اتنے لاکھ پلاٹ تقسیم کئے گئے ہیں لیکن ابھی تک عملی طور پر کام بہت پیچھے ہے اور بہت سارے لوگ بقایا ہیں۔ جناب والا! پلاٹ اگر کسی آدمی کو دیا جائے تو میری آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے درخواست ہے کہ جس کو پلاٹ دیا جائے اس کو اس کے ساتھ ہی کم از کم 5 ہزار روپے کا چیک دیا جائے تاکہ جو غریب آدمی ہے اس پر اپنی ایک جھونپڑی تعمیر کر سکے کیونکہ اس مہنگائی کے زمانہ میں غریب آدمی سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ کوئی چھوٹا سا کمرہ بھی خود تعمیر کر سکے گا۔ اس لئے پلاٹ کے ساتھ 5 ہزار روپے کا چیک دیا جانا ضروری ہے۔ اس اسلامی مملکت میں تمام مساجد کی دیکھ بھال و سالانہ مرمت حکومت اپنے ذمہ لے اور ہر خطیب کا ماہانہ مقرر کیا جائے چونکہ اسلامی مملکت میں یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ تمام مقدس اداروں کا انتظام خود سنبھالے۔

اس کے علاوہ میرے علاقے کے چند مسائل ہیں جنہیں میں جناب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ منڈی بہاؤالدین ایک بہت بڑا سب ڈویژن ہے۔ اس کو ضلع کا درجہ دیا جانا اشد ضروری ہے۔ جناب سپیکر! یہ ڈویژن ایک صدی پہلے کی پرانی تقسیم ہے۔ جب مسائل بہت کم ہوا کرتے تھے۔ کسی زمانہ میں ہمارے ضلع گجرات میں صرف ایک مجسٹریٹ ہوا کرتا تھا۔ سارے ضلع کا کام ایک مجسٹریٹ ہی کرتا تھا لیکن اب منڈی بہاؤالدین میں پانچ چھ مجسٹریٹ ہیں۔ چار سول جج ہیں اور اس قدر وہاں کام زیادہ ہے کہ اسے ضلع کا درجہ دیا جانا اشد ضروری ہے۔ کیونکہ منڈی بہاؤالدین کو کافی سالوں سے ضلع کا درجہ دیئے جانے کی باتیں ہو رہی تھیں اور اس کے ساتھ کئی ضلعے بھی بنے لیکن جو منڈی بہاؤالدین سب ڈویژن ہے اس کو نظر انداز کیا گیا ہے اس کو فوری طور پر ضلع کا درجہ دلایا جائے۔ جناب سپیکر اگر منڈی بہاؤالدین کو ضلع کا درجہ دیا جائے تو اس میں گورنمنٹ کا کوئی تعمیراتی خرچہ نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہاں جو واپڈا کالونی ہے وہ کروڑوں روپے کی مالیت سے تعمیر ہوئی تھی ابھی خالی پڑی ہے اور اس میں ضلعی دفاتر اور رہائشی کوٹھیاں اے۔ کلاس بنگلے کافی تعداد میں موجود ہیں۔ جن پر ناجائز قابضین ہو چکے ہیں اور اگر یہ ہمارا ضلع کا مسئلہ حل ہو تو اس پر گورنمنٹ کا کوئی خرچہ نہیں ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں منڈی بہاؤالدین ایک بہت وسیع سب ڈویژن ہے جس میں سات پولیس سٹیشن ہیں بہت سے سب ڈویژن ایسے ہیں جو کہ ایک ہی پولیس سٹیشن پر مشتمل ہیں لیکن منڈی بہاؤالدین سب ڈویژن سات تھانوں پر مشتمل ہے۔ اس میں جناب کوئی بھی صنعت نہ ہے۔ اس کو ٹیکس فری

زون ایریا قرار دیا جائے تاکہ وہاں کے لوگوں کا بیروزگاری کا مسئلہ حل ہو سکے اور ان کو روزگار مہیا ہو سکے۔ اس کے علاوہ وہاں فارم ٹو مارکیٹ روڈ کی کمی ہے کیونکہ وہ ایک زرعی علاقہ ہے اس میں سڑکوں کی بہت کمی ہے۔ بارش کے موسم میں دو دو تین تین ہفتے کوئی ٹریفک نہیں چل سکتی ہے۔ زمینداروں کو اپنی اجناس گنا وغیرہ مارکیٹ تک لے جانا مشکل ہو جاتا ہے۔ کافی راستے کچے ہیں اس لئے وہاں سڑکوں کا ہونا اشد ضروری ہے منڈی بہاؤالدین سب ڈویژن کی پنجاب بھر میں زرعی لحاظ سے اول پوزیشن ہے اس لئے حالیہ بارشوں میں جتنا نقصان منڈی بہاؤالدین سب ڈویژن کا ہوا ہے اتنا میرا خیال ہے کہ کسی ضلع میں نہیں ہوا جبکہ 100 فیصد وہاں پر لوگوں کا انحصار زراعت پر ہے۔ اس میں باغات اور سبزیاں وغیرہ آتی ہیں اور تقریباً سو فیصدی لوگوں کا نقصان ہوگیا ہے۔ ان کے لیئے فوری طور پر قرضوں کی ادائیگی معاف کرکے آئندہ فصل خریف کی بجائی کے لیے مالی امداد دی جائے۔ آخر میں میں ایک گزارش کروں گا کہ بہت سے ممبران حضرات جن کے حلقوں میں میونسپلیٹیز آتی ہیں۔ ان میں کوئی کام کرنے کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔ مثال کے طور پر منڈی بہاؤ الدین میرے حلقے میں ہے۔ ہر حلقے میں جہاں میونسپل کمیٹی یا ٹاؤن کمیٹی بنتی ہے ان کا انتخابات میں ایک موثر کردار ہوتا ہے۔ ان میونسپل کمیٹیز یا ٹاؤن کمیٹی کو اور کارپوریٹ کیا جائے۔ مثلاً منڈی بہاؤالدین اتنی بھاری آبادی کا شہر ہے لیکن اس میں نکاس آب اور صفائی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ میونسپلٹی کے پاس اتنے فنڈز نہیں ہیں جن سے ایسے انتظامات کیئے جائیں۔ برسات کے موسم میں یہاں دریاؤں اور نہروں کا سا سماں ہوتا ہے۔ میں جناب کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ صوبائی گورنمنٹ منڈی بہاؤالدین نکاس آب و صفائی کے لیے فنڈز مہیا کرے۔ اور اس طرح تمام میونسپلیٹیز جو ہمارے حلقوں میں آتی ہیں ان میں مخصوص فنڈز فراہم کیئے جائیں۔ میں جناب کا بہت شکر گزار ہوں کہ جناب نے مجھے موقع دیا۔ شکریہ۔

مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹیں پیش کرنے کی مدت میں توسیع

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل: جناب سپیکر، میں مجلس قائمہ برائے مال کی طرف سے ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں جس کے لیئے اجازت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ارشاد فرمایئے۔

(اسی مرحلہ پر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر تشریف لائے)

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سموئل: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :۔

مسودہ قانون مالیہ اراضی ترمیم پنجاب 1987ء مسودہ قانون نمبر 102 بابت 1987ء مسودہ قانون

ترمیم مزارعت پنجاب مصدرہ 1987ء مسودہ قانون نمبر103 بابت 1987ء اور مسودہ قانون ترمیم حصول اراضی مصدہ 1987ء مسودہ قانون نمبر105 بابت 1987ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 18 ستمبر1987ء تک توسیع فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا یہ تحریک آپ کو منظور ہے؟

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون: میں وزیر مال کو بلا کر ان سے بات کرواتا ہوں اگر تھوڑا سا انتظار فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اس پر فیصلہ تو ہو چکا ہے۔ آپ کوشش کرلیں کہ جتنی جلدی ہوسکے وہ پیش کرسکتے ہیں۔ اس سے پہلے اگر کام ختم ہو جائے۔

وزیر قانون: اس میں بڑی معمولی سی بات تھی جس کے لیئے اتنا وقت نہیں دیا جاسکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ اس تاریخ سے پہلے dispose of کروا دیں۔ اس میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ کہ اس تاریخ سے پہلے آپ پیش نہیں کرسکتے۔ مولانا غیاث الدین صاحب

مولانا محمد غیاث الدین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! 88-1987ء کے بجٹ کو میں تعمیراتی بجٹ گردانتا ہوں' تعلیمی ترقی کا بجٹ سمجھتا ہوں بحالی صحت کا بجٹ تصور کرتا ہوں اور امن کا بجٹ قرار دیتا ہوں۔ عوامی امنگوں کا ضامن خیال کرتا ہوں۔ یہ تعمیراتی بجٹ اس لیے ہے کہ اس سے پہلے جتنی بھی پاکستان میں حکومتیں آئی ہیں' یہ حقیقت تسلیم کیے بغیر ہم نہیں رہ سکتے کہ جتنی ترقی اس حکومت کے دور میں ہوئی ہے اس سے پہلے اسقدر تعمیراتی ترقی کبھی نہیں ہوئی۔ سڑکیں' بنیں بہت زیادہ تعلیمی ادارے تعمیر ہوئے۔ اس سے پہلے تعلیمی ادارے تھے لیکن عمارتیں نہیں تھیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس حکومت کے دور میں جتنی تعلیمی اداروں کی تعمیر ہوئی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ صحت کی مد میں جتنا پیسہ صحت کے لیے ہماری حکومت موجودہ حکومت نے پیسہ رکھا ہے اس سے قبل صحت پر اتنا خیال کبھی نہیں رکھا گیا۔ امن کا بجٹ اس لحاظ سے ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ اخباری نمائندوں اور اخباری رپورٹروں کی نگاہیں بڑی عقابی ہوتی ہیں اور اس 88-1987ء کے بجٹ کی

سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اخبار میں ہمارے وزیر خزانہ کے متعلق جو کارٹون آیا ہے اس میں اخباری نمائندوں نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ پنجاب کا بجٹ بہت اچھا بجٹ ہے۔ اگر یہ بجٹ عوام کی امنگوں کے مطابق نہ ہوتا تو پھر جس طرح سے مرکزی بجٹ کے متعلق عوام میں سراسیمگی پیدا ہوئی اس بجٹ کے متعلق بھی ہوتی لیکن میں یہ سمجھتا ہوں پنجاب کی حکومت مبارکباد کے قابل ہے کہ جس نے پنجاب کے عوام کی امنگوں کے مطابق بجٹ پیش کیا ہے۔ جناب سپیکر! تعلیم کے لحاظ سے جہاں اس حکومت کے دور میں ترقی ہوئی ہے وہاں میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ ہے دینی اداروں کو تعلیم میں حصہ دینا۔ یہ مسئلہ حقیقت ہے کہ تعلیم کے معاملہ میں طلباء کو سنوارنے اور ان کی اخلاقی اقدار کو بڑھانے میں سب سے زیادہ حصہ دینی تعلیمی اداروں کا ہے۔ لیکن نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ جس طرح انگریز کے دور دینی اداروں کو نظر انداز کیا گیا اسی طرح سے موجودہ دور میں بھی دینی اداروں کے طلباء کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ دینی اداروں کے فارغ التحصیل طلباء کو ایم اے کی برابر تسلیم کو لیا ہے تو پھر چاہیے کہ تعلیمی اداروں میں ان کی سند کو تسلیم کرتے ہوئے ایم اے کے برابر انہیں بھی مراعات دی جائیں۔

جناب سپیکر! امن کے قیام اور امن کی بحالی کے سلسلہ میں علماء کے کردار کو کوئی فراموش نہیں کرسکتا۔ علماء کرام جن حالات میں سے گزر رہے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: اور کما رہے ہیں۔

مولانا محمد غیاث الدین: رانا صاحب نے کمانے کی بات ہے۔ اس کے بارے میں بھی عرض کردوں کہ جب بھی کسی بددیانت حکومت کو تبدیل کرنا ہو تو علماء کو استعمال کیا جاتا ہے وزارتیں تقسیم کرنی ہوں تو علماء کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔

رانا صاحب میں یہ بات اس لیے نہیں کر رہا کہ مجھے وزارت دی جائے۔ میں یہ عرض کروں کہ اس ایوان کے اندر صرف دو مولوی ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر میں دیانتداری اور معذرت کے ساتھ یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ملک کو تہہ بالا کرنے میں الٹ پلٹ کرنے میں یا خرید و فروخت میں ان کا ہاتھ ہے۔ میں علماء کرام کی بات نہیں کرتا' میں تو ان مولویوں کی بات کرتا ہوں اور میں یہ بات بھی نہیں کرتا میں نے تو صرف مولوی صاحب کو گرمانے کے لیے یہ چٹکلا چھوڑا

ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان میں شامل نہ کرے کیونکہ وہ تو پھر دین فروش ہو جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان: مجھے ان کی تیز و تند تقریر پسند ہے۔ میں صرف ان کو گرما دیتا ہوں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن: میں مولانا صاحب کی پرزور تائید کرتی ہوں۔ انہوں نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ جب وزارتیں تقسیم ہوتی ہیں۔ تو علماء کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ جناب والا! کل میں نے اپنی بجٹ تقریر میں ایک تجویز پیش کی تھی کہ ایک اخلاقی بجٹ پیش کیا جائے تو مجھے یہ خطرہ تھا کہ شائد وزیر خزانہ یہ کہیں کہ ہم اخلاقی وزیر کہاں سے لے کر آئیں گے۔ اخلاقی وزیر آفاق سے تو نہیں آئیں گے جناب والا! میری سفارش ہے کہ علمائے کرام میں سے کسی کو اور خصوصیت سے مولانا کو اخلاقی وزیر رکھ لیا جائے۔

مولانا محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! میں نے یہ جو بات کی ہے اس لئے نہیں کی کہ مجھے وزارت چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب آپ اپنی بات کو جاری رکھیں۔

مولانا محمد غیاث الدین: جناب والا! میں علماء کی حق تلفی کی بات کر رہا ہوں اور تو کوئی بات نہیں صرف یہ ہے کہ دینی اداروں سے فارغ التحصیل علماء کی سندوں کو ایم اے کے برابر تسلیم کر لیا گیا ہے۔ تو پھر اس پر عمل کیوں نہیں ہو رہا ہے۔ جناب والا! ہمارے دینی اداروں کے اندر چار قسم کے امتحانات کے درجے رکھے گئے ہیں درجہ اول کا امتحان میٹرک کے برابر ہے۔ درجہ دوم کا امتحان ایف اے کے برابر ہے' درجہ سوم کا امتحان بی اے کے برابر ہے اور درجہ چہارم کا امتحان ایم اے کے برابر ہے۔ میں عرض کروں گا کہ دینی اداروں کے اندر ہر قسم کی تعلیم دی جاتی ہے' فلسفہ' منطق علم اصول علم فقہ' علم حدیث اور علم قرآن جب یہ سب کچھ دین اداروں میں پڑھایا جاتا ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ ان اداروں کو کیوں نظر انداز کیا جاتا ہے' کیا تعلیمی اداروں کے اندر علم حدیث کی ضرورت نہیں ؟ کیا تعلیمی اداروں کے اندر علم فقہ کی ضرورت نہیں ؟ کیا تعلیمی اداروں کے اندر

منطق اور فلسفہ کی ضرورت نہیں ؟ یہ جتنے بھی علوم دینی اداروں میں پڑھائے جاتے ہیں۔ لیکن یونیورسٹی اور کالجوں دیگر تعلیمی اداروں کے اندر علمائے کرام کو ان کا حق کیوں نہیں دیا جاتا۔ دینی اداروں کے سند یافتہ کو اگر لیا گیا ہے۔ تو نو (9) گریڈ میں لیا گیا ہے۔ ان کی سند تو ہو ایم اے کے برابر اور جب انہیں گریڈ دیا جائے۔ تو وہ گریڈ نو (9) ہو۔ ادھر دیگر تعلیمی اداروں سے پڑھا ہوا ایم اے کو پندرھواں اور کسی کو سولہواں گریڈ دیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ علمائے کرام کے خلاف انگریز کا پھیلایا ہوا زہر ہے جو اب تک یہاں پر استعمال کیا جاتا ہے۔ علمائے کرام اگر تعلیمی اداروں کے اندر آئیں تو کبھی ہڑتالیں نہ ہوں' کیونکہ علمائے کرام اخلاق کا درس دیتے ہیں' علمائے کرام استاد کے ادب کا درس دیتے ہیں۔ علمائے کرام ماں باپ اور بڑوں کے ادب و احترام کا درس دیتے ہیں' علمائے کرام کو اس لیے نہیں لیا جاتا کہ یہ ہڑتالیں ہوتی رہیں اور تالہ بندیاں ہوتی رہیں' سڑکوں پر جلوس نکلتے رہیں۔ آپ تجربہ کرکے دیکھ لیں اور علمائے کرام کو دینی اداروں کے اندر جگہ دیں تعلیمی اداروں کے اندر جگہ دیں تو یہ تعلیمی ماحول بدل جائیگا۔ اسلامی روپ میں آجائے گا۔ یہ صرف اور صرف علمائے کرام کے خلاف پھیلایا ہوا زہر ہے اور اس زہر کی وجہ سے تعلیمی اداروں میں علمائے کرام کو مقام نہیں دیا جاتا' لہٰذا میں اس ہاؤس کی وساطت سے پر زور اپیل کروں گا کہ علمائے کرام کی سندوں کو وہی مقام دیا جائے۔ جو دیگر تعلیمی اداروں کی سندوں کو دیا جاتا ہے۔

جناب والا ! دوسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ بارانی علاقوں میں محکمہ ABAD کام کر رہا ہے۔ یہ محکمہ ABAD ہمارے شکر گڑھ کے علاقے میں تقریباً چودہ کروڑ روپے کی خطیر رقم سے کام کر رہا ہے۔ لیکن جو کام ان کے ذمہ لگایا گیا ہے وہ کام صحیح طریقے سے نہیں ہورہا۔ ہمارا شکر گڑھ کا علاقہ تمام کا تمام بارانی علاقے ہے اور اس علاقہ کی زمین ناہموار ہے اگر یہی پیسے زمین ہموار کرنے پر لگا دیئے جاتے یا پانی حاصل کرنے کے لیے ٹیوب ویل لگائے جاتے تو زمینداروں کو بہت زیادہ فائدہ ہوتا۔ جناب والا ! محکمہ ABAD کی تمام رقوم ضائع کی جا رہی ہیں اور ہمارے شکر گڑھ میں جو محکمہ ABAD کا افسر لگایا گیا ہے وہ سوائے اپنے رشتہ داروں کو نوازنے کے زمینداروں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا رہا۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ محکمہ ABAD کی زمینوں کی صحیح طور پر آباد کرنے کے لیے رقم صرف کرے۔ وہ محض اقربا پروری اور اقربا نوازی کے لیے پیسے نہ خرچ کرے۔

جناب والا! میں محکمہ آبپاشی کے متعلق عرض کروں گا' محکمہ آبپاشی کے ذمہ جہاں پر زمینوں کو پانی پہنچانے کا کام ہے۔ وہاں یہ کام بھی کہ دریاؤں پر بند باندھنے اور دریاؤں کی حالت کو بہتر بنائے۔

جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے علاقہ میں دریائے راوی پر ایک بند باندھا جا رہا ہے۔ اور یہ تقریباً چار کروڑ روپے کا منصوبہ ہے اور یہاں پر اتنا نہیں ہو رہا ہے' کہ میں نے اس کے متعلق ایک تحریک التوائے کار بھی پیش کی ہے کہ وہاں پر یہ ہو رہا ہے' کہ ایک حاجی پور گجراں بند اور پھیکو چک بند ہے اس کا 45 لاکھ روپے کا ٹھیکہ ہوا' اس پر تین لاکھ روپے کا کام کرکے 42 لاکھ روپیہ محکمہ کے افسران سے ملی بھگت کرکے وصول کر لیا ایک حاجی پور گجراں کے بند کا ٹھیکہ ایک کروڑ روپے کا ہوا ہے۔ 15 جون تک اس کی تکمیل کی تاریخ تھی' لیکن 15 جون گزر گیا ہے۔ ابھی تک وہاں پر بند کے کام کا آغاز بھی نہیں کیا گیا ہے۔ صرف یہ انتظار کیا جا رہا ہے کہ کوئی سیلاب آجائے بارشیں ہو جائیں اور پھر ہم کہیں گے کہ سیلاب کی وجہ سے اور بارشوں کی وجہ سے یہ سارا بند بہہ گیا ہے۔ شکر گڑھ میں یہ بند باندھا جا رہا ہے۔ اور یہ محکمہ آبپاشی کا حال ہے۔ جناب والا! اگر ہمارے ملک میں یہی حالت رہی اس طرح سے نہیں ہوتا رہا تو یہ ٹھیکیدار حضرات یا ٹھیکداروں کی حمایت کرنے والے حضرات اس محکمہ میں رہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ وہ علاقہ راوی کی نذر ہو جائے گا اور اس سے پہلے بھی ہوا ہے۔اور ہمیں نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو بند وہاں پر باندھے جا رہے ہیں ان کے سامنے ہندوستان والے بھی راوی کو روکنے کے لیے کوششوں میں مصروف ہیں اور ضد شروع ہے کہ راوی کا رخ پاکستان کی طرف ہونا چاہیئے' لیکن پاکستان والوں کا یہ نظریہ ہے کہ وہ اصل مقام پر جائے' ادھر ہندوستان میں کام درست ہو رہا ہے۔ اور ہمارے ملک میں تمام رقوم غبن کی جا رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب آپ کو علم ہے وقت چونکہ محدود ہے ذرا مختصر کیجئے۔

مولانا محمد غیاث الدین: جناب والا! میں محکمہ مواصلات کے متعلق ایک بات عرض کرکے اسے ختم کرنے لگا ہوں۔ ہمارے نارووال کی طرف ایک سڑک جاتی ہے جو کہ بڑی اہم سڑک ہے۔ مرید کے نارووال روڈ جس پر بہت زیادہ ٹریفک چلتی ہے۔ جناب والا! ہمارا اکثر وہاں سے گزر ہوتا ہے اور اس کی حالت یہ ہے کہ تعمیر کروانے والے اور تعمیر کرنے والے ایسا کرتے ہیں کہ ادھر سڑک تعمیر ہوتی ہے اور چند دنوں کے بعد وہ سڑک خراب نظر آتی ہے' اتنی ٹریفک چلنے کے باوجود بھی وہاں پر سڑک کی حالت تسلی بخش نہیں بلکہ بہت خراب ہے۔ محکمہ مواصلات بالخصوص وزیر مواصلات سے میں یہ عرض کروں گا کہ اس سڑک کو ترجیحی بنیادوں پر تعمیر کیا جائے اور دیانت دار افسران کی نگرانی میں تعمیر

کیا جائے' یہ نہ ہو کہ جو ملتان روڈ کا حال ہوا ہے۔ ادھر سڑک بنی اور اس کا افتتاح کرنے سے پہلی ہی وہ خراب ہوگئی۔ جناب والا! شکر گڑھ ہمارا بارڈر ایریا ہے۔ وہاں پر جب ہم کوئی سڑک دیتے ہیں یا کوشش کرتے ہیں تو وہاں پر اسے بارڈر ایریا سمجھ کر این۔ او۔ سی نہیں دیا جاتا۔ جناب وزیر مواصلات یہاں پر تشریف نہیں رکھتے لیکن ہمارے علاقے کی جو اس وقت حالت ہے وہ ایسی ہے کہ اگر ان کو وہاں پر سفر کروایا جائے تو میں یقین سے کہہ سکوں گا کہ ان سڑکوں پر سفر کرنے کے بعد ان کے آشنا بھی ان کو نہیں پہچان سکیں گے۔ گرد و غبار سے ان کی حالت اتنی خراب ہو جائے گی۔ شکریہ!

مہر محمد سلیم: جناب سپیکر! میں نے ایک بہت اہم معاملے پر تحریک استحقاق بھیجی ہے۔ گوجرانوالہ سے یہاں پہنچنے پر میں ذرا لیٹ ہوگیا ہوں۔ تو جناب والا! مہربانی فرما کر مجھے اسے ٹیک۔ اپ کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہر صاحب۔ اب تو یہ مشکل ہوگا۔

مہر محمد سلیم: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ معاملہ بہت اہم ہے۔ پرسوں اس کی اہمیت ختم ہو جائے گی تحریک استحقاق بھی ہے اور تحریک التوائے کار بھی ہے مہربانی فرما کر مجھے اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ فرمایئے تو سہی کہ آپ کا مسئلہ کیا ہے؟

مہر محمد سلیم: جناب والا! گوجرانوالہ میں ملت ہائی اسکول کی ایک عمارت ہے جس کو کمشنر صاحب کے حکم سے گرایا جا رہا ہے۔ جب صبح میں نے ان سے بات کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے کہا میں اس مسئلے پر بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں جب بھی ان کے پاس جاتا ہوں تو وہ چار جرنیلوں کے نام بتا کر ہم لوگوں کو pressurize کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مہربانی فرما کر یا تو مجھے یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے یا پھر اس عمارت کو گرانے سے فوری طور پر روکا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہر صاحب یہ وزیر تعلیم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں آپ ان سے رابطہ قائم کیجئے۔

مہر محمد سلیم: جناب والا! میں عرض کروں کہ راجہ صاحب کو تو وہ کمشنر کچھ بھی نہیں سمجھتا۔ وہ تو کہتا ہے کہ جرنیل عبدالرحمان اختر میرا بھائی ہے اور زاہد علی اکبر میرا بھائی ہے۔ میرا کوئی بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معاملہ کے پیش نظر وزیر تعلیم صاحب آپ اس کے متعلق کیا فرمائیں گے؟ کیونکہ تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار کا تو وقت نہیں ہے۔

وزیر تعلیم: جناب والا! مجھے تو ابھی تک وہ تحریک استحقاق نہیں ملی ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میری بات سنئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ آپ قواعد کو معطل کرکے اجازت دے سکتے ہیں۔ ویسے تو وقت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی میں یہی عرض کر رہا تھا تو پھر مہر صاحب آپ ایسا کریں کہ آپ نے جو تحریک استحقاق دی ہے.....

مہر محمد سلیم: جناب والا! میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ پہلے تو مہربانی فرما کر عمارت کو گرانے سے فوری طور پر روکا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ میری بات تو سنیں نا۔

مہر محمد سلیم: جی۔ وزیر تعلیم صاحب پہلے یہ مہربانی تو فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں بھی اسی کے متعلق عرض کر رہا ہوں۔ آپ اپنی تحریک استحقاق طریقے کے مطابق لکھ کر پہلے اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھیج دیں۔

مہر محمد سلیم: جی وہ میں نے لکھ کر بھیج دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ منسٹر صاحب سے گزارش کریں کہ آپ وہ کمشنر صاحب سے رابطہ قائم کرکے اس دوران اس عمارت کو گرانے سے روکیں۔

مہر محمد سلیم: جناب والا! آپ مہربانی فرما کر قواعد کو معطل کرکے اس کو ٹیک اپ کرلیں۔ اس کے بارے میں پورا ایوان اجازت دے رہا ہے۔ تو آپ مہربانی فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ منسٹر صاحب سے بات کرلیں۔

مہر محمد سلیم: جناب والا! آپ ایوان سے یہ پوچھ لیں اگر معزز ایوان اجازت دیتا ہے تو مجھے بولنے کی اجازت دے دیں۔

وزیر تعلیم: جناب والا! آپ قطعاً" اجازت نہ دیں۔ جب تک مجھے حقائق کا پتہ نہیں لگ جاتا۔ میں اس کے بارے میں کیا بتا سکتا ہوں؟

مہر محمد سلیم: جناب والا! یہ بہت ضروری ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسے ضرور ٹیک اپ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہر صاحب آپ کے جذبات سے میں اچھی طرح آگاہ ہوں ہمیں ضابطے اور قیود کے اندر رہنا پڑتا ہے۔ کچھ مجبوریاں ہوتی ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ متعلقہ قواعد کو معطل کرنے کے بارے میں آپ ٹھیک فرماتے ہیں۔ مگر تحریک استحقاق کا وقت ختم ہوچکا ہے۔

جناب حاکم علی: جناب والا! رولز اجازت دیتے ہیں اور آپ اجازت دے سکتے ہیں۔ جناب یہ بہت ضروری بات ہے۔ اسلئے آپ اس کی اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ وزیر تعلیم ایوان کے سامنے اپنا موقف فرمانے والے ہیں۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب والا! میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ وزیر تعلیم ابھی جا کر ٹیلیفون کر دیں کہ اس عمارت کو گرانے سے روکا جائے۔ تحریک بعد میں پیش ہوجائے گی۔ اس کا اصل مقصد تو عمارت کو گرانے سے روکنا ہے۔ تو وزیر تعلیم ابھی ٹیلیفون کرسکتے ہیں کہ اس عمارت کو نہ گرایا جائے۔ یہاں تحریک پیش ہوئی ہے۔ ہم پھر اسے اتوار کو دیکھ لیں گے۔ تو فوری طور پر وزیر صاحب اس کو ٹیلیفون کر دیں اسطرح سے ہمارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! میں یہی عرض کر رہا تھا۔ میں معزز ممبران سے یہ عرض کرونگا کہ آپ براہ کرم میری بات مکمل ہونے دیں اس کے بعد آپ جو بھی ارشاد فرمانا چاہیں۔ وہ فرما سکتے ہیں۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مہر صاحب آپ اپنی تحریک استحقاق کو قواعد انضباط کار کے مطابق اسمبلی سیکرٹریٹ میں پہنچا دیں۔ اور میں وزیر تعلیم صاحب سے گزارش کرونگا کہ وہ متعلقہ کمشنر صاحب سے بات کرکے اس مسئلہ کو اپنی ذاتی نگرانی میں دیکھ لیں اور اس سے آپ کہیں کہ اس دوران عمارت کو نہ گرائیں تاکہ ان کی تحریک استحقاق جب ایوان میں آئے گی تو طریقہ کار کے مطابق اس پر

عمل درآمد کیا جائے گا۔

وزیر تعلیم : جناب سپیکر! یہی میں بھی عرض کرنے والا تھا۔ میں ان کو ساتھ لے کر ابھی بات کرتا ہوں۔ انہوں نے نہ ہی میری پوری بات سنی ہے۔ اور نہ ہی مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہر صاحب! راجہ صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ ان سے مل لیں اور یہ کمشنر صاحب سے ابھی بات کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ ان کے ساتھ تشریف لے جایئے۔ اور آپ اپنی تحریک استحقاق طریقہ کے مطابق دے دیں۔

جناب حاکم علی : جناب والا ! میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ چوکی میں ساڑھے بائیس من چرس دو اے۔ ایس۔ آئی صاحبان نے پکڑی ہے اور وہ ساری کی ساری چرس وہاں کے انسپکٹر نے اپنے ذمہ ڈال لی ہے وہ بیچارے دونوں اے۔ ایس آئی تڑپتے پھر رہے ہیں کہ انہوں نے ساڑھے بائیس من چرس پکڑی اور انسپکٹر نے کہا کہ یہ میں نے چھاپا مارا ہے۔ تو جناب اگر ان اے ایس آئی صاحبان کی حوصلہ افزائی نہ کی گئی تو پھر آگے کیا بنے گا ؟

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر! میں جناب حاکم علی صاحب کی پر زور تائید کرتا ہوں ساڑھے بائیس من چرس تو دو اے۔ ایس۔ آئی صاحبان نے پکڑی اور اس کے بارے میں کارروائی ایس۔ ایچ۔ او کی پڑ رہی ہے اور وہ لوگ بے بس ہیں۔ جو جا کر پکڑتے ہیں کیونکہ وہ انسپکٹر سفارشی تعینات ہے یہ بددیانتی اور رشوت کا دور دورہ ہے افسوس یہ ہے کہ کسی آدمی کو اپنے فرائض صحیح طور پر انجام نہیں دینے دیتے۔ سفارشی تعیناتیاں اور رشوتیں بہت زوروں پر ہیں۔

جناب حاکم علی : جناب سپیکر! ساڑھے بائیس من چرس ان دونوں اے۔ ایس۔ آئی صاحبان نے چھاپہ مار کے پکڑی جب انسپکٹر کو پتہ لگا تو انسپکٹر نے اپنی طرف سے اپنا نام اس میں دیکر ایف۔ آئی۔ آر' درج کی کیونکہ اگر اوپر سے کوئی ترقی ہو تو میری ہو جن اے۔ ایس۔ آئی صاحبان نے چھاپہ مارا اور ساڑھے بائیس من چرس پکڑی اگر انہیں ان کا حق نہ دیا جائے تو پھر جناب سپیکر یہ پولیس کیا کرے گی ؟ جناب وہ اے۔ ایس۔ آئی صاحبان تو اپنی آواز نہیں اٹھا سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ اور میری بات سنیں۔ آپ جو مسئلہ اس ایوان میں اٹھا رہے ہیں اس کے بارے میں میرا کچھ کہنا مناسب تو نہیں لگتا لیکن بہرحال میں مجبور ہوں

کیونکہ یہ اس کے لیے صحیح طریقہ نہیں ہے۔ اس کے لیے آپ ان کے متعلقہ افسران سے بات کرسکتے ہیں۔ اس وقت بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ تو میں چودھری فیض صاحب سے عرض کرونگا کہ وہ اپنی تقریر فرمائیں۔

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر! جب ایک معزز رکن آپ کے علم میں اتنی بڑی بات لاتا ہے جس میں بددیانتی، ناانصافی اور بدعنوانی کی انتہا ہو جائے تو آپ کو اس کی بات سننی چاہیئے اور یہ بات جناب وزیر اعلیٰ تک پہنچانی چاہیئے۔ اور اس کے لیئے آپ اگر کمیٹی بنا دیں جو تحقیقات کرکے اپنی رپورٹ وزیر اعلیٰ صاحب کو دے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا بجائے اس کے کہ اس پر تقریریں کی جائیں تقریروں کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ اتنا بڑا واقعہ پیش آیا لہٰذا میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ اس کے بارے میں ایک کمیٹی بنا دیں جیسے آپ دوسرے معاملات کو نپٹاتے ہیں اور وہ کمیٹی وزیر اعلیٰ صاحب کو اپنی رپورٹ پیش کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی شاہ صاحب فرمایئے۔

سید اقبال احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں عرض کرونگا کہ میرے دوست اور فاضل ممبران کو صرف پانچ منٹ تقریر کرنے کے لیے دیئے گئے ہیں تو اس طرح سے تو یہ وقت ضائع ہو رہا ہے۔ اگر حاکم علی صاحب نے کچھ پولیس کی شکایت کرنی ہے تو وہ بجٹ پر تقریر کرسکتے ہیں۔ انہیں اجازت ہے کہ وہ کسی بھی مسئلے کو آپ کے سامنے لاسکتے ہیں۔ تو یہ فاضل ممبران کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے یہ التماس کرونگا کہ براہ کرم اب اس موضوع کو چھوڑ دیں اور اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں..... جی چودھری فیض صاحب آپ فرمایئے۔

چودھری فیض احمد (پارلیمانی سیکرٹری) : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں بجٹ پر مختصر بات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ پہلے اس پر بہت زیادہ کچھ کہا جاچکا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جو انسان جھوٹی خوشامد کرے وہ منافق ہوتا ہے اور منافق کی سزا جہنم ہے۔ اس واسطے

انسان کو وہ بات کہنی چاہیئے جو موافق ہو۔ میں وزیر خزانہ کو یہ کہتا ہوں کہ یہ کتنا خوش قسمت آدمی ہے کہ پہلے وزیر تعلیم بنا اور جو کچھ وزیر تعلیم کی حیثیت سے کیا اسکی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اب وہ وزیر خزانہ آئے اس نے جو خزانے کا بجٹ پیش کیا ہے میں حلفاً کہتا ہوں کہ آپ علاقے میں جا کر دیکھیں وہ کہتے ہیں کہ پنجاب گورنمنٹ نے کمال کر دیا ہے۔ سنٹر کے متعلق وہ باتیں کہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: یہ خود جہنم کی طرف رخ کر رہے ہیں اسکی وجہ کیا ہے؟

چودھری فیض احمد: جو جھوٹی خوشامد کرے وہ جہنمی ہے۔ میں نے یہ کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! میں معذرت کے ساتھ آپ سے عرض کرونگا کہ آپ اپنا رخ میری طرف کرکے بات جاری رکھیں۔

چودھری فیض احمد: جناب والا! جو بجٹ پنجاب گورنمنٹ نے پیش کیا اسکی مثال پچھلے کسی بجٹ میں نہیں ملتی۔ میاں نواز شریف صاحب کی قیادت میں چودھری ممتاز حسین نے بجٹ پیش کیا وہ بہترین ہے۔ ہم گاؤں میں جاتے ہیں لوگ ہمیں مبارک دیتے ہیں۔ اس واسطے نہیں کہ ڈویلپمنٹ اس قدر ہوئی ہے یہ آپکی پچھلے 34 سال میں کوئی مثال نہیں ہے۔ جہاں پر آپ جائیں سڑک کے کسی طرف دیکھیں کہیں ہسپتال بن رہا ہے۔ کہیں سکول بن رہا ہے۔ کہیں کچھ بن رہا ہے۔ بجٹ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ کام ہو رہا ہے۔ جب بھی میاں نواز شریف صاحب اسلام آباد جاتے ہیں وہ سنٹر سے پچاس کروڑ سے کم نہیں لیتے اور وہ کس لئے لیتے ہیں وہ عوام کے لیے لیتے ہیں۔ میں بات کہتا ہوں کہ انسان ناشکرا نہ ہو کہ زمینداروں پر خرچ ہو رہا ہے۔ 70 فیصد ہماری آبادی ہے۔ زمیندار خوشحال ہیں لیکن خدا کی طرف سے کوئی آفت آجائے۔ بارش زیادہ ہو جائے گندم خراب ہو جائے یا کچھ اور ہو جائے اس میں کسی کا قصور نہیں تو وہ تو من جانب اللہ ہے۔ اس کا انسداد کرنا بھی ان کا فرض ہے۔ اور وہ انسداد کر رہے ہیں۔

جناب طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ جب کوئی ممبر پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتا ہے تو جو سپیکر تقریر فرما رہے ہوں ان کو چاہیئے وہ بیٹھ جائیں۔ شاہ صاحب! فرمایئے۔

جناب طاہر احمد شاہ: عالی جاہ انہوں نے زمینداروں کا لفظ استعمال کیا ہے۔ زمینداروں کی بجائے

اگر کسانوں کا لفظ استعمال کر لیں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ کسانوں کی زمینداروں کی نسبت دیہاتی آبادی میں تعداد بہت زیادہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ چودھری صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چودھری فیض احمد: کسان بھی زمیندار ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کسان اور زمیندار سے مقصد صرف یہی ہے کہ وہ لوگ کاشتکاری کرتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: زمیندار بھی کسان ہیں کسان وہ ہے جو کاشت کرتا ہے۔ پیری مریدی والے کو کسان نہیں کہا جاسکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب طاہر احمد شاہ: رانا صاحب اگر مرید خاص نہ ہوتے تو میں ان کا جواب بڑے مدلل انداز میں دیتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبران سے التماس کروں گا وہ آپس میں گفتگو سے اجتناب فرمائیں۔ کیونکہ آج بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ اور آج بجٹ پر بحث کا آخری دن ہے۔ جو حضرات بول رہے ہیں ان کو آپ بولنے کا موقع دیجئے۔ براہ کرم فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کیجئے۔

چودھری محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپکی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ آج بجٹ پر عام بحث کا آخری دن ہے۔ اور یہاں پر مناظرہ شروع ہوچکا ہے۔ براہ مہربانی اس مناظرہ کو ختم کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ بھی اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں بجٹ پر تقریر کرنے کے لیے چودھری صاحب کا نام پکارتا ہوں۔ چودھری صاحب فرمائیں۔

چودھری فیض احمد: ہم کہتے ہیں کہ ہمارا بجٹ کسانوں یا زمینداروں کے لیے سب سے اچھا آیا ہے۔ ہم بھی اس پر بڑے مطمئن ہیں۔ باقی جو ڈویلپمنٹ (Development) کے متعلق ہے اور بجٹ

کے متعلق اگر ذاتیات پر جایا جائے کہ میرے گاؤں میں یہ نہیں ہوا وہ نہیں ہوا اس کو مت لیں۔ آپ ایک سرسری پوائنٹ سے دیکھیں کہ بجٹ آپ کا کیسا ہے۔ بجٹ آپ کا بہترین ہے۔ جس میں ہر ایک کی بہتری ہوئی ہے۔ لوگ کہتے ہیں۔ میری گلی پکی نہیں ہوئی لیکن بجٹ کا اس میں کیا قصور ہے۔ بجٹ نے آپکو ایلوکیشن کی ہے وہ آپکے علاقے میں رقم خرچ ہوگی۔ آپکو یہ حق ضرور حاصل ہے کہ یہ ہو کہ لیکن اسکی طرف ہر وقت کسی ممبر نے کسی سرکاری ملازم کی تعریف نہیں کی۔ ہر ایک نے یہی کہا کہ سرکاری ملازم کی گئے سرکاری ملازم کھا گئے۔ بھئی سرکاری ملازم کہاں سے کھا گئے آپ دیتے ہیں تو وہ کھاتے ہیں۔ آپ نہ دیں تو وہ نہیں کھائیں گے۔ سرکاری ملازم آپکے نوکر ہیں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ جو ہمارے وزرا ہیں میں حلفاً کہتا ہوں کہ وہ اس قدر مٹے ہوئے ہیں۔ کہ کوئی بھی آدمی جائے وہ کسی کو انکار نہیں کرتے۔ ہر وقت ان کے کام کرتے ہیں۔ پھر بھی یہ کہتے ہیں وزیر تو بڑے وزیر ہوگئے۔ اگر آپ ان سے برتیں پھر آپ کو پتہ لگتا ہے۔ وزیر ہر وقت یہ کرتے ہیں۔ آپ کی وزیرنیاں جو ہیں وہ بھی کسی کو نہ نہیں کرتیں۔ وہ بھی ایسے ہی کرتی ہیں۔ وہ بھی کسی کو انکار نہیں کرتی کسی کو یہ نہیں کہتیں کہ یہ کریں۔

جناب طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وزیرنی کا جو لفظ ہے یہ غیر پارلیمانی ہے خواتین وزراء کہہ لیں تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ درست فرما رہے ہیں۔ اسکی تصحیح کر لی جائے۔

چودھری فیض احمد: میں وہ لفظ ایسا بول گیا ہوں۔ میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ سپیکر صاحب کے متعلق بھی کسی ہاؤس میں جس قدر سپیکر آپکو تو شریف آدمی ملا ہے۔ اگر ان کی جگہ میں ہوتا تو کبھی میں یہ باتیں نہ سنتا۔ یہ مسز نجمہ تابش میری گواہ ہیں۔ اسکو بھی میں نے اس دن یہی کہا تھا کہ لیکن اس میں اتنا حوصلہ ہے کہ ہر بات سنتا ہے لیکن منہ پر ملال نہیں آتا زمیندار ہو کر ملال نہیں آتا۔ میں زمیندار تھا۔ میں برداشت نہیں کرتا تھا۔ لیکن وہ برداشت کرتا ہے۔ یہ اسکی خوبی ہے۔ یہی بات چودھری ممتاز حسین کی ہے۔ پتا نہیں نواز شریف نے یہ کہاں سے ڈھونڈا۔ کس جگہ سے لیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب اب بجٹ کے اوپر بھی کچھ ارشاد فرمائیں۔

چودھری فیض احمد: رانجھا صاحب یہ بجٹ کے اوپر ہے۔ اگر ممتاز نہ ہوتا تو آپ بات ہی نہ کرتے۔ یہ ان وزیروں کی کارکردگی کے اوپر ہے کہ یہ بجٹ ایسا آیا اگر یہ نہ چاہتے تو یہ بجٹ نہ آتا۔

وہ کہتے کہ میں اتنا فنڈ نہیں دیتا۔ کہاں سے دوں اس واسطے میں کہتا ہوں میں اپنی ذات کے متعلق اپنے گاؤں کے متعلق کچھ بھی نہیں کہتا میں عام بات کرتا ہوں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! بجٹ پر تقریر کرتے کرتے ان کا رخ میری طرف کیسے مڑ گیا۔ میں اعتراض کرتی ہوں کہ انہوں نے مجھے صرف " تابش " کہا بجٹ پر تقریر کرتے کرتے ان کی انگلی کا اشارہ میری طرف کیسے ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کسی کا حوالہ دے رہے تھے۔ کوئی پرانی بات یاد کرا رہے تھے۔

چودھری فیض احمد: " تابش " میں نے کہا کسی پرانی بات کے لیے۔ وہ ہو چکی ہے۔ اڑھائی سال ہوگئے ہیں۔ میں نے تو اس واسطے آپکو عزت سے بلایا کہ " مسز تابش الوری صاحبہ "

چودھری حاکم علی: جناب والا! ایک معزز رکن نے کہا کہ میاں نواز شریف نے ممتاز حسین صاحب کو کیسے ڈھونڈا جس طرح وزیر اعظم پاکستان نے میاں محمد یاسین وٹو صاحب کو ڈھونڈا۔ اور برطانیہ میں 1910ء میں ہاؤس آف لارڈز میں بجٹ پیش کیا لیکن جب ہاؤس نے نامنظور کر دیا تو انہوں نے اسی وقت استعفیٰ دے دیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ نے بجٹ پر تقریر کرلی ہے یا ابھی کرنی ہے۔

چودھری حاکم علی: پھر 1911ء میں انہوں نے وہی بجٹ پیش کیا ہے جو ان کے ذہن میں چیز تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب والا! بجٹ پر تقریر کرنے کا ان کا نمبر تھا؟ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں معزز ممبران سے یہ التماس کروں گا کہ وہ براہ کرم وقت کا ضرور احساس فرمائیں۔ ابھی تک میرے پاس اتنی لمبی چوڑی لسٹ ہے جن صاحبان نے ابھی تقریریں کرنی ہیں میں اسلئے میں دوبارہ آپ سے عرض کرونگا کہ براہ کرم وقت کو ضائع نہ فرمائیں۔

بیگم نجمہ تابش الوری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول

کرانا چاہتی ہوں کہ وزیر اعظم پر یہاں بحث نہیں ہونی چاہیے۔ نہ ہی یہ آئینی اور قانونی تقاضا ہے۔ وہ انگلستان تھا اور یہ پاکستان ہے۔ یہ 1810ء کا حوالہ دے رہے ہیں اور یہ ہے 1987ء۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ٹھیک فرما رہی ہیں۔ میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ آئندہ محتاط رہیں۔ چودھری صاحب، آپ تقریر ختم کر چکے ہیں؟

چودھری فیض احمد: دیکھیے۔ میں تو کبھی بولتا ہوں۔ انہوں نے ذاتیات کے متعلق بات کہی، میں تو ذاتیات کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب، براہ مہربانی مختصر فرمائیں۔ وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔

جناب طاہر احمد شاہ: نکتہ ذاتی وضاحت۔ میں نے کسی کی بھی ذات کے متعلق کوئی الفاظ نہیں کہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ٹھیک فرما رہے ہیں۔ چودھری صاحب، فرمایئے اور مختصر کیجیے۔

چودھری فیض احمد: جناب والا! یہی میرا آخری کلمہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ بڑا اچھا بجٹ تھا۔ بڑا کامیاب رہا۔ میں سب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ وزیروں کو بھی پیش کرتا ہوں۔ ایک بات ضرور کہوں گا کہ میں سابقہ ملازم ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ خدا کے لیے ملازموں کے پیچھے نہ پڑ جائیں۔ ان کا قصور کوئی نہیں۔ لیکن ہر وقت یہی ایک بات ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب، تشریف رکھیے۔ چودھری سجاد احمد چیمہ صاحب

ایک فاضل رکن: چودھری صاحب نے فرمایا ہے کہ وزیرنی بھی نہ نہیں کرتی۔ یہ الفاظ حذف ہونے چاہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کی تصحیح ہو گئی ہے۔ چیمہ صاحب، فرمایئے۔

جناب طاہر احمد شاہ: میں استفسار کرنا چاہتا ہوں کہ آیا حزب اختلاف کے چودھری رفیق صاحب کو تقریر کرنے کے لیے وقت دیا جائے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل انشاء اللہ ضرور دیا جائے گا۔

جناب سجاد احمد چیمہ: جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا۔

بجٹ کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ یہ اعداد و شمار اور شعبدہ بازی کا ایسا مظاہرہ ہوتا ہے کہ جب تک کوئی آدمی مالیاتی یا اقتصادی امور پر کچھ عبور نہ رکھتا ہو' اس کے لیے اس کو سمجھنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ جس طرح اس کی تیاری کے لے مالیاتی اور اقتصادی امور پر مہارت ضروری ہے' اسی طرح اس پر بحث کرنے کے لیے بھی کچھ نہ کچھ تیاری ضروری ہوتی ہے۔ میں اپنی کم علمی کے باوجود چند ایک گزارشات کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ باقی معزز اراکین اس کو ذرا غور سے سنیں گے۔ سب سے پہلے تو میں قومی بجٹ کے بارے میں اظہار خیال کرتا ہوں۔ وزیر اعظم پاکستان نے قومی بجٹ کو دوبارہ پیش کرکے جس طرح اس سارے مسئلے کا حل نکالا ہے۔ وہ اس کے لیے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جس بحران سے انہوں نے قوم کو نکالا ہے' وہ ایک بہت بڑی بات اور ایک بہت بڑی مثال ہے۔ ایک دفعہ قومی اسمبلی میں بجٹ پیش کرنے کے بعد عوام کے اصرار پر اور حکومت کے اندر مسلم لیگی ارکان کی اس کوشش کے بعد کہ یہ بجٹ ایک عام آدمی کے لیے بہت مشکلات پیدا کر رہا ہے۔ انہوں نے اس کو دوبارہ پیش کیا۔ جس کے تحت تمام مسائل حل ہوگئے۔ میں انہیں اس ایوان کی وساطت سے مبارک باد اور ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

اب میں اپنے صوبائی بجٹ پر آتا ہوں۔ بجٹ سازی کے لیے تین اصول وضع کیے جاتے ہیں۔ It should be proper progressive and proportionate. تو ان تینوں اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بجٹ تیار کیا گیا ہے۔ یہ بات بڑی خوشی کی ہے کہ پنجاب میں کوئی ایسا نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا کہ جس کا ایک عام آدمی پر' ایک کسان یا زمیندار پر زیادہ بوجھ پڑے۔ اس بجٹ میں ترقیاتی سکیموں کو بڑی ترجیح دی گئی۔ تعلیم اور صحت کے بنیادی اصولوں کو کافی اہمیت دی گئی جس پر میں بے حد ممنون ہوں۔ اور موجودہ وزیر خزانہ کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ پچھلے سالوں میں اقتصادی ترقی کی جو بہتر شرح اور قیمتوں میں استحکام کی جو صورت رہی وہ بھی بڑی امید افزا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ جو دوسرے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ مثلاً آبادی کی شرح میں اور افراط زر میں اضافہ' وہ بڑی حد تک مایوس کن ہیں۔ آبادی میں سالانہ تین فی صد اضافہ ہو رہا ہے۔ اور افراط زر میں نو فی صد کے قریب اضافہ ہو رہا ہے۔ مجموعی پیداوار میں سات فی صد اضافہ اور اگر آبادی اور افراط زر میں اضافہ دیکھا جائے تو یہ ساتھ ساتھ برابر چل رہے ہیں۔ اگر ہم نے آئندہ سالوں میں اپنے وسائل پر انحصار نہ کیا اور پاکستان کے موجودہ وسائل کو بروئے کار نہ لایا گیا تو جب ہم آئندہ سالوں کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں بڑی مایوسی ہوتی ہے کہ ہر سال ہم خسارے کا بجٹ پیش کرتے ہیں۔ وفاقی بجٹ ہو یا

صوبائی بجٹ' خسارے کا پیش کیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! اس خسارے کے بجٹ پر میں ایک شعر عرض کرتا ہو۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: قسم ہے گزرتے ہوئے وقت کی کہ انسان بے شک خسارے میں ہے ...

جناب حاکم علی: پوائنٹ آف آرڈر۔ ایوان میں بشریٰ رحمٰن صاحبہ نے ایک شعر بولا تھا اور رانا پھول خان صاحب نے اتنی لمبی چٹ پیپلز ہاؤس سے لکھی اور اپنی جیب میں ڈال لی۔ اس وقت یہاں پر رانا صاحب کی سیٹ ادھر نہیں تھی' وہ سیٹ غالباً اس طرف تھی' وہ لکھا ہوا پڑھنے لگے تھے تو ہاؤس میں کہا گیا تھا کہ وہ چٹ سے دیکھ کر نہیں پڑھ سکتے۔ جناب معزز رکن دیکھ کر پڑھ رہے ہیں۔

جناب سجاد احمد چیمہ: جناب سپیکر! یہ میں نے پوائنٹس لکھے ہوئے ہیں جو دیکھ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب' اپنی تقریر جاری رکھیئے۔

جناب سجاد احمد چیمہ: جناب سپیکر! بجٹ پر تقریر کے دوران جس طرح قواعد اور متعلقہ پن کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی اور ممبران کو اجازت ہوتی ہے کہ وہ اپنے علاقائی مسائل کو بجٹ کے حوالے سے ایوان میں پیش کریں تو میں علاقہ گوجرہ کے مسائل کو پیش کرتا ہوں۔ گوجرہ جو ٹوبہ ٹیک سنگھ کا سب سے زیادہ بارونق اور زرعی پیداوار کے لحاظ سے زیادہ اہمیت کا حامل شہر ہے۔ وہاں سیم نے بے شمار دیہات میں تباہی پھیلا رکھی ہے۔ بے شمار دیہات جن کی زمینیں کبھی سونا اگلا کرتی تھیں آج وہاں پانی کھڑا ہوا ہے۔ لوگ وہاں شکار کے لیے جاتے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس علاقے کی سیم کے لیے جو رقم رکھی گئی ہے اس میں اور اضافہ کیا جائے۔ اس علاقے کے لوگوں کو بجلی' پانی سڑکیں اور طبی سہولتوں کی اتنی زیادہ ضرورت نہیں جتنی وہ اپنی زمین کو اس کی اصل حالت میں واپس لانے کی کوشش کرتے ہیں اور چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! میری یہ خواہش ہوگی کہ وزیر خزانہ ذرا ان سیم زدہ علاقوں کی طرف توجہ فرمائیں اور اس زمین کا حال دیکھیں جو چند سال پہلے سونا اگلتی تھی آج وہ بربادی کی علامت ہے۔ اس زمین کے بنجر ہو جانے کی وجہ سے بے شمار لوگ پریشان ہیں اور بے گھر ہیں۔ اس علاقے میں مسجدیں شہید ہو رہی ہیں' سکولوں اور کالجوں کا کوئی حال نہیں۔ سڑکیں وہاں بن نہیں سکتیں۔ سب سے زیادہ توجہ اس علاقے کی سیم پر دی جائے۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں یہ عرض کرونگا کہ بے شک اس سال پولیس کے لیے ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ اور پولیس کی کارکردگی بھی پچھلے سالوں کی نسبت شاید بہتر ہو۔ لیکن بعض

پالیسیاں اس قسم کی بنائی جاتی ہیں کہ پنجاب کنسٹیلری کے لئے تھانہ مناواں کے قریب نئی بیرکیں تعمیر کی جا رہی ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح پشاور شہر کے اندر فرنٹیر کنسٹیلری کے لیے قلعہ دیا گیا ہے، لاہور کے اندر جو وارث قلعہ ہے۔ اس کو خالی کروا کے وہ کنسٹیلری کو دیا جاوے اس سے کروڑوں روپے کی بچت ہو سکے گی۔

جناب سپیکر! تعلیم کے شعبے میں میں یہ عرض کروں گا کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن کی طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ پچھلی بجٹ تقریر کے دوران بھی میں نے یہ مثال پیش کی تھی کہ پنجاب کے کسی ایک تعلیمی ادارے میں ایم ایس سی کمپیوٹر سائنسز کی کلاسوں کا اجراء نہیں کیا گیا۔ بلکہ سرحد اور سندھ میں بے شمار ایسے ادارے ہیں جو ایم۔ ایس سی کمپیوٹر سائنس کی ڈگریاں جاری کر سکتے ہیں۔ ہمارے اس سب سے بڑے صوبے میں جہاں یونیورسٹیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ ایک شعبہ بھی ایسا نہیں جو حالات کے تقاضوں کے تحت ایسے ٹیکنیکل افراد کو تیار کر سکے۔ جیسے مثال میں کمپیوٹر کی دے رہا ہوں کہ پنجاب یونیورسٹی میں ایم ایس سی کمپیوٹر کلاسز کا اجراء کیا جائے تاکہ آنے والے وقت میں ہم یہاں سے لوگوں کو تیار کر سکیں اور انہیں باہر جانے کے ضرورت نہ پڑے۔

جناب سپیکر! ٹریننگ اور ہماری پالیسیز میں اس قسم کے تضاد پائے جاتے ہیں۔ ہمارے وزیر خزانہ تقریباً دو ماہ یا اس سے کم زیادہ دو ماہ کوریا میں گزار کر آئے ہیں۔ وہاں کے تعلیمی ماحول اور وہاں کے لوگوں سے بات چیت کر کے آئے ہیں۔ لیکن آتے ہی انکو محکمہ خزانہ دے دیا گیا اسطرح سے بیشمار سیکریٹریٹ میں افسران ہیں جو کسی اور مقصد کے لیے جاتے ہیں آنے کے بعد یا ٹریننگ کے بعد انہیں کسی اور جگہ تعینات کر دیا جاتا ہے۔ یا انکی خدمات کسی اور ادارے کو سونپ دی جاتی ہیں۔ دور رس نتائج حاصل کرنے کے لیے یہ تمام پالیسیز بنانی چاہیئے۔ ہیروئین۔ اخلاقی سمگلنگ۔ وی سی آر یہ ایسی چیزیں ہیں جنکا تعلق امن عامہ سے ہے۔ جناب سپیکر! ارباب اقتدار نے متعدد بار وفاقی محتسب ادارے کی بہت زیادہ تعریف کی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جسطرح وفاقی محتسب کے ادارہ نے ملک کے اندر رشوت کی روک تھام کے لی ایک مثال قائم کی ہے۔ اسی طرح پنجاب کے اندر ایک صوبائی محتسب کا ادارہ قائم کیا جائے اور اسی بجٹ میں اسکے لیے رقم رکھ دی جائے۔ تاکہ یہ نہ کہا جاسکے کہ بجٹ کے اندر رقم نہیں تھی لہٰذا ہم وفاقی محتسب کی طرز پر صوبائی محتسب کا ادارہ پنجاب میں قائم نہ کر سکے میری یہ گزارش ہے کہ اسی بجٹ کے اندر رقم رکھ دی جائے۔ جسکے تحت پنجاب میں صوبائی محتسب کا ادارہ قائم کیا جاسکے۔ ہمارے بیشمار اراکین کی شکایات ایسے اداروں کے متعلقہ ہیں جو اسکی حدود میں

آتے ہیں۔ اور اسطرح ہمارا وقت بھی بچ سکے گا اور عوام کی شکایات کا ازالہ بھی ہوسکے گا۔ اور رشوت کی روک تھام بھی ہوسکے گی۔ جناب سپیکر! انہی خیالات کے بعد میں آپ سے اجازت لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی محمد افضل چن صاحب

حاجی محمد افضل چن: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ میں آپکا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور وقت کی قلت کو خاطر میں اپنی تقریر مختصر کرونگا۔ میں سب سے پہلے اپنے علاقہ کے جو مسائل ہیں انکے متعلق گوش گزار کرونگا۔ سب سے پہلے ہمارا مسئلہ تعلیم کا ہے اور اس پر ہماری حکومت سب سے زیادہ بجٹ میرے علاقے میں حالت یہ ہے کہ ہمارے جو ڈی ای او صاحب ہیں انکے پاس کوئی گاڑی نہیں ہے حالانکہ کوئی ایسا ضلع نہیں جسکے ڈی ای او کے پاس گاڑی نہ ہو۔ ہمارا علاقہ کم از کم جو ہمارا ضلع گجرات ہے۔ اور جہاں میرا گھر ہے۔ اس کا فاصلہ کم از کم 70 میل ہے۔ گجرات کے ڈی ای او نے آج تک ہمارے علاقے کا دورہ نہیں کیا۔ جب میں نے اس سے کہا کہ دورہ کیوں نہیں کرتے تو اس نے جواب دیا کہ میرے پاس گاڑی نہیں آپ مجھے گاڑی لے دیں میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے ڈی ای او کو گاڑی دی جائے تاکہ وہ اپنے ضلع کی تعلیمی اداروں میں دورے کرسکے۔ دوسری گزارش میں یہ کرونگا کہ میرے علاقہ میں ایک ٹاؤن کمیٹی ملکوال ہے۔ جسکی آبادی کم و بیش 40 ہزار کے لگ بھگ ہے اس میں ابھی تک لڑکیوں کا ڈگری کالج نہیں ہے۔ اسکے آس پاس کے علاقہ میں بھی کوئی کالج نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کرونگا کہ وہاں ایک گرلز ڈگری کالج بنوایا جائے۔ دوسری گزارش میری یہ ہے کہ ہمارے پورے علاقے میں جو عمارات ہیں انکی حالت ناگفتہ بہ ہیں۔ جس کی طرف ہمارے محکمہ نے آج تک کوئی توجہ نہیں دی ہے۔ وہاں کے ہمارے جتنے بھی سکول ہیں۔ ان میں کوئی ٹیچر نہیں ہے۔ اگرچہ حکومت کی اس سلسلے میں واضح ہدایات ہیں۔ لیکن ہمارے سب بھی سکول سب خالی پڑے ہیں۔

اب محکمہ صحت کی طرف آتا ہوں جناب صحت کی حالت یہ ہے کہ حکومت نے ہر یونین کونسل میں بنیادی ہیلتھ یونٹ بنائے ہیں۔ لیکن وہاں کوئی ایم بی بی ایس ڈاکٹر نہیں ہے۔ اور تمام دیہات ڈاکٹروں کے بغیر ہیں۔ جب ڈاکٹروں سے بات کی جاتی تو وہ کہتے ہیں کہ شہروں میں انکو سب سہولتیں ہیں یہاں شہروں میں زیادہ تنخواہ دیتے ہیں اور دیہات میں ہمیں یہ سہولتیں نہیں ہیں۔ تو ہم دیہات میں کیوں جائیں۔ انکی یہ شکایات بالکل درست ہیں۔ جو ڈاکٹر دیہاتوں میں جائیں انکی جناب والا!

رہائش اور سواری کی جو کچھ بھی سہولتیں شہروں میں دی جاتی ہیں۔ وہی انکو دیہات میں ملنی چاہئیں۔ حالانکہ جو دیہات میں جاتے ہیں۔ انکو مراعات زیادہ دینی چاہئیں۔ لیکن یہ ایسا نہیں ہو رہا ہے۔ ہماری یہ غلط پالیسی ہے۔ اسکو بھی ٹھیک کرنا ہوگا۔

جناب والا! جب بجٹ بنتا ہے۔ ترجیحات بناتے وقت یہ تعلیم پر بہت زیادہ رقم رکھتے ہیں۔ لیکن ہر علاقہ میں اپنی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں۔ میرے علاقہ میں تعلیم کی سخت ضرورت ہے۔ لیکن ہمیں کہیں ضلع میں جانے کے لیے کبھی ہسپتال جانے کے لیے یا اور جگہوں پر جانے کے لیے انکے لیے سڑکیں نہیں ہیں۔ میں صرف چار سڑکوں کی نشان دہی کرتا ہوں جو جناب بہت ضروری ہیں۔ وہاں جناب ایک سماں روڈ ہے۔ سماں روڈ کم از کم 100 میل ہے۔ یہ سڑک 92 میل بن چکی ہے۔ 8 میل کا یہ ٹکڑا جس پر ہمارے تقریباً کم و بیش 20 دیہات ہیں۔ اگر یہ 8 میل کا ٹکڑا بنا دیا جائے۔ وہ 20 دیہات والے ہمیں دعائیں دیں گے۔ اور یہ انکا حق بھی بنتا ہے۔ ایک شیر شاہ سوری روڈ ہے۔ یہ جناب والا! بھیرہ سے نکلتی ہے اور تخت ہزارہ تک جاتی ہے۔ اسے شیر شاہ سوری روڈ کہتے ہیں۔ اسکا ٹکڑا بھی کافی بن چکا ہے۔ بھیرہ سے تخت ہزارہ تک یہ 6 میل کا ٹکڑا ہے۔ اسکے بعد میں گزارش کرونگا کہ گوجرہ سے ملک وال روڈ ہے۔ اس پر بہت زیادہ ٹریفک ہے۔ میں نے اسمبلی میں تین مرتبہ سوال دیئے تھے۔ یہاں پر یہ جواب ملتا ہے۔ اس پر جناب ٹریفک نہیں ہے۔ اس پر پیسہ لگانے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ سراسر غلط ہے اور مضحکہ خیز بھی ہے یہ نہایت اہم سڑک ہے۔ اسکو سب سے پہلے بنانا چاہیے۔ ایک اور سڑک ہے جو ڈیرہ سے ہجرہ تک ہے۔ یہ سڑک ہمیں جیلانی صاحب نے دی تھی اسکا تمام ٹکڑا بن چکا ہے۔ صرف اڑھائی میل کا ٹکڑا ہے جو ہمارے گجرات تک گیا ہے۔ باقی تمام کی تمام سڑک سرگودہا روڈ پر ہے وہ تمام کی تمام مکمل ہو چکی ہے۔ یہ صرف اڑھائی میل کا ٹکڑا نہ بننے سے وہ سڑک مکمل نہیں ہو سکی۔ لہٰذا میں آپ سے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں وہ اڑھائی میل کا ٹکڑا ہائی وے سے بنوایا جائے۔

اسکے بعد آبپاشی آتی ہے ہر آدمی جو بھی تقریر کرتا ہے اور وہ یہی کہتا ہے۔ کہ زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس ریڑھ کی ہڈی کو قائم رکھنے کے لیے جو ہمارا محکمہ آبپاشی ہے اس میں سب سے زیادہ ہمارا علاقہ ہے۔ وہاں سیم بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ یہ ہمارا تیسرا بجٹ ہے۔ دوسرا بجٹ جو تھا اسکے متعلق یہ کہا گیا تھا کہ یہ تو مارشل لا کا بجٹ ہے۔ تو ہم خاموش رہے۔ یہ دوسرا بجٹ تو ہم خود بنا رہے ہیں۔ ضلع گجرات کو سیم کے لیے آج تک ایک ٹیڈی پیسہ نہیں دیا گیا۔ یہ ہمارے ساتھ بہت

بے انصافی ہے۔ اس میں تین چار ایسے ڈرین ہیں جن کی بہت ہی اہم ضرورت ہے۔ 16 چک رکن ڈرین دوسرا چک 33 ڈرین میں ایک موضع سنڈہ ہے ان تمام گاؤں کا پانی وہاں کھڑا ہو جاتا ہے۔ وہاں جب بھی بارشیں ہوتی ہیں تو وہ گھر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ جب نہر لوئر جہلم بنی تھی اسکے نیچے سائفن بنایا تھا۔ خدا جانے آج تک یہ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ سائفن کیوں بند ہے۔ اس سائفن کو فوری طور پر کھلوایا جائے۔ تاکہ تمام پانی کا نکاس ہو سکے۔

ہماری حکومت پولیس پر آئے دن بہت زیادہ خرچ کر رہی ہیں۔ ہمیں اس سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن پولیس کا فرض کہ وہ ہماری جان و مال کی حفاظت کرے یہ نہ کرے کہ پولیس ہمیں ہی لوٹے۔ میری جناب اتنی گزارش ہے۔ اس میں کچھ ہمارا ہاتھ بھی ہے۔ جب ہم ایم این اے اور ایم پی اے صاحبان خود قانون کا احترام نہیں کرتے تو ہم انکو بھی کچھ نہیں کہہ سکتے۔ میں اپنے تمام بھائیوں سے یہ گزارش کرونگا کہ ہمیں بھی قانون کا سب سے زیادہ احترام کرنا چاہیئے۔ ہم انکا احتساب اسی وقت کرسکتے ہیں۔ جب ہم پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے۔ ہماری کئی گاڑیوں پر نمبر پلیٹ نہیں ہیں۔ اگرچہ یہ بات معمولی ہے۔ لیکن ہم انکو یہ کہنے کا کیوں موقع دیں ہمیں ایسا غیر قانونی کام نہیں کرنا چاہیئے۔ میرے علاقے میں ایک واقعہ ہوا تھا۔ ایک آدمی بہت غریب ہے اسکا نام عمر حیات ہے۔ اسکی ایک بھینس چوری ہوگئی تھی۔ وہ اسکا پرچہ کرانے کے لیے تھانہ ملکوال گیا اسکا پرچہ تو ہوگیا جو چور تھے ان کا ایک محکمہ اور بھی ہے اسکانام ہے سی آئی اے یہ انکا سب سے اہم محکمہ گنا جاتا ہے۔ انہوں نے سی آئی اے سے سازباز کرکے اور وہاں محمد حسین سی آئی اے کا تھانیدار ہے۔ وہ نہایت بدمعاش اور کرپٹ ہے۔ تو اس نے یہ کیا کہ جو مدعی تھا اس کو اسنے پکڑا لیا اس کے گھر والوں کو اتنا علم تھا ہمارا آدمی قرضے لینے کے لیے گیا ہے۔ پانچ روز کے بعد اس نے جیل سے خط لکھا کہ بھائی میں تو جیل میں ہوں۔ مجھے نہ کوئی بھینس ملی ہے بلکہ اور دو بھینسوں کے سلسلہ میں بے گناہ 411 تحت چالان کرکے جیل بھیج دیا گیا ہے۔ جناب والا! ایسے کاموں کا نوٹس لینا چاہیئے۔ ہماری جو ضلعی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اگر ان کا جائزہ لیا جائے تو میرے خیال میں یہ نہ ہونے کے برابر ہیں حالانکہ ہم خود ان کے انچارج ہیں۔ تو میری اپنے بھائیوں سے یہ گزارش ہے کہ جو ضلعی کمیٹیوں کے چیئرمین ہیں انہیں ایسے کاموں میں ذاتی دلچسپی لینی چاہیے۔ اور ایسے جرائم کا سدباب کرنا چاہیئے۔ اس کے بعد میری گزارش یہ ہے کہ محکمہ فوڈ سراسر ایک سفید ہاتھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب۔ وقت آپ کے پاس بہت قلیل ہے۔

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! صرف پانچ منٹ اور عطا کریں۔ دو سالوں میں مجھے آج ہی ٹائم ملا ہے - دو سالوں میں مجھے ٹائم نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! محکمہ خوراک کے متعلق ہر سال بہت بڑے سکینڈل بنتے ہیں خدا جانے وہ مجرم کہاں جاتے ہیں۔ ان کو کبھی سزا نہیں ملی کہ کوئی بھی سکینڈل آج تک سرے نہیں چڑھ سکا۔ خدا کے لیے ان کا بھی کوئی بندوبست کیا جائے۔ اس محکمہ کو کلیتاً" ختم کیا جائے۔ ان کے ذمے سوائے کھانے کے کوئی کام ہی نہیں ہے۔ ایک گزارش میں اور کرونگا کہ پارٹی میٹنگ میں بھی میں نے بات کی تھی تو اس دن جناب چیف منسٹر صاحب نے ہمارے ساتھ یہ وعدہ کیا تھا کہ گندم خریدیں گے لیکن چودھری عبدالغفور صاحب کی مہربانی سے ہمارا وہ منصوبہ بھی سارے کا سارا ناکام ہوگیا۔ ہم نے لوگوں کو جا کر کہا کہ چیف صاحب نے آرڈر کر دیا ہے۔ اور یہ گندم خرید لی جائے گی - لیکن بعد میں تحریری ایک آرڈر چلا گیا کہ یہ گندم ہرگز نہ لی جائے۔ جناب والا! میں یہ گزارش کرونگا کہ وہ ہمارے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ ہمارے کاشتکاروں کی گندم بالکل نہیں ہوسکی اور پہلے ہی پس چکے ہیں اور پھر یہ گندم نہ لینا یہ سراسر زیادتی ہے جبکہ ہماری حکومت مسلم لیگ کی حکومت ہے جو سب سے اچھی حکومت ہے۔ تو یہ گندم ان سے فوری لینی چاہیے تاکہ ان کے دکھ میں ساتھی بن سکیں۔ اس کے بعد میں یہ عرض کرونگا کہ یہ کہہ دینا کہ ایک سال یہ قرضے نہ لئے جائیں۔ جناب والا! ہم پر گورنمنٹ پر مہربانی بالکل نہ کرے۔ صنعتکاروں کو تو کروڑوں روپے write off کئے جائیں اور ہم لوگ جو غلہ اگاتے ہیں۔ سوت پیدا کرتے ہیں اور چاول سے زرمبادلہ کما کر دیتے ہیں تو ہمارے لئے یہ ہے کہ ان کو ایک سال کے لیے چھوڑ دو اور ان سے ایک سال قرضے نہ لو اور جب سال گزر جائے گا تو ڈبل کرکے لے لینا۔ یہ سراسر ناانصافی ہے۔ جب صنعتکاروں کے اور بڑے بڑے جاگیرداروں کے قرضے write off ہوئے ہیں اور اخبارات میں آچکا ہے تو میں یہ گزارش کرونگا کہ جو اب علاقے آفت زدہ قرار دیے گئے ہیں ان کے قرضے معاف کئے جائیں۔ اگر سارے نہ بھی کئے جائیں تو کم از کم یہ ایک قسط تو انہیں معاف کی جائے۔ اس کے بعد میری گزارش یہ ہے کہ آبیانہ کے متعلق فوری طور پر حکم دیا جائے۔ ہمارے جو زرعی بینک والے ہیں وہ جیپیں لیکر ان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور آج کل تک ان کو کسی نے روکا ہی نہیں ہے۔ جناب! جس طرح یہ حکم نامہ دیا گیا ہے۔ کہ بھائی گندم نہیں لی جائے گی تو خدا کے لیے ایسا ہی حکم نامہ ان کو بھیج دیں کہ گندم خرید کر لی جائے گی۔ کم از کم غریبوں کو اپنے گھروں سے باہر نہ دھکیلو۔ جب وہ دور سے جیپ دیکھتے ہیں تو وہ اپنے بال بچے چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔

جناب والا! اب میں محکمہ ٹرانسپورٹ کے متعلق بات کرونگا۔ آپ سب جانتے ہیں کہ ٹرانسپورٹ کا محکمہ ایسا ہے کہ جو پرائیویٹ بسیں ہوتی ہیں تو ہر کوئی اپنا کام کراتا ہے۔ اور ان سے نفع کماتا ہے۔ ہمارا جب بجٹ آتا ہے۔ تو خسارے کا بجٹ آتا ہے۔ یہ جناب ٹرانسپورٹ اور دوسرا ریلوے ان کے متعلق میری گزارش یہ ہے کہ ٹرانسپورٹ کے لیے ایسا انتظام کیا جائے کہ یہ گورنمنٹ اپنے پاس رکھنے کی بجائے پرائیویٹ سیکٹر میں دیں تو میں کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہمارا خسارے کا بجٹ بھی نہیں آئے گا اور لوگوں کو بھی بہت زیادہ سہولتیں ملیں گی۔ کیونکہ جس کی گاڑی ہوتی ہے اگر وہ خراب ہو جائے تو وہ اس کی جگہ نئی گاڑی بھیجے گا۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ محکمہ ریلوے کے متعلق بھی ہم سنتے آئے ہیں کہ ہر سال ریلوے کا اربوں روپے کا بجٹ خسارے کا پیش کیا جاتا ہے۔ تو اس کے متعلق بھی ہمیں اپنی قومی حکومت سے کہنا چاہیے کہ ریلوے کا محکمہ بھی ٹھیکے پر دے دیا جائے۔ تاکہ ہمارا جو روپیہ سالہا سال سے ضائع ہوتا ہے۔ جسے ہم کنٹرول نہیں کرسکتے اسے ٹھیکے پر دیکر اب رقم کمائی جائے۔

جناب والا! ہمارے علاقے میں دریائے جہلم کا ایک پل ہے جس کا نام ہرن پور ہے۔ یہ اتنا اہم پل ہے جو کہ تین اضلاع کو ملاتا ہے۔ ضلع جہلم، ضلع گجرات اور ضلع سرگودہا۔ دفاعی لحاظ سے سے بھی وہ پل نہایت اہم ہے۔ جب بھی کوئی گورنمنٹ آتی ہے تو وہ ہمارے ساتھ یہی وعدہ کرتی ہے کہ یہ پل ضرور بنایا جائے گا جبکہ اس ہماری موجودہ گورنمنٹ نے ایک آرڈر بھی دیا تھا کہ یہ پل بنا دیا جائے گا لیکن آج تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ حالانکہ اگر وہ پل بھی ساتھ ٹھیکے پر دے دیا جائے تو یہ کام جلدی پایہ تکمیل تک پہنچ جائے گا کیونکہ ہمارے بڑے بڑے صنعتکار اور بڑے بڑے سرمایہ دار ہیں جو یہ کام کرسکتے ہیں۔ اگر اس پل کے لیے گورنمنٹ کے پاس پیسہ نہیں ہے تو وہ کسی کو ٹھیکے پر دے دیں کہ بھائی اس پل کا چھ سات سال یا آٹھ سال ٹول ٹیکس آپ وصول کرلیں تو کئی لوگ وہ پل بنانے کے لیے بالکل تیار ہوجائیں گے۔ کیونکہ یہ ایک منافع بخش کاروبار ہے۔ جناب والا! آخر میں میں گزارش کرونگا کہ عید کے موقع پر یہاں ایک تحریک پیش ہوئی تھی۔ ہندو مسلم فسادات ہوئے تھے تو سارے بھائیوں نے اس میں حصہ لیا تھا۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

تو میں آپ سے یہ گزارش کرونگا کہ وہ تو کافر تھے۔ وہ تو ہندو تھے جنہوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیا لیکن مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ پچھلے دسویں محرم کو یہاں ہمارے مسلمانوں نے

خود مسلمانوں کو قتل کیا تھا تو یہاں کسی کو کچھ نہیں ہوا تھا۔ میری یہی گزارش ہے کہ پھر محرم آنے والا ہے اور ہمارے ملک میں جبکہ ہر اقلیت کو بالکل تحفظ ہے۔ اور اہل شیعہ تو اقلیت میں بالکل نہیں ہیں۔ جب پاکستان بنا تو تب بھی ساتھی تھے۔ جب بھی آپ پر کوئی مصیبت پڑی تو تب بھی آپ کا برابر کا ساتھ دیا۔ میری یہی گزارش ہے کہ دسویں محرم پھر آنے والا ہے۔ اس سلسلے میں گورنمنٹ کو پہلے بندوبست کرنا چاہیے۔ کئی ہمارے حضرات کلاشنکوفوں سے لیس ہو کر دوسرے گروپوں کے ساتھ پھرتے رہے ہیں۔ اس طرح ہم دوسروں کو تو سیکولرازم کہتے ہیں اور جمہوریت کو مانتے بھی ہیں اور ہم خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ تو بس میری یہی گزارش ہے۔ کہ

ہونٹ سیئے ہیں تو کانوں میں بھی سیسہ ڈالو
کان جو ہونگے تو شور سنائی دے گا

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ میری درخواست آپ کے پاس پہلے روز سے پڑی ہے اور میں منتظر ہوں۔

جناب سپیکر: حاجی غلام صابر انصاری صاحب! آپ بات کرنا چاہیں گے ؟ آپ کو دو دفعہ پکارا گیا لیکن آپ موجود نہیں تھے۔ کوشش کیجئے کہ پانچ منٹ میں بات مکمل ہو جائے تاکہ باقی صاحبان کو موقع مل سکے۔

حاجی غلام صابر انصاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں آپکا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ جناب ! ہماری پنجاب گورنمنٹ نے تعلیم پر سب سے زیادہ رقم رکھی ہے مگر شہروں کے لیے تعلیم پر کوئی خرچہ نہیں کیا جاتا۔ میرا حلقہ نیابت بدقسمتی سے میونسپل کمیٹی میں زیادہ آتا ہے۔ میونسپل کمیٹی میں بہت ہی کم سکول ہیں اور وہاں جیسے گورنمنٹ کے سکولوں میں فیس لی جاتی ہے اس سے کہیں زیادہ فیس میونسپل کمیٹی والے لیتے ہیں۔ اب ہمارے شہر کے غریب عوام کا یہ مسئلہ ہے ' ان کا یہ مطالبہ ہے کہ جیسے دیہاتوں میں ایک روپیہ بچوں سے فیس لی جاتی ہے ویسے ہی ہمارے بچوں سے بھی ایک روپیہ فیس لی جائے۔ کیوں اگر کسی غریب مزدور کے 5 / 6 بچے ہوتے ہیں تو اسکو جتنی تنخواہ ملتی ہے۔ تو اتنا بھی اس کا خرچہ بچوں کی تعلیم پر چلا جاتا ہے۔ اب وہ بیچارا کیا کرے گا ؟ میری گورنمنٹ سے اپیل ہے کہ جو بھی میونسپل کمیٹیاں یا ٹاؤن کمیٹیاں ہیں وہاں پر جتنے بھی سکول ہیں' ان کو قومی تحویل میں لیا جائے جیسا کہ پنجاب گورنمنٹ دیہاتوں میں سکول چلاتی ہے میونسپل کمیٹی

والے سکول بھی گورنمنٹ ہی چلائے۔

محکمہ صحت کے لیے ہماری پنجاب گورنمنٹ نے بہت بجٹ رکھا ہے اور دیہاتوں میں جگہ جگہ ہیلتھ سینٹر کھل رہے ہیں اور شہروں میں خاص کر میرے شہر میں ایک ہسپتال ہے۔ اب وہ ایک کنارے پر ہے اور میرے حلقہ کے غریب عوام جو کہ ہسپتال سے دور رہتے ہیں' اگر انکو دوائی مطلوب ہو' وہ مریض کو لے کر ہسپتال آتے ہیں۔ اتنے پیسے کی دوائی وہ محلہ میں کسی ڈاکٹر سے لے سکتا ہے جتنی رقم اسکی آمد و رفت پر خرچ ہوجاتی ہے میری گورنمنٹ سے اپیل ہے کہ میونسپل کمیٹی کی حدود میں جتنے بھی حلقے ہوں وہاں پر ایک ایک ہیلتھ سینٹر کھولا جائے۔ تاکہ وہاں کے غریب لوگ اپنے حلقہ کے ہیلتھ سینٹروں سے اپنے بچوں کے لیے اور اپنے مریضوں کے لیے ادویات لے سکیں۔ اور ان کو ہسپتال کے لیے اتنا دور نہ جانا پڑے جس سے اس کا آمد ورفت کی وجہ سے اتنا خرچ بڑھ جائے۔ کہ وہ بیچارا برداشت نہ کرسکے۔

ایسے ہی محکمہ پولیس کے لیے بہت سے فنڈز رکھے گئے ہیں۔ میں حکومت کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جیسے سکولوں کی مرمت میں ممبر صوبائی اسمبلی اور وہاں کے کونسلر کو منتخب کیا ہے کہ وہاں کی مرمت کو چیک کرے۔ ایسے ہی اگر تھانوں کی جو ہر سال مرمت ہوتی ہے۔ اسکی چیکنگ کے لیے بھی عوامی نمائندگان کو اختیارات دیئے جائیں۔ پنجاب میں جتنا بھی خرچہ مرمت کے لیے دیا جاتا ہے۔ وہ سب پولیس والوں کی جیبوں میں چلا جاتا ہے۔ اور اگر میں جھوٹ بولتا ہوں تو آپ ایک ٹیم مقرر کریں اور سروے کریں کہ آیا تھانوں میں کوئی مرمت کی جاتی ہے یا ویسے ہی رقم نکلوا کر جیبوں میں ڈال دی جاتی ہے ؟ اور جیسا کہ ہمارا وفاقی بجٹ پیش ہوا اور اس کے بعد جناب محمد خان جونیجو نے دوبارہ اس پر نظرثانی کی ہے۔ اس میں میں آپکو کو بتانا چاہتا ہوں کہ کاٹن یارن پر پانچ روپے کلو ڈیوٹی لگائی گئی۔ وہ جناب محمد خان جونیجو نے کیوں لگائی کہ ہمارے پارچہ باف جتنے ہیں۔ ملتان' گوجرانوالہ' لائل پور اور قصور میں ہیں انہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ دھاگوں کے دام بہت اونچے چلے گئے ہیں۔ جو بھی ہم کپڑا بناتے ہیں وہ غیر ملکی منڈیوں میں اسکی طلب بہت کم ہے کیوں کہ اس کے ریٹ بہت زیادہ ہو جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! پانچ روپے کلو جمعہ کے روز لگا دیا گیا اور اگلے روز جب ٹیکسٹائل ملوں والوں نے حکومت سے ملاقات کی اور انہوں نے یہ کہا کہ ہمارے پاس پرانے جو آرڈر ہیں۔ ان پر ہمیں پانچ روپے کلو معاف کر دیے جائیں۔ ہماری گورنمنٹ پاکستان نے ان کو ان آرڈروں پر جو کہ ان کے پاس پہلے کے ہیں۔ پانچ روپے فی کلو معاف کر دیا۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ٹیکسٹائل

ملوں والوں نے جعلی پروفارمے پر کئے ۔۔۔

قاضی عبدالحکیم: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب کورم پورا نہیں ہے۔

میاں محمد افضل حیات (قائد حزب اختلاف): جناب والا! روایتی طور پر بجٹ پر بحث کے دوران اس قسم کے پوائنٹ آف آرڈر اور اعتراض نہیں کئے جاتے ہیں۔ اس لئے میں جناب کے توسط سے ممبر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس قسم کے اعتراض نہ کریں کیوں کہ اس سے ظاہر یہ ہوگا کہ گورنمنٹ بھاگ گئی ہے۔ اور وہ بات نہیں سننا چاہتی اور اس سے ان کی اپنی پارٹی بے عزتی ہوگی۔ ہم نے نہیں کرنا چاہتے۔ اگر وہ خود ہی اپنی پارٹی کی سے اعتراض کروانا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میاں افضل حیات صاحب کی تجویز عین روایات کے مطابق ہے۔ اور یہ روایات کے مطابق نہیں ہے کہ حکومتی جانب سے ہی بجٹ پر بحث کے دوران اس قسم کا پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا جائے۔ میں ذاتی طور پر روک نہیں رہا ہوں' لیکن یہ روایات کے منافی بات ہے اور اس سے کیا ہوگا کہ آپ میں سے جو صاحبان اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں وہ اس سے محروم ہو جائیں گے۔ میرے لئے تو یہ آسان ہے کہ آپ نے یہ نکتہ اٹھایا اور میں گنتی کرا لوں گا۔ کورم نہیں ہے اور میں اسکو ملتوی کروں گا' لیکن یہ صاحبان جو بولنا چاہتے ہیں تو اسکی ذمہ داری پھر آپ پر ہوگی کیونکہ اس کو بولنے کا موقع نہیں مل سکے گا۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! کیا یہ بھی روایات رہی ہیں' کہ وزراء صاحبان اور سیکرٹری صاحبان' پارلیمانی سیکرٹری صاحبان اور مشیران کرام' بجٹ پر بحث کے دوران موجود نہ ہوتے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: اس بارے میں تو میاں افضل حیات صاحب' یا ملک اللہ یار صاحب زیادہ روشنی ڈال سکتے ہیں۔

میاں محمد افضل حیات: ملک اللہ یار صاحب مجھ سے زیادہ سینئر ہیں اور وہ پارٹی کے نمائندہ بھی ہیں' میری کہی ہوئی بات میں شاید اتنا وزن نہ ہو۔

جناب سپیکر: ملک صاحب شاید کچھ احتراز کر رہے ہیں تو رانا صاحب سے پوچھ لیتے ہیں۔ جو شوق سے اظہار خیال کرنا چاہے ان کو دعوت دینی چاہیئے۔

رانا پھول محمد خان: جناب میرے متعلق کیا فرمایا ہے جناب والا! نے؟

جناب سپیکر: بات یہ ہو رہی تھی کہ بجٹ پر بحث کے وقت وزراء اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کے ایوان میں موجود ہونے کے بارے میں کیا روایات ہیں؟

رانا پھول محمد خان: جناب والا! روایات سابقہ پر اس وقت عمل تو نہیں کیا جاتا۔ لیکن سابقہ روایات یہ بھی ہیں کہ بجٹ سیشن کے دوران ہر محکمہ کا وزیر اپنی سیٹ پر موجود رہتا تھا اور اٹھ کر کبھی نہیں جاتا تھا اور انکو نوٹ لینے پڑتے تھے کہ ہمارے محکمے کے متعلق کیا کیا اعتراضات اٹھائے جا رہے ہیں۔ لیکن اب ان کے سیکرٹری اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان نوٹ لیتے ہوں گے۔ چونکہ کئی تو ہمارے ایسے وزراء ہیں کہ ان میں یہ اہلیت ہی نہیں ہے کہ وہ نوٹس لے سکیں۔ شاید اس لئے گریز کرتے ہوں لیکن چاہیئے یہ کہ وزراء صاحبان بجٹ کے موقع پر موجود رہیں اور اپنے اپنے محکمہ کے متعلق شکایات' مطالبات اور لوگوں کی تکالیف کو دور کرنے کے لیے انکو پوری توجہ تقاریر کی طرف دینی چاہیئے۔ روایات یہی ہیں۔

وزیر آبپاشی: جناب والا! میں اپنے فاضل دوست سے یہ استدعا کروں گا کہ کافی دوستوں نے اظہار خیال کرنا ہے۔ وزیر خزانہ تشریف رکھتے ہیں' میں انکی خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ اور گیلری میں بیٹھے ہوئے سیکرٹری صاحبان بھی پوائنٹس لے رہے ہیں۔ گورنمنٹ آفیسرز نوٹس لے رہے ہیں' ہم دونوں نوٹس لے رہے ہیں۔ اس لئے اس بحث کو جاری رکھا جائے تاکہ ان تقاریر کی افادیت سے ہم سب فائدہ اٹھائیں۔

جناب سپیکر: یہ کافی اہم معاملہ ہے۔ اس میں روایات کے بارے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں ملک اللہ یار صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ کیا روایات رہی ہیں بجٹ پر بحث کے دوران وزراء اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کی موجودگی کے بارے میں۔

ملک اللہ یار خان: جناب والا! بجٹ پر بحث کی دوران ہمیشہ سے یہ روایت رہی کہ وزیر خزانہ بالخصوص اور دیگرے وزراء کرام بالعموم ایوان میں موجود رہتے ہیں اور اگر کوئی محترم وزیر کسی بھی وجہ سے ایوان میں نہ آسکے یا موجود نہ ہوں تو انکی بجائے ان کے پارلیمانی سیکرٹری کو باقاعدگی سے ایوان میں بیٹھنا چاہیئے۔ جہاں تک آفیسرز کے نوٹس لینے کا تعلق ہے۔ یہاں اگلے روز بھی ایک معزز وزیر

نے اسکا ذکر کیا ہے۔ کہ اگر وزیر موجود نہیں ہے تو گورنمنٹ آفیسرز موجود ہیں۔ وہ نوٹ لے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس قسم کے بات کہنا ہی خلاف روایات ہے۔ کیونکہ جہاں تک اس معزز ایوان کی کارروائی کا تعلق ہے ' یا اس معزز ایوان میں اراکین کی موجودگی کا تعلق ہے۔ کوئی آفیسرز یا کوئی رکن کوئی صاحب جو مہمانوں کی گیلری میں بیٹھے ہوں' آفیسرز گیلری میں بیٹھے ہوں ان کے بارے میں نہ تو ہم توقع رکھتے ہیں اور نہ ہی ہمیں یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ کسی قسم کے نوٹس لے رہے ہیں یا نہیں لے رہے اور نہ ہی یہ طریقہ کار مناسب ہے کہ ایوان میں بیٹھے ہوئے کسی آفیسر سے صلاح مشورہ کیا جائے۔ یہ بھی خلاف روایت ہے' ہم نے اور آپ نے یہ بھی نوٹ کیا ہوگا کہ بعض اوقات ہمارے بعض وزراء کرام اپنی نشست سے اٹھ کر آفیسرز گیلری میں جا کر کسی آفیسر سے صلاح مشورہ کرنا شروع کر دیتے ہیں جو کہ خلاف قاعدہ بات ہے تو اس لیئے میں یہ گزارش کروں گا اور خاص طور یہ بجٹ اجلاس کے دوران وزیر خزانہ کو تو ضرور اجلاس میں ہونا چاہیئے اور یہ بھی بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ عام طور پر ایوان میں موجود رہتے ہیں اور دیگر وزراء کرام کو بھی ضرور ایوان میں موجود رہنا چاہیے۔ لیکن اگر وہ کسی وجہ سے وہ ایوان میں موجود نہ ہوں تو ان کے پارلیمانی سیکرٹری ضرور ایوان موجود ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے صرف اتنا ہی عرض کروں گا کہ جہاں تک وزراء کی موجودگی کا تعلق ہے ' وزیر خزانہ صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں اور میں بھی ان کی مدد کے لیئے بیٹھا ہوا ہوں۔ جناب والا! میں ذرا اس بات کی وضاحت چاہوں گا جو کہ جناب ملک اللہ یار خان صاحب نے پوائنٹ آوٹ کی ہے کہ آفیسرز جو آفیشل گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا انہیں ایوان کی کارروائی سننے سے منع کیا جاسکتا ہے۔ یا اگر وہ کوئی بات نوٹ کر رہے ہیں تو اس سے کونسے رول کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ اس بارے میں جناب والا! میں ذرا وضاحت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: یہ بات ملک صاحب نے نہیں کی کہ ان کا بیٹھنا کوئی خلاف قاعدہ ہے یا ان کا نوٹس لینا خلاف قاعدہ ہے' انہوں نے یہ بات کہی ہے .....

وزیر آب پاشی: جناب والا! انہوں نے یہ بات کی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں' انہوں نے یہ بات نہیں کی۔

وزیر آبپاشی: ہوسکتا ہے کہ مجھے سننے میں غلطی ہوئی ہو۔

جناب سپیکر: اصل میں انہوں نے بات یہ کی ہے کہ کسی وزیر کا یہ کہنا کہ میرے ڈیپارٹمنٹ کے آفیسرز گیلری میں بیٹھے نوٹس لے رہے ہیں یہ مناسب بات نہیں ہے۔

وزیر آبپاشی: جناب والا! ایسا تو نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: ملک صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے پتہ نہیں کس نے یہ بات کی ہے؟ ملک صاحب نے یہ پوائنٹ اوٹ کیا ہے کہ کسی ایک وزیر صاحب نے یہ بات کی ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! وزیر آبپاشی صاحب نے کدی چنگی یا مندی گل ای نیں کیتی۔

میاں محمد افضل حیات: جناب والا! آفیسرز گیلری میں یا دوسری گیلریوں میں جو لوگ بیٹھے ہوتے ہیں وہ لوگ ایوان کا حصہ نہیں ہوتے اور ہمارے نمائندے وہ لوگ ہیں جو ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں اور عوام کے منتخب نمائندے ہیں اور جو لوگ آفیسرز گیلری میں بیٹھے ہیں ہم انہیں حکومت کا نمائندہ نہیں سمجھتے۔ اصل میں نمائندے وزراء صاحبان ہیں سنانا تو ان کا مقصود ہوتا ہے۔ چاہے وہ کسی کا کچھ کر سکیں یا نہ کر سکیں۔

جناب سپیکر: جناب انصاری صاحب اپنی بات کریں گے۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا! اگر وزراء کرام' پارلیمانی سیکرٹری صاحبان اور جتنے بھی ایڈوائزرز صاحبان ہیں اگر وہ ہی ایوان میں موجود رہیں تو میرے خیال میں یہ بار بار کورم کا بھی سوال پیدا نہ ہو کیونکہ یہ سارے ملا کر خود کورم بن جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب انصاری صاحب

حاجی غلام صابر انصاری: جناب سپیکر! میں پارچہ بافی کی گھریلو صنعت کے بارے میں بات کر رہا تھا کہ ہمارے وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے کاٹن یارن پر 5 روپے فی کلوگرام کے حساب سے ڈیوٹی لگائی۔ کیونکہ ہمارے پارچہ بافوں' گھریلو صنعت والوں کا مطالبہ تھا کہ جو دھاگہ باہر جاتا ہے اس کے ریٹ میں اور جو پاکستان میں بکتا ہے۔ اس کا فرق ہونا چاہئے۔ تاکہ کپڑا بنانے میں جو مزدوری خرچ آئے تو

اس طرح دھاگہ بھی اس دام میں باہر جائے اور کپڑا بھی اسی دام میں باہر جائے تاکہ مزدوروں کو زیادہ سے زیادہ روزگار ملے۔ جمعہ کے روز 5 روپے فی کلو کے حساب سے ڈیوٹی لگائی گئی۔ جس کے لیے ملک مالکان میاں محمد یاسین وٹو صاحب کو اور وزیر اعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو کو ملے تو کہا کہ ہمارے پاس پرانے آرڈر ہیں اس پر 5 روپے کلو معاف کر دیا جائے تو ہمارے وزیر خزانہ جناب محمد یاسین خان وٹو نے ان کو پانچ روپے کلو معاف کر دیئے اور انہوں نے کہا کہ جو آپ کے پاس پرانے آرڈر ہیں ۔۔۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بجٹ صوبائی بجٹ ہے مرکزی بجٹ پر بحث نہیں ہو سکتی.....

حاجی غلام صابر انصاری: جناب رانا صاحب میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب میں غریب لوگوں کا آپ نے نقصان کیا ہے' اور یہ آپ کی وفاقی حکومت نے نقصان کیا ہے۔ آپ کے صوبے کے عوام متاثر ہوئے ہیں اگر آپ ان کے لیے آواز نہیں اٹھائیں گے تو پھر کون آواز اٹھائے گا۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میں انصاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انصاری صاحب اس سلسلے میں قرار داد لے آئیں اور وہ مرکزی حکومت کو پاس کر کے بھیجی جائے۔

جناب غلام صابر انصاری: جناب رانا صاحب آپ تو سیاسی بات کرتے ہیں' یہ جو غریب آدمی ہیں ان کے لئے کبھی بات نہیں کی۔ حالانکہ وہ بھی پاکستانی ہیں اور وہ بھی غریب آدمی ہیں اور ان کو بھی روزگار چاہیئے۔ آپ لوگ کبھی بھی ان غریبوں کے لیے بات نہیں کرتے اور جب بھی کرتے ہیں.....

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز

انصاری صاحب آپ تقریر کر رہے ہیں وہ اگر مداخلت کرتے ہیں تو مجھے ان سے بات کرنے دیجئے۔ کیونکہ Cross talk غیر پارلیمانی ہے۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! میں نے تو یہ گزارش کی ہے کہ انصاری

صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں وہ بات ٹھیک ہے اور واقعی ان لوگوں کو اس سے تکلیف پہنچی ہے، لیکن میں یہ عرض کررہا تھا کہ انہیں صوبائی بجٹ تک محدود رہنا چاہیے مرکزی بجٹ پر اگر انہیں کوئی اعتراض ہے تو انہیں اسمبلی میں قرار داد پیش کرنی چاہیے۔ جو صوبائی اسمبلی پاس کرکے مرکزی حکومت کو بھیجے۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔
انصاری صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں اور اپنے آپ کو صوبائی بجٹ تک محدود رکھیں۔

جناب غلام صابر انصاری: وزیر خزانہ جناب منظور احمد وٹو نے ان کو پانچ روپے کلو کی چھوٹ دے دی.....

آوازیں: مبارک۔ مبارک (جناب آپ وزیر خزانہ ہوگئے ہیں)۔

جناب غلام صابر انصاری: معذرت چاہتا ہوں۔ جناب میاں محمد یاسین وٹو صاحب نے ان کو پانچ روپے فی کلو کی چھوٹ دے دی۔

جناب سپیکر: انصاری صاحب! آپ میری بات سنیں، میں رانا پھول محمد خان کی پوائنٹ آف آرڈر سے اتفاق کرتا ہوں اور آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ وفاقی بجٹ کی بجائے پنجاب کے صوبائی بجٹ کو زیر بحث لائیں۔

حاجی غلام صابر انصاری: جناب سپیکر! اس کے لیے مجھے صرف ایک منٹ چاہیئے۔

جناب سپیکر: انصاری صاحب میں پھر کسی اور کو دعوت دوں گا کہ وہ اظہار خیال کریں آپ متعلقہ بات کریں۔

حاجی غلام صابر انصاری: ٹھیک ہے جناب۔ یہ جو سمال انڈسٹریل سٹیٹس قائم کی جاتی ہیں، ہماری پنجاب گورنمنٹ نے ہم سب ممبران کو چھوٹی چھوٹی کاپیاں بھیجی ہیں کہ ہم ان کو قرضہ دلا سکتے ہیں۔ اب جو بھی کوئی گھریلو صنعت لگاتا ہے اور جب قرضے کے لیے کہا جاتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ جب کوئی بڑا آدمی بڑی مل لگانا چاہتا ہے۔ تو اس کو کروڑوں روپے قرضہ دے دیا جاتا ہے۔ اور جو غریب آدمی چھوٹی صنعت لگانا چاہتا ہے مثال کے طور پر پاور لومز لگانا چاہتا ہے۔ کوئی بھی چھوٹی صنعت لگانا چاہتا ہے وہ دو تین لاکھ روپے مانگتا ہے، اس کے لیے کئی چکر لگائے جاتے ہیں

اور بعد میں کہہ دیا جاتا ہے کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ اب جب کہ ہماری پنجاب گورنمنٹ نے سمال انڈسٹریل سٹیٹ کے لیے بہت سا فنڈز رکھا گیا ہے۔ تو وہ رقم ان غریبوں کو کیوں نہیں دی جاتی جو ایک ایک لاکھ روپے مانگتے ہیں۔ اور وہ کیوں کروڑوں روپے مانگنے والوں کو دیا جاتا ہے۔ میری حکومت پنجاب سے اپیل ہے کہ اس ایک لاکھ روپے کے قرضے کو آسان سے آسان کیا جائے تاکہ ہمارے جو غریب بھائی ہیں وہ اپنا پیٹ پالنے کے لیے کچھ نہ کچھ کام کریں تاکہ ہمارے پنجاب میں بے روزگاری ختم ہوسکے۔

جناب سپیکر: شکریہ حاجی صاحب

حاجی غلام صابر انصاری: اور دوسرا میں جنگلات کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ ....

جناب سپیکر: حاجی صاحب آپ کی تقریر کا وقت ختم ہوگیا ہے۔

حاجی غلام صابر انصاری: جنگلات کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں چاہیئے کہ جنگلات زیادہ سے زیادہ لگائیں۔ تاکہ لکڑی جو ہماری اہم ضرورت ہے۔ اس کی ضرورت کو پورا کیا جاسکے۔ جناب والا! میرا حلقہ بارڈر پر ہے۔ بارڈر پر جو بھی میرا بھائی درخت لگاتا ہے اور جب اس کو بھی اپنے لئے درخت کاٹنے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ ایک درخت بھی نہیں کاٹ سکتا۔ جناب سپیکر! اگر آپ ہمارے زمینداروں کو درخت کاٹنے کی اجازت دے دیں تو وہ اتنے درخت لگائیں گے کہ آپ کو جنگلات لگانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ جب بھی کہا جاتا ہے کہ ان کو درخت کاٹنے کی اجازت دے دیں تو کہتے ہیں کہ فوجی حضرات نہیں مانتے۔ جناب سپیکر! جب مارشل لاء تھا تو اسوقت فوجیوں کی حکومت تھی آج کل عوامی حکومت ہے۔ عوامی حکومت کو چاہیے کہ اپنی عوام کے لیے ان زمینداروں کو اس بات کی اجازت دے کہ جب بھی ان کو اپنے لئے ضرورت ہو درخت کاٹ سکیں۔

اور آخر میں میں کچی آبادیوں کے متعلق عرض کروں گا کہ آپ نے کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دے اور ان کے لیے فنڈز مہیا کیے کہ وہاں پر ڈویلپمنٹ ہوگی۔ جناب سپیکر! ایک سال سے ہمارے ان غریب بھائیوں نے پیسے جمع کروا دیے ہیں جو کچی آبادیوں میں رہتے ہیں۔ مگر آج تک ان کو رجسٹریاں نہیں دی گئی۔ اور 25 کروڑ روپے کا جو فنڈز پنجاب گورنمنٹ نے پچھلے بجٹ میں رکھا تھا اس سے کسی بھی کچی آبادی میں کوئی ڈویلپمنٹ نہیں ہوئی۔ میری گزارش ہے کہ کچی آبادیوں میں جو بھی کوئی ڈویلپمنٹ کروانی ہے۔ جس ایم پی اے کے حلقے میں وہ کچی آبادی آتی ہے۔ ان کے ذریعے ان کی

سڑکیں نالیاں اور دوسری چیزیں بنوائی جائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ جی صاحب

حاجی غلام صابر انصاری: آخر میں سات مرلے کے بارے میں آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں پر حکومت کی زمین نہیں ہے۔ وہاں پر ہماری پنجاب حکومت نے سات مرلہ سکیم کے لیے زمین حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اسلئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کے لیے کوئی زمین حاصل کی جائے کہ ان غریبوں کو سات مرلے زمین دی جاسکے۔ جب بھی ہم گاؤں میں جاتے ہیں تو لوگ ہم سے یہ پوچھتے ہیں کہ ہمیں سات مرلے کب ملیں گے۔ یہ 1990ء کے بعد ملیں گے۔ میری حکومت پنجاب سے یہ اپیل ہے کہ اس کام کو جلد از جلد نمٹایا جائے تاکہ ہماری پنجاب کی حکومت نے جو وعدے کئے ہیں، غریب بھائیوں کے ساتھ وعدے پورے ہوسکیں۔ میں آخر میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ خدا حافظ۔

جناب سپیکر: شکریہ چودھری رفیق صاحب

حاجی غلام صابر انصاری: جناب سپیکر! ہم ایک قرار داد پاس کرنا چاہتے ہیں جو کہ پانچ روپے فی کلو دھاگے پر.....

جناب سپیکر: حاجی اب آپ تشریف رکھیئے گا۔

حاجی غلام صابر انصاری: جناب والا! یہ قرار داد بہت ضروری ہے کیونکہ ہمارے صوبہ پنجاب میں

جناب سپیکر: حاجی صاحب تشریف رکھیے۔ اس وقت میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔

حاجی غلام صابر انصاری: جناب سپیکر! یہ پنجاب کے غریب عوام کا ایک اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب میں آج اس کے لیے اجازت نہیں دے سکتا اگلے پرائیوٹ ممبرز ڈے پر آپ یہ قرار داد لے آئیں۔ چودھری محمد رفیق صاحب

MR. SPEAKER: Time is extended for half an hour.

چودھری محمد رفیق:

یہ تو مانا کہ خار ہیں ہم لوگ
صحنِ گلشن بے بار ہیں ہم لوگ
باغباں اب تجھے بھی ماننا ہو گا
ہر گل کے پروردگار ہیں ہم لوگ

جناب سپیکر! بجٹ پر بحث عام کا یہ پانچواں اور آخری روز ہے اور چار روز متواتر سنتے سنتے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ مبارک سلامت کا بجٹ تھا۔ جناب سپیکر! جہاں تک میں نے اس بجٹ کا بغور مطالعہ کیا ہے میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ یہ اعداد و شمار کا ایک ایسا مجموعہ ہے جسے وفاقی حکومت نے تیار کیا ہے' کیونکہ آرٹیکل 160 کے تحت وفاقی مالیاتی کمیشن اس بات کا پابند ہے کہ وہ محاصل میں سے صوبوں کے لئے ایوارڈ مقرر کرے اور یہ ہماری صوبائی حکومت کا فرض تھا کہ وہ یہ ایوارڈ حاصل کرتی لیکن میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ یہ دو اڑھائی سال گزر جانے کے باوجود بھی صوبائی حکومت کوئی ایسا ایوارڈ حاصل نہیں کر سکی۔ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ جناب سپیکر! جو ہماری صوبائی خودمختاری پر ضرب کاری ہے اور شائد حضرت علامہ اقبالؒ نے اس موقع کے لئے یہ کہا تھا کہ

اے طائر لا ہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر سر: جناب سپیکر! میں جناب کی وساطت سے اپنے محترم بھائی چودھری محمد رفیق صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ بھیک کا لفظ واپس لے لیں۔ ہم مرکز سے بھیک نہیں مانگتے اپنے صوبے کا حق مانگتے ہیں اور جو قانونی اور آئینی طور پر انہیں ہمیں دینا پڑتا ہے۔ اس لئے ہم بھکاری نہیں ہیں۔ یہ ساری اسمبلی جس میں' میں اور آپ بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر: جی رانا صاحب یہ بھیک کا لفظ جو ہے اس کو ہم Expunge کرتے ہیں۔

جی چودھری صاحب۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! آپ اس لفظ کو بیشک حذف کر دیں لیکن رانا صاحب کی خدمت میں' میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی حکومت پاکستان جو ہے وہ دوسرے ملکوں سے بھیک نکلتی ہے۔ آپ اس پر بھی ذرا توجہ کیجئے۔

جناب سپیکر: راہی صاحب تشریف رکھیئے۔

☆ بحکم جناب سپیکر، الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا پھول محمد خان: آپ عوام سے ووٹوں کی بھی بھیک مانگتے ہیں اور میں بھی مانگتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! اس بجٹ کا جو تخمینہ دیا گیا ہے اس میں سے پانچ ارب سے زائد کی رقوم وفاقی حکومت کو قابل واپسی ہیں اور یہ خسارے کا بجٹ میری سمجھ میں اس طرح سے آرہا ہے کہ یہ خسارہ پورا کرنے کے لئے نئے نوٹ چھاپے جائیں گے جو کہ ظاہر ہے کہ مہنگائی اور افراط زر کا باعث بنیں گے۔ جناب سپیکر! اس ضمن میں، میں وفاقی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے چیئرمین کی رپورٹ پیش کرنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں جس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ بجٹ کی منظور شدہ رقوم میں سے 60% سے زائد رقمیں ایسی ہیں جو کہ امداد اور قرضہ کی شکل میں ملک سے باہر ہی منتقل ہو جاتی ہیں اور باہر جمع ہو جاتی ہیں اور باہر جمع ہو جاتی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہمارے بجٹ کی منظور شدہ رقوم میں سے اگر 20% رقمیں بھی خرچ ہو جاتیں تو ہمارے ملک کی شکل و صورت اس سے کہیں زیادہ مختلف ہوتی جو ہمیں آج نظر آرہی ہے۔ اس سے آپ جناب سپیکر! یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے بجٹ کی جو منظور شدہ رقمیں ہیں اس میں کس قدر وہاں پر بھی بدعنوانی اور دھاندلی ہوتی ہے اور میں یہ بات وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ جو ہمارا پنجاب کا بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں سے بھی 30% سے زائد رقمیں خوردبرد کا شکار ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر! جناب وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر میں کچھ اقتباسات ہیں جو میں اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا جس میں خصوصاً جمہوریت کا ذکر آیا ہے تو میں یہ کہنا اپنا اولین فرض سمجھتا ہوں کہ مارشل لاء 1977ء میں لگنے کے بعد موجودہ انتخابات کے دوران آٹھ سال تک، ان کی مارشل لاء اٹھانے میں جمہوریت کی بحالی میں کیا خدمات تھیں۔ میں جو سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جو آج جیلوں میں سیاسی قیدی کی حیثیت سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔ جنہوں نے کوڑے کھا کر کے قربانیاں دی ہیں ان کی قربانیوں کا ثمر، ان کی قربانیوں کا پھل آج یہ اسمبلی کھا رہی ہے۔ اگر ان لوگوں کی قربانیاں نہ ہوتیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ قطعی طور پر مارشل لاء نہ اٹھتا کیونکہ مارشل لاء طشتری میں پیش نہیں کیا گیا بلکہ اس کے لئے کچھ لوگوں نے قربانیاں پیش کی ہیں جن کے لئے ان اسمبلیوں نے کچھ نہیں کیا، ان کی رہائی کے لئے یا اپیلوں کا حق دلانے کے لئے کوئی کارروائی نہیں کی ہے۔ جناب سپیکر! وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر میں یہ بھی کہا گیا کہ ہماری سیاست کی بنیاد صاف ستھری

سیاست پر ہے کسی Discrimination پر یا پولیٹیکل Victimization پر نہیں ہے تو میں اس ضمن میں یہ عرض کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ بیگم عابدہ حسین کی مثال سرفہرست ہے جو دی جا سکتی ہے کہ وفاقی حکومت کے حکم پر بیگم عابدہ حسین کی زمین کی سالانہ لیز ختم کی گئی، اس کے پٹے کی میعاد کو ختم کیا گیا جبکہ صوبہ سندھ میں مہر غلام محمد کی 20 ہزار ایکڑ اراضی کو پٹے کی منظوری دی گئی ہے۔

سید اقبال احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: سید اقبال احمد شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں

سید اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر! یہ بات دو تین دفعہ پہلے بھی ہو چکی ہے دوبارہ پھر اس کو Repeat کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے شاہ صاحب!

بیگم شاہین منور احمد: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: جی بیگم صاحبہ!

بیگم شاہین منور احمد: جناب سپیکر! وہ محترمہ ایم این اے ہیں اور انہوں نے ہائی کورٹ میں اپیل کی ہوئی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس پر یہاں بحث نہیں ہونی چاہئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہہ دوں کہ یہ جو ہماری اپوزیشن ہے جو بہت عوامی بنتی ہے اس کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ایک زمین جو لیز پر دی ہوئی ہے اس کے لئے حکومت پر کوئی پابندی نہیں کہ وہ اس کی لیز کو Renew کرے یا کوئی ٹھیکے پر تھی تو ٹھیکہ یہ تو نہیں تھا کہ وہ ہمیشہ کا دیں گی۔

جناب سپیکر: آپ نے ابھی بیگم صاحبہ تقریر کرنی ہے۔ اپنی تقریر میں یہ فرمائیں۔

بیگم شاہین منور احمد: لیکن میں ان کو یہی کہہ رہی ہوں کہ ان کو اس طرح کی بات نہیں کرنی چاہئے تھی۔

جناب سپیکر: یہ آپ اپنے وقت میں فرمائیے گا ان کا ٹائم آپ ضائع نہ کریں۔ آپ اپنی تقریر میں اس بات کا جواب دیجئے گا۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ اپوزیشن عوامی بنتی

ہے میں تو صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ

کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا
تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

بیگم شاہین منور احمد: ہم ابھی بھی ہیں

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب!

جناب محمد رفیق: جناب سپیکر! مبارک، سلامت کا یہ بجٹ ترقیاتی منصوبہ جات کی بنیاد پر کیا گیا۔ یہ میں مانتا ہوں کہ ترقیاتی منصوبہ تکمیل کو پہنچے بلکہ عرصہ سات' آٹھ سال پہلے سے ان پر کام ہو رہا ہے جن کا کریڈٹ بھی اب موجودہ حکومت خود لینا چاہتی ہے۔ یہ بھی تسلیم کہ سڑکیں بن رہی ہیں اس کی بھی مبارک۔ یہ بھی تسلیم کہ ہسپتال بن رہے ہیں اس کی بھی مبارک' یہ بھی تسلیم کہ بجلی لگ رہی ہے اور واٹر سپلائی آرہی ہے اس کی بھی مبارک۔ لیکن جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس تصویر کا وہ رخ بھی آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں ان ترقیاتی منصوبہ جات پر ترقی ہو رہی ہے وہاں دوسری ترقی جو میں ابھی آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اس میں بھی ترقی ہوئی ہے وہ ترقی ہوئی ہے کرپشن میں، سمگلنگ میں، چوری چکاری، ڈکیتی، لوٹ مار، راہزنی، اغوا کے کیسز میں ترقی ہوئی ہے۔ آج اخبارات اس بات کے شاہد ہیں اور جن مقدموں کی اور جن کیسوں کی رپورٹنگ نہیں ہوتی ہے ان کا تھانوں سے بھی پتہ کیا جا سکتا ہے اور کچھ بہت سارے کیسز ایسے ہیں جن کا تھانوں ہی میں مک مکا ہو جاتا ہے وہاں پر ان کا کوئی ریکارڈ ہی نہیں ہے۔ امن عامہ کی سارے پنجاب میں یہ صورتحال ہے کہ انصاف اور حقوق کو حاصل کرنے کے لئے یہ تھانے اور کچہریاں اور عدالتیں آج خرید و فروخت کی آڑھتیں بن چکی ہیں۔ یہاں پر ان کے بھاؤ تول ہوتے ہیں۔ ان کے ریٹ مقرر ہیں۔ یہ بھی میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس ترقی کی مبارکباد وزیر خزانہ اور اس معزز ایوان کو دوں کہ جہاں پر مادی ترقی ہوئی ہے۔ وہاں پر ہمارے سماج میں معکوس ترقی ہوئی ہے۔ اس کی مبارکباد کون قبول کرے گا۔ اس کی مبارکباد بھی یہ قبول کریں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ پانچ منٹ کی پابندی نے میرے خیالات اور میری تقریر کو منتشر کر دیا ہے۔ یہاں تو لوگ آدھا آدھا گھنٹہ بولتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! پانچ نہیں دس منٹ ہو گئے ہیں۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! ابھی کہاں دس منٹ ہوئے ہیں ان دس منٹوں میں کتنا عرصہ رانا پھول محمد خاں صاحب نے کھایا کتنا میرے دوسرے بھائیوں نے کھایا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب باقی صاحبان ابھی بیٹھے ہیں جو تقریر کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ وقت اور بڑھا سکتے ہیں۔ آپ سب کو موقع دیں۔ آپ خود تصور کریں کہ بجٹ کی اتنی بڑی بڑی کتابیں ہیں۔ میں پانچ منٹ میں کیسے بات کر سکتا ہوں یا تو آپ مجھے موقع ہی نہ دیتے تو میں کھڑا ہی نہ ہوتا۔ میں احتجاجاً باہر چلا جاتا۔ اگر آپ یہ پسند کرتے ہیں تو میں ابھی احتجاجاً باہر چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر!: آپ ایسا کیجئے کہ دو منٹ میں اپنی بات مکمل کیجئے۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! میرے ایک ساتھی سردار غلام عباس صاحب ہیں ان کی چٹ بھی پڑی ہوئی ہے۔ ان کا وقت بھی آپ مجھے دے دیں۔ میں یہ حق محفوظ رکھتا ہوں کہ ان کا وقت بھی آپ مجھے عنایت فرما دیں۔

جناب سپیکر! جناب وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر میں خصوصی طور پر دیہی کاشتکار کے ساتھ جس ہمدردی کا اظہار کیا گیا مجھے یوں لگتا ہے کہ "ہائے اس زور پشیماں کا پشیماں ہونا" جبکہ عملی طور پر اس کاشتکار کے لئے قطعی طور پر کچھ نہیں کیا گیا۔ کوئی ایسی رقم نہیں رکھی گئی جس سے اس کی اشک شوئی ہو سکے۔ کیا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ ٹریکٹر سستے کر دیئے گئے ہیں' بیج سستے کر دیئے گئے ہیں یا ان کے قرضہ جات معاف کر دیئے گئے ہیں یا میں یہ سمجھوں کہ جنسوں کا بھاؤ مقرر کرنے کا اسے اختیار دے دیا گیا ہے۔ جس سے اس کی معاشی حالت بہتر ہو سکے۔ جناب سپیکر! ہرگز ایسا نہیں ہوا بلکہ میں یہ کہنا اپنا فرض سمجھتا ہوں' زرعی سیکٹر میں دیہات میں دیہاتی آبادی کا 77% آبادی میں سے 60 لاکھ لوگ بیروزگار ہیں اور اس میں ہر سال تین لاکھ کا اضافہ ہو رہا ہے۔ 20 لاکھ نیم بیروزگار ہیں' بے روزگاری اس میں زیادہ ہے چونکہ زرعی سیکٹر میں جتنی بیروزگاری ہے اتنی بیروزگاری کسی اور سیکٹر میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ملازمتوں اور پلاٹوں کی تقسیم کے بارے میں' میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ حکومت

کے بار بار اعلان پر ہم بلکہ ساری قوم یہ سمجھنے پر مجبور ہے کہ سرکاری مسلم لیگ کے لئے ورکر اور ووٹر پیدا کئے جا رہے ہیں۔ کیونکہ حکومت کا یہ اعلان کہ پرائمری یونٹ کے صدر کی منظوری کے بغیر نہ پلاٹ دیا جا سکتا ہے اور نہ کوئی ملازمت دی جا سکتی ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس اہم قومی مسئلہ کو قومی سطح پر حل کرنے کی بجائے اس کو صرف سرکاری مسلم لیگ کی سطح پر لایا گیا ہے تاکہ اس جماعت کے لئے ورکر اور ووٹر پیدا کئے جا سکیں۔

جناب سپیکر! پھر تقرریوں کا معاملہ ہے، ہمارے ہاں تین تین سلیکشن بورڈ کام کر رہے ہیں۔ پبلک سروس کمیشن ہے، اس کے بعد محکمہ تعلیم کے لئے ایک الگ سلیکشن بورڈ بنایا گیا ہے اور اس کے بعد وزیراعلیٰ صاحب کا ایک الگ ڈائریکٹ تقرریوں کا بورڈ ہے، جہاں ڈائریکٹ بھرتی ہوتی ہے۔ اس سے جو لوگ محروم رہتے ہیں، خاص طور پر ہمارا ہنرمند طبقہ اور پڑھا لکھا طبقہ احساس محرومی کا شکار ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کے مقدر میں کوئی نوکری نہیں ہے، بلکہ بیروزگاری لکھی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! بات چلی تھی کفایت شعاری کی۔ یہ ایک اچھی سوچ اور اچھا اقدام تھا لیکن نئی کاروں پر اب کتنا خرچہ آئے گا اور پرانی کاریں اونے پونے بکیں گی۔ یہ بھی وسائل کا ایک ضیاع ہے اور اسکے ساتھ ہی جناب وزیراعظم کا دورہ برطانیہ ہے کہ جس پر 6 کروڑ روپے خرچ آیا اور اس کے بعد صدر صاحب کا دورہ ہے۔ مثال کے طور پر وہ کراچی جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کا کوبرا ہیلی کاپٹر جاتا ہے جس کے آنے جانے کا خرچہ 50 لاکھ ہے۔

جناب سپیکر: چودھری حاکم علی صاحب

چودھری حاکم علی: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چیف منسٹر پنجاب اور وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا ہے وہ پاکستان کے صوبوں میں سے بے حد اچھا بجٹ ہے۔ اس قوم کو ایسا بجٹ دیا گیا ہے کہ کسی پر کسی قسم کا کوئی بوجھ نہیں۔ اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت اور پاکستان مسلم لیگ کے جتنے بھی یہ اراکین اسمبلی ہیں یہ جناب محمد خاں جونیجو کی سربراہی کے اندر اور میاں نواز شریف کی سربراہی کے اندر کام کر رہے ہیں۔ انتہائی اچھا ہے اور اس حکومت نے آج تک پچھلی حکومتوں کی طرح نہ تو دلائی کیمپ بنایا ہے اور نہ کسی غریب کو تنگ کیا ہے اور نہ کوئی ایسے واقعات پیش آئے ہیں جو حکومت کی بدنامی کا باعث بنے۔

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ وہ جو ستر اسی سیاسی قیدی جو کہ مختلف جعلی مقدموں میں سزائیں بھگت رہے ہیں ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

چودھری حاکم علی: جناب سپیکر! میں اپنے حلقے کی ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرا حلقہ بارڈر پر ہے اور پورے کا پورا بارڈر پر ہے۔ وہاں پر عوام کو کسی قسم کی سہولت نہیں ہے۔ وہ قصور کسی طرف سے سے بھی نہیں آجا سکتے۔ انہیں وہاں سڑک مہیا کی جائے۔ میں آپ کی وساطت سے استدعا کرتا ہوں کہ وہاں پر سوئی گیس مہیا کی جائے۔ اس ضلع قصور کے لئے کئی حکومتوں نے وعدے کئے اور انہوں نے یہ وعدے آج تک پورے نہیں کئے اور یہ حکومت وہ حکومت ہے جو اپنے وعدے پورے کر رہی ہے اور جس طرح چودھری رفیق صاحب نے فرمایا کہ اگر مسلم لیگ حکومت میں شامل نہ ہوں تو انہیں پلاٹ نہیں دیئے جائیں گے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ہماری اپوزیشن نے بجٹ پر حکومت کو مبارکباد دی ہے اس کے لئے میں ان کا بے حد ممنون ہوں اور مشکور ہوں کہ ہماری اپوزیشن نے، ہمارے بھائیوں نے اور خاص طور پر چودھری رفیق صاحب نے مبارکباد دی ہے۔

جناب فضل حسین راہی: میں ان سے کہوں گا کہ یہ اپنا ریکارڈ درست کریں۔ انہوں نے مبارکباد نہیں دی۔ انہوں نے مبارک سلامت کا بجٹ کہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آدھے مبارک ہیں اور آدھے سلامت ہیں۔

چودھری حاکم علی: چودھری رفیق صاحب نے بار بار مبارکباد دی ہے وزیر خزانہ کو جس کو سارا ہاؤس سن رہا تھا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب، آپ اپنی بات کیجئے۔

چودھری حاکم علی: جناب والا! میں یہ کہتا ہوں جو ہماری اس حکومت نے .....

چودھری محمد رفیق: میرے معزز بھائی میری اس مبارک سلامت کی بات میں چھپی ہوئی طنز کو نہیں سمجھ پائے ہیں۔ میرے خیال میں ان کو ٹیپ سنوائی جائے۔

جناب سپیکر: ویسے وہ یہ درست کہہ رہے ہیں کہ مبارکباد تو آپ نے پیش کی ہے بیشک اس کے

اندر طنز ہو گی۔

چودھری حاکم علی: راہی صاحب! اونہاں نوں کہہ رہے نیں کہ مبارکباد واپس لے لو۔ لیکن رفیق صاحب جہڑا پہلے لفظ کہہ بیٹھے نیں او سر واپس نئیں لیا جا سکدا۔

جناب والا! میرے علاقہ میں ایسی کوئی سڑک نہیں ہے جو بارڈر ایریا کو قصور تک ملا سکے۔ پہلے وہاں پر درختوں کا معاملہ اٹھایا گیا تھا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! انہیں وہاں پر سڑک ٹھیک کروا دیں کیونکہ سمگلنگ میں ذرا پریشانی ہوتی ہے۔

چودھری حاکم علی: جناب والا! راہی صاحب کا اب تو پتہ چل گیا ہو گا کہ وہ فیصل آباد میں سمگلر ہیں، لیکن انہیں ابھی تک پتہ نہیں کہ میرے بارڈر ایریئے میں یہ سڑک ہمیں بنا دی جائے تو پھر میں راہی صاحب سے کہوں گا وہ وہاں پر آجا تو سکتے ہیں مگر سمگلنگ نہیں کر سکیں گے، نہ چرس کی اور نہ ہی افیون کی سمگلنگ کر سکیں گے۔ جناب والا! میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ آپ ہمیں وفاقی حکومت سے سوئی گیس دلوا دیں۔ جناب والا! بابا بلھے شاہ کے مقدس علاقہ میں سوئی گیس دینا انتہائی ضروری ہے۔ آج تک سابقہ حکومتوں کے وزرائے اعلیٰ نے جو اس ہاؤس میں آئے ہیں انہوں نے کبھی قصور کا کوئی دورہ نہیں کیا تھا، اتنے کام نہیں کئے تھے ان کے دور میں کبھی اتنی ڈویلپمنٹ نہیں ہوئی تھی، ہمارے وزیراعلیٰ نے ہی یہ کام سرانجام دیئے ہیں اور پانچ نکاتی پروگرام کو عملی جامہ پہنایا ہے۔ کسی صوبے میں بھی کسی بھی وزیراعلیٰ نے نہ صوبہ سندھ میں نہ صوبہ بلوچستان میں، نہ صوبہ سرحد میں اتنی ترقی کی ہے، یہ افتخار ہمارے وزیراعلیٰ کو ہی حاصل ہے کہ انہوں نے صوبہ پنجاب میں مسلم لیگ کا صدر ہونے کے ناتے سے اور وزیراعظم محمد خاں جونیجو صاحب کے پانچ نکاتی پروگرام کو عملی شکل دی ہے۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا! یہ حکومت پانچ نکاتی پروگرام کا ڈھنڈورہ پیٹتے ہوئے نہیں تھکتی یہ پروگرام پچھلے نو سال سے چل رہا ہے یہ وہی پروگرام ہے جس میں سڑکوں کا، بجلی کا اور واٹر سپلائی کا ذکر ہے اور وہی پروگرام ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ چودھری صاحب آپ کی تقریر کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

چودھری حاکم علی: ساڈا سارا ٹائم تے آپوزیشن لے گئی اے۔

جناب سپیکر: اب آپ کی تقریر کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ کوئی اہم بات ہو تو ایک منٹ میں آپ کہہ سکتے ہیں۔

چودھری حاکم علی: جناب والا! اہم بات یہ ہے کہ اگر کسانوں پر اس ہاؤس کے اندر کسی قسم کا کوئی ٹیکس لگایا تو میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میں وہ پہلا آدمی ہوں گا جو استعفیٰ دوں گا اور وہ کسان جن کی 75% آبادی ہے اور ان کے نمائندے 75% آبادی کی نمائندگی کرتے ہیں اور وہ بیچارے پتہ نہیں کن مصیبتوں اور مشکلات میں رہ کر زمیندارہ کرتے ہیں اور ان کے پاس ایسی رہائش گاہیں نہیں ہیں جو یہاں پر لوگوں کے پاس ہیں ' امیروں کے پاس ہیں وہ غریب اپنا زمیندارہ کرکے اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔ جناب والا! میں پھر آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ ضلع قصور کو سوئی گیس ضرور دی جائے۔

جناب سپیکر: جناب! یہ بات ہو چکی ہے ' محترمہ شاہین منور احمد صاحبہ۔

بیگم شاہین منور احمد: سب سے پہلے تو میں آپ کی مشکور ہوں۔

چودھری حاکم علی: جناب والا! میں نے زمینوں کا کام ضرور کیا ہے۔ مگر ☆

جناب فضل حسین راہی: ☆

جناب سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیے۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ: میں معزز ممبران سے استدعا کرتا ہوں کہ معزز آدمی ہیں ' یہ ان چیزوں سے بالا ہیں ' خدا کیلئے یہ اب آپس میں بیٹھ کر اعتراضات نہ کریں۔

جناب سپیکر: میں چودھری حاکم علی صاحب سے کہوں گا کہ وہ راہی صاحب کے خلاف کہے گئے الفاظ واپس لیں اور میں راہی صاحب سے بھی کہوں گا کہ جو الفاظ ان کی زبان سے نکلے ہیں وہ انہیں واپس لیں۔

☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری حاکم علی : جناب والا! میں نے اپنے الفاظ واپس لئے۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! میں نے کسی پر الزام نہیں لگایا۔ کیا میں نے کسی پر الزام لگایا ہے، میں نے کسی منسٹر پر الزام نہیں لگایا، انہوں نے الزام لگایا یہ واپس لے لیں۔

جناب سپیکر: جو بات آپ نے کی ہے اور جس انداز میں کی ہے جس سیاق سباق میں کی ہے بس اسے واپس لے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! جب میں نے کسی پر کوئی الزام ہی عائد نہیں کیا تو پھر میں کیا واپس لے لوں۔

جناب سپیکر: راہی صاحب آپ کو علم ہے جو بات آپ نے جس انداز میں کی ہے اور اس سے جو ایوان کا ماحول مکدر ہوتا ہے، وہ آپ جانتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! میں کہتا ہوں کہ میں سب کچھ جانتا ہوں لیکن اس میں، میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی ہے، ٹھیک ہے میں نے یہی کہا ہے کہ میں سب کو جانتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے اس سے آگے بھی بات کی ہے، جو بات اس سے آگے کی گئی ہے اسے آپ واپس لیں۔

جناب فضل حسین راہی : ٹھیک ہے، جناب والا! میں آپ کے کہنے پر واپس لے لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ! تشریف رکھیں، جی ہو گئے ہیں واپس اور جو الفاظ واپس ہو جاتے ہیں وہ خود بخود حذف ہو جاتے ہیں۔ حذف کئے گئے الفاظ پریس میں نہیں آتے، جی بیگم صاحبہ۔

بیگم شاہین منور احمد : جناب والا! سب سے پہلے تو میں آپ سے اجازت چاہوں گی کہ اگر میں انگلش میں تقریر کرنا چاہوں تو آپ مجھے اس کی اجازت دے دیجئے۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ جیسے آپ بولنا چاہیں بولیں۔

بیگم شاہین منور احمد : اور دوسری بات یہ ہے کہ حزب اختلاف کی سیٹوں پر جو ہمارے ساتھی ہیں انہوں نے مجھے کہا ہے کہ جب آپ تقریر کریں گی تو ہم مداخلت بھی کریں گے اور قہقہے بھی لگائیں

گے۔ میں آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہ جو چاہیں کریں لیکن پارلیمنٹری پریکٹس کے مطابق کریں، چونکہ یہ ننھی منی حزب اختلاف ہے اور اسے واقعی حزب اختلاف کا کردار ادا کرنا چاہئے۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گی کہ یہ جو آپ کا بجٹ ہے یہ ایک روایتی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ جو کہ ہمیشہ ہوتا آیا ہے اور جب میں یہ بات کہتی ہوں کہ یہ بجٹ بھی سابقہ بجٹوں کی طرح کا ایک اور بجٹ ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ میں غلطی پر نہیں ہوں گی اور یہ Traditional بجٹ ہے جس کو Traditional طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔ یہ لوگوں کی ضروریات اور خواہشات کے مطابق نہیں ہے، اگر بجٹ اسی طرح پیش کیا جاتا رہا، میں سمجھتی ہوں کہ اس کی جو بنیادی خامی ہے اور میں اپنے آپ کو دھرا رہی ہوں، پچھلے سالوں میں بھی یہ کہا گیا کہ اس کا جو بنیادی ڈھانچہ ہے جو اس کا انتظامی ڈھانچہ ہے۔

MR. SPEAKER: Time extended for half an hour.

بیگم شاہین منور احمد: جب تک وہ تبدیل نہیں ہوتا اس وقت تک ہمارے بجٹ کے بننے کا اور بجٹ کو دینے کا یہی انداز رہے گا، اسی طرح سے لوگوں میں احتجاج بھی ہوگا اور یہ بجٹ لوگوں کی امنگوں اور ضروریات کے مطابق نہیں ہوگا۔ تو اس میں جو بنیادی خامی ہے وہ میں سمجھتی ہوں کہ Basic Structure ہے جس وقت تک ہم اس میں کوئی تبدیلی نہیں لاتے یہ بجٹ اسی طرح رہے گا جب تک ہم باقی چیزوں کو درست نہیں کرتے تو یہ بجٹ اسی طرح سے پیش ہوتا رہے گا اور یہ بجٹ ہماری بیوروکریسی بنائے گی اور یہ بجٹ یہاں آئے گا اور ہم اس کی ہاں میں ہاں ملائیں گے اور وہ بجٹ پاس ہو جائے گا اور جتنی بھی ہم نے تقریریں کی ہیں میں سمجھتی ہوں کہ وہ صرف اپنے علاقوں کی باتیں کرنے کے لیئے کی ہیں۔ ورنہ بجٹ میں بنیادی طور پر کوئی ایسی بات نہیں ہے تو جناب والا! آپ نے مجھے یہ محدود وقت دیا ہے۔ اس میں بہت باتیں ہوچکی ہیں میں ان دھرانا نہیں چاہونگی۔ صرف ایک بات کی آپ سے گزارش کرونگی اور یہ ہے کہ آپ نے پولیس کے لیے جو رقم مختص ہے میں اس کی پرزور تائید کرتی ہوں ہماری پولیس کو بہت اچھا ہونا چاہیے۔ ان کی ٹریننگ بہت اچھی ہونی چاہیے انکو اچھی سہولتیں ملنی چاہیں تاکہ وہ اپنا کام درست طریقے سے کرسکیں اور جو ان کے فرائض ہیں ان کو خوبصورتی سے اور اچھے طریقے سے سرانجام دینے کے لیے ان کو اس سے بہتر سہولتیں ملنی چاہیں۔ لیکن جناب والا! یہاں پر ہمیں ایک چیز کو خاص طور پر دیکھنا ہوگا اور وہ یہ ہے کہ پولیس اگر لاء اِن آرڈر کی آڑ میں کوئی کام اس طرح کا کرے تو اس پر کوئی نہ کوئی پابندی ہونی چاہیئے۔ اور ہمیں اس کا نوٹس لینا چاہیئے۔ تو اس کے لیئے میں محض تقریر کے لیئے یہ بات آپ سے نہیں کہہ

رہی۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائیوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہونگی ایک واقعہ اخباروں کے ذریعے سے آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ جو یکم جون کا ہے اسی مہینے کی پہلی تاریخ کا ہے جبکہ ہمارا سیشن تین جون کو شروع ہونا تھا اور ہمارے لوگوں کی حاضری یہاں لگ چکی تھی اور یہ اس کے متعلق ہے اور وہ واقعہ میں آپ کو پڑھ کر سناؤنگی کہ پولیس نے بغیر کسی مجسٹریٹ کے اجازت سے نہتے دیہاتوں پر فائرنگ شروع کر دی۔ اور یہ آنسو گیس جو ہمارے شہر میں لاء اِن آرڈر کے لیئے استعمال ہوتا تھا اب وہ ہمارے دیہاتوں پر بھی استعمال ہونا شروع ہوگیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہماری پارٹی کے جو لوگ ہیں یا ہماری جو حکومت ہے یہ اس کا ضرور نوٹس لے گی اور میں توقع بھی کرتی ہوں کہ لاء اِن آرڈر کی آڑ میں ہمیں پولیس کو اتنی کھلی چھٹی نہیں دینی چاہیئے کہ وہ دیہاتیوں پر بھی آنسوگیس استعمال کرے۔ آپ یہ اخبار دیکھئے اور یہ پہلی جون کا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ پولیس نے عجلت میں عوام پر فائرنگ کی اور لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس استعمال کی۔ اب یہ مسئلہ کس چیز پر آیا ہے - یہ اس لئے آیا کہ پولیس نے ہماری اسمبلی کے منتخب نمائندے کے ساتھ مل کر شاید یہ کیا۔ تو یہ جو ہمارے وزیر اعظم صاحب کے پانچ نکاتی پروگرام ہیں جس کے تحت ان ہی ایم۔ این اے صاحب کی اور ہمارے ایم پی اے صاحب کی ایک کمیٹی بنی جس نے یہ سات مرلہ پلاٹس کی تقسیم کرنی تھی ان کی سفارش پر انہوں نے ایک جگہ تیاری کی اور اگلے دن انہوں نے ان پلاٹس کی تقسیم کرنی تھی ہماری پولیس اتنی efficient ہوگئی کہ اس کو لاء اینڈ آرڈر کی حالت نظر آئی کہ اگر آپ نے کسی کو سات مرلہ پلاٹس دینے ہیں تو وہ لاء اِن آرڈر کی Situation بنی تو انہوں نے ان پر آنسو گیس استعمال کی محض اس لئے کہ ان کو اپنے ایک اعلیٰ افسر کی پشت پناہی ہے۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ اس کی تہہ میں کیا جاؤں یہ واقعہ تو اخباروں میں چھپ چکا ہے۔ کہ ہمارے جو ایم این اے صاحب ہیں وہ چونکہ یونین کونسل کا الیکشن ہار چکے ہیں اسلئے اب وہ چیئرمین یونین کونسل کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں تو آپ بتایئے کہ یہاں کیا کیا جائے۔ ایک طرف تو میں یہ کہتی ہوں کہ ایک تضاد ہے کہ آپ ان کے اختیارات کو محدود کریں۔ دوسری طرف میں یہ کہونگی کہ آپ ان کی سروسز کی گارنٹی دیں تاکہ یہ ہمارے ہی ہاتھوں کا آلہ کار نہ بنیں جس طرح کہ اس وقت وہ بن رہے ہیں اور اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے کہ ایم این اے صاحب چونکہ اس ضلع کونسل کے چیئرمین سے ناراض تھے کہ میں یونین کونسل کا الیکشن ہار گیا ہوں لہٰذا جب یونین کونسل کے چیئرمین صاحب۔ ایم این اے صاحب اور ایم پی اے کی کمیٹی اور ممبران کے ساتھ پلاٹس تقسیم کرنے گئے ہیں تو ان پر انہوں نے فائرنگ کی۔ اس

چیئرمین کے خلاف کیس رجسٹر کئے اور پھر کیا ہو ایک جوڈیشل انکوائری آرڈر ہو۔ تو آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ اس جوڈیشل کا کیا بنے گا اور جب بھی کوئی جوڈیشل انکوائری ہوتی ہے تو اس کا کیا ہوتا ہے میں آپ کے توسل سے اس حکومت سے یہ توقع کرتی ہوں کہ آپ اس کے متعلق کوئی نوٹس لیں کیونکہ یہ اب ہمارے ڈی۔ آئی جی صاحب کی انا کا مسئلہ بن گیا ہے۔ جس ایڈمنسٹریشن نے ان نہتے دیہاتوں پر فائرنگ بھی کی اور ان پر آنسو گیس بھی استعمال بھی کی وہ اسی جگہ میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور وہ اسی طریقے سے کام کرتے چلے جا رہے ہیں اور اگر انہوں نے اپنے رویہ میں کسی قسم کی بھی تبدیلی کی ہو تو میں آپ سب کے سامنے حاضر ہوں اور آپ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے غلط بات کی ہے۔ اسلئے میں آپ سے کہتی ہوں کہ یہ جو ہم بات کرتے ہیں اور اس کی جو کٹ موشن دیتے ہیں کہ یہ کام ہونا چاہیے ٹھیک ہے کہ آپ ان کو پوری سہولتیں دیں لیکن آپ دیکھئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں کہ ان اختیارات کی آڑ میں اس ایجی ٹیشن کی آڑ میں وہ کیا کر رہے ہیں کیا آپ نے آنسو گیس کی allocation اس لئے کی تھی کہ وہ اپنے دیہاتیوں پر ہو یا آپ کے شہریوں پر ہو۔ جناب والا! لاء اینڈ آرڈر ایک مختلف چیز ہوتی ہے تو میں اسی محدود وقت میں یہی کہنا چاہونگی۔

دوسرے جناب والا! ایک اہم مسئلہ ہے جسے مجھے آپ کی توسل سے ان ممبران کے سامنے اور اس ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ آپ کا ایک سروسز ہسپتال ہے اور وہ ہمارے لئے بھی ہے۔ اور آپ سب لوگوں کے لیے بھی ہے اور غریب عوام کے لیے بھی ہے آپ کو حیرت ہوگی کہ اس میں دو لفٹ لگی ہوئی ہیں اور دونوں اس وقت کام نہیں کر رہیں شاید کسی کو وہاں جانے کا اتفاق نہیں ہوا ابھی بھی آپ جا کر دیکھ سکتے ہیں اس کا مسئلہ یہ ہے کہ ایل۔ ڈی۔ اے نے اسے تعمیر کیا ہے اور انہوں نے محکمہ ہیلتھ کو ٹرانسفر کرنا ہے۔ لیکن چونکہ وہ کام درست نہیں کرتیں اسلئے محکمہ ہیلتھ اسے لینے کو تیار نہیں اور ایل۔ ڈی۔ اے والے اسے درست کرنے کو تیار نہیں۔اور ان لفٹوں کو ایل۔ ڈی۔ اے کا عملہ چلا رہا ہے۔ اور لفٹ سروسز ہسپتال میں ہے لیکن مختصر بات یہ ہے کہ وہ لفٹ نہ تو مریضوں کے کام آتی ہے اور نہ ہی ہسپتال کے کام آرہی ہے تو میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ اس چیز کا نوٹس لیا جائے یہ بات درست ہے کہ ہمیں سروسز ہسپتال کی تجدید کے لیے ضرور پیسے دینے چاہیں کیونکہ وہاں آکر مریضوں کو بھی تو خوبصورت چیز دیکھنی چاہیئے لیکن اس سے ضروری بات یہ ہے کہ ہم ان کو وہ سہولتیں دیں جو ان کی زندگی کے لیے ضروری ہیں ایک مریض تیسری منزل پر کس طرح سے جائے گا۔ ایک مریض کو تو دوائی نہیں مل رہی لیکن لان کی خوبصورتی پر

ہم اتنے پیسے لگا دیتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ تو اسی طرح ہوتا رہے گا کیونکہ جس طریقے سے ہمارا بجٹ بنتا ہے وہ یہ ہے کہ لیکن میں اس کے ساتھ ساتھ مجبور ہوں کہ میں یہ کہوں کہ اگر آپ اس بجٹ کا پچھلے بجٹوں کے ساتھ موازنہ کریں تو آپ دیکھیں گے۔ This is more dynamic budget presented so far. یہ بات تو ہمیں ماننی پڑتی ہے اور اس کو ہمیں ماننا چاہیئے یہاں پر تنقید بھی کرنی ہے تو یہ تعمیری قسم کی تنقید ہونی چاہیئے۔ اور معمولی قسم کی نہیں ہونی چاہیئے چونکہ اب میرا وقت ختم ہونے والا ہے اسلئے میں اب صرف یہ کہونگی کہ میں نے آپ کے توسل سے سرکاری آفیشلز جو کہ ہمارے وزراء ہیں ان کو خصوصاً محکمہ داخلہ کو جو لاء اینڈ آرڈر کا ذمہ دار ہے وہ میری اس بات کا نوٹس لے گا اور یہ دیکھے گا کہ ہماری پولیس بدنام نہ ہو کیونکہ یہ ہماری ذمہ داری ہے جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ اگر ایک مچھلی خراب ہو تو اس سے پورے تالاب کا نام بدنام ہوتا ہے یا وہ خراب ہو جاتا ہے اسلئے میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ یہ دیکھئے کہ اس طرح کا کچھ نہ ہو لیکن جس طرح میں نے کہا ہے کہ۔

This is more balanced budget than previous budget

Now I finish my speech. Thank you.

جناب سپیکر: سید اقبال احمد شاہ صاحب

سید اقبال احمد شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کرنے کی اجازت دی۔ میں اپنی تقریر ایک حدیث سے شروع کرونگا۔ حدیث یہ ہے کہ اگر آپ کوئی برائی دیکھیں تو اسے سختی سے ختم کریں۔ اگر آپ سختی سے ختم نہیں کرسکتے۔ تو کم از کم زبان سے ختم کریں اگر زبان سے نہیں کرسکتے تو کم از کم دل سے اس کو ختم کریں۔ جناب سپیکر! اگر حدیث پر عمل کیا جائے ہم مسلمان ہیں کلمہ گو ہیں ایک کلام پاک' ایک رسول' ایک اللہ' تو میرے خیال میں کوئی برائی کوئی رشوت کوئی بدعنوانی نہیں رہ سکتی مگر یہ صرف ہمیں پڑھنے کے لیے کلام پاک کو طاق میں رکھنے کے لیے' اس پر ہم عمل نہیں کرتے اگر ہم اس پر عمل کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ رشوت ختم نہ ہو برائی ختم نہ ہو۔ میں جناب وزیر اعظم پاکستان کی جرأت اور تدبر پر انہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے عوامی مطالبات پر عوامی بجٹ مرکز میں پیش کیا اور ایک ایسی جمہوری مثال قائم کی جس کی تاریخ میں شاید ہی مثال ملتی ہو لیاقت علی خان کے بعد محمد خان جونیجو ایسے وزیر اعظم ملے ہیں جن سے

ہم توقع کرسکتے ہیں کہ پاکستان کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں گے۔

میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارک باد دیتا ہوں کہ جن کی ہدایت پر جناب وزیر خزانہ نے اچھا بجٹ پیش کرکے ایک مثال قائم کی ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ میں اچھائی بھی ہوتی ہے۔ برائی بھی ہوتی ہے یہ ناانصافی ہے کہ برائی نکالی جاتی ہے اور اچھی اچھی باتیں نہیں کی جاتیں۔ ہمارے اپوزیشن لیڈر جناب سید حسن محمود صاحب تھے۔ ایک بجٹ ان کے سامنے آیا۔ جب بھی گورنمنٹ کی کوئی اچھی بات ہوتی تھی آپ اسکی تعریف فرماتے تھے۔ جس میں نقص ہوتا اس پر تنقید کرتے تھے۔ مگر ہمار چھوٹی سی ننھی سی اپوزیشن بغیر تنقید کئے اچھائی کے طور پر کوئی بات نہیں کی جاتی ہے ۔ اگر حکومت نے کوئی اچھا کام کیاہے کم از کم ان میں اتنی جرأت ہونی چاہیے کہ اگر کوئی اچھی بات حکومت نے کی ہے اگر اچھا بجٹ ہے آپ اس پر کم از کم یہ تو کہیں کہ گورنمنٹ نے یہ اچھا کام کیا ہے۔ آپ دیہات میں دیکھیں گاؤں بجلی سے منور ہو رہے ہیں۔ سڑکیں بن رہی ہیں۔ تعلیم ہے اب یہ ان کا بھی کام ہے۔ اپوزیشن والے بھی ایم پی اے ہیں۔ ان کے بھی اختیارات ہیں۔ یہ اپنے حلقے میں دیکھیں کہ ہمارے حلقے میں سکول بن رہا ہے۔ ہمارے حلقے میں سڑک بن رہی ہے۔ ہمارے حلقے میں جو بجلی گئی ہے اس کی نگرانی کریں۔ جہاں بدعنوانی ہے اسکو ختم کریں۔ یہ جسٹس آف پیس ہیں یہ فوراً حکم دے سکتے ہیں کہ فلاں آدمی کو گرفتار کیا جائے اِن کے پاس اختیارات ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ 260 ہمارے ایم پی اے ہیں۔ چھوٹا حلقہ اتنا بڑا حلقہ نہیں۔ اگر ہم ایم پی اے یہ تہیہ کرلیں کہ بدعنوانی کو ختم کرنا ہے۔ تو یہ ہوسکتا ہے۔ اتنے اختیارات کسی پہلی حکومت میں نہیں تھے جتنے اختیارات اب ایم پی اے کے پاس ہیں۔ اگر کوئی ایم پی اے سیکرٹریٹ میں چلا جاتا ہے۔ تو سیکرٹری اسکو اٹھ کر ملتا ہے۔ جو پہلے یہ چیز تھی کہ افسران ٹھیک طریقے سے نہیں ملتے میں کہتا ہوں اس وقت میرے تجربے میں ہے کہ جس جگہ گیا ہوں کہ تمام افسران نے عزت کی ہے۔ اور جو کام کی بات ہے وہ کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ آپ غلط کام کرائیں وہ انکار کرلے اور یہاں تحریک استحقاق پیش ہو جائے۔ اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ہم ایم پی اے ہیں پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں۔ ہمارے پاس کافی اختیارات ہیں ہم اسکو ٹھیک کرسکتے ہیں۔

جناب والا! میرے حلقہ میں دعوت دیتا ہوں پولیس افسر رشوت نہیں لے سکتا۔ اگر کوئی رشوت لیتا ہے۔ تو وہ رشوت لینے سے گھبراتا ہے۔ میں دوستوں کو دعوت دیتا ہوں کہ میرے حلقے کا دورہ کرکے دیکھیں میں نے رشوتیں واپس کرائی ہیں۔ آپ جاکر دیکھیں کہ وہاں کیسا کام ہوا ہے ؟

دوسرے میں چودھری رفیق صاحب کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں انہوں نے یہ کہا کہ یہ اسمبلیاں .....

جناب سپیکر: اسکی کیا ضرورت ہے؟

سید اقبال احمد شاہ: یہ بڑا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: وقت بہت کم ہے۔

سید اقبال احمد شاہ: صرف ایک منٹ۔ جب الیکشن کا وقت آیا۔ سیاسی جماعتوں نے کہا کہ بائیکاٹ کیاجائے مگر عوام نے یہ بات نہ سنی اور الیکشن ہوئے کوئی یہ ثابت کرکے دکھائے کسی ڈی سی نے کسی پولیس والے نے یہ زور دیا ہے کہ اسے ووٹ دیں۔ لوگوں نے اپنی مرضی سے ووٹ دیکر اس اسمبلی کو منتخب کیا اور یہاں نمائندے آئے۔ یہ اس نے کوشش سے مارشل لاء کو اٹھایا۔ اگر یہ عوام کے نمائندے منتخب نہ ہوتے الیکشن نہ ہوتا تو نہ سیاست دانوں کی باتوں کا اہتمام ہوتا اور نہ آج مارشل لاء اٹھتا۔ 9 سال تک یہ سیاست دان کہاں تھے ان سیاستدانوں نے یہ رٹ لگا رکھی ہے کہ مڈٹرم الیکشن ہونے چاہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

چودھری محمد رفیق: جناب والا! ذاتی نکتہ وضاحت

جناب سپیکر: میں جناب شاہ صاحب سے بھی کہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ میجر وکٹر سموئل

چودھری محمد رفیق: جناب سپیکر! چونکہ میرا نام آیا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

سید اقبال احمد شاہ: جناب سپیکر میں ایک منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئل (پنجاب غیر مسلم نشست): جناب سپیکر! میں آپ کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا کہ بجٹ پر جو بحث ہو رہی ہے اسکے بارے میں اپنی معروضات اور خیالات کا اظہار کروں اور کچھ باتیں اقلیتی نقطہ نظر سے آپکی خدمت میں اور اس

معزز ایوان کی خدمت میں پیش کر سکوں۔

جناب والا! جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے میں جناب چودھری ممتاز حسین صاحب اور ان کی ٹیم کو دلی مبارک باد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ میں محسوس کرتا ہوں کہ انہوں نے جیسے تعلیم کا قلمدان سنبھالتے ہوئے بڑی محنت اور جانفشانی سے کام کیا۔ آج انہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ خزانے کی وزارت میں بھی انہوں نے جو محنت شاقہ کی ہے اس کا انشاء اللہ پھل عوام کو ضرور ملے گا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ جناب وزیر اعلیٰ محمد نواز شریف صاحب جن کی قیادت اور رہنمائی میں یہ بجٹ تیار ہوا ان کی خدمت میں بھی خراج تحسین پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہوں۔ کیونکہ میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ ترقیاتی اور فلاحی بجٹ جناب محمد خان جونیجو وزیر اعظم پاکستان کے فلاحی پانچ نکاتی پروگرام کو آگے بڑھانے کے لیے ایک بڑا ہی مثبت قدم ہے۔ بلکہ یہاں تک کہوں گا کہ پنجاب مسلم لیگ کا یہ تیسرا بجٹ ہے۔ اور ان تینوں ہی بجٹوں میں آج تک کوئی ایسا غیر ضروری بلکہ کوئی ٹیکس نہیں لگایا اور اس لحاظ سے میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا ہوں کہ یہ ایک " HAt TRICK " جناب عالی بجٹ کا جہاں تک تعلق ہے یہ مسائل اور وسائل کے درمیان رسہ کشی کے مترادف ہے۔ مسائل اور وسائل کے درمیان رسہ کشی جاری رہتی ہے کو مکان کوئی چیز نہیں ہوتی لیکن اس بجٹ سے یہ چیز ظاہر ہوگئی ہے جسکو کہ میں ایک ریفری کی حیثیت سے یہی کہنے کی جسارت کروں گا کہ :-

Red is the loser and green is the winner

جناب عالی! سب سے اچھی بات جو اس حکومت میں ہوئی ہے۔ جو کہ وطن عزیز کی تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے بلکہ پہلی مرتبہ ہوئی ہے کہ ہم اقلیتی لوگ بھی اس چیز کو بڑی خوشی کے ساتھ اور فخر کے ساتھ کہنے پر مجبور ہیں کہ جناب یہ حکومت ہے جس نے پہلی مرتبہ ہم اقلیتی نمائندوں کو بھی فلاح و بہبود کے کاموں میں ترقیاتی منصوبوں میں شامل کیا ہے۔ اور پیسہ اور فنڈ کے دھارے ہمیں وہ ہماری معرفت بھی اقلیتی عوام تک پہنچے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے اس لئے میں پنجاب مسلم لیگ اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا ہوں کہ ہم نے بھی ان فنڈز کے ساتھ اپنی اقلیتی عوام کی بہبود ان کی فلاح اور ان کی مشکلات اور مصائب کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن جناب عالی! ہر بہتر کام کو بہترین بنانے کا سلسلہ زندگی میں جاری رہتا ہے اور گنجائش ضرور ہوا کرتی ہیں۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ آج جو بجٹ ہمارے وزیر خزانہ چودھری ممتاز حسین صاحب نے پیش کیا ہے مجموعی طور پر اجتماعی طور پر حکومت کی طرف سے ہم اقلیتی لوگوں کے

لیے کوئی فنڈز وغیرہ مختص نہیں کیے گئے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے مسائل پچھلے چالیس برسوں میں جمع ہوتے رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے' آج یہ تاریخی موقع ہے کہ پہلی دفعہ ہماری طرف بھی فنڈز کا دھارا موڑا گیا ہے۔ ہمارے مسائل پچھلے سالوں میں جمع ہوتے رہے ہیں۔ کیونکہ چاہے کوئی حکومت آئی یا نہ آئی' چاہے مارشل لاء رہا۔ لیکن بجٹ بنتے رہے اور میرے اقلیتی عوام کے ساتھ بے اعتنائی ہوتی رہی۔ آج یہ پہلا موقع ہے اور میں اس کی بنیاد پر یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ جو پچھلے چالیس سالوں کا ہمارا حساب کتاب باقی ہے اس کے متعلق بھی کچھ توجہ فرمائی جائے۔ ہمارے مسائل اجتماعی طور پر ہیں۔ ہمیں انفرادی طور پر جو فنڈ ملے ہیں ہم اپنے عوام کی وہ خدمت کرنے سے قاصر رہے ہیں جو کہ ہونی چاہیئے تھی۔ اپنے عوام کے مطالبے کے بارے میں دو چار باتیں ہیں۔ ضرور آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں - آپ نے (وقت ختم ہونے کی) گھنٹی بجا دی ہے۔ مجھے اس کا خطرہ تھا۔ لیکن ایک عرض میں جناب کی خدمت میں ضرور کرنا چاہتا ہوں کہ ایوان کے اندر ہم آٹھ ممبر ہیں۔ ہم ایوان کا تیسواں حصہ ہیں۔ یہ اجلاس کم سے کم تیس دن جاری رہے گا۔ کم از کم ہمارے لئے ایک دن بات چیت کرنے کا موقع ضرور عطا فرمایا جائے۔ کیونکہ میرے کچھ معروضات اتنے ضروری اور سنجیدہ ہیں جو میں کم از کم ریکارڈ پر ضرور لانا چاہتا ہوں۔ جناب عالی! جو کچھ بھی فنڈ ہمیں 87- 1986ء کے بجٹ میں ملے ہم ان کے لیے شکر گزار ہیں اور ہم ان کی تعریف بھی کرتے ہیں۔ لیکن یہ فنڈز جو ہمیں پچھلے سال ملے اور آئندہ کا تو ہمیں ابھی تک کچھ پتا نہیں ہے' میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ اربوں روپے کے بجٹ کے اندر ہم اقلیتی لوگوں کو جو فنڈ ملے ہیں' ان کے بارے میں میں اور تو کچھ نہیں کہوں گا لیکن یہ عرض کروں گا کہ :-

سمندر سے ملے پیاسے کو قطرہ
بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے

گزارش یہ ہے کہ یہ فنڈ ہمارے اجتماعی مسائل کو حل کرنے کے لیے بہت قلیل ہیں۔ لہٰذا میں گزارش کروں گا کہ آئندہ کے لیے ہمیں ضرور ملحوظ خاطر رکھا جائے اور ہماری جو تنگدستی اور تہی دستی پچھلے سالوں میں رہی ہے اس کا ازالہ جلد سے جلد فرمایا جائے۔ جناب والا! چند ایک مسائل جو اجتماعی ہیں' ان کی طرف میں اس ایوان کی اور حکومت کی توجہ ضرور دلانا چاہتا ہوں' سب سے پہلے رہائشی مسئلہ ہے۔ جس طرح اکثریت کے لیے بھی رہائشی مسئلہ دن بدن ترقی کر رہا ہے' ہمارے لیئے تو چالیس سال میں آج تک ہمارے رہائشی مسئلے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ سات مرلہ سکیم جو کہ

ہمیں دستیاب ہوئی ہے۔ وہ ہمارے لیے رحمت کی بجائے باعث زحمت بن رہی ہے۔

جناب سپیکر: اب میں آپ کو ٹائم کا احساس دلانے پر مجبور ہوگیا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل: چند مسائل ہیں جن کی طرف توجہ دلانی میں بہت ضروری سمجھتا ہوں۔

جناب سپیکر: وقت کا احساس دلانا بھی بہت ضروری ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل: آپ کی مہربانی ہے۔ میں نے اسی لیے زیادہ وقت مانگا تھا۔

جناب سپیکر: یہ مجبوری ہے ناں کہ آج ٹائم کی وجہ سے ہم اس وقت بیٹھے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل: میں عرض کروں گا کہ میری خاطر دس منٹ ٹائم اور بڑھا دیا جائے۔

جناب سپیکر: دوسرے جو دوست بیٹھے ہیں' انہیں ٹائم دینا بے حد ضروری ہے اور اس کے بعد فنانس منسٹر صاحب کو بھی بولنا ہے۔ آپ اپنی بات ایک منٹ میں ختم کرلیں۔ صرف ایک منٹ۔

میجر (ریٹائرڈ) وکٹر سیموئیل: جناب عالی رہائش کے مسئلے کے بارے میں میں نے عرض کی ہے سات مرلہ سکیم ہمارے لیے باعث زحمت بن رہی ہے۔ اس لیے کہ ہمارے عوام چالیس سال سے جہاں بیٹھے ہوئے ہیں' وہ منتشر ہیں اور جگہ جگہ پر بیٹھے ہیں اور سرکاری زمین پر بیٹھے ہیں۔ اب انہیں مجبور کیا جا رہا ہے۔ چونکہ اس جگہ پر سات مرلہ سکیم آگئی ہے تو وہاں سے اٹھ کر چلے جائیں۔ حالانکہ انہیں اس سکیم کے اندر شامل کیا جانا چاہیئے۔ پینے کے پانی کے بارے میں میں عرض کروں گا کہ ہمارے لئے ابھی تک کئی جگہیں کربلا کا تصور رکھتی ہیں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ضلع' رحیم یار خان کا ضلع' بہاولپور کا ضلع' بہاولنگر کا ضلع' خوشاب کا ضلع' یہاں پر زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی طرف سے جگہ جگہ پانی کی ٹینکیاں بنی ہیں اور جب وہ بنی ہیں تو ہماری آبادی کو ان کے اندر شامل تو کر لیا گیا ہے لیکن ہمیں وہاں سے پانی پینے کی اجازت نہیں ہے۔ میں حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جہاں ہمارے منتشر لوگ بیٹھے ہیں کم از کم انہیں پانی ضرور حاصل ہونا چاہیئے۔ جناب عالی' اسی طریقے سے مظفر گڑھ ضلع سے میرے کچھ عوام ہیں۔ بلکہ وہاں کافی اکثریتی عوام بھی ہیں' چوک منڈا' رکھ عزیز آباد' صادق آباد میں کافی دیر سے تقریباً پندرہ سالوں سے وہ لوگ بیٹھے ہیں اور وہ کاشتکار لوگ ہیں لیکن ابھی تک ان کی کوئی بات سنی نہیں گئی۔ آج جبکہ ایک عوامی حکومت ہے' فلاحی حکومت

ہے اور جس کا دعویٰ ہے کہ سات مُرلہ سکیم بھی مفت دی جائے گی' میں گزارش کروں گا کہ میرے ان عوام کو جو کہ چوک منڈا' رکھ عزیز آباد اور صادق آباد میں پندرہ سال سے ٹیلوں کے ساتھ نبرد آزما ہیں۔ انہوں نے جھاڑیاں کاٹی ہیں۔ انہوں نے زمین کو آباد کیا ہے۔ میں آپ کی اور ایوان کی وساطت سے حکومت سے استدعا کروں گا کہ ان کو مالکانہ حقوق دے جائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ میجر صاحب۔ ملک محمد یوسف صاحب (تشریف نہ رکھتے تھے) جناب چودھری احسان الحق صاحب (تشریف نہ رکھتے تھے) جناب رئیس مشتاق احمد

رئیس مشتاق احمد: جناب والا! مجھے یہ اجازت بخشیں گے کہ میں سرائیکی میں تقریر کروں؟

جناب سپیکر: جی بے شک کیجئے۔

رئیس مشتاق احمد: جناب سپیکر'

جناب سپیکر: یہ لفظ سرائیکی کا تو نہیں ہے۔

رئیس مشتاق احمد: (سرائیکی) جناب سپیکر! اگر سرائیکی میں کہوں تو پھر "میرا سوہنا" کہوں گا۔ اگر آپ اس لفظ کو قبول فرمائیں' تو میں یہ کہنے کے لیے تیار ہوں۔ جناب سپیکر! میں چودھری ممتاز احمد صاحب وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اچھا بجٹ بنایا ہے۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا کرے کہ یہ ہمیشہ ممتاز رہیں۔ ساتھ ہی میں میاں نواز شریف وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کی قیادت میں یہ بجٹ تیار کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ شرفات کے ساتھ انہیں نوازے۔ گزارش یہ ہے کہ بجٹ تو بڑھ گیا ہے' لیکن بجٹ کو استعمال کرنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ یہ بجٹ افسران کے پاس جاتا ہے۔ جو اس کو صحیح استعمال نہیں کرتے۔ حالانکہ ہر منسٹر صاحب کو چاہیے کہ وہ اس بجٹ کو ان سے پوری طرح سے استعمال کروائیں۔ میں سرائیکی میں ایک مثال دوں گا۔ پہلے وقتوں میں زمیندار گھوڑیاں رکھا کرتے تھے۔ جو گھوڑی کا دھیان رکھتے تھے۔ وہ اس کو مکھن کھلاتے تھے۔ ایک زمیندار کا نوکر تھا' جس کا نام تھا بخشا' وہ اس روز مکھن دیتے تھے کہ اس کو کھلاؤ۔ کئی دنوں کے بعد اس سے پوچھا گیا کہ بخشا تم اسے مکھن بھی کھلاتے ہو لیکن یہ موٹی نہیں ہو رہی۔ ایک آدمی تھا کہ جسے معلوم تھا کہ مکھن تو بخشا خود کھا جاتا ہے۔ اس نے کہا کہ مکھن تو کھائے بخشا اور موٹی ہو گھوڑی' یہ بھی کبھی ہو سکتا ہے میرا مقصد یہ ہے

کہ "بجٹ" تو اتنا اچھا ہمارے لیے تیار کیا گیا ہے' لیکن بجٹ کو استعمال کرنے والے اس کو بخشے کی طرح کھا نہ جائیں۔ میں مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ جب بجٹ ہائی وے والوں کے پاس جاتا ہے اور وہ سڑکیں بنواتے ہیں تو حکومت کی طرف سے یہ کہیں نہیں کہ وہ اس میں کمشن لیں۔ لیکن وہ کمشن لیتے ہیں۔ ان کے اہلکار لیتے ہیں' ان کے اکاؤنٹس والے لیتے ہیں' ان کے ٹھیکے دار لیتے ہیں تو میرا خیال ہے کہ آدھے کے قریب ضائع ہو جاتا ہے۔ مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا ہے۔ ایک دفعہ ایک انجنیئر صاحب نے ٹھیکے پر سڑکیں دیں اور بھی ٹھیکے دار تھے' لیکن تین ٹھیکے داروں کو سڑکیں ملیں۔ انہوں نے کہا کہ باقی ٹھیکے دار چلے جائیں' صرف تین بیٹھ جائیں' وہ بیٹھ گئے۔ جب تین کو بلایا گیا تو ایک چوتھا بھی ان کے ساتھ آیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ ان تین کو تو ٹھیکہ مل گیا ہے' لیکن تم کیسے آئے ہو؟ اس نے کہا جناب انہیں تو ٹھیکہ ملا ہے کہ یہ نئی سڑکیں بنائیں گے۔ جب یہ بنا لیں گے تو اس کے بعد مجھے ٹھیکہ مل جائے گا کہ ان سڑکوں کی مرمت کروائی جائے۔ جیسے آپ کے سامنے ملتان روڈ بن رہی ہے۔ آپ کو پتہ بھی نہیں کہ یہ ساہیوال تک بنی اور بننے کے فوراً بعد ختم ہوئی ہے۔ لہٰذا مہربانی کرکے.....

جناب سپیکر: وقت ختم ہو رہا ہے آپکا کیا خیال ہے مزید بڑھا دیں۔ خورشید بیگم صاحبہ کیا فرماتی ہیں وقت بڑھا دیا جائے آپ نے ابھی تقریر کرنی ہے؟

محترمہ خورشید بیگم: یہ تو آپکی صوابدید پر ہے۔ ماشاءاللہ آپ تو کمرے میں جا کر تازہ دم ہو آتے ہیں۔ ہم تو صبح سے بندھ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ناجانے کب باری آجائے اور بعد میں آپ یہ فرما دیں کہ آپکا نام پکارا گیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے دوبارہ بھی نام پکارا ہے۔ میں نے تیسری مرتبہ بھی نام لیا ہے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ ابھی ہمارے پاس دس اصحاب ایسے بیٹھے ہیں جنہوں نے ابھی تقریر کرنا ہے۔ وقت مزید آدھ گھنٹہ کے لیے بڑھا دیا گیا ہے۔ اس میں اب یہ کرنا پڑے گا کہ آپکو تین چار منٹ میں اپنی بات ختم کرنا ہوگی۔ وگرنہ شام کو یہاں صرف وزیر خزانہ اور میں بیٹھے ہونگے۔ وزیر خزانہ صاحب اسکو وائنڈ اپ کریں گے۔

اراکین کی آوازیں: کیا یہ وائنڈ اپ اتوار کو نہیں ہو سکتی؟

جناب سپیکر: اگر یہ اتوار کو وائنڈ اپ ہونا ہوتی تو پھر ہمیں اتنی دیر بیٹھنے کا کیا فائدہ۔

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اسوقت تو اختتامی تقریر نہیں ہوسکتی اسکی وجہ یہ ہے کہ جب یہ تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہونگے تو میں نے کورم کا سوال اٹھانا ہے۔ آج یہ تقریر نہیں کرسکیں گے۔

جناب سپیکر: واقعی یہ بڑی عجیب بات ہوگی اگر آپ نے کورم کا سوال اٹھا دیا۔

جناب فضل حسین راہی: جناب والا! میں اس لئے اب تک بیٹھا ہوا ہوں۔

جناب سپیکر: وقت مزید نصف گھنٹہ کے لیے بڑھا جاتا ہے۔

رئیس مشتاق احمد: جناب والا! اب میں اپنے حلقے کی تکالیف عرض کروں گا۔ کل شیخ مختار صاحب نے کہا تھا کہ انہوں نے 87- 1986ء اور 86- 1985ء کے لیے جو منصوبے دیئے تھے وہ مکمل نہیں ہوئے لیکن میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے منصوبے بھجوائے گئے۔ پی اینڈ ڈی سے پاس ہوگئے۔ متعلقہ محکمہ نے نہیں بھجوائے۔ اپنے دیگر منصوبے بھجوا دیے ہیں جو ہم نے دیئے تھے وہ نہیں بھجوائے گئے۔

جناب سپیکر: رئیس صاحب آپکا وقت ختم ہوگیا ہے۔ اب تمام اراکین کو تین تین منٹ تقریر کے لیے دیئے جائیں گے۔ آپکا وقت ختم ہوگیا۔

رئیس مشتاق احمد: جناب والا! میں اسمبلی کا ممبر ہوں۔ میرے پاس نہ تو کوئی سڑک ہے نہ کوئی ٹیلیفون ہے۔ مجھے حیرانگی ہے کہ جب میرے واسطے سڑک اور ٹیلیفون نہیں ہے تو باقی غریب عوام کے واسطے کیا ہوگی۔ زراعت کالج میں ہماری چھ سیٹیں ہیں ایک بھی ہماری تحصیل کو نہیں ملتی۔ اپر پنجاب کے لوگ یہاں آتے ہیں اپنی ٹرانسفر کرا لیتے ہیں۔ کہ یہاں سیٹ خالی ہے۔ ضلع کا کوئی بندہ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: حاجی سردار خان صاحب

جناب حاجی سردار خان صاحب: جناب سپیکر! جناب کا شکریہ۔ آپ نے مجھے مختصر وقت دیا اسلئے میں کوشش کرونگا کہ دھرایا نہ جائے۔ بہرحال جو بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں جو ترقیاتی پروگرام ہیں وہ قابل تعریف ہیں یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ اب جو ترقیاتی کام ہو رہے ہیں وہ اب

دیہات کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ وگرنہ پہلے کسی کو کوئی خیال نہیں تھا کہ لیکن باوجود ترقی کے دیہاتی آبادی اس سے متاثر نہیں ہو رہی ہے۔ چونکہ انکے لئے کبھی سوچا نہیں جاتا میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ چار ارب روپوں کے قرضے معاف کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن یہ بڑا افسوس کی بات ہے۔ جب کسی علاقے میں مصیبت آتی ہے اور زمیندار کی فصل تباہ ہو جاتی انکو کھاد اور بیج کے لئے جو معمولی قرضے دے جاتے ہیں وہ بھی معاف نہیں کئے جاتے۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ انکے یہ قرضے معاف کر دئے جاتے۔ تاکہ وہ آئندہ اپنی معیشت پر کھڑے ہو سکیں۔ اس کے علاوہ میں اپنے حلقے کے کچھ مسائل کا ذکر بھی کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہماری نہر دیپالپور جو ہے وہ بی آر بی سے پانی لیتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ ماجھے کے علاقے میں جو نہریں واقع ہیں انکو بھی پانی پورا کیا جاتا ہے۔ لیکن دو تین سال سے یہ روٹین ہے کہ جو بھی کمی واقع ہوتی ہے وہ دیپالپور میں جا کر ہوتی ہے۔ ایک تو نہری پانی کی کمی ہوتی ہے۔ دوسرے لوڈشیڈنگ اور ناقص تنصیبات کی وجہ سے جو فصل زمیندار کاشت کرتے ہیں۔ وہ بُری طرح متاثر ہوتی ہے۔ اور زمیندار کی بالکل حالت پسماندہ ہو چکی ہے۔ اسکے لئے میں آپکی وساطت سے ایک تجویز حکومت کو پیش کرتا ہوں کہ ایک روہی نالہ ہندوستان سے پاکستان میں آتا ہے۔ اسکے پانی کو لفٹ کرکے نہر میں ڈال دیا جائے۔ تو اسطرح پانی کی کمی بھی پوری ہو سکتی ہے۔ اور پانی کا ضیاع بھی ختم ہو سکتا ہے۔ اسکے علاوہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ آج تک جب سے پاکستان بنا ہے جتنے بھی کام ہوئے ہیں۔ اسکی منصوبہ بندی صحیح نہیں کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر میرے حلقے میں ایک ڈرین بنائی گئی ہے۔ اس سے ہتھاڑ کا رقبہ متاثر ہوتا تھا۔ اس سے دیپالپور اور اوکاڑہ تک کا رقبہ متاثر ہوتا تھا اس کے پانی کو دریا میں ڈال دیا گیا ہے۔ لیکن اسکے برعکس ایک شہاب الدین ڈرین بنائی جا رہی ہے اور اسی علاقے میں سیم کا پانی پہنچ جائیگا۔ کیونکہ اس ڈرین کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ لوگوں کو چھوٹے چھوٹے رقبے بھی اس ڈرین کے بنانے سے بچ نہیں سکے گا اس لئے گزارش یہ ہے کہ جو کام بھی کئے جائیں وہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے ذریعے سے کئے جائیں تاکہ اس طرح اس سے کوئی نقصان نہ ہو سکے۔ جناب والا! میں ایک اور بات ضرور کرونگا کہ دیہات میں جو بنیادی ہیلتھ یونٹ بنائے جا رہے ہیں۔ وہاں پر ڈاکٹر تو تعینات کر دئے جاتے ہیں۔ لیکن وہ ڈاکٹر وہاں نہیں پہنچتے اگر پہنچتے ہیں تو وہ خوشدلی سے وہاں کام نہیں کرتے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انکے جو شہروں کے الاؤنسز ہیں وہ انکو نہیں ملتے۔ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ ایسے ڈاکٹروں کو سپیشل الاؤنس دیا جائے۔ جو وہاں جا کر اپنی ڈیوٹی انجام دے سکیں۔ میں ایک بات پولیس کے متعلق ضرور عرض کرونگا کیونکہ ہماری انتظامیہ پولیس پر

بہت زیادہ انحصار کرتی ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم یہ نہیں دیکھتے کہ جس قسم کی تعلیمی اہلیت اے ایس آئی کی ہوتی ہے۔ اسی قسم کی تعلیمی قابلیت سیکنڈ لیفٹیننٹ کی ہوتی ہے۔ لیکن اے ایس آئی کو گریڈ 7 ملتا ہے اور اسکے برعکس اسکو 17 گریڈ ملتا ہے۔ اس طرح میٹرک پاس پی ٹی سی بھی گریڈ نمبر 7 لیتا ہے - جو سال میں صرف 8 ماہ کام کرتے ہیں۔ اور جن کی 24 گھنٹے ڈیوٹی ہوتی ہے۔ اور اسکے اختیارات اور ذمہ داریاں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔ اسکو بھی گریڈ 7 دیا جاتا ہے اور اس پر بھی نظر ثانی کرنی چاہیئے جب ہم پولیس سے بہتر کارکردگی کی توقع کرتے ہیں۔ تو انکو سہولتیں بھی بہتر ملنی چاہیں۔ اور اسکے علاوہ ہائی وے رہ گئی اسکے متعلق میری تجویز ہے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: راجہ جاوید اخلاص صاحب!

راجہ جاوید اخلاص : جناب والا ! وزیر خزانہ صاحب نے جو بجٹ سال 88- 1987ء پیش کیا ہے ' اس متوازن بجٹ پیش کرنے پر میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ یہ بجٹ بڑی حد تک صوبائی حالات و واقعات کے مطابق ہے۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس بجٹ کے مکمل ہونے پر جناب وزیر اعظم پاکستان کے پانچ نکاتی پروگرام کا جو ہدف ہے وہ کافی حد تک پورا ہوسکے گا۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے زراعت کی طرف آؤنگا پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور اس کی معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے۔ قیام پاکستان کے وقت 85 فیصد آبادی دیہات میں رہتی تھی اور اس کا ذریعہ معاش زراعت سے منسلک تھا۔ لیکن قیام پاکستان سے لیکر اب تک تقریبا تیرہ فیصد آبادی دیہات سے شہروں کو منتقل ہوچکی ہے - اور اس کی بڑا وجہ یہ ہے کہ دیہات میں روزگار کے مواقع انتہائی کم ہیں اور لوگ محنت مزدوری کے لیے شہروں کا رخ کرتے ہیں۔ ہم وزیر اعلیٰ صاحب کو اس بات پر مبارکباد دیتے ہیں کہ انہوں نے زرعی شعبہ کی ترقی کے لئے بجٹ میں بہت بڑی رقم بلکہ سب سے زیادہ رقم رکھی ہے۔ جو کہ 144 کروڑ 86 لاکھ پر مشتمل ہے۔ نیز زرعی ترقی کو تیز تر کرنے کے لیے کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر کے لیے بھی خاص رقم 98 کروڑ 71 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح اصلاح آبپاشی کے لیے بھی خاص رقم رکھی گئی ہے۔ نیز وفاقی حکومت نے جو زرعی فصلوں کی بیمہ سکیم کا اعلان کیا ہے وہ بھی زراعت کی ترقی میں مثبت اور اہم قدم ثابت ہوگا۔ جناب والا ! اس کے باوجود اس شعبہ میں انقلابی اصلاحات کی ضرورت ہے۔ سب سے بڑی بات

جو عام زمیندار کے فائدے کی ہے وہ زرعی آلات ہیں جس میں خاص طور پر ٹریکٹر ہیں اور جس انداز سے اور جس تیزی سے ان کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں یہ ایک عام زمیندار اور چھوٹے زمیندار کی قوت خرید سے باہر ہے۔ ان آلات اور خاص طور ٹریکٹروں کی قیمتوں میں کمی انتہائی ناگزیر ہے۔ قرضہ جات کی سکیم کو بھی فعال بنایا جائے اور آسان شرائط پر زمینداروں کو قرضے دیئے جائیں۔ جو طریقہ کار ہے وہ بہت بڑا ہے۔ اس سے زمینداروں کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جناب والا! "آباد" کے متعلق بھی یہاں پہلے بات ہوچکی ہے۔ شروع شروع میں "آباد" کافی فعال ادارہ تھا اور اس کی سکیمیں کافی فعال تھیں لیکن اب برباد ہوچکا ہے۔ اور اس کی کوئی بھی اچھی سکیم دیہات میں نہیں چل رہی اس سے پہلے وہ سبسڈی ریٹس پر زمینداروں کو زرعی آلات اور مشینری دیتے تھے لیکن اب وہ سکیم ختم ہوگئی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ وہ سکیم اب دوبارہ بحال کی جائے اور "آباد" کے ذریعے چھوٹے چھوٹے ڈیم کی سکیم شروع کی جائے۔ ہمارا علاقہ بارانی ہے۔ اس میں یہ سکیم ضروری طور پر شروع ہونی چاہیے۔ جس طرح کہ سیالکوٹ اور دوسرے بارانی اضلاع میں Catchment کا پروگرام شروع ہے۔ تو ہماری استدعا ہے کہ سوہاوہ Catchment کے ساتھ ہماری تحصیل کو بھی شامل کیا جائے۔ جناب والا! ہمارے علاقے میں چھوٹے چھوٹے ندی نالے کافی مقدار میں بہتے ہیں اور معمولی سی بارشیں میں بھی ذرائع آمدورفت معطل ہو کر رہ جاتا ہے۔ زمینداروں کو اپنے گھروں تک پہنچنا مشکل ہوجاتا ہے۔ نیز زمینداروں کو اپنے زرعی پیداوار اور سبزیاں کھیت سے منڈی تک لانے میں کافی دشواری پیش آتی ہے۔ میرے حلقے میں سڑکوں کی کافی کمی ہے۔ کئی عرصہ پہلے دو تین سڑکیں شروع ہوئی تھیں جن میں جھونگل بندوٹ روڈ اور پونھی بجنیال روڈ چک دولت پنڈ بالا روڈ۔ یہ سڑکیں دس سال قبل محکمہ لوکل گورنمنٹ نے شروع کی تھیں لیکن دس سال گزرنے کے باوجود یہ سڑکیں مکمل نہیں ہوسکیں۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اس محکمہ کو خصوصی طور پر ہدایت کی جائے کہ ان سڑکوں کو اس سال مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر! اب میں تعلیم کی طرف آتا ہوں۔ کیونکہ تعلیم کے بغیر کوئی بھی معاشرہ ترقی نہیں کرسکتا۔ اللہ کے فضل و کرم سے گزشتہ دو سالوں میں جو ہماری حکومت نے تعلیم کے شعبے میں فنڈز دئے ہیں اس سے بڑی اہم اور بڑی مثبت پیش رفت ہوئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس شعبہ میں مزید اصلاحات اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ جناب والا! کالج کھول دئے جاتے ہیں۔ سکول کھول دئے جاتے ہیں لیکن ان کی عمارات بنوائی نہیں جاتیں اور نہ ہی سٹاف مہیا کیا جاتا ہے۔ جناب والا!

میں مختصراً عرض کروں گا کہ اب کافی حد تک ہمارے حلقوں میں سکول کھل چکے ہیں۔ تو اب مزید سکول کھولنے کی بجائے ہمارے جو پرانے سکول ہیں۔ ہمارے جو Shelterless سکول ہیں یا جو مرمت کے قابل ہیں ان کی طرف توجہ دی جائے۔ میرے حلقے میں جو بغیر عمارت کے سکول ہیں ان کی تعداد 42 ہے اور 90 سکول ایسے ہیں جو صرف ایک ایک کمرہ پر مشتمل ہیں۔ جن کو عمارت کی اشد ضرورت ہے اسی طرح میرے حلقے میں جناب وزیر اعلیٰ نے ایک گرلز کالج کی بھی منظوری دی تھی لیکن بدقسمتی سے اس کی بلڈنگ کے لیے بھی ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں ہو سکی۔ لہٰذا اس کے لیے فنڈز مختص کیے جائیں۔ اسی طرح پچھلے سال جس طرح ہر ایم پی اے کو ایک ایک سکول کوٹہ میں ملا تھا تو مجھے بھی میرے حلقے کے لیے ایک سکول ملا تھا۔ لیکن وہ پی اینڈ ڈی والوں نے Drop کر دیا کم از کم میں آپ سے توقع کرونگا کہ جو کوٹہ ہمیں ملا تھا اس کوٹے میں رہتے ہوئے مجھے ایک سکول جو پچھلے سال کا ہے اس کا اجراء کر دیا جائے۔ آخر میں آپ کا اور ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب والا! ایک بات تو جو تعلیم کے شعبہ میں انتہائی ضروری ہے وہ یہ کہ جو اب سکول کھولے جا رہے ہیں وہ ہر سکول کے لیے ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ دیا جا رہا ہے۔ جو کہ بہت ہی کافی ہے۔ لیکن اس میں محکمہ کی طرف سے ایک پابندی لگا دی گئی ہے کہ وہ ان میں پری کاسٹ Pre-Cast چھتیں استعمال کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑے ہائی پیمانے پر Monoply ہے۔ ہمارے بارانی علاقوں جہاں بہت زیادہ بارشیں ہوتی ہیں وہاں یہ چھتیں قطعی طور پر کامیاب نہیں۔ معمولی سی بارش میں بھی یہ چھتیں لیک leak کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس پابندی کو ختم کیا جائے کیونکہ اس بڑی رقم میں لینٹرڈ چھتیں بھی شروع ہو سکتی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ خورشید بیگم صاحبہ

محترمہ خورشید بیگم: جناب سپیکر! میں آپ کی بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث میں حصہ لینے کے لیے وقت عنایت کیا ہے۔ صوبہ پنجاب کا میزانیہ 88-1987ء پیش ہو چکا ہے۔ اور اس پر بہت بحث ہو چکی ہے۔ اور مثبت تجاویز بھی آ چکی ہیں لہٰذا میں مختصراً عرض کرونگی اور ان باتوں کو نہیں دہراؤنگی۔ جناب والا! اس بجٹ میں عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ اس لئے عوام کا ردعمل بڑا خوشگوار ہے۔ اس کے لئے حکومت مبارکباد کی مستحق ہے۔ جناب والا! میں نے پچھلے سیشن میں بھی یہ گزارش کی تھی کہ منشیات کی لعنت ہمارے ملک میں روز بروز بڑھ رہی ہے اس کا کوئی

مثبت حل ڈھونڈنا چاہیئے۔ اور منشیات کے سمگلروں کے لیئے ایسی انتہائی سخت سزائیں تجویز کرنی چاہئیں۔ جیسے دوسرے ملکوں میں دی جاتی ہیں تاکہ اس کا کوئی سدباب ہوسکے اب چونکہ وقت تھوڑا ہے تو میں اپنے پوائنٹس پر مختصراً عرض کرونگی۔ جناب والا! وفاقی وزیر خزانہ نے اپنا بجٹ پیش کرتے ہوئے فیصل آباد میں پنجاب میڈیکل کالج کے لئے ایک وافر رقم مختص کی ہے۔ لیکن میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ عرض کرونگی کہ پہلے جو اتنی خطیر رقم تھی اس سے جو عمارت بنائی گئی ہے۔ اس پر وہ رقم کسی منصوبہ کے تحت خرچ نہیں کی گئی۔ اور اس بجٹ میں اس کے لیے جو بہت وافر رقم مختص کی گئی ہے۔ اس کے لیے چاہیے کہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت باقاعدہ منتخب ممبران کی اور ماہرین کی کمیٹی بنا دی جائے جس کی زیر نگرانی یہ رقم خرچ ہو۔ تاکہ یہ بھی کمشن کے کھاتے میں نہ چلی جائے۔ جناب والا! پنجاب میڈیکل کالج کو جو پہلا نقشہ تھا اس میں ہیٹرز کی تجاویز رکھی گئی تھیں۔ لیکن مقام حیرت ہے کہ جب وہ عمارت بن گئی اور مکمل ہوگئی اور شیشے بھی لگ گئے تو وہ شیشے توڑکر پھر دوبارہ ہیٹر لگائے جا رہے ہیں۔ یہ قومی خزانے کا بڑا ضیاع ہے اس پر خاطر خواہ توجہ دینی چاہیئے۔

جناب والا! اب میری گزارش یہ ہے کہ زراعت ہمارے معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ زراعت پیشہ لوگ بڑے پریشان ہیں کہ وفاقی حکومت زرعی ٹیکس نہ لگا دے۔ اس لئے صوبائی حکومت' وفاقی حکومت سے سفارش کرے کہ زرعی ٹیکس نہ لگایا جائے کیونکہ عوام اور کاشتکار اور کسان اس ٹیکس کے متحمل نہیں ہیں اور پہلے ہی ٹیکسوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ کچھ ٹیکسوں کی وجہ سے اور کچھ قدرتی آفات کی وجہ سے بڑے پریشان ہیں۔ عوام میں بڑی بے چینی اور مایوسی پھیلی ہوئی ہے۔

جناب والا! تعلیم کے محکمہ کے لیے حکومت نے وافر رقم مختص کی ہوئی ہے اور وزیر اعظم صاحب کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت نئی روشنی سکول اور نئے سکولوں کا اجراء سکولوں کی اپ گریڈیشن کی گئی ہے۔ لیکن جناب والا! یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ چھوٹے چھوٹے قصبات میں کالجز کھل گئے ہیں۔ چک جھمرہ جو فیصل آباد کی ایک معروف ٹاؤن کمیٹی ہے وہاں کے عوام کا ایک دیرینہ مطالبہ ہے اور وہاں کی ضرورت ہے۔ وہاں 14 کے قریب لڑکیوں کے ہائی سکول ہیں اور 16 کے قریب لڑکوں کے ہائی سکول ہیں۔ وہاں دونوں کالجز کی ضرورت ہے۔ میری آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ اسی بجٹ میں اس کے لیے رقم مختص کی جائے اور وہاں کے لوگوں کا دیرینہ مطالبہ پورا کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : شکریہ جی۔ جناب نذر محمد دوگل۔ رانا صاحب ہمارے پاس وقت کم ہے۔

جناب نذر محمد دوگل : جناب سپیکر.....

رانا پھول محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ میری گزارش یہ ہے کہ آج آپ نے کافی وقت بڑھایا ہے اور ہم میں سے کئی احباب بیمار بھی ہیں' مجھے بھی تکلیف ہے اور پیٹ میں کرڑ کرڑ ہو رہی ہے۔ کئی ارکان اسمبلی جنہوں نے تقاریر کرنی تھیں وہ جا چکے ہیں۔ اگر جناب والا! اس اجلاس کو اتوار تک ملتوی کر دیں اور کچھ ارکان کو پھر موقع دے دیں۔ دو چار ارکان کو زیادہ نہیں' تو یہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر : اس پر ہم کافی غور کر چکے ہیں۔ محض اس لئے کہ اتوار کو بجٹ پر شیڈول کے مطابق ڈسکشن نہیں ہو سکتی تھی' اسی لئے مسلسل وقت بڑھایا گیا ہے۔ تاکہ ہمارے معزز اراکین بات کر سکیں۔ اب صرف دو تین ارکان رہ گئے ہیں' جنہوں نے تقاریر کرنی ہیں وہ بات کر لیں۔ ابھی آپ تھوڑا انتظار کریں رانا صاحب۔

رانا پھول محمد خان : اتوار کے لئے آدھ گھنٹہ دے دیں' پندرہ منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر : یہ ہو نہیں سکتا ہے۔ مجبوری ہے آپ تشریف رکھیں۔ جی دوگل صاحب۔

جناب نذر محمد دوگل (وہاڑی) : جناب والا! ہماری دیہاتی آبادی پنجاب کی 72 فیصد ہے۔ آج تک ہمیشہ بجٹ میں 72 فیصد آبادی کو نظرانداز کیا جاتا رہا ہے۔ اس بجٹ میں کافی رقم اس 72 فیصد آبادی کیلئے مختص کی گئی ہے۔ لیکن آبادی کی مناسبت سے یہ رقم بھی کم ہے' میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ آئندہ بجٹ میں دیہاتی آبادی کی مناسبت سے ترقیاتی منصوبہ جات کے لئے رقم مختص کی جائے۔ تعلیم کے لئے اس مرتبہ کافی رقم رکھی گئی ہے جس سے نئے سکول کھولے جائیں گے۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ جو پہلے سکولوں کی عمارات بوسیدہ حالت میں ہیں ان کو بہتر بنایا جائے اور جو سکول پہلے سے چل رہے ہیں' ان میں سٹاف پورا کیا جائے۔ دیہاتی سکولوں میں سٹاف کی کمی ہے۔ اس کو پورا کیا جائے۔ اور اس بارے میں خصوصی توجہ دی جائے اور خاص کر دور دراز دیہاتوں میں جہاں پر لڑکیوں کے سکول ہیں' وہاں پر کوئی استانی جانا نہیں چاہتی ہے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ ایسے سکولوں میں ان ٹرینڈ ٹیچرز کی تعیناتی کی جائے تاکہ ان دیہاتوں میں تعلیم کا سلسلہ جاری رہ سکے۔ میرے حلقہ میں ابھی تک کہیں بھی انٹر کالج کا اجراء نہیں ہوا ہے۔ میرے حلقہ میں دو ہائی سکول ہیں' ایک چک 198 / بی اور ایک

ماچھیا والا میں' ان میں انٹر کلاسز کا اجراء کیا جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی میونسپل کمیٹی وہاڑی میں ان تین سالوں میں کوئی رقم خرچ نہیں کی جا سکی ہے۔ تعلیم کی مد میں میونسپل کمیٹی ایریا میں دو ہائی سکولوں کا اجراء کیا جائے۔ اور تین مڈل سکولوں کا اجراء کیا جائے۔ اس کے بعد میرے حلقہ میں کچھ دیہاتوں کا زیر زمین پانی کڑوا ہے' میری یہ تجویز ہے کہ واٹر سپلائی سکیم ان علاقوں میں بنائی جائیں۔ میرے حلقہ کے جن چکوک کا پانی کڑوا ہے۔ ان میں چک نمبر38 / ڈبلیو بی۔ 40 / ڈبلیو بی ہے۔ 166 / ای بی ہے۔ 1 / ڈبلیو بی ہے۔ 260 / ای بی ہے۔ 208 / ای بی اور 214 / ای بی ہے۔ ان میں واٹر سپلائی سکیم کے اجراء کی تجویز کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی کمی نے یہ جو ایک پرانے طرز کا' بوسیدہ ایک طرز تعمیر رکھا ہے۔ اس پر میں اعتراض کرتا ہوں۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ یہ جو چھوٹی چھوٹی ٹینکیوں کا سسٹم دیہات میں ہے یہ ختم ہونا چاہئے اور ایک اوور ہیڈ ریزوائر کی سکیم دی جائے۔ جس سے کافی ریونیو بھی ملے گا اور سکیم بھی کامیاب ہو گی۔ اس کے بعد دیہاتوں میں یا چھوٹے شہروں میں سمال انڈسٹریز کارپوریشن قرضہ جات دے رہی ہے۔ جس سے خاصی ترقی ہوئی ہے۔ لیکن اس میں کئی رکاوٹیں ہیں' لوگوں کو قرضہ کے حصول میں کافی دشواریاں اور پریشانیوں کا سامنا ہوتا ہے۔ میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ اس کو کافی سہل بنایا جائے۔ اور اس میں ٹیکس کی چھوٹ کی بھی سہولت دی جائے۔ دوسرا یہ ہے کہ کسی علاقہ کی ترقی کے لئے وہاں پر صنعت کا قیام لازمی ہے جیسا کہ ٹیکس فری اور ڈیوٹی فری زون پنجاب میں بنائے جائیں' جیسے چونیاں اور جھنگ میں بنائے گئے ہیں۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ وہاڑی کے علاقہ میں بھی ٹیکس فری اور ڈیوٹی فری زون قائم کیا جائے۔ جس سے..

.....

جناب سپیکر : شکریہ دوگل صاحب' وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب نذر محمد دوگل : جناب دو تین منٹ تو اور دیں۔ میری چند ایک باتیں تو آنی چاہئیں۔ یہ تو جناب زیادتی ہے۔ آپ میرا وقت بڑھا دیں' یہ تین منٹ میں بات نہیں ہو سکتی ہے۔ کچھ نہ کچھ تو وقت بڑھائیں۔

جناب سپیکر : دوگل صاحب' دیکھیں نا' وقت کی مناسبت سے بات ہوتی ہے آپ یہ آخری بات کریں گے۔

جناب نذر محمد دوگل : زرعی ٹیکس کی جو بات ہے۔ میں اسکی مخالفت کرتا ہوں اس کے بعد ہمارے

ملک کو جو سب سے بڑے مسائل درپیش ہیں وہ ہیں رشوت اور بے روزگاری' اس بارے میں ـــــ ترقیاتی منصوبہ جات میں ممبران اسمبلی کو ضرور نمائندگی دی جائے۔ تاکہ اس میں گھپلا نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر : یہ بہت دفعہ دہرائی جا چکی ہے۔ شکریہ۔ جناب عثمان ابراہیم تین منٹ میں جناب ختم کریں۔

جناب عثمان ابراہیم : شکریہ! جناب والا! کسی بجٹ کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار عوام کے ردعمل پر ہوتا ہے۔ خسارے کے باوجود موجودہ بجٹ کے خلاف عوام نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ غریب عوام پر بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی ٹیکس عائد نہیں کئے گئے ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے عوام کی حالت بہتر بنانے کے لئے اور ان کا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے جو ترقیاتی منصوبے شروع کئے ہیں یا جن منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ عوام نے اس کا بہت اچھا تاثر لیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ پہلی مرتبہ صوبہ پنجاب میں بے مثال ترقی کے کام ہوئے ہیں۔ لیکن اس ترقی کے باوجود یہ احساس ضرور ابھرتا ہے کہ چند مخصوص علاقوں کی طرف خصوصاً توجہ دی گئی ہے بلکہ بعض علاقوں کو نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ مری بلز کے علاقہ کی ترقی کی طرف دلاؤں گا کہ اس علاقہ کی ترقی پر گزشتہ سال دس کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا ہے اور موجودہ بجٹ میں اس علاقہ کی ترقی کے لئے 18 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ جناب سپیکر! مری بلز ایک ایسا علاقہ ہے جہاں پر صرف امیر لوگ تفریح کے لئے جاتے ہیں اور وہ بھی بہت کم عرصہ کے لئے اور ان امیر لوگوں کے لئے جو کہ وہاں صرف چند دنوں کی تفریح کے لئے جاتے ہیں۔ ان کی تفریح طبع کے لئے 28 کروڑ روپیہ خرچ کر دینا کسی طرح سے بھی قرین انصاف نہیں ہے۔ اسی طرح سے جناب والا! شہروں کا مسئلہ ہے' چند شہروں کو چھوڑ کر دیگر تمام شہر احساس محرومی کا شکار ہیں۔ ترقی صرف تین بڑے شہروں میں ہو رہی ہے۔ اور دوسرے جو شہر ہیں' ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ میں تو اپنے دوست دوگل صاحب کی یہ بات سن کر حیران رہ گیا کہ انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز بھی اس بات سے کیا کہ دیہاتوں کی آبادی 72 فیصد ہے لیکن آج تک دیہات کی ترقی کی طرف کوئی خصوصی توجہ نہیں دی گئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ شہر ہمیشہ ترقیاتی فنڈز سے محروم رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم نے تحریک استحقاق بھی پیش کی۔ ہم سے وعدے بھی کئے گئے۔ اس کے باوجود بھی شہروں کی ترقی کے لئے کوئی فنڈز مہیا نہیں کئے گئے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ کم از کم وہ شہر جن کی آبادی 5 لاکھ

سے زیادہ ہو' ان شہروں میں ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کی جائے۔ گوجرانوالہ کی آبادی تقریباً 9 لاکھ ہے اور وہاں پر گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ جناب والا! یہ حقیقت ہے کہ اس صوبہ میں بہت ترقی ہوئی ہے اور اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ موجودہ حکومت نے ترقی کے عمل کو اور صوبہ کی ترقی کو ایک مسلسل عمل بنا دیا ہے اور فنڈز کو ترقی کے ماتحت کر دیا گیا ہے لیکن جناب والا! یہ ایک ایسی ترقی ہے جس سے عوام میں یہ احساس نہیں ابھرتا کہ اس ترقی سے ان کی حالت بہتر ہو جائے گی یا ان کی حالت بدلے گی۔ اس سے ان کے ذہن میں یہ احساس بھی نہیں ابھرتا کہ موجودہ حکومت ان کے مسائل کو حل کرنے کیلئے خلوص نیت سے کام کر رہی ہے۔ اگر یہی ترقیاتی رقوم مساویانہ انداز میں صوبہ کے تمام شہروں میں' صوبہ کے تمام علاقوں میں خرچ کی جائیں تو اس سے لوگوں میں بڑا خوشگوار اثر پڑے گا اور لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو گا کہ موجودہ حکومت صوبے کے ہر علاقہ کی ترقی کیلئے پوری توجہ سے اور خلوص نیت سے کام کر رہی ہے۔

رانا پھول محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جناب نے آج کے اجلاس کو 3 بجے تک کیلئے بڑھایا تھا اور اب تین بج چکے ہیں اب اس کے بعد اس ایوان کی رائے لی جائے کہ کارروائی جاری رہے۔ اگر آج کی کارروائی کو آپ اتوار تک کیلئے ملتوی فرما دیں .....

آوازیں : کارروائی جاری رکھی جائے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! ایوان کی یہ رائے نہیں ہے کہ ایوان کی کارروائی جاری رہے۔ کیونکہ ابھی وزیر خزانہ نے بھی آخری تقریر کرنی ہے' اس لئے اگر آپ بقایا کارروائی اتوار تک کیلئے ملتوی کر دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ آپ اپنے خصوصی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے کاروائی ملتوی فرما دیں۔ کیونکہ اب اتنا وقت بھی نہیں ہے اور جو اراکین تقریر کرنے سے رہ گئے ہیں ان کو بھی آپ تھوڑا سا وقت دیں۔ اب یہ لوگ ایک دو منٹ کیلئے کیا بات کریں گے۔

جناب سپیکر : اگر ان کو کوئی اعتراض نہ ہو۔ میرے پاس اس وقت مندرجہ ذیل نام باقی ہیں۔ جناب بشیر احمد انصاری۔ جناب عبدالرزاق نیازی۔ جناب پیٹر جان۔ جناب پیٹر گل۔
جناب لالہ مہرلال بھیل صاحب۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا! میں ان فاضل اراکین سے بھی درخواست کروں گا کہ .....

جناب سپیکر : اور یہ تمام حضرات اپنے خیالات کا اظہار کرنے کیلئے تین بجے تک اسمبلی میں موجود

ہیں۔ میں صرف یہاں پر اس لئے بیٹھا ہوں کہ ان صاحبان کا اظہار خیال یہاں پر ریکارڈ ہو جانا چاہئے۔ اگر ہم اجلاس کی کارروائی کو اتوار تک کیلئے ملتوی کر سکتے تو ظاہر ہے پھر تین بجے تک یہاں بیٹھنے کا کوئی مقصد نہیں تھا۔ اس بارے میں ہم تفصیلی بحث کر چکے ہیں اور اس پر فیصلہ کر چکے ہیں کہ اتوار کو ووٹنگ ہو گی اور اتوار کو بحث نہیں ہو گی۔ لہٰذا آج ہی اس بحث کو ختم ہونا ہے۔ جناب عثمان ابراہیم صاحب آپ اپنی بات ختم نہیں کر سکتے ؟

جناب عثمان ابراہیم : جناب والا! میرا ٹائم تو رانا صاحب نے لے لیا ہے۔ بہرحال میں اپنے دوستوں کی خاطر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ جناب بشیر احمد انصاری

جناب بشیر احمد انصاری : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب اپنی تقریر اتوار کو کریں گے۔

جناب سپیکر : جی نہیں میں نے کوئی ایسی رولنگ نہیں دی۔

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر! اس وقت تین بج چکے ہیں اگر آپ نے ایوان کیلئے وقت بڑھانا ہے تو ایوان کی رائے لی جائے۔

جناب سپیکر : اس سلسلے میں ایوان کی رائے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب میاں محمد افضل حیات (قائد حزب اختلاف) : جناب سپیکر رانا صاحب خود ساختہ لیڈر بنے ہوئے ہاؤس کے۔ ان کو اعتراض کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر : جناب بشیر احمد انصاری

جناب بشیر احمد انصاری : جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کرنے کیلئے وقت دیا۔ میں وزیر خزانہ اور وزیراعلیٰ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔ اور غریب آدمیوں پر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔

جناب سپیکر : ایوان کا وقت 15 منٹ کیلئے مزید بڑھایا جاتا ہے۔

جناب بشیر احمد انصاری : جناب والا! ٹائم کی کمی کی وجہ سے میں زیادہ مبارک باد تو نہیں دے سکتا۔ (قہقہے) ۔ جو باتیں بہت ضروری ہیں وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں میں اس ایوان کی تمام توجہ کارپوریشن کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ہماری کارپوریشن میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ کچھ اس طرح سے ہو رہا ہے کہ جیسے علی بابا چالیس چور کی کہانی مشہور ہے۔ اور چالیس چور کی کہانی سب لوگوں نے سنی ہوئی ہے لیکن یہاں پر تو دن میں ہی ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں' وہاں اس قسم کی پوزیشن ہے۔ لاری اڈے پر 147 کھوکھوں کی منظوری ہوئی تھی لیکن وہاں پر 735 دکانیں بنا دی گئی ہیں اور وہاں پر کونسلر اپنے اپنے حصے کی دکانیں بیچتے پھرتے ہیں اور بیس پچیس ہزار کے قریب وہ دکانیں بیچی جا رہی ہیں۔ اسی طرح جھنگ روڈ کے متعلق میں نے کمشنر صاحب کو دو شناختی کارڈ پیش کئے تھے کہ جو لوگ مر چکے تھے ان کے نام جعلی طور پر جگہ الاٹ کر دی گئی ہے حالانکہ یہ دی آئی پی روڈ ہے لیکن اسے بھی بیچ دیا گیا ہے۔ اسی طرح چنگیوں میں بھی بڑی دھاندلی ہو رہی ہے ایک بک جس کا نمبر 73026 ہے اس میں لاکھوں روپے کا غبن ہوا ہے' یونائیٹڈ گھی مل میں اس کی رسیدیں پکڑی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں پر جن لوگوں کو ملازمتیں دی جاتی ہیں ان سے بھی کھلے عام پیسے وصول کئے جاتے ہیں لیکن جب انتظامیہ کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم مجبور ہیں۔ ہمیں یہ سمجھ نہیں آتی کہ وہ کونسی مجبوری ہے جو ان کے راستے میں رکاوٹ ہے۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کا فوری طور پر تدارک ہونا چاہئے یا تو فیصل آباد کی کارپوریشن توڑ دی جائے ورنہ فیصل آباد کی کوئی جگہ ایسی نہیں رہے گی جو نہیں بکے گی۔

اس کے بعد میں اپنے حلقے کے متعلق کچھ مسائل پیش کروں گا۔ میرے حلقے میں جناب وزیراعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف نے ایک گرلز کالج کی منظوری دی ہے جو کہ کرایہ کی کوٹھی میں چل رہا ہے اس کالج کے پاس واسا کا واٹر ورکس بند پڑا ہے اس کی زمین اگر کالج کو دے دی جائے تو اس کی بلڈنگ تعمیر ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ میرے حلقہ میں کمیونٹی سنٹر کی بھی منظوری دی جائے کیونکہ میرا علاقہ بڑا غریب علاقہ ہے یہ مزدوروں کا علاقہ ہے انہیں اس کی بہت ضرورت ہے۔ اس کے بعد مزدوروں کا ایک اور مسئلہ ہے۔ فیصل آباد پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے وہاں پر مزدوروں کو Big City Allowance نہیں دیا جاتا' غریب ملازم ہیں لہٰذا برائے مہربانی ان کو یہ الاؤنس دلوایا جائے۔ ایک بہت اہم بات یہ ہے کہ سٹاف آرڈی ننس جو بنا ہوا ہے اس میں ترمیم کی جائے اور اس معمولی سی بات سے ان کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ پاور لومز وہاں پر لاکھوں کی تعداد میں

ہیں۔ ایک ایک مالک نے آٹھ آٹھ سو پاور لومز لگائی ہوئی ہیں۔ لیکن مزدور وہاں پر مراعات سے محروم ہیں۔ اگر مزدوروں کی لازمی رجسٹریشن کروائی جائے اور شناختی کارڈ لازمی رکھا جائے تو اس طرح مزدوروں کو مکمل مراعات مل سکتی ہیں۔ اس طرح مزدور فیکٹری ایکٹ کے تحت بھی آ جاتا ہے اور اس کو Big City Allowancey بھی مل جاتا ہے اس میں چونکہ مزدور کا بھلا ہے اس لئے اس آرڈی نینس میں ترمیم کی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب بشیر احمد انصاری: دوسری میری گزارش یہ ہے کہ فیصل آباد میں ایک لاء کالج ہونا چاہئے تیسری میری گزارش یہ ہے کہ ہائی کورٹ کا ایک بنچ ہونا چاہئے۔ چوتھی میری گزارش یہ ہے کہ وہاں پر تعلیمی بورڈ بھی ہونا چاہئے۔ اس سلسلے میں جتنی بھی رکاوٹیں ہیں وہ دور کی جائیں۔

جناب سپیکر: انصاری صاحب آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب بشیر احمد انصاری: جناب والا! میں آپ کا بھی مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب نیازی صاحب

جناب عبدالرزاق خان نیازی: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کیلئے وقت دیا۔ جناب والا! بجٹ 88-1987ء پیش کرتے وقت حکومت کا یہ نظریہ تھا کہ پنجاب کے غریب عوام کی حالت بہتر بنائی جائے اور میں اس سلسلے میں چودھری ممتاز صاحب وزیر خزانہ پنجاب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ یہ ان کی دن رات کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ پنجاب کو انہوں نے ٹیکس فری بجٹ پیش کیا ہے۔ جناب والا! اس بجٹ میں سب سے زیادہ تعلیم پر رقم رکھی گئی ہے اور میں تعلیم کے بارے میں تھوڑا سا ضلع خانیوال کے لئے عرض کروں گا کہ چونکہ ضلع خانیوال ایک نیا ضلع بنا ہے اس لئے خانیوال کے تعلیمی اداروں کے بارے میں مجھے امید ہے کہ خصوصی توجہ دی جائے گی اور ان کی حالت بہتر کی جائے گی۔ جناب سپیکر! خانیوال میں ایک ڈگری کالج ہے جو صرف 6 ایکڑ پر بنا ہوا ہے۔ وزیر خزانہ صاحب اس وقت وزیر تعلیم تھے اور یہ خانیوال آئے تھے تو اس وقت انہوں نے اس کالج کو خود دیکھا تھا اور ہم سے وعدہ کیا تھا کہ اگر آپ ڈگری کالج کے لئے زمین کا کوئی بندوبست کریں تو انشاء اللہ ہم آپ کے ساتھ مل کر کوشش کر کے خانیوال کو ایک نیا ڈگری کالج دیں گے۔ لہٰذا

میں اب چودھری ممتاز صاحب سے عرض کروں گا کہ چونکہ وہ اب وزیر خزانہ ہیں' مجھے امید ہے کہ وہ ہمارا یہ مسئلہ حل کرتے ہوئے ہمیں ایک نیا ڈگری کالج خانیوال میں دیں گے۔

جناب والا! میں اپنے حلقے کے بارے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ خانیوال ضلع تو بن چکا ہے لیکن خانیوال کے پورے شہر میں آج تک کوئی کسی قسم کا سیوریج سسٹم نہیں ہے۔ پینے کے پانی کا بندوبست نہیں ہے اور مجھے امید ہے کہ اب اس بجٹ کے ترقیاتی پروگرام میں سے زیادہ سے زیادہ پیسے خانیوال کے لئے رکھے جائیں گے اور ہمارے یہ دونوں اہم مسئلے حل کئے جائیں گے۔ جناب والا! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ خانیوال کے جو پوش ایریا ہیں' ان میں حکیم آباد' سول لائن' کالونی نمبر1' کالونی نمبر2' کالونی نمبر3 آتے ہیں۔ ان علاقوں میں بھی نہ کوئی پینے کے پانی کا بندوبست ہے اور نہ کوئی کسی قسم کا سیوریج کا بندوبست ہے۔ باقی خانیوال کے شہر کا اندازہ آپ خود ہی لگا سکتے ہیں کہ کیا ہو گا؟

جناب سپیکر: شکریہ خان صاحب' ہم اندازہ لگا چکے ہیں ..... (قہقہے)

جناب عبدالرزاق خان نیازی' خانیوال: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں ختم کر لوں گا۔ ہمارے خانیوال کے عوام کا ایک دیرینہ مطالبہ ہے کہ اوور ہیڈ ریلوے برج بنایا جائے۔ تقریباً ہر ضلع میں جہاں جہاں پر ریلوے کراسنگ ضلع کے اندر سے پار ہو رہی ہے تو وہاں پر ان کو اوور ہیڈ برج مل چکا ہے' خانیوال ایک واحد شہر ہے کہ جس کو اوور ہیڈ برج ابھی تک نہیں ملا۔

جناب سپیکر: شکریہ!

جناب عبدالرزاق خان نیازی: جناب ایک منٹ .....

جناب سپیکر: آخری بات .....

جناب عبدالرزاق خان نیازی: آخری بات تو نہ کہیں جی میرے تو بہت سارے مطالبے ہیں .....

جناب سپیکر: آج کی تقریر کی آخری بات .....

جناب عبدالرزاق خان نیازی: جناب سپیکر! بنیادی ہیلتھ سنٹرز کے بارے میں' میں عرض کروں گا کہ بنیادی ہیلتھ سنٹرز کہیں کہیں یونین کونسلوں میں ایسی ایسی جگہوں پر ہیں کہ جن سے صرف ایک چک کو فائدہ ہے اور باقیوں کو نہیں ہے۔ قانون یہی ہے کہ جس یونین کونسل میں ایک بنیادی ہیلتھ

سنٹر ہے اس میں دوسرا حکومت نہیں دے رہی ہے۔ اس میں رعایت دی جائے کہ ایسی یونین کونسل جہاں بنیادی ہیلتھ سنٹر ایک ہی ہے اور اس سے صرف ایک ہی دیہات کے لوگوں کو فائدہ ہے وہاں ایک اور بنیادی ہیلتھ سنٹر دیا جائے تاکہ اس یونین کونسل کے باقی چکوک بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

جناب سپیکر : بہت شکریہ خان صاحب ۔۔۔ جناب لالہ مہرلال بھیل صاحب

لالہ مہرلال بھیل : جناب سپیکر! سب سے پہلے میں وزیر خزانہ صاحب حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جو بجٹ پیش کیا ہے وہ بہت اچھا بجٹ ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ میں چند اقلیتی مسائل پر بات کروں گا۔ ایک تو بہاولپور کی پی آئی اے کی پرواز جو ہے اس کے شیڈول میں چار دن جو پروازیں جاتی ہیں اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ایک پرواز جمعہ کی بجائے جمعرات کو کی جائے تاکہ جمعرات کو جب چھٹی ہوتی ہے تو اس میں سواریاں جا سکیں۔ اس کے علاوہ میں گزارش کروں گا کہ قومی اور صوبائی کابینہ میں اقلیتوں کو نمائندگی ضرور دی جائے۔ تیسرا جناب! میرا مطالبہ یہ ہے کہ چولستان علاقہ کی آبادکاری میں اقلیتوں کے لئے ایک خاص کوٹہ مقرر کیا جائے تاکہ اقلیتیں بھی اس آبادکاری میں آباد ہو سکیں۔ چوتھی میری جناب سے یہ گزارش ہو گی کہ ہمارا حلقہ انتخاب جو ہے وہ پورا پنجاب ہے اور ترقیاتی ڈویلپمنٹ کمیٹیاں جو بنائی گئی ہیں اس میں ہمیں صرف ایک ضلع میں ٹھونسا گیا ہے جس سے ہماری اقلیتوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا ۔۔۔

جناب سپیکر : The time is extended for further 15 minutes. - لالہ صاحب آپ دو منٹ میں اپنی بات کو ختم کیجئے۔

لالہ مہرلال بھیل : تو جناب یہ ڈویلپمنٹ کمیٹی جو ہے یہ ایک ضلع کی بجائے' یا تو ہمارا جتنا حلقہ انتخاب ہے اس کے پیش نظر کمیٹی تشکیل دی جائے یا ہماری جو تجاویز ہیں ان کو دوسرے ضلعوں میں بھی اہمیت دی جائے۔ کیونکہ ہمارے ہر ایک ضلع میں ووٹر ہیں اور ہم نے ان سے ووٹ لئے ہیں' تو اگر ہم دوسرے ضلعوں میں کچھ نہیں کر سکیں گے تو آئندہ ہم کیسے ان کے پاس ووٹ لینے کے لئے جائیں گے۔ جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ جو ریکروٹمنٹ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اس کے لئے ملازمتوں میں ہر ایک ممبر کو برابر کا حصہ ملنا چاہئے یہ نہ ہو کہ جو میٹنگ میں چلے جائیں وہ تمام اپنی اپنی سیٹیں لے جائیں اور جو کسی وجہ سے پیش نہ ہو سکیں تو انہیں وہاں اپنا حق نہ ملے تو میری بھی

گزارش ہے کہ ریکروٹمنٹ کمیٹیوں میں جو ملازمتوں کا طریقہ ہے وہ ہر ایک ممبر کو برابر کی سیٹیں ملیں' چاہے ایک آئے یا دو آئیں سب کو ملنی چاہئیں۔ اس کے بعد میری گزارش یہ ہے کہ سات مرلہ سکیم یا تین مرلہ سکیم جو ہے اس میں اقلیتوں کے لئے علیحدہ بستیاں قائم کی جائیں تاکہ انہیں عبادت گاہیں اور پینے کے پانی اور باقی تمام مراعات آسانی سے مل سکیں یہ نہ ہو کہ دو خاندانوں کو ایک کونے میں اور چار کو دوسرے کونوں میں' اس طرح ان کے شادی بیاہ میں جانے آنے کے لئے بھی دشواری' حفاظت کیلئے بھی دشواری پیدا ہوتی ہے۔ میری یہ بھی گذارش ہو گی کہ سینیٹرز اور قومی اسمبلی کے ممبران کو جو قرض حسنہ دیا جاتا ہے وہ صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کو قرضہ حسنہ ایک سال دیا گیا ہے باقی سالوں میں نہیں دیا گیا تو میری گزارش یہ ہے کہ صوبائی اسمبلی کے ممبران کو بھی قرض حسنہ ملنا چاہئے.....

جناب عثمان ابراہیم : جناب سپیکر! انہیں قرض حسنہ نہیں ملتا بلکہ وہ قرض حسنہ دینے کے لئے سفارش کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر : یہ درست ہے۔ قرض حسنہ دینے کی سفارش کے قابل بنایا جائے۔ لالہ صاحب آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اب تو پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ اور اس کے بعد ٹائم Extend نہیں ہو گا۔ کوئی بہت ضروری بات ہے آپ کی آخری تو آپ کر لیں۔

لالہ مہرلال بھیل : جی ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! Evacuee Property کی آمدنی سے جیسے عشروزکوۃ ہوتی ہے اسی طرح اس فنڈ میں سے اقلیتوں کی فلاح و بہبود کیلئے بھی فنڈ قائم کیا جائے۔ ہماری بیوگان اور معذوروں کو کوئی فنڈ نہیں ملتا۔ وہ ہماری اپنی پراپرٹی کا منافع ہوتا ہے اس لئے اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے عشرو زکوۃ کی طرح فنڈ قائم کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر : جناب پیٹر گل

جناب پیٹر گل : جناب سپیکر! بہت شکریہ' سب سے پہلے میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہوں گا کہ ترقیاتی بجٹ میں اقلیتوں کی کیا پوزیشن ہے ؟ وہ ایسے ہے کہ جب ہم الیکشن لڑتے ہیں تو ہمارا حلقہ سارا پنجاب ہوتا ہے لیکن جہاں پنجاب میں ڈویلپمنٹ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اس سے ہمارے ضلع کی نمائندگی ہوتی ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ ہمیں ہر ضلع کے لئے علیحدہ علیحدہ بجٹ دیا جائے یا ہمیں اتنا بجٹ دیا جائے کہ ہم ہر ضلع میں اپنی مرضی سے اور اپنی صوابدید

سے یہ بجٹ خرچ کر سکیں۔

سات مرلہ سکیم میں ہمیں ہمارا حق بالکل نہیں مل رہا۔ وہ اس لئے کہ ہر ایم پی اے اپنے اپنے علاقے میں چیئرمین ہے لیکن جہاں ہماری آبادیاں ہیں وہاں جو ہم فارم دیتے ہیں ان پر ہماری تصدیق ہوتی ہے لیکن وہاں کی یونین کونسل کے ممبر یا ایم پی اے کہتے ہیں کہ اس تصدیق کو منظور نہ کیا جائے۔ میری یہ تجویز ہے کہ جہاں ہماری کرسچن آبادیاں ہیں وہاں ہمیں بطور چیئرمین declare کیا جائے تاکہ ہم بھی سات مرلہ سکیم میں اپنا حق اپنی قوم کو دے سکیں۔

اسی پچھلے اجلاس میں اقلیتوں کے کوٹہ کی بات ہوئی تھی اور چودھری عبدالغفور صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ یہاں ایک کمیٹی بنائی جائے گی جس کی تجویز سموئل وکٹر صاحب نے پیش کی تھی کہ ہمیں پانچ فیصد کوٹہ سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ انہوں نے پندرہ فیصد کوٹے کی تجویز پیش کی تھی۔ لیکن چودھری عبدالغفور صاحب نے کہا تھا کہ ہم اقلیتوں کا کوٹہ برابر دے رہے ہیں۔ اس کے لئے یہ رائے پاس ہوئی تھی کہ ایک کمیٹی جناب وزیراعلیٰ کی زیر صدارت بنائی جائے گی اور اس میں یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ اقلیتوں کا پانچ یا دس فیصد کوٹہ انہیں مل رہا ہے یا نہیں۔ لیکن آج تک اس کمیٹی کے بارے میں ہمیں کوئی اطلاع نہیں ملی کہ آیا وہ کمیٹی بن رہی ہے یا نہیں۔

ہمارے قبرستانوں کا ایک اہم مسئلہ بھی ہے۔ آج سے سو سال پہلے جو قبرستان لوگوں کو ملے تھے آج بھی وہیں ہیں۔ بہت سے ڈی سی صاحبان کو سرکلر بھی جا چکا ہے لیکن آج تک جہاں بھی قبرستان میں ہل جوتا جاتا ہے ڈی سی صاحبان یا متعلقہ افسران کو اطلاع دی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود بھی کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میری یہ تجویز ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب کو ایک سرکلر جاری کرنا چاہئے کہ اگر قبرستانوں کی جگہ پر جہاں ہل جوتتے ہیں یا اس کی بے حرمتی ہوتی ہے اور جن کی نشاندہی کرائی جائے تو اس کا فوری طور پر ایکشن لیا جائے تاکہ ہمارے قبرستانوں کی بے حرمتی نہ ہو۔

جناب سپیکر! میری ایک اور بھی تجویز ہے کہ بلدیات کا الیکشن جو کہ اس وقت ہونے کے قریب ہے ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اس میں حلقہ بندی کی جائے اور الیکشن کو ایک ہی دن میں' جیسے کہ قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی کا الیکشن ہوتا ہے' اسی طرح سے بلدیات کے الیکشن بھی ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں ہونا چاہئے تاکہ جو لوگ چیئرمین کے خواب دیکھ رہے ہوتے ہیں وہ ہم لوگوں پر اثر انداز نہ ہو سکیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب پیٹر جان' آپ تو پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔ کیا آپ کچھ کہنا چاہیں گے۔؟

جناب پیٹر جان : جناب سپیکر' آپ کو کوئی اعتراض ہے ؟

جناب سپیکر : نہیں مجھے کوئی خاص اعتراض نہیں ہے۔ چونکہ آپ گورنمنٹ کے نمائندے ہیں۔ نارمل آپ بات نہیں کر سکتے۔

جناب پیٹر جان : میں نے اقلیتوں کے متعلق کچھ بات کرنی تھی۔

جناب سپیکر : آپ ایک دو منٹ میں ارشاد فرمایئے۔

جناب پیٹر جان : جناب سپیکر! میں آپ کا بہت بہت شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا۔ اور آپ کی اس رولنگ کے بعد کہ پارلیمانی سیکرٹری نہ تو تحریک استحقاق پیش کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کی طرف سے تحریک التوائے کار آ سکتی ہے۔ میرے لئے سوائے اس کے میں بجٹ تقریر میں اپنی قوم کے احساسات کو ریکارڈ میں لاؤں اور کوئی میرے لئے ذریعہ رہ نہیں جاتا۔ ہمارے ملک کے نامور عالم دین نے اخبارات میں یہ بیان جاری کیا تھا انہوں نے مناظروں میں عیسائی پادریوں کو شکست دے کر بائبل مقدس کو باطل قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کہانیوں پر مشتمل ایک کتاب ہے جس کی وجہ سے ہماری قوم میں ایک اشتعال پیدا ہوا۔ اور ان میں ....

وزیر آبکاری و محصولات : یہ بجٹ تقریر ہے آپ اس کے متعلق بات کریں۔

جناب پیٹر جان : منسٹر صاحب تشریف رکھیں۔ مجھے اپنی قوم کا نقطہ نظر پیش کرنا ہے۔

جناب سپیکر : بہتر یہ ہے کہ آپ to the point بات کریں تو بات زیادہ مناسب ہو گی۔ وقت بھی کم ہے اور ابھی دو منٹ میں آپ نے بات ختم کرنی ہے۔

جناب پیٹر جان : سر میں to the point ہی بات کرنے لگا ہوں۔ اس کی وجہ سے مسیحی قوم میں بہت ہی اشتعال پیدا ہوا ہے۔ وہ اپنے عقیدے اور اپنے آپ کو یہاں پہ محفوظ نہیں سمجھتے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مناظروں کا وقت نہیں ہے بلکہ اس وقت جتنی ملکی یکجہتی کی ضرورت ہے شائد کسی وقت بھی نہ پیش آئی ہو۔ ان کی خدمت میں سورہ آل عمران کی آیت نمبر 83 سے ترجمہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

بیگم نجمہ تابش الوری : پوائنٹ آف آرڈر سر' کیا پارلیمانی سیکرٹری ننگے پاؤں تقریر کر سکتے ہیں۔

جناب پیٹر جان : سر انہیں بتایا جائے کہ دوسروں کو اتنا غور سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ اس آیت میں کچھ یوں عرض ہے کہ " ہم ایمان لائے ان صحائف پر جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت اسماعیل علیہ السلام' حضرت اسحاق علیہ السلام' حضرت یعقوب علیہ السلام اور اس کی اولاد پر نازل کئے اور جو کتابیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتاریں۔ اور ہم ان نبیوں پر فرق نہیں کرتے " اب اللہ تعالیٰ تو سب نبیوں پر ایمان لانے اور تمام کتابوں کو ماننے کیلئے کہتے ہیں اور ایسے بیانات جاری کرنا کہ جس سے کسی قوم کی دلازاری ہو ـــــ

سید اقبال احمد شاہ : جناب سپیکر! یہ فرقہ وارانہ بات یہاں نہیں ہو سکتی۔ یہاں کسی فرقہ کے متعلق بات نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب' آپ نے ٹھیک فرمایا۔

جناب پیٹر جان : یہ بجٹ کا ہی حصہ ہے۔

جناب سپیکر : میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ نے اگر بجٹ پر کوئی بات کرنی ہے تو کریں ورنہ ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

جناب پیٹر جان : سر' میں صرف اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ کہوں گا کہ ایسے بیانات اخباروں میں نہیں آنے چاہئیں اور حکومت کو اس پر سختی سے نوٹس لینا چاہئے کیونکہ ہم کسی مناظرے سے نہیں ڈرتے۔ اگر کبھی موقع آیا تو ہم اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں اور ان کی تسلی کروا سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے سات مرلہ سکیم کے بارے میں عرض کرنا ہے کہ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ پنجاب میں جتنی بھی سات مرلہ الاٹمنٹ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں ان میں غیر مسلم اراکین اسمبلی کو شامل نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے اس کے مستحق افراد الاٹمنٹ سے رہ گئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اس ملک میں اسلامی قانون بنایا گیا ہے تاکہ زنا کے کیسوں کو نپٹایا جائے۔ زنا کے کیسوں میں ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی اغوا کا کیس ہوتا ہے اور کوئی غیر مسلم لڑکی اغوا ہو جاتی ہے تو اس کے بارے میں صرف یہ فتویٰ لے لیا جاتا ہے کہ یہ مسلمان ہو گئی ہے اور اس کی وجہ سے ملزم قرار واقعی سزا سے بچ جاتے ہیں۔ ایسے قانون میں بھی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ آخر میں میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح مرکز میں اقلیتی بہبود فنڈ رکھا گیا

ہے اسی طرح صوبہ میں بھی اقلیتی بہبود فنڈ رکھا جائے تاکہ عشر اور زکوٰۃ کے parallel ہم بھی مستحقین' بیوگان اور یتیموں کی خدمت کر سکیں۔ شکریہ

جناب سپیکر : جناب وزیر خزانہ

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر' میرے پاس راہی صاحب کے لئے ایک پیغام ہے۔ ابھی ابھی ایک صاحب فیصل آباد سے آئے ہیں انہوں نے کہا ہے کہ راہی صاحب کی فیصل آباد میں سخت ضرورت ہے۔

جناب سپیکر : راہی صاحب' آپ سنجیدہ ہیں۔

جناب فضل حسین راہی : سنجیدہ ہوں اور آج زندگی میں پہلی مرتبہ سنجیدہ ہوں۔

وزیر آبکاری و محصولات : راہی صاحب آپ سنجیدہ ہوئے ہیں۔ ان کے حلقے کے لوگ بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم نے تو انہیں ایک ممبر بنا کر بھیجا تھا لیکن یہ اسمبلی میں ممبر کا کردار ادا ہی نہیں کر رہے۔ ان کے حلقے کے لوگوں پر مجھے ترس آتا ہے۔ وہ بہت پریشان ہو کر یہاں آتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو آپ کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تھا اور آپ ہر وقت اسمبلی میں لوگوں کو disturb کرتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر : اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ راہی صاحب ہمیشہ اسمبلی میں پھلجڑیاں چھوڑتے ہیں' خوبصورت باتیں کرتے ہیں اور جب ماحول میں بڑی سنجیدگی ہوتی ہے تو اس وقت اس کو اپنی خوبصورت باتوں سے زعفران بنا دیتے ہیں۔ اس لئے میں نے پوچھا تھا کہ کیا آج آپ اس سنجیدہ ماحول کو زعفران بنائیں گے یا اور سنجیدہ بنائیں گے۔

جناب فضل حسین راہی : جناب والا! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے تقریر کرنی ہی تھی تو پھر یہ کورم کو ساتھ لے کر آتے' اگر کورم پورا ہو گا تو یہ تقریر کریں گے' اگر آپ ہاؤس کو اپنی مرضی سے چلانا چاہیں تو چلا سکتے ہیں میں تو قواعد و ضوابط کے مطابق پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں کہ ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر : گنتی کی جائے۔ کورم نہیں ہے تو گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(تین بج کر 31 منٹ پر گھنٹیاں بجائی گئیں۔)

تین بج کر اڑتالیس منٹ پر جناب سپیکر نے فرمایا۔

کورم نہیں ہے لہٰذا اجلاس پندرہ منٹ کیلئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اجلاس کی کارروائی کورم نہ ہونے کی وجہ سے پندرہ منٹ کیلئے ملتوی کی گئی)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے (گنتی کی گئی)

چونکہ کورم نہیں ہے لہٰذا ہاؤس اتوار کو 5 بجے شام تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 21 جون 1987ء بروز اتوار 5 بجے شام تک کیلئے ملتوی کی گئی)